إِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ إِلٰى رَبِّهٖ سَبِيلًا

یہ تو ایک نصیحت ہے پس جس کا جی چاہے (اس سے) اپنے رب عزوجل کی طرف راستہ اختیار کرے

ایک انمول ہیرا

یعنی

سیرتِ

حضرت عالی امام ربانی مجدد الف ثانی

الشیخ احمد فاروقی سرہندی قدس اللہ سرہ العزیز

تالیف

صوفی نثار الحق سیفی نقشبندی مجددی

(خلیفہ مطلق سلاسل اربعہ)

ناشر تبلیغ صوفیاء

مجدد الف ثانی ٹرسٹ

اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ، فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا

یہ تو ایک نصیحت ہے پس جس کا جی چاہے (اس سے) اپنے ربّ عزّ وجلّ کی طرف راستہ اختیار کرے

ایک انمول ہیرا

یعنی

سیرتِ

حضرت عالی امام ربانی مجدد الف ثانی

الشیخ احمد فاروقی سرہندی قدس اللہ سرہ العزیز

تالیف

صوفی نثار الحق حنفی سیفی نقشبندی مجددی

(خلیفۂ مطلق سلاسل اربعہ)

ناشر تبلیغ صوفیاء مجدد الف ثانی ٹرسٹ

نمبر شمار	☆ فہرست مضامین ☆	صفحہ نمبر
1	اصطلاحات مشائخ صوفیہ	4
2	اصطلاحات سلوک نقشبندیہ مجددیہ	12
3	اصطلاحات مجددیہ	12
4	غلط فہمی کی وجہ	14
5	نقشبندیوں کے مقررہ اصول	20
6	منقبت شریف یہی لاریب ہے سرچشمہ فیضان روحانی منقبت شریف	23
7	صالحین کے ذکر پاک کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے	25
8	مشائخ اولیاء کرام کے کلام کا سننا توفیق (زیادتی، شوق) کا موجب ہے	25
9	نفحات الانس میں حضرت شیخ ابوعلی شبولی کے حالات میں لکھا ہے	26
10	مجھے ان لوگوں میں سے بنایا ان لوگوں کو دیکھنے والوں میں سے بنا	26
11	ان کے کلمات ان کے حالات سنو اور ہر روز کچھ پڑھا کرو	27
12	حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں پیروں کی حکایتیں پڑھنا	27
13	حضرت شیخ المشائخ حاتم اصم فرماتے ہیں	27
14	حضرت غوث یزدانی ابویوسف ہمدانی سے لوگوں نے پوچھا	27
15	حضرت سراج السالکین شیخ فریدالدین عطار فرماتے ہیں	28
16	حضرت شیخ الشیوخ محمد پارسا رسالہ محبوبہ میں لکھتے ہیں	28
17	شیخ الاسلام عبداللہ انصاری ہروی فرماتے ہیں	28
18	ایک عارف سے لوگوں نے پوچھا	28

نمبرشمار ☆ فہرست مضامین ☆ صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	فہرست مضامین	نمبر شمار
46	جہانگیر بادشاہ آصف جاہ کی بات میں آ گیا	37
49	حضرت مجدد الف ثانیؒ جہانگیر بادشاہ کے دربار میں	38
49	جہانگیر بادشاہ کے دربار کی سیاسی تدبیر	39
51	حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مرید سپہ سالاروں کی دربار میں طلبی	40
55	حضرت مجدد الف ثانیؒ کا قید ہونا اور ہندو راجہ کا ایمان لانا	41
56	حضرت مجدد الف ثانیؒ قلعہ گوالیار میں	42
56	حضرت مجدد الف ثانیؒ زندان خانہ میں	43
58	قید و بند کی عظمتیں	44
60	سرکار دو عالم ﷺ قید خانہ میں تشریف لا کر حضرت شیخ احمد فاروقیؒ کو تسلی دیتے ہیں	45
61	حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کی گرفتاری پر مغل سپہ سالاروں اور امراء میں بغاوت	46
63	جہانگیر بادشاہ مہابت خانؒ کی قید میں	47
63	حضرت مجدد الف ثانیؒ کی رہائی کی شرط پر جہانگیر کو رہائی ملی	48
64	رہائی کے بعد جہانگیر بادشاہ نے کشمیر کا رخ کیا	49
65	جب حضرت مجدد الف ثانیؒ کی جلالی تربیت مکمل ہوئی	50
65	حضرت مجدد الف ثانیؒ قلعہ گوالیار سے باہر آتے ہیں	51
66	رہائی کی شرائط	52
66	حضرت مجدد الف ثانیؒ رہا ہو گئے	53
67	حضرت مجدد الف ثانیؒ کی رہائی کے بعد جہانگیر بادشاہ کی بیمار پرسی اور اس کا علاج	54

صفحہ نمبر	فہرست مضامین	نمبر شمار
68	سید فاروق القادری احیاءِ سنت کے سلسلے میں	55
68	ہندوستان میں اسلامی قوانین کا نفاذ	56
69	ایک تاریخی مثال	57
70	ایک ہزار سال بعد اسلام کی تقویت کا اصول	58
71	ہندوستان میں اسلام کا بول بالا	59
72	اکبر بادشاہ کا حشر دنیاوی بادشاہوں کا حشر	60
72	حضرت اورنگ زیب عالمگیرؒ نے پورے عالم اسلام پر احسان کیا ہے	61
78	منقبت شریف اس لئے تو شیخ سرہندی سے ہم کو پیار ہے منقبت شریف	62
80	سرکار دو عالم ﷺ کے علوم ظاہری اور باطنی کی نسبت	63
80	مقبول یزدانی مجدد الف ثانی کا ظہور اور نور محمدی ﷺ	64
81	راز سبحانی مظہریت محمدی ﷺ اور مجدد الف ثانیؒ	65
82	حضرت مجدد الف ثانیؒ امام شریعت و طریقت	66
83	آپؒ کا اسم، کنیت، لقب، ازلی نام اور مذہب	67
84	نسب شریف	68
85	مقامات خیر میں حضرت ابوالحسن زید فاروقی کا نسب نامہ ان کی تحقیق	69
87	محبوب سبحانی مقبول یزدانی مجدد الف ثانیؒ کی سلسلہ وار خلافت	70
92	منقبت شریف وہ مکتوبات دولت ہے مجدد الف ثانیؒ کی منقبت شریف	71
94	مجدد الف ثانی	72

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
73	علامات تجدید الف ثانی	94
74	یہ مجدد الف ثانی کہاں سے آیا	94
75	مجدد الف ثانی سے پہلے صرف صدی کے مجدد ہوا کرتے تھے	95
76	مولانا منظور نعمانی لکھتا ہے	96
77	نبی کریم ﷺ نے اپنی دعا میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مانگا	96
78	شخصیات کا انسائیکلوپیڈیا اور مجدد الف ثانی	97
79	مکتوبات شریف میں اپنے مجدد ہونے کا ذکر فرمایا ہے	97
80	حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہ کی خدمت میں ایک یہودی مشرف بہ اسلام ہوا	98
81	فضیلت مجدد الف ثانی	98
82	اب گیارہویں صدی کے سرے پر پہنچ چکے ہیں	99
83	اور آگے سنو حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی	99
84	منقبت شریف دل کھنچا جاتا ہے اس نور کے مرکز کی طرف منقبت شریف	100
85	حضرت علامہ عبدالحق محدث دہلوی اور شان مجدد الف ثانی	102
86	داؤد قیصری جو فصوص کے شارح ہیں	102
87	حضرت علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور مجدد الف ثانی	102
88	ایک عاقل خدا پرست شخص	102
89	شیخ احمد حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی ایک آفتاب ہیں	103
90	حضرت مجدد الف ثانی کامل مردوں اور محبوبوں میں سے ہیں	104

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
107	اردو دائرہ معارف اسلامیہ	109
108	عبد المجید سالک اور شان مجدد الف ثانیؒ	109
109	مولانا محمد سعید احمد اور مجدد الف ثانیؒ	110
110	یورپ کی نظر میں	110
111	پاکستان ہسٹری بورڈ کی تالیف	110
112	مجدد الف ثانیؒ کے اثرات کا ذکر نہ کیا جائے تو یہ تاریخ ہی نامکمل رہے	110
113	ڈاکٹر حفیظ ملک اور مجدد الف ثانیؒ	111
114	مشہور محقق پروفیسر عزیز احمد لکھتے ہیں	111
115	مجدد الف ثانیؒ کے اوضاع و اطوار میں مبالغہ تو درکنار اصل سے بھی کم لکھے گئے	111
116	اُن کی شان اس سے بھی اعلیٰ و ارفع ہے	112
117	دنیا اور خدا عزوجل میں وہی رشتہ ہے جو خالق و مخلوق میں ہوتا ہے اتحاد و حلول کی تمام تقریریں الحاد ہیں	112
118	حضرت مجددؒ الف ثانیؒ نے اپنا سر مبارک سینۂ اقدس تک مزار اقدس سے باہر نکالا	113
119	تم نے حضرت شیخ بہاء الدین نقشبند مشکل کشاہؒ میں ہم سے کونسی زیادتی دیکھی	113
120	اس ملک ہندوستان کے ایک شیخ طریقت نے مجھے کہا	113
121	مکاشفہ حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہؒ فرماتے ہیں	114
122	حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اور شان مجدد الف ثانیؒ	114
123	حضرت مجدد الف ثانیؒ بشکل مثالی مجھ پر ظاہر ہوئے تھے	115

نمبر شمار	☆ فہرست مضامین ☆	صفحہ نمبر

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
142	سرہند پہلے شیروں کا مرکز تھا بعد میں نقشبندی شیروں کا مرکز بنا	127
143	ایک مردِ خدا صاحبِ حال تھا	127
144	مجدد الف ثانیؒ کے نورِ قلبی کی شعاعیں بیت اللہ کا نور	127
145	حضرت شیخ المشائخ سلیم چشتیؒ کی نگاہ میں	128
146	شیخ المشائخ شیخ عبد القدوسؒ کے خلیفہ حضرت شیخ عبد العزیزؒ فرماتے ہیں	128
147	صدر جہاں کا حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بارے میں ایک خواب	128
148	روضہ مبارکہ کی تعمیر اور گنبد	129
149	سرہند شریف تقسیم سے پہلے	129
150	سرہند شریف کی فضیلت	130
151	سرہند شریف میں فیضان، برکات اور انوار کی بارشیں	130
152	حضرت مجدد الف ثانیؒ کے روضۂ اقدس کی فضیلت اور شان	130
153	اس بقعہ (قطعۂ زمین) کی طینت کی لطافت کہاں تک بیان کریں	131
154	طالبانِ حق واہلِ بصیرت پر مخفی اور نگاہ دور بیں پر پوشیدہ نہیں ہے	132
155	سرہند شریف بظاہر ہند اور باطنی طور پر ولایت کی کھڑکی ہے	133
156	سرہند شریف کی مسجد کی فضیلت	133
157	جنت کا ٹکڑا اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کا روضہ	134
158	منقبت شریف　سرہند بھی ہے خاتم ہستی کا نگینہ　منقبت شریف	134
159	شیخ المشائخ عبد القدوس گنگوہیؒ کی زبانی مجدد الف ثانیؒ کی پیدائش کی بشارت	135

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
249	عدمیت اور فنائے نفس کے بیان میں	203
250	مقام بقا کے بیان میں	210
251	مراتب ظلال اور ولایت صغریٰ کے بیان میں	211
252	ولایت کبریٰ اور مراتب اصول کے بیان میں	212
253	ولایت علیا کے بیان میں	216
254	کمالات نبوت کے بیان میں	218
255	پس خدائے پاک وراء الوراء اور پھر وراء الوراء ہے	225
256	کعبہ رُبانی کی حقیقت کے بیان میں	225
257	قرآن مجید کی حقیقت کے بیان میں	229
258	صلوٰۃ کی حقیقت کے بیان میں	230
259	معبودیت صرفہ کے بیان میں	233
260	نزول کے اس مرتبہ کے بیان میں جو لحوق حقیقۃ الحقائق سے متعلق ہے	234
261	تعین اول کے معنی کے بیان میں	237
262	تعین وجودی کے بیان میں	237
263	تعین جبی کے بیان میں	238
264	فوق تعین جبی کے بیان	239
265	اس مقام پر دو سوال پیدا ہوتے ہیں	241
266	منازل کے قطع کرنے اور اپنے اصل تک پہنچنے اور مراتب نزول کے بیان میں	244

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
321	حضرت مجدد الف ثانیؒ روحانی طور پر تشریف لے آئے	286
322	بادشاہ کا دل خان خانان سے صاف ہو گیا	286
323	اس عقدے کا حل صحبت پر موقوف ہے	287
324	تین ختم قرآن تک جو ہماری دائگی سنت ہے	288
325	جب تک ہم فقراء یہاں ہیں ان کی رعایت کر کے یہ دیوار نہیں گرے گی	288
326	تیرے دل پر کسی عورت کا نقش قدم ایسا جما ہوا ہے	288
327	خاطر جمع رکھو کہ تمہارے گھر والے سوائے ایک ملازمہ کے سب محفوظ رہیں گے	289
328	نذر قبول نہیں فرمائی	289
329	ہم نے اس کی مغفرت کے لیے فاتحہ پڑھ دی ہے	290
330	میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اُٹھ جاؤ	290
331	بلکہ روئے زمین کو چھان مارا کہیں نہ پایا	290
332	تم کو حج کے میدان میں نہیں دیکھا	291
333	اپنا ہاتھ مجھے دو	291
334	حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تحریر اس کے پاس تبرک کے طور پر ہے	291
335	قلعہ نواب مرتضٰی خان کے ہاتھوں فتح نہ ہوگا	292
336	(انشاء اللہ) تمہاری فتح ہوگی خاطر جمع رکھو اور جاؤ	292
337	حضرت مجدد الف ثانیؒ کی غیرت کی تلوار سے کٹ کر جدا جدا ہو گئے اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے	293
338	اے شخص جو نعمت تجھ کو حاصل ہوئی ہے تیرے معاصرین میں سے کسی کو نہیں ملی	294

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
339	میں نے ان کو اپنی ضمانت میں لے لیا ہے اب جلد ہی صحت یاب ہو جائیں گے	295
340	حضرت مجدد الف ثانیؒ کی برکت سے دو رکعتوں میں اکیس پارے پڑھے	296
341	جلدی آؤ اور پڑھو کہ خیر ہے	296
342	تمہارا منصب ہزاری تک نظر آتا ہے	297
343	حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے کھڑا کر دیا	297
344	ایسا نہ ہوگا اور حاکم ذلیل ہوگا	297
345	اتنے میں ایک دہقان نے دور سے دیکھ لیا	298
346	اگر میری تین باتوں کا جواب (جو میرے دل میں ہیں) وہ دے دیں گے	298
347	ان کی آنکھوں سے آنسو اس طرح جاری ہوئے	299
348	میری رہائی (انشاءاللہ) ضرور ہونے والی ہے	300
349	حضرت مجدد الف ثانیؒ نے تبسم فرمایا	301
350	ان دنوں خود کو معطل اور بے کار پا رہے تھے	301
351	اگر ایسا نہ ہوتا تو ان کا حصول ممکن نہ تھا	302
352	دونوں رخساروں پر لفظ "اللہ" لکھا ہوا پاتا تھا	302
353	جب میں نے ان کی طرف رخ کیا تو دیکھا کہ وہ فقیر بھی حضرت امام ربانیؒ ہی تھے	302
354	میں پہلے مست تھا اور اب دنیا کا کاروبار نظر آنے لگا	303
355	میرے دل کو اپنی طرف کھینچ لیا	304
356	حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہت شان وشوکت کے ساتھ دیکھا	304

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
375	جو کچھ کہ میں نے ایک ساعت میں حاصل کیا بیس سال کی ریاضت میں نہیں پایا	315
376	برے کام کیلئے طاقت ہی سلب ہوگئی	316
377	آواز دی کہ اے نور محمد کچھ خوف نہ کرنا	316
378	درویشوں کے کام کے نہیں ہیں	317
379	امیرانہ لباس پہنا یا وہ شخص جانی اور مالی نقصان میں مبتلا ہوا	317
380	مانگ کیا مانگتا ہے (انشاءاللہ) وہی ملے گا	318
381	حضرت مجدد الف ثانی کے فرمانے کے مطابق وہ فتنہ فرو ہو	318
382	اس جنگ میں مرتضیٰ خان صاحب کی فتح ہوگی	318
383	حضرت خواجہ خواجگان شیخ بہاء الدین والدین نقشبند کے نام نذر دیتے رہو	319
384	اے شخص میں تیرے دل میں تاریکی دیکھتا ہوں، کیا بات ہے	319
385	ساٹھ سال کے بعد واقع ہوگی تو ایسا ہی ہوا	319
386	تم کو دنیا کے اجازت نامے کی بجائے آخرت کا اجازت نامہ دیا گیا	320
387	فرمایا کہ تم تو شک و شبہ اور تردد سے کہتی ہو	321
388	فرمایا کہ ان میں سے کسی بھی جگہ نہیں	321
389	اپنی عمر تریسٹھ سال سے زیادہ سے نہیں پاتا	321
390	حضرت مجدد الف ثانی نے بات پوشیدہ رکھتے ہوئے اپنے انتقال کی خبر کردی	321
391	چند روز ٹھہر جاؤ	322
392	۲۸ صفر المظفر کو رحلت فرمائی	322

نمبر شمار	☆ فہرست مضامین ☆	صفحہ نمبر

نمبر شمار ☆ فہرست مضامین ☆ صفحہ نمبر

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
427	لازمی طور پر وہ (ان کے) منکر ہو گئے	351
428	اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ خُلِقْتُ مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ وَالْمُؤمِنُوْنَ مِنْ نُوْرِیْ	351
429	میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں	351
430	آقائے دوجہاں ﷺ کو شب معراج میں (جسد عنصری کے ساتھ)	352
	جہاں تک حق تعالیٰ نے چاہا سیر کرائی گئی	
431	اتباع سرکار دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ	352
432	بعض بدعتیں علماء اور مشائخ نے اچھا سمجھا ہے	353
433	نیت کیلئے معتبر محل قلب ہے	354
434	ترک شدہ سنتوں میں سے کسی سنت کو زندہ کرے	354
435	کسی بدعت کو ختم کردے	354
436	اپنے شیوخ کے عمل کا بہانہ بنا کر امور مخترعہ (خودساختہ امور) کو اپنی عادت نہ بنائیں	354
437	شریعت کی طرف رہنمائی کریں	354
438	مدنی تاجدار ﷺ کی سنتوں میں سے کوئی سنت زندہ کی جائے	355
439	تمام فضیلت احمد مجتبیٰ ﷺ کی روشن سنت کی تابعداری پر وابستہ ہے	355
440	شریعت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے	355
441	کل قیامت کے روز شریعت کی بابت پوچھیں گے، تصوف کے متعلق نہیں پوچھیں گے	356
442	اگر میں پیری مرشدی کروں تو دنیا میں کسی پیر و مرشد کو کوئی مرید نہ ملے	356
443	سرکار دوعالم ﷺ سے تشبیہ نہایت سعادت ہے	357

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
444	منقبت شریف: وہی سرہند جو رفعت پناہ تھا بادشاہوں کا	358
445	شیطان جب طاعت ونصیحت کے راستہ سے (انسان میں) داخل ہوتا ہے	358
446	اپنے بندوں کے رزق کا خود کفیل و ذمہ دار ہے	359
447	بے ریش لڑکوں اور خوبصورت عورتوں کو دیکھنا منع ہے	359
448	اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا ہے اس کی طرف نظر نہیں کی	359
449	نفل کی فرض کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں	360
450	عبادات نافلہ کی، عبادات فرائض کے مقابلہ میں کوئی اہمیت نہیں	360
451	فرض اور نفل نمازوں کے بارے میں	361
452	دنیا دار عمل ہے اور دار جزا آخرت ہے	361
453	نماز کو عمدہ طریقے پر ادا کرنا چاہیئے	361
454	اول عقیدہ درست کریں اور بعد میں اعمال کا بجالانا ضروری ہے	362
455	اگر وہ تمام رات سوتا رہتا اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتا	362
456	نماز کے قیام میں آنکھوں کو بند کرنا بدعت ہے	363
457	اکثر خواص وعوام کے نوافل ادا کرتے ہیں اور فرض نمازوں میں سستی کرتے ہیں	363
458	نماز میں اشارۂ سبابہ کرنا مسئلہ	366
459	تو ہم کہتے ہیں کہ مقلد کا علم اس کے حلال وحرام ہونے کے ثبوت میں معتبر نہیں	367
460	کیونکہ نماز کی بنا سکون ووقار پر ہے	368
461	مسئلہ لباس	369

نمبر شمار	☆ فہرست مضامین ☆	صفحہ نمبر

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
516	(طالب) سب سے پہلے شیخ (کامل) تلاش کرے	414
517	راہ طریقت پر چلنے والوں کیلئے	416
518	اول عقیدہ دوم احکام شرعیہ سوم صوفیہ کرام کا طریقہ	416
519	یہ راہ سلوک کل سات قدم ہیں	416
520	وصول الی اللہ کے طریقہ کے دو جزو ہیں	417
521	اصل مقصود یہ ہے	417
522	یہ حالت فنا سے تعبیر کی گئی ہے	418
523	یہ جملہ سکر کی حالت میں کہا گیا ہے۔ ارباب استقامت ایسا نہیں کہتے	418
524	مجددیہ میں دس سال کے اندر سلوک مکمل ہو جاتا ہے	418
525	دائرہ امکان کا نصف (زیریں نصف حصہ)۔ حصہ عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک ہے	418
526	ستّر ہزار پردوں کا ذکر	419
527	سلوک کی راہ سے مقصود احکام فقہیہ کے ادا کرنے میں آسانی ہو	419
528	یہ سب لہو ولعب میں داخل ہیں	419
529	مشکل دور ہو جائے جو نفس کی امارگی سے پیدا ہوتی ہے	420
530	آپ ان کو طریقہ سکھائیں	420
531	جو ان سے محروم رہا وہ بڑے خسارے میں پڑ گیا	420
532	اگرچہ نفس مقام اطمینان میں پہنچ جاتا ہے لیکن اپنی سرکشی سے باز نہیں آتا	421
533	اس سے مراد جہاد بالنفس ہے	421

نمبرشمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
534	لیکن نفس کے مطمئنہ ہو جانے کے بعد اس پر اعتراض کرنے کی گنجائش نہیں ہے	422
535	پس اس تقدیر پر کعبہ اولیاء کی زیارت کیلئے آتا ہے	422
536	مطلوب حقیقی (اللہ تعالیٰ) تک پہنچنے کے مقابلے محض بیکار ہے	422
537	اس کی صحبت کو زہر قاتل جاننا چاہیے	423
538	وہ آپ کے احوال کا عکس ہیں	424
539	تا کہ طالبوں کی زیادہ سے زیادہ ترقی کا باعث ہو	424
540	اے یعقوب! جو کچھ ہم سے تمہیں پہنچا ہے وہ مخلوق کو پہنچاؤ	424
541	طریقہ کے تعلیم دینے کی جو اجازت دی گئی ہے	425
542	ہرگز اس بات کو پسند نہیں کر سکتے تھے کہ ابتدا یا آخر (عمر) میں بغیر اجازت کے مرید کریں	425
543	اگر شیخ اظہار حق میں سستی کرے گا تو یہ خیانت ہوگی	426
	اور اگر مرید کو یہ بات پسند نہ آئے تو وہ بد نصیب ہے	
544	ان کی طلب میں سستی واقع ہو جائے گی	426
545	بزرگوں نے کہا ہے کہ پیر کو چاہئے کہ مرید کی نظر میں خود کو شان و شوکت سے رکھے	426
546	شیخ حسن کو بھی چاہیئے کہ اپنے پیر بھائیوں کے دل کی محافظت کریں	427
547	ایسا نہ ہو کہ اس امر میں آپ کا استدراج مطلوب ہو	427
548	فیض و برکات کی دولت بظاہر کہیں سے بھی پہنچے	428
549	مشائخ کی صورتیں حقیقۃً شیخ مقتدا کے لطائف ہیں	428
550	صوفیاء کرام کے فضائل	428

نمبر شمار	☆ فہرست مضامین ☆	صفحہ نمبر

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
587	وحدۃ الشہود کا نظریہ	449
588	(تصور شیخ) رابطہ کی سنیت اور اولویت روز روشن کی طرح ثابت ہے	459
589	تصور شیخ شرک نہیں محرابوں اور مسجدوں کی نفی کیوں نہیں کرتے	460
590	(تصور شیخ) سے زیادہ قریب ترین طریق کوئی نہیں ہے	461
591	مرشد کی صورت	461
592	(تصور شیخ) نظر قلبی امراض کو شفا بخشتی ہے	461
593	عجائب وغرائب کے ظہور کا یہی ذریعہ ہے	461
594	"ھذا حرام" یہ تو حرام ہے	462
595	تعجب ہے کہ مولوی سید احمد بریلوی نے	463
596	تصور شیخ کا احسن طریقہ	463
597	جس بزرگ سے تلقین ذکر ہوئی ہو	463
598	شیخ کے اذن۔ واجازت کے بغیر۔ دعوی مشیخت کرنے والا	463
599	انوار قدسیہ میں ہے	463
600	آج کل کے ناقص پیر	464
601	پیری ومریدی، کلاہ وشجرہ پر موقوف نہیں	464
602	پیر کی اجازت کے بغیر اس شخص کے پاس جائے	464
603	ایسے مرید پر افسوس ہے	465
604	زمین کا ضائع وبیکار کرنا دو طرح پر ہے	465

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
620	وہ شخص بہت ہی بد قسمت ہے جو اس طریق (عالیہ نقشبندیہ) میں داخل ہوا اور استقامت	474
621	اختیار نہ کرے	
622	آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر شمس دین طعنہ زند بر دہ! سُخرہ کند بر چلہ	474
623	نقشبندیوں کیلئے تین چیزوں کا ہونا لازمی	475
624	نقشبندی کیلئے سنی ہونا لازم ہے	475
625	سالکوں کو بھاری نفلی ریاضتوں سے نجات مل گئی	475
626	فنا فی اللہ اور بقا باللہ اور ولایت خاصہ	476
627	نقشبندیوں کا طریقہ نہایت بدایت میں درج ہے	477
628	طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں رفعت التزام سنت اور بدعت سے اجتناب	477
629	نقشبندی سلسلہ میں زبان سے ذکر کرنا بدعت فی الطریقہ	478
630	فضیلت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور پیر ہدایت علی	478
631	چاروں سلاسل میں سے کونسا سلسلہ اختیار کرنا چاہیئے	479
632	تمام طریقوں میں زیادہ قریب نقشبندیہ طریقہ ہے	480
633	حضرات نقشبند کا طریقہ بہت آسان اور قریب ہے	480
634	عزیمت پر عمل رخصت سے اجتناب	481
635	اکابرین نقشبندیوں کی عبارات ہماری نسبت تمام نسبتوں سے فائق ہے	481
636	نقشبندیوں نے سیر کی ابتداء عالم امر سے کی	482
637	نقشبندیوں کو دیگر سلاسل پر کئی وجوہ سے فضیلت ہے	483

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
656	سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی عظمت	500
657	نقشبند کا لقب اور اس کی حقیقت	501
658	طریقۂ عالیہ نقشبندیہ کی فضیلت اور القاب	501
659	جس نقشبندی کے پاس تو بیٹھا اور تیری دلجمعی نہ ہو تو اس نقشبندی سے بھاگو	505
660	نقشبندیہ طریقہ عروۃ الوثقیٰ ہے	505
661	سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کی فضیلت مثالی طریقے سے	505
662	چار نہریں عالیہ نقشبندیہ۔ عالیہ قادریہ۔ عالیہ چشتیہ۔ عالیہ سہروردیہ	506
663	نقشبندیو ہوشیار لحہ بہ لحہ	506
664	تمام کمالات نقشبندیوں کے حوالے کر دیئے	506
665	سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو چھوڑ کر دوسرے سلسلہ میں مرید ہونا	507
666	نقشبندی حضرات، مرید اور خلفا، اپنے مشائخ کے سامنے اپنے خواب اور واقعات کا بھروسہ نہیں کرتے	507
667	سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بعض دوستوں کو جلد اثر نہیں ہوتا اس کا علاج	507
668	نقشبندیوں کی قدرت اور طاقت	508
669	اپنے خلیفہ پر یقین اور ایک ہفتہ میں ولایت فنا فی للہ بقا باللہ ولایت خاصہ	508
670	بشپ جان اے سبحان نے حضرت مجدد الف ثانی کی سیرت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے	509
671	اپنے کمال کے حصول اور سلوک کی تکمیل کی خبر بھی دے دی	509
672	سلطان شاہ جہاں کے بڑے بیٹے دارا شکوہ کا حشر	510

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
673	آپ کی طبیعت سنبھلنی شروع ہوگئی	510
674	خلفاء حضرات سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا ہدایت کی صلاحیت کے باوجود سلسلہ کا کام نہ کرنا	511
675	وصل اعدام تجھ سے گر ہو جائے۔ شاہ مردوں کا کام مردِ دانائی سے ہو جائے	511
676	نقشبندی مشائخ صحیح معنوں میں شریعت کے عالم و مبلغ ہیں	512
677	ایک ہفتہ میں فنا اور ایک ماہ میں سلوک باطن	512
678	خوارق کرامات پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے ولایت بڑی نعمت ہے	512
679	موافقت کرنے والوں کی صحبت	513
680	خلوت و صحبت ایک دوسرے کی ضد ہیں	513
681	سلسلہ عالیہ قادریہ افضل ہے یا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ افضل ہے	513
682	لہٰذا طریقت کی محافظت انتہائی ضروری ہوئی	514
683	حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند نے فرمایا ہمیں خواب میں دیکھا ہے تو کافی ہے	514
684	وصل عریانی کا دم مار نہ بلکہ مطلوب کے حاصل ہونے سے ناامیدی	515
685	مردوں کو بھی اپنی نسبت عطا فرما دیا کرتے تھے	515
686	مرید کو وفات کے بعد خدا کا ولی بنایا	516
687	آتش دوزخ سے آزاد ہے۔ مجھے بشارت دی گئی ہے	516
688	جو کوئی اس راہ روشن (طریقہ بسلسلہ نقشبندیہ) پر ہوگا میں نے ان سب کو بخش دیا	516
689	سلسلہ عالیہ نقشبندیہ (مجددیہ) کی بخشش	516
690	غیب کی خبر	517

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
691	پہلے مریدوں کو بہشت میں پہنچائیں گے بعد میں پیر صاحب جائیں گے	517
692	حضرت مجدد الف ثانی ہاتھ میں عصاء لئے ہوئے پل صراط پر کھڑے ہیں	517
693	نقشبندی دوسرے طریقہ سے پہلے جنت میں جائینگے	517
694	حضرت شیخ المشائخ شاہ غلام علی دہلوی دعا فرماتے ہیں	518
695	رد شیعہ	518
696	افضلیت شیخین رضی اللہ عنہما	518
697	حضرت ابو عبد اللہ کا کہنا ہے	549
698	پہلا باعث	550
699	دوسرا باعث	551
700	جوابات	551
701	مشائخ نقشبندیہ مجددیہ نے مجدد الف ثانی کے حق میں تین سو ساٹھ رسالے لکھے	552
702	حضرت مجدد الف ثانی کے معترضین اور اُن کی تردید	552
703	ولی کامل شیخ طریقت	553
704	عصر حاضر کے سکھ محققین نے اپنی جانبدار اور جذباتی تحریرات میں اعتراف کیا ہے	555
705	حضرت قطب الاقطاب خواجہ رضی الدین باقی باللہ کا وصال	555
706	حضرت مجدد کے کلام پر مخالفین کے رد میں اور آپ کے کلام کے مدائح کے بیان میں	558
707	بعض مخالفین اپنی زبان پر یہ شبہ لاتے ہیں	558
708	جن کے دلوں میں بیماری ہے	559

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
709	اعرض محض اس لیے ہے	559
710	اس اعتراض کے جواب میں مزید یہ بھی کہا جاسکتا ہے	560
711	حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا کہ جب تک کسی کو عقلی اور نقلی علوم میں پوری مہارت نہ ہو	566
712	حضور غوث الاعظم سے حضرت مجدد الف ثانی کی محبت وارتباط	567
713	امام اعظم ابو حنیفہ کا ایک تعجب خیز واقعہ	567
714	حضرت خواجۂ خواجگان شیخ بہاء الدین کے زمانہ میں ایک محدث تھا	568
715	ایک شخص حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی کی غیبت کیا کرتا تھا	568
716	حضرت شیخ المشائخ مولانا خالد نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانے میں	568
717	حضرت غوث الاعظم سیدنا عبد القادر جیلانی کے زمانہ میں	568
718	یہ ایک ایسا فتنہ تھا	569
719	غیروں کی پتھر سے وہ چوٹ نہیں لگتی جو اپنوں کے پھول سے لگتی ہے	569
720	دین اکبری کو فنا کے گھاٹ کس نے اتارا ہر فرعونے راموسیٰ	569
721	مناجات	570
722	فرمان سیدی سردار ما مجدد الف ثانی سرہندی فاروقی	570
723	کتابیات	571
724	کتابیات	572
725	کتابیات	573
726	کتابیات	574

نام کتاب　انمول ہیرا یعنی سیرتِ حضرتِ عالی امامِ ربّانی مجدّدِ الفِ ثانی الشیخ احمد فاروقی سرہندی قدس اللہ سرہ العزیز

تالیف　صوفی نثار الحق حنفی سیفی نقشبندی مجددی (خلیفہ مطلق سلاسل اربعہ)

اشاعت بار اول　محرم الحرام مارچ 2004

تعداد　ایک ہزار، 1000

ناشر　تبلیغ صوفیاء مجدد الف ثانی ٹرسٹ

ملنے کا پتہ　اورنگی ٹاؤن سیکٹر ایف، 4 مجاہد کالونی مومن آباد پلاٹ نمبر 82 خانقاہ شریف ٹیلی فون نمبر 6690544

کمپوزر　ملک آصف اقبال نقشبندی، محمد نعیم خان نقشبندی، قاری محمد ایاز خان انصاری

کمپوزنگ　نقشبند کمپیوٹر سروسز

نقشبند کمپیوٹر سروسز　اعوان ہاؤس پلاٹ نمبر۔ H-650 نزد ملک چوک مومن آباد اورنگی ٹاؤن کراچی-41 پوسٹ کوڈ ۷۵۸۰۰

ملک آصف اقبال نقشبندی موبائل نمبر۔ 0320-5042966

کل صفحات 616

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار انند
کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را

از دل سالک رہ جاذبہ صحبت شاں
می بردو، وسوسہ خلوت و فکر چلہ را

قاصرے گر کند ایں طائفہ را طعن و قصور
حاش للّٰہ کہ برآرم بزباں ایں گلہ را

ہمہ شیران جہاں بستۂ ایں سلسلہ اند
روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم وعلیٰ اٰله واصحابه اجمعین

خدا در انتظارِ حمدِ ما نیست
محمد ﷺ چشم بر راہ ثنا نیست

محمد ﷺ حامدِ حمدِ خدا بس
خدا مداحِ شانِ مصطفیٰ ﷺ بس

ہدفِ لعنتِ خدا آمد
دنیا ہر چہ ہست در دنیا

غیر ذکر خدا کہ صاحبِ ذکر
درود عالم برحمت ہست اولیٰ

دوستی مغز و پوست دشمنی است
تا کے از مغز سوئے پوست روید

بھدایا کنید وا دوستند
تا بہم زاں وسیلہ دوست شوید

قیمت عطار و مشک اندر جہان کا سر شود
چوں بر افشاند صبا زلفین عنبر سائے تو

نثار الحق نقشبندی

اصطلاحات مشائخ صوفیہ

آثار ☆ اثر کی جمع، نشانیاں ظاہری وباطنی حالات جن سے کسی شئے کی حقیقت معلوم ہو۔

احوال ☆ حال کی جمع، کیفیت، سالکان طریقت کے نزدیک قلبی واردات کا نام ہے۔

ازل ☆ ماضی کی ہیشگی جس کی کوئی ابتدائی حد نہ ہو۔ ازلیت اللہ تبارک و تعالیٰ کی صفت ہے۔

تجلی ☆ غیبی انوار جو دل کو روشن کرتے ہیں یہ دو طرح کے ہیں۔ تجلی ذاتی و تجلی صفاتی۔

تفرقہ ☆ ہر تعلق سے بے نیاز ہوجانا، اس کی ضد جمعیّت ہے یعنی ذات واحد کے مشاہدے میں کھوجانا۔

جمعیت ☆ ماسوا اللہ سے بے نیاز ہوکر ذات حق میں منہمک ہوجانا۔

سالک ☆ معرفت وسلوک کی راہ پر چلنے والا صوفی جو تقرب الٰہی کا طالب ہو۔

کشف ☆ کھولنا ظاہر کرنا وہ درجہ جہاں پہنچ کر اولیاء اللہ رحمہم اللہ علیہم اجمعین پر غیب کے اسرار کھل جاتے ہیں۔

حقیقت ☆ وصل حق کے مقام پر اقامت اور محل تنزیہہ پر استقامت کا نام ہے۔

مظاہر ☆ مظہر کی جمع ظاہر ہونے کی جگہ، کسی شئے کا مظہر خود اس کی اپنی صورت ہوتی ہے اور صورت معقول یا محسوس ہونے کی دلیل ہے۔ انسان کے جملہ اسماء وصفات اللہ تبارک وتعالیٰ کے مظہر ہیں۔ اسی لئے معرفتِ خداوندی حاصل کرنا اس کے خصائص میں داخل ہے۔

تعینات ☆ عین کی جمع، پہچان، اصطلاح صوفیہ میں تعین اوّل سے مراد وحدت اور تعین دوم وحدانیت ہے۔ تعین ہی کے ذریعے ایک شئے کو دوسری شئے سے پہچانا جاتا ہے۔

حق ☆ حق سے مراد حق تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ کیونکہ یہ اسمائے باری تعالیٰ میں ایک اسم ہے۔ جیسے فرمایا "ذالک بان اللہ ھو الحق" "یہ بات اس لئے کہ اللہ تعالیٰ حق ہے۔"

علائق ☆ کمتر درجہ کے اسباب جن میں الجھ کر طالب اپنے مقصود سے بے بہرہ ہوجائے۔

محدث ☆ جس کا وجود بعد میں ظاہر ہوا ہو یعنی جو پہلے نہ تھا اور بعد میں وجود میں آیا۔

قدیم ☆ جس کا وجود ہمیشہ سے تھا اور رہے گا۔ یہ سوائے ذات حق کے اور کچھ نہیں۔

ازل ☆ وہ جس کی ابتداء نہ ہو، وہ نقطہ آغاز جس کا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو علم نہ ہو۔

أبد ☆ وہ انتہا جس کی انتہا نہ ہو، وہ نقطہ اختتام جس کا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو علم نہ ہو۔

صفت ☆ وہ چیز جو قابل بیان ہو بغیر اپنے وجود کے یعنی جس کا اپنا وجود نہ ہو، صرف موصوف کی موجودگی میں

صورت پذیر ہو۔

اذواق ☆ وہ مقام ہے جس میں بندہ خدا کے اسماء وصفات کے آثار دیکھتا ہے۔ اذواق وہ حالت جو کلام محبوب سن کر طالب میں پیدا ہوتی ہے۔ مشاہدۂ حق پہلا اثر ذوق ہے۔ صوفیہ نے درجہ اول کے شہود کو ذوق کا نام دیا ہے۔

ارباب جہل ☆ طالبوں کی وہ قسم جو طلب میں مردہ دل اور ادراکِ حقائق سے عاری ہو۔

ارباب کشف ☆ وہ اصحاب جو مشاہدۂ حق اور اس کی تجلی میں تکرار نہیں کرتے۔

استہلاک ☆ ہر وقت مشاہدۂ جمالِ الٰہی میں ڈوبے رہنا، اپنی ذات کو ذاتِ حق میں مستہلک پانا۔

اسماء وصفات ☆ اسم اس لفظ کو کہتے ہیں، جس سے حق تعالیٰ کی طرف اشارہ کیا جائے اور وہ اشارہ اس کی ذات سے ہو یا صفت سے۔

اسم صغیر ☆ انسان کا خلق (عالم خلق) اور امر (عالم امر) کا جامع ہو کر اس اسم کا مستحق ہونا۔

اعدام ☆ اعیان ثابتہ جو علمِ حق تعالیٰ میں تو موجود ہیں لیکن خارجاً معدوم ہیں۔

اعدام اضافیہ ☆ جن پر آثار و احکام کا تحقق ہو۔ جو فیضانِ وجود کے بعد وجود کا صالح ہو۔

بازگشت ☆ طالب بوقتِ ذکر اپنے دِل میں یہ دعا کرے ''الٰہی میرا مقصود تو اور تیری رضا ہے''

بعد الجمع ☆ نفس کو حقیقتِ فنا ملنے کے بعد اسے دعوت و ارشاد کا حق مل جاتا ہے اس مقام کو بعد الجمع کہتے ہیں۔

تجلی ☆ ذات و اسماء وصفات و افعالِ الٰہی کا کسی پر پڑنے کا نام تجلی ہے۔ اس کی بہت سی اقسام ہیں۔

تجلی افعال ☆ اللہ تعالیٰ صفاتِ افعالی اور صفاتِ ربوبیت سے سالک پر ظاہر ہوتا ہے۔ تجلی افعالی کے وقت بندہ افعال کی نسبت اپنی طرف نہیں کر سکتا۔

تجلی ذات ☆ جب ذات کی تجلی سالک پر ہوتی ہے تو سالک فانی مطلق ہو کر اپنے علم و شعور سے بے تعلق ہو جاتا ہے۔

تجلی ذاتی ☆ اس میں فنائیتِ عبد کے بعد بقائے حق سے باقی ہونے کو بقا باللہ کہتے ہیں۔

تجلی ذاتِ بحت ☆ بحت کہتے ہیں خالص کو تجلی ذات (ر۔ک بآں) کی تعریف کے پیشِ نظر اسے فنائیت خاصا کہہ سکتے ہیں۔

تجلی فعلی ☆ اس میں سالک صفاتِ فعلیہ ربوبیہ میں سے کسی صفت کے ساتھ حق تعالیٰ کو متجلی پاتا ہے۔ اس میں بندے سے قول و فعل و ارادہ سلب ہو جاتا ہے اور وہ ہر چیز میں قدرت کو دیکھتا ہے۔

تنزلات ☆ وجود نے مرتبۂ وراء الوراء سے جن منازل سے علی الترتیب نزول فرما کر کائنات میں گلشن آرائی کی

انھیں تنزلات سے موسوم کرتے ہیں جملہ تنزلات شہود سے واقع ہوئے ہیں۔

تمکن وثبات ☆ وہ مقام ہے جس میں سالک مغلوب الحال نہیں ہوتا، تلوین کا متضاد ہے۔

توجہ ☆ تمام ما سوی اللہ سے روگردان ہو کر حق تعالیٰ کی جانب متوجہ ہونا۔

جمعیت قلبی ☆ ہمت کو مجتمع کر کے اپنی توجہ سوئے حق کرنا اور دل کو ما سوی سے کندن کرنا۔

حضور ☆ قلب کا خلق سے غافل ہو کر حق تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونا۔ مقام وحدت، صاحب لمع کہتے ہیں کہ حضور سے مراد حضور قلب ہے۔

حق ☆ صوفیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کو کہتے ہیں۔ چنانچہ ''حق بسیط'' اسی طرح اصطلاحاً مستعمل ہے۔

حقیقتِ حال ☆ طالب کے احوال وواردات (ر۔ک بآں) میں بعض اوقات خاص لمحات میں ''غلبۂ احوال'' سے افاقہ ہوتا ہے خصوصاً نماز کے اوقات میں ایسی حالت کو جو غیر استقراری ہو، حقیقتِ حال کہتے ہیں۔

ذکر ☆ اللہ کی یاد۔ یاد الٰہی میں جمیع غیر اللہ کو دل سے فراموش کر کے حضور قلب کے ساتھ قرب ومعیت حق تعالیٰ کا انکشاف حاصل کرنے کی کوشش کو ذکر کہتے ہیں۔

رضا ☆ محبت خدا میں کسی حالت میں بھی فرق نہ ڈالنا، خوشی، غم اور تکلیف میں رضائے الٰہی پر شاکر رہنا

رویت ☆ کسی چیز کو آنکھ سے دیکھنا نہ کہ بصیرت سے معلوم کرنا۔ رویت حق ولقاء خدا۔

زوال عین ☆ عین سے مراد عین ثابت ہے جو کہ عالم کے اس آئینہ کو کہتے ہیں جو علم حق تعالیٰ میں قبل تخلیق عالم موجود تھا اور اب بھی ہے۔ اس مقام کو واحدیت بھی کہتے ہیں۔

سکر ☆ بے خودی، تعطل عقل جو مشاہدۂ جمال معشوق حقیقی کا نتیجہ ہو۔ یہ وہ حالت ہے جو غیبت سے تقویت پاتی ہے۔

شہود ☆ رویت حق بحق شہود۔ حق تعالیٰ کا اس طرح مشاہدہ کہ سالک مراتب تعینات عبور کر کے توحید عیانی کے مقام میں پہنچ جائے۔ غیریت کو دور کرے۔

عالم ارواح ☆ اس سے مراد عالم ملکوت ہے، عالم ملکوت کی فرع عالم محسوس ہے، عالم ارواح بمقابلہ عالم محسوس، ذوقِ شہود میں ظاہر تر اور زیادہ قوی ہے۔ اس میں معانی محسوس صورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔

عالم مثال ☆ یہ عالم برزخ ہے۔ درمیان عالم ملکوت اور عالم ناسوت کے۔ اس کا نام عالم مثال اس لیے رکھا گیا ہے کہ وہ عالم جسمانی کی صورتوں پر مشتمل ہے۔

عروج ☆ اجسام سے احدیت تک پہنچنا۔ سالک اپنے جسم کو محو کر کے عالم مثال میں اور عالم مثال میں گم کرنے کے بعد عالم ارواح میں، اسی طرح عالم اعیان میں اور وہاں سے وحدت میں اور وحدت سے احدیت

عناصر اربعہ ☆ صوفیہ نے چار عناصر کو ''چہار نفس'' سے تشبیہ دی ہے ۔یعنی آتش کو نفسِ امارہ ، ہوا کو نفسِ لوامہ ، پانی کو نفسِ ملہمہ اور خاک کو نفسِ مطمئنہ سے۔

عین ☆ ذات حق تعالیٰ کے ساتھ اتحاد ، ہستیٔ حق میں گم ہونا ،سالک کا ذات حق میں محو ہوجانا۔

غلبہ ☆ وہ حالتِ مغلوبی جس میں سالک کے لیے سبب کا ملاحظہ اور ادب کی رعایت نا ممکن ہو۔

غیبت ☆ اپنے نفس سے اور خلق سے غائب اور حق تعالیٰ کے حضور میں حاضر رہنا کبھی مقام کثرت کو اور کبھی اللہ سے محجوب اور خلق کے سامنے حاضر ہونے کو غیبت کہتے ہیں۔

قبض ☆ وارداتِ قلبی کے بند ہو جانے کو کہتے ہیں ۔

قلب ☆ قلب ایک جوہر نورانی ہے جو مادہ سے مجرد اور روح اور نفس انسانی کے مابین ایک درمیانی چیز ہے۔

قلبِ صنوبری ☆ گوشت کا لوتھڑا ، صنوبری یا مخروطی شکل کا بائیں پستان کے نیچے اس کا نور زرد (اور لال) ہے سرسوں کے پھول جیسا۔

کسب ☆ بندے کی قدرت اور اس کے ارادے کے تعلق سے عبارت ہے جس کے کرنے کی اسے قدرت حاصل ہو۔اس میں عموماً کسبِ خیر اور کسبِ شر کی انواع کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔

لوائح ☆ نفی مراد سے اثبات۔

کشف ☆ امورِ غیبی اور معانیٔ حقیقی پر حجابات (ر ۔ک بآن) کا اٹھنا اور حقیقت ورائے حجاب پر وجودا اور شہودا اطلاع پانا کشف ہے۔اس کی دو اقسام ہیں کشفِ صوری کشف معنوی۔

اربابِ شہود ☆ کشف وکرامت اور حق ومعرفت والے لوگ

طوارق ☆ رات کی مناجات میں دل پر بشارت یا زجر کا نزول۔

مواجید ☆ وہ حالات جو صوفیہ پر بطریق کشف و وجد ظاہر ہوں ۔

نفسِ امارہ ☆ جب نفسِ حیوانی کا قوت روحانی پر غلبہ ہو جائے تو اسے نفسِ امارہ کہتے ہیں ۔

متضایفان ☆ وہ دو چیزیں جنکا وجود ایک دوسرے پر منحصر ہو۔

متضادات ☆ وہ چیزیں جن کا وجود ایک دوسرے کے منافی ہو۔

نفسِ مطمئنہ ☆ نفس کا خود کو بُرے اعمال پر ملامت کرتے رہنے کے عمل کو نفسِ لوامہ کہتے ہیں ۔ جب قلبی انوار نفس میں قوت حیوانی پر غالب آ جاتے ہیں تو اس سے نفس کو اطمینان حاصل ہوتا ہے جسے نفس مطمئنہ کہا جاتا

عالم امر ☆ وہ عالم ہے جو بلا مدت و مادہ حق تعالیٰ کے حکم سے وجود میں آیا۔

حقائق ☆ وہ علم ہے جس سے حق تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو، حقائق کی کئی اقسام ہیں

صفا ☆ پاکیزگی، خلوص، دل کو خطراتِ اغیار سے پاک کرنا۔

تنزیہ ☆ ذاتِ حق تعالیٰ کا صفاتِ نقص یا صفاتِ ممکنات سے پاک و منزہ ہونا۔

تجلی صفاتی ☆ اس میں سالکِ حق تعالیٰ کو امہاتِ صفات میں تجلّی پاتا ہے۔

بسط ☆ وارداتِ قلبی کے بند ہو جانے کو قبض اور کُھل جانے کو بسط کہتے ہیں۔

اوتاد ☆ رجال اللہ کی بارہ اقسام میں سے ایک قسم۔ اوتاد چار ہوتے ہیں۔

اولیائے عزلت ☆ ایسے افراد جنھوں نے انقطاع از ماسوا کر لیا ہو۔ اولیائے مستور۔

افاضۂ کمالات ☆ متابعت کا ایک درجہ جو صرف محبت سے متعلق ہے۔

رمس ☆ کسی چیز کی اصلیت کی نفی بمعہ اس کے اثرات کے۔

کلیت ☆ انسانی اوصاف کا کلیات میں جذب ہو جانا۔

لوامع ☆ دل میں طلوع انوار بقائے حصول کے ساتھ۔

وطنات ☆ عرفان حق میں جو کچھ باطن میں رونما ہو۔

وسائط ☆ وہ اسباب جن کے ذریعہ مقصود حاصل ہو۔

فوائد ☆ باطن کا اس چیز کو پالینا جس کی ضرورت ہو۔

اشارہ ☆ غیر کو مقصود کی خبر دینا بغیر زبان ہلائے۔

ایما ☆ بغیر بیان یا اشارہ کے کنایۃً مخاطب کرنا۔

تجرد ☆ دنیوی رشتہ و پیوند سے کنارہ کش ہو جانا۔

عدم ☆ وجود کی ضد، کسی شئے کا نہ ہونا۔

وارد ☆ حقیقت یعنی معانی کا دل پر وارد ہونا۔

انزعاج ☆ عالم وجد میں دل کی حرکت۔

جوہر ☆ کسی چیز کا اصل جو بذات خود قائم ہو۔

ذات ☆ کسی چیز کی اصلیت اور حقیقت۔

عرض ☆ جو چیز جوہر کے ساتھ وابستہ ہو۔

اسم الظاہر ☆ ظہور حق کو اسم الظاہر سے تعبیر کرتے ہیں۔

اولیائے عشرت ☆ اولیائے ظاہر ۔ حالتِ شعور میں لذتِ حق حاصل ہونا۔

حقِ نفس ☆ فرائض کی ادائیگی کے لیے بقدرِ توانائی کھانا کھانا۔

عالم خلق ☆ عالم شہادت، وہ عالم ہے جو مادہ سے پیدا کیا گیا۔

ظرف ☆ واقفیت شعور، تمیز۔

خطرات ☆ دل میں تفرقات کا گذر۔

طمس ☆ اس چیز کی اصلیت کی نفی جس کی یاد باقی ہے۔

زوائد ☆ دل میں انوارِ حق کی شدت۔

رجاء ☆ تحصیل مقصود کا اعتماد۔

منجاء ☆ دل کا محل آفت سے فرار۔

طوالع ☆ دل میں معارف کا ظہور۔انوار

لطیفہ ☆ دقیق نکات کا اشارہ۔

سر ☆ راز دوستی کا اخفا۔

تجلی ☆ آفات کو غیر سے چھپانا۔

انتباہ ☆ غفلت کا دل سے نکلنا۔

اشتباہ ☆ حق و باطل میں تذبذب۔

قرار ☆ حقیقت حال سے تردد کا دور ہونا۔

اسم ☆ علامت جو مسمیٰ سے جداگانہ ہو۔

تسمیہ ☆ مسمیٰ سے متعلق خبر۔

نفی ☆ کسی چیز کے عدم کا اعلان۔

اثبات ☆ کسی چیز کے وجود کا اقرار۔

قیران ☆ ایک چیز کا وجود دوسری چیز کی فنا۔

جسم ☆ اجزائے پریشان کا اجتماع۔

سوال ☆ طلب کرنا (کسی چیز کی حقیقت)

جواب ☆ سوال کے مضمون کے متعلق اطلاع۔

حسن ☆ جو چیز امرِ حق کے مطابق ہو۔

فسق ☆ جو امر الٰہی کے خلاف ہو۔

سہو ☆ اوامر حق کا ترک کرنا۔

ظلم ☆ کسی چیز کو اپنے مقام پر رکھنا جو اسُ کا اہل نہ ہو۔

عدل ☆ کسی چیز کو اس کا مناسب مقام دینا۔

ملک ☆ جس کا کوئی فعل قابل اعتراض نہ ہو۔

استغراق ☆ ذکر حق میں حصول فنا کا نام۔

افاقہ ☆ حالت صحو۔

بسیط حقیقی ☆ وجودِ خداوندی۔

بے خودی ☆ مرحلۂ فنا۔حالتِ سکر۔

تجلی صوری ☆ رویت الٰہی۔

عدم ☆ معدوم ،ناپید ،سلب محض، نفی محض۔

عالم ☆ اس سے مرادِ مخلوقات خداوند عالم ہے کہتے ہیں اٹھارہ ہزار یا پچاس ہزار عالم ہیں۔ اہل فلسفہ کے نزدیک دو عالم ہیں، علوی اور سفلی، علمائے اصول کہتے ہیں کہ عرش سے تحت الثریٰ تک ایک عالم ہے الغرض عالم مجموعہ ہے مخلوقات اقسام کا،اہل طریقت بھی عالم ارواح عالم نفوس کے قائل ہیں مگران کا مطلب وہ دو عالم نہیں جو اہل فلسفہ تسلیم کرتے ہیں۔ اہل طریقت کا مطلب اجتماع ارواح و اجتماع نفوس ہے۔

وحدت الوجود ہمہ اوست ☆ نسیان ماسوائے اللہ۔ کفر طریقت۔ مقام جمع۔ ولایت صغریٰ ۔ فنا و بقاء۔ فنافی اللہ بقاباللہ حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقات میں یہ سب حالات ظلال اسماء صفات کے ہیں۔صفات الٰہی وذات الٰہی اس سے آگے ہیں یہ ولایت اولیاء اللہ کو نصیب ہے۔

ولایت کبریٰ ☆ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ولایت ہے اوراس کا تعلق اسماء صفات خدا سے ہے اوراس ولایت کبریٰ میں حضرات صحابہ واہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو پورا پورا حصہ ملا ہے اسی واسطے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مرتبہ کو کوئی ولی نہیں پا سکتا۔

ولایت علیاء ☆ ملائکہ کرام (علیہم السلام) کی ولایت ہے جسکا تعلق اسماء صفات وشیونات صفات سے ہے شیون اس مقام کو کہتے ہیں جہاں ذات خدا سے صفات خدا قائم ہیں مثلاً درخت کی جڑ میں سے جہاں سے شاخ

درخت نکلی تو جائے نکاس کو نہ عین جز کہیں گے نہ غیر جز اسی واسطے اسماء صفات خدا کو نہ عین ذات کہتے ہیں نہ غیر ذات ملائکہ کی ترقی انتہائی اسماء وصفات وشیونات تک ہے۔

کمالات نبوت ☆ کمال نبوت کا تقرب تجلیات عین ذات بے پردہ صفات ہے۔ اسی واسطے حضرات انبیاء علیہم السلام کے مرتبہ کو کوئی مخلوقات میں سے نہیں پہنچ سکتا اگرچہ ولایت فرشتوں کی اعلیٰ ہے لیکن کمالات نبوت کی فرع ہے کیونکہ نبوت میں سے ولایت کی شاخ نکلتی ہے نہ کہ ولایت سے نبوت، ولایت کو نبوت سے افضل جاننا نہایت غلطی اور بے سمجھی ہے اور دیگر مقامات کمالات رسالت واولوالعزم وغیرہ کمالات نبوت سے اعلیٰ ہیں۔

حقیقت ممکنہ ☆ حضرت (حضرت سلطان العارفین امام شریعت و طریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی اصطلاح میں وہ مقام ہے جس جگہ عدم محض کے مقابلہ میں اسماء صفات خدا نے تجلی فرمائی اور اس میں ایک شکل نے وجود پکڑا مثلاً آئینہ محض عدم میں دیکھنے والے کا جو عکس قائم ہوگا وہ عکس نہ عین وجود ہے نہ غیر وجود نہ محض شر ہے نہ محض خیر وہ عکس نہ عین عدم ہے نہ عین وجود اسی مقام کو حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ حقیقت ممکنہ فرماتے ہیں اسی جگہ تمام مخلوقات کی اصل مثل تخم درخت کے ہے۔

شراب ☆ سے مراد عشق حق تعالیٰ ہے جیسے اس شراب سے عقل جاتی رہتی ہے ویسے ہی شراب محبت حق سے عقل معاش جاتی رہتی ہے اور عقل معاد قوی ہوجاتی ہے چنانچہ حضرت حکیم سنائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں جس کو حضرت شیخ المشائخ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی میں بطور سرخی لکھ کر خوب شرح کی ہے۔

آں مے کہ تو میخواری حرامے ماے نخوریم جز علالے
جہد کن تا زنیست ہست شوی در شراب خدا تومست شوی

عالم خلق ☆ تمام زمین و آسمان وغیرہ جو بتدریج پیدا ہوئے اور اسی سے اربع عناصر کا تعلق ہے۔

عالم امر ☆ جو لفظ کن کے ساتھ پیدا ہو۔

☆ قلب (نور، زرد اور لال) روح (نور سرخ اور زرد) سر (نور سفید) خفی (نور سیاہ) اخفی (نور سبز) یہ لطائف عالم امر سے جو سینہ انسان سے اس کا تعلق ہے اور سینہ میں ہی ان کی جگہ ہے۔

ظلال ☆ اس سے مراد عکس ہے جیسے درخت کا سایہ، یا درخت کا عکس پانی میں دکھتا ہے یا جیسے آدمی کا عکس آئینہ میں۔

اصطلاحات سلوک نقشبندیہ مجددیہ

پہلے ہم گذشتہ اولیاء نقشبند کی اصطلاحات کا ذکر کریں گے اور بعد میں شمس العارفین مقبول یزدانی شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اصطلاحات مجددیہ کو بیان کریں گے تاکہ دونوں کا فرق معلوم ہو جائے۔

گذشتہ اولیاء کرام نے تین سیریں مقرر کی ہیں یعنی سیر الی اللہ' سیر فی اللہ اور سیر عن اللہ با للہ۔

سیر الی اللہ ☆ سیر الی اللہ سے مراد یہ ہے کہ عالم خلق سے عالم امر کی طرف جانا۔ واحدیت اور وحدت سیر الی اللہ میں داخل ہیں۔

سیر فی اللہ ☆ سیر فی اللہ احدیت میں سیر کرنا ہے۔

سیر عن اللہ ☆ سیر عن اللہ سے مراد احدیت حق سے کثرت خلق کی طرف آنا۔ احدیت سے مراد صفات باری تعالیٰ کی تفصیل ہے۔ جو حقائق ممکنات کیلئے بمنزلہ اعیان ثابتہ ہے۔ وحدیت سے مراد صفات کا مجمل بیان جو حقیقت محمدی ﷺ ہے۔

احدیت ذات ☆ احدیت ذات بحت ہے اور نسبت واعتبار سے معرا۔ سیر فی اللہ کو سیر نظری قرار دیا گیا ہے نہ کہ سیر قدمی۔ بحت اور احدیت عالم مثال اور عالم شہادت ہیں۔ اس احدیت۔ وحدیت و احدیت۔ عالم مثال اور عالم شہادت کو حضرات الخمس کہتے ہیں۔ حضرات الخمس کا باہمی فرق محض اعتباری ہے۔ ورنہ درحقیقت احدیت سے لے کر کثرت خلق تک ایک ہی ذات اور ایک ہی وجود ہے۔

ان اولیاء کرام کے منصب یہ ہیں۔ اول **قطب الاقطاب**۔ اس سے دوسرے درجہ پر فرد پھر **قطب مدار**۔ لیکن وہ **غوث** اور **قطب مدار** کو ایک ہی جانتے ہیں۔ چار اوتاد ہیں۔ اور چالیس ابدال۔ ان کے بعد نجبا۔ نقبا شرفا اور **رجال الغیب** کا درجہ ہے۔ روضۃ القیومیہ 59،60

اصطلاحات مجددیہ

جس چیز کو اولیائے سلف نے سیر الی اللہ وحدت اور احدیت مقرر کیا ہے۔ شمس العارفین کعبۂ صفا کیشاں شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے ولایت صغریٰ اور اسماء وصفات کا سایہ مقرر فرمایا ہے۔ احدیت کا نام ولایت کبریٰ اور دائرہ اسماء وصفات جو خلق کی طرف متوجہ ہے۔ رکھا ہے اور سیر فی اللہ کو سیر الی اللہ میں داخل فرمایا ہے۔ جس مقام کا نام گذشتہ اولیاء کرام نے احدیت رکھا ہے (حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس کے اوپر اور سولہ مقامات بیان فرمائے ہیں۔ اور ذات احدیت کو ان مقامات سے بھی پرے سے پرے یعنی ماوراء الوراء فرمایا ہے اور وہ مقامات یہ ہیں۔ کہ ولایت کبریٰ کے اوپر

ولایت علیاء ہے۔اس ولایت علیاء کا تعلق علیم سے ہے اور ولایت کبریٰ کا علم سے۔یعنی وہ اسم صفت تھا اور یہ اسم ذات۔کیونکہ ذات میں دو علم ہیں علم الگ ہے اور علیم جدا۔ولایت علیاء کے بعد کمالات نبوت ہیں۔کمالات نبوت یعنی علم وقدرت وغیرہ صفات ہیں۔کمالات نبوت بلحاظ مرتبہ تینوں قسم کی ولایت (صغریٰ، کبریٰ، علیاء) سے افضل ہے اور ان کے مقابلے میں تینوں ولایتیں بمنزلہ قطرہ کے ہیں بلکہ کمالات نبوت کا ایک نقطہ سمندر سے بدرجہا بہتر ہے۔

کمالات نبوت کا انتہائی مقام قیومیت، حقیقت کعبہ، حقیقت قرآن اور حقیقت نماز ہے۔ان کے سلوک کا انتہائی مقام حقیقت نماز ہے حتیٰ کہ ختم المرسلین ﷺ کا انتہائی مقام بھی حقیقت نماز ہے۔اس کے بعد معبودیت صرف ہے۔

ولایت صغریٰ اولیاء کی ولایت ہے۔ ولایت کبریٰ انبیاء علیہم السلام کی ولایت ہے۔اور ولایت علیاء فرشتوں کی ولایت ہے۔
حضرت عندلیب گلشن راز قبلہ درویشاں تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس ہزار سال کے عرصہ میں جس قدر اولیاء کرام گذرے ہیں۔سب کے سب ولایت صغریٰ میں تھے۔اور اولیاء کرام کے مختلف منصب مثلاً قطب' غوث وغیرہ بھی ولایت صغریٰ میں ہیں۔ولایت کبریٰ' ولایت علیاء اور کمالات نبوت تک ان میں سے کوئی بھی نہیں پہنچا البتہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو یہ درجے عنایت ہوئے۔ان کے ہزار سال گذرنے پر ان مقامات کا ظہور ہوا۔جن اولیاء (مجاذیب ومجانین) نے شریعت کی مخالفت کی ہے اسی وجہ سے کی ہے کہ وہ کمالات نبوت کو نہیں پہنچے اور مقامات نبوت سے ناآشنا رہے۔

☆ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کی تجلی جو سالک پر عالم شہود کی صورتوں اور شکلوں کے پردے میں ظاہر ہوتی ہیں اس کو انھوں نے کشف ملکوت کا نام دیا ہے۔

☆ وہ تجلی کہ جو عالم مثال کی صورت اور شکلوں کے پردے میں ظاہر ہے۔اور مثال وعالم شہادت سے زیادہ لطیف ہے اس کو کشف جبروت کہتے ہیں۔اور ان مثالی صورتوں کو اعیان ثابتہ کہتے اور ان کا نام اللہ تعالیٰ کی صفات قرار دیتے ہیں۔ ان ہی ممکنات کے حقائق سمجھتے ہیں۔اور عالم شہادت کی صورتوں کو ان مثالی صورتوں کا عکس جانتے ہیں۔کیونکہ انھوں نے سن رکھا ہے کہ مشائخ رحمھم اللہ علیھم نے فرمایا ہے ممکنات کے حقائق اعیان ثابتہ ہیں۔اور اسی سے یہ لوگ گمان کرنے لگے ہیں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی علمی صورتیں (صور علمیہ) جن کو اعیان ثابتہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے محسوس شکلوں (صور محسوسہ) کے رنگ میں اسی قد و قامت اسی خدوخال اسی کان وناک اور اسی سر اور چہرہ کے ساتھ موجود ہیں۔ لازمی طور پر وہ صورتیں جن کا مشاہدہ انھوں نے عالم مثال میں کیا ہے ان کے متعلق ان لوگوں نے گمان کرلیا کہ وہ اعیان ثابتہ ہیں اور یہ صورتیں ان کا ہو بہو عکس ہیں۔ وہ حضرات یہ بات نہیں سمجھتے کہ اس گروہ کی مراد یہ ہے کہ حقائق علمیہ میں سے اگر ایک حقیقت خارج میں ظاہر ہو جائے تو وہ ایک مخصوص ہیئت اور معین شکل کی ہوگی۔اور جو تمام خارجی حقائق ومظاہر سے پوری طرح امتیاز رکھتی ہوگی نہ یہ کہ کان

اور ناک بجنسہ وہاں سے آئے ہیں۔

☆ اور کشف سوم کو کشف ذات کا نام دیا جاتا ہے۔ اس کو بے کیف بھی کہتے ہیں ۔اور اس سے مراد حق سبحانہ وتعالیٰ کی تجلی ہے جو نور کے بے رنگ پردے میں تمام عالم کا احاطہ کئے ہوئے ہے ۔کبھی اس نور کی مثال صبح کی روشنی سے دیتے ہیں اور اس نور کے شہود کو ذات بے کیف کا مشاہدہ خیال کرتے ہیں۔ اس کیلئے وہ ایک اصطلاح ''رویت بصری'' بھی تجویز کرتے ہیں بلکہ اس کو واقعی سمجھتے اور اس نور کے ظہور کی انتہا خیال کرتے ہیں، اور جن اکابر طریقت نے اپنی انتہا کی خبر دی ہے چونکہ ان لوگوں کے خیال میں وہ مقام نہایت نہیں ہے لہٰذا وہ ان اکابر کی تنقیص کرتے اور ان پر زبان طعن وتشنیع دراز کرتے ہیں۔اور بقا کا مقام جس کو مشائخ نے مقام ''بِـــیْ یَسْــمَــعُ وَ بِـیْ یُـبْـصِــرُ''(میرے ذریعہ سے سنتا اور دیکھتا ہے) وہ اس جماعت کے نزدیک ان کا پہلا کشف ہے اور اس زعم میں صاحب بقا اولیاء کے انتہائی درجہ کو اپنا ابتدائی درجہ کہتے ہیں۔

غلط فہمی کی وجہ

وہ نہیں جانتے کہ بے رنگ نور تجلیٔ صوری میں داخل ہے جس کے اوپر تجلیٔ معنوی ہے جو تجلیٔ صفات ہے تجلیٔ ذات تو اس سے بھی بہت بلند ہے اور اکابر(رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کو یہ بقا تجلیٔ ذات کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ اپنے زعم فاسدہ میں یہ لوگ اکابر اولیاء (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)میں سے بعض کو اپنے کشف ملکوت کے مقام میں سمجھتے ہیں اور بعض کو مرتبۂ کشف جبروت میں،اور مرتبۂ کشف ذات کو جو کہ ان کا کشف سوم ہے معلوم نہیں کس کیلئے وہ ثابت کرتے ہیں اور خود کو اسی دولت کے ساتھ ممتاز سمجھتے ہیں۔

'' **کَبُـرَتْ کَـلِـمَۃً تَـخْـرُجُ مِـنْ اَفْـوَاھِـھِـمْ** ''(سورہ کہف رکوع ۱) **واللّٰــہ سبـحــانــہ اعــلم بــحـقیـقـۃ الــحـال**

(یہ بات نہایت سخت اور سنگین وگراں ہے جو وہ اپنی فضول گوئی سے ادا کرتے ہیں(یعنی چھوٹا منہ بڑی بات) بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی حقیقت حال کو سب سے زیادہ جانتا ہے)۔

☆ **سفر در وطن** سیر انفسی سے عبارت ہے کہ اس کو جذبہ بھی کہتے ہیں ان بزرگواروں کے معاملہ کی ابتدا اسی سیر سے ہے اور سیر آفاقی کہ سلوک اسی سے عبارت ہے اس سیر کے ضمن میں طے ہو جاتی ہے اور دوسرے سلسلوں میں کام کی ابتدا سیر آفاقی سے کرتے ہیں اور (ان کی)انتہا سیر انفسی پر ہے اور کام کی ابتدا سیر انفسی سے کرنا اس طریقہ کی خصوصیت ہے اور اندراج نہایت در بدایت (ابتدا میں انتہا کا درج ہونا)اسی معنی میں ہے کہ سیر انفسی جو کہ دوسروں کی نہایت ہے وہ ان اکابر(رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)کی ابتدا ہے سیر آفاقی مطلوب کو اپنے سے باہر ڈھونڈنا ہے اور سیر انفسی اپنے آپ میں آنا اور

اپنے دل کے گرد گھومنا ہے، اس معنی میں (بزرگوں) نے کہا ہے۔

ع

ہمچونا بینا مبر ہر سوئے دست

با تو در زیر گلیم است ہر چہ ہست

ترجمہ

تو اندھے کی طرح ہر طرف ہاتھ نہ لیجا، جو کچھ ہے وہ تیرے ساتھ ہی کمبل کے نیچے ہے

خلوت در انجمن ☆ یعنی انجمن (مجلس) میں جو کہ تفرقہ (جدائی) کی جگہ ہے باطن کی راہ سے مطلوب کے ساتھ خلوت رکھتا ہو اور باہر کا تفرقہ اندورنی حجرہ (باطن) میں راہ نہ پائے۔

ع

از بروں درمیان بازارم

و ز دروں خلوتیست با یارم

ترجمہ

میں باہر سے (ظاہری طور پر) بازار میں ہوں اور اندر سے (باطنی طور پر) مجھ کو دوست کے ساتھ خلوت ہے۔

ابتدا میں یہ معنی تکلف کے ساتھ ہے اور انتہا میں بلا تکلف ہے اور اس طریقہ میں چونکہ یہ معنی ابتدا میں حاصل ہوجاتا ہے ان بزرگوں نے اس کو حاصل کرنے کیلئے ایک راستہ وضع کیا ہے (اس لئے یہ بات) اس طریقہ کی خصوصیات میں سے ہے اگر چہ دوسرے طریقوں کے منتہیوں کو بھی حاصل ہو جاتی ہے اور اسی معنی میں بزرگوں نے کہا ہے۔

ع

از دروں شو آشنا وز بروں بیگانہ وش

ایں چنیں زیبا صفت کم می بود اندر جہاں

ترجمہ

تو اندر سے آشنا ہوجا اور باہر سے بیگانوں کی طرح رہ، اس قسم کی اچھی صفت والا دنیا میں کم ہی ہوتا ہے۔

''من لم یملک عینہ فلیس القلب عندہ'' (جو شخص اپنی آنکھ کا مالک نہیں ہوا تو اس کے پاس دل نہیں ہے۔)

نظر بر قدم ☆ اس چیز سے عبارت ہے کہ راستہ چلنے میں نظر قدم پر جمائی جائے اور طرح طرح کے محسوسات کے ساتھ نظر کو پراگندہ نہ کرے تاکہ دل جمعیت کے زیادہ قریب ہوجائے کیونکہ ابتدامیں دل نظر کے تابع ہےاور نظر کی پراگندگی دل میں اثر کرتی ہے۔کسی نے خوب کہا ہے۔

ع

بچہ مشغول کنم دیدہ و دل را کہ مدام
دل ترا می طلب دیدہ می جو ید

ترجمہ

میں دیدہ و دل کو کس چیز کے ساتھ مشغول کروں ہمیشہ دل تجھ کو طلب کرتا ہے اور آنکھ تجھ کو تلاش کرتی ہے۔

ہوش دردم ☆ اس سے مراد یہ ہے کہ اپنے سانس کا واقف رہے تاکہ وہ غفلت سے باہر نہ آئے تیسرا کلمہ اس تفرقہ کو دور کرنے کیلئے ہے جو کہ آفاق سے اُٹھتا ہےاور چوتھا کلمہ انفسی تفرقہ کودور کرنے کیلئے ہے۔

یاد کرد و یاداشت ☆ سالک جب تک طریقت (تکلف)تصنع میں ہے اور حقیقت وملکۂ حضور کے ساتھ نہیں ملا ہے(اس وقت تک) یادکرد کے مقام میں ہے۔

ع

دائم ہمہ جا باہمہ کس در ہمہ کار
می دار نہفتہ چشم دل جانبِ یار

ترجمہ

ہمیشہ ہرجگہ ہر شخص کے ساتھ ہر کام میں دل کی آنکھ کو پوشیدہ طور پر یار کی جانب رکھ۔
اور جب حضور دائمی ہوجاتا اور ''یاد کرد'' کے تکلف سے رہائی پالیتا ہے اور ایسا ملکہ ہوجاتا ہے کہ نفی کرنے سےبھی نفی نہیں ہوتاتو (یہ حالت)''یادداشت'' ہوتی ہے۔

ع

دارم ہمہ جا باہمہ کس در ہمہ حال
در دل ز تو آرزو ودردیدہ خیال

ترجمہ

میں ہر جگہ ہر شخص کے ساتھ ہر حال میں دل میں تیری آرزو اور آنکھ میں تیرا خیال رکھتا ہوں۔

وقوف قلبی ☆ یہ ہے کہ دل کا نگہبان وواقف رہے اور ایک توجہ ونظر اس پر رکھتا رہے اور ذکر کو ترک کرے تاکہ تفرقہ اس میں راہ نہ پائے اور وہ ما سوا کے نقوش کے ساتھ منقش نہ ہو جائے۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ دل بیکار نہیں ہے یا ماسویٰ کے ساتھ ملاہوا یا مطلوب کے ساتھ اٹکا ہوا ہے۔ آدمی جب تک بیدار ہے ظاہری حواس جوکہ جاسوس ہیں عالم (دنیا) کی خبریں دل کو پہنچاتے ہیں اور تفرقہ میں رکھتے ہیں اور جب سوجاتا ہے تو باطنی حواس یہ کام کرتے ہیں اور دل کو پریشان رکھتے ہیں اور جب صاحب دل شخص اپنے دل کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے تو گویا اس توجہ سے ایک قلعہ اس کے دل کے گرد پیدا ہوجاتا ہے اور عالم (دنیا) کی خبروں کو دل تک پہنچنے نہیں دیتا،اس وقت میں دل انتہائی مقصد کے ساتھ وابستہ ہوجاتا ہے کیونکہ بیکاری اس کے حق میں ناپید ہے جب اس طرف سے روک دیا گیا تو اس طرف توجہ کئے بغیر چارہ نہیں رکھتا ،مذکور کے ذکر و توجہ کا محتاج نہیں ہے، دل کو دشمن سے باز رکھ ،دوست کو طلب کرنے کی ضرورت نہیں ہے، آئینہ سے زنگ دورکر نور کے ظہور کے سوا کچھ نہیں ہے۔ میں نے حضرت شہباز لامکانی مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا ہے کہ اگر کسی کو قلبی ذکر اثر نہ کرے اور وہ شخص متاثر نہ ہوتو اس کو ذکر سے روک کرمحض وقوف قلبی کا امر کیا جائے اور (اس پر) توجہات کرنی چاہئیں تاکہ ذکر اثر کرجائے۔

وقوف عددی ☆ سے مراد یہ ہے کہ ذکر نفی اثبات کے عدد پر اس طرح جو کہ اس طریقہ میں مقرر ہے واقف رہے تاکہ ہر سانس میں طاق عدد کہے جفت نہ کہے۔

مراقبہ ☆ ترقب سے مشتق ہے ترقب انتظار کو کہتے ہیں پس مطلوب کے انتظار میں ظاہری و باطنی حواس کو جمع کرنا مراقبہ ہے۔

ع

ہمہ چشیم تا بروں آئی
ہمہ گوشیم تا چہ فرمائی

ترجمہ

ہم سب آنکھ ہیں(یعنی منتظر ہیں)تاکہ تو باہر آجائے اور ہم سب کان ہیں تاکہ (سنیں کہ)تو کیا فرماتا ہے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے مراقبہ بلّی سے سیکھاہے اور مراقبہ کے ایک دوسرے معنی بھی ہیں اور وہ حق سبحانہ کی دائمی اطلاع کے ساتھ بندہ کا آگاہ وباخبر ہونا اور اس کو اس تعالیٰ شانہ کا حضور

ہے،خواجۂ بزرگ قدس سرہ فرماتے تھے کہ مراقبہ کا طریق (راستہ)نفی واثبات کے طریق سے اعلیٰ ہے اور جذبہ کے زیادہ قریب ہے مراقبہ کے طریق سے وزارت اور ملک وملکوت میں تصرف کے مرتبہ کو پہنچ سکتا ہے اورخواطر(دل کی باتوں)پر آگاہی اور موہبت (بخشش) کی نظر سے دیکھنا اور باطن کو منور کرنا مراقبہ کی ہمیشگی سے (حاصل ہوتا) ہے مراقبہ کے ملکہ (مشق)سے دلوں کی دائمی جمعیت (سکون)اوردلوں کی دائمی قبولیت حاصل (ہوتی) ہےاوراس معنی کوجمع وقبول کہتے ہیں۔

سلطان ذکر ☆ یہ ہے کہ ذکر تمام بدن کو محیط ہوجاتا ہے اور ہر عضو دل کی طرح ذاکر اور مطلوب کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے۔

ع

ہردم　بہ　ہوائے　تُست　ومساز

ہر　موئے　زگیسوم　بہ　پرواز

ترجمہ

میں ہر دم تیری محبت میں سانس لے رہا (جی رہا)ہوں (اور) میرے گیسو کا ہر بال پرواز میں ہے۔

رابطہ ☆ (سے مراد)دل میں پیر کی صورت کی حفاظت ہے۔ حضرت خواجہ احرار قدس سرہ نے رابطہ کی طرف اشارہ کیاہے،جس جگہ کہ انھوں نےفرمایاہے۔

سایۂ　رہبر　بہ　است　از　ذکر　حق

رہبرکاسایۂ ذکرحق سےبہتر ہے۔

یعنی یہ طریقہ(رابطہ)ذکر سے نفع دینے والا ہے اس کی تشریح یہ ہے کہ مرید بیچارہ چونکہ عالم سفلی (دنیا)کا گرفتار ہے (اس لئے) عالم علوی (عالم بالا)سے مناسبت نہیں رکھتا تاکہ اس (اللہ تعالیٰ کی)بارگاہ سے بلا واسطہ فیوض و برکات حاصل کرے کوئی ایسا واسطہ بننے والا شخص ہونا چاہیئے جو دونوں جانب کا مالک ہو کہ عالم علوی سے کچھ حاصل کرکے عالم سفلی کی طرف دعوت وارشاد کیلئے رخ کئے ہوئے ہو اور پہلی مناسبت کی راہ سے عالم غیب سے فیوض اخذ کرکے دوسری مناسبت کی راہ سے جو کہ وہ عالم سفلی کے ساتھ رکھتا ہے ان فیوض کو صاحب استعداد لوگوں تک پہنچائے اور مرید کے حق میں وہ واسطہ پیر ہے کہ جس نے غیب الغیب(ذات حق) کے ساتھ بے کیف اتصال پیدا کرکے عالم شہادت (دنیا)کی طرف رجوع کیا ہے پس مرید مناسبت کی جس قدر زیادہ صورتیں پیر کے ساتھ رکھتا ہوگااس کے باطن سےاسی قدرزیادہ فیض کااخذ کرے گا۔

ع

زاں روئے کہ چشم تست احوال
معبود تو پیر تست اول

ترجمہ

کیونکہ تیری آنکھ ایک چیز کو دو دیکھنے والی ہے (اس لئے) اول تیرا معبود تیرا پیر ہے۔ اور جن چیزوں کے ذریعہ پیر کے ساتھ مناسبت حاصل ہوتی ہے وہ پیر کے ساتھ محبت و خدمت اور ظاہر و باطن میں اس کے آداب کی رعایت اور عادات و عبادات میں اس کا اتباع اور اپنی مرادوں کو اس کی مرادوں کے تابع کرنا اور اپنے آپ کو اس کے حضور میں ''کالمیت بین یدی الغسال'' (مردہ بدست غسال کی مانند) دیکھنا اور پیر میں فانی ہو جانا ہے اور اسی لئے بزرگوں نے کہا ہے کہ فنا فی الشیخ فنا فی اللہ کا مقدمہ (تمہید) ہے۔ اور رابطہ کا طریقہ ان امور میں سب سے عظیم امر ہے اور (یہ) پیر کے ساتھ بہت ہی زیادہ مناسبت پیدا کرتا ہے اور ان مذکورہ امور کو آسان کرنے والا ہے جو کہ مناسبت حاصل ہونے کا ذریعہ ہیں اور رابطہ کی نسبت غالب آجاتی ہے تو (سالک) اپنے آپ کو عین پیر پاتا ہے اور اپنے آپ کو اس کے لباس وصفت کے ساتھ موصوف پاتا ہے اور جدھر دیکھتا ہے پیر کی صورت کو دیکھتا ہے۔

ع

درو دیوار چو آئینہ شد از کثرتِ شوق
ہر کجا می نگرم روئے ترا می بینم

ترجمہ

کثرت شوق کی وجہ سے درودیوار آئینہ کی مانند ہو گئے ہیں جس طرف بھی دیکھتا ہوں تیرا ہی چہرہ دیکھتا ہوں۔

ماسوائی اللہ کی طرف التفات کرنے اور غیر اللہ کے شہود وشعور سے دل کو یگانہ (خالی) کردینا توحید ہے۔

ع

توحید بعرف صوفی صاحب سیر
تخلیص دل از توجہ اوست بغیر

ترجمہ

صاحب سیر صوفی کی اصطلاح میں دل کو غیر اللہ کی طرف توجہ کرنے سے آزاد کرنا توحید ہے۔

عدم ☆ (کا مطلب)جذبہ کی جہت میں فنا ہے اور یہ اپنے ساتھ اور اپنے اوصاف کے ساتھ شعور نہ ہونے سے عبارت ہے۔

وجود عدم ☆ ایک بقا ہے جو کہ اس فنا پر مرتب ہوتی ہے ۔یہ فنا وبقا چونکہ اس جذبہ کی جہت میں ہے کہ جس کے ساتھ سلوک شامل نہیں ہوا ہے اس لئے وجود بشریت کی طرف عود کرنے سے محفوظ نہیں ہے پس اس کے ساتھ ولایت حاصل نہیں ہوتی۔ اور فنا و بقائے حقیقی ہی ہے کہ جس کے ساتھ ولایت وابستہ ہے اورعودمذکور سے محفوظ ہے اوردوام اس لئے ضروری ہے۔

فنائے حقیقی ☆ اس (اللہ تعالیٰ) کے ماسوا کا نسیان اور غیر اللہ کےعلم کا زوال ہے۔ ہمارے حضرت عالی شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر اشیاء کے علم حصولی کا زوال ہے تو (یہ) فنائے قلبی ہے اوراگرعلم حضوری کا زوال ہے کہ جس سے مراد نفس حاضر (سالک کی اپنی ذات) ہے تو فنائے نفس ہے۔

وجود فنا ☆ وہ بقا ہے جو کہ اس فنا پر مرتب ہوتی ہے اور (سالک) ولایتِ ثانیہ سے وجود موہوب کے ساتھ موجودہوجاتا ہے ۔حضرت خواجۂ خواجگان بہاء الحق والدینِ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی معنی میں فرمایاہے کہ

وجود عدم ☆ وجود بشریت کی طرف عود کرتا ہے لیکن وجود فنا وجود بشریت کی طرف عودنہیں کرتا۔

بازگشت ☆ سے مراد یہ ہے کہ نفی واثبات کے ذکر کے بعد مقرر طریقہ پر زبان دل سے یہ کہے کہ اے اللہ میرا مقصودتوہی ہےاور میری رضا تجھ ہی سے ہے۔

نقشبندیوں کے مقررہ اصول

جاننا چاہیئے کہ مشائخ طریقہ(عالیہ) نقشبندیہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مقررہ اصولوں میں سے ایک اصول ''نظر بر قدم'' ہے نظر برقدم سے یہ مرادنہیں کہ نظر قدم سے تجاوز نہ کرے اور قدم سے آگے نہ بڑھائے کیونکہ یہ چیز خلاف واقع ہے بلکہ (مراد یہ ہے کہ) نظر ہمیشہ قدم سے آگے رہے اور قدم کو اپنے پیچھے رکھے کیونکہ بلند زینوں پر جانے کیلئے پہلے نظر چڑھتی ہے اس کے بعد قدم اٹھتا ہے اور جب قدم نظر کے مرتبہ پر پہنچ گیا تو نظر بھی زینے کے اگلے حصے پر پہنچ جاتی ہے اور قدم اس کی پیروی میں اٹھ جاتا ہے اس کے بعد نظر اس مقام سے آگے ترقی کرتی ہے علیٰ ہذا القیاس اور اگر مراد یہ ہے کہ نظر اس مقام تک ترقی کرے

جہاں پر قدم کی گنجائش نہ ہوتو یہ بھی خلاف واقع ہے کیونکہ قدم کے تمام ہونے کے بعد اگر نظر تنہا نہ ہوتو بہت سے کمال کے مراتب فوت ہو جاتے ہیں اس کی وضاحت یہ ہے کہ قدم کی انتہا سالک کی استعداد کے مراتب کی انتہا ہے بلکہ اس نبی (علیہ السلام) کی استعداد کی انتہا تک ہے جس کے قدم پر وہ سالک ہے لیکن قدم اول اصالت کے ساتھ ہے اور قدم ثانی اس نبی (علیہ السلام) کی پیروی میں ہے اور ان دو استعدادوں کے مرتبوں سے اوپر اس کا قدم نہیں جاسکتا البتہ نظر جاسکتی ہے اور یہ نظر جب حدت (تیزی) حاصل کر لیتی ہے تو اس کی انتہا اس نبی (علیہ السلام) کی نظر کے مرتبوں کی انتہا ہو جاتی ہے جس کے قدم پر وہ سالک ہے کیونکہ نبی (علیہ السلام) کی کامل پیروی کرنے والوں کو بھی اس کے جملہ کمالات سے حصہ حاصل ہوتا ہے لیکن مراتب استعداد کی انتہا تک جو کہ سالک کی اصالت وتبعیت پر منحصر ہے قدم اور نظر موافقت رکھتے ہیں اس کے بعد قدم کوتاہی اور نظر تنہا صعود کرتی ہے اور اس نبی (علیہ السلام) کی نظر کے مراتب کی انتہا تک ترقی کر لیتی ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کی نظر بھی ان کے قدموں سے آگے صعود کرتی ہے اور ان بزرگوں یعنی انبیاء علیہم السلام کی کامل تابعداری کرنے والوں کو بھی ان کی نظروں کے مقامات سے حصہ حاصل ہوتا ہے جیسا کہ ان کے قدموں کے مقامات سے ان کو حصہ ملتا ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے اوپر مقام رویت ہے جس کا وعدہ دوسروں کیلئے آخرت میں ہے اور جو کچھ دوسروں کیلئے ادھار ہے وہ آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لئے نقد ہے اور آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی کامل تابعداری کرنے والوں کو بھی اس مقام سے حصہ حاصل ہے اگر چہ رویت نہیں ہے۔

ع

فریاد حافظ ایں ہمہ ہرزہ نیست
ہم قصہ غریب و حدیث عجیب ہست

ترجمہ

(نہیں بکواس یہ حافظ کی فریاد۔۔۔۔۔وہ البتہ عجیب احوال کی ہے)

اب ہم اصل بات کی طرف آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر "نظر بر قدم" سے مراد یہ ہو کہ قدم کو چاہیئے کہ نظر سے پیچھے نہ رہے اس طرح پر کہ کسی وقت میں بھی قدم مقام نظر تک نہ پہنچے تو یہ درست ہے کیونکہ یہ معنی ترقی کو روکتے ہیں (یعنی نظر سے قدم کا پیچھے رہ جانا اور مقام نظر تک کسی وقت میں نہ پہنچنا مانع ترقی ہے) اور اسی طرح اگر قدم اور نظر سے ظاہری قدم ونظر مراد لی جائے تو بھی گنجائش ہے کیونکہ راستہ چلتے وقت نظر پراگندگی پیدا کرتی ہے اور مختلف چیزوں کے دیکھنے کی وجہ سے انتشار پیدا ہوتا ہے اور اگر نظر کو قدم پر جما لیا جائے تو جمعیت (اطمینان) کیلئے بہت اقرب ہے اور یہ مراد دوسرے کلمہ کے معنی کے قریب ہے اور وہ کلمہ "ہوش دردم" ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ پہلا کلمہ پراگندگی کو دور کرنے کیلئے ہے جو آفاق (بیرنی حالات) سے پیدا ہوتی ہے اور کلمہ ثانی انفس (اندرون) کی پراگندگی کو دور کرنے کیلئے ہے اور تیسرا کلمہ جو دونوں کلموں کے قریب ہے وہ کلمہ ''سفر در وطن'' ہے اور اس سے مراد انفس کی سیر ہے کہ اس کا منشا حصول ''اندراج النہایت فی البدایت'' ہے۔ (یعنی ابتدا میں انتہا کا حاصل ہونا) جو اس طریقہ عالیۂ (نقشبندیہ) کے ساتھ مخصوص ہے اگرچہ ''سیر انفسی'' تمام طریقوں میں ہے لیکن ''سیر آفاقی'' حاصل ہونے کے بعد ہے اور اس طریقے میں ابتدا ہی اس سیر سے ہوتی ہے اور سیر آفاقی اس سیر کے ضمن میں مندرج ہے اس اعتبار سے اس طریقہ عالیۂ (نقشبندیہ) کو ''اندراج البدایۃ فی النہایۃ'' کہنے کی گنجائش رکھتا ہے اور کلمہ چہارم جو ان تینوں کلموں کے ساتھ ہے وہ کلمہ ''خلوت در انجمن'' ہے۔ جب ''سفر در وطن'' میسر ہو جائے تو انجمن (لوگوں میں رہتے ہوئے) میں بھی خلوت خانہ وطن میں سفر جاری رہتا ہے اور آفاق کی پراگندگی انفس کے حجرے میں داخل ہونے نہیں پاتی یہ بھی اس وقت ہے جبکہ حجرہ (نفس) کے دروازے اور سوراخوں کو بند کیا ہوا ہو۔ لہٰذا انجمن میں متکلم اور مخاطب کا تفرقہ نہ ہونا چاہیئے اور کسی کی طرف بھی متوجہ نہ ہوں اور یہ تمام حیلے اور تکلفات ابتدائے سیر اور اس کے وسط میں اختیار کرنے پڑتے ہیں لیکن سیر کی انتہا میں ان کا کوئی کام نہیں ہے عین تفرقہ میں بھی جمعیت حاصل ہوتی ہے اور عین غفلت میں حاضر (یعنی حضوری حاصل رہتی ہے) اس جگہ کوئی شخص یہ گمان نہ کرلے کہ منتہی کے حق میں تفرقہ اور عدم تفرقہ مطلقاً برابر ہے ایسا نہیں ہے بلکہ مراد یہ۔ ہے کہ تفرقہ اور عدم تفرقہ اس کی باطن کی جمعیت کیلئے برابر ہے اس کے باوجود اگر ظاہر کو باطن کے ساتھ جمع کرلے اور تفرقہ کو ظاہر سے دفع کردے تو یہ اولیٰ وانسب ہوگا اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے نبی حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے: ''وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَ تَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلاً'' (سورۃ مزمل) (اور اپنے رب کا نام یاد کرتے رہو اور سب سے قطع تعلق کر کے اسی کی طرف متوجہ رہو۔)

یہ ہیں مختصراً وہ اصطلاحات جن کا علم طالب حق کے لئے ضروری ہے۔

منقبت شریف

یہی لاریب ہے سرچشمۂ فیضانِ رُوحانی

ہوئے دُنیا میں کالمتروک جب احکامِ قرآنی
زبانوں ہی پہ باقی رہ گیا نامِ مسلمانی
ہزاروں بدعتیں پیدا ہوئیں آئینِ مذہب میں
مقولے این و آں کے بن گئے الہامِ ربانی
ہر اِک نا فہم نے دعوٰی کیا فہمِ معارف کا
ہر اِک جاہل نے برپا کر دیا شورِ ہمہ دانی
غرض جب چھا گئی ہر سمت تاریکی ضلالت کی
مکدّر ہوگئی حُسنِ صداقت کی درخشانی
ہوا اُس وقت یکسر اقتضا الطافِ سرمد کا
کہ ہو دینِ متیں کی پھر سے تجدید و نگہبانی
مجددِ الفِ ثانی کے ہوئے پیدا زمانے میں
شبِ تاریک میں بدرالدجیٰ کی جیسے تابانی
شرف اِس کا ملا سرہند کی خاکِ مقدس کو
کہ ہو دن رات اِس پہ بارشِ انوارِ یزدانی
یہی ہے مستقر اورنگِ سلطانِ ولایت کا
یہی لاریب ہے سرچشمۂ فیضانِ روحانی
دیا اِس سرزمیں کو حق نے کیسا رتبۂ والا
کہ ہر ذرہ بنا آئینۂ اسرارِ عرفانی
حقائق منکشف اِس میں ہوئے شرع و طریقت کے
ملی منشورِ ایمان کو یہیں فرخندہ عنوانی

اسی کی زینتِ آغوش ہے وہ درگہِ عالی
ہوئی جو مرجعِ تاتاری و رُومی و ایرانی

مجدد الف ثانی جس میں محو استراحت ہیں
نہیں ہے انفُس و آفاق میں جن کا کوئی ثانی

تہِ پا مسندِ الفقر فخری جلوہ گُستر ہے
سرِ اقدس پہ زیبِدہ فَر تاجِ سُلطانی

دَبستانِ حقیقت میں مؤدب عقلِ کُل کی ہے
گُلستانِ طریقت میں وہی ہیں سروِ بستانی

نہیں ہے دُور اُن کے فیض سے ابوالبیان ہرگز
کہ پیدا بے تکلف ہو تیری مشکل سے آسانی

(لوائح، ص، 73 سے 77) (کشف المحجوب، ص، 530) (سردلبران، ص، 170) (لسان العرب، ج، 3، ص، 821) (مقامات مظہری ص، 662) (اجمیری، ص 199) (مکتوبات شریف مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلاصۂ مکتوبات ہدایت علی، ص، 24) (روضۃ القیومیہ، ج، 1، ص، 59) (رباعیات خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ص، 73، 75) (مکتوبات معصومیہ، ج 1 ن، 165) (مکتوبات شریف، ج، 1، ن، 295) (سیرت امام ربانی D ص، 11 سے 13 منقبت)

پایہ آخر آدم ست وآدمی　　　گشت محروم از مقام محرمی
گرنہ گردد باز مسکین زین سفر　　　نیست از وے ہیچ کس محروم تر

منظوم ترجمہ

آخری منزل ہے خود آدم مگر　　　ہو گیا محروم گر ہے بے خبر
اس سفر سے اس کی گر رجعت نہیں　　　اس سے بڑھ کر کوئی بد قسمت نہیں

صالحین کے ذکر پاک کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے

زرقانی شرح مواہب جلد ۳۔ص ۱۳۰ شرح شفا للقاری جلد ا ص ۴۲ قال الخفائی قال السیوطی رواہ عنہ ابن جریر وابن ابی حاتم نسیم الریاض جلد ا۔ص ۱۴۲ رواہ ابن ابی شیبہ وابن جریر وابن المنذر روابن ابی حاتم وابو الشیخ درمنثور سیوطی جلد ۴۔ص ۵۸ (ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ اس کی تشریح کرتے ہیں) ''محض ذکر حضور (محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ) اور ذکر صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) سے قلوب مطمئن ہوتے ہیں کیونکہ صالحین کے ذکر پاک کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے اور بوقت نزولِ رحمت دلوں کو اطمینان اور تسکین حاصل ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے ''یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جہاں میرا ذکر ہوتا ہے تیرا ذکر (بھی) میرے ساتھ ہوتا ہے جس نے میرا ذکر کیا اور تمہارا ذکر نہ کیا تو جنت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

(حدیث نبوی ﷺ) انبیاء (علیہم السلام) اور رسولوں (علیہم السلام) کا ذکر کرنا ان کے فضائل بیان کرنا ان کی تعریف کرنا اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے نیکوں کا (اللہ کے ولیوں کا) ذکر کرنا (ان کے فضائل و حالات بیان کرنا ان کی تعریف کرنا) گناہوں کا کفارہ ہے یعنی ولیوں کے ذکر سے گناہ مٹ جاتے ہیں۔　مقام رسول ﷺ، ص، 27

مشائخ اولیاء کرام کے کلام کا سننا توفیق (زیادتی، شوق) کا موجب ہے

(شیخ المشائخ خواجہ محمد عارف ریوگری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہے۔اے عارف کلام مجید اور احادیث نبوی ﷺ کے بعد مشائخ (اولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم) کے کلام کا سننا توفیق (زیادتی۔شوق) کا موجب قلب کی رقت و نرمی کا سبب ماسوا اللہ سے نفرت دلانے کا باعث اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی ترغیب دلاتا ہے۔　عارف نامہ، ص، 12

بار کردند ہمرہاں بقطار　　　بار ما نیست ماچہ بار کنیم
بربلندی رویم و بنشینم　　　اشتر مرد ماں شمار کنیم

ترجمہ (تشریح) '' ساتھیوں نے بوجھ دے کر لاد دیا ہے۔مگر ہمارا اتنا یارا کہاں کہ بوجھ اٹھا سکیں۔ ہم بلندی پر جا کر بیٹھ جاتے

ہیں ۔اور لوگوں کے اونٹ شمار کرتے ہیں)۔کیا اچھا ہو کہ ان بزرگوں (رحمتہ اللہ علیہم) کی منقبت بیان کرتے کرتے ان کی محبت میں سرگرداں رہتے اور انکے جھنڈوں کے سایہ تلے ہم خاک سے اٹھیں۔

پروانۂ آں شوم کہ پروانۂ اوست

جوان پر پروانہ وار نثار ہو میں اس کا پروانہ ہو جاؤں

حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے امت کو اس دعا کی تعلیم دی (اے اللہ مجھے اپنی محبت عنایت فرما جو تجھ سے محبت کرے اس کی محبت عنایت فرما اور جو عمل تیری محبت سے قریب کرے اس عمل کی محبت عنایت فرما) اس ارشاد نبوی ﷺ میں (جو تجھ سے محبت کرے اس کی محبت عنایت فرما) کا لفظ درمیان میں واقع ہوا ہے اس میں اشارہ ہے کہ بزرگوں (رحمتہ اللہ علیہم) کی یہ ایک محبت دو دوسری محبتوں کا ذریعہ بنتی ہے خدا (عزوجل) کی محبت کا بھی اور نیک عمل کی محبت کا بھی عظیم بزرگ حضرت شیخ المشائخ ابوسعید ابوالخیر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک دن اپنے مریدوں سے فرمایا کہ کل روز قیامت جب تم سے تمہارے بارے میں پوچھا جائے تو ہرگز جواب دینے کی کوشش نہ کرنا مریدوں نے عرض کیا۔پھر ہم کیا کہیں آپ (حضرت شیخ المشائخ ابوسعید ابوالخیر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا تم یہ کہنا کہ ہم تو دنیا میں بہت کمتر وحقیر تھے البتہ ان بزرگوں (رحمتہ اللہ علیہم) کا دامن پکڑا تھا یہ ہمارا حال زیادہ بہتر جانتے ہیں جب تم معاملہ ہم پر چھوڑ دو گے تو تم انشاء اللہ بخیر و خوبی عہدہ برا ہو گے۔

نسیمات القدس، ص، 28 سے 30

نفحات الانس میں حضرت شیخ ابو علی شبولی کے حالات میں لکھا ہے

آپ (حضرت شیخ المشائخ شیخ ابو علی شبولی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے ارشاد فرمایا کہ خود کو ان بزرگوں (رحمتہ اللہ علیہم) کیساتھ رکھ ان بزرگوں (رحمتہ اللہ علیہم) اور انکے ساتھ نشست و برخاست کرنے والوں سے فیض حاصل کرتا کہ کل قیامت کے دن جب تجھ سے پوچھیں کہ تو کون ہے تو کہہ سکے کہ میں ان کے ساتھ نشست و برخاست کرنے والا اور ان کا دوست ہوں اور جب تو ان بزرگوں کی باتیں سنے تو اگرچہ تیری سمجھ میں نہ آئیں اپنی گردن جھکا لیا کرتا کہ کل قیامت کے دن کہہ سکے کہ میں ان بزرگوں (رحمتہ اللہ علیہم) کی باتیں سن کر گردن جھکانے والا تھا اگرچہ تو حقیقی مجرم ہی ہو اس سبب سے اللہ تعالیٰ سے تیری رہائی ہو جائے گی۔(اللہ پاک ہمیں اور تمام بھائیوں کو ان بزرگوں (رحمتہ اللہ علیہم) کی محبت واتباع نصیب فرمائے بہ طفیل اکابر رحمتہ اللہ علیہم اجمعین)

نسیمات القدس، ص، 30

مجھے ان لوگوں میں سے بنایا ان لوگوں کو دیکھنے والوں میں سے بنا

شیخ المشائخ شیخ مجد الدین بغدادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ دعا کرتے تھے کہ یا الٰہی تیرا کام کسی سبب کا محتاج نہیں ہے بلکہ فضل و عنایت سے ہے مجھے ان لوگوں میں سے بنا یا ان لوگوں کو دیکھنے والوں میں سے بنا کیونکہ مجھے دوسری قسم یعنی اسباب کا محتاج بننے والوں کی

طاقت و ہمت نہیں ہے۔

گرنیم مرغان رہ را ہیچکس ذکر ایشاں کردہ ام اینم نہ بس
گرنیم زیشاں از ایشاں گفتہ ام خوش دلم کین قصہ از جان گفتہ ام

ترجمہ

اگرچہ میں مردان یا مرغان راہ یعنی راہ ہدایت یافتہ اور راہ دکھانے والوں کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا ہوں لیکن اب ان کا نا کافی ذکر کیا ہے۔ اگرچہ میں ان لوگوں میں نہیں ہوں لیکن ان بزرگوں (رحمتہ اللہ علیہم) کا ذکر کیا۔ میں اس بات پر دل سے خوش ہوں کہ میں نے روحانی نفوس کا قصہ بیان ہے۔ رسالہ قدسیہ، ص، 11 سے 12

ان کے کلمات ان کے حالات سنو اور ہر روز کچھ پڑھا کرو

حضرت شیخ المشائخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا کہ جب اس گروہ (اولیاء اللہ) کے لوگ پردہ فرما جائیں یعنی فوت ہو جائیں تو ہم سلامت رہنے کیلئے کیا کریں آپ (حضرت شیخ المشائخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ ان کے کلمات (ان کے حالات سنو اور پڑھو) سے کچھ ہر روز پڑھا کریں ایک صدیق (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ کوئی ان کی باتیں پڑھے تا کہ میں سنوں یا میں پڑھوں اور وہ سنیں اگر جنت میں ان کی باتیں نہ ہوں تو میرا جنت سے کیا کام ان نفوس پاک (اولیاء اللہ) کے وجد و حال و کیفیت سے جذب فیض حاصل کر سکتے ہیں۔

رسالہ قدسیہ، ص، 12

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں پیروں کی حکایتیں پڑھنا

حضرت مقبول یزدانی جنید بغدادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ پیروں کی حکایتیں شکر الٰہی ہے۔ جو مریدوں کے شکستہ دلوں کو توی بناتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔"کلا نقص علیک من انباء الرسل مانثبت به فؤادک" یعنی اے محمد ﷺ ہم گذشتہ لوگوں کے قصے تیرے آگے اس واسطے بیان کرتے ہیں کہ تجھے اس سے آرام ثابت قدمی حاصل ہو۔ اور شوق اور ارادے میں تقویت آ جائے۔ مقامات احمدیہ ملفوظات معصومیہ، ص، 10

حضرت شیخ المشائخ حاتم اصمؒ فرماتے ہیں

کہ جب تک کچھ حصہ قرآن پاک کا کچھ حصہ اپنے پیروں کی حکایتوں کا نہ پڑھ لیا جائے۔ تب تک ایمان ہی نہیں رہ سکتا۔

حضرت غوث یزدانی ابو یوسف ہمدانیؒ سے لوگوں نے پوچھا

کہ جب بزرگ (پیر و مرشد وغیرہ) وفات پا جائیں۔ تو پھر ہم کیا کریں تا کہ سلامت رہیں۔ آپ (حضرت شیخ کامل مرد مومن ابو

یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا ان کے کلام کو پڑھو۔ ان کی باتیں سنو اور ان کے علوم کو سنو اور سوچو پھر سلامت رہو گے۔

مقامات احمدیہ ملفوظات معصومیہ، ص، 2،3،7

حضرت سراج السالکین شیخ فرید الدین عطارؒ فرماتے ہیں

سب افسانوں میں سے عمدہ افسانے صوفیوں کے افسانے ہیں اسلئے کہ ان کی باتوں کے سبب تجھے ان سے نسبت حاصل ہوگی۔ اور یہی نسبت نجات کا موجب ہوگی۔

مقامات احمدیہ ملفوظات معصومیہ، ص، 9

حضرت شیخ الشیوخ محمد پارساؒ رسالہ محبوبیہ میں لکھتے ہیں

کہ مشائخ (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) فرماتے ہیں کہ تو اس بات کی کوشش کر کہ اپنے دل کی جگہ دوستان حق کے دل میں بنائے۔ اور اگر یہ بات میسر نہ ہو سکے۔ تو دوستان خدا کی دوستی کو اپنے دل میں جگہ دے۔ کیونکہ جب اس کے دوستوں کی دوستی کا مقام تیرے دل میں ہوگا۔ تو دل کے فراش خانہ کو حرص و ہوا سے پاک کردے گا۔ اور محبت حقیقی کا بادشاہ جب مقام دیکھے گا تو نزول فرمائے گا۔ اور اگر تو خدا کے دوستوں کے دلوں میں اپنا مقام بنا لے گا۔ تو چونکہ وہاں پر ہر روز تین سو ساٹھ مرتبہ (360) نظر رحمت ہوتی ہے۔ اگر وہاں تجھے دیکھ لیا جائے گا۔ تو انشاء اللہ تیرے دونوں جہاں کے کام سنور جائیں گے۔

مقامات احمدیہ ملفوظات معصومیہ، ص، 6

شیخ الاسلام عبداللہ انصاری ہرویؒ فرماتے ہیں

کہ نیک بختی کی علامت یہ ہے۔ کہ مشائخ (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی باتیں سنے اور ان پر اعتقاد کرے۔ اور ان سے محبت کرے۔ کیونکہ دوستان حق کی باتوں کی دوستی اور دوستان حق کی دوستی باہمی ایک نسبت پیدا کرتی ہے۔ جس سے پھر حق تعالیٰ سے نسبت پیدا ہوتی ہے۔ جس کے سبب انسان ولی اللہ ہو جاتا ہے۔

مقامات احمدیہ ملفوظات معصومیہ، ص، 6

ایک عارف سے لوگوں نے پوچھا

کہ جب ہم بزرگوں کے سے کام نہیں کر سکتے۔ تو پھر ان کی کتابیں پڑھنے سے کیا فائدہ۔ اس نے کہا بہت فائدہ ہے۔ اگر جاہل ہے تو عالم ہو جائے گا۔ اور عالم ہے۔ تو عارف ہو جائے گا۔ اور اگر دور ہے تو نزدیک ہو جائے گا۔ علم کتاب سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اقوال اور احوال سلوک سے۔ اور اس گروہ کی حکایات (تذکرہ) سننے کا یہ فائدہ ہے۔ کہ جب ان کے سے اقوال، افعال اور احوال اپنے آپ میں نہ پائے گا۔ تو اس کے دل سے تکبر اور غرور دور ہو جائیں گے۔ اور ان کی پیروی کر کے ان کا ہو جائے گا۔ یہ بات ظاہر ہے کہ پیغمبر خدا احمد مصطفیٰ ﷺ کے زمانے میں ولی کی کرامات اس کی سچائی پر دلالت کرتی ہے۔ اور زمانہ نبوت کے بعد نبوت اور اس کی ولایت دونوں کی تصدیق کرتی ہے۔ پس جو شخص اولیاء اللہ کی کرامات کا منکر ہے۔ وہ گویا ایک طرح سے

انبیاء علیہم السلام کے معجزوں کا منکر ہے۔ سوا سے اس کی گمراہی ہی کافی ہے۔

قوت القلوب میں مذکور ہے

کہ جو شخص ولی کے کسی مقام یا عارف (باللہ) کے کسی حال کا منکر ہو۔ تو اس کی اچھی حالت یقین کی کمزوری اور بری حالت، کفر، نفاق اور کینہ ہے۔ اس کا عذاب بدنصیبی اور نقصان ہے۔

مقامات احمدیہ ملفوظات معصومیہ، ص، 7

حضرت قدوۃ الاولیاء شیخ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ

نے انتقال فرماتے وقت یہ نصیحت کی اول تو پیروں کی باتیں سنو۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم نام ضرور یاد رکھو۔ تاکہ اسی سے تم بہرہ یاب ہو (فیض یاب ہو جاؤ)

مقامات احمدیہ ملفوظات معصومیہ، ص، 7

حضرت شیخ کبیر ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اے بھائی (فلاں) جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے روگردان ہو جاتا ہے۔ اس کی زبان اولیاء اللہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے حق میں طعن وتشنیع کرتی ہے۔ اور ولی اس کی نظر میں حقیر معلوم ہوتا ہے۔

مقامات احمدیہ ملفوظات معصومیہ، ص، 9

حضرت شیخ المشائخ شیخ احمد اعرابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ میں صوفیوں کی تعریف اس واسطے نہیں کرتا۔ کہ مجھے ان کی احتیاج ہے۔ بلکہ محض اس شوق اور حال کی وجہ سے جو مجھے ہے۔ اور عرفان، قرب اور شوق کے سبب سے جو انھیں حاصل ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میں کیا کہوں اور کیا لکھوں۔ اگر سو (100) کتابیں بھی ان کی تعریف میں لکھوں تو تھوڑی ہیں۔

مقامات احمدیہ ملفوظات معصومیہ، ص، 9

حضرت شیخ المشائخ شیخ نجم الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ افسوس کسی شخص نے اولیاء اللہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی قدر نہ کی اور نہ کرے گا۔ مطلب یہ کہ ہر ایک نادان اس زمانے میں صوفیوں کے احوال کے مشاہدہ اور ان کے افعال واقوال کا مطالعہ نہیں کر سکتا۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ان کے حق میں ایسی ویسی باتیں کرتے ہیں۔ اور ان کے منکر ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ ان کے اقوال وافعال کا انکار پیغمبر خدا احمد مصطفیٰ ﷺ کے معجزوں کا انکار ہے۔

حضرت مقبول یزدانی شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ مدعیوں کی اچھی طرح تعظیم کرو! کیونکہ وہ وجود کو محقق کرتے ہیں اور ان کے ہاتھ چومنے چاہئیں۔ کیونکہ اگر ان کی ہمت بلندی ہوتی تو کسی اور چیز کا دعویٰ کرتے۔

مقامات احمدیہ ملفوظات معصومیہ، ص، 9

حضرت شیخ فرید عصر ابوبکر جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ تم پر لازم ہے۔ کہ ایسے شخص سے محبت رکھو۔ جو حق تعالیٰ سے رکھتا ہے۔ اگر یہ نہیں ہوسکتا تو ان کے علوم، معارف، کلمات اور نقلیات سے صحبت رکھو اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتے۔ تو ان کی محبت اختیار کرو۔ تا کہ ان کی محبت کی برکت سے تم رفتہ رفتہ حق تعالیٰ تک پہنچ جاؤں۔

مقامات احمدیہ ملفوظات معصومیہ، ص 11

حضرت شہباز لامکانی مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ ان کوتاہ اندیشوں کا بزرگوں کی کرامات اور ان کے احوال سے انکار کرنا اس وجہ سے ہے۔ کہ وہ خود ان اسرار سے واقف نہیں ہوتے۔ اور احوال کا نشان تک ان میں نہیں پایا جاتا یہ نفی تو اس واسطے کرتے ہیں کہ عوام کے روبرو رسوا نہ ہوں۔ لیکن انھیں یہ معلوم نہیں۔ کہ خواص کے نزدیک ان کی سخت رسوائی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت کرے۔ پاک لوگوں کے کام کا اندازہ اپنی حالت سے نہ کر۔ خواہ لکھنے میں کیسا ہی آسان ہو۔

مقامات احمدیہ ملفوظات معصومیہ، ص 12

حضرت شیخ المشائخ شیخ صدون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ جس میں تو کوئی نیک صفت دیکھے اس سے جدا نہ ہو کیونکہ تو جلدی ہی اس کی برکت سے کچھ حاصل کرے گا۔

مقامات احمدیہ ملفوظات معصومیہ، ص 11

مشائخ نقشبند رحمہم اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں

کہ ہمارے طریقہ کی نسبت مرتے وقت ظاہر ہوتی ہے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے۔ کہ جس قدر اس دنیا سے روگردانی کی جاتی ہے اسی قدر وہ نسبت زیادہ ظاہر ہوتی ہے۔

مقامات احمدیہ ملفوظات معصومیہ، ص 11

ان نقلیات سے غرض یہ ہے تا کہ مطالعہ کرنے والوں کو اس کے ملاحظہ سے اس گروہ کا یقین ہو جائے۔ اور اس گروہ کی جزئیات جو سالکوں کے احوال کی نفی کرتا ہے۔ ان پر اثر نہ کریں اور ان لوگوں کے وسوسوں کی مصیبت سے محفوظ رہیں۔ اے پروردگار! ہمیں ہمارے نفسوں کے شر اور ہمارے برے اعمال کے وبال سے بچا۔

سالک کو چاہیے کہ اس بڑی نعمت یعنی صحبت اہل اللہ کی قدر کو پہچانے اگر ایسی صحبت میسر آجائے تو چند لحات گوش دل کو اہل اللہ کی باتیں سننے کیلئے وقف کرے۔ اور اس کی اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کرے تا کہ اس کو اسی صحبت میں تقویت و تربیت حاصل ہو۔

منقبت شریف

نائب احمد مرسل بشرے پیدا شد

وہر را مژدہ کہ وضعے دگرے پیدا شد
از شب تیرہ مبارک سحرے پیدا شد

آنچناں ابر عطا وکرم حق باریہ
گلشن فیض بہ ہر بام ودرے پیدا شد

گشت آفاق منور ز لقائے سر ہند
در شب تار ضلالت قمرے پیدا شد

ماہ وانجم درخشیدہ فلک داد نوید
بر زمیں مہر ہدائی جلوہ گرے پیدا شد

تہنیت رفت زگیتی بہ سماوات علی
نائب احمد مرسل بشرے پیدا شد

حسن ذات از رخ پر نور براگند نقاب
عشق رقصید کہ صاحب نظرے پیدا شد

مژدہ اے اہل دل و مژدہ اے ارباب وفا
کہ مسیحا نفسے چارہ گرے پیدا شد

سزوار فخر اگر مادر گیتی نازد
در کنارش چہ خجستہ پسرے پیدا شد

شعلہ ز عشق رسول از دم اودر عالم
باز از خاک فسر دہ شررے پیدا شد

شکر کز قلزم انوار رسول عربی
احمد ہندی والا گہرے پیدا شد

عقدۂ شرع و طریقت بہ اشارت و اکرد
شکر کہ ایں سلسلہ را باز سرے پیدا شد

بود اش منزل خود صوفی و ملا گمراہ
شکر کہ ایں قافلہ را راہبرے پیدا شد

باز بنیاد شہنشاہ ہی اسلام نہاد
خسر و ے کلہ و بے گہرے پیدا شد

سر نگوں بروراوسطوت شاہان جہاں
حاکم کشور دل تا جو رے پیدا شد

گرداو بتکدۂ اکبر و فیضی مسمار
قصر دیں راچہ عجب کار گرے پیدا شد

گردنش پیش جہانگیر نشد خم ہرگز
آں شہے محتشمے مفتخرے پیدا شد

محرم سر نہاں سالک راہ ایقاں
صاحب عزم و عمل دیدہ ورے پیدا شد

حامی دین، دین متین ماحی، شرک وبدعت
حق نما حق طلبی حق نگرے پیدا شد

نازش عالمیاں قدوہ خاصان خدا
در نکو یان جہاں خو بترے پیدا شد

بہ کمالات و فضائل بہ علوم و عرفاں
فائق از اہل جہاں نامورے پیدا شد

آں مجدد کہ جہاں منتظر او بود
شکر صد شکر کہ آں منتظرے پیدا شد

ظلمت بدعت و الحاد ز عالم گم گشت
بار از صبح سعادت اثرے پیدا شد

مختصر قصہ اکبر و جہانگیر بادشاہ اور کامیابی مجدد الف ثانیؒ

''اکبر بادشاہ'' دراصل ابتداء سے ''اکبر'' اکبر بادشاہ کے آباؤ اجداد کو سلسلہ نقشبندیہ کے مایہ ناز بزرگ حضرت خواجہ خواجگان زبدۃ الواصلین سلطان العارفین ناصر الدین عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بڑی عقیدت تھی ان کی اولاد میں سے حضرت قطب العالم خواجہ یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب ہندوستان تشریف لائے تو اکبر بادشاہ نے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور ان کے اخراجات کیلئے ایک جاگیر پیش کی اکبر بادشاہ کے ابتدائی زندگی کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شدت کے ساتھ اسلامی عبادات کا پابند تھا نماز تو بڑی چیز ہے سفر و حضر میں جماعت بھی ترک نہیں ہوتی تھی سات عالم امامت کے لیے مقرر تھے (یعنی علماء کرام امامت کیلئے) جن میں سے ایک ملا عبد القادر بدایونی رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کا بیان ہے کہ ہر پانچ وقت بر سر دربار جماعت کے متعلق فرماتے تھے سفر میں ایک خاص خیمہ نماز کا ہوتا تھا جس میں اکبر بادشاہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتا تھا علم دین اور علماء دین کا احترام جس حد تک کرتا تھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوسکتا ہے کہ شیخ عبد النبی جو اکبر بادشاہ کے ابتدائی عہد حکومت میں ''صدر جہاں'' تھے ان کے ساتھ'' انتہائی احترام و تعظیم کی وجہ سے اکبر بادشاہ کبھی کبھی علم حدث سننے کے لئے ان کے گھر جاتا اور ایک دو دفعہ تو جوتیاں بھی (شیخ عبد النبی) کے آگے اکبر بادشاہ نے رکھیں علماء و صلحاء کی صحبت اور اس قدر مرغوب تھی کہ حضرت شیخ سلیم چشتی کے پڑوس میں رہنے کی غرض سے اس نے فتحپور ہی کو دار السلطنت بنالیا اور مدتوں پیادہ پا اجمیر شریف حضرت خواجہ خواجگان معین الدین اجمیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کو جایا کرتا تھا فتحپور میں اس نے (انوپ تلاؤ) کے نام سے تالاب بنوایا تھا اور اس کے اردگرد عمارتیں بنائی گئی تھیں جن کا نام عبادت خانہ رکھا گیا تھا جہاں پر یہ عمارت بنائی گئی اکبر بادشاہ اپنی زندگی کے ابتدائی دور میں اسی مقام پر ایک پرانے حجرہ کے پتھر پر بیٹھ کر کہ آبادی سے دور مراقبہ میں مشغول رہتے تھے اور صبح کے فیض کو حاصل کرتے تھے نماز جمعہ کے بعد اسی عمارت میں علماء کا اجتماع ہوتا تھا بعد کو یہ ذوق اتنا بڑھا کہ جمعہ کی پوری رات ان ہی علماء و مشائخ کی صحبت میں گذرتی تھی خوشبوئیں جلائی جاتی تھیں اور دینی مسائل خواہ اصول سے متعلق ہوں یا فروع سے ہمیشہ ان ہی کی تحقیق سے سروکار تھا اکبر بادشاہ اس مجلس میں حسب استعداد ہر ایک کی معقول خدمت بھی کرتا تھا اسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وسائل تلاش کر کے علماء و مشائخ کی ایک کافی جماعت یہاں اکٹھی ہونے لگی بحث و مباحثہ و مناظرہ کرنے والے علماء خواہ محقق ہوں یا مقلد ان کی تعداد سو آدمیوں سے متجاوز تھی بھلا جہاں مولویوں کی اتنی تعداد جمع ہوجائے اور وہ بھی ان ادنی اغراض کے تحت جو ان لوگوں کو یہاں تک کھینچ کر لائی تھیں انجام اس کا وہی ہوا جو ہونا چاہیئے تھا شروع شروع میں پہلا جھگڑا نشست گاہوں پر چلا ہر ایک اکبر بادشاہ سے قریب ہونا چاہتا تھا پہلی بدنصیبی یہ تھی جو اس گروہ سے ظاہر ہوئی اگرچہ اکبر بادشاہ نے اس دفعہ اغماض سے کام لیا لیکن دل میں غیر شعوری طور پر ان کا وزن کم ہو رہا تھا آخر ایک دن جبکہ چشم بد دور دین کے ان ستونوں کا یہ حال تھا باہم ایک دوسرے پر زبان کی تلواریں نکالے ایک دوسرے کی نفی و تردید اور مقابلہ میں مصروف تھے۔ کہ ان کے اختلافات اس حد کو پہنچے کہ

ایک دوسرے کی تکفیر کرنے لگا اور ایک دوسرے کو گمراہ کہنے لگا ان مولویوں کی گردنوں کی رگیں پھل آئیں اور شور ہونے لگا سخت ہلڑ مچ گیا اکبر بادشاہ کے متاثر قلب پر ان کی حرکت ناگوار گذری اس کے بعد ملا عبدالقادر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو حکم دیا گیا کہ آئندہ سے جو ان میں نامعقول ہوں ان کو مجلس میں نہ آنے دینا یہ پہلی ناراض گی تھی جو اس جماعت کو نصیب ہوئی اور گو ان کی آمد و رفت باقی رہی لیکن ایک ایسے بادشاہ کے دربار میں جو ان کی ہر گفتگو سے بجائے ایمانی قوت کے سوئے ظنی میں روز بروز ترقی کر رہا تھا آخر ایک کے فتوی حلال اور دوسرے کے حرام نے اکبر بادشاہ کو مطلق دین ہی کے متعلق شک میں ڈال دیا اور اس کی حیرت پر حیرت میں اضافہ ہوتا رہا تاکہ جو مقصود تھا وہ ہی سامنے سے جاتا رہا اکبر بادشاہ کے دربار میں کس قسم کے علماء جمع تھے اس کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ ان میں ملا عبداللہ سلطان پوری تھے جن کا عہدہ مخدوم الملک کا تھا محض اس لیے کہ حج نہ کرنا پڑے فریضہ حج کے اسقاط کا فتوی دیا زکوۃ کے متعلق بھی مشہور ہے کہ ششماہی تقسیم والے حیلہ سے کام لیا کرتے تھے اور آخر میں جب ہزار ہا ذلت وخواری کے بعد انتقال ہوا تو بادشاہی حکم سے ان کے مکان کا جو لاہور میں تھا جائزہ لیا گیا اتنے خزانے اور دفینے ظاہر ہوئے کہ ان خزانوں کے تالوں کو وہم کی کنجیوں سے بھی کھولنا ناممکن ہے منجملہ ان کے سونے سے بھرے ہوئے چند صندوق مخدوم الملک کے گورخانہ سے برآمد ہوئے جنہیں مردوں کے بہانہ سے اس نے دفن کیا تھا ادھر حضرت شیخ المشائخ شیخ شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے مولانا عبدالنبی تھے جو عہد اکبر بادشاہ کے سب سے بڑے محدث خیال کیے جاتے تھے ان ہی کی بادشاہ نے جوتیاں سیدھی کی تھیں اور سارے ہندوستان کے ائمہ وخطباو غیرہ کی جاگیروں کا اختیار ان کو دیا گیا تھا لیکن علم کا حال یہ تھا کہ مشہور حدیث لحزام سوء الظن کو آپ ہمیشہ بجائے زائے معجمہ کے رائے مہملہ سے تلفظ فرماتے تھے اور جب صدرات کے اختیارات ملے تو پھر کسی کو آنکھ ہی نہیں لگاتے تھے سارے ہندوستان کے مذہبی جاگیرداروں کو دوڑانا شروع کیا آخر میں یہ حالت ہوئی کہ لوگ شیخ کے وکیلوں ان کے فرشتوں، دربانوں، سائیسوں، جلال خوروں، (مہتروں) تک کو رشوتیں دے کر اپنے اپنے کام اس گرداب سے باہر نکالتے، مخدوم الملک اور مولانا عبدالنبی دونوں میں رقیبانہ کشمکش جاری تھی ہر ایک نے دوسرے کے متعلق رسالے لکھے ایک صاحب فرماتے ہیں کہ چونکہ اس کو بواسیر ہے اس لیے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے دوسرا کہتا ہے کہ تو اپنے باپ کا چونکہ عاق شدہ بیٹا ہے اس لیے تیرے پیچھے بھی نماز جائز نہیں الغرض صبح وشام شاہی کیمپ علماء کے ان دینی ہنگاموں سے گونجتا رہتا تھا اور ایک بڑی مصیبت یہ بھی تھی کہ جاہل اکبر بادشاہ اپنے زمانہ کے علماء کو غزالی ورازی سے بھی بہتر خیال کرتا تھا پھر ان کے چھچھورے پن کو چونکہ اکبر بادشاہ نے دیکھا تو سامنے والوں پر غائبوں کو قیاس کر کے سلف کا بھی منکر ہو گیا آخر اس عہد کا رازی جب جزم کو حرم پڑھتا ہو اور اس زمانہ کے غزالی کے گھر سے طلائی اینٹوں کی قبریں برآمد ہوتی ہیں تو گزشتہ زمانے کے رازیوں اور غزالیوں کے متعلق کیا خیال کیا جا سکتا ہے از یں قبیل طرح طرح کے مشائخ بھی آتے اور اکبر بادشاہ کے سامنے جھوٹے دعوے کرتے کبھی کہتے کہ آپ کی فلاں حاملہ حرم کے لڑکا ہوگا بدقسمتی سے لڑکی ہو جاتی ایک بڑے باکرامت بزرگ لاہور سے تشریف لائے جب اکبر بادشاہ نے تنہائی میں امتحان لیا اور کچھ پیش نہ چلی تو ''پیٹ'' کا حیلہ ظاہر کر کے دم بخود ہو گئے

یقیناً علماء کا یہ فتنہ بھی بڑا فتنہ تھا اور اختلاف علماء کہ ایک ہی فعل کو حرام کہتا تھا دوسرا کسی حیلہ سے اس کو حلال ثابت کرتا تھا اکبر بادشاہ کے انکار کا سبب بن گیا لیکن اس سلسلہ کا سب سے زیادہ ''سیاہ حلقہ'' وہ ہے جو اگرچہ علماء ہی کا فتنہ تھا لیکن شدت تاثیر نے اکبر بادشاہ کو الحاد کا سب سے بڑا ذریعہ بنا دیا الغرض اکبر بادشاہ کے دربار میں ابوالفضل وفیضی کا فتنہ بھی سچ پوچھو تو یہ علماء سوء ہی کا فتنہ تھا کس قدر عجب بات ہے کہ شخصی اغراض نے بتدریج کیسی سخت قومی اور مذہبی خطرہ کی صورت اختیار کر لی تھی اور آج بھی جو کچھ ہو رہا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ کن اثرات کے تحت ہو رہا ہے کیسا دردناک نظارہ ہے کہ خود دین کے معماروں کے ہاتھوں دین کی بنیا دکھد رہی تھی اور کسی کو اس کا خیال بھی نہیں آتا تھا کہ آخر اس کا انجام کیا ہوگا علماء ومشائخ کی عام حالت تو یہی تھی لیکن اللہ کے بندوں سے زمانہ کا کوئی حصہ خالی نہیں ہوتا اسی ہنگامہ میں کبھی کبھی ایسے نفوس قدسیہ بھی نظر آجاتے ہیں جن کے سامنے دنیا سے زیادہ ''آخرت'' اور ''نقد'' سے زیادہ ''نسیہ'' عزیز ہوتا ہے حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے مولانا بدرالدین کا کارنامہ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ ممتاز ہے خاندانی حیثیت سے ان کا حکومت اور اکبر بادشاہ پر جو اثر تھا ظاہر ہے لیکن جوں ہی اکبر بادشاہ کے طرز عمل میں یہ تغیرات شروع ہوئے شاہی نوکری سے مستعفی ہو کر گھر بیٹھ گئے اکبر بادشاہ نے چند بار خود ایوان خاص میں بلا کر ان کو سمجھایا لیکن ہر ملاقات میں ناگواری بڑھتی رہی انہوں نے قطعی طور پر ''زمین بوس'' وغیرہ رسوم کا شدت سے انکار کیا حکومت نے ان کے ساتھ سختیاں شروع کیں آخر تنگ آ کر چپ چاپ اکیلے کشتی میں بیٹھ کر ''حج'' کے شرف سے مشرف ہوئے اور کعبہ کی دیوار کے نیچے کعبہ والے کی امانت بغیر کسی خیانت کے سپرد کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے درباری امراء میں ایک صاحب قطب الدین خاں تھے اکبر بادشاہ اپنے دین جدید کی ان کو بھی تبلیغ کیا کرتا تھا خاں صاحب نے ایک دن فرمایا دوسرے ممالک کے سلاطین مثلاً روم کے اخوندکار (سلطان ترکی) وغیرہ اگر ان باتوں کو سنیں گے تو کیا کہیں گے آخر وہ لوگ تو سب یہی دین رکھتے ہیں خواہ تقلیدی ہوں، یا نہ ہوں اکبر بادشاہ ان کے اس فقرہ پر بگڑ گیا اور غریب پر یہ الزام لگایا کہ تم ''اخوندکار روم'' کے دربار میں رسوخ حاصل کرنا چاہتے ہو خوب خوب برسا ایک اور امیر شہباز خاں تھے بھرے دربار میں اللہ تعالیٰ کے اس بندہ سے نہ رہا گیا جب بیربر کو بھی اس نے اسلامی ارکان پر تمسخر کرتے ہوئے دیکھا تو بے ساختہ ان کی زبان سے نکلا ''اے کافر ملعون تو ہم ایں چنیں سخناں مے گوئی'' خان صاحب کی ان گالیوں کو سن کر اکبر باشاہ آپے سے باہر ہو گیا کہنے لگا کہ ایسے لوگوں کے منہ پر نجاست بھری ہوئی جوتیاں لگواتا ہوں بہر حال زیادہ تو نہیں، لیکن اکا دکا اس قماش کے بھی لوگ کبھی کبھی نظر آجاتے ہیں خود مولانا عبدالنبی جن کو اکبر بادشاہ نے زبردستی مکہ معظمہ جلاوطن کرا دیا تھا جب دوبارہ ہندوستان واپس ہوئے تو اس وقت حمیت وغیرت کی دبی دبائی چنگاریاں پھر چمک اٹھی تھیں ایک دن برسر گفتگو زبان سے چند سخت الفاظ اکبر بادشاہ کے روبرو نکل پڑے وہی اکبر بادشاہ جس نے کبھی ان کی جوتیاں سیدھی کی تھیں ایک سخت مکا اکبر بادشاہ نے خود اپنے ہاتھ سے (شیخ عبدالنبی) کے منہ پر مارا شیخ صاحب نے کہا کہ چھری سے کیوں نہیں مار ڈالتے ہو لیکن بدتمیزی کے اس طوفان کا مقابلہ بھلا تنکوں سے کیا ہو سکتا تھا قدرت ہمیشہ ایسے موقعہ پر کسی ایسی ''عظیم ہستی'' کو برسر کار لاتی ہے کہ مغلی تخت پر اکبر بادشاہ کے نام سے جو

بادشاہ پچاس سال تک بیٹھا رہا وہ کیا تھا اور پھر اچانک عہد جانگیری میں دریا کا رخ بدلتا ہے تا کہ آنکہ شاہجہاں کے عہد تک پورا بدل جاتا ہے۔

الف ثانی کا نظریہ اور دین الٰہی کی تدوین

حضرت مولانا عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اکبر بادشاہ نے یہ خیال پکایا کہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے دین کی مدت عمر کل ایک ہزار سال تھی جو پوری ہوگئی اکبر بادشاہ کے دل میں اس کے بعد ان منصوبوں کے اظہار و اعلان میں اب کوئی رکاوٹ باقی نہ رہی جو اپنے دل میں انہوں نے گانٹھا تھا ادھر ایسے علماء جن کا کچھ رعب وادب تھا ان سے بھی بساط خالی ہو چکی تھی پھر کیا تھا اس کے بعد تو اکبر بادشاہ خوب کھل کھیلے اور اسلامی احکام وارکان کے ہدم و بربادی ان کی جگہ نت نئے اپنے خود ساختہ پرداختہ قوانین کی ترویج میں مشغول ہوئے جس کے بعد عقائد کی بربادی کا بازار گرم ہوا یہ تھا وہ نظریہ جس پر ہی قناعت نہیں کی گئی بلکہ اس کے اعلان کا ذریعہ یہ اختیار کیا گیا کہ سکہ کا نام سکہ الفی رکھا گیا اور اس پر الف ہی کی تاریخ ثبت کی گئی حضرت مولانا عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ گذشتہ بالا تجویز کے بعد پہلا حکم جو دیا گیا یہ تھا کہ سکہ میں الف (ہزار) کی تاریخ لکھی جائے پھر دوسری جگہ لکھتے ہیں حضرت مولانا عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ٹکوں اور اشرفیوں میں الف کی تاریخ لکھوائی گئی اور اس سے اشارہ ادھر کرنا مقصود تھا کہ حضرت احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ کے دین مبین کی عمر جو ہزار سال تھی پوری ہوگئی ظاہر ہے کہ سکہ ہی ایسی چیز ہوتی ہیں جس کی ہر خاص و عام تک رسائی ناگزیر ہے کتابوں اخباروں رسالوں میں سب سے زیادہ کارگر تد بیر اشتہار کی اس سے بہتر اور کیا ہو سکتی تھی اور غالباً یہی وجہ تھی کہ پہلے سلاطین کے جتنے سکے اور خود اپنے زمانے کے دوسرے سکوں کو سخت ترین احکام وفرامین کے ذریعے سے اکبر نے منسوخ کر دیا تھا صرف ایک ہی سکہ باقی رکھا لیکن بات اسی پر ختم نہیں کی گئی بلکہ ایک کتاب بھی تاریخ الفی کے نام سے اکبر نے تالیف کرائی جس کی تدوین وترتیب کا کام چند علماء کے سپرد ہوا حضرت مولانا عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ اسی سال یہ حکم ہوا کہ ہجرت سے چونکہ ہزار سال پورے ہو گئے اور لوگ ہر جگہ ہجری تاریخ لکھتے ہیں اب مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسی تاریخ مرتب کی جائے جو ان تمام سلاطین کے حالات پر حاوی ہو جو ابتدا سے اب تک اسلام میں گزرے ہیں جس کے دوسرے معنی یہ تھے کہ ایسی تاریخ لکھوائی جائے جو دوسری تمام تاریخوں کی ناسخ ہو اس تاریخ کا اکبر بادشاہ نے الفی نام رکھا اور یہ بھی حکم دیا کہ سنوں کے ذکر میں بجائے ہجرت کے رحلت کا ذکر تو سکہ کا طریقہ اشتہار کیلئے مفید تھا لیکن اس کے بعد پھر اس کی یاد دہانی کا ذریعہ کوئی اور ہونا چاہئے اور اس کیلئے تاریخ الفی کا ذریعہ اختیار کیا گیا اکبر بادشاہ تک یہ نظریہ کس طرح پہنچا خود اس کے اپنے دماغ نے یہ ایجاد کی یا اس کے پیچھے جو قرنا لگائے تھے یہ ان ہی کی تسویل و تزویر تھی صحیح طور پر اس کا پتہ نہیں چلا لیکن اتنا معلوم ہے کہ اس نظریہ کی تائید میں دلائل کا ایک انبار جمع کر دیا گیا تھا۔

حضرت مولانا عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ اسی سال چند رزیل ادنیٰ درجہ کے لوگ جو عالم نما جاہل تھے۔ انہوں نے

دلیلوں کا پشتہ اس دعویٰ کے متعلق باندھ دیا کہ وقت اس صاحب زمان کا آ گیا ہے جو ہندو اور مسلمان کے بہتر فرقوں کے اختلاف کو مٹانے والا ہوگا اور اس صاحب زمان کی ذات خود حضرت بادشاہ کی ہے۔

جلال الدین اکبر بادشاہ کا ارتداد اور مسلمانان ہند کے مصائب

دسویں صدی ہجری میں سلطان جلال الدین اکبر دین اسلام سے پھر گیا ہم اس کیفیت کو یوں بیان کرتے ہیں کہ فیضی اور ابوالفضل دونوں بھائی اس کے مقرب خاص تھے جنہیں ظاہری علم میں ید بیضا حاصل تھا خصوصاً علم منطق حکمت طبعی اور ریاضی کا مطالعہ انہوں نے خوب غور وخوض سے کیا تھا ان علوم کا یہ کلیہ ہے کہ جو شخص ان علوم میں غور کرتا ہے اگر وہ اہل سنت و جماعت ہے تو اس کے عقیدے میں ضرور بضرور فرق آ جاتا ہے ان دونوں بھائیوں کی بھی یہی کیفیت ہوئی بلکہ دین حق سے بالکل منحرف ہو گئے چنانچہ ابوالفضل نے بنارس جا کر کفار کے علوم حاصل کئے اسی اثنا میں اکبر بادشاہ کو علم ہندی کی رغبت پیدا ہوئی ابوالفضل ان علوم کو سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کر کے اکبر بادشاہ کو بتایا کرتا اور اس طرح علوم دینیہ سے جاہل اکبر بادشاہ کو اس باطل علم کی حقیقت معلوم ہوگئی دن رات ابوالفضل سے مسائل پوچھتا اور ابوالفضل بھی ہندی کی چندی کر کے بتاتا کسی اور شخص کو یہ اجازت اور رسائی نہ تھی کہ آ کر حق بات سنائے یا اکبر بادشاہ کی رہنمائی کرے ایک دن ابوالفضل نے اکبر بادشاہ کو کہا کہ ہندوؤں کا ایک اوتار آنے والا باقی ہے جو اس آخری زمانے میں پیدا ہوگا اس کی تمام علامتیں آپ کی ذات میں پورے طور پر پائی جاتی ہیں۔'' کافروں کی اصطلاح میں اوتار اس شخص کو کہتے ہیں جن میں ذات واجب تعالیٰ حلول کرے'' معاذ اللہ اس قسم کے کلمات جو ان کے منہ سے نکلتے ہیں سراسر جھوٹ ہیں یہ سن کر اس بے وقوف اکبر بادشاہ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

ماضی میں امت پر جو بلائیں آئیں وہ اسی جماعت علماء کی بدبختی اور نحوست کی راہ سے آئیں بادشاہوں کو یہی لوگ راہ راست سے ہٹا کر گمراہ کرتے رہے انہیں علمائے سو کے باعث لوگوں نے گمراہی کے راستوں کو اپنایا علماء کے سوا کم لوگ ہیں جو ان جیسے گمراہ ہوں اور ان کی گمراہی سے دوسرے بھی متاثر ہوں اسی طرح اس زمانے کے صوفی نما جہلاء بھی علمائے سو کے زمرہ میں آتے ہیں کہ ان کا فساد بھی متعدی ہے اکبر بادشاہ کے دور میں بعض علماء سے فقہ حنفی کی رو سے متعہ کے جواز کا فتویٰ بھی صادر کرایا گیا بعض مؤرخین کے نزدیک اکبر بادشاہ کے الحاد وارتداد کا نقطۂ آغاز یہی فتویٰ تھا بعض مولویوں نے کہا کہ مجتہدین کی رائے میں چار کی جگہ نو بیویاں اور بعض اس سے بھی زیادہ بیویوں کے قائل ہیں حد یہ کہ بغیر نکاح ومتعہ کے بھی بدکاری کی اجازت ہے اکبر بادشاہ نے شاید اسی لئے شہر شہر میں شیطان پورے تعمیر کرائے جہاں کھلے عام عصمت فروشی ہوتی تھی۔

شیخ سلطان کو جن کی دختر نیک اختر (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی منکوحہ تھیں اکبر بادشاہ کے ہاں بڑا قرب واعتبار حاصل تھا اکبر بادشاہ نے شیخ سلطان کو کہا کہ ہمارے لئے قرآن لکھو جس میں دین الٰہی کی شریعت ہو شیخ سلطان قلم دوات پکڑے کبھی اکبر بادشاہ کی طرف دیکھتے اور کبھی آسمان کی طرف اکبر بادشاہ نے پوچھا آپ کیا

دیکھتے ہیں ہمارا قرآن لکھو بھی شیخ سلطان نے کہا دیکھتا ہوں کہ جبرائیل علیہ السلام جو حامل وحی ہے آسمان سے تمہارے لئے قرآن شریف لائیں تو میں لکھوں اکبر بادشاہ سن کر بہت شرمندہ ہوا شیخ سلطان صاحب کو کہنے لگا جاؤ میں نے لاہور اور دہلی کے درمیانی علاقے کی حکومت تمہارے سپرد کی اس ملک کا بندوبست کرو شیخ سلطان بھی چاہتے تھے کہ اس ملعون کی خدمت سے دور رہیں اس ملک میں جا کر وہاں کے محصول کو علماء فقراء میں تقسیم کیا چنانچہ بارہ سال تک ایک پیسہ بھی بادشاہ کو نہ دیا اکبر بادشاہ نے بھی آپ (شیخ سلطان) سے کچھ نہ پوچھا آخر جب بارہ سال بعد اکبر بادشاہ کسی تقریب سے ادھر سے گذرا تو شیخ سلطان کو بلا کر بارہ سالہ خراج کی بابت پوچھا شیخ سلطان بھی اپنے گھر سے مصمم ارادہ کر کے نکلے کہ آج ضرور شہید ہونا ہے اکبر بادشاہ کو کہنے لگے کہ تو دین سے مرتد ہو گیا ہے سو مرتد کا مال اڑا جانا شریعت اسلامیہ میں جائز و مباح ہے اس لئے میں نے فقراء و مساکین کو تقسیم کر دیا ہے یہ کہہ کر بغل سے پتھر نکال کر اکبر بادشاہ کے چہرہ پر ایسا تاک کر مارا کہ پیشانی سے خون بہنے لگا شیخ سلطان کو سولی چڑھایا گیا ابوالفضل نے عربی زبان میں ایک کتاب تصنیف کر کے اکبر بادشاہ کو کہا کہ یہ کتاب تیرے لئے آسمان سے نازل ہوئی ہے میں فلاں جنگل میں سیر کو جا رہا تھا اتفاقاً ہمراہیوں سے جدا ہو گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک فرشتہ نے آسمان سے اتر کر یہ کتاب مجھے دی اور کہا کہ اکبر بادشاہ کو یہ کتاب پہنچا دینا حق تعالیٰ نے یہ اس کیلئے بھیجی ہے۔

ان بے وقوفوں کا کمینہ پن دیکھو کہ اگر بالفرض فرشتہ آتا بھی تو دوسرے کو بیچ میں ڈال کر ہی کتاب دیتا انبیائے حق کے پاس جو فرشتے آتے رہتے وہ بلا واسطت پیغام پہنچاتے رہے نہ کہ دوسرے کے وسیلے پیغام رسانی کا سلسلہ جاری ہوتا۔

اس باطل کتاب میں احکام اس قسم کے تھے "یا ایھا البشرہ تذبح البقروان تذبح البقر فماراک فی السقر" "اوانسان! گائے ذبح نہ کرنا اگر گائے ذبح کرے گا۔تو دوزخ میں ڈالا جائے گا جو چیزیں قرآن مجید کی رو سے حرام تھیں وہ اس کتاب میں حلال قرار دی گئیں اور جو حلال تھیں وہ حرام کی گئیں چنانچہ گائے کا گوشت حرام قرار دیا گیا اور سؤر کا گوشت حلال سمجھا گیا اور اعلانیہ حکم دیا گیا کہ کھلم کھلا بازاروں میں سؤر کا گوشت بکا کرے گائے' بھیڑ کا گوشت بالکل گم کر دیا شراب عام کر دی گئی مسجدوں اور مدرسوں کو گرا دیا گیا اگر گرانے سے کوئی باقی بچ رہا تو حکم دیا کہ اس میں ہاتھی اور گھوڑے اور اونٹ وغیرہ باندھا کریں جہاں کہیں مسلمانوں کو دیکھتے ان پر بڑا ظلم وستم کرتے تھوڑی بات پر بہت سوں کو قتل کیا گیا چنانچہ اکبری دربار کے ایک شاعر نے کہا تھا۔

شاہ ما امسال دعوائے نبوت میکند　　　سال دیگر گر خواہد خدا خواہد شدن

واقعی ایسا ہی ہوا کچھ مدت بعد خدائی دعویٰ کیا چنانچہ اس بے دین بادشاہ کی مہر کی یہ عبارت ہے "جل جلالہ است اکبر" دوسری مہر کی عبارت یہ ہے " ما اکبر شانہ تعالیٰ "اور تخت پر بیٹھ کر لوگوں سے اپنے آپ کو سجدہ کرواتا بادشاہی ملازم لوگوں کو زبردستی پکڑ کر لاتے اور سجدہ کرواتے اگر سجدہ کرنے سے انکار کرتے تو سزا پاتیا سلام اور اہل اسلام کیلئے یہ بڑا نازک وقت تھا۔

مولانا عبدالقادر صاحب تحریر کرتے ہیں ایک زمانہ تک دیوی برہمن جو مہا بھارت کی کتھا کہنے والا تھا اس کو چار پائی پر اوپر کھینچ لیا جاتا تھا جو اس قصر کے پاس تھا جس کو اکبر بادشاہ نے اپنی خواب گاہ میں بنایا تھا اور اس سے ہندوستانی قصے اور اس کے اسرار نیز بتوں کے آفتاب کے آگ کے پوجنے کے طریقے ستاروں کی تعظیم کے آداب کافروں کے جو بڑے لوگ گذرے ہیں مثلاً برہما۔ مہادیو۔ بشن۔ کشن۔ مہامائی وغیرہ کے احترام کی صورتیں سنتا اور پھر ان کی جانب مائل ہوتا ان کو قبول کرتا اسی طرح پرکھوتم نامی برہمن بھی اکبر بادشاہ سے بہت زیادہ ہل مل گیا تھا اس سب کا نتیجہ یہ ہوا کہ زیادہ تر ''دین اکبری'' میں ان ہی لوگوں کے عقائد و اعمال رسوم و طریقوں کو جگہ ملی۔

اکبر بادشاہ کا دین الٰہی اور اُس کے مسائل وعبادات

☆ آفتاب کی عبادت دن میں چار وقت یعنی صبح وشام دوپہر آدھی رات میں لازمی طور پر کرتے تھے اور ایک ہزار ایک آفتاب کے ہندی ناموں کو اپنا وظیفہ بنایا تھا ٹھیک دوپہر کو آفتاب کی طرف متوجہ ہو کر حضور قلب کے ساتھ ان ناموں کو پڑھا کرتے تھے اور اپنے دونوں کانوں کو پکڑ کر اکبر بادشاہ ایک چرخ کھاتا اور کانوں کے لو پر مکے لگاتا اور اسی قسم کی دوسری حرکات بہت سی اکبر بادشاہ سے صادر ہوتی تھیں وہ قشقہ بھی لگاتے تھے اور آدھی رات کو ایک دفعہ پھر طلوع آفتاب کے وقت دوسری دفعہ روزانہ نوبت ونقارہ بھی مقرر کیا تھا۔

☆ اسی طرح آگ۔ پانی۔ درخت اور تمام مظاہر فطرت حتی کہ گائے اور گائے کے گوبر تک کو پوجتا تھا اور قشقہ سے اپنے بدن کو آراستہ کرتا اور آفتاب کے مسخر کرنے کی دعا جس کی تعلیم ہندوؤں نے دی تھی ''ورد'' کے طور پر آدھی رات کو اور طلوع آفتاب کے وقت پڑھا کرتا تھا۔

☆ آفتاب نیر اعظم ہے اور سارے عالم کو وہ داد و دہش کرتا ہے بادشاہوں کا مربی سرپرست سورج ہی ہے اور سلاطین اس کو رواج دلانے والے ہیں۔

☆ بادشاہ اپنے لباس کا رنگ سات ستاروں کے کے مطابق رکھتے تھے چونکہ ہردن کسی سیارہ کے ساتھ منسوب ہے اس لیے ہردن کے لباس کا رنگ جداگانہ مطابق رنگ سیارہ ہوتا۔

☆ مولانا عبدالقادر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ مہابھارت کے ترجمہ میں بے ساختہ ایک قصہ کے ذکر میں میرے قلم سے یہ مصرعہ نکل گیا تھا ہر عمل اجرے دہر کردہ جزائے دارد بادشاہ نے جس وقت یہ مصرعہ سنا، بگڑ گیا کہ میرے اس مصرعہ کو اکبر بادشاہ نے منکر نکیر کے سوال حشر ونشر، حساب ومیزان وغیرہ کی طرف اشارہ خیال کیا اور ان ہی پر اس مصرعہ کو محمول کیا اور اس کو اپنے اس تناسخ کے عقیدے کے مخالف قرار دیا جس کے سواوہ کسی چیز کا قائل نہ تھا۔ ملا بیچارے کی خیر نہیں تھی بہت مشکل کے بعد ترجمہ کے حیلے سے رہائی ملی

☆ ”توحید الٰہی کے نام سے اس مذہب کو موسوم کیا گیا تھا“ مریدوں سے باضابطہ اس دین میں داخل ہونے کے متعلق بیعت لی جاتی تھی سب سے پہلے جو کلمہ پڑھایا جاتا تھا حکم تھا کہ ”لا الہ الا اللہ“ کے ساتھ ”اکبر خلیفۃ اللہ“ کہنے پر لوگوں کے ساتھ اصرار کیا جائے اور اس کا ان کو مکلف ٹھرایا جائے۔

☆ اپنے خطوط کے سرناموں میں ”اللہ اکبر“ لکھا کریں۔

☆ مرید جب باہم ملتے جلتے تو ان میں ایک ”اللہ اکبر“ اور دوسرا ”جل جلالہ“ کہتا ہے۔

☆ بادشاہ کے لئے سجدہ کو جائز قرار دیا اور اس کا نام ”زمین بوس“ رکھا گیا تھا اور اکبر بادشاہ کے ادب کا خیال فرض ٹھیرایا گیا اور اکبر بادشاہ کو مقاصد و مرادوں کا کعبہ اور اس کے چہرہ کو قبلہ حاجات مقرر کیا گیا اور بعض کمزور روایتوں اور ہندوستان کے بعض صوفیوں کے طرز عمل سے اس دعوی کو ثابت کیا جاتا تھا۔

☆ سود اور جوا حلال کر دیا گیا تھا اسی پر دوسری حرام چیزوں کو قیاس کر لینا چاہیئے ایک ”جوا گھر“ خاص دربار میں بنایا گیا اور جواریوں کو شاہی خزانے سے سودی قرض دیا جاتا تھا۔

☆ شراب بدن کی اصلاح کے لیے طبی طور پر استعمال کی جاسکتی ہے بشرطیکہ اس کے پینے سے کوئی فتنہ وفساد نہ پیدا ہو اس طرح شراب پینا جائز ہے البتہ حد سے گذرا ہو نشہ اور اس کی وجہ سے لوگوں کا جمع ہو کر شور د غوغا مچانا اکبر بادشاہ کو اگر اس کی خبر ہو جاتی تھی تو سخت دار و گیر کرتے تھے۔

☆ داڑھی کے بال کی سیرابی چونکہ خصیتین سے ہوتی ہے اور ان ہی سے داڑھی پانی لیتی ہے پھر اس کے رکھنے سے کیا ثواب ہوسکتا ہے۔ اسلئے منڈوانی چاہیئے جس طرح عراق کے قاضی منڈوایا کرتے ہیں۔

☆ ناپاکی کی وجہ سے غسل کے فرض ہونے کا مسئلہ منسوب کر دیا گیا اس لیے کہ (منی) نیک لوگوں کی پیدائش کا تخم ہے بلکہ مناسب یہ ہے کہ پہلے آدمی غسل کرے بعد اس کے ہم بستر ہو۔

☆ سولہ سال سے پہلے لڑکوں کا چودہ سال سے پہلے لڑکیوں کا نکاح جائز نہ ہوگا اس لیے کہ بچے کمزور پیدا ہوتے ہیں۔

☆ جوان عورتیں جو کوچہ بازار میں نکلتی ہیں باہر نکلنے کے وقت میں چاہیئے (چہرے) کو کھلا رکھیں یا چہرہ کو کھول دیا کریں (اگر برقعہ وغیرہ) معلوم ہوتا ہے کہ شائد قانوناً پردہ بھی اٹھا دیا گیا تھا گویا وہ ساری روشن خیالیاں اور جدت طرازیاں جن پر ”عہد جدید“ کو ناز ہے نہایت افسوس ناک سانحہ ہے کہ تقریباً ان میں سے اکثر روشنی جدید نہیں بلکہ قدیم ہے کاش اس کی کہنگی وقدامت ہی ان لوگوں کے چونکنے کا ذریعہ بن جائے۔

☆ شہر سے باہر آبادی بنائی گئی اس کا نام ”شیطانپور“ رکھا گیا وہاں باضابطہ محافظ و نگراں و داروغہ مقرر تھے یا کہ جوان سے یا گھر لے جانا چاہیئے اپنا نام و نسب لکھوائے اور ان ملازموں کے اتفاق سے جو چاہے کرے۔

☆ کہ بارہ سال سے پیشتر لڑکوں کا ختنہ نہ کرایا جائے بارہ سال کی عمر کے بعد لڑکے کو اختیار ہوگا چاہے کرے چاہے نہ

کرے۔

☆ خام غلہ اور پکی اینٹیں مردہ کی گردن میں باندھ کر اس کو پانی میں ڈال دیا جائے اگر پانی نہ ہو تو اس کو جلا دیا جائے یا چینیوں کی طرح کسی درخت سے مردہ کو باندھ دیا جائے۔

☆ مردہ کا سر مشرق کی جانب اور پاؤں مغرب کی جانب رکھ کر اس کو دفن کیا جائے۔

☆ سونے کے وقت اکبر بادشاہ اسی ہیئت کے ساتھ سوتے تھے یعنی ٹھیک بجانب قبلہ پاؤں کرتا تھا۔

☆ جو آدمی اس شخص کے ساتھ کھانا کھائے جس کا پیشہ ذبح کرنے کا ہے تو اس کھانے والے کا ہاتھ کاٹ دیا جائے حتی کہ اگر اس کی بیوی بھی اس کے ساتھ کھائے تو کھانے کی انگلیاں اس کی بھی تراش لی جائیں۔

☆ کوئی ہندو عورت اگر کسی مسلمان مرد پر فریفتہ ہو کر مسلمانوں کا مذہب اختیار کرے تو اس عورت کو جبراً وقہراً اس کے گھر کے لوگوں کو سپرد کر دیا جائے۔

☆ ہندوستان کے کفار بے تحاشا مسجدوں کو ڈھاتے ہیں اور ان کی جگہ اپنے مندر بناتے ہیں اسی طرح کفار علانیہ کفر کے رسوم انجام دیتے ہیں لیکن مسلمان اسلام کے اکثر احکام کے بجالانے سے مجبور ہیں۔

''یہ اکبر بادشاہ نہیں بلکہ جہانگیری عہد کے ابتداء کے زمانہ کی رپورٹ حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمائی ہے اور یہ باتیں تو وہ تھیں جن کا براہ راست تعلق مذہب سے ہے۔

☆ ''الف دوم'' میں تجدد کا جو علم ہندوستان میں لہرایا گیا اس میں مسلمان کے تمدنی وتہذیبی اجزاء کی حیثیت کیا باقی رہی تھی۔

☆ ملا عبدالقادر صاحب اکبر بادشاہ کی زبانی نقل فرماتے ہیں ایک دن اس نے مجمع کو مخاطب کر کے اپنی رائے ظاہر کی اب ہندی زبان کی کتابیں جو ہندوستان کے مرتاض وعابد دانشمندوں کی تصنیفات ہیں یہ سب صحیح اور بالکل یقینی علوم پر حاوی ہیں اس گروہ (ہندوؤں کے) اعتقادات وعبادات کا سارا دارومدار انہی کتابوں پر ہے میں کیوں نہ ان کتابوں کا ترجمہ ہندی سے فارسی زبان میں؛ اپنے نام سے کراؤں کہ یہ ایسی کتابیں ہوں گی جو فارسی میں مکرر مضمون والی نہ ہوں گی بلکہ تازہ معلومات ہوں گی اور ان سے دنیوی ودینی سعادت فتح وشوکت حشمت بے زوال کے نتائج حاصل ہوں گے اور کثرت مال اور اولاد کے یہ ذریعہ ہوں گے۔

☆ عربی پڑھنا عربی جاننا عیب قرار دیا گیا اور فقہ تفسیر وحدیث کے پڑھنے والے مردود ومطعون ٹھیرائے گئے۔

☆ اسی سال فرمان صادر ہوا کہ ہر قوم عربی علوم کو چھوڑ کر صرف ''علوم نادرہ وغریبہ'' یعنی نجوم، حساب، طب، فلسفہ پڑھا کریں۔

☆ مدرسے اور مسجدیں سب ویران ہیں اکثر اہل علم جلاوطن ہو گئے ان کی اولاد نا قابل جو اس ملک میں رہ گئی ہے پاجی

گیری" میں نام پیدا کر رہی ہے۔

☆ ایسے حروف جو عربی زبان کے ساتھ مخصوص ہیں مثلاً۔ح۔ع۔ص۔ط۔ظ۔کو بول چال سے اکبر بادشاہ نے باہر کر دیا۔

☆ اکبر بادشاہ کے دور حکومت میں اسلام سے دشمنی مفہوم ہوتی تھی حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ کے مبارک نام کو چھوڑا جا رہا تھا اور آپ (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) کے مبارک نام پر جس کا نام ہوتا تھا اس کو بدلا جاتا تھا اہل ملل اسلام سے برسر عناد تھے کافروں کے رسوم کو جاری کیا جا رہا تھا اسلام کے ارکان منہدی کئے جاتے تھے مسجدوں اور مقبروں کو توڑا جاتا تھا متشرع علماء کو قتل کیا جاتا تھا کوچہ و بازار میں برملا اسلام پر طعن کیا جاتا تھا نبوت کے متعلق ذہنوں میں فتور آ گیا تھا حکمت و مصلحت کو حاصل نبوت سمجھ لیا تھا۔

☆ علماء کی حالت: علماء سوء دنیا طلب فاجر علماء ڈھیل دینے والے بے باک و بے سر انجام علماء۔

☆ صوفیہ کی حالت: فرائض سے تغافل اور دور از کار مجاہدات اور ریاضات سے رغبت مشائخ کے اقوال کا غلط مفہوم نکال کر ملحدوں کا ساتھ دینا مسنون طریقوں کو چھوڑ کر بدعات میں مبتلا ہونا مرید اپنے پیر کو سجدہ کرتے تھے بعض ملحد مسند نشین تھے۔

☆ عوام مرد و زن کی حالت: بدعات میں مبتلا مشرکانہ رسوم کا ارتکاب ہندوانی ٹوٹکوں پر عمل اور ان تمام قباحتوں کے ساتھ روافض کا مسلک بھی فتنہ عظیم تھا جو اہل بیت اطہار کے نام پر سادہ لوحوں کو غلط راہ پر ڈال رہا تھا۔

اکبر بادشاہ کے مرید شجرہ کی بجائے اس کی تصویر رکھتے تھے

جو لوگ اکبر بادشاہ کی مریدی اختیار کر کے نئے دین میں داخل ہوتے تھے اکبر بادشاہ ان کو شجرہ کی بجائے اپنی تصویر اخلاص اور رشد و ہدایت کی علامت کے طور پر عطا کرتا تھا (نوٹ آج کل ماشاء اللہ بڑے بڑے بزرگ حضرات بھی اپنے مریدین کو فوٹو دیتے ہیں غور کرنے کا مقام ہے)۔

یہ ہے اکبر بادشاہ کا تھوڑا سا افسانہ۔ دل تو مکمل تحریر کرنے کو چاہتا ہے مگر مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مقولہ یاد آیا کہ "درد غم تو بہت ہیں لیکن تھوڑا سا سنایا تاکہ تمہارا دل تنگ نہ ہو" (منتخب التواریخ۔ تصنیف ملا عبد القادر بدایونی کا مطالعہ کیجئے۔)

حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یوم ولادت پر اکبر بادشاہ ہند کا تخت الٹ گیا۔ پھر لوگوں نے درست کیا پھر سرنگوں ہو گیا کئی دفعہ ایسا ہوا اسی اثنا میں اکبر بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ شمال کی طرف سے یعنی سر ہند شریف کی طرف سے جو دہلی سے شمال کی طرف ہے ایک زبردست تند ہوا آئی اور تخت کو معہ اکبر بادشاہ اٹھا کر دے مارا۔ اس خواب کے ڈر سے سات روز تک اکبر بادشاہ کی زبان بند رہی تمام ارکان سلطنت نے جمع ہو کر مشورہ کیا کہ اکبر بادشاہ کو ان دنوں

کیا ہوگیا ہے کونسا مرض لاحق ہوگیا ہے کہ اس حال میں گرفتار ہے تمام حاذق طبیبوں کو اکٹھا کر کے اکبر بادشاہ کے پاس لے گئے جب ساتویں دن اکبر بادشاہ نے گفتگو کی تو کہا کہ مجھے کوئی مرض نہیں اور اپنے خواب کو بیان کیا تمام عقل مند تاڑ گئے اور انہیں اس بات کا یقین ہوگیا کہ اکبر بادشاہ پر کوئی آسمانی بلا نازل ہوگی اور اس کی باطل رسم و آئین کو درہم برہم کردے گی خان اعظم اور سید صدر جہان نے بھی اس سے پیشتر ایسے خواب دیکھے تھے اور معبروں اور نجومیوں سے یہ بات تحقیق کر چکے تھے علاوہ ازیں شاہی تخت کو چند مرتبہ الٹتے ہوئے دیکھ چکے تھے۔ان سب واقعات کے ساتھ ساتھ پنڈتوں معبروں اور نجومیوں کے خبر دینے کو ملا جلا کر بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیدا ہوں گے یہ سنتے ہی اکبر بادشاہ پر وحشت چھا گئی۔

حضرت شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو صرف اکبری دور کے امراء اور اراکین کی بالا دستیوں کا مقابلہ ہی نہیں کرنا پڑا بلکہ سارے ہندستان میں پھیلے ہوئے جاہل صوفیاء اور درباری علماء (جنہیں حضرت عالی امامِ ربانی شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے علماء سو قرار دیا تھا) نے بھی آپ (حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے خلاف بڑھ چڑھ کر حصہ لیا یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے پہلے مسلم معاشرے میں اپنی بے ہودہ حرکات اور تاویلات سے بگاڑ پیدا کیا پھر اکبر بادشاہ کی جہالت سے فائدہ اٹھا کر دربار تک رسائی حاصل کر کے حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت عزیمت کے خلاف مشورہ دینے لگے پروفیسر محمد اسلم صاحب سربراہ شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی نے اپنی کتاب ''دین الٰہی اور اس کا پس منظر'' میں ایسے لوگوں پہ ایک محققانہ تبصرہ کیا ہے آپ (محمد اسلم صاحب) نے لکھا ہے۔کہ ایسے علماء سو کا ایک خاصہ طبقہ حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا تھا ان میں ایک شخص حاجی ابراہیم سرہندی تھے جو ایک منہ زور مناظر تھے۔وہ اکبر بادشاہ کے عبادت خانے میں علماء دین کو بے عزت کرتا ابولفضل اور فیضی کی شہہ پر ہر ایک کی ٹانگ کھینچتا اس نے پہلے تو ملا عبدالنبی اور مخدوم الملک جیسے علماء کو دربار سے رسوا کر کے نکلوا دیا پھر مساجد اور درس گاہوں میں پہنچ کر علماء حق کو للکارنے لگا تھا سلمان خواجہ اکبری کا میر حجاج تھا علماء سو میں بڑا اہم کردار ادا کرتا تھا میران صدر جہاں اکبر بادشاہ کے دین الٰہی کا ترجمان بن کر سامنے آیا یہ لوگ اکبر بادشاہ کے آخر دور تک دندناتے رہے مگر جب مبارک فیضی ابوالفضل حکیم ابوالفتح جیسے سلاطین دین الٰہی میں سے گر گئے اور حضرت عالی امام ربانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عقیدت مند کھلے اور تائب ہو کر حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ میں چلے آئے ملا شیری لاہوری ان علماء سو میں کسی سے پیچھے نہیں تھے۔قاضی زادہ عبدالحی نے اپنی تاویلات سے اسلام کو بازیچہ اطفال بنا دیا تھا حضرت ملا عبدالقادر بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایسے علماء دربار اور علماء سو کا نقشہ کھینچا ہے۔کہ بد بخت شراب پینے زنا سے نہ رکتے حتی کہ سارے معاشرے کو شرابی اور زانی بنانے میں اہم کردار ادا کرتے خواجہ اسماعیل جو شیخ الاسلام کا پوتا تھا شراب کے نشے میں دھت مر گیا۔قاضی عبدالسمیع گز بھر لمبی داڑھی رکھے شطرنج کا استاد تھا۔حضرت ملا عبدالقادر بدایونی رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ نے شیخ تاج دہلوی جوتاج العارفین کے نام سے شہرت رکھتے تھے کے مکروہ کردار پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ شخص اکبر بادشاہ کی خلوت گاہ میں جا کر اسے گمراہ کیا کرتا تھا حاجی ابراہیم سرہندی نے اکبر بادشاہ کو شرعی حیلے سے داڑھی منڈ وانے کا فتویٰ لاکر دیا اور حدیث شریف پیش کی کہ ''جنت میں کسی کی داڑھی نہ ہوگی'' ان مقامی علماء سو کے علاوہ ایران کے شیعہ علماء ابوالفضل اور فیضی کی انگیخت پر ہندوستان پہنچنے شروع ہو گئے ملا یزدی دربار میں پہنچا تو شیعہ قباحتیں ساتھ لایا علماء حق کو دربار سے نکلتے دیکھ کر بدکردار لوگ صوفیاء اکرام کے لباس میں قرب سلطانی سے مالامال ہونے لگے ان میں ہر مذہب اور فرقہ کا یاوہ گو چلا آتا تھا شیخ قطب جلیری نامی ایک مجذوب پادریوں کے سامنے آ ڈٹے ایسے علماء اور بدخود غلط صوفیاء کو حضرت غوث دوراں رموز اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے علماء سو اور فصوص الدین قرار دیا تھا۔ آپ (حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے اعلان کیا ہر فتنہ وفساد جو پیدا ہوتا ہے وہ علماء سو سے جو صرف عزت و منزلت حب جاہ اور عوام میں شہرت چاہتے ہیں یہ لوگ حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے منکر تھے اور اسلام سے برگشتہ بھی تھے۔

وہ علماء و مشائخ جو اکبر بادشاہ کے دور میں تھے

(1) قاضی ابوالمعالی اکبرآبادی
(2) شاہ محمد غوث گوالیاری
(3) مخدوم اشرف بسادر
(4) شیخ عبدالعزیز دہلوی
(5) شیخ عبدالعزیز قلبنی
(6) شیخ علی متقی برہان پوری
(7) شیخ عبدالعزیز چشتی دہلوی
(8) شیخ وجیہہ الدین علوی گجراتی
(9) ملا حسین ہروی
(10) میر عبداللطیف قزوینی
(11) شیخ نظام الدین امیٹھوی
(12) شیخ بھکاری کاکوروی
(13) شیخ محب اللہ صید پوری
(14) مفتی جمال خان دہلوی
(15) میر سید محمد امروہوی
(16) شیخ عبدالغفور اعظم پوری
(17) شیخ محمد طاہر پٹنی
(18) شیخ جلال تھانیسری
(19) مخدوم الملک ملا عبداللہ سلطان پوری
(20) صدر الصدور شیخ عبدالنبی گنگوہی
(21) قاضی نظام بدخشی
(22) میر ابوالغیب بخاری
(23) شیخ معین
(24) شیخ عبدالوہاب متقی
(25) شیخ عبدالحق محدث دہلوی
(26) شیخ مبارک ناگوری
(27) شیخ عبدالغنی بدایونی
(28) شیخ ابوالفیض فیض
(29) شیخ فضل اللہ برہان پوری
(30) مولانا اللہ داد سلطان پوری
(31) شیخ ابوالفضل علامی
(32) خواجہ باقی باللہ دہلوی
(33) شیخ عبدالواحد بلگرامی
(34) مولانا میر کلاں محدا کبرآبادی
(35) شیخ نظام الدین تھانیسری
(36) قاضی اسلم ہروی
(37) قاضی نصیرالدین برہان پوری
(38) ملا عبدالسلام لاہوری
(39) ملا محمود جون پوری
(40) ملا عصمت اللہ سہار نپوری
(41) قطب سیالکوٹ مولانا عبدالحکیم
(42) شیخ محمد احمد آبادی

(43) شاہ عیسیٰ جند اللہ برہان پوری (44) شیخ عبدالقادر احمد آبادی (45) شیخ چاپن میواتن

۱۰۲۷ہجری ۱۶۱۸ء میں حضرت علامہ شیخ المشائخ شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شاہی لشکر میں تبلیغ دین پر مامور فرمایا۔

شیخ بدیع الدین جہانگیر کے لشکروں کے راہنما ہے

اسی سال حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جو آنجناب (حضرت مقبول یزدانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے مخصوص خلفاء میں سے تھے سلطان ہند جہانگیر بادشاہ کے لشکر کی خلافت دے کر حضرت مقبول یزدانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مقرر فرمایا آپ (حضرت مقبول یزدانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے تقرر کی وجہ یہ تھی کہ جب سلطان جلال الدین اکبر داخل فی النار ہوا۔ تو ارکان سلطنت نے اس کے بیٹے جہانگیر کو تخت پر بٹھایا اس نے بھی ابتدا میں باپ کی طرح اپنے لئے خلقت سے سجدہ کرانا شروع کردیا تھا اور اپنے باپ کی دوسری رسوم باطلہ کو رواج دیتا رہا اس کا وزیر اعظم اور وکیل مطلق بھی دین متین کا بڑا بھاری دشمن تھا سلطان کے مزاج میں سوادی خلط غالب تھی اس واسطے جو کچھ چاہتے تھے اسی پر اسے مائل کر دیتے اکبر بادشاہ کے مرنے پر مسلمان رعایا خوشیاں مناتی تھی۔ کہ شکر ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں غلبہ کفر سے رہائی دلائی لیکن جب دیکھا کہ دربار کی حالت بدستور ہے تو بہت گھبرائے اور حضرت مقبول یزدانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں آکر آہ وزاری کی اور غلبہ کفر کے دفعیہ کے لیے توجہ بلیغ کی درخواست کی۔ حضرت مقبول یزدانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب تک ہم اپنے آپ پر تکلیف گوارا نہ کریں گے مخلوقِ خدا اس بلا سے خلاصی نہیں پائے گی بعد ازاں حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خلافت عنایت کر کے جہانگیر بادشاہ کے لشکر میں بھیج دیا رخصت کے وقت شیخ صاحب (حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو فرمایا کہ تمہیں شاہی فوج میں قبولیت عامہ نصیب ہوگی اگر کسی باعث سے تکلیف بھی پہنچے تو مستقل مزاج رہنا اور ہماری اجازت کے بغیر وہاں سے حرکت نہ کرنا اگر مستقل مزاج نہ رہو گے تو خود بھی تکلیف اٹھاؤ گے اور ہمیں بھی تکلیف ہوگی فی الواقع جہانگیر بادشاہ کے لشکر میں شیخ صاحب (حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی اکثر ارکان سلطنت نے شیخ (حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی طرف رجوع کیا اور لشکر کے ہزارہا آدمی مرید ہو گئے اور ہر روز اس قدر ہجوم ہوتا کہ بڑے امیروں کو بڑی مشکل سے شیخ صاحب (حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی زیارت نصیب ہوتی آنجناب (حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے مخالف حسرت اور حسد کی آگ میں جلنے لگے اسی اثنا میں شیخ صاحب (حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے ایک محتاج کے لیے آصف جاہ وزیر کے باپ اعتماد الدولہ کی طرف سفارش کی لیکن القاب کچھ ہلکے اور عامیانہ تھے جیسے کوئی ادنیٰ دوست کی طرف لکھتا ہے لیکن اس نے شیخ

صاحب (حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے لحاظ سے اس محتاج کی ضرورت کو پورا کر دیا اتفاق سے اسی وقت آصف جاہ اپنے والد کے پاس آ نکلا اس نے شیخ صاحب (حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا رقعہ اٹھا کر پڑھا تو پوچھا یہ کون ہے جو ہمیں اس طرح کے معمولی القاب سے یاد کرتا ہے حاضرین میں سے ایک نے بتایا کہ حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے پھر پوچھا یہ کس کا مرید ہے۔ اس نے کہا حضرت قطب زماں غوث دوراں رموز اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مرید ہے۔ حضرت قطب زماں غوث دوراں رموز اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اسم سن کر سانپ کی طرح پیچ و تاب کھانے لگا اور اس کے دماغ سے آگ کا دھواں نکلا اس سے پیش تر بھی اسے حضور (حضرت مقبول یزدانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے سخت دشمنی تھی۔ کیونکہ وہ خود دین متین کا دشمن تھا اور آنجناب (حضرت مقبول یزدانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے روز بروز دین متین کو زیب و زینت حاصل ہوتی تھی اس لئے موقعہ پا کر اس نے جہانگیر بادشاہ کو کہا کہ آج کل شہر سرہند شریف میں حضرت قیوم زماں غوث دوراں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ایک لاکھ جرار زرہ پوش جنگی سوار موجود ہیں دوسری طرف ایران، توران اور بدخشاں میں حضرت قیوم زماں غوث دوراں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بہت نیازمند اور مرید ہیں چنانچہ ان کا ایک خلیفہ (حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) شاہی لشکر میں بھی کام کر رہا ہے آپ کے تمام اراکین سلطنت اس کے مرید ہیں شیخ صاحب (حضرت قیوم زماں غوث دوراں رموز اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے دل میں سلطنت کی ہوس ہے اگر آج لشکر جمع کرنا چاہے تو ایک اشارے پر اس قدر آدمی اکٹھے کر سکتے ہیں کہ ماضی اور حال کے کسی بادشاہ نے نہ اکٹھا کیا ہو اسی طرح اسمٰعیل پہلے فقیر تھا اس نے بھی مریدوں کو ہی جمع کر کے بارہ ہزار سوار کا مقابلہ کر کے سلطنت ایران پر قبضہ کر لیا تھا جب یہ شیخ صاحب (حضرت سیّدی سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) اس قدر طاقت جمع کر لیں گے کہ تمہیں اس کے مقابلے کی تاب نہ رہے گی تو پھر کیا علاج کیا جائے گا بہتر ہے کہ اس کا انتظام پہلے ہی کر لیا جائے اس کے لیے سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ شیخ صاحب (حضرت مقبول یزدانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے خلیفہ شاہی لشکر میں ہیں اور ان کے پاس جو لوگ جاتے ہیں انہیں قطعاً روک دیا جائے کہ وہ شیخ بدیع الدین (حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے آمد و رفت نہ رکھیں بعد ازاں شیخ صاحب (حضرت مقبول یزدانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو بلا کر مطیع کرنا چاہیے اگر فرمانبرداری سے سر پھیرے تو قید کر دینا چاہیے۔

جہانگیر بادشاہ آصف جاہ کی باتوں میں آ گیا

بے وقوف جہانگیر بادشاہ وزیر آصف کی ابلہ فریب باتیں سن کر ڈر اور حکم دیا کہ آئندہ کوئی شخص شیخ صاحب (حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے آمد و رفت نہ کرے یہ حکم سن کر بعض ضعیف الاعتماد آمد و رفت سے رک گئے مگر بعض خفیہ طور پر

آتے رہے اور بعض راسخ الاعتماد علانیہ بلا تکلف شیخ صاحب (حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اب دن رات جہانگیر بادشاہ کے پاس حضرت ابو معصوم عروۃ الوثقیٰ جان نثار سنت مصطفیٰ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہی ذکر ہونے لگا گلی کوچوں تمام بازاروں گاؤں شہروں بلکہ بیرون ممالک میں بھی چرچا ہوگیا جہانگیر بادشاہ نے جاسوس مقرر کردیئے جو ہر وقت حضرت ابو معصوم عروۃ الوثقیٰ جان نثار سنت مصطفیٰ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے خلفاء کی خبر پہنچاتے رہتے حضرت مقبول یزدانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعض نازک معارف جنہیں عام لوگ نہیں سمجھ سکتے تھے حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان معارف کو بیان کرتے دین متین کے بعض دشمنوں نے ان معارف کو جہانگیر بادشاہ سے اس طرح بیان کیا کہ شیخ صاحب (حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اپنے آپ کو اور اپنے مریدوں کو جناب پیغمبر خدا ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے برابر کہتا ہے اس واسطے ہر کمینہ اور دشمن دین حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں وہی باتیں دوراتے تھے لشکر میں سے جو شخص حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا مورد غضب شاہی ہوتا حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لوگوں کو بارہا منع فرماتے کہ میرے پاس کم آیا کرو میرے پاس آنے سے تمہیں تکلیف پہنچتی ہے اس موقعہ پر حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہایت پریشانی کے عالم میں ایک عرضی حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں لکھی جس میں سارا ماجرا عرض کرنے کے بعد التماس کی کہ مجھ سے کرامات صادر ہوں اس کے جواب میں حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت تسلی اور دلاسا دیا اور مستقل مزاج رہنے کی سخت تاکید فرمائی اور فرمایا کہ میرے حکم کے بغیر شاہی لشکر سے نہ ہلنا خواہ کسی قسم کی تکلیف ہی کیوں نہ پہنچے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کوئی دکھ نہ ہوگا اور جو کرامات کی بابت لکھا ہے سو کرامات کے لیے منتظر رہو انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ان کا اظہار ہوگا واقعی اس کے بعد شیخ صاحب (حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے بہت کرامات ظاہر ہوئیں چنانچہ ایک روز کوئی امیر شیخ صاحب (حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا شیخ صاحب (حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اسے فرمایا کہ اس فتنہ وفساد کو کسی طرح فرو کرو اس سیہ بخت برگشتہ روزگار نے کہا مجھ سے یہ امید نہ رکھو جو نا قابل بیان بات ہوگی میں چغلی کے طور پر ابھی جا کر جہانگیر بادشاہ سے کہوں گا کہ شیخ صاحب (حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ ہم دعوے میں سچے ہیں اور حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بارگاہ الٰہی میں ایسا قرب حاصل ہے جیسا کہ ہم خیال کرتے ہیں تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے بری بات کرنے کی مہلت ہی نہ دے کسی بلا ومصیبت میں گرفتار ہو جاؤ گے جس سے تجھے رہائی ناممکن ہوگی وہ نالائق جب جہانگیر بادشاہ کے پاس گیا تو سجدہ کرنے کے بعد اس نے بدگوئی کے لیے ابھی ان کا اسم مبارک لیا ہی تھا کہ اس

کے پیٹ میں ایسا درد اٹھا کہ اس کی رنگت بدل گئی زبان بند ہوگئی اور تخت کے آگے زمین پر گر کر تڑپنے لگا اور دونوں ہاتھوں سے سر پیٹتا تھا اس طرح تڑپ تڑپ اور سر پیٹ پیٹ کر ایک گھڑی بعد داخل فی النار ہوا جب مخالفین دین نے یہ حال دیکھا تو شیخ صاحب (حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کو جادوگر ظاہر کرنے لگے علاوہ ازیں شیخ صاحب (حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) سے بہت بہت کرامات ظاہر ہوئیں جن کا یہاں لکھنا موجب طوالت کلام ہے بے تدبیر شیطان نظیر وزیر آصف جاہ مخالفین دین اور منافقین بے یقین سے مل کر پوشیدہ ہی پوشیدہ حضرت اما منا شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں صلاح ومشورے کیا کرتا تھا کہ ان سے کیسا سلوک کرنا چاہیئے بعض نے کہا نظر بند کرنا چاہیئے وزیر کے متعلقین میں سے ایک شخص جو دل و جان سے حضرت اما منا شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا معتقد تھا اس نے اس امر کی اطلاع شیخ صاحب (حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کو دی شیخ صاحب (حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں اس منصوبہ کے بارے میں عرضداشت بھیجنی چاہی لیکن چونکہ سخت ممانعت ہو چکی تھی کہ کوئی شخص لشکر سے سرہند شریف میں کسی قسم کی چھٹی نہ لے جائے۔ اس لئے اطلاع دینے کی خاطر شیخ صاحب (حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے بذات خود حضرت سردار اولیاء سیدنا و امامنا مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کا ارادہ کیا۔ جب سرہند شریف پہنچے تو حضرت سردار اولیاء سیدنا و امامنا مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ صاحب (حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) پر سخت ناراض ہوئے فرمایا کہ میں نے تجھے تاکیداً منع کیا تھا وہاں سے میری اجازت کے بغیر نہ آنا یہ خطا جو تجھ سے سرزد ہوئی ہے اچھا جو ہوا بہتر ہوا۔ اب تو واپس نہیں جائے گا شیخ صاحب (حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے سمجھا کہ حضرت شہباز لا مکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے غصہ میں واپس جانے سے منع فرمایا ہے مصلحت یہی ہے کہ میں واپس چلا جاؤں۔ چنانچہ حضرت شہباز لا مکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی اجازت کے بغیر شاہی لشکر میں چلے گئے اور لوگوں نے شیخ صاحب (حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے آجانے کی اطلاع جہانگیر بادشاہ کو دی مخالفوں نے جہانگیر بادشاہ کو یہ پٹی پڑھائی کہ شیخ صاحب (حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) جو سرہند شریف سے آگئے ہیں وہ اس واسطے کہ لشکر کے اکثر ارکان سلطنت نے شیخ صاحب (حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) سے عہد و پیمان لیا ہوا ہے ان کا پیغام لے کر شیخ صاحب (حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے حضرت سردار اولیاء سیدنا و امامنا مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو پہنچایا ہے اور ان (حضرت شہباز لا مکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کا پیغام ارکین سلطنت کو دیا ہے اب جو تدبیر بھی کرنی چاہیئے جلدی کرنی چاہیے حضرت شہباز لا مکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ صاحب (حضرت فرید عصر شیخ بدیع الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی غلطی کے طفیل جو کچھ حضرت شہباز لا مکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے سر پر بیتی سو بیتی انہیں دنوں حضرت قیوم ثانی

معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دختر فرخندہ اختر کی شادی میر صفر احمد رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہوئی۔

حضرت مجدد الف ثانی جہانگیر بادشاہ کے دربار میں

دربار جہانگیری میں حاضری کے وقت حضرت مقبول یزدانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر شریف تقریباً ۵۷ سال ہوگی کیونکہ ۹۷۱ ہجری میں آپ (حضرت مقبول یزدانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی ولادت ہوئی تھی یہاں پچاس سال سے مراد اغلباً یہی ہے کہ زندگی میں پہلی بار دربار میں طلب کیا گیا ہے۔

حضرت مقبول یزدانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو الہام ہوا کہ جب تک اپنے آپ پر تکلیف گوارا نہ کرو گے دین متین کی تجدید نہ ہوگی اور کفر کی تاریکی سنت نبوی ﷺ کی روشنی کے بغیر تبدیلی نہ ہوگی اور نہ ہی دین کو فروغ اور زینت حاصل ہوگی اور خلقت ہدایت سے محروم رہے گی اگر یہ باتیں ملحوظ ہوں تو تکلیف برداشت کرلو جیسا کہ گذشتہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کفار سے تکلیفیں اٹھاتے آئے ہیں تو ان کے دین کو رواج ہوا ہے اولوالعزم انبیاءِ کرام علیہم السلام سے لازمی تھا کہ وہ کافروں سے جہاد کریں اور ان کی اذیتوں کو برداشت کریں تمہیں معلوم ہے کہ خاص کر حضرت خاتم الرسل ﷺ نے کفار سے کیسی صعوبتیں اٹھائیں علاوہ ازیں حق تعالیٰ کی عظمت وجلالت کے بعض اسماء ایسے ہیں کہ ان کی سیر بغیر تکلیف اٹھائے ہو نہیں سکتی تمہارے لیے ضروری ہے کہ پیغمبری سنت کی پیروی اپنے حق میں کرو حضرت مقبول یزدانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس الہام کے بعد قضائے پروردگار پر راضی ہوئے اور مصیبت کو برداشت کرنے کے لئے پورے طور پر مستعد ہو گئے صبر اپنا شعار بنالیا اور اپنے تمام مریدوں اور خلفاء کو اس امر کی اطلاع بھی دے دی اور سب کو صبر وتحمل کے واسطے تاکید کی۔

جہانگیر بادشاہ کے دربار کی سیاسی تدبیر

القصہ جب وزیر آصف جاہ کے بہکانے سے جہانگیر بادشاہ حضرت سردار اولیاء سیدنا وامامنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف سے سخت بدظن ہو گیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور وزیر آصف جاہ بے تدبیر معہ مخالفین دین متین دن رات اسی فکر میں تھا کہ حضرت سردار اولیاء سیدنا وامامنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کس قسم کی تکلیف پہنچائی جائے ایک روز تمام مخالفوں نے قلعہ میں جہانگیر بادشاہ کے روبرو یہ تجویز پیش کی کہ ایک لشکر جرار بھیج کر اچانک شیخ صاحب (حضرت ابو معصوم عروۃ الوثقیٰ جان نثارِ سنتِ مصطفےٰ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو معہ مریدوں کے قتل کروا دینا چاہیے وزیر آصف جاہ نے کہا یہ بری تدبیر ہے کیونکہ لشکر اور فوج کے بہت سے ارکین حضرت مقبول یزدانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں اور ہر روز ہماری خبروں کی جستجو کرتے رہتے ہیں اور فوج شاہی کا اکثر حصہ ان کے حکم میں ہے اگر ہم حضرت مقبول یزدانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے لشکر کے لئے مقرر بھی کردیں گے اور فساد برپا کریں گے جس سے تمام ممالک محروسہ میں خلل اور فساد برپا ہو جانیکا خطرہ ہے۔ بعض کی یہ رائے ہوئی کہ انہیں ہندوستان سے نکال دینا چاہیے۔ وزیر آصف جاہ نے کہا یہ تدبیر بھی درست نہیں کیونکہ

شیخ صاحب (حضرت ابومعصوم عروۃ الوثقی جان نثار سنت مصطفےٰ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی زبان میں خوش بیانی اور روانی اس قدر ہے کہ جہاں کہیں جاتے ہیں لوگ ان کے شیفتہ فریفتہ ہو جاتے ہیں اور اس وقت دنیا کے اکثر بادشاہ ان کے مرید ہیں اور ان کے خلفاء تمام جہان میں پھیلے ہوئے ہیں اور ہزار ہا ان کے طریقہ میں داخل ہیں جب وہ دیکھیں گے کہ ہم نے ان کے پیشوا کو ملک بدر کیا ہے تو ضرور ہم سے بدلہ لینے کیلئے کمربستہ ہو جائیں گے توران، خراسان کے بادشاہ جوان کے مرید ہیں وہ اپنے شیخ صاحب (حضرت ابومعصوم عروۃ الوثقی جان نثار سنت مصطفےٰ ﷺ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے ننگ وناموس کے لئے ضرور بالضرور اٹھ کھڑے ہوں گے اور ہندوستان کے امیر بھی باغی ہو کر ان سے مل جائیں گے اور تمام جہان ہماری دشمنی پر کمربستہ ہو جائے گا اس وقت بڑی مشکل ہوگی اور ہندوستان والوں کے لئے بڑا نازک موقعہ آ جائے گا اور اس مصیبت کا دور کرنا احاطہ امکان سے خارج ہوگا جہانگیر بادشاہ نے پوچھا تو پھر کیا کرنا چاہیئے وزیر آصف جاہ نے کہا اس کا علاج اس کے سوائے اور کوئی نہیں کہ پہلے ان ارکان سلطنت اور لشکریوں کو جو شیخ صاحب (حضرت ابومعصوم عروۃ الوثقی جان نثار سنت مصطفےٰ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے مرید ہیں دور دراز علاقے میں بھیج دینا چاہیئے اور بعد ازاں شیخ صاحب (حضرت ابومعصوم عروۃ الوثقی جان نثار سنت مصطفےٰ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو معہ خلفاء بلا کر اکبر بادشاہ کی موضوعہ رسم وآئین کی اطاعت کے لئے کہنا چاہیئے اگر مان جائیں تو بہتر (یعنی سجدہ کریں اور اطاعت کریں) لشکر میں رکھو اور اگر سجدہ نہ کیا اور اطاعت نہ کی اور رسوم آئین بجا نہ لائیں تو بڑی احتیاط سے اسے قید کر دینا چاہیئے جب سختی پہنچے گی خود بخود اطاعت پر آمادہ ہوں گے اور رسم وآئین کی بابت جو کچھ ہم کہیں گے ضرور مان لیں گے ایسا کرنے سے اگر ہندوستان کے امراء اور اس کے مرید شور کریں گے کہ کہیں ہمارا شیخ یعنی (حضرت ابومعصوم عروۃ الوثقی جان نثار سنت مصطفےٰ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) صاحب قتل نہ کیا جائے اگر بالفرض شورش کریں بھی تو پہلے شیخ صاحب (حضرت مقبول یزدانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو معہ خلفاء کے قتل کر دیا جائے گا اور بعد میں باغیوں سے نپٹ لیا جائے گا جب ان کا پیشوا (حضرت قیوم زماں غوث دوراں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) قتل ہو جائے گا تو پھر ان میں مقابلے کی طاقت نہ رہے گی اور نہ ہی پھر ان کے خلفاء ہوں گے جو ان کے جانشین ہو سکیں مجبوراً تتر بتر ہو جائیں گے اور شیخ صاحب (حضرت مقبول یزدانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی ماتم پرسی پر بیٹھ جائیں گے اتنے میں جب دوسرے ملکوں کے خلفاء آئیں گے ہم بھی ان کے ساتھ ماتم پرسی میں شریک ہو جائیں گے اور معذرت وحیلہ کریں گے اور کہیں گے کہ شیخ صاحب (حضرت مقبول یزدانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو دوسرے مخالفوں نے شہید کر دیا ہے ہم اس میں بالکل بے گناہ ہیں ہم چند ایک واجب القتل اشخاص کو لا کر شیخ صاحب (حضرت مقبول یزدانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے عوض میں قتل بھی کر دیں گے اور شیخ صاحب (حضرت مقبول یزدانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کا مزار پر تکلف بنوا دیں گے اور ان کی موت پر باقاعدہ اظہار رنج والم کریں گے اور شیخ صاحب (حضرت مقبول یزدانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے دوسرے مریدوں کو بہت سا روپیہ اور جاگیر دیں گے اور دیگر خلفاء جو دوسرے ملکوں میں ہیں ان کو معہ ان ولایتوں

کے تحفے تحائف بھیج دیں گے اور ساتھ ہی تعزیت نامہ شیخ صاحب (حضرت مقبول یزدانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی بابت ارسال کریں گے اور اس تعزیت نامے میں حیلے عذر اور افسوس کا اظہار کریں گے جب وہاں کے لوگ شیخ صاحب (حضرت مقبول یزدانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی فاتحہ کے لئے آئیں گے تو جونہی ہماری حدود میں داخل ہوں گے ہم بڑی آؤ بھگت کریں گے اور ہر منزل پر سامان ضیافت و مہمان نوازی مہیا کریں گے جب یہاں پہنچیں گے تو ہر ایک کے مرتبہ کے موافق اس سے نیک سلوک کریں گے جب وہ ہماری طرف سے اس قدر سلوک دیکھیں گے تو ضرور عداوت کو دل سے دور کریں گے اور اس طرح کرنے سے ان کے دلوں میں محبت کا پودا لگ جائے گا اور بے اختیار اخلاص سے پیش آئیں گے اور فساد مٹ جائے گا۔ تمام حاضرین مجلس اور جہانگیر بادشاہ نے اس تدبیر کو پسند کیا اور وزیر آصف جاہ کی بہت تحسین و آفرین کی۔

حضرت مجدد (مقبول یزداں قبلہ درویشاں مجدد لف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) پورے عزم اور اخلاص نیت کے ساتھ اس کام میں مصروف ہو گئے جس کیلئے آپ (مقبول یزداں قبلہ درویشاں مجدد لف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) کی تخلیق ہوئی تھی۔ آپ (مقبول یزداں قبلہ درویشاں مجدد لف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) کے پاس نہ دولت تھی نہ حشمت اور نہ کوئی رکن شدید (محکم اسرا) البتہ اعجاز کلامی کی قوت وکشش جو حضرت واہب العطایا نے خزانہ غیب سے آپ (مقبول یزدانی قبلہ درویشاں مجدد لف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) کو عطا کی تھی آپ (مقبول یزدانی قبلہ درویشاں مجدد لف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) کا واحد حربہ تھا اور "نصر من الله وفتح قریب و بشر المؤ منین" پر آپ (مقبول یزدانی قبلہ درویشاں مجدد لف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) کا یقین۔ (مدد اللہ کی طرف سے اور فتح شتاب اور خوشی سنا ایمان والوں کو)۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مرید سپہ سالاروں کی دربار میں طلبی

دوسرے دن جہانگیر بادشاہ نے ان تمام ارکان سلطنت کو جو حضرت مقبول یزدانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے حاضر ہونے کا حکم دیا وہ اراکین سلطنت حسب ذیل تھے۔ خان خاناں، خان اعظم، خان جہاں لودھی، سکندر خاں لودھی، تربیت خاں، سید صدر جہاں، اسلام خاں، قاسم خاں، جبار خاں، مہابت خاں، دریاں خاں اور مرتضی خاں وغیرہ (رحمتہ اللہ تعالی علیہم اجمعین) ان میں سے ہر ایک کے نام دور دراز ممالک محروسہ کی سرداری کا پروانہ جاری ہوا کہ تم فوراً اپنے علاقے میں چلے جاؤ چنانچہ خان خاناں کو دکن سید صدر جہاں کو مشرقی مما لک خان جہاں لودھی کو ملک مالوہ خان اعظم کو گجرات اور مہابت خاں کو کابل کا حاکم مقرر کر کے بھیج دیا غرض یہ کہ ہر ایک کو کسی نہ کسی علاقے کا سردار کر کے روانہ کر دیا جب یہ اپنے اپنے علاقوں میں پہنچ گئے تو جہانگیر بادشاہ نے حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی کہ ہمیں جناب اور جناب کے خلفاء کی زیارت کا اشتیاق ہے امید ہے کہ جناب قدم رنجہ فرما کر ممنون احسان اور اپنے دیدار فرحت آثار سے مشکور فرمائیں گے اور ساتھ ہی ایک حکم سرہند شریف کے حاکم کے نام لکھا کہ جس طرح ہو سکے شیخ صاحب (حضرت

شہباز لا مکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کو یہاں بھجوادو حضرت شہباز لا مکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ خط پہنچتے ہی سفر کے اسباب کی تیاری کرنے لگے اور اپنے فرزندوں حضرت قیوم ثانی خواجہ معصوم زمانی عروۃ الوثقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت خازن الرحمت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو پوشیدہ طور پر پہاڑ میں بھیج دیا کیونکہ بادشاہی آدمیوں نے تاکید کی تھی کہ آپ (حضرت شہباز لا مکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) اپنے متعلقین میں سے کوئی شخص بھی شہر میں نہ چھوڑیں لیکن حضرت شہباز لا مکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرزندوں کو ساتھ لے جانے میں مصلحت نہ سمجھی رخصت کے وقت اہل وعیال اور دوسرے آدمیوں نے گھبراہٹ اور بے چینی ظاہر کی لیکن حضرت شہباز لا مکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے سب کو تسلی دی اور وصیت کی کہ صبر و تحمل سے کام لینا اور فرمایا کہ صرف ایک سال یہ تکلیف مجھ پر رہے گی بعدازاں یہ مشقت آرام سے بدل جائے گی تم لوگ خاطر جمع رکھو پھر اہل وعیال کو رخصت فرما کر اپنے صرف پانچ مریدوں کو حالانکہ حضرت شہباز لا مکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک ہزار چھ سو خلفاء موجود تھے لے کر دہلی روانہ ہوئے جہانگیر بادشاہ نے جب حضرت شہباز لا مکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی تشریف آوری کی خبر سنی تو اپنے تمام امراء کو حضرت شہباز لا مکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے استقبال کے واسطے بھیجا اور اپنے خاص خیمہ کے پاس حضرت غوث دوراں رموز اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خاطر خیمہ نصب کروایا اور خلفاء اور مریدوں کے لئے بھی الگ الگ خیمے لگوائے وزیر آصف جاہ بدضمیر نے جہانگیر بادشاہ حضرت شہباز لا مکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ملاقات کا وقت مقرر کیا جب کہ جہانگیر بادشاہ شراب کے خمار میں تھا اور کچھ مزاج بھی بگڑا ہوا تھا جہانگیر بادشاہ کے دو وقت ہوا کرتے تھے ایک خوشی جس وقت شراب پیتا اور لوگوں کو انعام و اکرام دیتا دوسرا نشہ کا جس وقت ناراض ہوتا تھا اس وقت خلق خدا پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرتا اور ظالمانہ احکامات نافذ کرتا جب حضرت شہباز لا مکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف فرمائے اس وقت جہانگیر بادشاہ انانیت کے تخت پر بیٹھ کر "انا ربکم الا علیٰ" کا دم مار رہا تھا اس وقت جو اسے دیکھتا سجدہ کرتا لیکن (حضرت شہباز لا مکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کسی قسم کا ادب بجانہ لائے حتیٰ کہ سلام علیک بھی نہ کہا وزیر آصف جاہ کو امید تھی کہ اب جہانگیر بادشاہ نے ور حضرت شہباز لا مکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قتل کا حکم دے گا کیونکہ اس کی عادت تھی جو شخص ادب میں سر مو فرق کرتا اسی وقت اسے قتل کروا دیتا حضرت شہباز لا مکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلفاء اور مریدوں نے ٹھانی ہوئی تھی کہ اگر خدانخواستہ حضرت شہباز لا مکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو تکلیف پہنچی تو اس وقت بھی بن پڑے گا ہم جہانگیر بادشاہ اور وزیر آصف جاہ کا تو دربار میں ہی صفایا کر دیں گے لیکن جہانگیر بادشاہ کے اس حال نرا بھی معترض نہ ہوئے وزیر آصف جاہ دیکھ کر حیران رہ گیا پھر اور فتنہ برپا کرنا چاہا چنانچہ جہانگیر بادشاہ کو کہا کہ یہ وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو تمام انبیاء سے افضل بتاتا ہے اس جواب میں حضرت شہباز لا مکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ

تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ جو چوتھے خلیفہ تھے ان کے پیرو یعنی رافضی لوگ انہیں حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو انبیاءِ کرام علیہم السلام کے بعد تمام بنی نوع انسان سے افضل ہیں فضیلت دیتے ہیں ہزار سال سے ہم ان بدبختوں کے منہ پر نجاست بھری جوتیاں مار رہے ہیں دراصل یہ گالی حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے وزیر آصف جاہ کو دی تھی کیونکہ وہ شیعہ تھا اور وہ حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مصنفہ رسالہ ردّ شیعہ کا مطالعہ کر چکا تھا دراصل وزیر آصف جاہ کو حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے دشمنی ہوئی اس کا باعث وہی رسالہ تھا بعد ازاں حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک تو ایک ادب کا ترک گناہ کبیرہ کی طرح ہے میں ایسی بات کیونکر کہہ سکتا ہوں جو صریحاً کتاب وسنت کے خلاف ہو یعنی میں کس طرح اپنے آپ کو انبیاءِ کرام علیہم السلام کے برابر یا ان سے بہتر کہہ سکتا ہوں اللہ تعالیٰ کی اکثر نعمتیں جو میرے حق میں وارد ہوئی ہیں انہیں میں نے حسب الامر الٰہی ظاہر کیا ہے جو میرے لئے بنائے جنس سے ممتاز ہونے کا ذریعہ ہے سو انبیاء علیہم السلام ہمارے ابنائے جنس ہیں یہ بات عقل سلیم والا تو کوئی نہیں باور کرے گا جہانگیر بادشاہ نے کہا واقعی ہمارے خیال بھی ایسا ہی تھا کہ آپ (حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) ایسے ہی بزرگ صالح اور متقی ہیں آپ (حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) سے کیوں اہل حق کی مخالفت ظاہر ہوگی جب وزیر لعین آصف جاہ نے دیکھا کہ یہ داؤ بھی نہ چلا تو جہانگیر بادشاہ کو کہا کہ شیخ صاحب (حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کوئی آداب سلطنت بجا نہیں لائے اس پر جہانگیر بادشاہ نے حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو کہا کہ آپ (حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کوئی آداب بجا نہ لائے حضرت سیدنا و امامنا شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اب تک میں سوائے خدا (عزوجل) اور اس کے رسول ﷺ کے آداب کے کسی کا ادب بجا نہیں لایا ہمارے دین اسلام کا ایک طریقہ ہے کہ جب ہم لوگ آپس میں ملتے ہیں تو ایک دوسرے کو سلام علیک کہتے ہیں چونکہ اس کی نسبت مجھے معلوم تھا کہ آپ (جہانگیر بادشاہ) اس کا جواب نہیں دیں گے اس واسطے میں نے سلام بھی نہ کیا جہانگیر بادشاہ نے کہا کہ مجھے سجدہ کرو حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ میں نے سوائے خدا (عزوجل) کے نہ کسی کو سجدہ کیا ہے اور نہ کروں گا ایسی بری بات مجھے کبھی نہ کہی جائے جہانگیر بادشاہ نے کہا مجھے سجدہ کرو اور میں کرالوں گا حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تم ہرگز مجھ سے سجدہ نہیں کرا سکتے وحید زماں حضرت مولانا مفتی عبد الرحمٰن (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے جو حضرت سیدنا شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا قدیمی مخلص و مرید تھا عرض کیا کہ چونکہ جان بچانا فرض ہے اس لئے میں (وحید زماں حضرت مولانا مفتی عبد الرحمن (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) فتویٰ دیتا ہوں کہ اس وقت آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت و طریقت الشیخ احمد رحمتہ اللہ

علیہ) کے لئے سجدہ کرنا ضروری ہے حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ملا یہ فتویٰ تیرے لئے ہے میرے لئے نہیں ہزار ہا انبیاء علیہم السلام اور ان کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے راہ خدا میں اپنی جانیں قربان کر دیں۔ سو میں بھی ان کی سنت کو حاصل کرنے کے لئے راہ خدا میں جان دے دوں گا لیکن سجدہ نہیں کروں گا ہر گز نہیں کروں گا۔

حضرت سردار اولیاء مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو جواب دیا وہ رہتی دنیا تک یادگار رہے گا آپ (حضرت سردار اولیاء مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا یہ حکم بطور رخصت (مصلحت) ہے جان بچانے کیلئے بطور عزیمت یہ حکم اٹل ہے کہ غیر حق کو سجدہ نہ کیا جائے۔ حضرت علامہ مفتی عبدالرحمٰن اور حضرت علامہ افضل خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما آپ (حضرت سردار اولیاء مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے جواب کی جرأت اور عزیمت پر عش عش کر اٹھے آپ (حضرت سردار اولیاء مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے واپس آ کر شہزادہ خرم کو حالات کی اطلاع دی۔

جب جہانگیر بادشاہ کو معلوم ہو گیا کہ وہ کسی طرح مجھے سجدہ نہیں کریں گے تو کہا ان کا سجدہ صرف اتنا ہے کہ ذرا سر کو خم کر دیں باقی آداب، میں نے معاف کر دیئے کیونکہ مجھے ان سے شرم آتی ہے چونکہ یہ میری زبان سے نکل گیا ہے اس واسطے آداب شاہی ضروری ہیں کیونکہ ابھی تک میرا حکم ٹلا نہیں حضرت سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اس بات کے لئے کبھی سر نہیں جھکاؤں گا۔

حضرت سردار اولیاء قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے یہ وقت بڑا دشوار اور کٹھن تھا آج جہانگیر بادشاہ کے درباریوں اور خاص کر بے دین وزراء کی سازش کامیاب ہو گئی تھی وہ آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کو جہانگیر بادشاہ کے سامنے لا کر دین الٰہی کی ملحدانہ رسومات کے سامنے جھکانا چاہتے تھے بادشاہ جہانگیر اپنی جہالت اور شاہی خمار میں مست وزیر آصف جاہ کے اشارے پر احکام نافذ کرتا تھا حضرت سیدنا شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی کے چالیس سال اکبری دور میں گذرے تھے آپ (حضرت امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے اسلام کی زبوں خالی پر ایک عرصہ تک ماتم کیا تھا درباری علماء جاہل صوفیاء نے پھر مختلف مذاہب کی بالادستی کو دیکھا تھا اہل مذہب کی ذلت اور بے دینی کی برتری پر آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کا دل ہزار بار کڑھا مگر مغلیہ دربار کی خرابیوں کے دور کرنے کا کوئی راستہ نہ ملا آپ (حضرت سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے فوج اور دربار کے اندر ہی اسلام پسند امراء کو دوست بنایا اُن کے اندر اسلامی حمیت پیدا کی اور انہیں اپنے مکتوبات شریف کے ذریعہ دین کے احیاء پر تیار کر لیا تھا آج ابوالفضل فیضی ملا مبارک اور اکبر بادشاہ کے دین الٰہی کے محضر نامہ پر دستخط کرنے والے علماء اور صوفیا، تو موجود نہ تھے مگر اکبر بادشاہ کے دین الٰہی کی بدعات اور رسومات ابھی تک دربار اور ملک میں

رائج تھیں وزیر آصف جاہ جیسے بدکردار وزراء اور نور جہاں جیسی شیعہ عورتیں معاشرے کی برائیوں کی حفاظت میں سرگرم تھیں حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کے استقبال اور ثابت قدمی نے ان باطل ارادوں کو خاک میں ملا دیا امراء کے زور کے باوجود حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے سجدہ نہ کیا سر نہ جھکایا اور گوالیار کے قلعہ کی قید و بند کو قبول کر کے حق کی بنیاد کو مضبوط کر دیا جہانگیر بادشاہ نے اپنے چند خاص مقربوں کو کہا کہ حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے سر کو پکڑ کر ذرا جھکا دو پھر انہیں تحفے اور مال دے کر رخصت کر دو کیونکہ مجھے ان سے شرم آتی ہے۔ بڑے بڑے قوی ہیکل دس امیر اُٹھے اور اُنہوں نے حضرت قطب زماں غوث دوراں مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے سر مبارک کو خم کرنا چاہا بہت زور مارا کہ قدرے خم کریں لیکن میسر نہ ہوا حالانکہ حضرت قیوم زماں رموز اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بہت نازک اندام تھے اور حضرت قطب زماں غوث دوراں مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی گردن مبارک بہت باریک تھی امراء نے اس قدر زور کیا کہ حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی ناک سے خون نکلا لیکن حضرت سردار اولیاء سیدنا مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگاہ جو آسمان کی طرف لگی ہوئی تھی اسے نہ پھرا سکے بعد ازاں جہانگیر بادشاہ نے کہا کے حضرت سردار اولیاء سیدنا مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس چھوٹے دروازے سے جو جہانگیر بادشاہ کے روبرو تھا لاؤ اس سے گذرتے وقت تو سر جھکائیں گے کیونکہ یہ دروازہ قدم آدم سے چھوٹا تھا حضرت سردار اولیاء سیدنا مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس دروازہ سے گذرنے کے لئے پہلے اپنا قدم مبارک اندر رکھا اور پھر سر کو پچھلی طرف جھکا کر اندر داخل ہوئے جب وزیر آصف جاہ نے یہ حالت دیکھی تو جہانگیر بادشاہ کو کہا کہ دیکھئے حضرت سردار اولیاء سیدنا مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کیا اشارہ کرتے ہیں اس اشارے کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں مع تاج وتخت اور سلطنت اپنے پائمال کروں گا جب آپ (جہانگیر بادشاہ) کے حضور میں اس قدر تکبر کرتے ہیں تو اندازہ کر سکتے ہیں کہ باہر نکل کر کس قسم کی شورش برپا کریں گے خدشہ ہے کہ ملک میں ہزار ہا فتنے برپا ہوں گے اس صورت میں علاج محال ہو جائے گا ایسا موقع پھر ہاتھ نہیں لگے گا ابھی حضرت سردار اولیاء سیدنا مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو قید کر لینا چاہئیے ورنہ بڑی ندامت اٹھانا پڑے گی اور بعد میں پچھتانا کچھ مفید نہیں ہوگا جہانگیر بادشاہ بھی وزیر آصف جاہ کے کہنے پر مجبور ہو کر حضرت سردار اولیاء سیدنا مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو محبوس کرنے پر راضی ہوا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا قید ہونا اور ہندو راجہ کا ایمان لانا

حضرت سردار اولیاء سیدنا مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایمان دیکھ کر دربار کا ہندو راجہ مسلمان ہو گیا ہندوستان کا ایک بڑا راجہ جو بت پرست تھا اس مجلس میں موجود تھا جب اس نے حضرت سردار اولیاء سیدنا مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی استقامت اور استقلال کا مشاہدہ کیا تو اس کے سینے میں کفر کی تاریکی نور اسلام سے بدل گئی اس نے وزیر آصف جاہ کو کہا کہ

حضرت سرداراولیاء سیدنا مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو میرے پاس قید کردو، وزیر آصف جاہ نے جانا کہ چونکہ وہ مخالف دین اسلام ہے کہ وہ حضرت سرداراولیاء سیدنا مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے قید میں برا سلوک کرے گا اسلئے اُسی کے حوالے کیا جب حضرت سرداراولیاء سیدنا مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے قید خانے میں پہنچے تو وہ نہایت تعظیم وتکریم سے پیش آیا اور اپنے پاس رکھا اور خود معہ متعلقین کے مرید ہو گیا اور صبح شام حلقہ مراقبہ اور دوسرے سالکوں کو توجہ دینا بدستور اوقات مقرر پر ہونے لگا اور گروہ در گروہ لوگ آ کر مرید ہونے لگے اور ارشاد کا ہنگامہ گرم ہوا جب اس امر کی اطلاع وزیر آصف جاہ شیطان کو ہوئی تو جہانگیر بادشاہ کو کہا قریب ہے کہ کوئی فتنہ برپا ہو حضرت سرداراولیاء سیدنا مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو کسی ایسے قلعے میں نظر بند کرنا چاہیئے جو حصامت ومتانت میں بے نظیر ہو جہانگیر بادشاہ بھی یہ بات مان گیا اور قلعہ گوالیار جو چھاؤنی سے چوبیس میل کے فاصلے پر ایک نہایت اونچی پہاڑی پر واقع تھا اور ہندوستان کے تمام قلعوں سے مضبوط تھا وہاں راتوں رات حضرت سرداراولیاء سیدنا مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو معہ خلفاء ومریدین کے پہنچا دیا گیا اور وہاں کے نگہبانوں اور پاسبانوں کو تاکید کردی کہ کسی کو قلعہ کے اندر جانے کی اجازت نہ دینا اور جہاں تک ممکن ہو سکے حضرت سرداراولیاء سیدنا مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور اُن کے خلفاء کو سختی سے رکھو بلکہ وزیر آصف جاہ لعین نے اس بات کے لئے اپنے ایک رشتہ دار کو جو نہایت بدخلق اور شقی القلب تھا قلعہ میں مامور کردیا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ قلعہ گوالیار میں

جب قلعہ گوالیار میں پہنچے تو حاکم قلعہ اور پاسبان وزیر آصف جاہ اور جہانگیر بادشاہ کے حکم کے مطابق بڑی سختی سے پیش آئے اسی اثنا میں جو خلفاء حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ تھے انہوں نے سخت ناراض ہو کر پاسبانوں کو کہا کہ تمہاری ایسی تیسی تم خیال کرتے ہو گے کہ جہانگیر بادشاہ نے ہمیں قید کر کے بھیجا ہے یاد رکھو ہم حکم الٰہی سے یہاں آئے ہیں اور ہمارے مدنظر اور کام ہیں یہ کہہ کر اچھلے اور قلعہ کی دیوار پر بیٹھے اور کہنے لگے کہ دیکھو ہم ابھی دیوار پھاند جاتے ہیں اسی طرح بعض خلفاء نے اور کرامتوں کا اظہار کیا حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ نے انہیں جھڑک کر فرمایا کہ مجھ میں اظہار کرامت کی قدرت نہیں، جو تم اظہار کرامت میں لگے ہو بات یہ ہے کہ ہم اس جفا کو برداشت کرنے کے لئے مامور ہیں۔ جب پاسبانوں نے یہ حالت دیکھی تو سب سٹ پٹائے اور توبہ کی اور حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی اور عرض کی کہ ہمیں اس معاملہ کی خبر نہ تھی بعد ازاں وہ سب کے سب حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہو گئے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ زندان خانہ میں

ایام حبس میں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے اور فرماتے کہ یہ مصیبت ہماری شامت نفس کا نتیجہ ہے اس سے ہماری باطنی ترقی اور

عروج ہوگا قلعہ والوں میں سے ایک نے قید کی وجہ دریافت کی تو حضرت سیدنا شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہماری شامت اعمال اور یہ آیت کریمہ پڑھی ''مااصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم'' جو کچھ تمہارے ہاتھوں نے کمایا اسی کی وجہ سے تم پر مصیبتیں نازل ہوتی ہیں یہ قصور عمل کی دید حضرت سردار اولیاء سیدنا شیخ الاسلام و المسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر پورے طور پر غالب تھی اور دوستوں کو بھی فرماتے تھے کہ نیک عمل کو خود پسندی اس طرح ملیامیٹ کر دیتی ہے جیسے لکڑی کو آگ جن دنوں حضرت سیدنا شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نظر بند تھے تو حضرت سیدنا و امامنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ (حضرت سیّدی سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کے دو فرزندوں کے سوا تمام سالکوں اور اولیاء اللہ کی باطنی ترقی مسدود ہو کر رہ گئی حضرت سردار اولیاء سیدنا شیخ الاسلام و المسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مخالف آپ (حضرت سیّدی سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کے نظر بند ہونے پر بغلیں ملتے خوشی کا اظہار کرتے اور حضرت سردار اولیاء سیدنا شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حق میں طعن و ملامت کرتے تھے چنانچہ انہیں دنوں حضرت سردار اولیاء سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ایک صاحب نے عرض داشت ارسال کی جس میں قبض حال باطنی اور ملامت خلق کی شکایت درج تھی حضرت سیدنا شیخ الاسلام و المسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے جواب میں لکھا ''الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہِ الصٰلحین'' آپ کا صحیفہ شریف عام لوگوں کی ملامت اور جفا کی داستان ہے پہنچا یہ ان لوگوں کا محض خیال ہی خیال ہے ورنہ ان کے دلوں کے زنگار کیلئے مصقلہ ہے یہ قبض و کدورت کا باعث کیوں ہونا چاہئے مجھے اس قلعہ میں بھیجا یا تو شروع شروع میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شہروں اور گاؤں کے لوگوں کی ملامت کو نورانی لفافوں میں لپیٹ کر پے در پے مجھے بھیجتے ہیں اور کام پستی سے بلندی کو پہنچ رہا ہے میں نے کئی سال اجمالی تربیت میں بسر کئے اور کئی منزلیں طے کیں اب جلالی تربیت کی نوبت آئی تا کہ اس کی منزلیں بھی طے کروں تو میرے لئے ضروری ہوا کہ صبر کروں بلکہ رضا کو اختیار کروں اور جمال و جلال دونوں کو یکساں خیال کروں آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ جب سے نظر بندی وقوع میں آئی ہے نہ ذوق رہا نہ حال ضروری تو یہ تھا کہ ذوق اور حال پہلے کی نسبت دگنا ہوتا کیونکہ محبوب کی جفا اس کی وفا کی نسبت زیادہ لذت بخش ہوتی ہے آپ نے عامیانہ رنگ میں بات کی ہے اور محبت ذاتیہ سے دور جا پڑے ہو جلال کی قدرت بہ نسبت جمال کے زیادہ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے بندے تکلیف کو راحت سے بہتر تصور کرتے ہیں کیونکہ جمال اور انعام میں محبوب کی مراد کے ساتھ اپنی مراد بھی ملی ہوئی ہے اور جلال اور تکلیف میں خاص محبوب کی مراد ہوتی ہے جو محب کی مراد کے خلاف ہوتی ہے یہاں پر جو وقت اور حال وارد ہے وہ سابقہ وقت اور حال سے مختلف اور اعلیٰ ہے ان دونوں میں بڑا بھاری فرق ہے۔

پروفیسر آرنلڈ نے اپنی مشہور تصنیف'' The Preaching Of Islam ''(۱۸۹۶ء) میں حضرت زبدۃ العارفین سلطان العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا ہے انہوں نے لکھا ہے بادشاہ جہانگیر کے عہد حکومت میں (۱۶۰۵ء تا

۱۶۲۸ء) شیخ احمد (حضرت شمس العارفین شہباز لامکانی شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نامی ایک سنی عالم تھے شیعی عقائد وافکار کی پرزور تردید کی وجہ سے یہ خاص طور پر نمایاں ہو گئے تھے اس زمانے میں دربار جہانگیری میں شیعوں کا بڑا عمل دخل تھا چنانچہ وہ آپ (حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) پر بے سروپا الزامات لگوا کر قید کرانے میں کامیاب ہو گئے دو سال کی قید وبند کے زمانے میں آپ (حضرت سیّدی سرداراولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) نے بہت سے بت پرستوں کو مشرف باسلام کیا یہ لوگ آپ (حضرت سلطان العارفین مقبول یزدانی رحمۃ اللہ علیہ) ہی کے ساتھ قید تھے۔

جب حضرت (شمس العارفین شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو گوالیار کے قلعے میں نظر بند کیا گیا تو حضرت علامہ فضیلت مآب شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بڑا افسوس ہوا اور فوراً ہمدردی سے بھرا ہوا خط ارسال کیا آپ (حضرت سلطان العارفین قیوم اول الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے جواب دیتے ہوئے آخر میں فرمایا!

''آپ (حضرت علامہ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا وجود اس غربت اسلام کے دور میں مسلمانوں کیلئے غنیمت ہے''

قید وبند کی عظمتیں

شمس العارفین شہباز لامکانی شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر جہانگیر بادشاہ مجھ کو قید نہ کرتے تو یہ چند ہزار لوگ جو دینی فوائد سے مستفید ہوئے ہیں محروم رہتے اور جو ترقیات اور مقامات مجھ کو حاصل ہوئے اور جن کا حصول نزول بلا ہی پر منحصر تھا ہرگز حاصل نہ ہوتے۔

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں　　ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزا ہی نہیں

قید کے دنوں میں ایک مکتوب شریف حضرت شہباز لامکانی مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت غوث جہاں میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف ارسال فرمایا تھا وہ یہ ہے۔

''الحمد لله و سلام علىٰ عباده الذين اصطفى'' مخفی نہ رہے کہ اگر میں عنایت الٰہی سے (عنایت اللہ تعالیٰ کے غضب اور جلال کی صورت میں متجلی ہوئی) قید خانے میں نظر بند نہ ہوتا تو ایمان شہودی کے تنگ کوچے سے کبھی نہ گذرتا ظلال خیال ومثال کے کوچوں سے نہ نکلتا ایمان بالغیب کی شاہراہ میں مطلق العنان نہ ہوتا غیب سے عین سے علم میں اور پورے طور پر استدلال کو نہ پہنچتا دوسروں کے عیبوں کو ہنر اور ہنروں کو عیب بڑے کامل ذوق اور وجدان سے حاصل نہ کرتا بے تنگی و بے ناموسی کے خوشگوار شربت اور خواری ورسوائی کے مزے دار مربے نہ چکھتا خلقت کی ملامت وطعن کے جمال کا لطف نہ اٹھاتا لوگوں کی جفا وبلا کی حس سے محفوظ نہ ہوتا اور مردے کی طرح غسال کے ہاتھ میں پڑ کر بالکل ترک ارادہ واختیار نہ کرتا اور آفاق وانفس کے سررشتہ اور تضرع التجا انابت استغفار ذل اور انکسار کی حقیقت کو حاصل نہ کر سکتا اور اللہ تعالیٰ کی بے پرواہی کے بلند مرتبہ قنطاس کو جو عظمت

اور کبریائی کے پردوں میں محفوظ ہے نہ دیکھ سکتا اور اپنے آپ کو ایک خوار و ذلیل بے اعتبار بے ہنر بے اقتدار محتاج اور مفتقر معلوم نہ کرسکتا "وما ابری نفسی ان النفس لا مارة با لسوء الا ما رحم ربی ان ربی غفور ر حیم". ترجمہ ''اور میں اپنے آپ کو پاک باز نہیں کہتا نفس برائی سکھاتا ہے مگر رحم کیا میرے رب عزّ وجل نے بے شک میرا رب عزّ وجل ہے بخشنے والا مہربان'' (القرآن) اگر اس مصیبت کے گھر (قید خانہ) میں اللہ تعالیٰ کا فضل محض متواتر فیوض واردات اور پے در پے عطیات و انعامات اس مسکین شکستہ بال کے شامل حال نہ ہوتے تو قریب تھا کہ میں ناامید ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے مجھے مصائب کی برکات سے آرام میں رکھا جفا کے وقت مجھے عزت سے رکھا قضا کی حالت میں مجھ سے نیکی کی اور خوشی غم، رنج اور تکلیف کے وقت شکر کی توفیق دی اور مجھے انبیاءِ کرام علیہم السلام کی متابعت پر ثابت قدم رکھا اور مجھے اولیاء وصلحاء کے آثار اور ان کی محبت پر قائم رکھا اللہ تعالیٰ کا درود اور سلام انبیاء علیہم السلام پر ہو۔

انہیں دنوں حضرت شہباز لامکانی مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلفاء اور مرید اور اہل وعیال بہت گھبرائے کہ اس نظر بندی سے کب رہائی ہوگی جب ان کی گھبراہٹ اور پریشانی حد سے بڑھ گئی تو ان کی تسلی وتشفی کے لئے پیغام بھیجا کہ خاطر جمع رکھو جس کام کیلئے میں نے اس قید کو اختیار کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اسے مکمل کر دیا ہے اب مجھے جلد ہی اس قید سے رہائی ہوگی لوگوں نے یہ خوشخبریاں سن کر بہت خوشیاں منائیں۔

اسی سال حضرت شہباز لامکانی مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے خلیفہ حضرت شیخ احمد برکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہوگیا جب اس کی اطلاع حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کو ہوئی تو بہت افسوس ہوا اور فاتحہ پڑھی۔

حضرت میر سید احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو حضرت شیخ کبیر غوث امام ربانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقبول خلیفہ تھے فرماتے ہیں کہ جن دنوں جہانگیر بادشاہ نے حضرت شیخ کبیر غوث جہانیاں امام ربانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو تکلیف دی اور گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیا ان دنوں میں دکن میں تھا مجھے اس معاملے کی کوئی خبر نہ تھی میں نے اچانک سنا کہ جہانگیر بادشاہ نے حضرت شیخ کبیر غوث امام ربانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو زبردستی بلا کر شہید کر دیا ہے اس وحشت اثر خبر کو سن کر میں بہت گھبرایا اور حیران وپریشان ہو کر رہ گیا بازار میں آیا کہ معلوم کروں یہ خبر سچ ہے یا جھوٹ دیکھا کہ بازار کے ایک کونے میں چند سوداگر دہلی کے اترے ہوئے ہیں میں ان کے پاس گیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا ان میں سے ایک نے میرا چہرہ غمگین دیکھ کر وجہ پوچھی میں نے وہ وحشت ناک خبر سنائی اس نے پر درد دل سے آہ سرد بھری اور اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا دیر تک مراقبہ کیا بعد ازاں مجھے کہا کہ خاطر جمع رکھو حضرت شیخ کبیر غوث امام ربانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ زندہ ہیں لیکن قید میں ہیں مجھے اس کے مراقبہ کرنے اور غیب کی خبر دینے سے حیرت ہوئی میں نے پوچھا کہ تم نے حضرت شیخ کبیر غوث امام ربانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے اس نے کہا میں حضرت شہباز لامکانی مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فیض مآب کا ادنیٰ مرید ہوں یہ سن کر میں

اسے بڑی منت وسماجت سے گھر لے گیا اور اس کی ہم نشینی سے اپنے دل کو تسلی دی میں نے پوچھا کہ تم کتنا عرصہ (حضرت شہباز لامکانی مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں رہے اور کیا کچھ حاصل کیا اور تم کیونکر مرید ہوئے اس نے کہا میں پنجاب کا رہنے والا ایک سوداگر ہوں میرے دل میں حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی شدید محبت تھی چنانچہ ہر روز نماز کے بعد ان کی روح پر فتوح کے لئے فاتحہ پڑھا کرتا اور بڑی عاجزی سے اپنی ضرورتیں ان سے عرض کیا کرتا اور سلسلہ عالیہ قادریہ کے وظائف واذکار کیا کرتا تھا ایک رات حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو نینداور بیداری کی درمیانی حالت میں دیکھا میں نے آپ (حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پاؤں پر سر رکھ دیا آپ (حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ ظاہر میں بھی کوئی پیر ہونا ضروری ہے میں نے عرض کیا مشائخ زمانہ میں سے جو سب سے کامل ہو جناب اس کا نام فرمائیں میں ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ سرہند شریف میں حضرت عالی امام ربانی مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں جو ظاہری اور باطنی علوم کے جامع اور تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ میں نے حسب الارشاد علی الصباح سرہند شریف کی راہ لی اور حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حقیقت واقع عرض کی حضرت شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے میرے حال پر عنایت فرمائی اور جذبہ وسلوک سے مجھے سرفراز فرمایا اور تھوڑی مدت میں میرا کام سنوار دیا۔

سرکار دو عالم ﷺ قید خانہ میں تشریف لا کر حضرت شیخ احمد فاروقی ؒ کو تسلی دیتے ہیں

جن دنوں حضرت ابو سعید راز دار کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نظر بند تھے حضرت ابو سعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مخلص دوست نے بتایا کہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ ہر طرف سے گروہ در گروہ دوڑے چلے آرہے ہیں میں نے پوچھا خیر ہے کیوں دوڑتے ہو؟ انہوں نے کہا حضرت ابو سعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ اس سنگین قلعہ میں نظر بند ہیں اور حضرت خاتم الرسل سید الانبیاء ﷺ معہ اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضرت ابو سعید راز دار کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کی خبر پرسی کیلئے تشریف فرما ہوئے ہیں اس لئے لوگ ان کی زیارت کو دوڑے چلے آرہے ہیں میں بھی ان میں شامل ہو گیا اور رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا شوق دیدار مجھ پر غالب آیا جب میں قلعہ کے دروازہ کے قریب پہنچا۔ تو لوگوں کا شور وغل تھا اور خلقت صفیں باندھ کر کھڑی ہو گئی ایک گھڑی بعد شہر میں شور مچ گیا کہ رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے (مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کو جس سے رہا فرمایا اور جس کام کیلئے حضرت شہباز لامکانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کام کو اختیار کیا تھا وہ کام اللہ تعالیٰ

نے سرانجام فرمادیا ہے اسی اثنا میں میری نگاہ ایک سوار پر پڑی لوگ کہتے ہیں کہ یہ سوار حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان کے پیچھے پیچھے جناب پیغمبر خدا (احمد مصطفیٰ سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ) آرہے ہیں میں نے حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانوے مبارک پر ہاتھ رکھ کر بوسہ دیا اور مارے شوق کے میں رونے لگا حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا کہ جب مجھے یاد کرو گے مجھے موجود پاؤ گے جب میں جاگا تو دیکھا کہ میری آنکھوں سے چشمہ کی طرح آنسو جاری ہیں۔

حضرت شیخ احمد سرہندی کی گرفتاری پر مغل سپہ سالاروں اور امراء میں بغاوت

جب ہندوستان کے امراء مثلاً خان خاناں خان اعظم سید صدر جہان، اسلام خان، مہابت خان، مرتضیٰ خان، قاسم خان، تربیت خان، خاں جہان لودھی، سکندر لودھی، حیات خان اور دریا خاں وغیرہ (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم) جو کے مرید تھے حضرت شیخ الشیوخ قدوۃ السالکین مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی گرفتاری اور قید کی وحشت اثر خبر سنی تو بہت غمگین ہوئے اور جنگ کی تیاریوں کے لئے باہمی خط وکتابت کرنے لگے آخر سب کی یہ صلاح ٹھہری کہ کابل کے حاکم مہابت خاں کو اپنا سردار مقرر کیا جائے اور باقی تمام امراء اور مریدوں نے فوج اور خزانے سے اس کی مدد کی علاوہ ازیں بدخشاں خراسان اور توران کے بادشاہوں سے جو کہ حضرت شیخ الشیوخ قدوۃ السالکین مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے مدد طلب کرنی چاہی مذکورہ بالا اُمراء نے پوشیدہ طور پر خزانے اور فوجیں کابل بھیج دیئے مہابت خاں نے بھی اس بڑی مہم کو اپنے ذمے لیا اور ہمہ تن اس میں مشغول ہوگیا دوسرے ملکوں کے مسلمان بادشاہ بھی (شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے قید ہونے کی خبر سن کر نہایت غمگین ہوئے حتیٰ کہ جملہ لوگوں نے مہابت خاں کی مدد کی چنانچہ ہزار سپاہی ہر روز ان کی طرف سے کابل میں داخل ہوتے تھے کابل اور پشاور کے گردونواح کے مغل اور پٹھان جو حضرت سلطان طریقت شیخ المشائخ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید تھے وہ بھی مہابت خاں سے آملے جب مہابت خاں کے پاس کافی فوج ہوگئی تو جہانگیر بادشاہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے خطبے اور سکے میں سے بادشاہ کا نام نکال دیا گیا جہانگیر بادشاہ یہ خبر سن کر بہت گھبرایا اور وزیرا بلیس نظیر وبد تدبیر اور دوسرے امراء سے صلاح ومشورہ کیا بعض نے رائے دی کہ پہلے حضرت شیخ الشیوخ قدوۃ السالکین مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو معہ خلفاء قتل کردیا جائے اور پھر باغیوں کی بیخ کنی کی جائے وزیر آصف جاہ نے کہا مصلحت کا وقت نہیں کیونکہ یہ ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ ہندوستان کے سارے لشکر جنگ پر آمادہ ہیں اور خراسان بدخشاں اور توران کے بادشاہ بھی ان کی مدد پر تلے ہوئے ہیں بلکہ ہر روز ان کی طرف سے انہیں امداد پہنچ رہی ہے اور بہت سے پٹھان بھی ان سے آملے ہیں اگر موقع آن پڑے اور دشمن بھی بہ سبب کثرت غالب آجائے ادھر ہمارے لشکر میں حضرت شیخ الشیوخ قدوۃ السالکین مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

کے جتنے مرید ہیں سب اُن سے مل جائیں گے اور ہمارے دشمن بن جائیں گے اور حضرت شیخ الشیوخ قدوۃ السالکین مجدّد الف ثانی فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹوں کو جو ہماری قید میں نہیں انہیں حضرت شیخ الشیوخ قدوۃ السالکین مجدّد الف ثانی فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا جانشین مقرر کرلیں گے تو معاملہ لا علاج ہو جائے گا اس سے اچھی تدبیر اور کوئی نہیں کہ ہم پہلے ان مخالفوں کو پیغام بھیجیں اگر تم نے فساد برپا کیا تو یاد رکھو کہ تمہارے پیرو مرشد حضرت شیخ الشیوخ قدوۃ السالکین مجدّد الف ثانی فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو قتل کر دیا جائے گا اگر اس ڈر سے سب شورش سے باز آ جائیں تو بہتر ورنہ اپنے معتبر آدمیوں کو قلعہ گوالیار میں مقرر کر دینا چاہیئے اور میرا بھائی جو وہاں پہلے سے موجود ہے اسے سخت تاکید کی جائے کہ حضرت شیخ الشیوخ قدوۃ السالکین مجدّد الف ثانی فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو بڑی احتیاط سے رکھے اور کسی کو قلعہ کے اندر جانے دے اور نہ باہر نکلنے دے ہم مخالفوں سے جنگ میں مشغول ہو جائیں گے اور اپنا کار آزمودہ لشکر منتخب کر کے لڑائی کے لئے بھیج دیں گے اور ان کی مدد کے لئے خود جہانگیر بادشاہ کو بھیجیں گے اگر فتح ہمیں ہوئی تو پھر ہندوستان اور کسی بھی اور ملک میں مقابلہ کی جرأت نہ ہوگی۔ اگر ہمیں شکست ہوئی اور اگر ہم میں بھی مقابلہ کی طاقت نہ رہی تو اس صورت میں ہم حضرت شیخ الشیوخ قدوۃ السالکین مجدّد الف ثانی فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو قید خانہ سے نکال کر اُن سے خدائے تعالیٰ اور رسول کریم (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) اور قرآن مجید کی قسم لیں گے کہ ہمارے خلاف لوگوں کو نہ اکسائیں حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلہ سے ہم مخالفوں سے صلح کرلیں گے اور حضرت شیخ الشیوخ قدوۃ السالکین مجدّد الف ثانی فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو ہمیشہ عزت کے ساتھ اپنے لشکر میں رکھیں گے تاکہ فساد کا اندیشہ ہی نہ رہے جہانگیر بادشاہ اور دوسرے امراء نے اس تجویز کو پسند کیا وزیر آصف جاہ نے اپنے ایک ہزار معتبر آدمی قلعہ پر مقرر کئے ان میں سے اکثر اس کے رشتہ دار تھے انہیں بھی حضرت شہباز لامکانی مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مخالفت کی سخت تاکید کی سو مقلب القلوب نے دلوں کے قفل کھول دیئے اور حضرت شہباز لامکانی مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توجہ سے دل صاف ہوتے گئے وزیر آصف جاہ کا بھائی اپنے متعلقین کو لے کر سب سے پہلے حضرت سلطان العارفین قطب الاقطاب شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید بن گیا لیکن اپنے مرید ہونے کو شاہی لشکر پر ظاہر نہ ہونے دیا بلکہ جہانگیر بادشاہ کو کہلا بھیجا آپ خاطر جمع رکھیں کہ میں احتیاط میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کروں گا جہانگیر بادشاہ نے باغی سرداروں کو کہلا بھیجا کہ اگر تم نے شورش کی تو ہم حضرت سلطان العارفین قیوم اول شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کو قتل کر دیں گے انہیں حضرت شمس العارفین سراج السالکین شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان پہلے ہی پہنچ چکا تھا کہ اب (حضرت شہباز لامکانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) جہانگیر بادشاہ مجھے کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچا سکتا علاوہ ازیں قلعہ بھی حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قبضہ میں تھا اور قلعہ والے سب کے سب حضرت شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حلقہ ارادت میں آ چکے تھے اگر جہانگیر بادشاہ سالہا سال بھی کوشش کرتا تو بھی قلعہ ہاتھ نہ آتا اس واسطے انہوں نے جہانگیر بادشاہ کے کہنے کی ذرہ پرواہ نہ کی جہانگیر بادشاہ ایک لشکر

جرار لے کرلڑائی کے ارادے سے کابل کی طرف بڑھا دوسری طرف مہابت خاں کا بھی بے شمار لشکر مقابلے کے لئے تیار ہوا جس وقت بادشاہ روانہ ہوا تو ہندوستان کا امیر لشکر اور دوسرے امراء سب باغی ہوگئے اور سرکاری آدمیوں کو اپنے اپنے علاقوں سے نکال دیا اور حضرت سردار اولیاء سیدنا وامامنا مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں عرضیاں بھیجیں کہ قلعہ سے نکل کر تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوں مگر حضرت سردار اولیاء سیدنا وامامنا مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔لوگو! تم جو اس قدر شورش کرتے ہو مجھے سلطنت کی خواہش نہیں میرے سامنے اور کام ہے جس کے واسطے میں نے برضا و رغبت نظر بند ہونا منظور کیا جب وہ کام ہو چکے گا تمہاری کوشش کے بغیر ہی اس قید سے رہا ہو جاؤں گا بہتر یہ ہے کہ اس شورش سے باز آ جاؤ اور اپنے جہانگیر بادشاہ کے فرمانبردار بنے رہو خاطر جمع رکھو میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ رہا ہو جاؤں گا'' قائد اس طرح کا ہو جس کو احمد مصطفیٰ سرکار دوعالم ﷺ کی طرح صرف خدا (عزوجل) کی طلب ہو بادشاہی مال شہرت کسی چیز کی ضرورت نہ ہو''۔

جہانگیر بادشاہ مہابت خانؒ کی قید میں

یہ فرحت اثر اعلان سن کر تمام امیر بغاوت سے رک گئے جب جہانگیر بادشاہ منزلیں طے کر کے دریائے جہلم پر پہنچا تو ادھر سے مہابت خاں نے بھی دریائے مذکور کے دوسرے کنارے پر آ کر خیمے نصب کر دیئے مہابت خان نے اپنے لشکر کو تتر بتر کر دیا اور ایسا ظاہر کیا کہ گویا یہ لشکر اب اس کے بس میں نہیں رہا صرف تھوڑے سے سوار اس کے پاس رہ گئے جہانگیر بادشاہ کے لشکر میں بھی حضرت سردار اولیاء سیدنا مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید تھے انہوں نے مہابت خان کے اشارے سے مہابت خاں پر حملہ کر دیا مہابت خاں بھاگ اٹھا جہانگیر بادشاہ نے اس کا پیچھا کیا تو مہابت خاں نے سارا لشکر یکبار اکٹھا کر کے جہانگیر بادشاہ کو گھیر کر گرفتار کر لیا وزیر بدتدبیر باقی لشکر سمیت اور بندوبست میں مشغول تھا جہانگیر بادشاہ کے گرفتار ہو جانے کی خبر سن کر بہت حیران ہوا اور گھبرایا لیکن اس کی ایک پیش نہ گئی آخر جا کر مہابت خاں سے معافی مانگی مہابت خاں وزیر پر سخت ناراض تھا اسے گرفتار کر کے گندگی کا ایک توبرا اس کے منہ پر باندھنے کا حکم دیا اور کہا یہ ساری شرارت تیری ہے کہ تو نے حضرت شہباز لامکانی مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو قید کر دیا اب معافی مانگتا ہے اس نے توبہ کی اور جہانگیر بادشاہ نے بھی معافی مانگی اور کہا کہ میں نے حضرت شہباز لامکانی مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی قدر نہ کی جہالت کے سبب مجھ سے گستاخی سرزد ہوئی اب میں اپنے کئے سے سخت نادم و پشیمان ہوں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی رہائی کی شرط پر جہانگیر کو رہائی ملی

اسی اثنا میں مہابت خاں کو خانِ خاناں وغیرہ امراء کی طرف سے حضرت قیوم اول مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہدایت پر خط پہنچا جس میں لکھا تھا کہ فتنہ و فساد کو فرو کر دو اور جہانگیر بادشاہ کی اطاعت کرو کیونکہ حضرت سردار اولیاء سیدنا وامامنا مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایسا فرمایا ہے مہابت خاں نے جہانگیر بادشاہ سے حضرت شمس العارفین سراج

السالکین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رہائی کے لئے عہد و پیمان لیا اور اس کی جان بخشی کی جہانگیر بادشاہ نے تہ دل سے اس بات کو منظور کیا مہابت خاں نے جہانگیر بادشاہ کو چھوڑ دیا اور تخت سلطنت پر بٹھا کر خود دست بستہ سامنے کھڑا ہو گیا اور سوائے سجدہ کے باقی تمام آداب سلطنت بجا لایا اور اپنے قصوروں کی معافی مانگی اور جہانگیر بادشاہ کو بتایا کہ حضرت سردار اولیاء سیدنا و امامنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی اطاعت کے لئے حکم بھیجا ہے جہانگیر بادشاہ نے اس کے قصور معاف کر کے شاہانہ مہربانیوں سے سرفراز فرمایا۔

جہانگیر بادشاہ تین دن اور بقول بعض سات دن تک مہابت خاں کے پاس نظر بند رہا بعض کہتے ہیں کہ اس سے بھی زیادہ عرصہ رہا بعض مؤرخین نے جنہوں نے بادشاہوں کے حالات لکھے ہیں جہانگیر بادشاہ کا دریا عبور کرنا اور مہابت خاں کے ہاتھوں گرفتار ہونا مختلف حالات سے بیان کیا ہے۔ (یہ اسلام اور صوفیاء کرام کا مشن ہے اللہ تعالیٰ مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے درجات بلند فرمائے آمین)

رہائی کے بعد جہانگیر بادشاہ نے کشمیر کا رخ کیا

بادشاہ ہر روز حضرت سردار اولیاء سیدنا و امامنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رہائی کا حکم کرتا لیکن وزیر آصف جاہ ابلیس نظیر اپنے خبثِ باطنی کی وجہ سے اس حکم کے بجالانے میں دیر کر دیتا شاہزادہ شاہ جہاں اور جہانگیر بادشاہ کی بیگم نور جہاں دونوں نے حضرت ابو سعید راز دار کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کی رہائی کے لئے بڑی کوشش کی بلکہ شاہزادہ نے تو بارہا کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ عنقریب ہی اس سلطنت پر بلائے عظیم نازل ہونے کو ہے کیونکہ آپ (جہانگیر بادشاہ) نے حضرت ابو سعید راز دار کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کو جو تمام اولیائے امت سے افضل ہیں قید کر رکھا ہے یہ وزیر آصف جاہ بڑا منحوس ہے حضرت ابو سعید راز دار کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اس کی بات پر یقین نہیں کرنا چاہیئے چونکہ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سیر عظمت و جلالت کے اسماء و صفات سے ابھی پوری نہیں ہوئی تھی اور علاوہ ازیں بعض اُمور جو دین اسلام کو رواج دینے کے متعلق تھے ان کی خاطر حضرت سردار اولیاء سیدنا و امامنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے واسطے قید اختیار کی چونکہ ابھی تک بعض مقامات حاصل نہ ہوئے تھے اس لئے شاہزادہ کی کوشش بھی کارگر نہ ہوتی تھی شاہزادہ شاہ جہاں کو محض اسی کوشش کے واسطے اللہ تعالیٰ نے حضرت سردار اولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں میں داخل کیا اور اسے ظاہری سلطنت بھی عنایت فرمائی چنانچہ آج تک یہ سلطنت اس کی اولاد میں قائم ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہم شاہ جہاں کے حقوق ادا نہیں کر سکتے حضرت شیخ کبیر غوث جہانیاں امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام سلسلہ عالیہ پر اس کا احسان ہے۔

جب حضرت مجدد الف ثانیؒ کی جلالی تربیت مکمل ہوئی

پرورش جمالی کا دوبارہ اظہار نمودار ہوا تو وہ وقت آ گیا کہ اللہ تعالیٰ سنت نبوی ﷺ کو حنفی مذہب سے زیب و زینت بخشے اور دین اسلام کو فروغ ملے ظلمت و بدعت اور کفر نگونسار ہوں مذاہب اور سلاسل کی تمام کجیاں دور ہو جائیں اور مسلمانوں کو رونق اور فرحت ہو تو حضرت سیدنا شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو الہام ہوا کہ جس کام کے لئے تم نے اپنے واسطے قید کو اختیار کیا تھا وہ ہم نے اپنے فضل و کرم سے انجام کر دیا ہے اور جو تمہارا مقصود تھا وہ ہم نے عطا کر دیا اب اس قید سے اپنے آپ (حضرت شیخ کبیر غوث جہانیاں امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو رہا کرو حضرت سیدنا شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوگانہ شکرادا کیا اور یہ خوشخبری اپنے خلفاء اور مریدوں کو سنائی یہ سن کر سب کے سب نہایت ہی خوش ہوئے سب اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ قلعہ گوالیار سے باہر آتے ہیں

اسی اثنا میں ایک رات جہانگیر بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور خاص ندیموں اور مخصوص احباب و امراء حاضر تھے اور مجلس عیش و نشاط گرم تھی کہ اچانک جہانگیر بادشاہ نے ندیموں کو کہا کہ دیکھو! حضرت سردار اولیاء سیدنا شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آ رہے ہیں لوگوں نے متعجب ہو کر کہا کہ حضرت سردار اولیاء سیدنا شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو گوالیار کے قلعہ میں قید ہیں اور آپ (جہانگیر بادشاہ) کشمیر میں ہیں ان دونوں شہروں کے درمیان کوئی دو مہینے کا راستہ ہے جہانگیر بادشاہ نے کہا دیکھو ابھی آئے اتنے میں حضرت سردار اولیاء شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شاہی مجلس میں تشریف فرما ہوئے۔ حضرت سردار اولیاء شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تشریف آوری سے تمام حاضرین مجلس حیران رہ گئے حضرت سردار اولیاء شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بادشاہی تخت مع جہانگیر بادشاہ اٹھایا اور بڑے زور سے زمین پر دے مارا اور خود غائب ہو گئے جہانگیر بادشاہ کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں لوگوں نے جہانگیر بادشاہ کو اٹھایا دیر تک غشی کی حالت میں رہا جب ہوش آیا تو معلوم ہوا کہ وہ کئی قسم کی بیماریوں کا شکار ہے چنانچہ پیشاب بند ہو گیا شاہزادہ شاہ جہاں نے باپ کو ملامت کی میں نے نہیں کہا تھا کہ تم کسی بلائے عظیم میں گرفتار ہو گے اس منحوس وزیر آصف جاہ کی بدولت تمہیں اور بھی تکالیف اٹھانی ہوں گی جہانگیر بادشاہ سخت شرمندہ و پشیمان ہوا اسی وقت حضرت سردار اولیاء شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی جس میں اپنی خطاؤں کی معافی مانگی اور عرض کر بھیجی کہ جناب قلعہ گوالیار سے لشکر میں تشریف لائیں (یہ اولیاء اللہ کی طاقت و قوت ہے سبحان اللہ، شکر ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں بھی اُن کی غلامی نصیب فرمائی)۔

رہائی کی شرائط

حضرت سیدنا و امامنا شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب میں لکھا میرا آنا چند شرطوں سے ہوگا اگر وہ شرطیں تمہیں منظور ہوں تو میں آؤں گا ورنہ نہیں اول یہ کہ سجدہ کرانا موقوف کرو دوسرے یہ کہ ہندوستان کے تمام ممالک محروسہ میں جو مسجدیں اور مدارس گرائی گئی ہیں انہیں از سر نو تعمیر کراؤ اور اپنے دربار عام کے دروازے پر ایک مسجد بنواؤ تا کہ مسلمان آ کر اس میں نماز ادا کریں تیسرے یہ کہ اپنے ہاتھ سے گائے ذبح کی جائے اور حکم دے دو کہ تمام ممالک محروسہ میں ہر گاؤں اور قصبہ میں گائے ذبح کی جائے چوتھے یہ کہ تمام انتظامیہ شرعی ہو مثلاً قاضی، محتسب مفتی وغیرہ علماء کرام (تمام علاقوں) میں مقرر کئے جائیں پانچویں یہ کے کافروں سے جزیہ لیا جائے چھٹی یہ کہ تمام احکام شریعت کو کما حقہ نافذ کیا جائے اور باطل رسوم و آئین کو ترک کیا جائے بدعت دور کی جائے ساتویں یہ کے تمام قیدی رہا کئے جائیں (یہ اسلام اور صوفیاء کرام کا مشن ہے اللہ تعالیٰ شمس العارفین شیخ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے درجات بلند کریں۔ آمین)

حضرت مجدد الف ثانیؒ رہا ہو گئے

ادھر جہانگیر بادشاہ نے خواب میں دیکھا تھا کہ تمام امراض حضرت ابو معصوم عروۃ الوثقیٰ جان نثار سنت مصطفےٰ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کے بغیر دور نہیں ہوں گے اور حضرت ابو معصوم عروۃ الوثقیٰ جان نثار سنت مصطفےٰ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ کے بغیر سلطنت بھی قائم نہیں رہے گی اس واسطے جہانگیر بادشاہ نے ان تمام شرطوں کو منظور کر لیا اور اپنے بہت سے عمدہ عمدہ امراء کو حضرت ابو معصوم عروۃ الوثقیٰ جان نثار سنت مصطفےٰ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا تا کہ انہیں نہایت تعظیم و تکریم سے لشکر شاہی میں لائیں جب امیر پہنچے تو حضرت سردار اولیاء شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی امر الٰہی کے مطابق قلعہ سے باہر آئے اور جو قیدی مدتوں سے اس قلعہ میں پڑے سڑ رہے تھے انہیں بھی رہائی مل گئی انہوں نے عرض کی کہ اب اس در کو چھوڑ کر اور کہا جائیں اس واسطے وہ بھی حضرت ابو سعید راز دار کمالات صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ہوئے چنانچہ اب تک ان کی اولاد سرہند میں موجود ہے ہندوستان کے باقی تمام قیدی بھی حضرت ابو سعید راز دار کمالات صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق رہا کئے گئے اثنائے راہ میں شہر قصبے یا گاؤں سے حضرت ابو سعید راز دار کمالات صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کا گذر ہوتا وہاں مسجدیں اور مدرسے تعمیر ہوتے جاتے اور انتظامیہ شرعی مقرر ہونے لگی اور جا بجا گاؤکشی کے لئے قصاب مقرر فرماتے حسب الارشاد سرہند شریف میں پہنچے تو سرہند شریف کے تمام چھوٹے بڑے خوشیاں منانے میں مصروف ہو گئے حضرت ابو سعید راز دار کمالات صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے استقبال کو باہر نکل آئے اکثر شعراء نے اس خوشی میں مدحیہ قصائد بڑی خوش الحانی اور دلکش آواز سے پڑھے۔

حضرت شیخ الشیوخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اپنے شہر سرہند شریف پہنچنے پر لوگوں نے خوشیاں منائیں شعراء نے خوشی

میں مدحیہ قصائد پڑھے۔ اچھی آواز، خوش الحانی طریقہ اور دل کش انداز میں اب اگر کوئی نعت شریف یا منقبت پڑھے یا میلاد شریف منائے تو فتویٰ دیا جاتا ہے کہ شرک ہے یا بدعت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اپنے شیوخ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین (فقیر نثار الحق)

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی رہائی کے بعد جہانگیر بادشاہ کی بیمار پرسی اور اس کا علاج

ایک روایت ہے کہ حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے خود فرمایا کہ درود شریف پڑھو اور خوشی مناؤ کیونکہ آج خوشی کا دن ہے حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ سرہند شریف میں تین دن اور بقول بعض زیادہ دن رہ کر شاہی لشکر کی طرف جو اس وقت کشمیر میں تھا روانہ ہوئے لیکن بڑے لڑکوں کو حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے سرہند شریف میں ہی چھوڑا بادشاہ جہانگیر نے حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کے استقبال کے لئے اپنے بیٹے اور وزیر آصف جاہ کو بھیجا جو حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کو نہایت تعظیم وتکریم سے لشکر میں لے آئے ان دنوں جہانگیر بادشاہ بیماری کے بستر پر لیٹا ہوا تھا اس میں اٹھنے کی بھی طاقت نہ تھی جب حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ جہانگیر بادشاہ کے قریب تشریف لے گئے تو جہانگیر بادشاہ نے دعائے شفا کے لئے التماس کی حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تمہاری شفا شرعی احکام کے اجزا پر موقوف ہے باشاہ نے عرض کی، جو شرطیں جناب نے فرمائی تھیں وہ تو میں نے قبول کر لیں۔

حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کیلئے پانی منگایا تا کہ نماز ادا کر کے جہانگیر بادشاہ کی شفا کیلئے دعا کریں وضو کیلئے سونے کا لوٹا اور تھال لائے گئے حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اسلام میں سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال حرام ہے جہانگیر بادشاہ نے پوچھا حرام کسے کہتے ہیں حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حرام وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہو جہانگیر بادشاہ کو دین اسلام سے اس قدر بھی واقفیت نہیں تھی کہ وہ یہ جانے کہ حلال حرام کسے کہتے ہیں جہانگیر بادشاہ کی بیگم نور جہاں جو پس پردہ بیٹھی سب کچھ دیکھ رہی تھی کمال درجہ کی فہیمہ اور عقیلہ تھی اس نے بلوری لوٹا اور تھال وضو کیلئے بھیجا حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کر کے نماز ادا کی اور نماز سے فارغ ہو کر جہانگیر بادشاہ کی شفا کیلئے تیار ہوئے تو جہانگیر بادشاہ کو فرمایا میں دعا کرتا ہوں اور تم اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑ گڑا کر روؤ تا کہ حق تعالیٰ تم پر رحم کرے جہانگیر بادشاہ نے کہا مجھے رونا نہیں آتا ہاں میں اپنے سر کو ننگا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزانہ کھڑا ہوتا ہوں حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کا دعا کرنا تھا کہ جہانگیر بادشاہ کی بیماری جاتی رہی اُٹھ کر حضرت

سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مؤدب ہو کر بیٹھ گیا اور توجہ کی درخواست کی اسی دن سے حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مرید بنایا۔

حضرت مجدد (شیخ العرفاء زبدۃ الواصلین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے ان تمام اسباب وعلل کے ازالہ کی سعی فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے آپ (شیخ العرفاء زبدۃ الواصلین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو کامیاب مصلح بنایا خلق خدا نے آپ (شیخ العرفاء زبدۃ الواصلین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو مجدد کا خطاب دیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ (شیخ العرفاء زبدۃ الواصلین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو مقام صلہ عنایت کیا۔ ''فطوبیٰ له وله عند الله لزلفیٰ و حسن ماٰب''

سید فاروق القادری احیاءِ سنت کے سلسلے میں

آپ (شیخ العرفاء زبدۃ الواصلین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے بے مثال کارنامے انجام دیئے اکبر بادشاہ کے دین الٰہی اور جہانگیر بادشاہ کے غیر اسلامی رسوم کے خلاف یہ مرد خدا علی الاعلان ڈٹ گیا۔

ہندوستان میں اسلامی قوانین کا نفاذ

اسی وقت جہانگیر بادشاہ نے قطعی حکم جاری کیا کہ آج سے تمام ممالک محروسہ کے باہر شہر قصبے اور گاؤں میں مسجدیں اور مدرسے بنائے جائیں گے اور کھلم کھلا بازاروں اور گلیوں میں گائے کا گوشت فروخت ہوگا اور تمام شہروں میں قاضی اور محتسب مقرر ہوں گے۔ اور تاکیدی حکم دیا کہ ہر قسم کی بدعت اور غیر اسلامی رسموں کو ملک سے دور کیا جائے اپنے آپ (جہانگیر بادشاہ) کو سجدہ کرانے سے لوگوں کو منع کر دیا اور اس برے فعل سے توبہ کی اسی وقت ایک گائے منگا کر اپنے ہاتھ سے ذبح کی باقی امیروں نے بھی دربار عام کے دروازے پر گاؤ کشی کی اور گائے کے گوشت کے کباب بنا کر جہانگیر بادشاہ نے وزیروں سمیت کھائے دربار عام کے دروازے کے قریب ایک مسجد بنوائی گئی جہانگیر بادشاہ امراء سمیت اس مسجد میں آیا اور حضرت ابو معصوم عروۃ الوثقیٰ جان نثار سنت مصطفیٰ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی امامت میں نماز باجماعت ادا کی مسلمان خوش ہوئے اور دین اسلام کو زیب و زینت حاصل ہوئی شریعت کو رواج ہوا رونق ملی سنت نبوی ﷺ کا چرچہ ہوا ظلمت و بدعت مٹ گئی ہندوستان کے تمام حامی اسلام باشندے حضرت ابو معصوم عروۃ الوثقیٰ جان نثار سنت مصطفیٰ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ممنون احسان ہوئے اور اس نعمت عظمیٰ کا شکریہ بجا لائے ایک شاعر نے حسب ذیل اشعار کہے۔

بسیط روئے زمیں گشت آباداں ... ایں لطف خارق آں قطب مصدر عرفاں

تو دادی منبر اسلام را نشست صلیب ... تو برگرفتی ناقوس را بجائے اذاں

زبازوئے تو قوی گشت بازوئے اسلام ... کہ از تصادم کفار گشتہ بد ویراں

(ترجمہ) آج سے پھر روئے زمین آباد و سرسبز ہوگئی ہے حضرت قطب دوراں کی برکت سے زمانہ بیدار ہوگیا آپ (حضرت ابو معصوم عروۃ الوثقیٰ جان نثارِ سنتِ مصطفیٰ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے منبر اسلام کو بلند تر کردیا آپ (حضرت ابو معصوم عروۃ الوثقیٰ جان نثارِ سنتِ مصطفیٰ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے ناقوس کی آواز کو اذان کی آواز سے تبدیل کردیا آپ (حضرت ابو معصوم عروۃ الوثقیٰ جان نثارِ سنتِ مصطفیٰ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے بازو سے اسلام مضبوط اور قوی ہوگیا جو ایک عرصہ سے کفار کی بالادستی سے کمزور اور ویران پڑا تھا۔

ایک تاریخی مثال

معارج النبوت اور دوسری کتابوں میں جو تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے حالات میں لکھی گئی ہیں لکھا ہے کہ جب طنطنہ محمدی کا شہرہ تمام جہان میں ہوگیا اور دن بدن دین اسلام کو ترقی اور رونق ہونے لگی تو کفار قریش دیکھ کر جلنے لگے وہ دن رات اسی فکر میں رہتے کہ کسی قسم کی تکلیف تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مع صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کسی خاص جگہ قید کیا جائے اور خرید و فروخت اور لین دین ان سے بند کردیا جائے اور شہر قبیلے ان سے صلہ رحمی اور رشتہ داریوں کو قطع کردیں اس کے متعلق میں ایک کاغذ پر معاہدہ لکھ کر کعبہ معظمہ کے دروازے پر لٹکا دیا جائے اور تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو معہ بنی ہاشم اور دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ایک درہ میں جسے شعب ابی طالب کہتے ہیں نظر بند کردیا گیا اور اس کے گرد و نواح پہرہ بٹھا دیا کہ ان میں سے کوئی باہر نہ آنے پائے ان میں سے اگر کوئی بے چارہ ضرورت کے واسطے نکلتا بھی تو اسے بہت بہت تکلیفیں پہنچائی جاتیں شہر کے کسی باشندے کو اجازت نہ تھی کہ ان سے خرید و فروخت کرے جب کوئی سوداگر آتا تو محصور لوگ شعب سے نکل کر کوئی چیز ان سے خریدتے لیکن قریش مسلمانوں کو تکلیف دینے کیلئے اس چیز کی چوگنی قیمت دے کر خرید لیتے اور وہ بیچارے خالی ہاتھ واپس چلے جاتے مسلمانوں کیلئے یہ بڑا نازک موقعہ تھا ہفتے کے بعد بصد مشکل ایک آدمی کو ایک کھجور کھانے کیلئے ملتی اور بسا اوقات یہ بھی ہاتھ نہ آتی بیچاروں کے پاس لباس بھی نہ تھا اور جو تھا بھی وہ بھی پھٹا پرانا اور میلا کچیلا بھوک سے قریب المرگ ہو چکے تھے تین سال یہی کیفیت رہی بعثت کے ساتویں سال شعب میں داخل ہوئے اور دسویں سال تک ان کے بعض رقیق القلب رشتہ دار چوری چھپے ان کیلئے کھانا بھیجتے جب دوسرے قریش مثلاً عمر ابن ہشام اور ابوجہل وغیرہ کو اس امر کی اطلاع ہوتی کہ کسی نے کوئی چیز شعب میں بھیجی ہے تو وہ اس سے لڑتے۔

ایک روز حکیم بن حزام نے اپنے ایک دوست کو کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم تو نعمت و راحت میں زندگی بسر کریں اور ہمارے بھائی بہن اور ماں باپ درہ میں فاقہ مست رہیں اس نے کہا میں بھی اس سے سخت ناراض اور رنجیدہ ہوں کسی اور کو بھی اس معاملے میں اپنا طرفدار بنالیں دونوں متفق ہو کر ابوسفیان (حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس آئے اور یہ تجویز پیش کی اس نے کہا اوروں کو بھی اس میں شریک کرلینا چاہئے اتفاقاً ابوالبختری نے بھی یہی تجویز پیش کی یہ تینوں ملے اور مذکورہ بالا

مشورہ کیا اور آخر قرار پایا کہ جس طرح ہو سکے کل وہ کاغذ پھاڑ دیا جائے جو قطع صلہ رحمی کے بارے میں کعبہ معظمہ کے دروازے پر ہے ابن حزام نے کہا میں بات شروع کروں گا اور تم نے میری تائید کرنا ہو گی دوسرے دن جب قریش مسجد الحرام میں اکٹھے ہوئے تو حکیم ابن حزام نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کو کہا میں نے سنا ہے تو نے اپنے رشتہ داروں کو شعب میں کھانا بھیجا ہے اس نے کہا میں نے بھیجا ہے پھر حکیم ابن حزام نے کہا تو نے اچھا کیا ہے صلہ رحم کا حق ادا کیا اتنے میں ابو جہل لعین بھڑک اٹھا اور بڑے غصے سے کہنے لگا تو نے کیوں بھیجا حکیم ابن حزام اور ابوالبختری نے کہا کہ اس کو صلہ رحم سے کیوں منع کرتے ہو بخدا ہم بھی ایسا ہی کریں گے اور صلہ رحم بجالائیں گے اور اس کاغذ کے پرزے کر دیں گے ابوسفیان (حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا تم یہ سارا منصوبہ پکا کر کے آئے ہو اسی اثنا میں ابو طالب شعب سے باہر آئے اور آ کر کہا کہ محمد (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کو اُن کے رب (اللہ عزوجل) نے خبر دی ہے کہ یہ کاغذ جس میں صلہ رحم کی قطع کے بارے میں لکھا ہے اس پر ایک کیڑا مقرر کیا گیا تھا۔ جو خدا تعالیٰ کے نام کے سوا باقی تمام حروف کو کھا گیا ہے اگر محمد (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) اس خبر میں سچا ہے تو اسے معہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین رہا کر دو اور جھوٹا ہے تو میں محمد (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کو تمہارے حوالے کرتا ہوں جو تمہارے دل میں آئے کرنا سب قریشی اس بات کو مان گئے اور کاغذ کو وہاں سے اتار کر کھولا دیکھا تو واقعی باسمک اللھم جو زمانہ جاہلیت کی بسم اللہ تھی کے سوا باقی تمام حروف کیڑا کھا گیا تھا اور کاغذ پر سیاہی کا نام و نشان تک نہیں تھا یہ دیکھ کر قریش نے حضور (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کو رہا کر دیا چونکہ حکیم ابن حزام اور ابوسفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) وغیرہ نے جناب پیغمبر خدا (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کی رہائی میں مدد کی تھی اللہ تعالیٰ نے اس خدمت کی خاطر انہیں مسلمان بنایا اور آنحضرت (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) نے اس دوران بہت تکلیف برداشت کی تو سنت کے طور پر حضرت رموزِ اسرار قرانیاں قطب جہانیاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بہت تکلیف برداشت کی تب حضرت نبی کریم (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کا دین تمام جہان میں پھیلا اور مشرق و مغرب جنوب اور شمال میں اسلام کے جھنڈے لہرائے معراج شریف شعب سے نکلنے پر حاصل ہوا چونکہ پروردگار کے قرب کا انتہائی درجہ اور کلی امتیاز و فضل ہے چونکہ حضرت رموزِ اسرار قرانیاں قطب جہانیاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خاتم النبیین ﷺ کے نائب اکمل اور مظہر اتم ہیں اس واسطے یہ سنت نبوی ﷺ ان سے پوری ہوئی یعنی نظر بند رہے اور دین متین محمدی ﷺ کو جو کمزور ہو گیا تھا زیب و زینت حاصل ہوئی اور بدعت و ظلمت کا قلع قمع ہو گیا۔

ایک ہزار سال بعد اسلام کی تقویت کا اصول

اللہ تعالیٰ کا یہ طریق ہے کہ ہزار سال بعد دین ضرور کمزور ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ (احمد مصطفیٰ سرکار دو عالم ﷺ) سے پہلے ہر

ہزاری کے بعد اولوالعزم پیغمبر صاحب شریعت تازہ مبعوث ہوا کرتا تھا اور نئے سرے سے دین کو رواج دیتا تھا چونکہ حسب دستور ہزار سال بعد اس دین میں بھی کمزوری آئی تو ضروری تھا کہ کوئی پیغمبر اولوالعزم پیدا ہوتا لیکن (احمد مصطفیٰ سرکار دو عالم ﷺ) کے بعد نبی کا مبعوث ہونا محال تھا اس واسطے اسی امت میں سے کوئی ایسا شخص ہونا چاہئے تھا جو اولوالعزم پیغمبر کا قائم مقام ہو اور ان علوم و معارف کو ظاہر کرے جو ذات بحت حق تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ گذشتہ انبیاء علیہم السلام کرتے آئے ہیں سو اس کام کیلئے حضرت محبوب صمدانی غوث یزدانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور وہ تمام علوم و معارف حضرت محبوب صمدانی غوث یزدانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ پر منکشف ہوئے اور یہ علوم و معارف اس ہزار سال کے اندر جتنے اولیاء کرام گذرے ہیں ان کے علوم و معارف کے علاوہ تھے اس میں سے کسی پر بھی ان کا کشف نہیں ہوا تھا کیونکہ گذشتہ اولیاء کرام (رحمۃ اللہ علیہم) کو جن علوم و معارف کا کشف ہوا۔ وہ صفات الٰہی کے ظل ظلال کے متعلق ہیں اور جو حضرت محبوب صمدانی غوث یزدانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ پر منکشف ہوئے یہ خاص انبیاء علیہم السلام کے علوم و معارف ہیں جو ذات بحت سے تعلق رکھتے ہیں ان علوم کا خاصہ ہے کہ جس پر منکشف ہوتے ہیں اس پر شریعت کی حقیقت کے کمالات بھی ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ انبیاء علیہم السلام پر ہوتے آئے ہیں انہیں کی وجہ سے انہوں نے شریعت کو ترتیب دیا بلکہ انبیاء علیہم السلام محض شریعت پر مبعوث ہوئے حضرت محبوب صمدانی غوث یزدانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں علوم و معارف سے دین متین کو زینت اور تروتازگی بخشی اور احکام شرعیہ کی تجدید کی چونکہ انبیاء علیہم السلام اولوالعزم صعوبتیں اور تکلیفیں برداشت کرتے آئے ہیں اس لئے حضرت محبوب صمدانی غوث یزدانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تکلیفیں گوارا فرمائیں اور حدیث شریف میں جناب سرور کائنات (احمد مصطفیٰ سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ) نے فرمایا ہے کہ "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" میرے امت کے اولیاء بنی اسرائیل کے انبیاء کا رتبہ رکھتے ہیں (الحدیث) وہ بھی حضرت محبوب صمدانی غوث یزدانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ پر صادق آتی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے مقابلہ میں مبعوث ہوئے۔

ہندوستان میں اسلام کا بول بالا

جب حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ قید سے رہا ہوئے اور دین اسلام کو رونق ہوئی مسلمانوں کی حالت آسودہ ہوگئی اور جہانگیر بادشاہ کی بیماری جاتی رہی تو جہانگیر بادشاہ نے بڑی منت وسماجت سے حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس ہی رکھا کیونکہ وہ ڈرتا تھا کہ جب حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ اس سے جدا ہو جائیں گے تو وہ ہلاک ہو جائے گا ادھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ لشکر میں ٹھہرنے پر مامور تھے تاکہ اہل لشکر کو ہدایت اور ارشاد نصیب ہو اور فوجیوں کی اصلاح کر دی جائے اس واسطے حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کچھ عرصہ وہیں رہے جہانگیر بادشاہ گذشتہ گستاخیوں کی

بابت بہت شرمندہ تھا ہر روز اپنے خاتمہ بالخیر اور مغفرت کیلئے حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ سے التجا کرتا حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ خاطر جمع رکھو میں اس وقت تک بہشت میں داخل نہ ہوں گا جب تک تمہیں اپنے ساتھ نہ لے لوں۔

جہانگیر بادشاہ نے ان دو قیاموں کے متعلق اور کچھ نہیں لکھا مگر مشہور یہ ہے کہ ''جہانگیر بادشاہ کے اقبال نے یہاں تک ترقی کی کہ سرہند میں (قطب العارفین سراج السالکین مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) کا مہمان بنے اور آپ (قطب العارفین سراج السالکین مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) کے باورچی خانہ کا کھانا کھانے کا شرف حاصل کیا کھانا اگرچہ سادہ تھا مگر بادشاہ نے کہا کہ میں نے ایسا لذیذ کھانا کبھی نہیں کھایا۔

اکبر بادشاہ کا حشر دنیاوی بادشاہوں کا حشر

ایک روز حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دن خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حشر قائم ہے لوگ جزع وفزع کر رہے ہیں اتنے میں چند آدمیوں کو دوزخ میں دیکھا کہ طرح طرح کے عذاب میں گرفتار ہیں اور لوگوں کو بیڑیاں اور طوق پہنائے گئے ہیں فرشتے انہیں کھینچے لے جا رہے ہیں دوزخ کے سانپ بچھو انہیں کاٹے جا رہے ہیں۔ حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کو الہام ہوا کہ یہ آپ (حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی تجدید اور قومیت کے منکر ہیں میں نے عذاب کے فرشتوں سے پوچھا کہ ہمارا بادشاہ اکبر کہاں ہے انہوں نے کہا دوزخ میں مجھے ایک گڑھا دکھایا گیا جس میں ایک صندوق تھا صندوق کو منگا کر دیکھا تو اس میں ایک چوہا تھا فرشتوں نے کہا یہی آپ (حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کا بادشاہ اکبر ہے اسے اللہ تعالیٰ نے آپ (حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی خاطر اس عذاب میں گرفتار کر رکھا ہے میں نے اُسے صندوق سے نکال بارگاہِ الٰہی میں عرض کی کہ اے پروردگار میں نے اِسے معاف کر دیا ہے تو بھی اسے بخش بعد ازاں حق تعالیٰ نے اُسے بخش دیا۔ جب جہانگیر بادشاہ نے قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے باپ کے متعلق یہ خوش خبری سنی تو بہت خوش ہوا اور بہت سا روپیہ فقراء اور مساکین کو بانٹا۔

حضرت اورنگ زیب عالمگیر ﷫ نے پورے عالم اسلام پر احسان کیا ہے

کہ انہوں نے نظام مصطفیٰ (ﷺ) نافذ کیا اور دو لاکھ کے خرچ سے فتاویٰ عالمگیری مرتب کرائی جو آج بھی فقہ حنفیہ کا ایک عظیم ماخذ ہے اور خانوادۂ مجددیہ کا عالمگیر پر احسان ہے اس لئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ حضرت مجدد (شمس العارفین کعبۂ صفا کیشاں شیخ احمد کابلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) اور ان کے اخلاف کا عالم اسلام پر احسان ہے۔

جب حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے تجدید الف اور قیومیت کے منکروں کو دوزخ

میں دیکھا ہے تو شیطان نے بعض لوگوں کے دل میں وسوسہ ڈالا اور وہ غلط فہمی کا شکار ہو گئے۔

اسی اثنا میں حضرت قطب دوراں میر محمد نعمان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت پیغمبر خدا (حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) اور حضرت امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہیں کہ محمد نعمان (حضرت قطب دوراں میر محمد نعمان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) لوگوں میں اعلان کردو کہ جو شخص حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ کا مقبول ہے وہ ہمارا مقبول ہے اور جو ہمارا مقبول ہے وہ خدائے تعالیٰ کا مقبول ہے جو حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ کا مردود ہے وہ ہمارا بھی مردود ہے اور جو ہمارا مردود ہے وہ مردود خدائے تعالیٰ ہے میر نعمان (حضرت قطب دوراں میر محمد نعمان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں تو حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ کا مقبول ہوں اتنے میں پیغمبر خدا (حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) نے فرمایا کہ جو تمہارا مقبول ہے وہ حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ کا مقبول ہے اور جو تمہارا مردود ہے وہ حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ کا بھی مردود ہے اور لوگوں نے بھی اس بارے میں مختلف خواب دیکھے کہ جو شخص حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ کا منکر ہے اسے ضرور دوزخ میں عذاب ہوگا کیونکہ حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ کی بزرگی احادیث مبارکہ سے ثابت ہے اور حدیث شریف سے انکار گویا اسلام کے دوسرے رکن کا انکار ہے۔

حضرت سردار اولیاء سیدنا امامنا مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ناقدین اور مصنفین نے آپ (حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ) کے تجدیدی کارناموں اور دعویٰ مجددیت کو حقائق کی روشنی میں دیکھتے ہوئے اسے دنیائے اسلام کی ایک اہم فکری تحریک قرار دیا ہے یہ تحریک محض فلسفہ ہی نہ تھی بلکہ اسلام کی روحانیت کے تمام کو لے کر ابھری تھی اس کے اثرات نہ صرف مغل دربار کی غیر اسلامی رسومات پر پڑے بلکہ اس وقت کی ساری اسلامی دنیا نے اس کا اثر قبول کیا اور کافی حد تک آج کی یہ دنیا بھی اس تحریک سے پُر اثر ہے یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ برصغیر میں اسلام صوفیاء کی بدولت آیا پھر اسے علماء کرام نے ایک علمی اور منطقی قوت بخشی مگر ایک وقت آیا کہ علماء دربار لالچ میں گرفتار ہو گئے اور صوفیاء کی مسندوں پر جہالت اور رسومات نے قبضہ کر لیا اس طرح عام مسلمانوں نے احکام شریعت کی اتباع کی بجائے دولت اور خوشامد کو اپنا قبلہ و کعبہ بنالیا جاہل صوفیاء شرعی مسائل کا مذاق اڑانے لگے اور شریعت کو ایک مولویانہ نقل قرار دے کر تصوف کو ایک اعلیٰ مقام دیا جانے لگا ان کے ہاں ابن عربی (حضرت شیخ الشیوخ محبوب صمدانی شیخ محی الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کا فلسفہ وحدت الوجود اس انداز سے اپنایا جانے لگا کہ نصوص قرآنیہ کے مقابلہ میں فتوحات مکیہ کی فصوص ہی مشعل راہ بننے لگیں نبوت کے کمالات کے لیے ظلی اور بروزی اصطلاحات گھڑی گئیں بعض صوفیاء نے تو ولایت کو نبوت سے اعلیٰ قرار دے دیا وحدت الوجود اور ہمہ اوست کے نظریات کو ادیان و ملل کے اتحاد کا ذریعہ بنالیا گیا ایسے صوفیاء کے پیچھے اہل علم کا ایک طبقہ موجود تھا ملا عبداللہ سلطان پوری (جو ہمایوں کے عہد حکومت میں مخدوم الملک تھے اور شیر شاہ سوری کے دور میں شیخ الاسلام تھے) جیسے علماء اپنے گھروں میں سونے کے انبار رکھ کر بھی

کئی شرعی حیلوں سے زکوۃ کی ادائیگی سے بچ جاتے تھے اس طرح مولانا زکریا اجودھنی نے بادشاہ وقت کو سجدہ کرنے کا فتویٰ دے دیا تھا بعض علماء نے اکبر بادشاہ کو یہاں تک باور کرا دیا تھا کہ ایک ہزار سال کے بعد دین اسلام میں نہ قوت رہتی ہے نہ وہ قابل عمل رہتا ہے ایسے خیالات کو ایران سے درآمد شدہ ان شیعہ علماء اور مجتہدین نے عام کرنے میں اہم کردار ادا کیا جو اکبر کی دعوت عام پر برصغیر میں آ پہنچے تھے مسلمانوں کی اس حالت نے ہندو بھگتی تحریک کو پرورش پانے کا موقعہ دیا جو رحیم اور رام کو ایک ہی ذات خیال کرتے تھے۔

یہ تھے وہ حالات جنہوں نے حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کو اسلام کے احیاء اور تجدید پر آمادہ کیا آپ (حضرت شیخ الشیوخ قدوۃ السالکین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) آگے بڑھ گئے اور اعلان کر دیا کہ اسلام میں تصوف اور شریعت جدا جدا نہیں ہیں یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں طریقت تو شریعت کے احکام کی اتباع کا ایک ذریعہ ہے شریعت ایک تجربہ ہے طریقت ایک سکون قلب کا ذریعہ آپ (حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے مزید وضاحت کی کہ حقیقت اور طریقت شریعت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی پہچان کے راستے ہیں ان کے ہاں علم عمل اور اخلاص سے شریعت مکمل ہوتی ہے آپ (حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے اس اعلان پر صوفیاء کرام اور علماء کرام کا حقیقت پسند طبقہ آپ کا ہم نوا بن کر آگے بڑھا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ توحید اور رسالت ایک مسلمان کے ایمان کی بنیاد ہیں مگر جاہل صوفیاء کی تعبیروں اور دنیا دار علماء کی تاویلوں نے وحدت الوجود اور ہمہ اوست کے فلسفہ میں ولایت اور نبوت کو یکجا کر کے ولایت کے مقام کو نبوت سے بلند دکھایا۔ حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے وحدت الوجود کے بجائے وحدت الشہود کو پیش کیا اور اعلان کر دیا کہ ہم ابن عربی (حضرت شیخ الشیوخ محبوب صمدانی شیخ محی الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی فتوحات مکیہ کو حضور سرور کائنات ﷺ کی احادیث (فتوحات مدینہ) پر فوقیت نہیں دے سکتے انہوں نے یہ بھی اعلان کیا کہ کوئی ولی خواہ کتنا ہی بلند رتبہ پر فائز ہو وہ حضور نبی کریم (احمد مصطفیٰ سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ) کے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (خواہ اس نے حضور (احمد مصطفیٰ سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ) کو ایک ہی بار دیکھا ہو) کے ہم پایہ نہیں ہو سکتا۔

آپ (حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک ہزار سال کے بعد اسلام کے زوال کی شرارت آمیز افواہ کے جواب میں فرمایا کہ اگر یہ بات درست ہے تو میں اسلام کے آغاز سے ایک ہزار سال کے بعد کا وہ مجدد ہوں جو اسلام کی قوت کے لئے جاں تک کو قربان کر دوں گا آپ (حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا اسلام اور کفر کبھی ایک نہیں ہو سکتے لوگوں نے اسی وجہ سے آپ (حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کو اسلام کی برہنہ شمشیر قرار دیا ہے آپ (حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے اکبر بادشاہ کے دین کے مقابلہ میں محمد عربی (احمد مصطفیٰ سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ) کے دین اسلام کو سامنے رکھا آپ (حضرت شمس العارفین قطب

العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے دربار کے اہل ایمان امراء کو جمع کیا اکبر بادشاہ کی کفریات کو جہانگیری دور میں ختم کیا سجدہ کی روایات کو منسوخ کرایا دوسال کی قید کے بعد جب آپ (حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) باہر آئے تو لوگوں میں اسلام کی حرارت پیدا ہو چکی تھی آپ (حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے قید کے خاتمہ پر جہانگیر بادشاہ کی لشکر گاہ میں رہ کر داعیان مملکت اور امراء کو اسلام کی عظمت سے روشناس کیا جہانگیر بادشاہ کی اصلاح کی اور دربار کا رعب ختم کرنے کے بعد جب دوبارہ سرہند شریف آئے تو برصغیر کا نقشہ بدل چکا تھا تاریخ گواہ ہے کہ حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ ایک مجدد الف ثانی کی شکل میں کفر کے مقابلہ میں اسلام کا بلند پہاڑ بن کر اپنی خانقاہ میں کھڑے تھے اور جاہل صوفیاء اور بے عمل علماء معاشرے کو تباہ کرنے سے پہلے تباہ ہو چکے تھے حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک احیائے دین کی کامیابی آپ (حضرت شیخ الشیوخ قدوۃ السالکین مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کی حکمت عملی کا عمدہ نمونہ ہے آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک طرف ان ارکان سلطنت کو جو دین سے محبت رکھتے تھے اپنے مکتوبات شریف کے ذریعہ بیدار کیا اور دربار کی ہندنواز حکومت کے خلاف اسلام کی برتری کا جذبہ عطا کیا دوسری طرف ہم عصر علماء کرام کو جرأت وہمت پر آمادہ کیا اور ایک اجتماعی دینی قوت کو منظم کرلیا آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے مکتوبات شریف نے جہاں سیاسی اور علمی بیداری پیدا کی وہاں مختلف صوفیاء کرام اور مشائخ عظام کو روحانی تربیت کے لیے تیار کیا اس حکمت عملی کا ثمرہ یہ نکلا کہ برصغیر میں ایک اجتماعی قیادت ابھری جو مغل افواج درباری امراء بااثر علماء اور روحانی مشائخ پر مشتمل تھی اس اجتماعی قیادت نے آکر اور جہانگیر بادشاہ کی بدعات کے تمام محلات کی دیواریں ہلا کر رکھ دیں درباری ملا بیدین امراء اور جاہل صوفیاء اس تحریک کے سامنے بے بس نظر آنے لگے اور وہ وقت آیا کہ جس مغل دربار سے اذان مدارس دینیہ علماء حق کے خلاف احکام جاری ہوتے تھے اسی دربار کے حکمران حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات سے سرشار ہو کر مساجد کی تعمیر خانقاہوں کی نگہداشت دینی قوانین کے نفاذ اور غرباء ومساکین کے حقوق کے محافظ بن گئے۔

حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم قطب سیالکوٹ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکبر بادشاہ اور جہانگیری دور کے زبردست عالم دین تھے آپ (حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم قطب سیالکوٹ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) علمی اعتبار پر علامۂ زمان اور شہرت کے لحاظ سے ممتاز عالم دین تھے آپ (حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم قطب سیالکوٹ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے مولانا کمال الدین کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اکتساب علم کیا اور حضرت سیّدی سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم مکتب ہونے ساتھ ساتھ آپ (حضرت سیّدی سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کے کمالات کے معترف اور ثناخواں تھے آپ (حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم قطب سیالکوٹ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو حضرت سیّدی سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد عقیدت تھی آپ (حضرت شیخ الشیوخ قدوۃ السالکین مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کی دعوت وعزیمت کے پیش نظر حضرت علامہ

مولانا عبدالحکیم قطب سیالکوٹ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ (حضرت سیّدی سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کو مجدد الف ثانی کا خطاب دیا آپ (حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم قطب سیالکوٹ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) حضرت سیّدی سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم سبق (دارالعلوم مولانا کمال الدین کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہم عصر اور ہم خیال تھے آپ (حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم قطب سیالکوٹ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے علمی کارنامے حضرت سیّدی سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک کو نمایاں کرنے میں بڑے موثر ثابت ہوئے آپ (حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم قطب سیالکوٹ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے حضرت سیّدی سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت اور تعاون کو زندگی کا حصہ بنالیا تھا آپ (حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم قطب سیالکوٹ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) حضرت سیّدی سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے قابل قدر دوست بھی تھے حضرت سیّدی سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ (حضرت علامہ مولانا عبد الحکیم قطب سیالکوٹ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو علمی بلندی کے پیش نظر آپ کو آفتاب پنجاب کا لقب دیا لاہور اور سیالکوٹ میں علمی مصروفیات سے اٹھ کر وزیر مملکت سعد اللہ کو ساتھ لیا اور عازم سرہند شریف ہوئے اور حضرت سیّدی سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے تحریک احیائے اسلام کے زبردست موید بنے اور اپنی تمام علمی توانایاں حضرت سیّدی سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی حمایت میں وقف کردیں اور آپ (حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم قطب سیالکوٹ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی مشہور کتاب ''دلائل التجدید'' اس نظریہ پر زبردست تحریر ہے اور آپ (حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم قطب سیالکوٹ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی تائیدی کوششیں حضرت سردار اولیاء شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی تک وقف رہیں آپ (حضرت سردار اولیاء شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی اولاد کے ساتھ بھی آپ (حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم قطب سیالکوٹ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہمیشہ تعاون کرتے رہے حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم قطب سیالکوٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جہانگیر بادشاہ کے عہد حکومت میں سیالکوٹ میں دینی درسیات کا عظیم الشان دارالعلوم قائم کیا جس سے ایسے نادر علماء نکلے جو مستقبل میں آسمان علم پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے شاہجہان کے دور اقتدار میں آپ (حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم قطب سیالکوٹ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو دہلی میں طلب کیا گیا انعام و اکرام سے نوازہ گیا شاہجہان بادشاہ آپ (حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم قطب سیالکوٹ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے علم و کمال کا یہاں تک معترف تھا کہ حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم قطب سیالکوٹ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دوبار چاندی سے تول کر چاندی آپ کو بخش دی کئی دیہات سیالکوٹ میں ہی بطور جاگیر آپ (حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم قطب سیالکوٹ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو عطا کردیئے (حضرت علامہ مولانا عبد الحکیم قطب سیالکوٹ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے ساری عمر تعلیم و تدریس میں گذار دی بلند پایہ کتب تصانیف فرمائیں اور اہل علم و فضل کی قدر افزائی کی شاہجہان بادشاہ نے آپ (حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم قطب سیالکوٹ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی علمی خدمات کے صلہ میں ایک لاکھ روپیہ ماہانہ وظیفہ مقرر کیا آپ (حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم قطب سیالکوٹ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ۱۰۶۷ھ

بمطابق ۱۶۵۶ء میں سیالکوٹ میں فوت ہوئے اور اسی شہر میں آپ (حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم قطب سیالکوٹ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کا مزار اقدس بنا۔

حضرت اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے وفات سے پہلے اپنے تین بیٹوں معظم شاہ، اعظم شاہ اور کام بخش کو اپنی ساری سلطنت تقسیم کر دی تھی تاکہ بعد میں اختلاف نہ ہو مگر حضرت اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی آنکھیں بند ہوتے ہی ان شہزادوں نے جنگ تخت نشینی کا آغاز کر دیا شاہزادہ معظم نے باپ کی موت کی خبر جمرود (پشاور) میں سنی وہ اپنے لاؤ لشکر سمیت لاہور پہنچا پنجاب کے گورنر منعم خان نے اسے جنگی ساز و سامان مہیا کیا معظم شاہ نے محرم ۱۱۱۹ھ میں اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا اور شاہ عالم بہادر شاہ کا لقب پایا صوبیدار منعم خان کو وزیر اعظم مقرر کیا گیا اور دہلی کو روانہ ہو راستہ میں سرہند شریف پہنچ کر حضرت سیدنا و امامنا شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ اقدس کی زیارت کی اور آپ (حضرت سیدنا و امامنا شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی اولاد سے استمداد کر کے بہت سے تحائف دیئے دہلی کے قلعدار نے اعلان کیا تھا کہ تین شہزادوں میں سے جو بھی پہلے پہنچا میں قلعہ اس کے حوالے کر کے دست بردار ہو جاؤں گا چنانچہ اس نے قلعہ معظم شاہ کے حوالے کر دیا شاہی خزانے پر معظم شاہ کا اختیار ہو گیا معظم شاہ کے بیٹے عظیم شاہ نے آگے بڑھ کر آگرہ پر قبضہ کر لیا جس سے کروڑوں کا خزانہ حاصل ہوا ۱۸ ربیع الاول ۱۱۱۹ھ کو جاجو کے مقام پر معظم شاہ کا لشکر اور اعظم شاہ کی فوجوں کا آمنا سامنا ہو گیا شاہ عالم بہادر شاہ (معظم) نرم دل تھا اس نے اپنے بھائی اعظم کو کہا کہ ہماری جنگ میں بے گناہ لوگ مارے جائیں گے صلح مندی سے ملک تقسیم کر لیں مگر اس نے نہایت تکبر سے اس پیشکش کو ٹھکرا دیا گرمی کی شدت سپاہیوں کی جرأت جنگ مغلوبہ دونوں بھائی خوب لڑے اعظم شاہ کے کئی جرنیل کٹ گرے اعظم شاہ کو ذوالفقار خان نے بروقت مشورہ دیا کہ حالات خراب ہیں میدان جنگ سے شب کو گوالیار کو نکل جائیں مگر وہ نہ مانا اس کا لشکر بھاگنے لگا مگر وہ لڑتا رہا حتی کہ اپنے ہاتھی کے ہودے میں بیٹھے بیٹھے زخمی ہوا اور مر گیا معظم شاہ کے سپہ سالار نے اس کا سر کاٹ کر پاس رکھ لیا اور جشن فتح کے دن شہزادہ معظم شاہ کے سامنے لا رکھا اس طرح شہزادہ کا عبرت ناک حشر ہوا جس نے حضرت سیدنا و امامنا شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضۂ پاک کی خاک کو حقارت سے ٹھکرا دیا تھا (یہ انجام ہوا اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کی بے ادبی سے بچائے آمین۔)

(منتخب التواریخ) (حالات مشائخ نقشبند) (سیرت مجدد الف ثانی Z) (عقیدۂ ختم نبوت اور مجدد الف ثانی) (تجلیات امام ربانی) (تذکرہ مجدد الف ثانی) (علماء ہند کا شاندار ماضی) (جواہر نقشبندیہ) (حضرت مجدد اور ان کے ناقدین) (شیخ سرہندی) (رسالہ الطاہر) (روضۃ القیومیہ)

منقبت شریف

اس لئے تو شیخ سرہندی سے ہم کو پیار ہے

صاحب تجدید دین احمد مختار ہے
اس لئے تو شیخ سرہندی سے ہم کو پیار ہے

تھی ادھر تیری فقیری اور جہانگیری اُدھر
جو جھکا نا چاہتا تھا جھک گیا سو بار ہے

سب نے دیکھا تیرے قدموں میں جہانگیری جھکی
اللہ اللہ کس قدر اونچا تیرا دربار ہے

ہند میں اسلام زندہ تیری کوشش سے ہوا
ہم ہیں ممنون کرم احساں تیرا سرکار ہے

آپ جیتے اور لاکھوں کو ہزیمت ہوگئی
حق کے آگے کند ہوجاتی ہر اک تلوار ہے

اہل باطل کا تعاقب تو نے جیسے تھا کیا
شیر فاروقی گرج تیری حق کی للکار ہے

تیری رگ رگ کے لہوں سے یہ عیاں ہوتا رہا
حضرت فاروق اعظم کا تو برخوردار ہے

جو غلط کاروں سے ساری عمر ٹکراتا رہا
دین و ملت کا وہی تو مونس و غمخوار ہے

علم و عرفان کے خزائن تیرے مکتوبات ہیں
فیض کا بحر رواں تو ابر گوہر بار ہے

روح ایماں پھونک دی ہے جس نے ہر مکتوب میں
تا قیامت وہ ہدایت کا علم بردار ہے

تیری ہر تحریر سے ظاہر ہے تیرا مرتبہ
عارف کامل ہے تو اور صاحب اسرار ہے

کشور روحانیت میں ہے تیرا ارفع مقام
تو ولایت کی دلہن کا غازۂ رخسار ہے
پرچم عظمت تیرا لہرا رہا ہے دھر میں
تاج ملک معرفت کا تو در شہوار ہے
اہل حق ہیں مانتے اس الف ثانی میں تو ہی
ناجیوں کے قافلے کا قافلہ سالار ہے
زیب سجادہ بہت ہیں مشائخ آج بھی
تجھ سے کیا نسبت کہ یہ گفتار تو کردار ہے
مسکن و مدفن تیرا ہوتا نہ کیوں سر ہند میں
اولیائے ہند کا تو سرور سردار ہے
پیشوا اپنا تجھے وہ بھی بتانے لگ گئے
ہیں نصوص دیں تو مذہب کا جنھیں آزار ہے
کشتی ملت تلاطم خیز طوفانوں میں ہے
شیخ سر ہندی جو آجائے تو بیڑہ پار ہے
ابر رحمت تیرے مرقد پہ گہر افشاں رہے
مرجع عالم ہے تو اور مطلع انوار ہے
کیا تیرے اوصاف لکھے یہ سراسر بے کمال
نام آئے مدح خوانوں میں یہی درکار ہے
المدد شیخ مجدد نائب خیر الوریٰ
تیرا اختر دشمنوں سے برسر پیکار ہے

تجلیات امام ربانی، ص، 7، منقبت

سرکار دو عالم ﷺ کے علوم ظاہری اور باطنی کی نسبت

اللہ پاک نے اپنے محبوب (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کو علوم ظاہری و باطنی دونوں عطا فرمائے ظاہر کو عام کیا اور باطن کو خاص بنایا علماء کو ظاہری طریقہ عطا کیا اور اولیاء کو باطنی کمالات پر فائز کیا اور باطنی نسبت بھی ظاہری نسبت کی طرح حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ کی طرف سے اولیائے کرام (رحمتہ اللہ علیہم) تک پہنچتی ہے اور قیامت تک اسی طرح پہنچتی رہے گی کیونکہ (آیت) ''اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ'' اسی بات کو ظاہر کرتی ہے (اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور عنایتیں قیامت تک نازل ہوتی رہیں۔ اس کے محبوب (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) پر تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر۔ آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کے اور ان کے آل پاک اور اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اتباع پر اور تمام اولیاء، اتقیاء اور ان کے متوسلین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم پر۔ ذرات عالم کے شمار کے مطابق ہر روز ہزاروں ہزار بار۔

حضرات القدس، ص، 17

مقبول یزدانی مجدد الف ثانی کا ظہور اور نور محمدی ﷺ

حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ کا نور ہر صدی کے بعد قطب وقت کی صورت میں ظہور کرتا ہے اور ارشاد و ہدایت فرماتا ہے لیکن قطب الاقطاب کی صورت میں ظاہر ہونے کیلئے ایک ہزار سال تک اس کی طینت کی تخمیر کی جاتی ہے مادر زمانہ اس کی تینتیس قرن (۹۹۰ سال) اور دس سال تک اپنے شکم میں رکھتی ہے اور قضاوقدر کی دایہ سے تین لاکھ اور ساٹھ ہزار دنوں تک تربیت دیتی ہے اور مشاطہ ازل بارہ ہزار ماہ تک اس کے ظاہر و باطن کو آراستہ اور مزین کرتی ہے اور اس کی ظاہری اور روحانی زینت کرتی ہے اور آخر کو اول سے ملاتی ہے اس لئے اس کا ظہور بھرپور اور زیادہ سے زیادہ (پورا کا پورا) ہوتا ہے اور چونکہ یہ تجدید سراپا حقیقت و معنی (روحانیت) کا ظہور و بروز ہے اس لیے وہ سب کے لیے ہے اور سب کو شامل ہے۔

مادر دہر کی بدولت واہ پرورش ایسے نوردیں کی ہوئی

یہی وجہ ہے کہ کارخانہ رحمت اور خزانہ فضل واحسان آپ (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کے حوالے کیا گیا اور وہ جو ''وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ'' کا خطاب مستطاب اللہ پاک کی طرف سے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ہوا ہے تو ایک ہزار سال کے بعد محمد ﷺ کا پرتو اس احمد (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) پر ڈالا گیا

خازن گنج رحمت آپ ہوئے　　زینت حسن ملت آپ ہوئے
آئے آخر ہزار سال کے بعد　　اول آخر کی رحمت آپ ہوئے

رازِ سبحانی مظہریت محمدی ﷺ اور مجدد الف ثانیؒ

مظہریت محمدی ﷺ کی اس سے بہتر دلیل اور کیا ہوسکتی ہے کہ قرآنی حروف مقطعات کے اسرار جو حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ کیلئے راز سبحانی تھے اور صرف حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ سے مخصوص تھے وہ آپ (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کے باطن پر ظاہر کئے گئے ایسے خود کارخانہ ہستی کی تعریف مجھ جیسے خود پرست سے کیا ہوسکتی ہے اور ایسے کہ خدائے سرائے وجود کی توصیف مجھ جیسے دنیا پژدہ سے کیونکر ہو سکے گی آپ (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کے اطوار، اسرار، مقامات اور کرامات کی تعداد بارش کے قطروں اور آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہے دنیوی کاغذ ان کے لکھنے کیلئے کافی نہیں اور سمندروں کی سیاہی اور درختوں کے قلم ان کیلئے کفایت نہیں کر سکتے اور انسانی حوصلہ اس کے تصور کی تاب بھی نہیں لاسکتا۔

ع

اس کتاب حسن کی اک بات ہیں سات آسماں　　آفتاب اس کیلئے گویا ہے نقطۂ بے گماں
آپ کے حسن کی اک بات بھی لکھنی ہے محال　　لکھتے لکھتے ہوئے جاتے ہیں قلم فرسودہ

پھر بھی میں ہاتھ پاؤں مارتا ہوں (کوشش کرتا ہوں) اور دریا سے قطرہ خرمن سے خوشہ، باغ سے پھول اور میکدے سے جام ہی پر اکتفا کر کے چند باتیں عرض کرتا ہوں۔ حضرات القدس، ص، 20، 21

ماہیے کان گشت محروم از فرات　　از کف آبے جوید حیات
چون شداز دست یکے نور نظر　　ازعصا برکف نہد جزع بصر
چون نماند مرضعہ پستان طلب　　بنہد از انگشت خود پستان بلب
چونکہ شد ساقی وصا فیہاے خم　　قوت مخموراں چہ باشد لائے خم
چوں بروں شدز انجمن شمع چگل　　بوئے او پروانہ جست. ازتاب دل

ترجمہ

وہ مچھلی جو فرات سے محروم ہوگئی وہ ایک ہتھیلی بھر پانی ہی میں اپنی حیات کو غنیمت سمجھتی ہے جب کوئی شخص بینائی سے محروم ہوجاتا ہے تو وہ راستہ ٹٹولنے کیلئے لاٹھی کو غنیمت سمجھتا ہے جب شیر خوار خود دودھ طلب نہیں کرتا تو اس کے منہ میں دودھ بڑھایا

جاتا ہے جب ساقی بھی نہیں رہا اور عمدہ شراب بھی نہیں رہی تو شراب بھی نہیں رہی تو شراب پینے والوں کیلئے تلچھٹ ہی رہ جاتی ہے جب انجمن سے شمع چگل (حسین شمع) چلی گئی تو اس کی بو کو پروانے نے دل کی تڑپ سے حاصل کرلیا۔

زبدۃ المقامات، ص،29

حضرت مجدد الف ثانیؒ امام شریعت و طریقت

مقبول یزدانی خاتم العلماء الراسخین شیخ الاسلام والمسلمین خزانہ رحمت الربانی بحرِ اسرار الٰہی مزین الاطوار النقشبندیہ حجۃ العرفاء المحققین شیخ الشیوخ مجدد الف ثانی الشیخ احمد الفاروقی الکابلی السرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مختصر حالات اور مقامات کا ذکر آتا ہے آپ (حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے طریقۂ عالیہ نقشبندیہ کا انتساب قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہے اور آپ (حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) ان کے خلفاء میں سب سے بڑے اور سب سے افضل حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔ آپ (حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے طفیل میں دوام حضور کے ساحل پر پہنچے اور بہت سے ایسے لوگ جو گمراہی کے جنگل میں بھٹک رہے تھے۔ آپ (حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) ہی کے وسیلے سے ہدایت کی شاہراہ تک پہنچے مختلف ملکوں سے علماء اور فضلاء آپ (حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) جیسی خیر عباد ہستی کی خدمت میں مور و ملخ کی طرح دوڑ کر آئے اور بہت سے مشائخ وقت۔ اپنی مشیخیت ترک کر کے۔ آپ (حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) جیسے مرکز کمالات، قطبیت و غوثیت کی صحبت میں سرفراز ہوئے۔ (اسی طرح) بہت سے اولیاء (رحمتہ اللہ علیہم) زمانہ بھی۔ آپ (حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی پیروی کو قرب صمدیت میں سربلندی سمجھتے تھے بلکہ بہت سے بادشاہ بھی پروانہ وار آپ (حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی شمع ہدایت پر قربان تھے کیونکہ آپ (حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) ہی اپنے وقت کیلئے (ہدایت کے) قبلہ و کعبہ تھے۔ دنیا اور دنیا والوں کیلئے فیض و ہدایت اور فضل و رحمت کے ذریعہ مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک آپ (حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے ظہور سے تاقیامت آپ ہی (مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) ہیں (چنانچہ) آپ (حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے قصد کے بغیر بھی آپ (حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کا فیض اور فائدہ لوگوں کو پہنچتا رہے گا اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ سورج کی روشنی یا چاند کی چاندنی کا معاملہ ہے کہ وہ پوری دنیا پر پڑتی رہتی ہے اور وہ سورج یا چاند کے علم میں نہیں یا اس کی مثال ایک محیط سمندر جیسی ہے کہ وہ اپنے حال و مقام پر قائم ہے اور اس کا بہاؤ اسی کیلئے ہے جو خود اس کی طرف متوجہ ہو اور تعلق رکھنا چاہتا ہو یہ اور بات ہے کہ خود دریا چاہے کہ کسی فرد یا جماعت کو مستفیض فرمائے تو پھر اس کی بخشش میں کس کو کلام ہو سکتا ہے وہ تو آناً فاناً ایک عالم کو مالا مال کر دے گا دراصل آپ

(حضرت عنقا ملک ناسوت سیمرغ قاف جبروت شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا معاملہ ہماری (ناقص) عقل وفہم سے بالا ہے اور ہماری کمزور سمجھ بوجھ وہاں تک پہنچ بھی نہیں سکتی۔ حضرت احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ کے وصال کے ایک ہزار سال بعد محض حضرت احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ کی اتباع کامل ومکمل کی بدولت تمام کمالات کے وارث آپ (حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہوئے ہیں اور جیسا کہ حضرت احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میری امت کی مثال اس بارش کی ہے نہیں معلوم کہ اس کا اول بہتر ہوگا یا اس کا آخر، آپ (حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے وجود مسعود سے متعلق بھی اشارہ ہوسکتا ہے کیونکہ اس امت کا آخر ایک ہزار سال گزرنے پر کہا جاسکتا ہے اور حضرت احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا بھی ہے کہ ''ہر صدی میں ایک مجدد آئے گا جو دین متین کو از سرنو تازہ کرے گا'' اور ہر صدی کے مجدد اور ہزار سال کے مجدد میں سو اور ہزار کا فرق ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ پس ہزار سال چاہئے تا کہ گوہر وجود میں آسکے۔

ہزار سال ہیں درکار باغ دیں میں کہ جب　　تمہاری طرح کوئی بے مثال پھول کھلے
کسی صدی میں کسی دور میں نہیں کوئی　　زمانہ جس کو تمہاری نظیر کہہ بھی سکے

آپ کا اسم، کنیت، لقب، ازلی نام اور مذہب

اسلام کے اس خاک نشین خرقہ پوش درویش سیرت مصلح کا اسم گرامی احمد لقب بدرالدین کنیت ابولبرکات اور عرف امام ربانی تھا آپ (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کا ازلی نام عبدالرحمٰن ہے اور آپ (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) زمانے کیلئے عجوبہ اور عطیات الٰہی کا اعلیٰ نمونہ ہیں مذہب کے حنفی تھے اور طریقہ آپ (شمس العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا مجددیہ تھا جو تمام دیگر طرق کے کمالات کا جامع ہے۔

حضرت شیخ المشائخ مخدوم مطلع انوار عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت رسالت پناہ ﷺ کی بشارت اور الہام کے مطابق آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کنیت ابوالبرکات لقب بدرالدین اور اسم مبارک شیخ احمد (شہباز لامکانی شمس العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) مقرر کیا۔

شہ ملک و لایت شیخ احمد　　بمثلش مادر ایام کم زاد

حضرات القدس، ص، 21، سیرت امام ربانی، ص، 21، روضۃ القیومیہ، ص، 116

نسب شریف

آپ (شہباز لامکانی شمس العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی رگوں میں اس مشہور فاتح اعظم کا خون تھا آپ (شہباز لامکانی شمس العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے کلاہ فقر پر اس نسبت عالیہ کا طرّہ لہرا رہا تھا جس کے نام جس کے جاہ وجلال اور جس کی عظمت وہیبت سے آج تک یورپ کا بچہ بچہ کانپتا ہے جس نے اپنے قوت بازو اور روحانی زور سے حکومتوں کے تخت الٹ دیئے سلطنتوں کی بنیادیں ہلا دیں ٹوٹے ہوئے قبضے اور چیتھڑوں سے بندھی ہوئی تلوار کی جنبش سے جبابرۂ عالم کو سرنگوں کر لیا۔

نسب ملتا ہے ان کا حضرت فاروق اعظم سے
جہاں کے بادشاہوں پر اثر ہے جن کی دہشت کا

حضرات القدس، ص، 21، سیرت امام ربانی، ص، 21، روضۃ القیومیہ، ص، 116

آپ (حضرت واقف اسرارِ متشابہات فرقانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا عالی نسب امیر المؤمنین امام الاعدلین حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے

1. آپ (حضرت واقف اسرارِ متشابہات فرقانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)صاحبزادے ہیں
2. حضرت شیخ المشائخ شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اور وہ فرزند تھے
3. حضرت شیخ المشائخ شیخ زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے (یعنی شیخ زین العابدین) بن
4. حضرت شیخ المشائخ شیخ عبدالحی بن
5. حضرت شیخ المشائخ شیخ محمد بن
6. حضرت شیخ المشائخ شیخ حبیب اللہ بن
7. حضرت شیخ المشائخ شیخ امام رفیع الدین بن
8. حضرت شیخ المشائخ شیخ نصیر الدین بن
9. حضرت شیخ المشائخ شیخ سلیمان بن
10. حضرت شیخ المشائخ شیخ یوسف بن
11. حضرت شیخ المشائخ شیخ اسحاق بن
12. حضرت شیخ المشائخ شیخ عبداللہ بن

(13) حضرت شیخ المشائخ شیخ احمد بن
(14) حضرت شیخ المشائخ شیخ یوسف بن
(15) حضرت شیخ المشائخ شیخ شہاب الدین المعروف فرخ شاہ کابلی بن
(16) حضرت شیخ المشائخ شیخ نصیرالدین بن
(17) حضرت شیخ المشائخ شیخ محمود بن
(18) حضرت شیخ المشائخ شیخ سلیمان بن
(19) حضرت شیخ المشائخ شیخ مسعود بن
(20) حضرت شیخ المشائخ شیخ عبداللہ واعظ (اصغر) بن
(21) حضرت شیخ المشائخ شیخ عبداللہ واعظ (اکبر) بن
(22) حضرت شیخ المشائخ شیخ ابوالفتح بن
(23) حضرت شیخ المشائخ شیخ اسحاق بن
(24) حضرت شیخ المشائخ شیخ ابراہیم بن
(25) حضرت شیخ المشائخ شیخ ناصر بن
(26) حضرت شیخ المشائخ شیخ عبداللہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) بن
(27) حضرت امیر المومنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرات القدس، ص، 22

مقامات خیر میں حضرت ابوالحسن زید فاروقی کا نسب نامہ ان کی تحقیق۔

(1) حضرت ابوسعید راز دار کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ بن
(2) شیخ المشائخ شیخ مخدوم عبدالاحد
(3) شیخ المشائخ شیخ زین العابدین
(4) شیخ المشائخ شیخ عبدالحی
(5) شیخ المشائخ شیخ محمد
(6) شیخ المشائخ شیخ حبیب اللہ
(7) شیخ المشائخ شیخ امام رفیع الدین
(8) شیخ المشائخ شیخ نصیرالدین
(9) شیخ المشائخ شیخ سلیمان

(10) شیخ المشائخ شیخ یوسف
(11) شیخ المشائخ شیخ اسحٰق
(12) شیخ المشائخ شیخ عبداللہ
(13) شیخ المشائخ شیخ شعیب
(14) شیخ المشائخ شیخ احمد
(15) شیخ المشائخ شیخ یوسف
(16) شیخ المشائخ شیخ شہاب الدین علی فرخ شاہ
(17) شیخ المشائخ شیخ نورالدین
(18) شیخ المشائخ شیخ نصیرالدین
(19) شیخ المشائخ شیخ محمود
(20) شیخ المشائخ شیخ سلیمان
(21) شیخ المشائخ شیخ مسعود
(22) شیخ المشائخ شیخ عبداللہ الواعظ الاصغر
(23) شیخ المشائخ شیخ عبداللہ الواعظ اکبر
(24) شیخ المشائخ شیخ ابوالفتح
(25) شیخ المشائخ شیخ اسحٰق
(26) شیخ المشائخ شیخ ابراہیم
(27) شیخ المشائخ شیخ ناصر
(28) شیخ المشائخ شیخ عبداللہ
(29) شیخ المشائخ شیخ عمر
(30) شیخ المشائخ شیخ حفص
(31) شیخ المشائخ شیخ عاصم
(32) شیخ المشائخ شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم
(33) حضرت امیر المومنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

حضرات القدس، ص، 23

محبوب سبحانی مقبول یزدانی مجدد الف ثانیؒ کی سلسلہ وار خلافت

(1) سلسلہ فاروقیہ

یہ حضرت عالی امام ربانی شمس العارفین شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جدّ یہ سلسلہ ہے اس کا شجرہ بعینہ حضرت کاشف رموزات سبحانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا وہی نسبی شجرہ شریف ہے جو اوپر درج ہے۔

(2) سلسلہ چشتیہ صابریہ

یہ سلسلہ یوں شروع ہوتا ہے

☆ حضرت مجدد الف ثانی محبوب صمدانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ......کو سلسلہ چشتیہ اپنے والد ماجد ☆ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ...... سے ملا انہیں ☆ قطب الاقطاب شیخ رکن الدین ...... سے انہیں ☆ شیخ المشائخ شیخ عبدالقدوس گنگوہی...... سے انہیں ☆ شیخ کبیر شیخ محمد عارف ...... سے انہیں اپنے والد ماجد ☆ شمس العارفین شیخ احمد عبدالحق ...... سے انہیں ☆ وحیدالزماں شیخ جلال الدین پانی پتی ...... سے انہیں ☆ سراج السالکین شیخ شمس الدین ترک پانی پتی ...... سے انہیں ☆ قطب العارفین شیخ علاؤالدین علی احمد صابر ...... سے انہیں ☆ قدوۃ السالکین شیخ فریدالدین مسعود اجودھنی معروف بہ گنج شکر ...... سے انہیں ☆ حضرت شیخ کبیر خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دہلوی ......سے انہیں ☆ آفتاب ہند خواجہ خواجگان معین الدین چشتی سنجری اجمیری...... سے انہیں ☆ شیخ الشیوخ عثمان ہارونی ...... سے انہیں ☆ زبدۃ السالکین شیخ حاجی شریف زندانی ...... سے انہیں ☆ شمس العارفین شیخ یوسف چشتی ...... سے انہیں ☆ سراج السالکین شیخ مودود چشتی ...... سے انہیں ☆ شیخ کامل حضرت ابو محمد ابدال چشتی ...... سے انہیں ☆ شیخ المشائخ حضرت ابواسحاق شامی ...... سے انہیں ☆ حضرت سراج السالکین شیخ علی دینوری...... سے انہیں ☆ حضرت شیخ کبیر نبیرہ بصری ...... سے انہیں ☆ حضرت قطب عالم شیخ حذیفہ مرعشی ...... سے انہیں ☆ حضرت ردیف کمالات سلطان ابراہیم بن ادہم ...... سے انہیں ☆ غوث المحققین حضرت فضیل بن عیاض ...... سے انہیں ☆ شیخ طریقت شیخ کبیر حضرت عبدالاحد زید...... سے انہیں ☆ حضرت سلطان العارفین زبدۃ السالکین شیخ حسن بصری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) ...... سے انہیں ☆ امیر المومنین خلیفۂ چہارم حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ...... سے اور انہیں ☆ تاجدار مدینہ راحتِ قلب وسرور سینہ حضرت رسول خدا محمد مصطفیٰ ﷺ سے۔

(3) سلسلہ سری سقطیہ

یہ بھی کسی قدر تفاوت سے حضرت محبوب صمدانی شہباز لامکانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جدّ یہ سلسلہ ہے اس میں حضرت ردیف کمالات شیخ المشائخ مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سترہویں پشت کے دادا حضرت قدوۃ السالکین

زبدۃ العارفین خواجہ سلمان بن مسعود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت قطب الاقطاب آفتاب طریقت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفۂ حضرت محبوب صمدانی شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خلافت پائی ہے اور ان کا شجرہ شریف مشہور ہے۔

(4) سلسلہ سہروردیہ شہابیہ

یہ بھی معمولی تفاوت سے شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جدّیہ سلسلہ ہے اس میں حضرت عالی امام ربانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی بارہویں پشت کے دادا حضرت شیخ الشیوخ احمد بن یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آفتاب معرفت حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خلافت پائی ہے اور ان کا شجرہ شریف مشہور ہے۔

(5) سلسلہ سہروردیہ بہائیہ

یہ بھی کسی قدر تفاوت سے حضرت قطب العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جدّیہ سلسلہ ہے اس میں حضرت محبوب صمدانی شہباز لامکانی شیخ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی گیارہویں پشت کے دادا حضرت شیخ المشائخ شیخ شعیب بن احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت قطب عالم بہاالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خلافت پائی ہے اور وہ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ تھے۔

(6) سلسلہ سہروردیہ چشتیہ جلالیہ

یہ بھی معمولی تفاوت سے حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جدّیہ سلسلہ ہے اس میں آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی پانچویں پشت کے دادا حضرت شیخ المشائخ امام رفیع الدین بانیٔ قلعہ سرہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے غوث دوراں حضرت سیّد جلال الدّین مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خلافت پائی ہے اور وہ خاندان سہروردیہ میں حضرت قدوۃ السالکین شیخ رکن الدین نبیرہ حضرت قطب عالم بہاء الدّین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے اور خاندان چشتیہ میں حضرت شیخ المشائخ نصیرالدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ تھے۔

(7) سلسلہ قادریہ جدیہ حسینیہ

شجرہ شریف حسب ذیل ہے

☆ حضرت سردار اولیا، شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ☆ حضرت وحید الزماں مخدوم عبد الاحد ☆ شیخ المشائخ شیخ رکن الدین ☆ شیخ المشائخ سید امیر ابراہیم ☆ شیخ المشائخ سید شاہ احمد قادری ☆ شیخ المشائخ سید موسیٰ قادری ☆ شیخ المشائخ سید شاہ عبد القادر ☆ شیخ المشائخ سید شاہ محمد حسن ☆ شیخ المشائخ سید شاہ ابو نصر ☆ شیخ المشائخ سید شاہ ابو صالح ☆ شیخ المشائخ سید

عبدالرزاق تاج الدین ☆ شیخ المشائخ سلطان العارفین غوث اعظم دستگیر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی ☆ شیخ المشائخ سید ابو صالح ☆ شیخ المشائخ سید عبداللہ جیلی ☆ شیخ المشائخ سید یحییٰ زاہد ☆ شیخ المشائخ سید محمد ☆ شیخ المشائخ سید داؤد ☆ شیخ المشائخ سید موسیٰ ثانی ☆ شیخ المشائخ سید عبداللہ ☆ شیخ المشائخ سید موسیٰ الجون ☆ شیخ المشائخ سید عبدالمحض ☆ شیخ المشائخ سید حسن مثنیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ☆ حضرت سیّدالشہداء امام حسین ☆ فخر آل رسول حضرت امام حسن ☆ حضرت امیرالمومنین سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ☆ حضرت رسول خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ ۔

(8) سلسلہ قلندریہ

یہ سلسلہ ☆ شیخ المشائخ حضرت شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعد اس طرح شروع ہوتا ہے ☆ شیخ المشائخ حضرت شیخ عبدالقدوس ☆ شیخ المشائخ حضرت عبدالسلام جونپوری ☆ شیخ المشائخ حضرت شاہ محمد ☆ شیخ المشائخ حضرت شیخ قطب الدین ☆ شیخ المشائخ حضرت سید نجم الدین قلندر ☆ شیخ المشائخ حضرت سید خضر رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ☆ حضرت سردار اولیاء عبدالعزیز مکی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ☆ حضرت رسول خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ ۔

(9) سلسلہ چشتیہ نظامیہ گیسودرازیہ

یہ سلسلہ ☆ شیخ المشائخ حضرت شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعد یوں شروع ہوتا ہے ☆ شیخ المشائخ حضرت درویش محمد بن قاسم اودھی ☆ شیخ المشائخ حضرت ابن حکم اودھی ☆ شیخ المشائخ حضرت سید صدرالدین ☆ شیخ المشائخ حضرت سید محمد گیسودراز ☆ حضرت شیخ المشائخ نصیرالدین محمود چراغ دہلوی ☆ شیخ المشائخ قطب الاقطاب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء عرف محبوب الٰہی ☆ شیخ المشائخ غوث جہانیاں حضرت بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ۔

(10) سلسلہ چشتیہ نظامیہ صدریہ

یہ سلسلہ ☆ شیخ المشائخ حضرت درویش محمد کے نام کے بعد یوں شروع ہوتا ہے ☆ شیخ المشائخ حضرت سعد اللہ ☆ شیخ المشائخ حضرت فتح اللہ ☆ شیخ المشائخ حضرت صدرالدین طبیب چراغ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ۔

(11) سلسلہ چشتیہ نظامیہ جلالیہ

☆ شیخ المشائخ حضرت درویش محمد کے نام کے بعد یوں شروع ہوتا ہے ☆ شیخ المشائخ حضرت سید بڈھن ☆ شیخ المشائخ حضرت سید اجمل بھڑائچی ☆ شیخ المشائخ حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں اور ☆ حضرت شیخ المشائخ نصیرالدّین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ۔

(12) سلسلہ قادریہ جلالیہ

☆ شیخ المشائخ حضرت مخدوم جہانیاں کے نام کے بعد یہ سلسلہ یوں شروع ہوتا ہے ☆ شیخ المشائخ حضرت عبید غیبی ☆ شیخ المشائخ حضرت ابوالقاسم فاضل ☆ شیخ المشائخ حضرت ابوالمکارم محمد فاضل ☆ شیخ المشائخ حضرت محمد قطب الدین ☆ شیخ المشائخ حضرت شمس الدین ☆ شیخ المشائخ حضرت شمس الدین حداد ☆ شیخ المشائخ سیّدالانس والجن غوث الاعظم سیّدنا عبدالقادر جیلانی دستگیر ☆ شیخ المشائخ حضرت ابوسعید ☆ شیخ المشائخ حضرت ابوالحسن ☆ شیخ المشائخ حضرت ابوالفرح ☆ شیخ المشائخ حضرت ابوالفضل عبدالواحد ☆ شیخ المشائخ حضرت ابوبکر شبلی ☆ شیخ المشائخ حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی ☆ شیخ المشائخ حضرت سری سقطی ☆ شیخ المشائخ حضرت معروف کرخی ☆ شیخ المشائخ حضرت امام رضا ☆ شیخ المشائخ حضرت امام کاظم ☆ شیخ المشائخ حضرت امام جعفر صادق ☆ شیخ المشائخ حضرت امام محمد باقر ☆ شیخ المشائخ حضرت امام سجاد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) ☆ سیّدالشھداء شہید کربلا حضرت امام حسین ☆ سردارِ نوجوانانِ جنت حضرت امام حسن ☆ خلیفۂ چہارم امیرالمومنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ☆ فخر الرسل خاتم الانبیاء احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔

(13) سلسلہ کبرویہ جلالیہ

☆ شیخ المشائخ حضرت سید جلال الدّین مخدوم جہانیاں کے بعد یوں شروع ہوتا ہے ☆ شیخ المشائخ حضرت سید حمید الدین سمرقندی ☆ شیخ المشائخ حضرت شمس الدین ☆ شیخ المشائخ حضرت عطایا خالدی ☆ شیخ المشائخ حضرت احمد بابا کمال خجندی ☆ شیخ المشائخ حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

(14) سلسلہ سہروردیہ جلالیہ

☆ شیخ المشائخ حضرت سید جلال الدّین مخدوم جہانیاں کے بعد یوں ہے ☆ شیخ المشائخ حضرت شیخ رکن الدین ☆ شیخ المشائخ حضرت شیخ صدرالدین ☆ شیخ المشائخ قطب عالم حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی ☆ شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین ☆ شیخ المشائخ حضرت شیخ ابوالنجیب ☆ شیخ المشائخ سیّدالانس والجن غوث الاعظم سیّدنا عبدالقادر جیلانی دستگیر ☆ شیخ المشائخ شیخ ابوسعید (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)۔

(15) سلسلہ مداریہ

☆ شیخ الشیوخ حضرت سید اجمل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام کے بعد یوں ہے ☆ شیخ المشائخ حضرت شاہ بدیع الدین قطب مدار ☆ شیخ المشائخ حضرت طیفو شامی ☆ شیخ المشائخ حضرت شاہ عین الدین شامی ☆ شیخ المشائخ حضرت شاہ یمین الدین شامی

(رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) ☆ حضرت عبداللہ علمبر دار ☆ حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

☆ سرکار دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ۔

سیرت امام ربانی، ص، 188 سے 192

(16) سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

☆ شہباز لامکانی حضرت شیخ المشائخ مجدد الف ثانی

☆ شیخ المشائخ حضرت خواجہ رضی الدین محمد باقی باللہ

☆ حضرت شیخ المشائخ خواجہ محمد مقتدا المکنگی

☆ شیخ المشائخ حضرت خواجہ محمد درویش

☆ شیخ المشائخ حضرت خواجہ محمد زاہد

☆ شیخ المشائخ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار

☆ شیخ المشائخ حضرت خواجہ یعقوب چرخی

☆ شیخ المشائخ حضرت خواجہ علاؤالدین عطار

☆ شیخ المشائخ حضرت خواجہ خواجگان بہاؤالدین محمد عرف والدین نقشبند

☆ شیخ المشائخ حضرت خواجہ شمس الدین امیر کلال

☆ شیخ المشائخ حضرت خواجہ عزیزان علی رامتینی

☆ شیخ المشائخ حضرت خواجہ محمود انجر فغنوی

☆ شیخ المشائخ حضرت خواجہ عارف ریوگری

☆ شیخ المشائخ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی

☆ شیخ المشائخ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی

☆ شیخ المشائخ حضرت شیخ خواجہ ابوعلی فارمدی

☆ شیخ المشائخ حضرت شیخ خواجہ ابوالحسن خرقانی

☆ شیخ المشائخ حضرت خواجہ بایزید بسطامی (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین)

☆ شیخ المشائخ حضرت امام جعفر صادق ☆ حضرت قاسم بن ابوبکر

☆ حضرت سلمان فارسی ☆ حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہم)

☆ سرکار دو جہاں احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ۔

تجلیات امام ربانی، ص، 146 سے 150

منقبت شریف

وہ مکتوبات دولت ہے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی

میرے دل میں محبت ہے مجدد الف ثانی کی
میرا تو شئہ عقیدت ہے مجدد الف ثانی کی

خوشا قسمت جو یہ سر ہند سے پیغام آجائے
نہ گھبرا تجھ پہ شفقت ہے مجدد الف ثانی کی

جہانگیری نہ جس کو کر سکی خم سامنے اپنے
فقط وہ استقامت ہے مجدد الف ثانی کی

نہ بدلے آپ سارے ملک کی قسمت بدل ڈالی
یہ محکم عزم و ہمت ہے مجدد الف ثانی کی

وہ نکلے جامۂ الفقر فخری زیب تن کر کے
اسی دم خم سے عزت ہے مجدد الف ثانی کی

کٹھن حالات میں احیائے دین مصطفیٰ ﷺ کرنا
بڑی سب سے کرامت ہے مجدد الف ثانی کی

جو مکتوبات کو دیکھا تو یوں اہل نظر بولے
یہ محنت بیش قیمت ہے مجدد الف ثانی کی

سمجھ لے کوئی گر ان کو تو ہیں یہ مرشد کامل
وہ مکتوبات دولت ہے مجدد الف ثانی کی

جو تن من دھن خدا کی راہ میں قربان کر ڈالے
تو دنیا بھر میں شہرت ہے مجدد الف ثانی کی

کہیں گے حضرت مہدی خدارا راضی ہو ان سے
مجھے حاصل یہ نسبت ہے مجدد الف ثانی کی

اٹھے وہ اتباع سنت نبوی کے سانچے میں
مبارک خو و خصلت ہے مجدد الف ثانی کی

مرے سرکار کو بدعت سے تھی پیدائشی نفرت
بڑی پر نور فطرت ہے مجدد الف ثانی کی

رہے مصروف وہ حقانیت کی سر بلندی میں
یہی مشہور عادت ہے مجدد الف ثانی کی

کہا مرشد نے ہم تارے تو یہ مہر درخشاں ہیں
گماں سے دور رفعت ہے مجدد الف ثانی کی

کسی گمراہ فرقے سے نہیں ان کا تعلق تھا
جماعت اہل سنت ہے مجدد الف ثانی کی

رہے اہل نظر بھی اس کے ہیں ادراک سے عاجز
بڑی بے کیف نسبت ہے مجدد الف ثانی کی

حق و باطل میں پھر تفریق مشکل ہوتی جاتی ہے
زمانے کو ضرورت ہے مجدد الف ثانی کی

وہ جس کے روئے انوار سے اندھیرے بھاگ نکلے تھے
بسی ہر دل میں صورت ہے مجدد الف ثانی کی

یہی ہیں نقشبندی آسماں کے نیر تاباں
بڑی ہی قدرو قیمت ہے مجدد الف ثانی کی

وہ حق کی سر بلندی کیلئے دنیا میں آئے تھے
یہ کتنی پاک سیرت ہے مجدد الف ثانی کی

جن اسرار و معارف سے اٹھایا آپ نے پردہ
وہی تو خاص قسمت ہے مجدد الف ثانی کی

جدھر دیکھو جہاں میں فیض ہے سر ہند کا جاری
ہوئی باران رحمت ہے مجدد الف ثانی کی

مزاران کا زمین ہند میں ہے چشمۂ حیات
گل گلزار جنت ہے مجدد الف ثانی کی

قیامت تک پھلا پھولا رہے سر ہند کا گلشن
انوکھی ہی یہ منقبت ہے مجدد الف ثانی کی

وہ اختر کر گئے ہیں گھر دلوں میں اہل ایماں کے
دل و باطن پہ حکومت ہے مجدد الف ثانی کی

مجددی عقائد ونظریات ص،11 سے 13 منقبت

مجدد الف ثانی

الف ثانی کے مجدد حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں آپ (مقبول یزدانی شمس العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا ظہور ہندوستان میں ایک ایسے نازک موقعہ میں ہوا جبکہ کفر وشرک ،ضلالت وگمراہی ،فسق وفجور کا دور دورہ تھا لوگ دین اسلام سے منحرف ہو رہے تھے آپ (مقبول یزدانی شمس العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے آکر آوازۂ توحید کو پھر بلند کیا کفر و بدعت اور فسق وفجور کی ظلمت کو دور کیا یہ دینی خدمت بڑے زور سے آپ (مقبول یزدانی شمس العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے مجدد الف ثانی ہونے پر دلالت کرتی ہے علاوہ ازیں علمائے وقت نے بھی آپ (مقبول یزدانی شمس العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو مجدّدِ الف ثانی مانا ہے بلکہ ان میں سے اکثر تو آپ (مقبول یزدانی شمس العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور آج تک کیا عوام اور کیا خواص کیا علماءِ کرام اور کیا مشائخ عظام سب آپ (مقبول یزدانی شمس العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو مجدد الف ثانی مانتے چلے آئے ہیں۔

سیرت امام ربانی، ص، 41، 42

علامات تجدید الف ثانی

حضرت سلطان الاولیاء خلیفۃ اللہ محمد زبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم اوّل ردیف کمالات سبع مثانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ پر تجدید الف ثانی کی پہلی علامت ونشانی یہ ظاہر ہوئی کہ آپ (غوث المحققین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے عین شرعی امور کے مطابق مشاہدات ،تجلیات ،ظہورات ،احوال ،معارف اور علوم ظاہر ہونے لگے اور وحدت الوجود کے متعلقہ حالات جو اس سے پیشتر حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ظاہر ہوئے تھے مفقود ہو گئے کیونکہ وہ ولایت صغریٰ میں سے ہیں جب شمس العارفین کعبۂ صفا کیشاں شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ولایت صغریٰ سے ولایت کبریٰ اور ولایت علیا کی جانب ترقی کی تو آپ (غوث المحققین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) پر علوم ومعارف شرعیہ ظاہر ہونے لگے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے تجدید الف ثانی کی خلعت سیمرغ قاف جبروت شیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو عنایت فرمائی۔

سیرت امام ربانی، ص، 77

یہ مجدد الف ثانی کہاں سے آیا

مجدد تو سو سال کیلئے ہوتا ہے یہ ہزار سالہ مجدد کی بات کدھر سے آگئی کیونکہ جب مجدد دین سے کم درجے والے حضرات بھی نیابتِ انبیاء علیہم السلام سے مشرف ہیں تو مجددوں میں سے بعض کا خاص اور ممتاز ہو جانا کیونکر بعید ہوگا سو سالہ مجدد مرسلین عظام کا نائب ہوتا ہے اور ہزار سالہ مجدد کو اولوالعزم پیغمبروں کی نیابت کا شرف حاصل ہوتا ہے جب مرسلین عظام پر اولوالعزم پیغمبروں کی فضیلت کے بارے میں کسی کو اعتراض کرنے کی گنجائش نہیں ہے تو ان کے نائبین کی بات آنے پر یہ بات کہاں سے نکل آئی کہ سو سالہ مجدد

پر ہزار سالہ مجدد کو فضیلت کیوں ہے یا ہزار سالہ مجدد کہاں سے آ گیا حضور والا جہاں سے اولوالعزم پیغمبر آتے تھے وہیں سے ان کا نائب ہزار سالہ مجدد بھی آیا تھا۔

تجلیات امام ربانی، ص، 222

جاننا چاہئیے کہ ہر سو سال (۱۰۰) پر ایک مجدد گزرا ہے لیکن سو سال کا مجدد اور ہے اور ہزار سال (۱۰۰۰) کا مجدد اور جس قدر سو (۱۰۰) اور ہزار (۱۰۰۰) کے درمیان فرق ہے اسی قدر بلکہ اس سے بھی زیادہ ان دونوں مجددوں کے درمیان فرق ہے اور مجدد وہ ہوتا ہے کہ جو فیوض اس مدت میں امتیوں کو پہنچتا ہیں اسی کے واسطے سے پہنچتے ہیں خواہ اس وقت کے اقطاب واوتاد ہوں اور خواہ ابدال ونجبا۔

خاص کند بندۂ مصلحت عام را

عام کی ہے مصلحت اک خاص سے

مکتوبات شریف، ج، 2، ن، 4

مجدد الف ثانیؒ سے پہلے صرف صدی کے مجدد ہوا کرتے تھے

آپ (قطب العارفین سراج السالکین مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) سے پہلے صرف صدی کے مجدّد ہوا کرتے تھے الف کا مجدّد کوئی نہیں ہوا، الفِ ثانی کا آغاز ہی نہ ہوا تھا اور الف اوّل میں خود ذات اقدس واطہر سید البشر (رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کی موجود تھی آپ (قطب العارفین سراج السالکین مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) سے پہلے جس قدر مجدد صدیوں کے گذرے ہیں کوئی مجدّد دین کے تمام شعبوں کا مجدّد نہیں ہوا بلکہ خاص خاص شعبوں کے مجدّد ہوتے رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک ایک وقت میں متعدد مجدّد نظر آتے ہیں کوئی علم حدیث کا کوئی فقہ کا پھر اس میں بھی کوئی فقہ حنفی کا مجدّد ہے کوئی فقہ شافعی کا اور کوئی سلوک واحسان کا لیکن یہ چیز اللہ تعالیٰ نے آپ (قطب العارفین سراج السالکین مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) ہی کے لئے مخصوص رکھی کہ آپ (قطب العارفین سراج السالکین مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) دین کے تمام شعبوں کے مجدّد ہیں حاصلِ کلام یہ ہے کہ آپ (قطب العارفین سراج السالکین مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) سے پہلے کے مجدّدین کو سید الانبیاء (ﷺ) کی نیابت خاص خاص چیزوں میں حاصل تھی اور آپ (قطب العارفین سراج السالکین مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) کو تمام چیزوں کی نیابت عامہ تامہ حاصل تھی''وشتان ما بینھما'' آپ (قطب العارفین سراج السالکین مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) سے پہلے مجدّدین کی خدمت کا اثر ایک صدی (۱۰۰ سال) کے لیے ہوتا تھا اور آپ (قطب العارفین سراج السالکین مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) کی مجدّدیت ایک ہزار سال کے لئے ہے آپ (قطب العارفین سراج السالکین مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) کے سوا دوسرے مجدّدین کی مجدّدیت نہ معلوم اُمت کے کتنے لوگوں کے علم میں نہ آئی اور نہ معلوم کتنوں کی مختلف فیہ رہی جو اختلاف کہ معاندانہ یا معاصرانہ ہو بیشک وہ قابل لحاظ نہیں مگر جو اختلاف شرائط مجددیت کے پائے جانے یا نہ پائے جانے کی وجہ سے ہو وہ

بیشک قابل لحاظ ہے اللہ تعالیٰ نے (قطب العارفین سراج السالکین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی مجددیت کو ان چیزوں سے بھی محفوظ رکھا آپ (قطب العارفین سراج السالکین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی مجددیت کا تمام امت کو دنیا کے ہر گوشہ میں علم ہوا اور جو گ اس معاملہ میں اہل حل وعقد ہو سکتے تھے ان سب نے آپ (قطب العارفین سراج السالکین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی مجددیت کو تسلیم کر لیا بلکہ جو لوگ بدعات کی محبت یا اپنی سرو بازاری کے خیال سے آپ (قطب العارفین سراج السالکین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) سے عناد رکھتے تھے وہ بھی مجبور ہوئے کہ زبان سے آپ (قطب العارفین سراج السالکین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے مجدد ہونے کا اقرار کریں جس طرح مذہب شیعہ کی بنیاد قرآن مجید کی عداوت پر ہے کوئی شیعہ ایسا نہیں ہو سکتا جس کے دل میں قرآن مجید سے دشمنی اور نفرت نہ ہو۔ مگر قرآن مجید کا رعب یہ ہے کہ اپنے کو مسلمان کہنے کے بعد قرآن مجید سے دشمنی کا اظہار کرنے کی جراءت نہیں ہوتی بلکہ ضمیر کے خلاف زبان اقرار کے بغیر مفر نہیں قریب قریب بفضلہ تعالیٰ وانعامہ یہی حالت (قطب العارفین سراج السالکین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی ہے۔

علماء ہند کا شاندار ماضی، ص، 235 سے 238

مولانا منظور نعمانی لکھتا ہے

ان (مجددین) میں خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کارنامہ بہت ممتاز ہے اسی طرح اس اخیر دور میں (جس کا آغاز ہزارۂ دوم الف ثانی) کے آغاز سے یعنی حضور پر نور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے ایک ہزار سال گزرنے کے بعد سے ہوتا ہے حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دین کی تجدید وحفاظت اور احیاءِ شریعت کا جو عظیم کام ہمارے اس ملک ہی میں لیادہ بھی اسلام کی پوری تاریخ میں ایک خاص امتیازی شان رکھتا اور اسی وجہ سے ان کا لقب مجدد الف ثانی ایسا مشہور ہو گیا ہے کہ بہت سے لوگ ان کا نام بھی نہیں جانتے صرف مجدد الف ثانی کے معروف لقب ہی سے ان کو پہچانتے ہیں۔

تذکرہ امام ربانی مجدد الف ثانی، ص، 20 سے 21

نبی کریم ﷺ نے اپنی دعا میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مانگا

ایک روز جناب سرور کائنات ﷺ قبیلہ قریش کے ایک مجمع کے پاس سے گذرے جس میں حضرت امیر المومنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے حضور (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) نے آپ (حضرت امیر المومنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی پیشانی میں ایسا نور مشاہدہ کیا جو دین متین کی عزت ونصرت کا موجب ہو سکتا تھا اس واسطے حضور پر نور ﷺ نے بارگاہ الٰہی میں التجا کی ''اللھم اعز الدین اسلام من عمر بن الخطاب'' اے ''' برحق اس دین متین کو عمر بن الخطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے دین اسلام قبول کرنے سے غالب کر یہی وجہ تھی کہ اس

آخری زمانہ میں جب کہ دین بہت کمزور ہو چکا تھا حضرت امیر المومنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند کے ہاتھ سے اس دین کو عزت حاصل ہوئی جناب رسول خدا سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فرمایا ہے ''لو کان بعدی نبیا لکان عمر ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوتے یہ حدیث شریف بھی معنوی طور پر حضرت عالی امام ربانی قیوم اول مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پر صادق آتی ہے کیونکہ ختم المرسلین والنبیین ﷺ کے زمانے سے پہلے ہر ہزار سال بعد ایک صاحب شرع نبی مبعوث ہوا کرتا تھا جو نئے دین اور شریعت کو رائج کیا کرتا تھا اس وقت میں بھی ایک شخص کا ہزار سال بعد پیدا ہونا ضروری تھا جو کمزور شدہ دین کو مضبوط کرتا اور جو کام انبیاء علیہم السلام کیا کرتے تھے اس سے تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پیر و مشرف ہوئے ۔ چونکہ تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو یہ بات نور نبوت کے ذریعہ معلوم تھی اس لئے یہ حدیث دونوں کے حق میں فرمائی۔

روضۃ القیومیہ، ج، 1، ص، 69، 71

شخصیات کا انسائیکلوپیڈیا اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

(مضمون شیخ العرفاء زبدۃ الواصلین مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) اکبر بادشاہ کے عہد میں مسلمانوں میں ایک فرقہ پیدا ہو گیا تھا جس کا نظریہ تھا کہ اسلام کی تعلیم صرف ایک ہزار سال تک کے لیے تھی لہٰذا ہزار سال پورے ہو چکے ہیں اب اس (اسلام) کی ضرورت نہیں ہے شیخ احمد سرہندی (شیخ العرفاء زبدۃ الواصلین مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) نے اس عقیدے کا بطلان کیا ہزاروں مسلمانوں کو گمراہی سے نکال کر صراط مستقیم پر لا کھڑا کیا اسلام کی تعلیم کو از سر نو زندہ کیا اس لیے آپ (شیخ العرفاء زبدۃ الواصلین مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) کو مجدّد الف ثانی کے نام سے پکارا گیا یعنی ہزار سال کا مجدّد (پرانے کو نیا کرنے والا) آپ (شیخ العرفاء زبدۃ الواصلین مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) اس لقب سے مشہور ہیں۔

عقیدہ ختم نبوت اور مجدد الف ثانی، ص، 73

مکتوبات شریف میں اپنے مجدد ہونے کا ذکر فرمایا ہے

''یہ علوم نبوت کے انوار کے مشکوٰۃ سے حاصل ہوتے ہیں جو دوسری ہزاری کی تجدید کے بعد وراثت کے طور پر تازہ ہو گئے ہیں اور تر و تازگی سے ظہور پایا ہے ان علوم و معارف کا صاحب اس ہزاری کا مجدد ہے اور جاننا چاہیئے کہ ہر صدی کے سرے پر ایک مجدد گذرا ہے ہاں! صدی کا مجدّد اور ہے اور ہزاری کا مجدّد اور جیسا کہ سو اور ہزار میں فرق ہے اسی کے مطابق صدی اور ہزاری کے مجددوں میں فرق ہے بلکہ اس سے بڑھ کر اور مجدد وہ ہے کہ اس زمانہ میں جس قدر فیض امتوں کو پہنچتا ہے وہ اسی مجدد کے توسط سے پہنچتا ہے خواہ اس زمانہ کے قطب اوتاد ابدال اور نجبا بھی کیوں نہ ہوں''

مکتوبات شریف، ج، 2، ن، 1

حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک یہودی مشرف بہ اسلام ہوا

حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حلقہ میں شامل ہوا مرید ہونے کے بعد اس نے بیان کیا میرے اسلام قبول کرنے اور مرید ہونے کا یہ سبب ہے کہ میں تورات پڑھا کرتا تھا اس میں جب یہ آیت پڑھی کہ پیغمبر خدا ﷺ کی ہجرت کے ہزار سال بعد آخری زمانے میں ایک شخص امت محمدیہ ﷺ میں ان اوصاف سے موصوف مبعوث ہوگا اور پورے طور پر اس پیغمبر خدا ﷺ کا نائب ہوگا جب آپ (حضرت خواجہ محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے مریدوں میں سے حضرت سردار اولیاء سیدنا و امامنا شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اوصاف سنے تو بعینہ وہ تھے جو میں نے توریت میں پڑھے تھے حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے راہنمائی کی اور حقیقت اسلام مجھ پر واضح ہوگئی آپ کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے فرزند اور خلیفہ سمجھ کر میں نے اسلام قبول کیا اور مرید ہو گیا ہوں۔

روضۃ القیومیہ، ص، 101

فضیلت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

اولیاء کرام سابق میں سے کسی نے اس بارے میں کلام نہیں کیا تھا یہ تمام باتیں اس بات پر مبنی ہیں کہ پچھلی امتوں میں ہدایت خلق کیلئے ہر قرن اور ہر قریہ میں انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوتے رہے حق تعالیٰ کا رشاد ہے (یعنی ایسی کوئی بستی نہیں رہی جس میں کوئی پیغمبر نہ گزرا ہو) اور ان میں کے بعض مرتبہ رسالت تک پہنچے ہیں چنانچہ حدیث میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی کل تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار اور اور رسولوں کی کل تعداد تین سو سولہ (۳۱۶) ہے ان میں ہر ہزار سال بعد یا اس کے لگ بھگ ایک اولوالعزم پیغمبر مبعوث ہوتا رہا (مثلاً) حضرت آدم علیہ السلام کے ایک ہزار سال بعد حضرت نوح علیہ السلام اور ایسے ہی ان کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے بعد عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے بعد تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ (بہ حیثیت خاتم النبیین تشریف لائے) نے ہدایت خلق کے سلسلے میں آپ کی نیابت کی تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''علماء پیغمبروں (علیہم السلام) کے وارث ہیں'' اور ان کے درمیان ایک شخص زائد مرتبہ والا اسی طرح ہوتا ہے جیسے انبیاء کے درمیان رسول اور ایسا شخص ہر صدی کے سرے پر دین کی تجدید کیلئے برپا کیا جاتا ہے ابوداؤد وغیرہ نے آنحضرت (رحمت اللعالمین حضرت محمد ﷺ) سے روایت کی ہے۔ ''یعنی حق تعالیٰ اس امت میں ہر صدی کے سرے پر ایک ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جو دین کی تجدید کریگا'' اور جب ہزار سال گزر چکے اور اولوالعزم کی نوبت آئی تو حق تعالیٰ نے اپنی عادت قدیمہ کے مطابق دوسری ہزاری (ہزار سال) کیلئے ایک مجدد پیدا کیا جو تمام اولیاء مجددین میں اسی طرح اولوالعزم ہوا جیسے نبیوں اور رسولوں میں گذرے ہیں اور اس مجدد (ہزار سالہ) کو تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بچے ہوئے خمیر سے پیدا کیا گیا اور اسے وہ مقامات و کمالات عطا فرمائے جو کسی نے نہ دیکھے تھے اور اس کے طفیل ان کمالات کو (اس) آخر زمانے میں ظاہر فرمایا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد

اور جد بزرگوار رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ تاجدار مدینہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا یعنی لوگوں کو خوشخبری سناؤ کہ خوش رہو کہ تحقیق میری امت کا حال بارش کی مانند ہے کہ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا آخر بہتر ہے یا اس کا اول یا پھر میری امت کا حال ایک باغ کی طرح ہے کہ جس باغ سے میں ایک سال ایک قسم کا میوہ کھاتا ہوں اور دوسرے سال دوسری قسم کا ہوسکتا ہے کہ اس کی آخری قسم زیادہ وسیع اور زیادہ گہری ہو اور زیادہ بہتر ہو۔ کتاب الزہد میں بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ایسے ہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا ''جس نے میری سنت کو میری امت کے بگاڑ و بے راہ روی کے زمانے میں مضبوط پکڑا، تو اُس کو سو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا'' اس حدیث شریف سے واضح ہوتا ہے کہ آخر زمانے میں بعضے ایسے لوگ ہونگے جن کے علوم و کمالات دوسروں سے وسیع تر عمیق تر اور خوب تر ہوں گے تو جو کوئی فساداتِ امت اور کفر و معاصی کے غلبے کے زمانے میں سنت نبوی ﷺ کو مضبوطی سے تھامے رہے تو اس کو سو شہیداوں کے برابر ثواب ملے گا۔ تاریخ سے اس نظریہ کی تائید نہیں ہوتی۔ حقائق کم و بیش یہ سامنے آتے ہیں۔

ارشاد الطالبین، ص، 108 سے 112

اب گیارھویں صدی کے سرے پر پہنچ چکے ہیں

حضرت علامہ شیخ عبد الحق نقشبندی قادری محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تالیف مرج البحرین (اوائل گیارویں صدی ہجری) میں ایک جگہ اسی ضرورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں اب گیارہویں صدی کے سرے پر پہنچ چکے ہیں دیکھیے یہ سعادت کس کو نصیب ہوتی ہے اور یہ معرکہ آرائی کس کو تفویض کی جاتی ہے اس عظیم الشان کام کیلئے ایسا مرد کامل ہونا چاہیے جو اعجاز حقیقت سے واقف ہو اور نصرت و کامیابی اس کے قدم چومے اور عوام الناس کو اپنی قوت کار اور قوت تصرف سے اس طرح راہ راست پر لائے کہ کسی کو سرتابی کی جرأت نہ ہو خاص کر ان لوگوں کی سرزنش بہت ضروری ہے جنہوں نے حقیقت (دین محمدی ﷺ) کو لہو ولعب سمجھ کر مذاق بنا رکھا ہے اور حق و باطل میں تمیز نہیں کرتے۔

مرج البحرین، ص، 80 سیرت مجدد الف ثانی، M 331 332

اور آگے سنو حضرت علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی ؒ

اپنی کتاب اخبار الاخیار کے آخری صفحات پر تحریر فرماتے ہیں یہ معارف وحقائق اور ہدایات و ارشاد جو سُنے اور دیکھے جا رہے ہیں یہ اس ذات والا صفات کے ہیں جو علی علی (امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ خلیفہ چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے تھے آپ (حضرت ابو سعید راز دار کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) مجدد ہیں سو (۱۰۰) سال کے بعد کے مجدد نہیں بلکہ حضرت امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہزار (۱۰۰۰) سال کے بعد والے مجدد ہیں اور یہ فرق کوئی معمولی فرق نہیں بلکہ بہت بڑا فرق ہے کاش تم لوگ اس سے واقفیت حاصل کرلو (ہم لوگ غلط نہیں کرتے حقیقت بیان کرتے ہیں جو مانے اللہ تعالیٰ

اس کو ایمان کی سلامتی نصیب فرمائے)۔ (بہت سے لوگ سو(۱۰۰) سال کے مجدد کو مانتے ہیں مگر ہزار (۱۰۰۰) سالہ مجدد کو نہیں مانتے ہیں کہتے ہیں کہ سوسالہ مجدد حدیث شریف میں آیا ہے ہزار سالہ مجدد کا کوئی ذکر نہیں اللہ تعالیٰ ہم کو حق بات کہنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرما) (امین یارب العلمین)۔

اخبار الاخیار، ص، 731،732

منقبت شریف

دل کھینچا جاتا ہے اس نور کے مرکز کی طرف

مرکز نور وتجلی ہے دیار سرہند
واہ کیا شان ہے کیا عز و وقار سرہند

صرف انساں ہی نہیں سر بسجود در پاک
ہیں ملک بھی بہ ادب سجدہ گزار سرہند

سرمہ چشم بصیرت ہے در پاک کی خاک
غازہ روئے عقیدت ہے غبار سرہند

ارض سرہند نہیں مطلع انوار ہے یہ
قلم اقبال ہے یوں وصف نگار سرہند

پھول ایماں کے کھلے نور کی کلیاں چٹکیں
آئی جب دین کے گلشن میں بہار سرہند

جس نے اک بار بھی اس در کی زیارت کرلی
ہوگیا بس وہ دل و جاں سے نثار سرہند

دل کھینچا جاتا ہے اس نور کے مرکز کی طرف
چشم پر شوق ہے اور روئے نگار سرہند

خرمن کفر جہاں دیکھا گرا دی بجلی
اللہ اللہ یہ طریقہ یہ شعار سرہند

مکہ و طیبہ و بغداد و دیار اجمیر
ہے انہیں نور کے شہروں میں شمار سرہند

ساقیا مجھ کو مئے ناب سے رغبت کیوں ہو
میں ازل ہی سے ہوں سرمست خمار سرہند

ہر بلا سے ہر اک افتاد سے محفوظ ہوں میں
ہے کھینچا چاروں طرف میرے حصار سر ہند

قبلۂ جاں ہے کوئی کعبہ ایماں کوئی
قبہ نور ہے ایک ایک مزار سر ہند

روضہ پاک ہے نظارہ فردوس بریں
جس نے دیکھا وہ ہوا عاشق زار سر ہند

کوئی تیوم زماں عروۃ الوثقیٰ کوئی
جن سے قائم ہے زمانے میں وتار سر ہند

غوث و ابدال کہیں نازش اسلام کہیں
تجھ میں آسودہ ہیں اے خاک دیار سر ہند

صبح ہے نور فشاں شام ہے نکہت افروز
نور و نکہت سے ہیں پر لیل ونہار سر ہند

روضہ حضرت معصوم کا اللہ رے جمال
جان نظارہ ہے یہ جان بہار سر ہند

لحن دلکش میں قرآن کی تلاوت کا سماں
وقت گل دیکھے کوئی آ کے بہار سر ہند

تقرن دین الٰہی ہوا پامال و تباہ
دشمن دین محمد ﷺ ہوا خوار سر ہند

شاہ سر ہند نے فرمایا قصور اس کا معاف
اور جہانگیر ہوا آ کے نثار سر ہند

یہ حجابات من و تو نہ رہیں گے حائل
عشق میں ہو تو کوئی جیپنہ نگار سر ہند

وصف سر ہند سے قاصر ہے زباں تو میری
چشم پر نم ہے مگر آئینہ دار سر ہند

میں تو دیوانۂ سر ہند ہوں مجھ کو صابر
اور کیا چاہیے بس گوچۂ یار سر ہند

شیخ سرہند، ص 15

حضرت علامہ عبدالحق محدث دہلوی اور شان مجدد الف ثانی

کتاب ''اخبار الاخیار'' مکمل ہوئی لیکن حقیقتاً اس وقت پایہ تکمیل کو پہنچے گی جب کہ زبدۃ المقربین قطب الاقطاب فضیلت مظہر تجلیات الٰہی مصدر برکات نامتناہی امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کچھ حالات تحریر کئے جائیں (جب انسان کو سمجھ آجاتی ہے تو ہم عصر کو ان القابوں سے نوازتے ہیں۔)

اخبار الاخیار، ص، 728

داؤد قیصری جو فصوص کے شارح ہیں

قیصری کے مقدمہ کی فصل دوسری میں لکھتے ہیں کہ ہر ایک اسم اور ستارے کا دورہ ہزار سال بعد ہوتا ہے۔ انبیاء اولوالعزم علیہم السلام کی شریعتیں بھی ہزار ہزار سال رہتی ہیں پس اس امت میں بھی ہزار سال بعد ایک شخص مبعوث ہوگا جو دین کی تجدید کرے گا اور انبیاء علیہم السلام اولوالعزم کا قائم مقام ہوگا۔

روضۃ القیومیہ، ج، 1، ص، 101

حضرت علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور مجدد الف ثانی

آپ (شمس العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی شان میں لکھا ہے ''حضرت شیخ کبیر غوث جہانیاں امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس دورہ کے پیش خیمہ ہیں اس دورہ کے بہت سے معارف اور علوم حضرت قدوۃ السالکین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان مبارک سے صادر ہوئے ہیں حضرت غوث المحققین شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس دورہ کے قطب ارشاد ہیں حضرت شیخ المشائخ مقبول یزدانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھوں پر بہت سے طبعی گمراہ اور بدعتی تائب ہوئے ہیں حضرت عالی امام ربانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعظیم عین مُدوِّر ادوار اور مکون کائنات (یعنی حق سبحانہ تعالیٰ) کی تعظیم ہے حضرت قطب الاقطاب ردیف کمالات مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نعماء و برکات کا شکریہ عین ایزد متعال کا شکریہ ہے۔

سیرت امام ربانی، ص، 42 کلمات طیبات، ص، 162 م، ن، 8

ایک عاقل خدا پرست شخص

جو شہباز لامکانی شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو چکا تھا بیان کرتا تھا کہ میں برہان پور میں حضرت شیخ المشائخ شیخ فضل اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پہنچا جن کو اس سرزمین (دکن) کا قطب کہا جاسکتا ہے انھوں نے مجھ سے غوث یزدانی شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اخلاق واطوار کے متعلق دریافت کیا کہ تم تو ان کی خدمت میں رہے ہو بتاؤ کہ وہ کیسے ہیں؟ میں نے کہا کہ میں ان کے باطنی احوال کیا بیان کرسکتا ہوں البتہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ ظاہر وغائب میں جس طرح وہ سنت اور اس کی باریکیوں کی رعایت فرماتے ہیں اگر اس زمانے کے تمام مشائخ کرام بھی جمع ہو جائیں تو اس کا سوواں حصہ بھی ادا نہیں کرسکتے حضرت شیخ المشائخ شیخ فضل اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت زیادہ خوش ہوئے اور فرمایا کہ جو کچھ اسرار حقیقت یہ قطب

الا قطاب (شیخ کبیر حضرت شیخ احمد کابلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں اور لکھتے ہیں وہ سب صحیح اور حقیقی ہیں اور وہ اس معاملے میں بالکل سچے ہیں اور محقق بھی ہیں کیونکہ قول کی سچائی اور حال کی بلندی محض حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کمال اتباع کی وجہ سے ہوتی ہے مجھے (اسی لئے) ان سے پوری طرح غائبانہ اخلاص اور محبت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس زمانے میں آنجناب (حضرت عالی امام ربانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کو بادشاہ وقت (جہانگیر) نے بعض دشمنان اسلام کے کہنے پر اپنے پاس بلا کر سجدہ تعظیمی کرنے پر مجبور کیا اور آپ (حضرت عالی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اسے سجدہ نہیں کیا اور (اس کی پاداش میں) آپ (حضرت عالی امام ربانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کو قلعہ گولیار میں قید کر دیا گیا تو حضرت شیخ المشائخ شیخ فضل اللہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیشہ پنج گانہ نمازوں میں آپ (حضرت واقف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی رہائی کیلئے دعا اور فاتحہ کیا کرتے تھے پھر جب کوئی شخص ان کی خدمت میں عقیدت اور ارادت سے جاتا اور ان کو معلوم ہو جاتا کہ وہ سرہندی (سرہند شریف سے) ہے تو وہ فرماتے کہ تعجب ہے کہ تم حضرت کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے شہر میں رہتے ہو اور دوسری جگہ مرید ہونا چاہتے ہو کیا سورج کو چھوڑ کر ستاروں کی طرف رجوع کرتے ہو۔

زبدۃ المقامات، ص، 276، حضرات القدس، ص، 61

شیخ احمد حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی ایک آفتاب ہیں

(حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی زبان سے میں نے سنا انھوں نے فرمایا کہ جس زمانہ میں کہ یہ فقیر (حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) حضرت دراالاعظم" قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں تھا اور آپ (قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اپنے تمام ساتھیوں سے فرمایا تھا کہ امام المحققین حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جاؤ اور جس قسم کے شغل کا حکم وہ دیں اسی طریقہ کے مطابق مشغول رہو اور ان کی خدمت میں ہماری تعظیم نہ کرو بلکہ اپنی توجہ کو ہماری طرف نہ کرو اس اثنا میں اس فقیر (حضرت شیخ المشائخ میر محمد نعمان صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) سے فرمایا کہ میاں شیخ احمد (حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) ایک آفتاب ہیں کہ ہماری طرح کے ہزاروں ستارے ان کے ضمن میں گم ہیں اور متقدمین اولیائے کاملین میں ان کے مثل کم گزرے ہوں گے اس کے بعد پورے اعتقاد کے ساتھ میں (حضرت شیخ المشائخ میر محمد نعمان صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) آپ (حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں پہنچا۔

زبدۃ المقامات، ص، 223

حضرت مجدد الف ثانیؒ کامل مردوں اور محبوبوں میں سے ہیں

"قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہے آپ (حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کامل مردوں اور محبوبوں میں سے ہیں۔" ایک بار (قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرمایا کہ" آج آسمان کے نیچے اس مبارک گروہ میں ان کے مثل کوئی نہیں۔ ایک دن (قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ:"صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و کامل تابعین اور مجتہدین کے بعد آپ (حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے مثل اخص الخواص میں سے معدودے چند نظر آتے ہیں۔"

قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا "ہم نے ان تین چار سالوں میں شیخی نہیں کی بلکہ چند روز کھیل کھیلا لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ ہمارا یہ کھیل اور ہماری یہ دکانداری بے فائدہ نہیں رہی کہ ان (حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) جیسا شخص بروئے کار آیا۔"

زبدۃ المقامات، ص، 226

حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہؒ نے اپنے کو شیخی کے کام سے کھینچ لیا اور طالبوں کو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے حوالہ کیا

حضرت فرید عصر مولوی محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے سنا آپ (حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ ہمارے قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طالبوں کی تربیت میں سرگرمی اسی زمانے تک تھی جب تک کہ ہمارا (حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) معاملہ انتہا کو نہیں پہنچا تھا جب میرے کام سے فارغ ہوئے تو دکھائی دیا کہ اپنے آپ کو (قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اپنے کو شیخی کے کام سے کھینچ لیا اور طالبوں کو ہمارے (حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے حوالہ کرتے ہوئے فرمایا کہ"اس بیج کو ہم سمرقند اور بخارا سے لائے اور ہندوستان کی بابرکت زمین میں اس کو بویا۔"

زبدۃ المقامات، ص، 227

مدنی تاجدار ﷺ قطب العارفین مجدد الف ثانیؒ کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ جس کو ہم سے اخلاص ہوگا اُسے اِن سے بھی اخلاص ہوگا

حضرت شیخ المشائخ فرید عصر شاہ غلام علی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسالے میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگرچہ حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابتداء میں بلا تحقیق و تفتیش حضرت مجدد (قطب العارفین سراج السالکین مجدد الف

ثانی رحمۃ اللہ علیہ) پر اعتراضات کئے تھے مگر انکشاف حقیقت کے بعد رجوع کیا پھر رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفی ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو دیکھا کہ حضرت رسالت پناہ مدنی تاجدار ﷺ قطب العارفین سراج السالکین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کر کے ارشاد فرماتے ہیں "جس کو ہم سے اخلاص ہوگا ان سے بھی ہوگا" جب شیخ (حضرت علامہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے حضرت رسالت (رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفی ﷺ) کی یہ شفقت دیکھی تو اپنے خیالات سے تائب ہوئے اور حضرت شیخ المشائخ خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ حضرت خواجہ حسام الدین احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں تحریر لکھ کر بھیج دی۔

علماء ہند کا شاندار ماضی، ص، 184

حضرت علامہ مفتی غلام سرور لاہوری اور شان مجدد الف ثانی

اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ آپ (مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) عالم راسخ غوث العالمین قطب الاقطاب صاحب خوارق وکرامت جامع درجات ولایت دافع بدعت وضلالت عامل سنت وجماعت وارثِ کمالات نبویہ مزین اطوار احمد یہ عارج معارج نقشبندیہ امام طریقت اور مقتدائے حقیقت ہیں۔

خزینۃ الاصفیاء، ص، 151

حضرت مجدد الف ثانی کا مرتبہ

ایک روز کسی شخص نے آپ (حضرت شیخ المشائخ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) کے سامنے یہ کہا کہ حضرت عالی امام ربانی سلطان طریقت کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تمام اولیائے ہند کے برابر ہیں تو مرشد برحق (حضرت شیخ المشائخ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) نے تبسم فرمایا اور فرمانے لگے کہ تمام اولیائے زمین کے برابر۔

فیض نقشبند در معارف، ص، 315

حضرت علامہ عبدالحکیم قطب سیالکوٹ اور شان مجدد الف ثانی

حضرت مجدد (مقبول یزداں قبلہ درویشاں مجدد لف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے بارے میں علامہ مولانا عبدالحکیم قطب سیالکوٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ بزرگوں کے کلام پر ان کی مراد اور مقصد کے خلاف اعتراض کرنا نہایت جہالت ہے اور اس کا نتیجہ برا ہوتا ہے لہٰذا مشیخت پناہ عرفان دستگاہ شیخ احمد (مقبول یزداں قبلہ درویشاں مجدد لف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے کلام کو رد کرنا جہالت اور ناسمجھی ہے۔

حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، ص، 5

حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی اور شان مجدد الف ثانی

ایسے پر آشوب دور میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد (مقبول یزداں قبلہ درویشاں مجدد لف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو پیدا کیا تا کہ اسلام کی نضارت عود کرے اہل ہوا اور منافقوں کی گمراہی زائل ہو۔ حضرت مجدد (مقبول یزداں قبلہ درویشاں مجدد لف ثانی رحمۃ اللہ

علیہ) کو بارگاہ نبوی ﷺ سے جو نسبت غلامی تھی اس کا اثر آپ (مقبول یزداں قبلہ درویشاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے کلام پر ظاہر و باہر تھا۔

ایک فاضل عزیز سے میری (حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی صاحب) بات ہوئی اور ہم دونوں نے حضرت شیخ المشائخ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب جمع الجوامع کی اوراق گردانی کی اور ہم کو یہ حدیث شریف دستیاب ہوئی "یکون فی امتی رجل یقال له صلة ید خل الجنة بشفاعته کذا و کذا" (ترجمہ) میری امت میں ایک شخص ہو گا اور اس کو صلہ کہا جائے گا اس کی شفاعت سے اتنے اتنے جنت میں داخل ہوں گے۔

حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، ص، 15، 108

حضرت مفتی ضیاء الدین قادری مدنی اور شان مجدد الف ثانیؒ

مدینہ منورہ کے شیخ وقت حضرت مفتی ضیاء الدین قادری مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۱۴۰۱ ہجری ۱۹۸۱ء) نے بقول شیخ عارف مدنی دونوں دست مبارک سر پر رکھ کر فرمایا کہ حضرت مجدد (شمس العارفین تاج اولیاء شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہمارے سر کے تاج ہیں ہمارے سر کے تاج ہیں حضرت مفتی ضیاء الدین قادری مدنی عبدالحکیم قطب سیالکوٹی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) کی اولا د امجاد سے ہیں جنہوں نے سب سے پہلے شیخ احمد سرہندی (شمس العارفین تاج اولیاء شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو "مجدد الف ثانی" فرمایا آپ حضرات نے ملاحظہ فرمایا کہ ہر مسلک فکر کے علماء ومشائخ نے حضرت مجدد (شمس العارفین تاج اولیاء شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو رہبر و پیشوا مانا ہے پھر کیوں نہ ہم سب آپ (شمس العارفین تاج اولیاء شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ علیہ) کا دامن تھام لیں اور متحد ومتفق ہو کر دنیا میں انقلاب برپا کر دیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العلمین۔

صراط مستقیم، m، ص، 6

حضرت علامہ فیض احمد اویسی اور شان مجدد الف ثانیؒ

حضرت شیخ الاسلام تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تمام فضائل اور کمالات بجا ہیں لیکن میرے (علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی صاحب) نزدیک آپ (حضرت عندلیب گلشن راز قبلہ درویشاں تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا سب سے بڑا کمال اکبر بادشاہ کے دین الٰہی کا مقابلہ ہے کیونکہ بقول علامہ آسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اگر حضرت شیخ الاسلام تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسلام کا کلمہ بلند نہ کرتے اور اکبر بادشاہ کے دین الٰہی کو پھلنے پھولنے دیتے تو بعد میں کیا صورت حال ہوتی اگر آپ کے پاس زیادہ ضخیم کتابیں پڑھنے کا وقت نہیں تو یہی چند اوراق کسی قسم کے تعصب سے بالاتر اور انصاف سے مزین ہو کر پڑھ لیجئے شاید کچھ اجالا نظر آ جائے برصغیر میں اسلام نزع کے عالم میں تھا جب حضرت مجدد (حضرت شیخ الاسلام تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی مسیحا نفسی نے نشاۃ ثانیہ بخشی اور خدانخواستہ آپ (حضرت شیخ

الاسلام تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کا ظہور نہ ہوتا تو یہاں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبد العزیز نہ ہوتے اور نہ فاضل بریلوی (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم) نہ کوئی صوفی ہوتا اور نہ محقق بلکہ میرے (علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی صاحب) خیال ناقص میں ہے کہ حضرت قبلہ درویشاں تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اکبر بادشاہ کے دین الٰہی کا قلع قمع نہ کرتے تو آج نہ دین اسلام کا نام ہوتا نہ مساجد و مدارس کا نشان ہوتا تو ایسے محسن اسلام سے محبت وعقیدت کی بجائے بغض وعداوت کی جائے تو خودکو جہنم میں دھکیلنے کے مترادف ہے۔ شان قیومیت ،ص، 31

اگر اس کے دامن تک ہاتھ نہ پہنچ سکا تو اس کے دوستوں کا دامن تو پکڑ سکتے ہیں

مولانا ابوالکلام آزاد نسبت مجددی پر اپنے دلی جذبات کا اظہار اس طرح فرماتے ہیں۔ یہی نسبت اور ارادت کی ایک دولت ہے جو شاید ہم بے مایگان کار اور تہی دستان راہ کیلئے توشۂ آخرت اور وسیلۂ نجات ثابت ہو اگر اس کے دامن تک ہاتھ نہ پہنچ سکا تو اس کے دوستوں کا دامن تو پکڑ سکتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ اس راہ میں ثبات و استقامت عطا فرمائے (آمین) اور اس کے دوستوں کی محبت وارادت سے ہمارے قلوب ہمیشہ معمور اور آباد رہیں۔ سیرت مجدد الف ثانی ،m،ص، 347

مجدد الف ثانی کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ میں اور آپ آج مسلمان تو کہلاتے ہیں

مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں وہ جس کی مثال دنیائے اسلام میں کمیاب ہے جس نے عین اس وقت اسلام کی کشتی کو غرقاب ہونے سے بچایا جب چاروں طرف سے طوفانی ہوائیں اس کے خلاف چل رہی تھیں جس کی آواز سرہند شریف سے اٹھی اور پورے ملک ہندستان میں پھیلی اور پھیلتی ہوئی تمام ممالک اسلامیہ تک پہنچ گئی جن کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ میں اور آپ آج مسلمان تو کہلاتے ہیں۔ انتہی سیرت مجدد الف ثانی ،m،ص، 346،ص 13

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ظاہر ہو کر فرمایا کہ سرزمین ہند میں ایک عزیز مبعوث ہوا ہے

آپ (شیخ الشیوخ حضرت نصیر احمد رومی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) ایک روز حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ کے روضہ اقدس کے زیر سایہ بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ نے ظاہر ہو کر فرمایا کہ سرزمین ہند میں ایک عزیز مبعوث ہوا ہے۔ جو تمام اولیائے امت سے افضل ہے اگر اپنی سعادت چاہتے ہو تو اس کی خدمت میں چلے جاؤ اور اس سے دعا اور توجہ طلب کر کے اسے اپنے لئے دین ودنیا کا سرمایا بناؤ سید السادات شیخ الشیوخ حضرت نصیر احمد رومی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مذکور حسب الارشاد حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ ہند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب منزلیں طے کر کے شہر لاہور میں پہنچے تو حضرت شمع بزم عرفاں برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف ارادت سے مشرف ہوئے۔ روضۃ القیومیہ ،ج،1،ص، 209

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ذکر کہاں کہاں نہیں

جناب قدیر مرزا نے بھی لندن یونیورسٹی میں پیش کرنے کیلئے حضرت سردار اولیاء و امامنا شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ایک مقالہ لکھا ہے آپ (قدیر مرزا) نے ملاحظہ فرمایا حضرت سردار اولیاء و امامنا شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذکر کہاں کہاں نہیں انگلستان میں آپ (حضرت ابوسعید رازدارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) کا ذکر فرانس میں آپ (حضرت ابوسعید رازدارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) کا ذکر اٹلی میں آپ (حضرت ابوسعید رازدارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) کا ذکر افغانستان میں آپ (حضرت ابوسعید رازدارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) کا ذکر ہالینڈ میں آپ (حضرت ابوسعید رازدارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) کا ذکر امریکہ میں آپ (حضرت ابوسعید رازدارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) کا ذکر ترکی میں آپ (حضرت ابوسعید رازدارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) کا ذکر مصر میں آپ (حضرت ابوسعید رازدارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) کا ذکر حجاز میں آپ (حضرت ابوسعید رازدارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) کا ذکر اور پاکستان وہندوستان کی فضائیں تو نہ معلوم کب سے آپ (حضرت ابوسعید رازدارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) کے ذکر سے گونج رہی ہیں بلاشبہ شاہوں کو وہ عظمت وشوکت نصیب نہیں جو تاجدارِ دو عالم ﷺ کے غلاموں کا مقدر بن چکی ہے۔

دربار شہنشاہی سے خوش تر مردان خدا کا آستانہ!

سیرت مجدد الف ثانی، m، ص، 405

مجدد الف ثانیؒ کا مقام ایسا ہے جیسے نبیوں میں کسی اولوالعزم نبی کا

نواب صدیق حسن خاں مشرباً اہل حدیث تھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے شمس العارفین تاج اولیاء شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان الفاظ سے یاد کیا ہے کے کشف کی بلندی کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سارے کشف سرچشمہ صحو سے سرزد ہوئے ہیں کوئی کشف بھی مخالف شرع نہیں۔ البتہ بعض کشف ایسے ہیں۔ جن کے بابت شریعت خاموش ہے اولیاء کرام میں آپ (شمس العارفین تاج اولیاء شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا وہ مقام ہے جو نبیوں میں کسی اولوالعزم نبی کا۔

دردم از یار است و درماں نیز ہم
دل فدائے او شد وجاں نیز ہم

چو ایشاں طبیبان ایں ملت اند
زماہر نمط لائق مدحت اند

تذکرہ امام ربانی مجدد الف ثانی، ص، 302

قبلہ حضرت مبارک مدظلہ العالی اور شان مجدد الف ثانیؒ

قبلہ حضرت مبارک مدظلہ عالی کی نظر میں مقبول یزدانی قبلہ درویشاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ مجدد علم الکلام بھی ہیں۔ مجدد

الف ثانی بھی ہیں عالم ربانی اور فقیہہ بھی ہیں اور صوفی راسخ بھی ہیں۔

ہدایت السالکین ،ص ،22

آفتاب کی طرح روشن اور ثابت ہے

سید عروج احمد قادری شیخ العرفاء زبدۃ الواصلین مجدّدالف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا مجاہدانہ کارنامہ اقامت سنت اور رد بدعت کے ساتھ ان کا بے انتہا شغف اسلام کے ساتھ ان کی پرجوش محبت ان کی حق پرستی وحق دوستی اور ان کا تقویٰ وطہارت اپنی جگہ آفتاب کی طرح روشن۔اور ثابت ہے۔

ختم نبوت اور مجدد الف ثانی ،ص ،70، 71

پروفیسر ایس احمد شیخ اور مجدد الف ثانیؒ

شیخ العرفاء زبدۃ الواصلین مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے جس پامردی اور اولوالعزمی کے ساتھ فتنہ اکبری اور دین الٰہی اور فتنہ جہانگیری کا مقابلہ کیا تاریخ کے اوراق اس پر شاہد ہیں۔

شیخ سرہندی ،ص ،158

اردو دائرہ معارف اسلامیہ

میں شیخ العرفاء زبدۃ الواصلین مجدّدالف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے اکبری فتنہ کے ضمن میں تحریکی کردار کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے ”اکبر بادشاہ کے عہد کی بے اعتدالیوں نے سلطنت مغلیہ کی اسلامی حیثیت کو جس طرح مسخ کر رکھا تھا اور ملک بھر میں کچھ تو عجمی تصوف اور کچھ بھگتی تحریک کے زیر اثر جو ملحدانہ خیالات اور تحریکات پھیل رہی تھیں ان کے ازالہ میں شیخ العرفاء زبدۃ الواصلین مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی مساعی فیصلہ کن ثابت ہوئیں یہی وجہ ہے کہ جن حضرات کو اس امر میں شبہ ہے کہ شیخ العرفاء زبدۃ الواصلین مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی دعوت کا ایک رخ سیاسی تھا وہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام اور ہندو مذہب کی آمیزش کا وہ عمل جو سیاحت معاشرت اور تہذیب وتمدن میں جاری تھا۔ حضرت مجدّد (شیخ العرفا حضرت مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) ہی کی کوششوں سے رکا۔

عقیدہ ختم نبوت اور مجدد الف ثانی ،ص ،73

عبد المجید سالک اور شان مجدد الف ثانیؒ

اکبر بادشاہ کا عہد ہندوستان میں اسلام کی مظلومی کا عہد تھا اس بادشاہ کی الحاد پرستی اور اس کے دین الٰہی نے دربار کو محمد (ﷺ) کے دین مقدس سے بالکل بیگانہ رکھا تھا ملک میں شرک وبدعت رقص اباحت اور عیش وعشرت کا دور دورہ تھا علمائے حق خوف ورسوائی سے زاویہ نشین ہوگئے تھے۔اور شریعت اسلامی انتہائی کسمپرسی کے عالم میں تھی عین اس زمانے میں شریعت وطریقت کا ایک آفتاب طلوع ہوا، ابوالبرکات حضرت شیخ احمد (حضرت شیخ الاسلام شمس العارفین شیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ)

عقیدہ ختم نبوت اور مجدد الف ثانی ،ص ، 77

مولانا محمد سعید احمد اور مجدد الف ثانیؒ

امام ربانی (حضرت شیخ الاسلام شمس العارفین شیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ) نے اکبر بادشاہ کے دورِ حکومت میں اس وقت کلمہ حق بلند کیا جب (اکبر بادشاہ کی) حکومت کے خلاف کسی کو ایک لفظ بھی بولنے کی اجازت نہ تھی جو بولتا یا توقتل کر دیا جاتا یا گلے میں پتھر باندھ کر سمندر میں پھینک دیا جاتا۔ اکبر بادشاہ جیسے مطلق العنان بادشاہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جرأت ایمانی اور غیرت اسلامی کا پیکر جلیل بن کر اگر کسی نے اس کو للکارا تو وہ امت کا ''مجدد الف ثانی'' تھا۔

عقیدہ ختم نبوت اور مجدد الف ثانی، ص، 79

یورپ کی نظر میں

حضرت سردار اولیاء مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی اصل حیثیت مبلغ دین کی ہے ڈاکٹر آرنلڈ کی کتاب ''پریچنگ آف اسلام'' میں ہے شہنشاہ جہانگیر (۱۶۰۵ء تا ۱۶۲۷ء) کے عہد میں ایک سنی عالم شیخ احمد (حضرت سردار اولیاء مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نامی تھے۔ جو شیعی عقائد کی تردید میں خاص طور پر مشہور تھے۔ شیعوں کو اس وقت دربار میں رسوخ حاصل تھا۔ ان لوگوں نے کسی بہانہ سے انہیں قید کرادیا۔ دو برس وہ قید میں رہے اور اس مدت میں انہوں نے اپنے رفقائے زنداں میں سے سینکڑوں بت پرستوں کو حلقہ بگوش بنالیا۔

تذکرہ امام ربانی مجدد الف ثانی، ص، 303

پاکستان ہسٹری بورڈ کی تالیف

اے شارٹ ہسٹری آف ہندو پاکستان کے مؤلف نے لکھا ہے جہانگیر بادشاہ کی تخت نشینی کے بعد دین الٰہی اپنی موت مرگیا بہر کیف اس الحاد وارتداد کے خلاف جو زوردار آواز اٹھائی گئی وہ حضرت عالی امام ربانی قیوم اول مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی آواز تھی جن کو حضرت مجدد الف ثانی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

اے شارٹ ہسٹری ہندو پاک، ص، 299

مجدد الف ثانیؒ کے اثرات کا ذکر نہ کیا جائے تو یہ تاریخ ہی نامکمل رہے

ڈاکٹر محمد یٰسین مغل سیاست پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ دور جہانگیری کی تاریخ لکھتے وقت اگر مغل سیاست پر حضرت عالی امام ربانی قیوم اول مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اثرات کا کوئی ذکر نہ کیا جائے تو اندیشہ ہے کہ یہ تاریخ ہی نامکمل رہے۔

روضۃ القیومیہ، ج، 1، ص، 47

ڈاکٹر حفیظ ملک اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر اقبال پر حضرت عالی امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں حضرت عالی امام ربانی قیوم اول مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عظمت اور جہانگیر بادشاہ کے سامنے سجدہ تعظیمی سے آپ (حضرت سیّدی سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کے انکار کو ڈاکٹر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سراہا ہے مسلمانوں کیلئے آپ (حضرت سیّدی سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) نے جو خدمات انجام دیں ان کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے آپ (حضرت سیّدی سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کو ہندوستان میں ملت اسلامیہ کا روحانی نگہبان و پاسبان قرار دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ جو خطرات اکبر بادشاہ کی مذہبی اور سیاسی بدعات واختراعات میں پوشیدہ تھے اللہ تعالیٰ نے اس سے آپ (حضرت سیّدی سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کو بروقت آگاہ اور خبردار کر دیا۔

ایس ایم اکرام سویلائزیشن انڈیا پاکستان،ص، 270

مشہور محقق پروفیسر عزیز احمد لکھتے ہیں

برصغیر پاک وہند میں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمات کو سراہتے ہوئے لکھتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ (حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) کی نگارشات اور آپ (حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) کے اثرات نے ہندوستان میں اسلام کے انتشار اور الحاد کو روکا آپ (حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) نے مذہب کی حرکیت اور تصوف کی باطنی قوت کو دوبارہ مجتمع کیا اسلامی ہند میں مذہبی متصوفانہ فکر اسلامی سلسلے میں آپ (حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمات نہایت ہی نمایاں اور ممتاز ہیں۔

روضۃ القیومیہ، ج، 1،ص 48

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اوضاع واطوار میں مبالغہ تو در کنار اصل سے بھی کم لکھے گئے

ایک جید عالم کسی تقریب سے ہندوستان کے بڑے امیر تربیت خاں کے گھر میں گیا جو کہ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تجدید الف اور قیومیت کی نسبت شاکی تھا امیر نے اس عالم سے پوچھا کہ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین عندلیب گلشن راز مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے ؟ اس عالم نے کہا کہ حضرت عندلیب گلشن راز قبلہ درویشاں تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اوضاع واطوار دیکھ کر گذشتہ اولیاء کرام کی نسبت میرا یقین زیادہ ہو گیا ہے کیونکہ جب میں گذشتہ اولیاء کرام کے حالات کتابوں میں پڑھتا تھا تو مجھے خیال ہوتا تھا کہ شاید مریدوں

نے مبالغہ سے کام لیا ہے لیکن جب حضرت قبلہ درویشاں تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اوضاع واطوار دیکھے تو یقین ہو گیا کہ انہوں نے مبالغہ تو درکنار اصل سے بھی کم لکھے ہیں۔

روضۃ القیومیہ، ص، 243

اُن کی شان اس سے بھی اعلیٰ وارفع ہے

کاشف اسرار ملا بدر الدین سرہندی رحمۃ تعالیٰ علیہ نے فرمایا حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک منکر نے مجھے کہا کہ حضرت عندلیب گلشن راز قبلہ درویشاں تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ دعویٰ ہے کہ اگر حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس وقت زندہ ہوتے تو میری خدمت کرتے مجھے یہ سن کر تعجب ہوا میں نے کہا یہ تو حضرت شیخ الاسلام والمسلمین تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انداز بیان نہیں کہ اس قسم کی باتیں زبان پر لائیں اتفاقاً انہیں دنوں میں مرض طاعون میں مبتلا ہو گیا ایک رات شدت مرض میں کیا دیکھتا ہوں کہ فرشتہ میری جان قبض کرنے کیلئے آسمان سے اترا ہے میں حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آموجود ہوئے ہیں اور فرشتے کو فرماتے ہیں کہ سیدزادہ کو زندگی بخشی گئی ہے تم واپس چلے جاؤ فرشتہ نے پوچھا کہ سبب کیا ہے فرمایا کہ یہ مرجاتا تو تین آدمی کافر ہو جاتے پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگرچہ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین عندلیب گلشن راز مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ بات جو اس منکر نے بیان کی ہے نہیں فرمائی لیکن ان کی شان اس سے بھی اعلیٰ وارفع ہے۔

حضرات القدس، ص، 66

دنیا اور خدا عزوجل میں وہی رشتہ ہے جو خالق ومخلوق میں ہوتا ہے اتحاد وحلول کی تمام تقریریں الحاد ہیں

لندن یونیورسٹی کے فاضل پیٹر ہارڈی نے توحید وجودی کے بارے میں حضرت عالی امام ربانی کمالات نبوت وولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی تنقیدات کا تجزیہ کیا ہے انہوں نے لکھا ہے کہ حضرت قطب الاقطاب مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خیال میں حضرت شیخ کبیر محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے مکتب فکر نے سلوک کی صرف ایک منزل یا حال فنا کے متعلق کہا ہے یہ کوئی آخری منزل نہیں ہے مقام، فنا پر پہنچ کر سالک خود فراموش ہو جاتا ہے اور ذات باری تعالیٰ میں اتنا محو ہو جاتا ہے کہ نیہ اللہ کا اس کو احساس تک نہیں رہتا واقعہ یہ ہے کہ حضرت شیخ کبیر محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ داخلی اور خارجی میں تمیز نہ کر سکے حالانکہ اس مقام پر بھی ان کو اہل دنیا کا ضرور احساس رہنا چاہیئے تھا تا کہ وہ خالق ومخلوق میں تمیز کر سکتے ورنہ ان کی گفتگو صرف خدا عزوجل ہی کے بارے میں ہوگی۔ منزل فنا سے اوپر بھی ایک اور منزل ہے جہاں حضرت شیخ کبیر محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہیں پہنچے اس منزل پر سالک کو یہ پتا چلتا ہے کہ خدا عزوجل کو محض وجدان کے ذریعے نہیں پہچانا جا سکتا اس لئے انسان کو وحی اور علوم دینیہ کی قدر کرنی چاہئیے جس کی بنیاد سراسر وحی پر ہے دوسرے الفاظ میں یوں کہنا چاہیئے کہ انسان کو شریعت مصطفی علیہ السلام کی قدر ومنزلت کرنی چاہئیے۔

حضرت سلطان طریقت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صاف صاف تحریر فرمادیا ہے دنیا اور خدا عزوجل میں وہی رشتہ ہے جو خالق ومخلوق میں ہوتا ہے اتحاد وحلول کی تمام تقریریں الحاد ہیں جو سالک کی باطنی غلط فہمی سے پیدا ہوتی ہیں۔

سیرت مجدد الف ثانی، m، ص، 144

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنا سر مبارک سینۂ اقدس تک مزار اقدس سے باہر نکالا

حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے تھے کہ ایک بار ایک صاحب زادہ (میر اسد اللہ رحمۃ اللہ علیہ) سرہند (شریف) جارہا تھا تو میں (حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اس سے کہا کہ آپ میرا اسلام نیاز حضرت مجدد (حضرت رموز اسرار قرانیاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں کہہ دیں۔ اس نے آکر اطلاع دی کہ جب تمہارا اسلام مزار مبارک پر جاکر عرض کیا تو حضرت مجدد (حضرت رموز اسرار قرانیاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنا سر سینہ تک مزار اقدس سے باہر نکال کر کہا انبساط واشتیاق سے فرمایا کہ کون مرزا جو ہمارا دیوانہ وشیفتہ ہے علیک وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وبرکاتہ صاحب زادہ صاحب (میر اسد اللہ رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا کہ مجھے کبھی حضرت مجدد (حضرت رموز اسرار قرانیاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی زیارت کا شرف حاصل نہیں ہوا تھا لیکن آپ (حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے واسطے سے مجھے یہ سعادت نصیب ہوگئی اور وہ میری تعظیم پہلے سے بھی زیادہ کرنے لگے تمہیں ہمارے جد امجد کا بہت زیادہ قرب ومنزلت حاصل ہے۔

مقامات مظہری، ص، 305

تم نے حضرت شیخ بہاء الدین نقشبند مشکل کشاہ رضی اللہ عنہ میں ہم سے کونسی زیادتی دیکھی

حضرت خواجہ محمد زبیر خلفۃ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت خواجۂ خواجگان شیخ بہاء الدین والدین نقشبند مشکل کشاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت شیخ الجن والانس سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر فضیلت دیا کرتا تھا ایک روز حضرت شیخ الجن والانس سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ظاہر ہوکر فرمایا کہ تم نے بھائی حضرت خواجۂ خواجگان شیخ بہاء الدین والدین نقشبند مشکل کشاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہم سے کونسی زیادتی دیکھی ہے جو انہیں ہم سے افضل جانتے ہو میرے والد بزرگوار نے حضرت خواجہ محمد زبیر خلفۃ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے بیان کی کہ آئندہ میں فضیلت نہ دوں گا آنحضرت (حضرت خواجہ محمد زبیر خلفۃ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ان دونوں بزرگوں کو سوائے حضرات مشائخ سرہند صحابہ اور تابعین کے تمام اولیائے امت سے افضل جانتے تھے۔

روضۃ القیومیہ، ج،4،ص،345

اس ملک ہندوستان کے ایک شیخ طریقت نے مجھے کہا

(خواجہ محمد احسان مجددی کو) کہا کہ حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حجۃ اللہ حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سوا تمام اولیائے

امت سے حضرت شیخ الجن والانس شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ افضل ہیں میں (خواجہ محمد احسان مجددی نے) کہا ان بزرگوں کے بعد حضرت خواجۂ خواجگان شیخ بہاء الدین والدین نقشبند مشکل کشاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ باقی تمام اولیائے امت سے افضل ہیں اسی اثناء میں حضرت سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ظاہر ہوکر فرمایا کہ تم بھائی حضرت خواجۂ خواجگان شیخ بہاء الدین والدین نقشبند مشکل کشاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو کس وجہ سے فضیلت دیتے ہو میں (خواجہ محمد احسان مجددی) نے عرض کیا جیسا کہ حضرات (مشائخ) سرہند کا عقیدہ ہے ہم ان دونوں بھائیوں کو برابر سمجھیں گے۔

روضۃ القیومیہ، ج،3، ص،94

مکاشفہ حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ فرماتے ہیں

کہ حضرت قطب جہانیاں مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے فرزندوں کے سوا باقی تمام اولیائے امت سے حضرت خواجۂ خواجگان شیخ بہاء الدین والدین نقشبند مشکل کشاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت شیخ الجن والانس سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ افضل ہیں۔

روضۃ القیومیہ، ج،3، ص،206

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور شان مجدد الف ثانی

آپ طریقۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت شیخ المشائخ جگر مجددی مرزا مظہر جان جاناں رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اجل خلفاء میں سے ہیں حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ آپ (حضرت قاضی ثناء اللہ نقشبند مجددی پانی پتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کو اپنے زمانہ کا بیہقی کہا کرتے تھے آپ (حضرت قاضی ثناء اللہ نقشبند مجددی پانی پتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی تفسیر مظہری عربی علماء میں نہایت مقبول ہے سلوک میں ارشاد الطالبین اور فقہ میں مالا بد اور دیگر کتب تصنیف فرمائی ہیں آپ (حضرت قاضی ثناء اللہ نقشبند مجددی پانی پتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) تفسیر مظہری میں بہت جگہ حضرت مجدد (حضرت سردار اولیاء و امامنا شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے معارف بطور سند قال المجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ کر نقل فرماتے ہیں مثلاً تفسیر مظہری جلد 6 صفحہ 275 قال المجدد للالف الثانی رضی الله عنه ان الكعبة بيت الله مع كونها متجسداً مرئيا لها شبه بمالا كيف له ايضاً سوره النحل جلد 5 صفحہ 65 واتينه فی الدنيا حسنة قال المجدد رضی الله عنه المراد بها الخلة الخ ايضاً سوره بنی اسرائيل جلد 5 صفحہ 85 قال المجدد رضی الله عنه لصلوة التهجد مدخلا عظيما فی مقام الشفاعة ايضاً سوره النساء جلد 2 صفحہ 646 قال المجدد رضی الله عنه الخليل هو النديم الذی يعرض المرء عليه اسرار محبه و محبوبه وغیرہ۔

سیرت مجدد الف ثانی، Z، ص، 378

حضرت مجدد الف ثانیؒ بشکل مثالی مجھ پر ظاہر ہوئے تھے

حضرت حافظ محمد ہاشم مجددی نے دوشنبہ ۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۴ھ ۱۴ ستمبر ۱۹۶۴ء میں کوئٹہ بلوچستان میں مجھ سے بیان کیا کہ ایک جلسہ میں میری (ابوالحسن زید فاروقی صاحب کی) ملاقات مولانا سیّد سلیمان ندوی سے ہوئی وہ مجھ سے بڑی محبت سے ملے اور مجھ کو اپنا یہ واقعہ سنایا۔ میرے تین دوست اپنی موٹر میں لاہور سے دہلی آئے۔ مراجعت کے وقت اصرار کر کے مجھ کو اپنے ساتھ لیا جب سرہند (شریف) پہنچے وہ زیارت وفاتحہ کے لئے امام وقت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ پر گئے چونکہ مجھے اس زمانے میں بزرگان دین سے لگاؤ نہ تھا میں برائے فاتحہ نہ گیا بلکہ مسجد شریف کی دیوار پر بیٹھ گیا جو کہ ایک گز اونچی اور ڈیڑھ فٹ چوڑی ہوگی میرا منہ مزار شریف کے گنبد کی طرف تھا میں نے دیکھا ایک شخص اکہرے بدن کے کشیدہ قامت نورانی چہرہ داڑھی بہ قدر مسنون بال زیادہ سیاہ اور کم سفید سر پر دستار رکھے میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا ''تم فاتحہ پڑھنے کے واسطے نہیں گئے'' میں نے بہ جواب ''جی ہاں'' کہا انھوں نے اپنی نظریں اٹھا کر مجھ کو دیکھا اور پھر میری نظروں سے غیب ہو گئے اور میں بیہوش ہو گیا جب میرے رفقاء فاتحہ پڑھ کر آئے انھوں نے مجھ کو اٹھایا اور میں ہوش میں آ گیا میرا یہ خیال ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بشکل مثالی مجھ پر ظاہر ہوئے تھے اور آپ (شہباز لا مکانی مقبول یزداں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی نظر کیمیا اثر نے میرے خیالات پر اثر ڈالا اور اس دن سے میرے خیالات بدلنے شروع ہو گئے۔

حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، ص، 248

حضرت مجدد الف ثانیؒ کو چاروں دائروں کے حلقہ کے شروع میں لکھا ہے

حضرت خواجہ قطب الاقطاب رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی ایک کتاب میں چار دائرے کھینچے اور ہر ایک دائرہ میں انتہائی کمالات الٰہی درج فرمائے جو کسی ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوئے ایک دائرہ میں وَلایت اور دوسرے میں وِلایت لکھا (واؤ کی زبر اور زیر سے) تیسرے میں کمال باطنی اور چوتھے میں کمال مطلق ان چاروں دائروں میں سے ہر ایک میں کئی ہزار مشائخ کے نام لکھے جو اولیائے امت میں افضل ہیں حضرت محبوب صمدانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو چاروں دائروں کے حلقہ کے شروع میں لکھا ہے (یعنی سب کا سردار مانا ہے) یعنی وہ تمام اولیائے امت کے سردار ہیں۔

روضۃ القیومیہ، ج، 1 ص، 202

حضرت مجدد الف ثانیؒ عالم باللہ اور اسرار لی مع اللہ سے واقف و محرم ہے

کمال ادب شیخ الشیوخ حضرت مولانا جمال تلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کمال اعتقاد سے حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پہلے اٹھ کر آپ (حضرت عالی امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی نعلین مبارک اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیں جب حضرت سردار اولیاء شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اٹھے تو پہنائیں لیکن شیخ الشیوخ

حضرت مولانا جمال تلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ تعظیم کرنا ہم شاگردوں کو نا گوار گذرا کیونکہ ہمارا خیال تھا کہ دونوں حضرات علم میں یکساں ہیں اور ورع اور صفائی باطن میں بھی شیخ الشیوخ حضرت مولانا جمال تلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سردار اولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کچھ کم نہیں جب ہم باہر آئے تو آگے بڑھ کر شیخ الشیوخ حضرت مولانا جمال تلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کہ آپ (شیخ الشیوخ حضرت مولانا جمال تلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) جیسے عالم و متورع شخص کا اس طرح تواضع کرنا اور اپنے آپ کو ذلیل سمجھنا غیر مناسب معلوم ہوتا ہے شیخ الشیوخ حضرت مولانا جمال تلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضرت کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عالم باللہ اور اسرار لی مع اللہ سے واقف و محرم ہیں ان کی عزت کرنا ہمارے لئے لازم ہے تا کہ ہم ان کی تواضع کرنے سے اجرِ عظیم حاصل کرلیں۔

روضۃ القیومیہ، ج1، ص206

انه تعالیٰ وراء الوراء ثم وراء الوراء

حضرت شیخ المشائخ مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحدیث نعمت کے طور پر فرمایا ہے کہ میں ایک دفعہ جمال جہاں آرا حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ و اطیب التحیات سے مشرف ہوا وہ اس طرح پر کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلو میں لیٹا ہوا ہوں اور سرکار دو عالم ﷺ کا سانس مبارک مجھ کو پہنچ رہا ہے۔ اور پیرزادگان سرہند شریف بھی وہاں موجود ہیں اس اثناء میں مجھے پیاس معلوم ہوئی آنحضرت ﷺ نے ان (پیرزادگان) میں سے ایک کو پانی لانے کا حکم فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ تو میرے پیرزادے ہیں حبیب کبریا ﷺ نے فرمایا میرے حکم کا امتثال کرتے ہیں وہ عزیز پانی لے آئے اور میں نے خوب سیر ہو کر پیا پھر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ﷺ حضرت شمس العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حق میں کیا فرماتے ہیں حضور نبی کریم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ ان جیسا میری امت میں دوسرا کون ہے پھر میں نے عرض کیا کہ (یا رسول اللہ ﷺ) ان کے مکتوبات شریف آپ ﷺ کی نظر مبارک سے گذرے ہیں تو شفیع المذنبین ﷺ نے فرمایا تمہیں کچھ یاد ہے تو پڑھو میں نے یہ عبارت پڑھ کر سنائی "انه تعالیٰ وراء الوراء ثم وراء الوراء" شافع محشر ﷺ نے اس کو بہت پسند فرمایا اور نہایت خوش ہوئے پھر میں نے دوبارہ یہی عبارت پڑھی پھر آپ ﷺ نے بہت زیادہ تحسین فرمائی اور یہ حالت بہت دیر تک جاری رہی انتہی۔

مقامات امام ربانی مجدد الف ثانی، ص94

مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک کاغذ پر خاص طور سے مہر کر کے تحریر فرمایا

حضرت مخدوم زادگان کی والدہ ماجدہ (یعنی آپ کی اہلیہ صاحبہ) نے جو زہرائے وقت تھیں اپنی نئی نئی شادی کے ایام میں اپنے والد ماجد الحاج شیخ سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھا (جب کہ فوت ہو چکے تھے) کہ وہ فرما رہے ہیں کہ میں ابھی ابھی حضور پر نور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا آنحضرت (حضور پر نور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) نے ایک کاغذ پر خاص طور سے مہر کر کے تحریر فرمایا کہ میرے خاص صحابی چار

ہیں اور پانچویں شیخ احمد ہیں (خواب ہی میں) میرے چچا شیخ زکریا اس واقعے کا انکار کررہے ہیں اور میرے والد (شیخ سلطان) ان سے فرمارہے ہیں کہ اس بات کا انکار مت کرو کیونکہ میں ابھی حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور اس واقعے کو میں نے خود دیکھا ہے اور اس واقعے میں کسی طرح کا کوئی شک وشبہ نہیں ہے بیداری کے بعد اس واقعے سے میں حیرت میں تھی آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان کو حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اور صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کامل پیروی کی بدولت اس مرتبے پر پہنچادیا کہ جو شخص بھی آپ (حضرت ردیف کمالات سبع مثانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کو دیکھتا تھا یہی کہتا تھا کہ آپ (حضرت ردیف کمالات سبع مثانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کا طریقہ بعینہ وہی ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا تھا۔

حضرات القدس، ص، 47

ہندوستان میں ایک شہباز تمہارے ہاتھ لگے گا

حضرت مولانا غوثی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ مقتدا، الملنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہ الفاظ بھی نقل فرمائے ہیں: ''ہندوستان میں ایک شہباز (مقبول یزدانی حضرت عالی امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) تمہارے ہاتھ لگے گا''

اذکار الابرار، ص، 478، سیرت مجدد الف ثانی، m، ص، 64

منقبت شریف

کر کے تجدید وفا کی تاجداری آپ نے

اے مجدد لاج رکھ لی تھی ہماری آپ نے
کر کے تجدید وفا کی تاجداری آپ نے

جرأت ابن علی کو پھر سے تازہ کر دیا
دین باطل پہ لگا کر ضرب کاری آپ نے

آ پڑے تھے منہ کے بل سب اکبری لات و منات
جب سنائی اپنی لے میں حمد باری آپ نے

آ گیا تھا کشت حق پہ خشک سالی کا سماں
بارش توحید سے کی آبیاری آپ نے

دین قرآن ہی فقط ہے دین رسول اللہ کا
کی یہیں سے ابتدائے حسن کاری آپ نے

کر کے خم سیدھا جہانگیر کلاہ کا فقر سے
دور کی اہل دول کی شرمساری آپ نے

یہ تو اک سادہ سے عشق کا فیضان تھا
زندگی کس سادگی سے تھی گزاری آپ نے

نعرہ حق و صداقت سے خودی میں ڈھال دی
ملت اسلامیہ ساری کی ساری آپ نے

منتخب کر کے زمیں سر ہند کی اپنے لئے
سر زمین ہند کی قسمت سنواری آپ نے

ذاکر اقبال سر ہندی کو اپنے فیض سے
حاضری کی دے ہی ڈالی ایک باری آپ نے

شیخ سرہند، ص، 254 منقبت

تحصیل علم شریعت

جب حضرت سلطان طریقت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر مبارک تعلیم کے لائق ہوئی تو آپ (شمس العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو مکتب (مدرسہ) میں داخل کیا گیا آپ (شمس العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے قلیل ہی عرصہ میں قرآن مجید حفظ کرلیا اس کے بعد دیگر علوم کی تحصیل سب سے قبل آپ (شمس العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے والد ماجد (سراج السالکین مخدوم شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے کی بعد ازاں سیالکوٹ تشریف لے گئے اور فضیلت مآب مولانا کمال کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جو محقق ومدقق عابد وزاہد علامۂ روزگار تھے معقولات کی بعض کتابیں نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ پڑھیں اور حدیث شریف کی بعض کتابیں شیخ المشائخ ولی کامل حضرت حوارر نی کبوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ قدوۃ العارفین مولانا یعقوب کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جنہوں نے حرمین الشریفین پہنچ کر بڑے بڑے محدثوں سے استفادہ کرکے سند حاصل کی تھی پڑھ کر سند حاصل کی علاوہ ازیں قاضی بہلول بدخشانی تلمیذ (شاگرد) شیخ المحدثین ابن فہدی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے تفسیر واحدی مع دیگر مولفات واحدی اور تفسیر بیضاوی مع دیگر مصنفات قاضی بیضاوی اور صحیح بخاری مع متعلقات ثلاثیات وغیرہ ومشکوٰۃ المصابیح وترمذی شریف مع شمائل اور جامع صغیر وقصیدہ بردہ شریف اور حدیث شریف مسلسل بالاولیت کی اجازت حاصل فرمائی غرض جب آپ (غوث المحققین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سترہ (17) برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہوگئے تو اپنے والد ماجد (وحید الزماں مخدوم حضرت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے حضور ہی میں طالب علموں کو پڑھانا شروع کیا مختلف ممالک سے صدہا طلبا جوق در جوق آنے شروع ہوئے رات، دن درس اور تدریس کا مشغلہ رہتا ہر وقت حلقۂ حدیث وتفسیر گرم رہتا۔ (سیرت امام ربانی، ص، 58، 59، زبدۃ المقامات، حضرات القدس وغیرہم)

اکبر آباد کا سفر

۹۸۸ ہجری ۱۵۸۰ء کو (حضرت سردار اولیاء مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) علوم عقلیہ ونقلیہ میں سند فراغ حاصل کی۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد عین عالم شباب میں حضرت محبوب صمدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دارالخلافہ اکبر آباد کا رخ کیا جو اس وقت کفر وشرک ظلمت وطغیان اور ضلالت وگمراہی کا مرکز تھا اور جہاں اکبر بادشاہ سکونت پذیر تھا جب حضرت غوث جہانیاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں تشریف فرما ہوئے تو وہاں کے علماء آپ (شمس العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی علمی قابلیت کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے کیا عام اور کیا خاص کیا علماء کرام اور کیا مشائخ عظام سب کے سب جوق در جوق خزینۂ علم (شمس العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی زیارت کیلئے آنے شروع ہو گئے۔ پھر کیا تھا درس وتدریس کا سلسلہ شروع ہوگیا علماء کرام بڑے فخر کے ساتھ حدیث شریف اور تفسیر کی کتابوں کی سند تابع

سنت شہباز لامکانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کرتے اور آپ (شمس العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی شاگردی کو مایہ فخر سمجھتے۔

سیرت امام ربانی، ص، 60

اولیائے امت کا تعاون

حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت خواجہ قطب الاقطاب رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہ کر میں نے سلوک کو مکمل کیا تو امت محمدیہ ﷺ کے تمام گذشتہ وآئندہ اولیاء میرے مددومعاون رہے اور ہر ایک نے مجھے اپنے اپنے مقامات کی سیر کرائی اور تربیت دی بعدازاں تابعین اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میرے کام کی طرف متوجہ ہوئے اپنی قوتِ تصرف سے مجھے اصل الاصل اور قابلیت اولیٰ کے مقامات میں جسے حقیقت محمدیہ ﷺ سے تعبیر کرتے ہیں پہنچایا اس قابلیت سے اوپر بھی عروج حاصل ہوا اور وہاں سے اس مقام تک عروج حاصل ہوا جو اس قابلیت سے اوپر ہے اور وہ قابلیت اس مقام کیلئے بمنزلہ تفصیل ہے اور وہ مقام اس قابلیت کیلئے بمنزلہ اجمال ہے اور وہ مقام اقطاب محمدیہ ہے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ کی روحانیت کی تربیت سے ترقی واقع ہوئی اقطاب کا انتہائی عروج اسی مقام تک ہے اور دائرہ طینت محض اسی مقام پر ختم ہوجاتا ہے بعدازاں ظل اصل سے ملا ہوا ہے چند ایک مقام سے ممتاز ہیں بعض قطب افراد کی ہم نشینی کے سبب مقام ممتزج (جہاں ظل اصل سے ملا ہوا ہے) تک ترقی کرتے ہیں مجھے اس مقام پر پہنچ کر جو مقام اقطاب ہے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ سے قطبیت ارشاد کی خلعت عنایت ہوئی اور میں (حضرت سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) اس منصب سے سرفراز ہوا پھر عنایت خداوندی شامل حال ہوئی تو وہاں سے اوپر کی طرف متوجہ ہوا اور اصل سے جاملا اور وہاں پر فنا وبقا حاصل ہوئی جیسا پہلے مقامات میں وہاں سے پھر مقامات اصل میں ترقی عنایت فرمائی اور اصل الاصل تک پہنچایا اور منصب فردیت سے اس فقیر (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کو مشرف فرمایا درحقیقت مجھے نسبت فردیت کا سرمایہ جو اولیائے امت کا آخری عروج ہے اور جو سائے سے ملا ہوا ہے اپنے والد (مطلع انوار حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے حاصل ہوا تھا اور انہیں ایک صاحب جذبہ قوی مرد خدا سے'' جو خوارق عظیم میں مشہور تھے حاصل ہوا تھا لیکن مجھے ضعف بصیرت اور نسبت کی قلت ظہور کے باعث اپنے آپ میں بالکل معلوم نہ تھا مجھے علم لدنی حضرت خضر علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانیت سے حاصل ہوا لیکن صرف ایک وقت تک جب تک اقطاب کے مقامات سے نہ گذرا تھا لیکن اس مقام سے گذرنے پر اور مقامات عالیہ میں ترقیات حاصل ہونے پر علوم اپنی ہی حقیقت ہیں اور آپ میں خود بخود پائے جاتے ہیں عزیز من مجال نہیں کہ درمیان میں آئے۔

روضۃ القیومیہ، ج، 1، ص، 154، 156

اس کو بھی ہم تمہارے معاملہ کی طرف اشارہ سمجھتے ہیں

آپ (قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) فرمایا کہ جب میں تمہارے شہر سرہند شریف پہنچا تو واقعہ میں مجھ پر ظاہر ہوا کہ تم قطب کے جوار میں اترے ہو اور اس قطب کے حلیہ سے بھی آگاہ کیا اس روز کی صبح کو میں اس شہر کے گوشہ نشینوں اور درویشوں کی تلاش میں گیا جس جماعت کو دیکھا اس کو اس حلیہ کے مطابق نہیں پایا اور نہ قطبیت کے آثار و حالات کسی میں دیکھے میں نے سوچا کہ شاید اس شہر کے رہنے والوں میں کوئی شخص اس کی قابلیت رکھنے والا بعد میں ظاہر ہو جس دن کہ میں نے تم کو دیکھا تمارا سارا حلیہ اس کے مطابق پایا اور اس قابلیت کا نشان بھی تم میں دکھائی دیا نیز میں نے دیکھا کہ میں نے ایک بڑا چراغ روشن کیا اور دکھائی دیا کہ ہر ساعت اس چراغ کی روشنی بڑھ رہی تھی نیز دکھائی دے رہا تھا کہ لوگوں نے اس سے اتنے بہت سے چراغ روشن کئے ہیں کہ جب ہم سرہند شریف کے اطراف میں پہنچے تو وہاں کے دشت وصحرا کو مشعل سے بھرا ہوا دیکھا اس کو بھی ہم تمہارے معاملہ کی طرف اشارہ سمجھتے ہیں۔

زبدۃ المقامات، ص، 207

مجدد الف ثانی نے سالہا سال ریاضتیں کی تھیں

آپ (عندلیب گلشن راز مطلع انوار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) نے سالہا سال ریاضتیں کی تھیں مختلف سلاسل سے فیضیاب ہوئے تھے ساحت سینہ پاک صاف اور مجلّٰی مزکیٰ تھا "یکاد زیتھا یضیء ولو لم تمسسه نار" کی کیفیت ظاہر تھی یعنی ایسا لگتا ہے کہ اس کا تیل سلگ اٹھے اور ابھی نہ لگی ہو اس کو آگ صرف تیلی دکھانے کی کسر تھی اور وہ حضرت خواجہ (حضرت شیخ المشائخ رضی الدین باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ) کی صحبت تھی آپ (عندلیب گلشن راز مطلع انوار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) نے مہمانی چھوڑی اور ڈھائی مہینے حضرت خواجہ (حضرت شیخ المشائخ رضی الدین باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ) کی دربانی کر کے دولت اکمال وتکمیل اور مبشرات خلافت الہیہ حاصل کر کے سرہند مراجعت فرمائی۔ پھر اپنے گھر کے قریب مسجد مردان خدا ۱۰۰۸ ہجری تعمیر کی یہی وہ مبارک مسجد ہے جس کا ہر ذرہ فلک ہدایت پر مہر درخشاں بن کر چمکا۔ یہی وہ مبارک مسجد ہے جہاں سے ہزار ہا بندگان خدا اپنے سر پر تاج رضا رکھ کر مملکت قناعت وتسلیم کے بادشاہ بنے۔ یہ وہ مبارک مسجد ہے جہاں سے طریقہ مبارکہ نبویہ ﷺ کی ترویج اطراف عالم میں ہوئی۔ یہی وہ مبارک مسجد ہے جہاں سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی نہریں بدخشاں اور ماوراء النہر پہنچیں اور یہی وہ مبارک مسجد ہے جس کی خاک پر بیٹھ کر ایک مرد خدا آگاہ نے اکبر بادشاہ کی طاغوتی طاقتوں کو شکست دی اور " **وللہ العزۃ ولرسوله وللمؤمنين ولكن المنافقين لا يفقهون** " کا ظہور ہوا (ترجمہ) اور زور اللہ کا ہے اور اس کے رسول (ﷺ) کا اور ایمان والوں کا لیکن منافق نہیں سمجھتے ۱۰۰۸ ہجری ۱۵۹۹ء میں پہلی مرتبہ دہلی تشریف لائے۔

حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، ص، 26، 27 مجددی عقائد ونظریات

مجدّد الف ثانیؒ کا قصدِ حج کرنا غلبۂ شوق کی بنا پر تھا

اور حضرت خواجہ قطب الاقطاب رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہو کر انتہائی کمال حاصل کر لیا ایک شبہہ بعض افراد نے کہا ہے کہ حضرت مجدد (عندلیب گلشن راز مطلع انوار مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) حج بیت اللہ کی نیت سے اپنے وطن سرہند سے روانہ ہوئے تھے راستہ میں قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت ہو گئے اور پھر وطن واپس آ گئے اس کے بعد پھر حج کو نہیں گئے اور آپ (عندلیب گلشن راز مطلع انوار مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے یہ فرض ادا نہ کیا۔ بظاہر یہ شبہہ وجیہ ہے لیکن حقیقت حال کچھ اور ہے ۱۰۰۸ ہجری میں آپ (عندلیب گلشن راز مطلع انوار مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کا قصد حج کرنا غلبۂ شوق کی بنا پر تھا اور آپ (عندلیب گلشن راز مطلع انوار مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے از راہِ توکل ورخصت ارادہ کیا تھا حضرت خواجہ (قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے فیضان صحبت نے آپ (عندلیب گلشن راز مطلع انوار مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) پر ابواب عزائم کھول دیئے لہٰذا آپ (عندلیب گلشن راز مطلع انوار مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے رخصت کو چھوڑا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''وتزوّدوا فان خیر الزّاد التقویٰ واتقونی یا ولی الباب ''(سورہ بقرہ) اور خرچ راہ لیا کرو کہ خرچ میں بہتر ہے گناہ سے بچنا اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقلمندو ں شاہ عبدالقادر نے یہ ترجمہ لکھ کر موضح قرآن میں لکھا ہے کفر کی غلطی ایک یہ تھی کہ بغیر خرچ حج کو جانا ثواب گنتے تھے اور توکل مقدور ہوتے ہوئے خرچ نہ لیتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مقدور ہو تو خرچ لے کر جاؤ بڑا فائدہ یہ کہ سوال نہ کرو یعنی زادِ راہ لے لیا کرو تا کہ سوال نہ کرنا پڑے زادِ راہ بہتر پرہیز گاری ہے حضرت (عندلیب گلشن راز مطلع انوار مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی مالی کمزوری اور علوّ فقر کا بیان قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رقعہ میں کیا ہے حضرت (عندلیب گلشن راز مطلع انوار مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے پہلے راہ توکل فرط شوق ومحبت میں اختیار کی تھی اور بعد میں راہ عزیمت تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلئے۔

حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، ص، 45

سرہند میں روحانی تربیت کا آغاز

حضرت قیوم اول غوث دوراں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دار الارشاد سرہند میں واپس تشریف لائے اور اس پاکیزہ شہر میں سچے طالبوں کی تربیت میں مشغول ہوئے تو تھوڑے ہی عرصہ میں ہزار ہا لوگ آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت و طریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے باطنی چشمہ سے سیراب ہوئے۔

روضۃ القیومیہ، ج، 1، ص، 153

منقبت شریف

فرق آنے نہ دیا اپنی عزیمت میں کبھی

تو چراغ رہ ایماں تھا رسالت کا نقیب
تیرے افکار تھے بیمار عقائد کے طبیب

تو نے تکبیر پڑھی ہند کے بت خانے میں
گل کھلائے ترے انفاس نے ویرانے میں

سر جھکایا نہ کبھی تو نے جفا کے آگے
سر خرو ہو کے رہا اپنے خدا کے آگے

تیرا انداز تخن پھولوں کی خوشبو جیسا
تیرے مکتوب کا ہر حرف ہے جگنو جیسا

اپنے کردار سے یوں رنگ بکھیرا تو نے
کر دیا گھور اندھیروں میں سویرا تو نے

نور عرفاں سے منور تیرا سینہ ایسے
صبح کے نور میں جلتا ہو مدینہ جیسے

مصلحت کوش ہوا تو نہ صداقت میں کبھی
فرق آنے نہ دیا اپنی عزیمت میں کبھی

تیرا ایثار ہے شاہد کہ وفا کیش تھا تو
تھا شہ وقت مگر صورت درویش تھا تو

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی شادی

شیخ سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جناب سرور کائنات احمد مجتبیٰ ﷺ کو خواب میں دیکھا جو شیخ سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے ہیں کہ تمہاری بیٹی آج کل عورتوں میں سب سے نیک ہے تمہاری اور تمہاری بیٹی کی سعادت اسی میں ہے کہ اس کا نکاح حضرت سردار اولیاء شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جو کہ میرا فرزند اور خلیفۂ اعظم ہے سے کردو جب شیخ سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیدار ہوئے تو حیران رہ گئے کہ وہ حضرت سردار اولیاء شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کون

ہیں دوسری بار پھر خواب میں جناب خاتم النبیین رحمت اللعالمین ﷺ نے شیخ سلطان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے حضرت عالی امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا حلیہ مبارک بیان فرمایا جب شیخ سلطان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بیدار ہوئے تو ایسے شخص کی تلاش کی اتفاقاً حضرت عالی امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ان دنوں تھانیسر میں تھے جو علامات حضور پرنور محمد مصطفےٰ ﷺ نے شیخ سلطان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیان فرمائی تھیں وہ سب حضرت شیخ الاسلام قبلہ درویشاں تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ میں پائی گئیں تاہم شیخ سلطان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اطمینان قلبی کیلئے حکم ثانی کے منتظر تھے کہ حضور پرنور محمد مصطفےٰ ﷺ نے خواب میں فرمایا کہ تین روز سے میں کہہ رہا ہوں کہ اپنی بیٹی کی شادی شمس العارفین شہباز لامکانی شیخ احمد کابلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے کردو تم اس بات کو کیوں نہیں مانتے اگر اب بھی نہیں کرو گے تو تمہارا ایمان سلب کر لیا جائے گا۔

روضۃ القیومیہ، ج1، ص، 133

شیخ سلطان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ۔نے اپنی بیٹی کے نکاح کے بعد خواب میں دیکھا کہ جناب سرور کائنات سرکار دو عالم ﷺ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھ رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میری امت میں (شیخ احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) پیدا ہوئے ہیں پھر خطبہ کے دوران ایک کاغذ پر تحریر فرمایا ہے کہ میرے چار اصحاب خلفائے راشدین ہیں پانچواں دوست (شمس العارفین قدوۃ السالکین شیخ احمد کابلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) ہیں فرمایا کہ جو شخص اس میں شک کرے گا اس کے ایمان میں پورا پورا فرق آجائے گا شیخ سلطان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب کے شکریہ میں دوگانہ ادا کیا اور فقیروں اور مسکینوں کو بہت سا روپیہ دیا اور اس بات کا شکریہ بجالائے کہ ایسے شخص سے رشتہ ہوا جو امت سے افضل ہے ۔ یہ شادی خانہ آبادی ۹۹۷ ہجری ۱۵۸۹ء میں ہوئی۔

روضۃ القیومیہ، ج1، ص، 134، 135، مجددی عقائد و نظریات

شادی خانہ آبادی محبوب ﷺ کی سنت

شادی کے بعد حضرت سلطان العارفین امام شریعت و طریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ظاہری مال و دولت کی بہت فراوانی ہوگئی اپنی جدّی حویلی کو چھوڑ کر ایک اور حویلی بنوائی جہاں اب حضرت سلطان العارفین امام شریعت و طریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ موصوف کا روضۂ پُرنور ہے یہی آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت و طریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی اولاد کا محلہ تھا حویلی کے قریب ہی ایک مسجد بھی تعمیر کرائی جب کبھی اپنے بھائیوں کو یاد فرماتے تو پرانی حویلی والے فرمایا کرتے اسی وجہ سے آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت و طریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے بھائیوں کی اولاد کا لقب پرانی حویلی والے پڑ گیا اس طرح حق سبحانہ وتعالیٰ کے فضل و کرم سے شادی کے بعد مالدار ہونے کی سنت بھی ادا ہوگئی یعنی جب حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنحضرت (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) سے نکاح کر لیا تو اپنا تمام مال آپ (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کی خدمت میں حاضر کردیا اس طرح آنحضرت (تاجدار مدینہ

سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کو ظاہری غنا حاصل ہوا اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: ''ووجدک عائلا فاغنی''
(اور تمہیں حاجت مند پایا غنی کر دیا) باقی آپ (تاجدارِ مدینہ سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کے قلبی اور باطنی غنا کا درجہ تو وہ ''غنی عن العالمین'' ہی جانتا ہے بشر اس کا کیا اندازہ کر سکتا ہے۔

سیرت مجدد الف ثانی، z، ص 148

منقبت شریف

ایسا کوئی نکلا نہ حقیقت کا خبردار

سر ہند کی وہ پاک زمیں خطہ جنت
آرام جہاں کرتا ہے اک محرم اسرار

اس خاک کا ہر ذرہ ہے غیرت وہ انجم
ان ذروں میں رخشندہ ہے خورشید ضیاء بار

محبوب خدا حضرت قیوم و مجدد
مرقد ہے یہاں آپ کا اک بقعہ انوار

ہمنام نبی اسم گرامی ہے جو احمد
اللہ رے قسمت یہ زہے طالع بیدار

واللہ کہ ہیں آپ شہنشاہ طریقت
باللہ کہ ہیں آپ شریعت کے علمدار

ہیں ان کے کمالات ولایت سے فزوں تر
مشکوٰۃ نبوت کے ہیں تابندہ یہ انوار

حامل ہیں کمالات رسالت کے مجدد
محبوبیت ذات کے ہیں آپ سزاوار

اعلیٰ ہیں حقائق تو معارف بھی ہیں بالا
ایسا کوئی نکلا نہ حقیقت کا خبردار

زندہ کیا احکام رسول عربی کو
تھے ضیغم سنت دم ہنگامہ و پیکار

بدعات و اباطیل و اکاذیب ہوئے گم
چمکی صفت برق جو اللہ کی تلوار

توحید وجودی کی ہیں سب گتھیاں سلجھیں

ہر سکر ۔۔ سالک کو کیا آپ نے ہوشیار

توحید شہودی کے حجاب اٹھ گئے سارے

تھے رشد وہدایت کیلئے مرکز پرکار

کیا ان کے مکاتیب مقدس کا ہے رتبہ

ہر لفظ کمالات و معارف کا ہے شہکار

اولاد بھی ہے پیکر آیات الٰہی

ہیں ان کے کمالات میں ہر رنگ سے ابرار

شہباز طریقت کی ہے وہ سیر معارج

پہنچا نہ وہاں کوئی ہے کیا رفعت آثار

تھا قلب منور کہ تجلی گہ یزداں

غیرت وہ صد برق تھی رنگینی افکار

دیکھی ہی نہیں گرد مقامات و منازل

ایسی تھی عناں تابی و جو لانی رہوار

گردن نہ جھکی جن کی سلاطین کے آگے

آخر کو جھکے خود ہی جہانگیر و جہاندار

ناکام کبھی جا نہیں سکتے ہیں وہ اے تاج

آتے ہیں یہاں حسن عقیدت سے جو زوار

السیف الصارم

مسکن تاج الاولیاء اور رہنمائے اولیاء۔ دار الارشاد سرہند زاد اللہ شرفاً وکرماً کی بنیاد

بانی سرہند خواجہ فتح اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلیفہ اعظم و امام نماز امام رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کو جو اکثر شہر سنام میں رہا کرتے ہیں حکم دیا کہ وہاں جا کر حقیقت حال دریافت کر کے اطلاع دیں اس شہر کی ولایت و قطبیت بھی تمہارے متعلق ہے اس مرد خدا کا آنا غالباً تمہارے حق میں ہے وہ سر برآوردہ امت شخص تمہاری نسل سے ہوگا۔ جب حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ اس مقام پر آیئے اور معلوم کیا کہ بادشاہی آدمی کسی دوست خدا کو زبردستی مزدوروں میں شامل کرتے ہیں اس واسطے وہ رات کو توجہ سے دیوار گرا دیتا ہے پھر حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ نے توجہ کی وہ کونسا دوست خدا ہے تو معلوم ہوا کہ حضرت شاہ شرف بوعلی قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بہت کچھ معافی مانگی حضرت

شاہ شرف بوعلی قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا کہ یہ شہر اس شخص کے واسطے بنایا جاتا ہے جو تمہاری نسل سے ہوگا اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی مزدوری پر لگایا ہے پھر حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ اگر ایسا ہے تو آپ (حضرت شاہ شرف بوعلی قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اسے گرا کیوں دیتے ہیں فرمایا کہ صرف اس واسطے۔ آپ (حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ) آ جائیں اب آپ (حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ) آ گئے ہیں اب فارغ البالی سے اس قلعہ کو بنوائیں اور کسی قسم کا وسواس نہ کریں بعد ازاں ایک اینٹ لے کر اس کا ایک سرا حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ نے پکڑا اور دوسرا حضرت شاہ شرف بوعلی قلندری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اور بسم اللہ پڑھ کر قلعہ کے مغربی دروازہ کی بنا رکھی بعد ازاں قلعہ اور شہر کی تعمیر حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توجہ شریف سے اختتام کو پہنچی سبحان اللہ (حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) ! کا علو شان دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شاہ شرف بوعلی قلندری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے بزرگ کو آپ (حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی خاطر مزدور بنایا شہر سرہند کی آبادی بارہ کوس میں ہے تقریباً تین کوس میں بڑا بازار ہے علاوہ اس کے کئی چھوٹے چھوٹے بازار جابجا ہیں۔

روضۃ القیومیہ، ص 78، 79

سرہند پہلے شیروں کا مرکز تھا بعد میں نقشبندی شیروں کا مرکز بنا

جس مقام پر آج کل شہر سرہند واقع وہاں قدیم زمانے میں ایک وحشتناک جنگل تھا جس میں شیر اور درندے رہا کرتے تھے اس جنگل کا نام ہندی زبان میں سرہند یعنی بیشۂ شیر ہے سیہ ہندی شیر کو کہتے ہیں اور رند جنگل کو اسی واسطے سکوں میں سہرند ہی لکھتے ہیں واقعی یہ سہرند ہے کیونکہ حضرت قیوم اوّل ردیف کمالات سبع مثانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ اور آنجناب (حضرت قیوم اوّل ردیف کمالات سبع مثانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے فرزندوں جیسے شیرانِ اسلام جن سے ہر ایک شیر خدا تھا اس شہر میں پیدا ہوئے۔

روضۃ القیومیہ، ج 1، ص 76

ایک مرد خدا صاحب حال تھا

اس نے کشف سے معلوم کیا کہ اس جنگل میں پیغمبر خدا ﷺ کی ہجرت کے ہزار سال بعد ایک شخص پیدا ہوگا جو سر بر آوردۂ امت ہوگا جو لوگ خزانہ لئے جا رہے تھے وہ سب اس مرد خدا کے معتقد تھے ان پر اس کشف کا حال ظاہر کیا اور کہا کہ اگر یہاں شہر بنایا جائے تو بہت اچھا ہوگا ان آدمیوں کو بھی وہاں کی آب وہوا ندیوں کی کثرت، تر و تازگی اور نظارے نہایت دلچسپ معلوم و محسوس ہوئے اس لئے سب کو یہ بات پسند آئی۔

روضۃ القیومیہ، ج 1، ص 76

مجدد الف ثانی کے نور قلبی کی شعاعیں بیت اللہ کا نور

ایک جگہ حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں عنایت الٰہی اور اس کے حبیب (احمد مصطفیٰ

سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ) کے صدقے سے شہر سرہند شریف میری جائے ولادت ہے میری خاطر گہرے اندھیرے کنوئیں کو پر کر کے بلند صفحہ بنایا گیا اور بہت سے شہروں اور مقاموں سے بلند کیا گیا اور اس سرزمین میں ایک ایسا نور بھرا گیا جو نور بے صفتی و بے کیفی سے لیا ہوا ہے اس نور کی شعاعیں بیت اللہ کی سرزمین پاک سے چمکتی ہیں دراصل وہ نور میرے ہی قلبی نور کی چند ایک شعاعیں ہیں جو اس سرزمین پر پڑ رہی ہیں۔

روضۃ القیومیہ، ج، 1، ص، 81، 82، مکتوبات، ج، 2، ن، 22

حضرت شیخ المشائخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ میں

حضرت شیخ المشائخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک روز مراقبہ میں مستغرق تھے اسی اثنا میں کیا دیکھتے ہیں کہ سرزمین سرہند شریف سے ایک نور ظاہر ہوا جس کی روشنی نے تمام زمین و آسمان کو گھیر لیا حضرت شیخ المشائخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ الٰہی یہ کس کا نور ہے۔ غیب سے الہام ہوا کہ امت محمدی ﷺ میں سے ایک شخص اس شہر میں پیدا ہوگا۔ جو تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا اور تمام خلقت اس کے فیض سے ہدایت پائے گی اور احکام شرعی اس کی طفیل از سرنو تازہ ہوں گے۔

روضۃ القیومیہ، ج، 1، ص، 106

شیخ المشائخ شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

حضرت قیوم اول غوث دوراں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت کے دن میں سرہند شریف میں تھا میں نے دیکھا کہ آسمان سے فرشتے گروہ در گروہ کعبہ پر آرہے ہیں اور وہاں سے شہر سرہند کی طرف جاتے ہیں اور کعبہ پرنور کے ہزار ہا جھنڈے گاڑھے ہوئے ہیں اور کعبۃ اللہ کی چھت پر منادی کر رہے ہیں لوگو! آج رات ہندوستان میں ایک ایسا شخص پیدا ہوا ہے جس کے سبب سے حق تعالیٰ دین اسلام کو عزت دے گا اور بدعت و گمراہی کو برطرف کرے گا اور سنت نبوی ﷺ کو زندہ کرے گا اور تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا۔

چندیں ہزار صنع خدائے بکار رفت تا بو العجو بہ مثل تو مخلوق شد

روضۃ القیومیہ، ج، 1، ص، 119

صدر جہاں کا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایک خواب

فضیلت مآب سید صدر جہاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک صحیح النسب سید تھے آپ (سید صدر جہاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اکبر بادشاہ کے مقرب بلکہ مدار المہام تھے لیکن اکبر بادشاہ کے بے دین ہو جانے سے ہمیشہ مغموم رہتے تھے ایک رات آپ

(فضیلت مآب سید صدر جہاں رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے خواب میں دیکھا کہ سیاہ رنگ کے بگولوں نے تمام جہاں کو تاریک کر دیا ہے اور ہوا کی تندی سے درختوں اور عمارتوں کی بنیادیں اکھڑ گئی ہیں اور ان بگولوں میں بچھو اڑتے چلے آرہے ہیں اور لوگوں کو کاٹ رہے ہیں اور بہت سے لوگ ان کے کاٹے سے مر رہے ہیں اسی اثنا میں سرہند شریف کی زمین سے ایک نور نکلا جس سے تمام زمین و آسمان منور ہو گئے اور وہ بگولے گم اور بچھو ہلاک ہو گئے اس نور میں سے ہزارہا خوش وضع پرندے نکل کر فصیح زبان سے ذکر خدا کرتے ہیں اور کہتے ہیں "قل جاء الحق و زھق الباطل" کہدے حق آ گیا اور باطل جاتا رہا۔

صبح فضیلت مآب سید صدر جہاں رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ خواب حضرت شیخ المشائخ شیخ عبدالقدوس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفے شیخ جلال الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بیان کیا اور تعبیر پوچھی شیخ صاحب (شیخ جلال الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ بگولوں سے مراد بدعت گمراہی اور کفر کا غلبہ ہے جو ان دنوں پھیلا ہوا ہے اور بچھوؤں سے مراد بدعت اور گمراہی کے سرغنہ ہیں۔ جو لوگوں کو راہ حق سے بہکا کر راہ باطل پر لاتے ہیں اس نور سے جو سرزمین سرہند شریف سے نمودار ہوا وہ مرد خدا مراد ہے جو اس شہر میں پیدا ہوگا اور جس کی توجہ کے نور سے تمام جہاں منور ہو جائے گا بدعت اور گمراہی اٹھ جائی گی۔ اور بدعت کے سرغنہ ہلاک ہو جائیں گے۔ ان پرندوں سے مراد اس مرد خدا کے اصحاب اور خلیفہ ہیں۔ جن کا طریقہ امر معروف کی ہدایت کرنا اور نہی منکر سے باز رکھنا ہوگا۔ وہ مرد خدا تمام مذاہب کی خرابیوں کو دور کر دے گا۔ اس کا طریقہ جہان میں پھیل جائے گا اس ارشادات اور ہدایت کا نور قیامت تک قائم رہے گا اور آپ (فضیلت مآب سید صدر جہاں رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) اس کے اصحاب اور مقرب قرار پائیں گے۔ یہ سن کر صدر جہان (فضیلت مآب سید صدر جہاں رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے دل میں حضرت سیدنا شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی محبت پیدا ہوگئی۔ اور حضرت سیدنا شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی بعثت کا انتظار کرنے لگا حتی کہ تجدید کے دوسرے سال شرف قدم بوسی واردت سے مشرف ہوا۔

روضتہ القیومیہ، ج 1، ص، 112، 113

روضہ مبارکہ کی تعمیر اور گنبد

اس روضہ مقدسہ (قدوۃ السالکین شیخ العرفاں مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) کو حاجی سیٹھ ولی محمد و حاجی ہاشم خلف حاجی دادا ساکن دوراجی ملک کاٹھیاوار نے دوبارہ بنوایا ہے قبر قدیمہ کو بحال رکھ کر اس کے اوپر سنگ مرمر کا نہایت عالی شان خوبصورت گنبد ایسا بنا ہے کہ دل کو سرور اور آنکھوں کو نور بخشتا ہے اس جدید عمارت پر ایک لاکھ پینتالیس ہزار روپے صرف ہوئے ہیں اور پانچ سال میں تیار ہوئی ہے۔

مجدد اعظم، ص، 17

سرہند شریف تقسیم سے پہلے

پاکستان بننے سے پہلے خانقاہ شریف پر بڑی چہل پہل رہتی تھی دن رات فیضان کا چشمہ جاری رہتا تھا اور لاکھوں بندگان

خدا آتے اور سیراب ہوکر جاتے تھے تقسیم کے پرآشوب زمانے میں ہزاروں مسلمانوں نے آستانہ عالیہ میں پناہ لی دشمنوں نے کئی بار حملے کا ارادہ کیا لیکن کسی کو چاردیواری کے اندر قدم رکھنے کی جرأت نہ ہوئی دامان مجدد کے سائے میں پناہ لینے والے محفوظ و مامون رہے اور ان کو کھانے پینے کے سلسلے میں بھی کوئی دقت اور پریشانی پیش نہ آئی تقسیم سے پہلے عرس مبارک کے موقع پر تمام اسلامی ممالک سے لاکھوں زائرین حاضر ہوتے تھے صدر دروازہ کے باہر دور تک سڑک کے دونوں طرف ایک شہر سا آباد ہو جاتا تھا خانقاہ شریف کے اندر تل دھرنے کو جگہ نہ ملتی تھی۔

مجدد اعظم، ص، 17

سرہند شریف کی فضیلت

اے بھائی اہل اللہ اور اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کا ایسا اجتماع جو آج کل سہرند (سرہند شریف) میں ہوتا ہے اگر تم تمام عالم میں پھرو گے تو بھی اس کا سوواں حصہ بلکہ شمہ بھر بھی اس کا نہ پاؤ گے اور تم نے مفت میں ایسی دولت کو گنوا دیا اور بچوں کی طرح ایسے جواہر کے بدلے جوز و مویز کو اٹھالیا۔

مکتوب، ن، 226 ج، 1

سرہند شریف میں فیضان، برکات اور انوار کی بارشیں

حضرت مخدوم مطلع انوار عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے فرزند شیخ احمد (حضرت شیخ الشیوخ قدوۃ السالکین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی ولادت کے دن فرشتے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اور رسولوں (علیہم السلام) کی روحیں اس کثرت سے زمین پر آئیں کہ تمام شہر سرہند شریف اور اس کا گرد و نواح پر ہوگیا اور نور کے ستر ہزار جھنڈے لاکر شہر سرہند شریف میں گاڑھ دیئے گئے جن کی شعاعوں سے باطن کی آنکھیں چندھیاتی گئیں ایک فرشتہ بلند آواز سے کہہ رہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے تمام کمالات بطریق وراثت اور اولیاء کرام کے کمالات بطور ریاست خاتم الرسل ﷺ کے فرزند (شیخ احمد) کو جو آنحضرت ﷺ کا قائم مقام اور نائب اتم ہے یعنی شمس العارفین مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے نواز ہے اور امت محمدی علیہ الصلوۃ والسلام کے تمام اولیاء و اصفیاء اس کی اتباع میں ہوں گے کیونکہ وہ تم سب سے افضل ہے۔

بملک اولیاء چوں او نزادہ   محمد ثمرہ چوں او ندادہ

روضۃ القیومیہ، ص، 118، 119

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے روضہ اقدس کی فضیلت اور شان

(ترجمہ) اے روضہ مبارک کی خاک پاک تو وہ عبیر و عنبر ہے جس کی خوشبو سے سارا عالم مدہوش ہوگیا ہے تجھ پر ساقی نے ایسا نفیس پانی چھڑکا کہ جب دنیا والے آئے تھے تو باہوش و خرد تھے لیکن جب تیری زیارت کر کے واپس چلے تو مست و مدہوش تھے تجھ میں

سرزمین جنت کا وہ راز پوشیدہ ہے کہ زمین والے تیری ایک ہلکی سی خوشبو پا کر آسمان پر پہنچ گئے نہیں نہیں بلکہ تو خاک یثرب سے گوندھی گئی ہے در شام و روم سب سے چھپا کر تجھ کو سرہند میں رکھا گیا ہے یہ خاک احمدی ہے خدا کی قدرت دیکھ کہ ایک لاکھوں کو اس خاک در سے زندگی ملی تیری زیارت کو آنے والوں کیلئے ہر طرح خوش آمدید ہے لیکن تیرے دشمنوں کے سامنے بعد و دوری کے قفل لگا دیئے گئے ہیں (تا کہ وہ نہ آ سکیں) خداوندا تو مجھ کو اس خاک در سے رہائی نہ دے کیونکہ وہ لوگ بدنصیب ہیں جن کو اس خاک در کی غلامی سے رہائی مل گئی ایک شیر اپنے دو بچوں کے پہلو میں مشغول خواب ناز ہے یارب اس میں کیا راز ہے۔ کہ وہ یہاں پوشیدہ ہیں صرف غنی ہی تیری مدح میں نغمہ سرا نہیں ہے۔ بلکہ کر دبیان عرش میں بھی باہم یہی گفتگو ہے۔

تذکرۂ امام ربانی مجدد الف ثانی ص، 281

اس بقعہ (قطعۂ زمین) کی طینت کی لطافت کہاں تک بیان کریں

حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس شہر (سرہند شریف) کی فضیلت و بزرگی میں تحریر فرماتے ہیں اس زمانہ میں یہ معنی جو کہ ولایت کے کمالات میں سے پہلا کمال ہے اور اسی طرح ولایت کے تمام کمالات پیشوائے اکابر حضرت پیردستگیر (حضرت ابو سعید راز دار کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) کے مزار فائض الانوار سے مفاض و مستفاد (جاری وحاصل) ہیں اور اِس روضہ منورہ کے مجاور (پڑوسی) بلکہ اطراف و اکناف کے طالبان جو صحیح اعتقاد کے ساتھ آتے ہیں نیاز مندی کا سر اس آستانہ بلند سے گھستے ہیں ان دولتوں سے فیضیاب و بہرہ ور ہوتے ہیں اور ایک گھونٹ پی کر صد جوش و خروش کے ساتھ اپنے کو ترک (فنا) کر کے مطلب کو پہنچ جاتے ہیں آج سرہند شریف کی زمین فیوض و انوار کی کثرت اور اسرار کے ظہور کی بہتات کی وجہ سے ہند و غیر ہند کیلئے رشک (کی جگہ) ہے لوگ اس کو ہندوستان سے نہیں جانتے کیونکہ یہ ولایت کی کھڑکی ہے ہندوستان کی خاک ولایت کے پانی کے ساتھ مل گئی ہے اور محبت کی شراب جمع کی افیون کے ساتھ اس کی طینت میں گھل مل گئی ہے اس لئے (ناچار) سکر کے جوش عین واثر کو اس کے۔ طالبوں سے دور کر دیا ہے اس جگہ کے رقص کرنے والوں سے سر و دستار اٹھا لیا ہے کسی نے کیا اچھا کہا ہے

ازاں افیون کہ ساقی درمے افگند　　حریفاں را نہ سر ماندہ نہ دستار

اس افیون کی وجہ سے جو کہ ساقی نے شراب میں ڈالدی ہے حریفوں کو نہ سر (کا ہوش) رہا ہے نہ پگڑی (کا) اس کے وجود جمع الجمع کے شربت سے سیراب ہے اور صحو دعوت کے دودھ سے تر و تازہ ہے سب ہدایت و ارشاد اس (بقعہ) کا اثر ہے اور دید واد (دیکھنا اور دینا) اس (جگہ) کا پرتو ہے اس بقعہ (قطعہ زمین) کی طینت کی لطافت کہاں تک بیان کرے اور اس کے وجود کے

فیض واسرار اور اس کے جود وایثار کو کہاں تک ظاہر کرے کہ یہ چیز عقل وہوش والے طالبوں سے چھپی ہوئی نہیں ہے اور صفائی کی طبیعت والے منصفوں پر پوشیدہ نہیں ہے۔اس کے اسرار کے سمندروں سے ایسا موتی ہاتھ آتا ہے۔کہ کسی دوسری جگہ کمیاب ہے اور اس کے شراب خانے سے مشتاقین کے حلق میں ایک ایسا گھونٹ پہنچتا ہے جو کہ آفاق وانفس سے بے خبر کر دیتا ہے۔

مکتوب معصومیہ، ج،1، ن، 80

طالبان حق واہل بصیرت پر مخفی اور نگاہ دور بیں پر پوشیدہ نہیں ہے

بیشک آج طالبان حق جل وعلا کی چشم امید اس مزار پر انوار پر لگی ہوئی ہیں اور اس ملک میں علوم و اسرار سے فیضیاب ہونا اس سرزمین (سرہند شریف) کے ساتھ وابستہ ہے اور سرزمین سرہند شریف اگر چہ ولایت کی کھڑکی ہے بلکہ رشک ولایت ہے اس جگہ میں ولایت سہ گانہ (صغریٰ، کبریٰ، علیا) کا ہدف اور نبوت ووراثت کے کمالات اس جگہ میں جلوہ گر ہیں اسرار خلت ومحبت اسی مقام میں نمایاں ہیں اور کعبہ حسنا کے انوار اس سرزمین میں ظاہر ہیں اس کی مٹی کو مدینہ منورہ کی خاک سے گوندھا گیا ہے کہاں تک اس قطعۂ زمین کی لطافتوں کو بیان اور اس کی نفاستوں کو ظاہر کرے جو کہ طالبان اہل بصیرت پر مخفی اور نگاہ دور بیں پر پوشیدہ نہیں ہے یہاں وہ موتی ہاتھ آتا ہے جو کہ دوسری جگہ کمیاب ہے اور اس کے بکثرت فوائد دنیا میں ممتاز ہیں جہاں کہیں نور وبرکت اور رشد وہدایت ہے وہ یثرب وبطحا (مدینۂ طیبہ ومکہ معظمہ) زادھما اللہ سبحانہ عزاً وشرفاً وافاض علینا من اسرار ھما کرماً ولطفاً کے انوار سے ماخوذ ومستفاد ہے۔

دریں دیار بداں زندہ ام کہ گہ گاہے نسیم عاطفتے زاں دیار می آید

ترجمہ

میں اس دیار میں اس وجہ سے زندہ ہوں کہ کبھی کبھی اس دیار سے کچھ نسیم لطف آجاتی ہے۔

مکتوب معصومیہ، ج،3، ن، 81

ہاں اگر حضرت پیر دستگیر (شیخ الاسلام کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے روضۂ مطہرہ کی زیارت اور اس مرقد منورہ کے مجاوروں کی ملاقات کی نیت سے آئیں تو درست ہے۔تاکہ اس مقام کے فیوض وبرکات سے بھی مستفید ہوں سرزمین ہند اگر چہ ظلمت وکدورت سے پر ہے لیکن چشمۂ حیات تاریکیوں میں ہے۔

بتاریکی دروں آب حیات ست

تاریکی کے اندر آب حیات ہے

مکتوب معصومیہ، ج، 3، ن، 81، انوار معصومیہ

سرہند شریف بظاہر ہند اور باطنی طور پر ولایت کی کھڑکی ہے

ان دنوں قطعہ سرہند (شریف) ان دو حرم محترم کے طفیل میں فیوض وانوار کی کثرت سے رشک ہند وغیرت سندھ ہے۔ اس (سرہند شریف) کو ہند سے نہ جانیں، کہ یہ ولایت کی کھڑکی ہے۔ بلکہ اسرار نبوت کا نمونہ ہے جو طالبان حق جل وعلا کہ نیاز مندی کا سر اس مزار فائض الانوار پر رکھتے ہیں اور صدق نیت سے اس مرقد مطہر کی زیارت کرتے ہیں ان فیوض وبرکات سے فیضیاب ومستفید ہوتے ہیں اور ایک نوش سے سینکڑوں جوش وخروش کے ساتھ خود سے بیگانہ ہو کر مطلب (مطلوب) کی جستجو کرتے ہیں یہاں کے بہت سے رہنے والے عدم خلوص اور اس چشمۂ حیات سے رغبت نہ ہونے کے باعث پیاسے ہیں اور ان برکات سے محروم ہیں کسی نے خوب کہا ہے۔

شمیم وصل جاناں میزند سر ز ہر یک نقطہ اش چوں نافۂ تر
چہ داند نافہ اش گر در مشام ست ولے آں کز برودت در زکام ست

ترجمہ

اس کے ہر نقطے سے تروتازہ مشک نافہ کی مانند محبوب کے وصال کی خوشبو ظاہر ہوتی ہے لیکن جو شخص سردی کی وجہ سے زکام میں مبتلا ہے اگر اس کے دماغ میں مشک نافہ ہو تب بھی اس کو کیا خبر۔

بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است

ترجمہ۔ میں بس کرتا ہوں کیونکہ عقلمندوں کیلئے یہی کافی ہے۔

روضۃ القیومیہ، ج،3،ن،142 مکتوب معصومیہ، ج،2،ن،119

سرہند شریف کی مسجد کی فضیلت

آپ نے لکھا تھا کہ حضرت جی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا تھا کہ میں نے ایک روز ملائکہ عظام کو دیکھا کہ مساجد متبرکہ کو درجہ بدرجہ لکھتے ہیں پہلے انھوں نے مسجد حرام عظمہ اللہ تعالیٰ لکھی اس کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ کی مسجد اس کے بعد (مسجد) اقصیٰ کو لکھا اس کے بعد چوتھے درجہ میں سرہند (شریف) کی مسجد کو لکھا اس مسجد کی بزرگی اس بشارت سے معلوم ہوئی لیکن چونکہ ان مساجد متبرکہ کے ذیل میں واقع ہوئی جن میں نیکیوں کا کئی گنا ہونا منصوص ہے امید یہ ہے کہ یہاں بھی اس کے درجہ مطابق کئی گنا ثواب ہوگا اگر تو اس بارے میں متوجہ ہو تو بظاہر بشارت پائے گا جو کہ طالبین وعاملین کیلئے بہت زیادہ شوق دلانے کا باعث ہوگی میرے مخدوم، نیکیوں کا کئی گنا ہونا کوئی ایسا امر نہیں ہے کہ جس میں گمان اور اندازے سے حکم کیا جاسکے یا خواب وخیال سے تعین کرسکیں جبتک کہ نص (یعنی قرآن حدیث میں کوئی بات) وارد نہ ہو جیسا کہ تینوں مسجدوں کے بارے میں ہے ورنہ اس مسجد (مسجد سرہند شریف) کی فضیلت وبزرگی اور شان وعظمت اور اس میں نیکیوں کے کئی گنا ہونے کے بارے میں

لوگوں نے بہت سی باتیں دیکھی اور مشاہدہ کی ہیں کہ جن کی تفصیل کی وقت اور کاغذ میں گنجائش نہیں ہے۔

مکتوب معصومیہ، ج،2،ن، 119

جنت کا ٹکڑا اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کا روضہ

حضرت شہباز لا مکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضور پر نور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ کے روضہ منورہ کی زمین جنت کا ایک حصہ ہے چنانچہ اس بارے میں حدیث شریف بھی ہے "بین القبری والمنبری روضة من ریاض الجنة" سو ہمارے روضہ کی زمین بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے بہ سبب اتباع پیغمبر (ﷺ) جنتی بنائی گئی ہے اگر ہمارے مقبرے کی مٹھی بھر خاک کسی قبر میں ڈالی جائے تو بہت کچھ امیدیں ہو سکتی ہیں جو شخص اس جگہ دفن ہو اس کی توبات ہی جدا ہے جب سلطان اورنگ زیب نے اس خوشخبری کو سنا تو حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ مبارک کی خاک کا ایک گھڑا بھر کر اپنے پاس شاہی خزانے میں رکھا۔

روضۃ القیومیہ، ج،1 ص، 281

منقبت شریف

سرہند بھی ہے خاتم ہستی کا نگینہ

سرمہ ہے میری آنکھ کا یہ خاک گہر بار
خوابیدہ ہے اس خاک میں وہ بندہ بیدار

وہ دہر میں آئین شریعت کا طلب گار
عالم میں ہوا شان مجدد کا سزاوار

پروانہ کہ تھا شمع محمد ﷺ کا یہ ستار
ظلمت کدۂ کفر میں ایمان کا مینار

وہ عالم ادراک میں اللہ کی تلوار
وہ صاحب دل صاحب دیں اسرار

اس قافلۂ شوق کا ہے قافلہ سالار
وہ آپ صدیق و عمر مایۂ کرار

آسودہ ہے اس خاک میں وہ مرد مسلماں
گفتار میں کردار میں اللہ کی برھان

وہ عالم وہ عامل وہ حامل قرآن

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان

اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

باطل کو کہاں تاب ہے تکبیر کے آگے

ظلمت بھی کوئی چیز ہے تنویر کے آگے

آزاد منش قید کی زنجیر کے آگے

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے

وہ عصمت آئین پیمبر ﷺ کا نگہدار

اس خاک میں ہے نکہت گلزار مدینہ

اس خاک میں ہے عظمت رفتہ کا خزینہ

اترا تھا یہاں رحمت باری عزوجل کا سفینہ

سرہند بھی ہے خاتم ہستی کا نگینہ

اس خاک کے ذروں سے شرمندہ ہیں ستارے

یہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار

شیخ سرہند، ص، 166

شیخ المشائخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کی زبانی مجدد الف ثانیؒ کی پیدائش کی بشارت

جب شیخ الاسلام والمسلمین حضرت عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شیخ المشائخ شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے توجہ باطنی کیلئے التماس کی تو حضرت شیخ المشائخ شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ آپ تحصیل علوم کر کے آئیں شیخ الاسلام والمسلمین حضرت عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی کہ اگر اس وقت تک آپ (حضرت شیخ المشائخ شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی عمر نے وفا نہ کی حضرت شیخ المشائخ شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے بڑے بیٹے کی طرف اشارہ کیا کہ اگر میں نہ ہوں تو اس کے پاس آنا پھر شیخ الاسلام والمسلمین حضرت عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دل میں خیال آیا کہ شاید اس وقت میری عمر وفا نہ کرے حضرت شیخ المشائخ شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ الاسلام والمسلمین حضرت عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس خیال سے واقف ہو کر فرمایا کہ گھبرائیے نہیں آپ جلد ہی علوم کی تحصیل کر کے سلوک باطنی کو طے کریں گے ہمارے کشف کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ (شیخ الاسلام والمسلمین حضرت عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی پیشانی میں ہمیں ایک نور دکھلائی دیتا ہے ظاہر کرتا ہے کہ آپ (شیخ

الاسلام والمسلمین حضرت عبدالاحد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے ہاں ایک فرزند پیدا ہوگا جس کے نور سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منور ہوجائے گا اور بدعت اور گمراہی ملیامیٹ ہوجائے گی اس کا سلسلہ تمام جہان میں پھیل جائے گا اس کے باطنی کمالات اس کے فرزندوں اور خلفاء کے وسیلے قیامت تک قائم رہیں گے۔

روضۃ القیومیہ، ج،1،ص،104

شیخ المشائخ مخدوم عبدالاحدؒ کے سینے سے ایک نور نکلا

شمس العارفین قیوم اول شیخ احمد کابلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد بزرگوار شیخ الاسلام والمسلمین حضرت عبدالاحد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک رات نماز تہجد کے بعد مراقبہ میں دیکھا کہ تمام جہان میں تاریکی چھاگئی ہے اور بندر، ریچھ اور سؤر تمام کائنات ارضی میں پھیل گئے ہیں اور لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں اسی اثنا میں میرے سینے سے ایک نور نکلا جس سے تمام جہان منور ہوگیا اس نور سے ایک بجلی نکلی جس نے تمام بندروں ریچھوں اور سؤروں کو جلا کر خاکستر کردیا اس نور میں سے ایک تخت نمودار ہوا جس پر ایک شخص تکیہ لگائے بیٹھا ہے اور ہزارہا نورانی مرد اس کے گرد دست بستہ کھڑے ہیں۔ آسمان سے اس کے پاس فرشتے آ کر بڑے ادب سے سربستہ کھڑے ہیں اور تمام دنیا کے بے دین، ظالم، مرتد اور جبار بادشاہوں کو پکڑ کر اس کے روبرو لا رہے ہیں انہیں بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر رہے ہیں اور ایک شخص یہ آیت بآواز بلند پڑھ رہا ہے "وقل جاء الحق و زھق الباطل' ان الباطل کان زھوقا" کہ حق آیا اور باطل جاتا رہا واقعی باطل مٹنے والا ہی ہے۔

شیخ الاسلام والمسلمین حضرت عبدالاحد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے صبح کو رات کا واقعہ حضرت شیخ المشائخ شاہ کمال قادری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بیان کیا اور اس کی تعبیر پوچھی حضرت شیخ المشائخ شاہ کمال قادری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے توجہ باطنی کے بعد شیخ الاسلام والمسلمین حضرت عبدالاحد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرمایا کہ بذریعہ کشف یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ (شیخ الاسلام والمسلمین حضرت عبدالاحد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کا فرزند نرینہ ہوگا کہ اس کے وجود کے نور سے ظلمت و بدعت، سنت محمدی ﷺ کی روشنی سے بدل جائیں گی۔ اور زمانہ بھر کے جبار اور اکابر اس کی اطاعت کریں گے اس کا ارشاد تمام جہان میں پھیلے گا اور اس کا سلسلہ قیامت تک قائم رہے گا اور اس امت کے تمام اولیاء کرام کا سردار ہوگا۔

روضۃ القیومیہ، ج،1،ص،105

حضرت شیخ المشائخ نظام نارنولیؒ کی نظر میں

مقبول یزدانی شمس العارفین مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جب ہندوستان کا مغل بادشاہ جلال الدین اکبر مرتد ہوا اور اسلام بہت کمزور ہوگیا تو لوگ حضرت شیخ المشائخ نظام نارنولی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جو کہ مقتدائے اہل اسلام تھے گئے اور غلبہ کفر کے دفعیہ کے بارے میں التجائے دعا کی آپ (حضرت شیخ المشائخ نظام نارنولی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے بڑی توجہ کے بعد لوگوں کو خوشخبری دی کہ قریب ہی ایک شخص پیدا ہوگا جو تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا اس کی توجہ سے کفر و بدعت کی ظلمت نور

سنت سے بدل جائے گی اور اسلام کو رونق تازہ حاصل ہوگی اور شرع کے مخالف طریق منسوخ ہو جائیں گے اور اس کے وجود کے نور سے تمام جہان مشرق و مغرب تک منور ہو جائے گا اور اس کے ارشاد کا سلسلہ قیامت تک قائم رہے گا۔

روضۃ القیومیہ، ج،1،ص،106

شیخ عبداللہ علاؤ الدین سہروردی کی زبان پر

حضرت شہباز لامکانی تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وجود مسعود کی خبر جب ہندوستان میں اکبر بادشاہ کا ظلم و ستم اور کفر کا غلبہ مسلمانان ہند پر بڑھ گیا اور خلقت گھبرا اٹھی ہزاروں مسلمانوں کو ہر روز پکڑ کر اکبر بادشاہ کے پاس لایا جاتا سجدہ کرنے پر مجبور کیا جاتا اگر انکار کرتے تو قتل کئے جاتے تو تمام مسلمان جمع ہو کر حضرت زبدۃ الواصلین شیخ علاؤ الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جو اپنے زمانے کے شیخ و بزرگ تھے اور التجا کی کہ آپ (حضرت زبدۃ الواصلین شیخ علاؤ الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اسلام کی مدد و اعانت فرمائیں حضرت زبدۃ الواصلین شیخ علاؤ الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے توجہ باطنی کے بعد لوگوں کو خوشخبری دی کہ مجھے پروردگار کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ عنقریب ہی ایک شخص مبعوث ہوگا جو تمام گذشتہ اور آئندہ اولیائے امت سے افضل ہوگا اس کی توجہ شریف سے جہان کی تنگی فرحت سے بدل جائے گی اور دین اسلام میں رونق آئے گی دنیا میں طراوت اور تازگی ظاہر ہوگی اس کے ارشادات ہدایت کے نور سے زمین و آسمان منور ہو جائیں گے اور وہ نور قیامت تک قائم رہے گا۔

روضۃ القیومیہ، ج،1،ص،107

فرید عصر مفتی عبدالرحمٰن کی بشارت

حضرت علامہ وحید الزماں مفتی عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اپنے زمانے کے جید عالم اور صالحین کے سردار تھے فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ اکبرآباد سے دہلی آیا اتفاقاً ایک منزل میں میرے پیٹ میں درد ہوا میں جنگل میں ٹھہر گیا اور میرے ہمراہی مجھے چھوڑ کر چل دیئے میں گھڑی گھڑی قضائے حاجت کیلئے جاتا تھا اتنے میں رات ہوگئی اس جنگل میں قریب ہی ایک غیرآباد محل تھا میں جاڑے کے مارے وہاں چلا گیا کہ چلو رات یہیں بسر کرلوں آدھی رات گذری تھی کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑی فوج نمودار ہوئی ہے اور ہوتے ہوتے اس محل کے قریب آ پہنچی ہے پھر انہوں نے نہایت عالیشان فرش اس محل میں بچھایا فرش پر ایک تخت لاکر رکھا بعد ازاں ایک نوجوان آکر اس تخت پر بیٹھا اور ہزار ہا آدمی اس کے گرداگرد بڑے ہی ادب سے کھڑے ہو گئے آخر مجھے معلوم ہوا کہ یہ جنوں کے بادشاہ کی فوج ہے یہ معلوم کر کے میں بہت ڈرا اتنے میں جنوں کے بادشاہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر سوائے ہماری قوم کے غیر قوم کا کوئی فرد بھی ہے آخر مجھے پکڑ کر اس کے پاس لے گئے اس نے مجھے پوچھا تو کون ہے میں نے کہا میں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ایک ملا مرد ہوں اس نے کہا ہم بھی مسلمان ہیں چند علمی کلمات بیان کرو تاکہ تمہارے علم سے فائدہ اٹھائیں میں نے چند ایک حدیثیں، فقہ اور اہل سنت و جماعت کے عقائد کے متعلق بیان کیں اور ساتھ

ہی کہا کہ ان دنوں ہمارا یہ علم بہت کمزور ہوگیا ہے اس نے پوچھا کیوں میں نے کہا ہمارا بادشاہ کافر ہے اس نے کہا ہم بھی اس بارے میں اس پر سخت ناراض ہیں اور ہمیں اپنے علم سے معلوم ہوا ہے کہ ایک شخص مبعوث ہونے والا ہے جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ کفر کی تاریکی کو سنت نبوی ﷺ کے نور سے بدل ڈالے گا اور اس کا طریقہ تمام اولیائے امت سے جداگانہ اور افضل ہوگا اس کے تمام اوضاع واطوار اور اقوال وافعال سنت نبوی ﷺ کے تابع ہوں گے اس کا سلسلہ مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گا اور قیامت تک رہے گا آپ (حضرت علامہ وحید والزماں مفتی عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ضرور اس شخص کی زیارت کریں گے حضرت علامہ وحید الزماں مفتی عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس روز سے حضرت تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے معتقد ہوگئے حتی کہ تجدید وقیومیت کے پہلے سال ہی حضرت عندلیب گلشن راز قبلہ درویشاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔

روضۃ القیومیہ، ج،1 ص، 109

فضیلت آپ خان اعظم کا ایک خواب

حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق خان اعظم نے جو ایک مشہور رکن سلطنت تھے ایک رات خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا جنگل ہے اور اس میں ایک دریا تاریکی سے پر ہے اور اس دریا سے سانپ بچھو نکل رہے ہیں جس طرف اس دریا کی لہریں جاتی ہیں اس طرف کی زمین سیاہ ہوجاتی ہے درختوں کے پتے گر جاتے ہیں اسی اثنا میں آسمان سے ایک آدمی نازل ہوتا نظر آیا جس کے نور کی شعاعوں سے تمام زمین مشرق سے مغرب تک منور ہوگئی جہاں پر اپنا قدم مبارک رکھتا ہے وہیں سے چشمہ جاری ہوجاتا ہے ہزارہا پرند اس چشمے سے پانی پیتے ہیں نہاتے ہیں نہانے اور پینے سے ان کی شکلیں اور رنگ روپ میں نکھار آجاتا ہے وہ چشمہ اس قدر بڑھ گیا ہے کہ تمام جہان اس کے پانی سے سیراب ہوگیا ہے اور وہ سانپ اور بچھو اس سے ہلاک ہوگئے اور درختوں کے پتے ازسرنو تازہ ہوگئے ہیں اور وہ سیاہ دریا بالکل معدوم ہوگیا خان اعظم نے صبح اس خواب کی تعبیر معبروں سے پوچھی تو انہوں نے بہت سوچ بچار کے بعد کہا کہ اس سیاہ دریا سے مراد ہندوستان میں کفر کا غلبہ ہے اور سانپ اور بچھو ملحد اور بے دین لوگ ہیں جو شخص آسماں سے اترا ہے وہ جناب پیغمبر خدا ﷺ کا نائب اتم ہے جو عنقریب پیدا ہوگا اور اس کے قدوم میمنت لزوم سے ہدایت وارشاد کا چشمہ جاری ہوگا جس کے نور ہدایت سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منور ہوجائے گا تاریکی، بدعت اور گمراہی کا دریا نابود ہوجائے گا اس کے نور ارشاد سے تمام بے دین اور ملحد مرجائیں گے دین اسلام کو رونق ہوگی مسلمانوں کو فرحت نصیب ہوگی اور وہ شخص تمام مشائخ امت سے افضل ہوگا یہ سن کر خان اعظم حضرت سلطان العارفین مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا زیادہ معتقد ہوگیا اور حضرت امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کا انتظار کرنے لگا ہر کسی سے علامات پوچھا کرتا یہاں تک کہ حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے جمال جہاں آرا سے مشرف ہوا۔

روضۃ القیومیہ، ج،1 ص، 110

مجدد الف ثانیؒ کی خالہ مبارکہ کا خواب

صبح اس نے یہ خواب اپنے خاوند کو سنایا اس نے کہا کیا کروں کہ میرے ہاں کوئی بیٹی نہیں جو سعادت ابدی حاصل کروں اس صالحہ نے کہا میری نہایت صالحہ ایک بہن ہے اس کی شادی اس مرد سے کردینی چاہئے اس نیک مرد نے حضرت مطلع انوار شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس بات کا ذکر کیا پہلے تو حضرت مطلع انوار شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے انکار کیا لیکن جب انہوں نے بہت منت وسماجت کی تو آپ (حضرت مطلع انوار شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے قبول کیا اور نکاح کر کے اسے سرہند شریف لے آئے۔

روضۃ القیومیہ، ج1، ص، 114

سنت نبویہ ﷺ کے چرچے ہوں گے

جب جمعہ کی رات (10) محرم کو (شیخ کبیر غوث جہانیاں مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) والد بزرگوار کی پشت سے رحم مادر میں داخل ہوئے تو تمام موجودات نے باہم ایک دوسرے کو مبارکباد دی تمام حیوانات نے ایک دوسرے کو خوشخبری دی کہ اب وہ وقت آنے والا ہے کہ یہ بدعت وگمراہی اس کے صاحب حمل کے وجود کی برکت سے ملت احمدیہ میں بدل جائے گی اور سنت نبوی علیہ صلی اللہ وسلم کے چرچے ہوں گے۔

شمس العارفین مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت شہر سرہند شریف میں جمعہ کی رات تقریباً نصف رات گذرے (۱۴) شوال ۱۷۱ھ ۹ ہجری کو ہوئی یہ چودھویں کا چاند مکرمت کے افق سے طلوع ہوا اور اس کے وجود کے نور سے تمام جہاں پرنور اور اہل جہان مسرور ہوگئے۔

نہے بر اوج سپہر کمال طالع شد　کہ کس ندید چناں ماہ در ہزار ان سال

شمس العارفین کعبۂ صفا کیشاں شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ ولادت لفظ خاشع سے نکلتی ہے شمسی حساب کے مطابق آفتاب اس وقت برج حمل کے خانہ شرف میں تھا جو سورج کی تمام منزلوں سے اعلیٰ اور اشرف ہے اہل شام کے نزدیک یہ تشرین کی پہلی تاریخ ہوتی ہے۔

ہوئی ہے پیدا جہاں میں ہزار ہا مخلوق　مگر ہیں آپ زمانے میں ایک عجوبہ

روضۃ القیومیہ، ج1، ص، 115، 116

حضرت مجدد الف ثانی ؒ کی ولادت

حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ میرے فرزند شیخ احمد (حضرت شمس العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی ولادت کے بعد مجھے غشی آ گئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ تمام اولیائے امت ہمارے گھر میں آئے ہیں اور ایک شخص کہتا ہے حق تعالیٰ نے گذشتہ و آئندہ تمام اولیاء کے سارے کمالات اپنے فضل و کرم سے شیخ احمد (حضرت شمس العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو عنایت فرمائے ہیں اور اسے اپنی رحمت کا خزانہ بنا دیا ہے دوستوں! اس کی زیارت کرو۔ کیونکہ پروردگار کا حکم ہے کہ جو شخص اس کی زیارت کرے گا میں اس کے گناہ بخش دوں گا قیامت کے دن اسے اپنے مقربوں میں داخل کروں گا۔

روضۃ القیومیہ، ج،1، ص، 116

حضرت مجدد الف ثانی ؒ کا بچپن

حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سنت رسول خدا ﷺ کی سنت کے عین مطابق پیدا ہوئے لڑکپن میں آپ (حضرت رموزِ اسرار قرانیاں مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کبھی ننگے نہ ہوئے اگر بول و براز کے موقع پر اتفاقاً کبھی آپ (حضرت شہباز لامکانی قطب جہانیاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کا بدن مبارک ننگا بھی ہو جاتا تو بڑی جلدی بدن کو ڈھانپ لیتے جیسا کہ عام بچوں کا قاعدہ ہے کہ نجاست سے بدن اور لباس کو آلودہ کر لیتے ہیں اور پڑے رہتے ہیں آپ (حضرت رموزِ اسرار قرانیاں قطب العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے کبھی ایسا نہ کیا آپ (حضرت رموزِ اسرار قرانیاں سلطان طریقت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کبھی نہ روتے چہرہ ہر وقت خوش و خورم اور خنداں رہتا اگر سارا دن اور ساری رات دودھ پلانے میں غفلت ہو جاتی تو بھی آپ (حضرت شیخ السلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نہ روتے اور نہ دودھ مانگتے آپ (حضرت شیخ العرفاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) ہر دلعزیز تھے۔۔۔۔ جو آپ (شیخ کبیر محبوب سبحانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو دیکھتا بے اختیار اس کے دل میں آپ (امام شریعت و طریقت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی محبت بیدار ہو جاتی آپ (حضرت سیدی سردار ما مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے دنوں میں اس قدر نشو و نما پائی جتنی اوروں کو مہینوں میں ہوتی ہے اور آپ (حضرت تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو مہینوں میں اس قدر نشو و نما ہوئی جتنی دوسروں کو سالوں میں ہوتی ہے۔

روضۃ القیومیہ، ج،1، ص،122

بچپن میں فیضان کا حصول اور بشارت خاص

ایک سالہ شیر خوارگی کے زمانے میں آپ (حضرت شیخ کبیر غوث جہانیاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) لاغر ہو گئے۔ اسی اثنا میں حضرت شیخ المشائخ قطب دوراں شاہ کمال قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتفاقاً شہر سرہند میں آ نکلے حضرت مخدوم وحید الزماں عبد الاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قیوم اول (حضرت غوث جہانیاں امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو حضرت شیخ المشائخ

قطب دوراں شاہ کمال قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں لائے کہ ان کے حق میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس مرض کو اس بچہ سے زائل کرے جب حضرت شیخ المشائخ قطب دوراں شاہ کمال قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دور سے (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو دیکھا تو تعظیم کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے حضرت شیخ المشائخ عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس سے تعجب سا آیا کہ حضرت شیخ المشائخ قطب دوراں شاہ کمال قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ کس کی تعظیم کی ہے حضرت شیخ المشائخ قطب دوراں شاہ کمال قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تعجب کی وجہ پوچھ کر فرمایا کہ ہم نے اس بچے (حضرت شیخ کبیر غوث جہانیاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی تعظیم کی ہے جو تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا عنقریب یہ ایسا آفتاب بنے گا کہ اس کے نور سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک پرنور ہو جائے گا اور بدعت اور گمراہی کو برطرف کردے گا، سنت نبوی ﷺ کو زندہ کرے گا اور اس کی ہدایت اور ارشاد کا نور قیامت تک قائم رہے گا یہ وہی عزیز ہے جس کی تشریف آوری کی خبر کئی اولیائے امت نے دی ہے اور بہت سے آدمی اس کی آمد کے منتظر ہیں بعدازاں اپنی زبان مبارک (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے منہ میں رکھی (حضرت غوث جہانیاں امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت شیخ المشائخ قطب دوراں شاہ کمال قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان کو دیر تک منہ میں دبائے رکھا جب چھوڑا تو حضرت شیخ المشائخ قطب دوراں شاہ کمال قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا! کہ اس بچے (حضرت شیخ کبیر مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے تمام قادریہ نعمت ہم سے حاصل کر لی ہے جب کبھی حضرت شیخ المشائخ قطب دوراں شاہ کمال قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سرہند شریف میں تشریف لاتے حضرت شیخ کبیر غوث جہانیاں امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں خوش خبری سناتے کہ عنقریب یہ بچہ (حضرت امام شریعت وطریقت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) اس، اس مرتبے کا مالک ہوگا۔

روضۃ القیومیہ، ج،1، ص،122، 123

حضرت غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کا خرقہ مبارک

حضرت شیخ المشائخ قطب دوراں شاہ کمال قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شیخ الشیوخ غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خرقہ کو جو بطور امانت ان کے پاس موجود تھا اپنے پوتے حضرت شیخ المشائخ شاہ سکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیا اور وصیت کی کہ عنقریب اس خرقے کا مالک (حضرت شیخ کبیر غوث جہانیاں امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) ظاہر ہوگا یہ خرقہ اسے (حضرت شیخ کبیر غوث جہانیاں امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) دے دینا یہ وصیت کر کے اشارہ (حضرت شیخ کبیر غوث جہانیاں امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی طرف کیا (حضرت شیخ کبیر غوث جہانیاں امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی عمر ابھی سات سال کی تھی کہ حضرت شیخ المشائخ قطب دوراں شاہ کمال قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔

روضۃ القیومیہ، ص،123

مجدد الف ثانیؒ کے وجود پر حدیث نبوی ﷺ

کتاب جامع الدرر میں یہ حدیث شریف ان کے حق میں بیان کی ہے "قال رسول اللہ ﷺ بعث اللہ رجلاً علی راس احد عشر مائۃ سنۃ ھو نور عظیم اسمہ اسمی بین السلاطین الجابرین و یدخل الجنۃ بشفاعتہ رجال "الوفا رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفی ﷺ نے فرمایا کہ گیارویں صدی کے شروع میں میری امت میں ایک شخص پیدا ہوگا وہ شخص نور عظیم ہوگا اس کا نام میرے نام پر ہوگا اور دو ظالم بادشاہوں کے درمیان زندگی بسر کرے گا اور اس کی شفاعت سے قیامت کے دن ہزارہا اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا۔

روضۃ القیومیہ، ص، 96

مجدد الف ثانیؒ تحریر فرماتے ہیں

حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے نام لکھا فرماتے ہیں۔ میں (حضرت ابو سعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) اپنی پیدائش کا جو مقصد سمجھتا تھا معلوم ہوتا ہے کہ وہ حاصل ہو گیا اور ہزار سالہ (تجدید کی) درخواست قبول ہوگئی" الحمد للہ الذی جعلنی صلۃ بین البحرین و مصلحا بین الفئتین اکمل الحمد علی کل حال والصلوۃ والسلام علی خیر الانام و علی اخوانہ الکرام من الانبیاء والملائکۃ العظام "(تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے دو سمندروں کو ملانے والا اور دو گروہوں کے درمیان صلح کرانے والا بنایا اور حضرت خیر الانام ﷺ اور ان کے بھائیوں (یعنی) انبیائے کرام اور ملائکہ عظام (علیہم السلام) پر صلوٰۃ و سلام ہو) چونکہ صباحت بھی ملاحت کے رنگ سے رنگین ہوگئی ہے اس لئے خلت ابراہیمی (علیہ السلام) کے مقام میں بھی لازمی طور پر وسعت پیدا ہوگئی ہے اور محیط نے بھی مرکز کا حکم حاصل کر لیا ہے (حضرت مولانا ابو الحسن زید فاروقی مقامات خیر میں فرماتے ہیں کہ یہاں دو سمندروں سے مراد شریعت و طریقت ہیں دو گروہوں سے مراد علماء اسلام اور مشائخ کرام شریعت و طریقت میں جو اختلاف اظہار نظر آرہا تھا وہ حق تعالیٰ نے آپ (حضرت ابو سعید راز دار کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) کی وجہ سے دور کر دیا اور علماء و مشائخ کا اختلاف بھی بڑی حد تک کم ہو گیا۔)

مکتوب، ج، 2، ن، 6 حاشیہ 39

شیخ الشیوخ احمد جامؒ کی بشارت

شیخ الاسلام وحید دوراں احمد جام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میرے بعد سترہ آدمی احمد نام کے پیدا ہوں گے ان میں سے آخری شخص آنحضرت ﷺ کی ہجرت کے ہزار سال بعد ظاہر ہوگا وہ امت محمدی ﷺ کے تمام اولیاء سے افضل ہوگا شیخ الاسلام غوث الزماں احمد جام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند حضرت شیخ ظہیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رموز العاشقین میں لکھتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار وحید دوراں غوث الزماں احمد جام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ پر چھ ہزار آدمیوں نے توبہ کی انہوں نے میرے

والد سے پوچھا کہ ہم نے مشائخ کے مقامات سنے ہیں اوران کی کتابیں دیکھی ہیں آپ (شیخ الاسلام مقبول یزداں احمد جام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) جیسے حالات کسی سے ظاہر نہیں ہوئے آپ (شیخ المشائخ غوث الزماں احمد جام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ اس کی یہ وجہ ہے کہ جو جو ریاضت اولیاء اللہ نے فرداً فرداً کی وہ میں نے بھی کی بلکہ اس سے زیادہ بھی کی اس واسطے حق تعالیٰ نے جو کچھ فرداً فرداً انہیں عطا کر رکھا تھا وہ سب کچھ مجھ اکیلے کو عنایت کیا لیکن میرے چار سو سال بعد ایک شخص احمد نام کا مبعوث ہوگا اس کے حق میں وہ عنایات الٰہی ہوں گی کہ تمام خلقت دیکھے گی یہ فضل الٰہی ہے جسے چاہے عطا کرے یعنی اس میں تمام گذشتہ اور آئندہ اولیاء کرام کے کمالات پائے جائیں گے شیخ الاسلام سراج السالکین احمد جام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال سے شمس العارفین مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت تک چار سو سال کا عرصہ گذرا چنانچہ شیخ الاسلام والمسلمین احمد جام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال چھٹی صدی ہجری میں ہوا شمس العارفین مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے الف ثانی ہجرت کے بعد خلعت پہنی۔

روضۃ القیومیہ، ص، 102

لیکن افسوس کہ ہماری زندگی اس وقت تک وفانہ کرے گی

حضرت شیخ المشائخ شیخ خلیل اللہ بدخشی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ سبحان اللہ! خواجگان کے سلسلہ سے ایک شخص ہندوستان میں پیدا ہوگا جوامت محمدی ﷺ کے تمام اولیاء کرام سے افضل ہوگا لیکن افسوس کہ ہماری زندگی اس وقت تک وفانہ کرے گی کہ ہم اس کی خدمت کریں بعد ازاں ایک خط اپنی نیاز مندی اور عذر ومعذرت کا لکھ کر اپنے بڑے خلیفے کو دیا کہ اسے سنبھال کر رکھنا اور جب شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مبعوث ہوں یہ خط بڑی نیاز مندی سے ان کی خدمت میں پیش کرنا تاکہ ہمارے حق میں دعائے خیر کریں حضرت خواجہ عبدالرحمٰن بدخشی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مکتوب کو تجدید قیومیت کے دسویں سال شمس العارفین محبوب سبحانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش کیا شمس العارفین شیخ کبیر مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شیخ المشائخ شیخ خلیل اللہ بدخشی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور فرمایا کہ حضرت شیخ المشائخ شیخ خلیل اللہ بدخشی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ امت کے بڑے مشائخ کرام سے نظر آتے ہیں۔

روضۃ القیومیہ، ج،1 ص، 103

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے عصا سے اس بدنہاد شخص کا بند بند جدا کردیا

حضرت شیخ المشائخ شیخ خلیل اللہ بدخشی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک خاص مکتوب شریف حضرت عندلیب گلشن راز شیخ احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حضرت سیدنا شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہدایت وارشاد کی شہرت ولایت بدخشاں تک پہنچی اس ملک کے تمام شہروں میں حضرت سردار اولیاء سیدنا مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلفاء پھیل گئے تو ایک رات

حضرت شیخ لشائخ شیخ خلیل اللہ بدخشی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے خلیفہ حضرت عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جن کے پاس حضرت شیخ المشائخ شیخ خلیل اللہ بدخشی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا وہ مکتوب شریف موجود تھا جو حضرت شیخ خلیل اللہ بدخشی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سردار اولیاء سیدنا شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام لکھا تھا خواب میں دیکھا کہ حضرت شیخ المشائخ شیخ خلیل اللہ بدخشی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ انہیں فرماتے ہیں کہ جس عزیز کی خاطر میں نے وہ مکتوب شریف لکھا ہے وہ ہندوستان میں مبعوث ہوا ہے (اشارہ حضرت سردار اولیاء سیدنا شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف کیا) آپ یہ مکتوب شریف اسے پہنچادیں آپ بیدار ہوئے تو حضرت شیخ المشائخ شیخ خلیل اللہ بدخشی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشاد کے مطابق ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے جب سرہند شریف میں آئے تو اتفاق سے ایسے شخص کے گھر میں اترے جو شمس العارفین کعبۂ صفا کیشاں شیخ احمد کابلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا بدترین مخالف تھا حضرت خواجہ عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نیت کی کہ صبح غسل کر کے نیا لباس پہن کر حاضر خدمت ہوں گا عشاء کی نماز کے بعد مالک مکان نے پوچھا کہ حضرت خواجہ عبدالرحمٰن (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) آپ کس ارادے سے وارد سرہند ہوئے ہیں حضرت خواجہ عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اصلی ارادہ سے مطلع کیا تو اس بد بخت نے حضرت سردار اولیاء سیدنا شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق اہانت آمیز گفتگو شروع کردی حتیٰ کہ حضرت خواجہ عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے سرہند شریف آنے پر سخت نادم ہوئے اسی اثنا میں حضرت سردار اولیاء سیدنا شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے گذرے اور اپنے عصا سے اس بدنہاد شخص کا بند بند جدا کر دیا اور پھر تشریف لے گئے حضرت خواجہ عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ یہ حالت دیکھ کر مارے ڈر کے کانپ اٹھے اور جو کچھ دل میں خیال پیدا ہوا تھا اس سے توبہ کی اور نہایت عاجزی سے التجا کی کہ یا شیخ الاولیائے امت آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ) کی تجدید الف و قیومیت تو مجھے اچھی طرح تحقیق ہو چکی لیکن اب اس معاملہ میں مجھے ملزم گردانا جائے گا اس لئے التجا ہے کہ پھر اس شخص کو زندہ کردیں تا کہ اس بلا سے میری رہائی ہو اتنے میں پھر حضرت سردار اولیاء سیدنا شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف فرمائے اور اسے عصا مار کر فرمایا قم باذن اللہ

روضۃ القیومیہ، ج،1،ص،250

وہ فضل الٰہی سے زندہ ہو گیا

زندہ ہوتے ہی پھر اس نے حضرت سردار اولیاء سیدنا شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی توہین شروع کردی میں نے کہا ارے بد بخت اسی خاطر تو حضرت شیخ الاسلام والمسلمین قبلہ درویشاں تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے آ کر تجھے ٹکڑے ٹکڑے کیا اور جب میں نے بہت منت وسماجت کی تو تجھے دوبارہ زندہ کیا اب بھی تو اپنے عقیدے سے باز نہیں آتا اس نے کہا اس سے ایسی ایسی باتیں ظاہر ہوتی ہیں حضرت خواجہ عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی وقت اس مکان سے نکل کر ایک مسجد میں رات بسر کی اور صبح غسل کر کے نئے کپڑے پہن کر حاضر خدمت ہوئے حضرت شیخ الاسلام والمسلمین قبلہ درویشاں

تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا"مامضی فی اللیل لم یذکر فی النهار" رات کے واقعہ کو دن کے وقت کسی سے بیان نہ کرنا (یہ اولیاء اللہ کا کمال ہے دیکھئے صبح اس شخص سے کیا فرمایا غور کا مقام ہے۔)

پھر حضرت خواجہ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شیخ المشائخ شیخ خلیل اللہ بدخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوب شریف کو پڑھا جس کا مضمون یہ تھا کہ مجھے حضرت سرداراولیاء سیدنا شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تجدید و قیومیت کا یقین ہے اور یہ کہ میرے حق میں دعائے خاص اور توجہ مرحمت فرمائیں حضرت سرداراولیاء سیدنا شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مکتوب کو پڑھ کر فاتحہ طویل کے بعد پوری پوری توجہ حضرت شیخ المشائخ شیخ خلیل اللہ بدخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حق میں کی اور اس سے فارغ ہو کر فرمایا کہ حضرت شیخ المشائخ شیخ خلیل اللہ بدخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امت کے بڑے مشائخ سے معلوم ہوتے ہیں۔ روضۃ القیومیہ، ج،1،ص،252

حضرت محبوب سبحانی غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے بشارت

حضرت شہباز لامکانی شیخ العرفاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت کی خوشخبری ایک روز حضرت شیخ الجن والانس غوث الاعظم سید عبدلقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنگل میں مراقبہ میں بیٹھے تھے کہ آسمان سے ایک نور عظیم ظاہر ہوا جس سے تمام جہان منور ہو گیا۔ اور دم بدم اس نور کی روشنی بڑھتی گئی اس نور سے تمام گذشتہ اور آئندہ اولیاء کرام کے چہرے منور ہو گئے حضرت شیخ الجن والانس غوث الاعظم سید عبدلقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ یہ کس شخص کا نور ہے الہام ہوا کہ اس نور کا مالک تمام اولیائے امت سے افضل ہے جو آپ (حضرت شیخ الجن والانس غوث الاعظم سید عبدلقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پانچ سو سال بعد پیدا ہوگا اور ہمارے پیغمبر ﷺ کے دین کی تجدید کرے گا وہ شخص نہایت ہی خوش نصیب ہوگا جو اس کی زیارت کرے گا اس کے فرزند اور خلیفے بارگاہ احدیت کے صدر نشین ہوں گے۔ روضۃ القیومیہ، ج،1 ص،103

حضرت محبوب سبحانی غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کا خرقہ پیش کرتے ہیں

حضرت سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خرقہ حضرت سلطان المشائخ شاہ سکندر قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بطور امانت تھا اور حکم تھا جب اس کا وارث ملے اسے دینا وہ خرقہ اپنے پوتے اور خلیفہ قائم مقام حضرت شمس العارفین شاہ کمال قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیا جب شمس العارفین کعبۂ صفا کیشاں شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تجدید اور قیومیت کی خلعت پہنی اور حضرت عالی امام ربانی سلطان طریقت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا طنطنہ روئے زمین پر اور آسمان تک پھیل گیا تو حضرت وحید الزماں شاہ کمال قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب میں حضرت سلطان المشائخ شاہ سکندر قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرمایا کہ اب یہ خرقہ قیومیت مآب (حضرت عالی امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو پہنچادو حضرت سلطان المشائخ شاہ سکندر قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خرقہ دینے میں قدرے تأمل کیا کہ خرقہ کی

نعمت غیر کو کیونکر دوں حضرت وحید الزماں شاہ کمال قادری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوبارہ تاکید کی کہ پرائے حق کو کیوں رکھ چھوڑا ہے جلدی یہ خرقہ انہیں (حضرت عالی امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) پہنچادو پھر حضرت سلطان المشائخ شاہ سکندر قادری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیدہ دانستہ غفلت کی تو شیخ المشائخ حضرت شاہ کمال قادری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہایت ناراض ہو کر فرمایا! کہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو یہ خرقہ اس کے وارث کو دو ورنہ نسبت سلب ہو جائے گی سلطان المشائخ حضرت شاہ سکندر قادری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اب وہ خرقہ حضرت عندلیب گلشن راز قبلہ درویشاں تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں لائے حضور (حضرت عندلیب گلشن راز تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) صبح کی نماز کے بعد حلقہ احباب میں مراقبہ کئے بیٹھے تھے سلطان المشائخ حضرت شاہ سکندر قادری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ خرقہ لائے شمس العارفین کعبۂ صفا کیشاں شیخ احمد کابلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مراقبہ سے فارغ ہو کر وہ خرقہ پہنا۔

روضۃ القیومیہ، ج،1 ص، 191

زینت بنگال حضرت شیخ المشائخ شیخ عبدالحمید ﷫ کا ادب

محبوب سبحانی شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ المشائخ زینتِ بنگال شیخ عبدالحمید بنگالی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو بلا کر ان کے حال پر مہربانی فرمائی اور اسے مرید بنایا تھوڑی مدت اپنے پاس رکھ کر خلافت مطلق سے سرفراز فرما کر بنگال کی طرف جانے کی اجازت عنایت فرمائی رخصت فرماتے وقت شمس العارفین عنقا ملک ناسوت سیمرغ قاف جبروت شیخ احمد کابلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی نعلین مبارک شیخ المشائخ زینتِ بنگال شیخ عبدالحمید بنگالی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو عنایت فرمائیں شیخ المشائخ زینتِ بنگال شیخ عبدالحمید بنگالی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں اپنے دانتوں سے اٹھایا اور جب تک زندہ رہا اور طاقت رہی دانتوں سے اٹھاتا رہا بعد ازاں سر پر باندھ لیا جب شمس العارفین کعبۂ صفا کیشاں شیخ احمد کابلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے رخصت ہوا تو الٹے پاؤں واپس گیا بلکہ اس شہر سے بھی الٹے پاؤں گیا تاکہ پیٹھ کرنے سے بے ادبی نہ ہو۔

روضۃ القیومیہ، ج، 1، ص، 270

ڈاکٹر حفیظ ملک صاحب

نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے فی الحقیقت آنے والی نسل کو شیخ احمد (حضرت شمع بزم عرفاں برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے بے حد متاثر کیا ان کا نعرہ تھا چلو چلو حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ کی طرف چلو! مذہبی اور سیاسی حیثیتوں سے یہ نعرہ نہایت ہی دوررس نتائج کا حامل ہوا، ان کی تعلیمات نے معاصر فکر مسلم کو بنیادی طور پر متاثر کیا اور ہندوستان میں مسلم حکومت کو لادینی بنانے کی مخالفت کی۔

مجدد ہزار دوم m، ص، 26

منقبت شریف

مسلماں بھول بیٹھا ہے نبی کا اسوۂ حسنہ

جو آنکھیں ہیں تو پڑھ شیخ مجدد کی وہ تحریریں
نہاں ہیں جن کے ہر لفظے میں دین و دل کی تفسیریں

اگر تو ان کے مکتوبات پہ کچھ بھی عمل کرلے
تو کٹ سکتی ہیں پھر تیری غلامی کی یہ زنجیریں

یہ وہ اللہ والے ہیں کہ پلکوں کے اشارے سے
بدل دیتے ہیں پل بھر میں جہانگیروں کی تقدیریں

انہی کے دم قدم سے ہند میں اسلام چمکا ہے
انہیں کے نام سے ہیں ملت بیضا کی تو قیریں

انہیں کے عشق سے یوں جلوہ گر ہے نقش وحدت کا
کہ یکسر محو ہو کر رہ گئیں کثرت کی تصویریں

جہاں مامور حق کا جوش ایماں کام کرتا ہو
وہاں بے کار ہوتی ہیں ستم رانوں کی شمشیریں

اسیری جذبۂ تبلیغ میں حائل نہیں ہوتی
در دیوار زنداں سے بھی گونج اٹھتی ہیں تکبیریں

حیات جاوداں پاکر وہ اب مرقد میں سوتے ہیں
بشر کے فہم سے بالا ہیں مردوں کی تنویریں

جو اس دنیا میں چاہے سیرت جنت کے مکانوں کی
وہ جاکر دیکھ لے سر ہند کے روضوں کی تعمیریں

الٰہی واسطہ معصوم کے زہد و تقدس کا
نظر انداز کردے ہم گناہگاروں کی تقصیریں

چراغ شیخ احمد سے ہمارے قلب گرمادے
عطا کر سوز بھر دے قوم کے نعروں میں تاثیریں

محمد ﷺ کی بدولت بخش دے پھر عزتیں ہم کو
کہ اب دیکھی نہیں جاتیں یہ آئے دن کی تحقیریں

ندا دی ہاتف غیبی نے کیا باتیں بتایا ہے
کسی کے درد کا درماں نہیں ہے روح تقریریں
مسلماں بھول بیٹھا ہے نبی کا اسوۂ حسنہ
اسی غفلت کے باعث مل رہی ہیں اس کو تعزیریں
در توحید سے ہٹ کر وہ محو شرک و بدعت ہے
تعجب کیا اگر اس کے مقدر میں ہوں تشہیریں
بلندی کے تمنائی مقام فقر حاصل کر
لٹا دے راہ مولیٰ میں یہ بے بنیاد جاگیریں
جو بن جائے خدا کا فیض اس کی سب خدائی ہے
یہ وہ تدبیر ہے قرباں جس پہ لاکھ تدبیریں

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے معمولات عبادات اور اخلاق کے بیان میں

حضرت واقف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا معمول موسم گرما و سرما اور سفر و حضر میں یہ تھا کہ نصف شب کے بعد بیدار ہو جاتے تھے اور اس وقت کی مسنون دعائیں پڑھتے تھے اس کے بعد استنجا کیلئے تشریف لے جاتے تھے اور بیت الخلاء میں داخل ہوتے ہوئے پہلے بایاں قدم رکھتے پھر دایاں قدم رکھتے اور اس وقت کی مسنون دعائیں پڑھتے پھر وہاں بیٹھتے اور بائیں پیر پر زور دے کر بیٹھتے اس کے بعد طاق عدد کی رعایت کرتے ہوئے ڈھیلے استعمال فرماتے پھر پانی سے طہارت فرماتے اس کے بعد وضو کیلئے جاتے اور قبلہ رو بیٹھتے اور وضو میں کسی کی مدد نہ لیتے بائیں ہاتھ میں آفتابہ لیتے اور پہلے دائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے پھر بائیں پر ڈالتے اس کے بعد دونوں ہاتھ ملا کر دھوتے اور ہاتھ کی انگلیوں میں ہتھیلی کی طرف خلال فرماتے اور کلی کے وقت مسواک استعمال فرماتے تین بار داہنی جانب تین بار بائیں جانب اور تین بار زبان پر پھراتے اور اگر اس سے زیادہ کرتے تو طاق عدد کی رعایت ضرور رکھتے اور ابتداء داہنی جانب کے اوپر کے دانتوں سے کرتے پھر اسی طرف کے نیچے کے دانتوں پر پھیرتے اس کے بعد بائیں جانب کے اوپر کے دانتوں پر پھیرتے پھر اس طرف کے نیچے کے دانتوں پر پھیرتے اس کے بعد بائیں جانب کے اوپر کے دانتوں پر پھیرتے پھر اس طرف کے نیچے کے دانتوں پر پھیرتے اور ہر وضو میں لازمی طور پر مسواک استعمال فرماتے اور فراغت کے بعد مسواک کو کاتب کے قلم کی طرح کبھی کان کے اوپر لگا دیتے اور اکثر خادم کے سپرد کر دیتے اور آپ (حضرتِ مقبول یزدانی متشابہات فرقانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے اصحاب مسواک کو عمامہ شریف میں پیچھے رکھ لیتے اور کلی کا پانی آپ (حضرت شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) دور پھینکتے تھے اور کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے میں نیا پانی لیتے پھر چہرہ مبارک پر کمال آہستگی اور نرمی سے پانی پیشانی کے اوپر سے گراتے اور سیدھے ہاتھ کو سیدھی طرف کے رخسار پر

کسی قدر پہلے اور بائیں ہاتھ کو بائیں رخسار پر کسی قدر بعد پھیرتے تھے تاکہ داہنے ہاتھ سے ابتدا ہو سکے اور چہرہ مبارک دھوتے وقت اپنی دستار کو نیز ھار کھتے تا کہ سر کا چوتھائی حصہ کھل جائے اور وہاں سے دھویا جائے اور آپ چہرہ مبارک پر پانی اس طرح ڈالتے کہ کپڑے یا بدن پر ایک قطرہ بھی نہ گرنے پاتا اور ہر مرتبہ پانی ٹپکنا بند ہونے تک چہرہ پر ہاتھ پھیرتے تاکہ کوئی قطرہ زمین پر یا کپڑے پر نہ ٹپکے اس کے بعد سیدھا ہاتھ کہنی تک تین مرتبہ دھوتے اور ہر مرتبہ مکرر ہاتھ کہنی پر پھیرتے تاکہ کوئی قطرہ باقی نہ رہ جائے اسی طرح بائیں ہاتھ کو کرتے اور پانی کو انگلیوں کی طرف سے ڈالتے اور وہ پانی جو مسح کیلئے سیدھے ہاتھ میں لیتے اس کو بائیں ہاتھ تک پہنچا کر دور ڈال دیتے تاکہ زمین کے چھینٹے اڑ کر کپڑوں پر نہ پڑیں اور تمام سر کا مسح شروع سر سے پیچھے تک کرتے اور وسط سر پر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے باطن سے مسح کرتے اور سر کے کناروں میں دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے کرتے اور ان کو پیچھے سے آگے تک واپس لاتے اس کے بعد اسی پانی سے کانوں کے اندر کا مسح سبابہ سے اور کانوں کے باہر کا مسح انگوٹھوں کے باطن سے کرتے پھر ہتھیلی کی پشت سے گردن کا مسح کرتے اور داہنے اور بائیں پاؤں کو تین تین مرتبہ دھوتے ٹخنوں اور پنڈلیوں کے کچھ حصے کے ساتھ اور ہر مرتبہ ہاتھ کو ان پر اتنا پھیرتے کہ خشک ہونے کے قریب ہو جاتے اور ادعیۂ مسنونہ جو اعضاء کے دھونے کے وقت مروی ہیں ہمیشہ تلاوت فرماتے اور وضو سے فراغت کے بعد بھی مسنون دعائیں پڑھتے اور وضو کے اعضاء کو کپڑے سے نہ پونچھتے اس کے بعد لطیف اور نفیس کپڑے زیب تن فرماتے اور پورے تجمل اور وقار کے ساتھ نماز کے لیے تیار ہوتے اور پہلے دو رکعت مختصر پڑھتے پھر تہجد کی نماز کو طویل قرأت کے ساتھ ادا کرتے غالباً دو تین جز قرآن کے پڑھتے کبھی محویت کے عالم میں نصف شب سے صبح تک ایک ہی رکعت ہوتی تھی جب خادم عرض کرتا کہ صبح ہو رہی ہے تو دوسری رکعت مختصر ادا فرماتے اور سلام پھیر دیتے اور اکثر اوقات بارہ رکعتیں کم و بیش بلحاظ وقت ادا فرماتے اور ہر دوگانہ کے بعد خشوع و خضوع کے ساتھ مراقبہ اور استغراق میں مشغول ہوتے اور فراغت کے بعد ایک سو مرتبہ استغفار اور دوسری دعائیں اور درود شریف پڑھتے اور صبح تک مراقبہ فرماتے یا کلمۂ طیبہ میں مشغول ہوتے اور صبح سے پہلے سنت مبارکہ کے مطابق تھوڑی دیر کے لیے خواب فرماتے تاکہ تہجد دو نیندوں کے درمیان واقع ہو جائے اور صبح سے قبل بیدار ہو کر تازہ وضو فرماتے اور گھر میں سنت ادا فرماتے اس کے بعد قبلہ رو ہو کر سیدھا ہاتھ سیدھے رخسار کے نیچے لمبا کرتے اور معاً اٹھ کر مسجد کی طرف متوجہ ہوتے (آخر زمانے میں اس طرح پہلو پر دراز ہونا ترک فرما دیا تھا) اس کے بعد فجر کے فرض کو مسجد میں جماعت کثیرہ کے ساتھ اول روشنی اور تاریکی کے آخر میں ادا فرماتے تھے اور امامت خود فرماتے تھے اور طویل سورتیں (طوال مفصل یعنی سورہ الحجرات سے لے کر سورہ بروج تک کی سورتوں کو طوال مفصل کہتے ہیں) پڑھا کرتے تھے نماز سے فراغت کے بعد بعض مسنون دعائیں پڑھتے تھے۔ اور جانب جماعت داہنی یا بائیں طرف مڑ کر دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتے تھے اور دعاء کے بعد دونوں ہاتھوں کو اپنے منہ پر پھیر لیتے تھے پھر اپنے اصحاب کے ساتھ حلقۂ ذکر بنا کر بیٹھتے اور شغل باطن میں مصروف رہتے یہاں تک کہ سورج ایک نیزہ برابر اونچا ہو جاتا حلقے کے ضمن میں بھی حافظ سے بھی قرآن مجید سنتے تھے نماز اشراق، طویل قرأت کے ساتھ دو رکعت اور خفیف کے ساتھ دو رکعت ادا فرماتے تھے اس

سے فراغت کے بعد دعائے استخارہ اور تتمۂ ادعیۂ موقتہ پڑھتے تھے پھر اندر جاتے تھے اور مقتضائے حال کے مطابق کبھی تلاوت قرآن مجید اور کبھی ختم کلمۂ طیبہ میں مشغول ہو جاتے تھے اور کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ طالبوں کو الگ الگ طلب فرما کر ہر ایک سے اس کے باطنی احوال دریافت فرما کر اس کے مطابق ہدایت فرماتے تھے اور اکثر ایسا ہوتا کہ ان کے باطنی احوال کا موجودہ اور آئندہ بیان فرماتے اور تفصیل سے اس کی تشریح فرما دیتے تھے اور ان کی تربیت فرماتے تھے پھر مقامات وکیفیات اور واردات کے اسماء سے آگاہ فرماتے تھے اور کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ زیادہ قریبی اصحاب کو طلب کر کے خاص اسرار اور خود اپنے مکشوفات کے معارف بیان فرماتے تھے (لیکن اس کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ) اسرار کے چھپانے میں پوری طرح کوشش فرماتے تھے لیکن معارف کے بیان کے وقت ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اپنے القا اور اپنے حال کا اعطاء بیان کر رہے ہیں بہت مرتبہ ایسا بھی ہوتا کہ جب احباب آپ (شہباز لامکانی مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی زبان گوہر فشاں سے معارف علیہ سنتے تو آپ (حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی توجہ سے اسی وقت خود کو اس معرفت سے متصف پاتے اور اکثر آپ (حضرت شیخ کبیر محبوب سبحانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی صحبت خواہ اپنے احباب کے ساتھ ہو یا دوسروں کے ساتھ ہو خاموشی سے ہوتی تھی اور احباب کو رعب اور خوف کی وجہ سے دم مارنے کی جرأت نہ ہوتی تھی اور آپ (حضرت شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی تمکین اس قدر تھی کہ واردات کے توارد و تکاثر مختلفہ کے باوجود آپ (حضرت عالی امام ربانی مجدد الف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے کوئی اثر تلوین کا کبھی ظاہر نہ ہوتا تھا جوش وخروش اور نعرہ وفریاد آپ (شمس العارفین قیوم اوّل شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے کبھی دیکھے نہ گئے مگر اتفاق سے اور بعض اوقات آپ (کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) پر گریہ طاری ہو جاتا تھا اور آنکھوں میں آنسو آ جاتے تھے اور کبھی حقائق بیان کرتے وقت رخساروں کا رنگ متغیر دیکھا گیا ہے (اب ہم پھر اپنی بات کی طرف آتے ہیں) جب ضحوۂ کبریٰ ختم ہو جاتا تو آپ (حضرت شہبالامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نماز چاشت کی آٹھ رکعتیں ادا فرماتے اور کبھی ایسا موقع بھی ہوتا کہ چار رکعتیں بھی پڑھ لیتے پھر کھانا کھاتے لیکن کھانے کے وقت دیکھا گیا کہ اکثر وقت درویشوں عزیزوں اور خادموں میں کھانا تقسیم کرنے میں گزر جاتا اور اس اثناء میں کبھی تین انگلیوں سے کوئی نوالہ لے لیتے اور کبھی طبق پر ہاتھ پہنچا کر منہ پر رکھ لیتے اور صرف ذائقہ چکھ لیتے اس وقت ایسا معلوم ہوتا کہ آپ (حضرت شیخ کبیر غوث یزدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو کھانے کی حاجت نہیں ہے محض اس لئے کچھ کھا لیتے ہیں کہ کھانا سنت ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے کھانا ترک نہیں فرمایا اور کھانا کھاتے وقت آپ (حضرت عالی امام ربانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سنت کے مطابق بیٹھتے تھے یعنی کبھی دو زانوں اٹھا لیتے اور کبھی داہنا پاؤں بائیں پاؤں پر اور داہنے زانوں کو بائیں زانوں پر رکھتے پھر کھانے سے فراغت پر اس وقت کی مسنون دعائیں پڑھتے اور عوام کے طریقے کے مطابق کھانے کے بعد فاتحہ پڑھنا آپ (حضرت عالی امام ربانی شیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے دیکھا نہیں گیا کیونکہ ایسا کرنا سنت نہیں ہے کھانے کے بعد سنت کے مطابق تھوڑی دیر کیلئے

قیلولہ فرماتے تھے اتنے میں سورج کا سایہ ڈھل جاتا اور مؤذن اذان کہتا مؤذن کے لفظ (اللہ اکبر) کے ساتھ ہی آپ (حضرت محبوب سبحانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی بیداری واقع ہو جاتی تھی اور آپ (حضرت سردار اولیاء کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) بے اختیار پوری عجلت کے ساتھ اور قوت کے ساتھ زمین پر آ جاتے اور اس کام میں ذرا دیر نہ فرماتے اذان سنتے وقت اس کے ہر کلمہ کا اعادہ فرماتے مگر ''حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح'' کے وقت ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ'' پڑھتے اذان سننے کے بعد دعا پڑھتے اور اس کو پڑھتے ہی اُٹھ کھڑے ہوتے اور وضو فرماتے اور نفیس لباس پہن کر مسجد میں تشریف لاتے اور پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد ادا فرماتے اس کے بعد چار رکعت سنت زوال، طویل قرأت کے ساتھ ادا فرماتے پھر چار رکعت سنت مؤکدہ ظہر کی ادا فرماتے پھر جب مکبّر اقامت کہتا تو آپ (حضرت سردار اولیاء مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) خود امامت فرماتے اور قرأت طویل سورتوں کی (طوال مفصل) فرماتے اور فرض پڑھنے کے بعد (بغیر دعاؤں) صرف ''اللھم انت السلام و منک السلام تبارکت یاذوالجلال والاکرام'' پڑھ کر کھڑے ہو جاتے اور دوسری دو رکعت سنت مؤکدہ کی پڑھتے اس کے بعد چار رکعت جو سنت زوائد کی ہیں آپ (حضرت شیخ کبیر کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) ادا فرماتے اس کے بعد جو فرض کے بعد کی مسنون دعائیں ہیں وہ پڑھتے تھے پھر سب کی طرف رخ کر کے بیٹھ جاتے اور اصحاب حلقہ بنا لیتے اور حافظ، قرآن کی تلاوت کرتا اور آپ (حضرت محبوب سبحانی شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) احباب پر توجہ دیتے اور مراقبہ فرماتے تھے فراغت کے بعد ایک دو سبق کا درس دیتے اتنے میں عصر کا وقت آ جاتا اور آپ تازہ وضو کرنے کیلئے کھڑے ہو جاتے دو مثل اور سایہ اصلی کے گزر جانے کے بعد عصر کے اول وقت میں آپ (حضرت غوث یزدانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) مسجد میں تشریف لاتے اور دو رکعت تحیۃ المسجد اور چار رکعت سنت (غیر مؤکدہ) ادا فرماتے تھے پھر امامت فرماتے اور کثیر جماعت کے ساتھ عصر کے فرض پڑھتے اس کے بعد وہ مسنون دعائیں جو فرض کے بعد پڑھی جاتی ہیں پڑھتے پھر کبھی جماعت کی طرف رخ کر کے بیٹھتے اور مریدین حلقہ کرتے اور حافظ قرآن مجید پڑھتا جبکہ آپ (حضرت واقف اسرار متشابہات فرقانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) اور مریدین مراقب ہوتے اور اس اثناء میں آپ (حضرت شہباز لامکانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) باطنی طور پر ان لوگوں کے احوال کی طرف توجہ فرماتے اور ان کی روحانی ترقی کیلئے کوشاں ہوتے اور کبھی دوسرے اعمال صالحہ میں مصروف رہتے پھر مغرب کی نماز اوّل وقت میں ادا فرماتے تھے۔ فرض کے بعد بغیر تاخیر کئے ہوئے دو رکعت سنت مؤکدہ ادا فرماتے پھر چھ رکعتیں تین سلام اور طویل قرأت کے ساتھ ادا فرماتے اور اوابین کی نماز میں سورہ واقعہ اور اخلاص مکرّر اور اس کے علاوہ سورتیں پڑھتے اور نماز عشاء کیلئے افق کی سفیدی دور ہونے کے بعد کہ حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک یہی شفق ہے اور متفق علیہ وقت بھی یہی ہے پھر مسجد میں تشریف لاتے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے پھر چار رکعت سنت ادا فرماتے اس کے بعد چار فرض جماعت کے ساتھ ادا فرما کر صرف دعا ''اللھم انت السلام و منک السلام تبارکت

یا ذوالجلال والاکرام " کے علاوہ دوسرے ادعیہ نہ پڑھ کر کھڑے ہو جاتے اور دو رکعت سنت مؤکدہ ادا کر کے چار رکعت مستحب ادا فرماتے اس کے بعد وتر ادا فرماتے پھر سورہ الٓمٓ سجدہ کی تلاوت فرماتے اور کبھی چار فرضوں کے بعد کی چار رکعتوں میں سورہ سجدہ سورہ الملک سورہ الکفرون اور سورہ الاخلاص پڑھتے اور کبھی چاروں قُل (سورہ الکفرون سورہ الاخلاص سورہ الفلق سورہ الناس) پڑھتے اور وتر میں سورہ الاعلیٰ، سورہ الکفرون اور سورہ الاخلاص پڑھتے اور دعائے قنوت حنفی وشافعی جو حنفیوں نے جمع کر دی ہیں اور دونوں کو بہتر کہا ہے آپ (حضرت محبوب سبحانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بھی جمع فرما دیتے اور وتر کے بعد پہلے آپ (حضرت واقف اسرار متشابہات فرقانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے اور ان میں سورہ زلزال اور سورہ الکفرون پڑھتے تھے لیکن بعد میں آپ (حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے یہ دو رکعتیں ترک کر دی تھیں اور فرماتے تھے کہ اس میں اختلاف ہے اور سجدہ جو وتر کے بعد متعارف ہے آپ (حضرت واقف اسرار متشابہات فرقانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نہیں کرتے تھے کہ علماء اس کی کراہت کے قائل ہیں آپ (شمس العارفین امام شریعت وطریقت شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) وتر کو کبھی اول شب میں اور کبھی آخر شب میں پڑھتے تھے اور نماز تہجد کے بعد اسے دہراتے نہیں تھے کیونکہ حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ایک رات میں دو وتر نہیں ہیں اور اس کے بعد آپ (شمس العارفین کعبۂ صفا کیشاں شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سوتے وقت سورہ آیات تسبیحات اور ماثورہ دعائیں پڑھ کر سائبان میں لیٹ جاتے اس طرح کہ روئے مبارک قبلہ کی طرف اور سیدھا ہاتھ سیدھے رخسار کے نیچے ہوتا تھا اور آپ (شمس العارفین کعبۂ صفا کیشاں شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی نیند بھی کامل حضور و مراقبہ اور وصال و مشاہدۂ جمال الٰہی کے ساتھ ہوتی تھی۔

عجیب نیند کہ بیداری سے بھی بہتر تھی

شمس العارفین سلطان طریقت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے "اَلنَّوْمُ اَخُوْ الْمَوْتِ" کے مصداق، نیند کی حالت میں جو کیفیت وارد ہوتی ہے وہ بیداری کی حالت سے بہتر ہے اگرچہ عقل مندوں کی عقل اس نکتہ کو نہیں سمجھ سکتی۔ اسی طرح وہ حالت جو موت کے وقت ظاہر ہوتی ہے نیند کی حالت سے بہتر ہے اور وہ حالت جو قبر میں ظاہر ہوتی ہے وہ موت کی حالت سے بہتر ہے اور وہ حالت جو برزخ کبریٰ میں ظاہر ہوتی ہے ان تمام حالات سے بہتر ہے وہ حالت جو بہشت میں ظاہر ہوگی وہ ان سب سے بلند و بالا ہوگی آپ (شمس العارفین سراج السالکین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مسجد میں اعتکاف فرماتے تھے اور ذی الحجہ کے عشرہ میں عزلت اختیار فرماتے تھے اور اس عشرہ میں عبادات اذکار اور روزہ ادا کرنے میں جہد کامل فرماتے اور کثرت سے درود شریف پڑھتے اور شب جمعہ میں مریدوں کے ساتھ ہزار بار حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے تھے اور نماز جمعہ اور عیدین میں حاضر ہوتے تھے اور نماز جمعہ

کے بعد ظہر کے فرض کو چار سنت کے بعد آخر ظہر کی نیت سے (بدیں نیت کہ "پایا میں نے وقت اس کا اور ادا نہ کیا تھا") احتیاطاً ادا فرماتے تھے کیونکہ بعض فقہاء کے قول کے مطابق شرائط جمعہ پائی نہیں جاتیں اور عید الضحیٰ کے دن آپ (سلطان المشائخ قبلۂ درویشاں مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) راستے میں تکبیرات بالجہر پڑھتے تھے اور ذی الحجہ کے عشرہ میں خلوت اور خصوص انقطاع روزہ اور قیام شب اختیار فرماتے تھے اور حجاج کی طرح اس عرصے میں بال اور ناخن نہیں کٹواتے تھے لیکن وہ لوگ عرفہ کے دن جنگل میں جا کر ننگے سر ہو کر حاجیوں کی طرح دو رکعت پڑھتے ہیں آپ (شیخ کبیر غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) ایسا نہیں کرتے تھے اور عشرۂ ذی الحجہ کی نماز عشاء میں اور نماز فجر دوسری رکعت میں سورہ الفجر تلاوت فرماتے تھے اسی طرح اس ماہ کے تمام میں بھی۔

آپ (سلطان العارفین مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) سورج گرہن اور چاند گرہن کی نمازیں بھی پڑھتے اور نماز تراویح بیس رکعت سفر اور حضر میں پوری جمعیت کے ساتھ ادا فرماتے تھے اور ماہ رمضان میں تین سے کم قرآن مجید ختم نہیں کرتے تھے اور ہر چار رکعت تراویح کے بعد تین مرتبہ

"سبحان ذی الملک و الملکوت سبحان ذی العزۃ والعظمۃ الھیبۃ والقدرۃ والکبریاء و الجبروت سبحان الملک الحی الذی لاینام و لایموت سبوح قدوس ربنا ورب الملکنۃ و الروح اللھم اجرنا من النار یا مجیر یامجیر یامجیر الصلوۃ بر محمد ﷺ

پڑھتے تھے اور دوسرے دنوں میں چونکہ حافظ قرآن تھے ہمیشہ خلوص دل سے اس کی تلاوت میں مشغول رہتے تھے اور قرآن مجید کا استماع بھی ذکر کے حلقوں میں ہمیشہ جاری رہتا تھا اور نماز وغیرہ میں قراءت کے وقت قرآن پاک اس طرح پڑھتے تھے کہ گویا الفاظ کے ضمن میں معنی ادا فرما رہے ہیں اور آپ (شمس العارفین ابوسعید مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی قرأت سننے سے سامعین کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایسے محبوب رسانی پر اسرار قرآنی فائض ہو رہے ہیں اور بہت سے لوگ جو مریدوں میں بھی داخل نہیں تھے کہا کرتے تھے کہ آپ (شمس العارفین ابومعصوم مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی تلاوت اس نہج کی ہے کہ گویا آپ (شمس العارفین ابوعیسیٰ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے دل سے الفاظ نکل رہے ہیں۔ آپ (حضرت واقف اسرار تشابہات فرقانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) ہرگز آواز میں غنا کی رعایت نہ فرماتے تھے اور تراویح میں سامعین میں سے بہت کم کسی کو دیکھا ہے کہ اسے غنودگی نہ ہو جاتی ہو لیکن آپ (شمس العارفین شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) ہمیشہ کھڑے ہوئے قرآن مجید سنتے تھے اور غنودگی کا شائبہ بھی آپ (شمس العارفین شہباز لامکانی شیخ احمد کابلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے یہاں نہ ہوتا تھا۔

ہر کام کے شروع کرنے سے پہلے نماز استخارہ پڑھتے تھے اور کبھی صرف دعائے استخارہ پر اکتفا فرماتے تھے آپ (شمس العارفین محبوب سبحانی شیخ احمد فاروقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) ہمیشہ ایصال ثواب کیلئے فاتحہ وغیرہ پڑھا کرتے تھے اور امراض کے دفعیہ کیلئے

آپ (شہباز لامکانی مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) باطنی توجہ فرماتے تھے جس کے آثار بھی ظاہر ہوتے تھے اور آپ (حضرت شیخ کبیر غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) زیارت قبور کیلئے تشریف لیجایا کرتے تھے اور استغفار اور مسنون دعائیں پڑھ کر ان کی مدد فرماتے تھے اور باطنی توجہ بھی فرماتے تھے تا کہ ان کا عذاب دور ہو اور ان کے درجات بلند ہوں آپ (شمس العارفین سلطان طریقت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کبھی اپنے والد ماجد (مخدوم حضرت شیخ عبدالاحد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) اور اپنے پیر دستگیر (قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی قبر کو ہاتھ لگاتے تھے۔آپ (سلطان الاولیاء مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) دعوت خاص کو قبول فرمالیتے تھے لیکن دعوت عام میں نہیں جاتے تھے۔

حضرات القدس، ص، 87 سے 94

حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ گندمی رنگ لیکن مائل بہ سپیدی تھے اور کشادہ پیشانی تھے اور آپ (حضرت شہباز لامکانی مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) جیسے سردار کبار کی پیشانی اور چہرے سے ایک ایسا نور چمکتا تھا کہ آنکھیں اس کے مشاہدے سے خیرہ ہو جاتی تھیں آپ (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کشادہ ابرو تھے اور ابرو ایسے تھے۔ جیسے ایک منحنی کمان یعنی لمبے و سیاہ اور باریک بھی اور آپ (حضرت محبوب صمدانی کاشف رموزات سبحانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی آنکھیں کشادہ اور بڑی بڑی تھیں ان کی سیاہی زیادہ سیاہ تھی اور سفیدی بھی بہت سفید تھی آپ (حضرت سلطان طریقت شیخ کبیر مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی ناک بلند اور باریک تھی لب سرخ اور باریک تھے منہ نہ لمبا تھا اور نہ بہت چھوٹا آپ (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے دانت ایک دوسرے سے ملے ہوئے اور چمکدار تھے ایسے جیسے لعل بدخشاں اور آپ (حضرت سلطان طریقت کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی ریش مبارک گھنی (رعب دار) دراز اور مربع تھی اور آپ (حضرت عالی امام ربانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے رخساروں پر آپ (امام ربانی محبوب صمدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی ریش مبارک کے بال تجاوز نہیں کرتے تھے آپ (حضرت مقبول یزدانی کاشف رموزات سبحانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) دراز قدم اور نازک اندام تھے اور کبھی آپ (حضرت محبوب صمدانی شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے بدن پر مکھی نہ بیٹھتی تھی آپ (حضرت عالی امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پاؤں کی ایڑیاں ایسی صاف اور چمکدار تھیں جیسے چین و چگل کے محبوبوں کی ہوتی ہیں اور آپ (حضرت سلطان طریقت محبوب صمدانی شیخ احمد فاروقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پسینے سے کبھی ناگوار بو نہیں آتی تھی جیسی کہ موسم گرما میں ہو جاتی ہے غرض کہ آپ (حضرت عالی امام ربانی سلطان طریقت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کا حسن حضرت یوسف علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن کی یاد تازہ کر دیتا تھا اور آپ (حضرت عالی امام ربانی سلطان طریقت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی وجاہت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجاہت کی یاد دلاتی تھی جو شخص بھی

آپ (حضرت کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو دیکھتا بے اختیار کہہ اٹھتا کہ یہ انسان نہیں یہ کوئی بزرگ فرشتہ ہیں اور بلا تامل ہر شخص کی زبان پر اس طرح جاری ہو جاتا کہ سبحان اللہ اور یہی اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں گویا یہ حدیث شریف کہ ''اولیاء اللہ کے دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے'' آپ (حضرت عالی امام ربانی شیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہی کی شان میں وارد ہوئی تھی۔

حضرات القدس، ص، 171 تا 172

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی زندگی کی آخری تقریر

لوگو! میں (قطب الاقطاب مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) پہلے ہی تمہیں اطلاع دیتا ہوں کہ میں عنقریب دنیا سے سفر کرنے والا ہوں آثار مجھے بتلا رہے ہیں کہ میری عمر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق تریسٹھ سال ہوگی اب تریسٹھواں سال ختم ہونے کو ہے میں عنقریب تم لوگوں سے جدا ہو جاؤں گا اور اپنے مولیٰ عز وجل کا دیدار حاصل کرونگا خدا کے بندو جو کچھ مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ملا وہ میں نے تم تک پہنچایا یہ بھی تم سے مخفی نہیں کہ میں نے ملت حقہ کے رواج دینے کیلئے کس قدر کوششیں کیں کتنے ظلم وستم سہے کتنی جفائیں برداشت کیں کتنی کڑی سے کڑی مصیبتیں اٹھائیں حتیٰ کہ قید تک بھی منظور کی لشکر میں رہنا اختیار کیا لیکن اپنے کام میں بالکل کوتاہی نہیں کی۔ آہ آج میں تم سے جدا ہوتا ہوں اور تمہیں اپنے اللہ تبارک و تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں میری تمہاری ملاقات اب قیامت کے دن جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حساب کے وقت ہوگی تم سب اس بات کے شاہد رہنا کہ مجھ سے اس بارے میں کوئی کوتاہی واقع نہیں ہوئی کیونکہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تم سے پوچھیں گے کہ میں (قطب الاقطاب شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے ملت حقہ کے رواج دینے کیلئے کیا کچھ کیا تھا یہ سن کر حاضرین کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو ٹپک پڑے سب نے یک زبان ہو کر عرض کیا کہ یا امام الاولیاء! یا نائب خاتم الانبیاء! واقعی آپ (قطب الاقطاب مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے شریعت کو رواج دینے اور مذہب کی تجدید میں بدرجہ غایت کوشش کی اور اس دوران میں جو جو مصائب وتکالیف آپ (حضرت محبوب سبحانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو پیش آئیں ان پر آپ (شیخ کبیر سلطان طریقت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے صبر کیا شکر الٰہی بجالائے، ہمیں ضلالت و گمراہی سے نکال کر سیدھی راہ دکھلائی شریعت وطریقت کو زینت بخشی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ (مقبول یزدانی ابو سعید مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو جزائے خیر عطا کرے ہم قیامت کے دن انہی الفاظ میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گواہی دینگے بعد ازاں آپ (امام شریعت وطریقت ابو عیسیٰ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے حاضرین کے حق میں دعائے خیر کی۔

سیرت امام ربانی، ص، 145، 146

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی زندگی کے آخری دن اور راتیں

حضرت شمع بزم عرفاں برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے زندگی میں چالیس (۴۰)

پچاس (۵۰) دن باقی ہیں اس جہاں سے اس جہاں میں جانا ہوگا اور مجھے میری قبر دکھائی گئی ہے یہ خبر سن کر لوگ رونے لگے ان دنوں خود حضرت شیخ بزم عرفان بر ہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی بہت رویا کرتے تھے۔ سعید دہر وجلیل عصر خازن الرحمت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا! کہ حضرت ذوالجلال کا شوق وصال غالب ہے پھر انہوں نے عرض کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ (حضرت غوث یزدانی شہباز لامکانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کی زندگی کا اختیار آپ (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کو دے رکھا ہے، تو اور تھوڑا عرصہ اس جہان کی سیر کیوں نہیں کر لیتے حضرت برہان حقیقت قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا میں زندگی کی نسبت بحالت وفات تمہاری زیادہ مدد کر سکوں گا۔ کیونکہ یہاں پر بشری تعلقات اور قیود ہیں جو مدد کو بعض وقت مانع ہوتے ہیں لیکن مرنے کے بعد محض فراغت اور تجرد ہوں گے (اس عبارت سے ثابت ہوا کہ بعد از وفات حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہماری مدد کر سکتے ہیں)۔

روضۃ القیومیہ، ج،1، ص،438

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ملفوظات شریف

☆ معشوق کی صفات خود عاشق میں جلوہ گر ہو جاتی ہیں

ایک مبارک رات میں (کہ شب قدر بھی اس سے قدر ومنزلت کا استفادہ کرے۔ اور شب برأت بھی رفعت درجات کا حصہ اس سے حاصل کرے) آپ (حضرت شیخ الاسلام والمسلمین کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) جیسے صاحب کمال کو جب کہ وقت اور حال خوب حاصل تھا حضرت شیخ المشائخ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہ دو شعر ورد زبان تھے

(منظوم ترجمہ)

عشق معشوق چھپا رہتا ہے عشق عاشق تو مچاتا ہے شور
عشق معشوق کو کردے فربہ اور عاشق کو بنادے کمزور

پھر فرمایا کہ معشوق کے عشق کو اپنے درجے کی بلندی کے باوجود عاشقوں کے عشق سے کسی طرح مناسبت نہیں ہے۔ کیونکہ معشوقوں کے عشق کا تعلق اسی ایک ذات عاشق سے ہے عاشق کی صفات سے نہیں ہے لیکن عاشق کے عشق کا تعلق معشوق کی صفات سے ہوتا ہے یہاں بات ہے کہ ایک وقت گزر جانے کے بعد عشق کا غلبہ معشوق کی صفات سے گزر کر معشوق کی ذات تک پہنچا دیتا ہے اس وقت اس کی محبت ذاتی ہو جاتی ہے اور معشوق کی محبت کو عاشق سے مناسبت پیدا ہو جاتی ہے (یعنی معشوق کی صفات خود عاشق میں جلوہ گر ہو جاتی ہیں) چنانچہ یہی مجنون عامری کے آخری حالات میں بیان کی جاتی ہے ورنہ ہوتا یہ ہے کہ عاشق کے عشق کی ابتدا اور درمیانی حالت معشوق کی صفات ہی ملحوظ رہتی ہیں۔ جیسا کہ مجازی میں ہوتا ہے کہ رخسار کی صباحت، قد کی آراستگی ملاحت کی ملاحت گفتگو کی مٹھاس غمزوں کا ناز وانداز پیشانی خمار ابرو اور زلف پر شکن گیسو غبغب کے خطوط چاہ ذقن وغیرہ

(عاشق کیسے کشش کے ذریعے ہیں) لیکن معشوقوں کو اپنے عشق میں عاشق کی ایسی کوئی صفت ملحوظ نہیں ہوتی پھر فرمایا: صفات کے عشق میں بے آرامی اور تلون لازمی ہے اس لئے عاشق کا عشق دھول باجوں کے ساتھ ہوتا ہے (یعنی ظاہر ہو جاتا ہے) لیکن ذات کے عشق میں آرام اور تمکین کا حصول ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ عاشق کو زاری وبزاری اور معشوق کو فربہی اور صحت ہوتی ہے اور وہ جو حضرت شیخ المشائخ مولانا جلال الدین رومی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ عشق معشوق چھپا رہتا ہے تو وہ ذات کے عشق کی طرف اشارہ ہے (صفات کی طرف نہیں) کیونکہ صفات کے مقابلے میں ذات پوشیدہ بھی ہے اور دقیق بھی گویا اس طرح آپ (حضرت عالی امام ربانی کمالات نبوت وولایت الشیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ) نے ارشاد باری تعالیٰ ''یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ'' (اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں) کی تفسیر فرما دی ہیں۔ حضرات القدس ص 158، 159

☆ محبت میں رحمت نہیں

ایک روز ایک صالح درویش نے عرض کیا کہ حضرت غوث ربانی شیخ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہر چیز میں رحمت ہے مگر محبت میں رحمت نہیں ہے کہ اس میں قتل بھی کر دیتے ہیں اور مقتول ہی سے خون بہا مانگتے ہیں اس کے کیا معنی ہیں آپ (حضرت عالی امام ربانی کمالات نبوت وولایت الشیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ) تھوڑی دیر متوجہ اور مراقب رہے پھر حاضرین کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ! ۔۔۔ اس کلام سے زوال عین واثر کا پتہ چلتا ہے چنانچہ ایسے حال والا ایسی بات کرتا ہے اگر چہ اس کے حق میں قطعی رحمت ہی رحمت نازل ہو رہی ہو لیکن وہ بیچارہ اپنے محبوب سے ملنے اور اس سے واسطہ رکھنے کیلئے جو بے حد بے قرار ہے کسی اور چیز کو رحمت نہیں سمجھتا اسے تو ایسے موقع پر کہ وہ اپنے محبوب سے دور ہے محبوب کا نام وطن اور مسکن وغیرہ کا حال سننے سے بھی رحمت (فرحت) حاصل ہوتی ہے کیونکہ وہ دیدار محبوب ہی کو رحمت جانتا ہے لیکن جب وہ محبوب کی مہربانی سے بعد سے قرب میں آ گیا تو اس کی بے قراری کیلئے وہ قرب بھی رحمت کی محرومی بن گیا یعنی جب محبوب کی عنایت سے اس سے ہم آغوش ہوا تو محبت کی پیاس کی وجہ سے وہ اسے بھی غیر رحمت جاننے لگا اور اسے عین معشوق بننے ہی میں رحمت معلوم ہوئی اور جب وہ معشوق کی عنایت سے اس کا عین بھی بن گیا تو اس عینیت میں بھی جو بہت سے مراتب پنہاں ہیں اس کی تشنگی ان کو بھی رحمت نہیں جانتی ناچار وہ ''ھل من مزید'' کہتا ہوا ان مراتب ومدارج کا طالب بھی ہو جاتا ہے اور وہ بات کہ مقتول ہی سے خون بہا لیا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عاشق اپنی دانست میں خود کو مقتول سمجھ رہا ہے اور جو مواخذہ اس سے ہو رہا ہے اسے وہ بقایائے آثار کے نہ ہونے سے خون بہا سمجھ کر بڑی حیرت سے کہتا ہے جیسا کہ اس سے بن پڑتا ہے مگر وہ نہیں جانتا کہ ان مراتب ومدارج کی راہ میں اس کا قتل ابھی مکمل نہیں ہوا اور ابھی زندگی کی رمق باقی ہے اور دوبارہ قتل کے بعد جب وہ رمق بھی نہ رہی تو ایک اور رمق جو قاتل کی نظر میں زیادہ دقیق ظاہر ہوتی ہے اس کے دفعیہ میں وہ مشغول ہوا اسی طرح اور بھی سمجھنا چاہئے ایسے موقع پر مقتول سے قاتل خون بہا طلب کرے جب کہ مقتول نے کلی طور پر خود کو قاتل کے سپرد کر دیا تو جب تک بال برابر بھی مقتول کی

رمق باقی ہے قاتل ضرور خون بہا کا مواخذہ کرتا رہے گا مگر میں کیا کہوں کہ اس پر کیا گزرتی ہے اور وہ کیا دیکھتا ہے اور کیا دیتا ہے۔

حضرات القدس، ص 159

☆ سیاہی کا ایک نقطہ قدر کی وجہ

حضرت عالی امام ربانی کمالات نبوت وولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک روز پیشاب کا تقاضا غالب ہوا تو میں جلدی سے طہارت خانہ میں داخل ہو گیا میری نظر ایک ناخن پر پڑی دیکھا کہ قلم سے گرا ہوا سیاہی کا ایک نقطہ اس پر پڑا ہوا تھا چونکہ وہ نقطہ سیاہی جو حروف قرآنی کی کتابت کے اسباب میں سے ہے اس کے ساتھ وہاں بیٹھنا میں نے خلاف ادب سمجھا اس لیے تیزی کے ساتھ میں بیت الخلاء سے باہر نکل آیا اور اس نقطہ سیاہی کو دھویا۔ اس کے بعد میں استنجاء کے لیے گیا حالانکہ مجھے پیشاب کا تحت تقاضا تھا لیکن میں نے اسے روکنے کی تکلیف گوارا کی اور ادب کو ترک کرنا پسند نہیں کیا۔

حضرات القدس، ص 160

☆ حضرت مجدد الف ثانی کیلئے زیارت روضہ مبارکہ کے وقت عطیہ الٰہی

حضرت عالی امام ربانی کمالات نبوت وولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ المشائخ خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس کوئی نسبت ان کی خاص نسبتوں میں سے ایسی نہ تھی جو آپ (حضرت شیخ المشائخ خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے ہمارے قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو (نسبت اویسیہ سے) عطا نہ فرمائی ہو اور ان خاص نسبتوں میں سے ایسی کوئی نسبت نہ تھی۔ جو حضرت قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہم کو عنایت نہ فرمائی ہو مگر ایک نسبت عالیہ جو حضرت شیخ المشائخ خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عطیات میں سے باقی رہ گئی تھی ہمارے حضرت قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے انتقال کے بعد جب میں (حضرت عالی امام ربانی کمالات نبوت وولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) ان کے روضہ کی زیارت کو گیا تھا مجھے مرحمت فرمائی۔

حضرات القدس، ص 163

☆ مولانا محمد طاہر بندگی کو آپکی نظر مبارک نے، کافر سے مسلمان بنا دیا

(حضرت شیخ المشائخ شاہ غلام علی نقشبندی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ ایک روز حضرت عالی امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ از راہ مکاشفہ آپ (حضرت ابو سعید راز دار کمالات صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) پر شیخ طاہر (حضرت شیخ المشائخ مولانا محمد طاہر بندگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے احوال ظاہر ہوئے (حضرت ابو سعید راز دار کمالات صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس حلقہ کے حاضرین میں سے کسی ایک کی گردن میں طوق ضلالت ڈالا جائے گا اور وہ راہ ہدایت وصراط ارشاد سے برگشتہ ہو کر خود کو کفر کے بیابان میں

پھینک دے گا العیاذ باللہ سبحانہ من ذالک۔ اور میں (حضرت ابو سعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس کی پیشانی پر لفظ ھو الکافر لکھا ہوا دیکھا ہے۔ پس وہ یاران حلقہ جنہوں نے گوش اخلاص میں حلقہ بندگی ڈالا ہوا تھا اور وہ مرید جنہوں نے ارادت مندی کے میدان میں تابعداری کے گھوڑے دوڑا رکھے تھے وہ اس سرکش مرید کے انجام سے ڈرے اور ایمان ضائع ہونے کی سخت وعید سے کانپ اٹھے۔ آخر کار عرض گزار ہوئے کہ ہم میں سے ہر ایک اس بات کو سن کہ سخت خوف زدہ ہے اور اس رنج والم سے غمناک ہے ہر ایک چشم براہ ہے کہ نگاہ عنایت فرماتے ہوئے اس ناامیدی کے بھنور سے ساحل امن وامان پر لگایا جائے ہم میں سے جس کا انجام برا ہے اور دریائے بلا کی گہرائی میں پڑا ہوا ہے اور جو آدمی ہم سے ناسزا وار کردار کے باعث مصیبت کی گہرائی میں غوطہ زن ہے (حضرت ابو سعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرمائیں کہ وہ بدبخت کون ہے اور اس کا نام کیا ہے۔ جب اس کا انجام بتایا ہے تو نام بھی بتا دیجئے پس واقف اسرار رحمانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا! کہ (وہ) شخص شیخ طاہر لاہوری ہے۔ احباب حیران ہوئے کہ ایسا شخص جو طہارت کا پوست نہیں بلکہ مغز ہے۔ وہ گمراہی کے راستے پر گامزن ہوگا اور اجالے کو چھوڑ کر اندھیرے میں چلا جائے گا۔۔ چندروز کے بعد دیکھا گیا کہ حضرت ابو سعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمانے کے بموجب واقع ہوگیا یعنی حضرت شیخ طاہر اسلام کی طہارت کو کفر کی خباثت سے تبدیل کر کے مرتد ہوگیا اور اپنی گردن میں زنار پہن لیا چونکہ حضرت شیخ طاہر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لاہوری اس وقت حضرتین (حضرت قطب الاقطاب ردیف کمالات فرزند اعظم خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے استاد تھے صاحبزادوں نے عرض کی حضور (حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) توجہ فرمائیں کہ حضرت شیخ طاہر دوبارہ مشرف بہ اسلام ہو جائیں۔ حضرت سردار اولیاء شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ متوجہ ہوئے تو معلوم ہوا کہ ان کے متعلق لوح محفوظ پر بھی ھو الکافر لکھا ہوا ہے اس کے بعد حضرت سردار اولیاء شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الٰہی میں بڑی عاجزی کے ساتھ عرض کی کہ الٰہی حضرت غوث الثقلین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ قضائے مبرم پر میرے سوا کسی کی دسترس نہیں ہے نیز فرمایا ہے کہ ''الرجل من ینازع القدر لامن یوافقه'' جب تو نے اپنے دوستوں میں سے ایک کو اس بزرگی سے مشرف فرمایا ہے۔ تو میں بھی امیدوار ہوں۔ کہ میرواسطے سے اس مصیبت کو دور فرمادے اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور حضرت شیخ طاہر لاہوری کو نہ صرف دوبارہ اسلام کا شرف بخشا بلکہ ولایت خاصہ سے مشرف فرمادیا اور اپنا خاص امتیازی قرب مرحمت فرمادیا۔ (درالمعارف فیض نقشبند، ص، 129، 130)

☆ ان بزرگوں کے انوار صحبت سے ان کی ظلمت بدعت دور ہوگئی ہے

ایک دن آپ (حضرت عالی امام ربانی کمالات نبوت وولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ اگرچہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو

صوفیہ کرام کی وجہ سے بہت سے فائدہ حاصل ہوئے ہیں کہ اس امت کے بہت سے گناہ گار لوگ ان بزرگوں کے افاضات وبرکات کی بدولت درجہ کمالات کو پہنچ گئے ہیں اور ان بزرگوں کے انوار صحبت سے ان کی ظلمت بدعت دور ہوگئی ہے اور قرآن وسنت کے بہت سے اسرار ان بزرگوں کے مکشوفات سے ظہور میں آئے ہیں لیکن صوفیہ کرام کے ارباب سکر کی وجہ سے اس دین متین کو نقصانات بھی پہنچے ہیں اور (غیر محتاط) بے باک ناقص لوگوں کیلئے وہ ہدف بن گئے ہیں اور ان کے سکر آمیز اقوال اور خلاف شریعت کلام سے بہت لوگوں کو گمراہی ہوئی ہے (لیکن) اللہ تعالیٰ نے ان کے ایسے کلمات کے ظہور میں حکمتیں اور مصلحتیں رکھی ہیں بلکہ (حق یہ ہے کہ) ''تخلقوا باخلاق اللہ'' (اللہ تعالیٰ کی عادات کو اپناؤ) کے حکم کے مطابق ان بزرگوں نے اپنی زبان سنت الٰہیہ کیلئے کھولی ہے کیونکہ قرآن مجید میں بھی جو متشابہات آتے ہیں جیسے ید، استویٰ علی العرش، ساق'' وغیرہ تو ایک جماعت نے اللہ تعالیٰ کیلئے جسم ثابت کر کے گمراہی مول لی اور اللہ تعالیٰ ان الفاظ سے ان کے گمراہ ہونے کو خوب جانتا ہے گو کہ حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیروی بھی ان بزرگوں نے کی جیسا کہ حدیثوں میں آتا ہے کہ: (۱) خدا ہنسا (۲) خدا نے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا (۳) میں نے اپنے رب (عزوجل) کو بصورت مرد وجوان، مدینے کی گلیوں میں چلتے پھرتے دیکھا (۴) اس نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر رکھا تو میں نے اس کی خنکی پائی یعنی ایسے کلمات حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بھی ادا ہوئے ہیں حالانکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور خصوصاً حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم تو کمال صحو میں تھے پس ان صوفیہ کرام سے ایسے کلمات سکر اور خلاف شرع الفاظ کا ادا ہونا بھی موجب طعن ولعن نہیں ہے اس کے بعد حضرت سردار اولیاء کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے خود کو شریعت میں ڈال دیا ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی روشن سنت کی خدمت میں ہم قائم ہیں اب اگر ہمارے قلم کی زبان سے بھی بعض سکر آمیز کلمات صادر ہوئے ہیں تو ظاہر بیں لوگوں کو ان سے کیا ملے گا۔

حضرات القدس، ص، 169، 170

منقبت شریف

جن میں اکثر گونجتا تھا نعرہ اللہ ھو

دل بہت بے تاب ہے سرہند جانے کیلئے
لا رہا ہوں داستان غم سنانے کیلئے
التجا کرتا ہے کہ پھر عرس مجدد ہے قریب
اڑ کے جا پہنچوں: ہاں ایسے کہاں میرے نصیب

اس سفر میں آج بے حد مشکلیں در پیش ہیں
ہر قدم پہ در پے آزار بد اندیش ہیں

اف یہ کیسا دن دکھایا گردش ایام نے
پاؤں میں زنجیر ڈالی مختلف آلام نے

ایک معمولی سی منزل بھی نہایت دور ہے
شیخ کا مشتاق یارب کس قدر مجبور ہے

اے تصور ہر جگہ واقفیت ہے تجھے
مہربانی کر مزار پاک پہ لے چل مجھے

آہ کن آنکھوں سے دیکھوں منظر یاس آفریں
زائروں کا ذکر کیا کوئی نظر آتا نہیں

آستان عالی پہ نور کی بارش تو ہے
گم ہے لیکن حق پرستوں کا ہجوم پے بہ پے

چشم ظاہر بیں میں جملہ بام و در سنسان ہیں
ورد ہوتا تھا جہاں وہ مسجدیں ویراں ہیں

موت کا چہرہ ہے ان باغات میں ہر چار سو
جن میں اکثر گونجتا تھا نعرہ اللہ ہو

کہہ رہا ہے گنبد مرقد زبان حال سے
قوم کو غافل نہ ہونا چاہئے اعمال سے

دیکھتے ہی دیکھتے افسوس یہ کیا ہوگیا
ہند میں اہل طریقت کا مقدر سوگیا

سب مہاجرین کے آ بیٹھے ہیں پاکستان میں
اب یہ مرشد سے ملیں گے حشر کے میداں میں

فیض ایسا عرس لاثانی نہ دیکھا تھا کبھی
آدمی شامل نہ ہو جس میں [illegible] کبھی

حضرت مجدد الف ثانی ﷫ ظاہری اور باطنی مجتہد ہیں

شمس العارفین عنقا ملک ناسوت سیمرغ قاف جبروت شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے اوائل حال میں حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ کو خواب میں دیکھا جو مجھے فرماتے ہیں کہ تم میری امت کے ایک مجتہد ہو اور ظاہری اور باطنی اجتہاد تم پر ختم ہے اس روز سے علم ظاہری میں میری رائے نرالی ہے لیکن عموماً میری رائے وہ ہے جو حنفیہ ماتریدیہ کی ہے۔

روضۃ القیومیہ، ج،1،ص،184

آپ حضرت نعمان بن ثابت امام ابوحنیفہ ﷫ کے مذہب کو ترجیح دیا کرتے تھے

حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ شمس العارفین عنقا ملک ناسوت سیمرغ قاف جبروت شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مفکر اسلام فقیہ اعظم حضرت نعمان بن ثابت امام ابوحنیفہ نقشبندی صدیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت امام ثانی شیخ الاسلام والمسلمین امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اجتہاد کی سیر کرتے ہیں تو مفکر اسلام محدث الاعظم حضرت نعمان بن ثابت امام ابوحنیفہ نقشبندی صدیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف دو حصے حق معلوم ہوتا ہے اور حضرت امام ثانی شیخ الاسلام والمسلمین امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف ایک حصہ اگرچہ آپ کے نزدیک دونوں مذہبین قابل عمل لائق تقلید تھے مگر آپ مفکر اسلام محدث الاعظم حضرت نعمان بن ثابت امام ابوحنیفہ نقشبندی صدیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب کو ترجیح دیا کرتے تھے۔

روضۃ القیومیہ، ج،1،ص،183

حضرت مجدد الف ثانی ﷫ کی اجتہادی رائے حنفی مذہب کے مطابق ہوتی ہے

حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت مقبول یزدانی شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیٹھے ہوئے تھے کہ فرمایا! کہ مفکر اسلام محدث الاعظم حضرت نعمان بن ثابت امام ابوحنیفہ نقشبندی صدیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے تمام استادوں اور شاگردوں سمیت تشریف لائے اور اپنا مذہب پیش کیا۔ مفکر اسلام محدث الاعظم حضرت نعمان بن ثابت امام ابوحنیفہ نقشبندی صدیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے استادوں اور شاگردوں میں سے ہر ایک کے نور نے مجھ پر اثر کیا اور اس نور کی فنا و بقا مجھے حاصل ہوئی ابھی ایک لمحہ بھی نہ گذرنے پایا تھا کہ حضرت امام ثانی شیخ الاسلام والمسلمین امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے تمام استادوں اور شاگردوں کو لے کر تشریف فرمائے اور ان کے نور نے مجھ پر اثر کیا اگر حضرت مقبول یزدانی شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اجتہادی رائے حنفی مذہب کے مطابق ہوتی ہے تو حنفی مذہب پر عمل کرتے اور اگر شافعی مذہب کے مطابق ہوتی ہے تو شافعی مذہب پر اور اگر دونوں کے موافق نہ ہو تو اپنی رائے پر عمل کرتے۔

روضۃ القیومیہ، ج،1،ص،184

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ایک اجتہادی کارنامہ

حضرت مقبول یزدانی شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اجتہادی مسائل بہت ہیں جن کو آپ سے پیشتر کسی مجتہد نے بیان نہیں کیا متکلمین کی رائے "شاھق الجبل" یعنی وہ لوگ جو پہاڑوں میں رہتے ہیں اور انہیں پیغمبر کی خبر نہیں پہنچی اور وہ بت پرستی کرتے ہیں کے بارے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ کافر ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مومن ہیں۔

مذہب حنفیہ کے بڑے سردار امام المتقین وقدوۃ عقائد المسلمین حضرت ابو المنصور ماتریدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مفکر اسلام محدث الاعظم حضرت نعمان بن ثابت امام ابوحنیفہ نقشبندی صدیقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے ہے کہ خدا شناسی کیلئے عقل کافی ہے پس شاھق الجبل کافر مطلق ہیں اور خود امام المتقین وقدوۃ عقائد المسلمین حضرت ابو المنصور ماتریدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے ہے اور اپنے اجتہاد کی دلیل دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے" ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر مادون ذالک لمن یشاء" بے شک اللہ تعالیٰ مشرک کو نہیں بخشے گا اس کے سوا باقیوں میں سے جسے چاہے گا بخش دے گا چنانچہ ماتریدیہ کی رائے میں جنہیں نبی کی خبر نہیں پہنچی انہیں ہمیشہ کیلئے دوزخ کا عذاب ہوگا۔

لیکن شافعی مذہب کے بڑے سردار ابوالحسن الاشعری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے ہے کہ "شاھق الجبل" جنتی ہیں اور اپنے دعویٰ کی دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ '' وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا'' یعنی ہم اس وقت تک کسی کو عذاب نہیں دیتے جب تک کہ ان کے پاس پیغمبر نہ بھیج لیں۔

اب یہ دونوں آیات مبارکہ ایک دوسرے کے خلاف نظر آتی ہیں کیونکہ ایک جگہ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مشرک کو نہیں بخشیں گے اور دوسری جگہ فرمایا ہے ایک آیت پیش کی ہے اس معاملہ میں حضرت شمع بزم عرفاں غوث دوراں مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ یہ تو ناگوار سا معلوم ہوتا ہے کسی شخص کو نبی کی وساطت کے بغیر بہشت میں داخل کرلیا جائے لیکن یہ انصاف نہیں کہ کسی کو اطلاع دیئے بغیر عذاب دے دیا جائے۔ حضرت شمع بزم عرفاں برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ رائے ہے کہ ایسے شخصوں کو قیامت کے دن حشر کے بعد چوپاؤں کی طرح خاک کردیا جائے گا۔

حضرت شمع بزم عرفاں برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ یہ مسئلہ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ معرفت غریبہ انبیاء کی خدمت میں پیش کی تو سب نے پسند فرمائی اور قبول کی اسی طرح حضرت سلطان طریقت محبوب صمدانی قیوم اول مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ دارالحرب کے کافروں کے بچوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ بھی خاک کردیئے جائیں گے لیکن مفکر اسلام محدث الاعظم حضرت نعمان بن ثابت امام ابوحنیفہ نقشبندی صدیقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ رائے ہے کہ انہیں دوزخ میں ڈالا جائے گا کیونکہ وہ اسلامی ولایت میں نہیں لیکن حضرت امام ثانی شیخ الاسلام والمسلمین امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ان بچوں کو اہل ذمہ کے بچوں کی طرح داخل بہشت فرماتے ہیں کیونکہ وہ معصوم محض ہیں اور معذور ہیں۔

روضۃ القیومیہ، ص، 185

باوجود یہ کہ حضرت شیخ المشائخ ابو محمد صادق مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو مسائل فقہ پورے طور مستحضر تھے اور اصول فقہ میں بھی بہت زیادہ مہارت رکھتے تھے لیکن احتیاط کی بنا پر اکثر قابل اعتماد اور معتبر کتابوں کی طرف رجوع فرماتے تھے سفر و حضر میں فقہ کی بعض معتبر کتابیں اپنے ساتھ رکھتے تھے اور آپ (حضرت شیخ المشائخ ابو محمد صادق مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی ساری ہمت اس میں صرف ہوتی تھی کہ مفتی بہ اور فقہائے کبار کے مسلک مختار کے مطابق عمل کریں اور جس عمل میں بعض فقہاء جواز کی طرف اور بعض فقہاء کراہت کی طرف مائل ہیں تو کراہت کے پہلو کو ترجیح دے کر اس کے مطابق عمل کرتے تھے اور (حضرت شیخ المشائخ ابو محمد صادق مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے تھے کہ اگر جواز و عدم جواز، حلت و حرمت میں تعارض واقع ہو تو ترجیح عدم جواز اور حرمت کو ہے۔

روضۃ القیومیہ، ص، 186، مکتوبات شریف، حضرات القدس وغیرہم

منقبت شریف

حقیقت میں یہ جنت کی گلی معلوم ہوتی ہے

سرور افزا فضا سرہند کی معلوم ہوتی ہے
یہاں کی زندگی میں زندگی معلوم ہوتی ہے
کشش ایسی کہیں کی دیکھنے سننے میں کب آئی
کبھی محسوس ہوتی ہے کبھی معلوم ہوتی ہے

فضا معمور ہے کیا حسن کے جلووں کی کثرت سے
ہر اک ذرے کو جیسے آگہی معلوم ہوتی ہے

تصرف ہے یہ طینت کا تجلی ہے یہ سنت کی
جھلک بالکل دیار پاک کی معلوم ہوتی ہے

وہی جمعیت خاطر وہی انوار کی بارش
مدینے کی سی جیسے حاضری معلوم ہوتی ہے

مسرت خیز ہے موج ہوا کی گل بداماں
شگفتہ آج کچھ دل کی کلی معلوم ہوتی ہے

یہاں راہیں دکھائی جاتی ہیں گم کردہ راہوں کو
یہاں آ کر خودی بھی بے خودی معلوم ہوتی ہے

زمیں سے آسماں تک موجزن ہے نور کا دریا
فضا میں روشنی ہی روشنی معلوم ہوتی ہے

شعاعیں عکس افگن ہیں کسی کے جلوۂ رخ کی
زیادہ دل میں کچھ تابندگی معلوم ہوتی ہے

سکون قلب مضطر ہے نشاط روح پرور ہے
حقیقت میں یہ جنت کی گلی معلوم ہوتی ہے

سرور کیف سے از خود ہوئی جاتی ہیں بند آنکھیں
پہنچتے ہی یہاں کچھ نیند سی معلوم ہوتی ہے

زبان حال سے بھی شرح جس کی ہو نہیں سکتی
کوئی مخصوص ایسی بات بھی معلوم ہوتی ہے

کچھ ایسا مطمئن ہے جذبۂ بے اختیار دل
اسی در کی مجھے نسبت قوی معلوم ہوتی ہے

مزار حضرت معصوم کے جلووں کا کیا کہنا
ادھر اک بات کوئی دوسری معلوم ہوتی ہے

حمید اللہ اکبر کس قدر شان جلالت ہے
دعا کرتے ہوئے بھی کپکپی معلوم ہوتی ہے

حضرت شہباز لامکانی مجدد الف ثانیؒ کی تالیفات و تصنیفات

① رسالہ اثبات نبوت اس کو رسالہ تحقیق نبوت بھی کہتے ہیں۔ 990ء ھ 991ء ھ (عربی زبان میں)

② رسالہ رد شیعہ اس کو رسالہ رد روافض بھی کہتے ہیں۔ 1002ء ھ (عربی زبان میں)

③ رسالہ تہلیلیہ اس کو رسالہ تحقیق در کلمہ طیبہ بھی کہتے ہیں۔ 1010ء ھ (فارسی زبان میں)

مندرجہ بالا تینوں رسالے سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہونے سے پہلے تالیف ہوئے

④ رسالہ شرح الشرح بعض رباعیات حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ 1013ھ (فارسی زبان میں)

⑤ رسالہ مبداؤ معاد، 1015ھ، 1016ھ (فارسی زبان میں)

⑥ رسالہ معارف لدنیہ 1016ھ (فارسی زبان میں)

⑦ رسالہ مکاشفات عینیہ 1019ھ (فارسی زبان میں)

مکتوبات شریف بھی (فارسی زبان میں)

جواہر نقشبندیہ، ص، 290، 291

حضرت شیخ المشائخ مولانا یار محمد جدید بدخشی طالقانیؒ

حضرت شیخ المشائخ مولانا یار محمد جدید بدخشی طالقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۱۰۲۵ ہجری ۱۶۱۶ء کو مکتوبات امام ربانی کا دفتر اول مرتب کیا۔ جس میں ۳۱۳ مکتوبات ہیں۔ جلد اول موسوم بہ درالمعارفت۔

جواہر نقشبندیہ، ص، 290، 291

حضرت شیخ المشائخ مولانا عبدالحمید حصاریؒ

حضرت شیخ المشائخ مولانا عبدالحمید حصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۱۰۲۸ ہجری ۱۶۱۸ء میں مکتوبات امام ربانی کے دوسرے دفتر کو۔ نورالخلائق۔ کے تاریخی نام سے مرتب کیا اس دفتر میں ۹۹ مکتوبات ہیں۔

جواہر نقشبندیہ، ص، 291

حضرت فضیلت مآب مولانا محمد ہاشم کشمیؒ

مکتوبات شریف دفتر سوم اس دفتر کو حضرت ... اولیا، کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ حضرت

فضیلت مآب مولانا محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ۱۰۳۱ ہجری ۱۶۲۱ میں حضرت (حضرت سیّدی سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) موصوف کی خدمت میں رہ کر مرتب فرمایا اور حضرت (حضرت سیّدی سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کی ہدایت کے مطابق عدد سورۂ قرآنی کے موافق ایک سو چودہ مکتوبات شریف پر اس دفتر کو ختم کیا اور اس کا تاریخی نام ''معرفت الحقائق'' رکھا لفظ ''ثالث'' سے بھی تاریخ نکلتی ہے۔ سیرت مجدد الف ثانیm، 257

اس وقت اس دفتر میں ایک سو چودہ مکتوبات شریف تھے چونکہ اس کے بعد حضرت سیّدی سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ممدوح کی حیات مبارکہ کا زمانہ بالکل مختصر اور گوشہ نشینی کا رہا اس لئے بعد میں جو چودہ مکتوبات شریف تحریر فرمانے کا موقع ملا ان میں سے چار مکتوب کا پتہ نہ چلا اور دس اسی میں شامل کر دیئے گئے اس طرح اب اس دفتر میں جملہ مکتوبات شریف کی تعداد ایک سو چوبیس ہے ان مکتوبات شریفہ میں سے ہر دفتر کے علمی نسخے بھی متعدد جگہ موجود ہیں جن کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔

جلد سوم کے مکمل ہونے اور بندہ کی اس آستانہ سے دوری کے بعد بعض دوسرے مکاتیب ظہور میں آئے جن سے دفتر چہارم کی ابتداء ہوئی اور ابھی چودہ مکتوب پورے نہ ہوئے تھے کہ آسمان قطیب کے چودھویں کا چاند مغرب کی نقاب میں روپوش ہوگیا چنانچہ مجبوراً ان مکتوبات کو جلد سوم میں داخل کر دیا گیا ''قدس اللہ سرہ الانوار ونور مضجعه المعطر بحرمة سيد البشر و الصلوٰة والسلام عليه و آله واصحابه واحبائه الیٰ يوم المحشر.'' زبدۃ المقامات ص، 322، 323

اکابرینِ طریقت نے سالکین کیلئے مکتوبات شریف کا مطالعہ لازمی قرار دیا ہے

مکتوبات شریف کے بارے میں پیر محمد ہاشم مجددی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں حضرت عالی امام ربانی سراج السالکین کمالات نبوّت وولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات شریف میں اسلامی نظریۂ حیات کو اس خوبی سے سمجھایا ہے کہ جس کے پڑھنے سے شوق عمل اور ذوق کار پیدا ہوتا ہے اور ایک طالب وسالک صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے کیلئے اُٹھ کھڑا ہوتا ہے اسی لئے اکابر طریقت نے سالکین کیلئے مکتوبات شریف کا مطالعہ لازمی قرار دیا ہے اس کے معنی کی بلندی تو اپنی جگہ مسلم ہے لیکن عبارت بھی ادبی حیثیت سے اتنی بلند پایہ دلربا اور دل نشین ہے کہ اس کے پڑھنے سے روح وجد میں آجاتی ہے اور دل ودماغ دونوں کیف اندوز ہوتے ہیں۔ سیرت مجدد الف ثانیm، ص، 16

مکتوبات شریف ملت اسلامیہ کیلئے تریاق واکسیر ہیں

مکتوبات شریف کے سلسلے میں یہ بات قابل غور وفکر ہے اور مختلف حالات اور ہر دور کیلئے اس میں ہدایتیں موجود ہیں معنوی حیثیت سے یہ اتنے ہمہ گیر ہیں کہ شاید ہی کوئی دوسری تصنیف ہو دسویں صدی ہجری سے لے کر چودھویں صدی ہجری تک کے عالم اسلام کے تاریخی حالات کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ اس عرصے میں ملت اسلامیہ میں جو جو امراض پیدا ہوئے یا جو جو

مشکلات پیدا ہوئیں سب کا حل مکتوبات شریف میں موجود ہے گویا کہ مکتوبات ملت اسلامیہ کیلئے تریاق واکسیر ہیں اس وقت ہمارے سامنے مختلف مکاتیب فکر ہیں ان میں سے بعض حضرت شیخ کبیر غوث جہانیاں امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت ومحبت رکھتے ہیں آپ (حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی عظمت کے قائل ہیں آپ (حضرت امامنا شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان ہیں اور آپ (حضرت سیدی سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کو اپنا قائد سمجھتے ہیں۔

زہر آں مہ چوں شمع و چوں گل گرفتہ جنگ با پروانہ بلبل

(شرح) اس چاند کیلئے پروانہ اور بلبل میں لڑائی ہورہی ہے پروانہ کہتا ہے کہ وہ شمع ہے اس لئے میرا محبوب ہے اور بلبل کہتا ہے کہ وہ پھول ہے اس لئے جان ودل سے میں اس پر فدا ہوں۔

سیرت مجدد الف ثانی m، ص، 16

کتب اسلامیہ میں سب سے افضل کتاب

ترکی کے ایک بزرگ عالم باعمل ولی کامل حضرت (قطب زماں) سید عبدالحکیم بن مصطفیٰ الآرواسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ التوفی ۱۳۶۳ ہجری بشہر انقرہ (ترکی) نے اپنی کتاب المسمی ''باصحاب الکرام'' میں حضرت شمس العارفین عنقا ملک ناسوت سیمرغ قاف جبروت شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوبات قدسی آیات کے متعلق یوں لکھا ہے۔ کہ ''اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) اور احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے بعد کتب اسلامیہ میں سب سے افضل کتاب حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوبات قدسی آیات ہیں۔ کہ جن کی مثل اطراف عالم میں کوئی کتاب نہیں ہے۔

سیرت مجدد الف ثانی z، ص، 381، 182

تم ہی عقل مند تھے اور ہم جاہل تھے

حضرت فرید عصر مولانا محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک فاضل جو بہت سے شرفاء اور علماء کی صحبت میں پہنچے تھے اور برسوں اس طائفہ عالیہ (نقشبندیہ) کی باتیں سنی اور دیکھی تھیں جب حضرت (حضرت شیخ المشائخ ابو محمد صادق مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے کلمات بلند کے متعلق اہل زمانہ کے قیل وقال کو سنا تو کہا۔ کہ حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ کے لوگوں کا مزاج اور ان کی فطرت ان بزرگوار کے حقائق ودقائق کو سمجھنے کے لائق نہیں ہے ان عزیز کو چاہئے تھا کہ اگلے زمانہ میں ہوتے تاکہ لوگ ان کے کلام کی قدر جانتے اور متاخرین ان کے کلام کو کتاب میں بطور استشہاد کے بیان کرتے۔ نیز کہا کہ اہل زمانہ کا مزاج آپ (حضرت شیخ المشائخ ابو محمد صادق مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے کلام کے معاملہ میں ایسا ہی ہے جیسا کہ اس حکمت کیش دانائے حق میں اس کوتاہ اندیش گروہ کا قصہ ہے کسی نے پوچھا کہ وہ قصہ کیا تھا انھوں نے جواب دیا کہ ایک دانا نے بادشاہ کی مجلس میں بیان کیا میں نے ایک جانور دیکھا جو جلتا ہوا انگارہ کھاتا تھا اہل مجلس جنھوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا ان کی عقل میں یہ واقعہ نہیں

آیا تھا ہر طرف سے اس دانا کے ساتھ الجھنے لگے اور اس کی جہالت وحماقت پر متفق ہو گئے۔ جب اس بیچارے نے دیکھا کہ جس قدر اس کے متعلق زیادہ بات کرتے ہیں اسی قدر ان بے خبروں کی بدگمانی اس کی حماقت کے متعلق بڑھتی جاتی ہے۔ آخر کار مجبور ہو کر وہ ایک پہاڑی علاقہ میں آیا جہاں وہ جانور موجود تھا وہ کبک (چکور) کی قسم کا ایک جانور تھا جو آتش خور ہوتا ہے ان جانوروں میں سے ایک جال میں پھنسایا اور کچھ دنوں کے بعد اس جماعت کی مجلس میں حاضر ہوا اور کہا یہی وہ پرندہ ہے جب جمع ہوئے اور انگارے بھڑکا کر اس پرندہ کے سامنے رکھے گئے وہ پرندہ ایک ایک کر کے چونچ میں لے کر نگلتا جاتا تھا جب ان لوگوں نے یہ ماجرہ دیکھا تو کہنے لگے کہ معلوم ہوا کہ تم ہی عقل مند تھے اور ہم جاہل تھے لیکن چونکہ تمہاری بات ہماری عقل میں نہیں آتی تھی اس لئے تمہاری جہالت کا حکم لگا دیا تھا۔

نیز اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق لوگوں نے سلطان سنجر کو یہ بات پہنچائی کہ ان کی بہت سی باتیں عقل ونقل کی میزان سے دور ہیں سلطان سنجر کا دل حضرت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف سے منحرف ہو گیا حضرت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب یہ بات سنی تو سلطان سنجر کو ایک خط لکھا جس کے چند فقرے نقل کئے جاتے ہیں'' آج جو باتیں میں سنتا ہوں اگر میں خواب میں دیکھتا تو کہتا کہ یہ ایک خواب پریشان ہے اس میں شک نہیں کہ اس غریب بیچارہ کا کلام بہت ہی مشکل ہے کہ ہر شخص کے فہم میں نہیں آ سکتا اور وہ بھی اس لئے نہیں ہے کہ اس کے معانی بہت ہی دشوار یا غامض ہوں بلکہ اہل زمانہ کے سستی مزاج اور ضعف خاطر کے سبب سے ہے جو کچھ مشکل اور پیچیدہ باتیں میں نے کہی ہیں ان کی شرح کا اگر حکم ہو تو اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کیلئے تیار ہوں۔''

زبدۃ المقامات، ص، 296، 297

مکتوبات شریف کے حوالہ جات بڑے فخر سے سند کے طور پر پیش کرتے ہیں

مناظر احسن گیلانی صاحب کا تبصرہ۔ سلسلہ مجددیہ کی ایک بڑی شاخ خالدیہ سلسلہ کے نام سے ممالک عرب عراق وشام اور خصوصاً ترکی میں بہت زیادہ مقبول ہوئی ہے نیز آپ (حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے مکاتیب طیبہ خود براہ راست ان ممالک میں بکثرت پڑھے گئے اور پڑھے جاتے ہیں جہاں کے باشندے فارسی زبان سمجھتے ہیں اور جو اس زبان سے ناواقف ہیں ان تک آپ (حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے مکتوبات عربی اور اردو زبانوں میں پہنچائے گئے غالباً روس کے رہنے والے ملا مراد جو مہاجر ہو کر بالآخر مکہ معظمہ میں رہ پڑے تھے۔ انہوں نے مکاتیب کا ترجمہ عربی میں کیا اور مصری ٹائپ میں چھپ کر سارے عربی ممالک پھیل گیا یہ خداداد بات تھی کہ اس کے بعد حدیث وتفسیر میں جتنی اچھی کتابیں لکھی گئیں ان میں ایسی معتد بہا کتابیں مل سکتی ہیں جن میں مکتوبات کے مضامین نقل کئے گئے ہیں خصوصاً عصر جدید کی مشہور تفسیر ''روح المعانی'' جو سلطان عبدالحمید خاں مرحوم خلیفہ ترکی کے عہد میں لکھی گئی اس میں علامہ شہاب

محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گویا اس کا التزام کر رکھا ہے کہ جہاں بھی ذکر کا موقع میسر آئے وہاں "قال المجدد الفاروقی رحمته الله تعالیٰ علیه" کے نام سے وہ آپ (حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے خاص خاص نظریات اور جدید تعبیرات کو پیش کرتے ہیں اور بڑے افتخار وناز سے اہم مسائل کے تصفیہ میں سند کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

السیف الصارم، ص، 45، 46

مشائخ مجددیہ نے اپنے مکتوبات شریف کو ہی ذریعہ تبلیغ واشاعت دین بنایا تھا

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی تحریر فرماتے ہیں تصوف کے دوسرے سلسلوں کے برعکس مشائخ مجددیہ نے اپنے مکتوبات شریف کو ہی ذریعہ تبلیغ واشاعت دین بنایا تھا مشائخ چشت کے ملفوظات مشائخ قادریہ کی تصنیفات او مشائخ سہروردیہ کی مجالس تزکیہ نفس اور روحانی تربیت کا ذریعہ رہی ہیں مگر حضرات نقشبندیہ مجددیہ نے اپنے مکتوبات شریف کو اصلاح احوال کا شاندار ذریعہ بنا کر ایسا تاریخی کام کیا ہے کہ اس کی مثال نہیں ملتی حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوبات شریف کو برصغیر کی تمام تبلیغی اور روحانی تحریروں میں ایک بلند مقام حاصل ہے آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے مکتوبات شریف سیاسی ناہمواریوں کی اصلاح دینی استفسارات کی تشریح اور تصوف کے رموز کی تصریحات کے سلسلہ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔

روضۃ القیومیہ، ج، 2، ص، 22

ایک سیدزادے نے مکتوبات شریف کی بے ادبی کی

ایک سید صاحب نے بتایا کہ مجھے حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے جنگ کرنے والوں سے اور بالخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت اعراض تھا ایک رات حضرت سردار اولیاء شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوبات (شریف) کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اس میں یہ عبارت پڑھی "حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت امیر المعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہنے کو حضرت امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہنے کے برابر قرار دیا ہے" اس عبارت سے میں آزردہ ہو گیا اور میں نے مکتوبات شریف کو زمین پر ڈال دیا اور سو گیا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت غصے کی حالت میں تشریف لائے اور میرے دونوں کان اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر فرمایا کہ اے طفل نادان تو ہماری تحریر پر اعتراض کرتا ہے اور ہمارے کلام کو زمین پر پھینکتا ہے اگر تو ہماری بات پر یقین نہیں رکھتا تو چل تجھے حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں لے چلوں آپ (حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اسی طرح کشاں کشاں مجھے ایک باغ میں لے گئے میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ وہاں ایک عمارت میں تشریف رکھتے ہیں حضرت سردار اولیاء وامامنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس بزرگ کے آگے تواضع کی تو اس بزرگ نے بہت خوشی

کا اظہار کیا حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے میری بات اس بزرگ کو بتائی پھر مجھ سے فرمایا کہ یہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف رکھتے ہیں سنو کہ وہ کیا فرماتے ہیں میں نے سلام کیا حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! خبردار ہزار بار خبردار کبھی بھی حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اپنے دل میں بغض نہ رکھنا اور ان کے عیب زبان پر مت لانا کیونکہ ہم جانتے ہیں اور ہمارے بھائی (صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) ہی جانتے ہیں کہ ہم لوگ کس بات کو حق سمجھ کر اعراض کر رہے تھے پھر حضرت سردار اولیاء و امامنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ان کی بات کا انکار مت کرنا"۔اس خواب کے دیکھنے والے راوی (سید صاحب) نے بتایا کہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی اس نصیحت کے باوجود میرا دل ان بزرگوں کی بات کدورت سے صاف نہیں ہوا تھا حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا کہ اس شخص کا دل اب بھی صاف نہیں ہوا ہے اس کو تھپڑ لگائیں پھر حضرت سردار اولیاء و امامنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوری قوت سے میری گدی پر تھپڑ مارا تو اسی وقت میرا دل اس کدورت سے صاف ہو گیا اور مجھے حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے کلام سے عقیدت اور محبت پیدا ہو گئی۔ (حضرات القدس، ص، 185، 186)

حضرت مجدد الف ثانی کے رسائل و مکاتیب کہیں سے نقل کردہ نہیں

حضرت فرید عصر خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک عالم باعمل جو حضرت شیخ المشائخ ابو محمد صادق مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے نہیں تھے آپ (حضرت شیخ المشائخ ابو محمد صادق مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے اقوال عالیہ کے بارے میں سنا وہ کہتے تھے کہ لوگوں کے رسائل و کتب دو قسم کے ہیں یا تو تصنیف سے تالیف ہے تالیف یہ ہے کہ لوگوں کی باتوں کو سیاق سباق کے ساتھ اچھی طرح جمع کر دے اور تصنیف یہ ہے کہ اپنے علوم و نکات کو تحریر میں لائے خواہ وہ نکات علمی مہارت اور بلندئی فطرت کی بنا پر ظاہر ہوئے ہوں خواہ الہام ربانی اور سچے کشف کے ذریعے جلوہ گر ہوئے ہوں ایک مدت سے اہل روزگار میں صرف تالیف باقی رہ گئی تھی اور تصنیف ختم ہو گئی تھی مگر یہ کہ شاذ و نادر بعض مولفین اپنی تالیفات میں اپنے ذاتی علم یا ذوق سے بات کرتے ہیں اب انصاف یہ ہے کہ اس زمانہ میں سنجیدہ اور مناسب تصنیف تمہارے شیخ بزرگوار (حضرت شیخ المشائخ ابو محمد صادق مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے رسائل و مکاتیب کا مجموعہ ہے کہ جس قدر بھی ہم نے اس پر نظر ڈالی ہم نے ان کو کہیں سے نقل کرتے نہیں دیکھا مگر یہ کہ شاذ و نادر یا ضرورت کی بنا پر ایسا کیا ہے ان میں زیادہ تر ان بزرگان دین کے مکشوفات والہامات ہیں اور سب کی سب بلند و نازنین اور شرع متین کے موافق ہیں اللہ تعالیٰ ان کو طالبین کی طرف سے جزائے خیر عطا

کریں (ان عالم کا کلام ہمارے شیخ (حضرت شیخ المشائخ ابو محمد صادق مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) طالب راہ کے حق میں انتہا کو پہنچا۔

زبدۃ المقامات، ص، 295، 296

مکتوبات شریف اور حضرت مجدد کے تصنیف کردہ رسائل کی طرح کسی بھی بزرگ نے حقائق و معارف اور مکاشفات برملا تحریر نہیں کیے

صاحب ''روضۃ السلام'' فرماتے ہیں کہ شیخ احمد (حضرت ابو معصوم جان نثارِ سنتِ مصطفےٰ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی دو عظیم خارق صفحہ ہستی پر باقی رہ گئی ہیں ایک کتاب مکتوبات (شریف) اور آپ (حضرت ابو سعید راز دارِ کمالات صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) کے تصنیف فرمودہ رسائل کسی بھی بزرگ نے اس طرح کے حقائق و معارف اور مکاشفات برملا تحریر نہیں کیے جس طرح آپ (حضرت ابو سعید راز دارِ کمالات صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) نے تحریر کیے دوسرے آپ (حضرت ابو سعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) کے فرزندان گرامی جنہیں آپ (حضرت ابو سعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے تصرف سے علم ظاہر اور کمالات باطنی سے اپنی طرح کا بنا دیا۔

خزینۃ الاصفیاء، ص، 155

حضرت علامہ ابو الحسن زید فاروقی اور کتب مجدد الف ثانی

آپ (مقبول یزداں قبلہ درویشاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی جدو جہد کی ابتدا رسائل سے کی اور پھر مکاتیب لکھے آپ (مقبول یزداں قبلہ درویشاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے پاکیزہ دل میں جو واردات ہوتی تھیں وہ قلم کی زبان سے درر منثورہ کی شکل میں صفحات پر ثبت ہو جاتی تھیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ گنجینۂ معارف لدنیہ آج بھی ہزار ہا بندگانِ خدا کو فیوضات ربانیہ سے سرشار کر رہا ہے۔

حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، ص، 16

جب وہ حق ہے اور بے شک حق ہے تو کیوں نہ مانیے

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۱۳۴۰ ہجری ۱۹۲۱ء) ندوۃ العلماء کے ناظم مولانا محمد مونگیری کے نام اپنے ایک مکتوب (محررہ ۵ رمضان المبارک ۱۳۱۳ ہجری میں لکھتے ہیں: بالفعل آپ جیسے صوفی۔ صافی منش کو شمس العارفین تاج اولیاء شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک ارشاد یاد دلاتا ہوں اور اس عین ہدایت کے امتثال کی امید رکھتا ہوں۔ حضرت مدوح (شمس العارفین تاج اولیاء شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اپنے مکتوب شریف میں ارشاد فرماتے ہیں: ''فساد مبتدع زیادہ تر از فساد صد کافر ست'' مولانا خدارا انصاف! آپ یا زید یا اور اراکین مصلحت دین و مذہب کو زیادہ جانتے ہیں یا حضرت مجدد (شمس العارفین تاج اولیاء شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) مجھے ہرگز آپ کی خوبیوں سے امید نہیں کہ اس ارشاد ہدایت بنیاد

کو معاذ اللہ لغو و باطل جانیئے اور جب وہ حق ہے اور بے شک حق ہے تو کیوں نہ مانیئے ۔

سیرت مجدد الف ثانی ص 176، 177

علوم و معارف کی اقسام

واضح ہو کہ مبداء فیاض سے جو کچھ معارف و اسرار حضرت شیخ المشائخ قطب عالم ابو صادق الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کے باطن شریف میں وارد ہوتے تھے ان کی کئی قسمیں ہیں

☆ 1۔ ایک قسم تو وہ ہے کہ آپ (حضرت شیخ المشائخ قطب عالم ابو صادق الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) ان کو دل سے زبان تک نہیں لائے اور رمز و اشارے سے بھی کبھی ظاہر نہیں کیا مثلاً حروف مقطعات اور متشابہات قرآنی کی تاویل جو آپ (حضرت شیخ المشائخ قطب عالم ابو صادق الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) پر منکشف ہوئی تھی۔

☆ 2۔ دوسری قسم وہ ہے کہ آپ (حضرت شیخ المشائخ قطب عالم ابو صادق الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے ان کا اظہار صرف اپنے صاحبزادوں سے خاص طور پر کیا اور دوسروں کو اس میں شریک نہیں فرمایا اور تحریر بھی نہیں فرمایا۔

☆ 3۔ تیسری قسم کے معارف وہ ہیں جن کو آپ (حضرت عالی امام ربانی سلطان طریقت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ان مریدوں سے جو کاملین اصحاب میں سے تھے بیان فرمایا اور ان کے اظہار کے وقت خلوت ہوتی تھی اور دروازہ بند کر لیا جاتا تھا اور اگر اتفاقاً کوئی اور شخص آ جاتا تو آپ (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سکوت فرماتے (خاموش) اور روئے سخن کو بدل دیتے اور بقیہ اسرار کو کسی دوسرے وقت بیان فرماتے اور ایسے گراں قدر معارف حتی الامکان تحریر میں نہیں لاتے تھے مگر جب کوئی محرم راز اس کیلئے التماس کرتا تو اجابت سوال کے لحاظ سے اس طرح تحریر فرماتے کہ ہر شخص اس کا ادراک نہ کر سکے۔

☆ 4۔ چوتھی قسم یہ ہے کہ سائل کچھ دریافت کرتا تو عام فائدے کیلئے (عموماً وشمولاً) تحریر فرما دیتے آپ (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے رسالے اور مکتوبات جو تین دفتروں میں ہیں۔ اور بڑی برکتوں والے ہیں اسی چوتھی قسم پر مشتمل ہیں اور ان میں سے ہر معرفت دل کے بیماروں کیلئے شفا اور مہجوروں کیلئے وصال ہے یہ تمام مکتوب قدسی آیات اور رسالے چالیس ہزار ابیات سے زیادہ ہوں گے۔

حضرات القدس ص 149

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تمام کتب مقبول ہیں

ایک روز حضرت شیخ (قدوۃ السالکین شیخ العرفاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ ہم پر ایسا ظاہر کیا گیا ہے کہ ہماری تمام تحریرات حضرت مہدی آخر الزمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ والرضوان کی نظر سے گزریں گی۔ اور آپ (حضرت مہدی آخر الزمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ والرضوان) کے نزدیک مقبول ہوں گی۔

تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص 214

منقبت شریف

دو مولا کا سید ھاراستہ ہیں

خدا کے فضل کے کہسار دونوں
نبی کے دین کے معمار دونوں
شریعت کے حسیں شہکار دونوں
حقیقت کے علمبردار دونوں
مجدد الف ثانی
احمد رضا خاں

دیا دونوں نے درس عشق و مستی
سکھائی حق رسی و حق پرستی
وہ جن کے دم سے مہکی بستی بستی
وہ جن سے پر ضیاء ہے بزم ہستی
مجدد الف ثانی
احمد رضا خاں

دیا اہل جہاں کو فکر تازہ
ہدایت سے محبت سے نوازا
نکالا دہر سے شر کا جنازہ
وہ جن کی خاک پا حوروں کا غازہ
مجدد الف ثانی
احمد رضا خاں

نشاں عزم و وقار و حوصلہ کے
وہ پیکر شوق و تسلیم و رضا کے
حدی خواں منزل راہ ہدا
خدا شاہد مقرب ہیں خدا کے
مجدد الف ثانی
احمد رضا خاں

وہ　میرے　مقتدا　ہیں　پیشوا　ہیں

میرے　غمخوار　ہیں　درد　آشنا　ہیں

در　مولا　کا　سیدھا　راستہ　ہیں

وہ　دل　سے　غلام　مصطفیٰ　ہیں

مجدد　الف　ثانی

احمد　رضا　خاں

مجدد الف ثانی اور امام احمد رضا خان، ص، 4

غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی کے قدم مبارک کے بارے میں

میرے مخدوم اس فقیر (شیخ کبیر زبدۃ العارفین حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے رسائل میں لکھا ہے کہ حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجود استمرار وقت (دائمی حضوری) ایک نادر وقت بھی حاصل تھا اور وہ وقت ادائے نماز کے دوران میسر آتا تھا "الصلوٰۃ معراج المومن" (نماز مومن کے لئے معراج ہے) آپ نے سنا ہوگا۔ اور "ارحنی یا بلال" (اے بلال مجھے راحت پہنچا) اس مطلب کے ثبوت کے لئے شاہد عدل ہے اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وراثت اور تبعیت کی بنا پر اس دولت سے مشرف ہوئے تھے کیونکہ حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل تابعداروں کے لئے بھی آپ (آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم) کے تمام کمالات سے وراثت اور تبعیت کے طور پر بہت بڑا حصہ اور حظ کامل حاصل ہے اور جو کچھ حضرت شیخ الجن والانس سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ "قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" (میرا قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے) صاحب عوارف (شیخ المشائخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) جو مرید حضرت شیخ المشائخ شیخ ابونجیب سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پروردہ ہیں اور حضرت سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مصاحبوں اور رازداروں میں سے ہیں اس کلمہ کو ان کلموں میں سے بتایا ہے جو عجب اور خودی بینی پر مشتمل ہیں اور جو مشائخ سے احوال کی ابتدا میں سکر کے باقی ماندہ اثرات کی وجہ سے صادر ہوئے ہیں اور "نفحات" میں حضرت شیخ المشائخ شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو حضرت سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شیوخ میں سے ہیں نقل کیا ہے کہ انھوں نے فراست کے طور پر یہ فرمایا تھا کہ اس عجمی (حضرت سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا ایسا مبارک قدم ہے کہ اس وقت کے تمام اولیاء کی گردن پر ہوگا اور وہ (اس بات کے کہنے پر) مامور ہوگا کہ "قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" اور جس وقت وہ یہ کہیں گے تو یقیناً تمام اولیاء اپنی گردنیں جھکا دیں گے بہرحال حضرت سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس

بات (کے اظہار) میں حق بجانب ہیں اس کلام کو خواہ انھوں نے بقیہ سکر کی حالت میں کہا ہو اور خواہ وہ اس کلام کے اظہار پر مامور ہوں بہرصورت ان کا قدم اُس وقت کے تمام اولیاء کی گردنوں پر ہوا ہے اور اُس وقت کے تمام اولیاء ان کے زیر قدم ہوئے ہیں لیکن جاننا چاہیئے کہ یہ حکم اُس وقت کے اولیاء کے لئے ہی مخصوص تھا اُن سے پہلے کے اولیاء اور بعد کے آنے والے اولیاء اس حکم سے خارج ہیں جیسا کہ حضرت شیخ المشائخ حماد رحمتہ اللہ علیہ کے کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ اُن کا قدم اُن کے اپنے وقت میں تمام اولیاء کی گردن (گردنوں) پر ہوگا اور نیز ایک غوث (رحمتہ اللہ علیہ) جو اس وقت بغداد میں تھے حضرت شیخ (حضرت سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) اور ابن سقا عبداللہ اُن کی زیارت کے لئے گئے تھے تو غوث (رحمتہ اللہ علیہ) نے اپنی فراست کی بنا پر شیخ (حضرت سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے حق میں فرمایا تھا کہ (میں) دیکھتا ہوں تو بغداد میں منبر پر بیٹھا ہوا کہہ رہا ہے "قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" اور میں دیکھتا ہوں کہ تمام اولیاء نے تیرے اجلال و اکرام کی وجہ سے اپنی گردنوں کو جھکا لیا ہے۔ اس بزرگ (غوث رحمتہ اللہ علیہ) کے کلام سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے کہ یہ حکم اُس وقت کے اولیاء کے ساتھ ہی مخصوص تھا اگر حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ اِس وقت بھی کسی کو چشم بینا (باطنی آنکھیں) عطا فرمائے تو وہ بھی دیکھ سکتا ہے جیسا کہ اس غوث (رحمتہ اللہ علیہ) نے دیکھا تھا کہ اُس وقت کے اولیاء کی گردنیں ان کے قدم کے نیچے ہیں اور یہ حکم اس وقت کے اولیاء سے تجاوز کر کے کسی وقت کے اولیاء تک نہیں پہنچا کیونکہ اولیائے متقدمین کے بارے میں حکم کس طرح جائز ہوسکتا ہے کہ جن میں اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی شامل ہیں جو یقیناً حضرت سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے افضل ہیں اور متاخرین میں بھی یہ حکم کیسے جائز ہوسکتا ہے کہ ان میں حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام شامل ہیں جن کی تشریف آوری کی بشارت حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اور امت کو آپ (حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے وجود کی خوشخبری دی ہے اور ان کو خلیفۃ اللہ فرمایا ہے اور اسی طرح اولوالعزم (پیغمبر) حضرت عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب جو کہ سابقین میں سے ہیں اور اس شریعت کی وجہ سے حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ملحق ہیں متاخرین کی اسی بزرگی کے باعث ممکن ہے کہ حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے "لَایُدْرٰی اَوَّلُهُمْ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُهُمْ" (ترمذی شریف) (نہیں معلوم کہ (اس امت کے) اول اچھے ہیں یا آخر کے) مختصر یہ کہ حضرت سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ولایت میں بہت بڑی شان اور بلند رتبہ رکھتے ہیں اور آپ (حضرت سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے) ولایت خاصہ محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو لطیفہ سر کی راہ سے آخری نقطہ تک پہنچایا ہے اور اس دائرہ کے سر حلقہ ہیں اس بیان سے کوئی شخص یہ وہم نہ کرے کہ چونکہ حضرت سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ولایت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر حلقہ ہیں اس لئے وہ تمام اولیاء سے افضل ہیں کیونکہ ولایت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تمام ولایتوں سے بلند ہے کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ وہ ولایت محمدیہ

(صلی اللہ علیہ وسلم) کے سر حلقہ ہیں جو لطیفہ سر کی راہ سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے نہ کہ مطلق اس ولایت کے سر حلقہ ہیں جس سے ان کی (تمام اولیاء پر) افضلیت لازم آئے یا ہم یہ کہتے کہ مطلق ولایت محمد یہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سر حلقہ ہونے سے ان کی افضلیت لازم نہیں آتی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کوئی دوسرا بھی کمالات نبوت محمد یہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں تبعیت اور وراثت کے طریق پر پیش قدمی حاصل کئے ہوئے ہو اور ان کمالات کی وجہ سے افضلیت اس کیلئے ثابت ہو (اس عبارت میں اشارہ اپنی طرف ہے یعنی حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ آپ نے کمالات محمدی میں تبعیت وراثت کے طور پر حاصل کیا) حضرت سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں کی ایک جماعت شیخ (حضرت سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے حق میں بہت زیادہ غلو کرتی ہے اور محبت کی وجہ سے افراط کی طرف چلے جاتے ہیں جیسا کہ خلیفۂ رابع حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محبین ان کی محبت میں افراط کرتے ہیں اس جماعت کی گفتگو اور کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پہلے اور ان کے بعد کے تمام اولیاء سے افضل جانتے ہیں اور انبیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے علاوہ معلوم نہیں کہ کسی دوسرے کو حضرت سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر فضیلت دیتے ہوں یہ حد سے زیادہ محبت کی وجہ اور اگر یہ کہاں جائے کہ خوارق وکرامات جس قدر حضرت سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے وجود میں آئے ہیں کسی دوسرے ولی سے ظہور میں نہیں آئے اس لئے فضیلت انہی کیلئے ہوئی تو ہم یہ کہتے ہیں کہ خوارق کے ظہور کی کثرت افضلیت کی دلیل نہیں ہے ہوسکتا ہے کہ کسی ولی سے کوئی خوارق ظہور میں نہ آئے لیکن وہ اس ولی سے افضل ہو جس سے خوارق وکرامات بکثرت ظاہر ہوئے ہوں شیخ الشیوخ حضرت خواجہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عوارف المعارف میں مشائخ کے خوارق وکرامات کے ذکر کے بعد فرماتے ہیں کہ "یہ سب کچھ (خوارق وکرامات) اللہ تعالیٰ کی بخشش وعطا ہے جو بعض لوگوں پر (بطور مکاشفہ) ظاہر کرتا ہے اور ان کو عطا فرماتا ہے اور ان کے ساتھ عزت بڑھاتا ہے اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جو مرتبہ میں ان سے بڑھ کر ہیں لیکن ان کو (خوارق وکرامات سے) کچھ بھی حاصل نہیں کیونکہ کرامات یقین کی تقویت کا باعث ہیں اور جس کو صرف یقین عطا کیا گیا ہو اس کو ذکر قلبی اور ذکر ذات کے علاوہ ان کرامات کی کچھ حاجت نہیں"۔

خوارق کے ظہور کی کثرت کو افضلیت کی دلیل قرار دینا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص خلیفہ رابع حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب اور فضائل کی کثرت کی وجہ سے خلیفہ اول امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ان کے افضل ہونے کی دلیل بنائے کیونکہ خلیفہ اول امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس قدر فضائل ومناقب ظہور میں نہیں آئے (جس قدر کہ خلیفہ رابع حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ظہور میں آئے ہیں)۔

مکتوب شریف، ج،1، ن،293

خوارق عادات کی دو اقسام ہیں

قسم اول

☆ وہ علوم و معارف الٰہی جل سلطانہ ہیں کہ جن کا تعلق ذات و صفات اور افعال واجبی جل وعلا کے ساتھ ہے اور وہ نظر عقل کے دائرے سے ماوراء ہیں اور متعارف و متعاد (جانا پہچانا اور عرف و عادات) کے خلاف ہیں لہٰذا (حق تعالیٰ نے) اپنے خاص بندوں کو ان کے ساتھ ممتاز فرمایا ہے۔

قسم دوم

☆ مخلوقات کی صورتوں کا کشف ہونا اور ان عینی (غیبی) باتوں پر اطلاع پانا اور ان کی خبریں دینا ہے جو اس عالم کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں نوع اول کا تعلق اہل حق اور ارباب معرفت کے ساتھ مخصوص ہے اور نوع دوم میں محق اور مبطل (سچے اور جھوٹے دونوں طرح کے لوگ) شامل ہیں کیونکہ دوسری قسم اہل استدراج کو بھی حاصل ہے قسم اول خدائے جل وعلا کے نزدیک بزرگی اور اعتبار رکھتی ہے اسی وجہ سے اس نے اس کو (قسم اول کو) اپنے اولیاء کرام کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے اور اپنے دشمنوں کو اس میں شریک نہیں کیا۔ اور دوسری قسم عام خلائق کے نزدیک معتبر ہے اور ان کی نظروں میں معزز و محترم ہے یہی باتیں (یعنی خرق عادت) اگرچہ استدراج والوں سے ظاہر ہوتی ہیں لیکن ممکن ہے کہ عام لوگ اپنی نادانی کی وجہ سے ان کی پرستش شروع کر دیں اور جو رطب و یابس (وہ تصنع سے کریں) اس کی وجہ سے اس کے مطیع و فرمانبردار بن جائیں۔ بلکہ یہ محجوبان (عام لوگ) قسم اول کو خوارق سے نہیں جانتے اور کرامات میں سے شمار نہیں کرتے کیونکہ ان کے نزدیک خوارق قسم دوم میں منحصر ہے اور کرامات ان ناواقف لوگوں نے خیال میں مخلوقات کی صورتوں کا کشف اور غیب کی خبروں سے متعلق ہے ان بے وقوفوں پر افسوس ہے جو اتنا بھی نہیں جانتے کہ وہ علم جو حاضر یا غائب مخلوقات کے احوال سے تعلق رکھتا ہے اس میں کونسی شرافت و کرامت پائی جاتی ہے بلکہ یہ علم تو اس قابل ہے کہ وہ جہالت سے بدل جائے تاکہ مخلوقات سے اور ان کے احوال سے نسیان حاصل ہو جائے وہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی معرفت ہی ہے جو شرافت و کرامت کے لائق ہے اور اعزاز و احترام بھی اسی کے شایان شان ہے۔

پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز   بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجی ست

ترجمہ

(پری چھپی ہے دکھاتا ہے دیو ناز و ادا عجب معاملہ ہے عقل جس سے حیراں ہے)

ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے وہ تقریباً وہی ہے جو شیخ الاسلام ہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا اور حضرت امام انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب منازل السائرین میں اور اس کے شارح نے فرمایا ہے کہ میرے نزدیک جو بات تجربہ سے ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اہل معرفت کی فراست یہ ہے کہ وہ لوگ تمیز کر لیتے کہ کون شخص حضرت حق جل وعلا کی بارگاہ کے شایان ہے اور کونسا نہیں اور ان

اہل استعداد کو بھی پہچان لیتے ہیں جو حق سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ مشغول ہیں اور حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کے حضور میں مقام جمع تک پہنچے ہوئے ہیں اور یہی اہل معرفت کی فراست ہے لیکن اہل ریاضت جن کو بھوک گوشہ نشینی اور تصفیۂ باطن کے ذریعہ وصول الی الحق کے بغیر فراست حاصل ہوتی ہے ان کی فراست یہ ہے کہ مخلوقات کی تصویروں کے کشف کرتے اور غیب کی خبریں دیتے ہیں جو مخلوقات سے مختص ہیں لہٰذا یہ لوگ صرف مخلوقات ہی کی خبریں دے سکتے ہیں (اس کا حق سبحانہ وتعالیٰ کی خوشنودی سے کوئی واسطہ نہیں) کیونکہ وہ حق سبحانہ وتعالیٰ سے محجوب (حجاب میں) ہوتے ہیں اور چونکہ اہل معرفت حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف مشغول رہتے ہیں اور جو علوم ومعرفت ان پر وارد ہوتے ہیں (ان کی روشنی میں) وہ جو خبریں دیتے ہیں وہ حق سبحانہ وتعالیٰ ہی کی طرف سے دیتے ہیں اور چونکہ اکثر دنیاداروں کے دل حق سبحانہ وتعالیٰ سے منقطع ہوتے ہیں اور وہ دنیا میں ہمہ تن مشغول ہیں اس لئے ان کے دل ارباب کشف اور غیب کی خبریں دینے والوں کی طرف مائل ہوجاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ ان کو بزرگ جانتے ہیں اور یہ اعتقاد کرلیتے ہیں کہ یہ لوگ اہل اللہ اور اس کے خاص بندے ہیں اور اہل حقیقت کے کشف سے منہ موڑ لیتے ہیں اور وہ (اولیاءکرام) جو کچھ حق سبحانہ وتعالیٰ کے بارے میں ان کو بتاتے ہیں اس کے ساتھ ان اتہام لگاتے ہیں اور اہل دنیا کہتے ہیں کہ اگر یہ لوگ اہل حق ہوتے جیسا کہ لوگ گمان کرتے ہیں تو یہ ضرور ہمارے احوال اور مخلوقات کے احوال سے ہم کو خبر دیتے اور یقیناً جب یہ مخلوقات کے احوال کے کشف پر قدرت نہیں رکھتے تو امور اعلیٰ کے کشف پر کس طرح قادر ہوسکتے ہیں اہل دنیا اس خام خیالی کی وجہ سے ان کو جھوٹا سمجھتے ہیں اور صحیح خبروں سے ناواقف رہتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو خلق کے ملاحظہ سے محفوظ کر کے اپنے لئے مخصوص کرلیا ہے اور اپنے ماسوا سے ان کی حمایت پر شک کرنے کی وجہ سے ان کو دور کردیا ہے اگر وہ لوگ مخلوق کی طرف رغبت کرنے والے ہوتے تو وہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی شان کے لائق نہ ہوتے اور یقیناً ہم نے اکثر اہل حق کو دیکھا ہے کہ جب وہ صورتوں کے کشف کی طرف تھوڑی سی بھی توجہ کرتے ہیں تو وہ کچھ پالیتے ہیں جو دوسرے ان کی فراست کے ادراک پر کچھ بھی قدرت نہیں رکھتے جیسی کہ اہل معرفت رکھتے ہیں اور یہ وہ فراست ہے جو حق سبحانہ وتعالیٰ اور ان چیزوں سے جو اس کے قریب ہیں تعلق رکھتی ہے لیکن ارباب صفا جو اس خصوصیت سے خارج ہیں اور مخلوق سے متعلق ہیں ان کی فراست نہ ہوتو حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ سے تعلق رکھتی ہے اور نہ حق سبحانہ وتعالیٰ سے قرب رکھنے والی چیزوں سے اور اس فراست میں مسلمان نصاریٰ یہودی اور دوسرے گروہ بھی شامل ہیں کیونکہ اس فراست میں حق سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک کوئی بزرگی نہیں ہے جس سے وہ اپنے خاص بندوں کو مخصوص فرماتا۔ (مکتوب شریف، ج 1، 293)

حضرت سلطان العارفین سیدنا غوث الاعظم دستگیر ﷺ کا قدم مبارک "فتویٰ"

سوال۔؟ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ تمام سلاسل میں سلسلہ (عالیہ) قادریہ افضل ہے یا (سلسلہ عالیہ) نقشبندیہ جب کہ سلسلہ (عالیہ) قادریہ کی ابتداء حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے اور آپ حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں سے ہیں یعنی حسنی حسینی سیّد ہیں اور آپ (سلطان العارفین غوث یزادنی سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ) کا ارشاد ہے۔ ''قدمی ھذا علیٰ رقبۃ کل اولیاء اللہ'' جس پر تمام اولیاء کاملین نے اپنے سر کو خم کر دیا اور تسلیم کیا؟

بینوا توجروا السائل محمد اسلم نعیمی

الجواب۔ سلسلۂ (عالیہ) قادریہ کی ابتداء سیدّ نا (امیر المومنین) حضرت علی کرم اللہ وجہٗہ سے ہے اور سلسلہ (عالیہ) نقشبندیہ کی ابتداء سیدنا (امیر المومنین) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے ہے سلسلۂ (عالیہ) نقشبندیہ افضل ہے اسلئے کہ اس میں اتباع شریعت کی بہت تاکید ہے اور (عالیہ) قادری سلسلہ کی انتہا (عالیہ) نقشبندیہ کی ابتداء ہے سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی افضلیت اپنے ہم عصر اولیاء کرام پر ہے نہ کہ کل پر۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب کتبہ فقیر عبداللہ نعیمی عفی عنہٗ

فیوض و برکات کے دو راستے ایک قرب نبوت دوسرا قرب ولایت

بسم اللہ الرحمن لرحیم الحمدللہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفے وہ راستے جو جناب قدس (اللہ تعالیٰ) کی طرف پہنچنے والے ہیں دو ہیں، ایک راستہ وہ ہے جس کا تعلق قرب نبوت علی اربابہا الصلوٰۃ والسلام۔ کے ساتھ ہے۔ اور اصل الاصل تک پہنچانے والا ہے اس راہ کے واصلین بالا صالت انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات ہیں اور ان کے اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور باقی امتوں میں سے جس کو بھی اس دولت سے نوازیں اگر چہ وہ قلیل بلکہ اقل (بہت کم) ہیں۔ اور اس راہ میں توسط اور حیلولہ نہیں ہے جو کوئی بھی ان واصلوں میں سے فیض حاصل کرتا ہے وہ بغیر کسی توسط کے اصل سے اخذ کرتا ہے اور کوئی ایک دوسرے کے لئے حائل نہیں ہے (یہ وہ پہلا راستہ ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضرت عالی امام ربانی کمالات نبوّت وولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کو بھی حصہ ملا ہے یعنی واصل ہوئے)

اور دوسرا راستہ قرب ولایت کے ساتھ تعلق ہے اقطاب اوتاد ابدال۔ ونجبا۔ اور عام اولیاء اللہ تعالیٰ سب اسی راہ سے واصل ہوئے ہیں۔ اور راہ سلوک سے مراد یہی راہ ہے بلکہ جذبہ متعارفہ بھی اسی میں داخل ہے اور توسط اور حیلولہ بھی اسی راہ میں ثابت ہے۔ اور اس راہ کے واصلین کے پیشوا۔ اور اس کے سرگروہ۔ اور ان بزرگوں۔ کے فیض کا منبع۔ خلیفہ رابع حضرت امیر المؤمنین سیدّ نا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور یہ عظیم شان منصب آپ (خلیفہ رابع حضرت امیر المؤمنین سیدّ نا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے تعلق رکھتا ہے اس مقام میں گویا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دونوں مبارک قدم آپ (خلیفہ رابع حضرت امیر المؤمنین سیدّ نا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سر مبارک پر ہیں اور حضرت (خاتون جنت) فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت امام حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس مقام میں ان کے شریک ہیں۔ میں (حضرت عالی امام ربانی کمالات نبوّت وولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) سمجھتا ہوں کہ حضرت امیر (خلیفہ رابع حضرت امیر المؤمنین سیدّ نا

علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نشاء عنصری سے پیشتر بھی اس مقام کے ملجاو ماوی تھے جیسا کہ آپ (خلیفہ رابع حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نشاء عنصری کے بعد ہیں اور جس کسی کو بھی اس راہ (قرب ولایت) سے فیض وہدایت پہنچتی ہے وہ آپ (خلیفہ رابع حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہی کے توسط سے پہنچتی ہے کیونکہ آپ (خلیفہ رابع حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس راہ کے نقطہ منتہی کے نزدیک ہیں اور اس مقام کا مرکز آپ (خلیفہ رابع حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے تعلق رکھتا ہے اور جب حضرت امیر (خلیفہ رابع حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا دور ختم ہو گیا تو یہ منصب عظیم القدر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بالترتیب سپرد اور مسلم ہوا اور ان کے بعد وہی منصب ائمہ اثنا عشر (یعنی)

① حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ　　② حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ
③ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ　　④ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ
⑤ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ　　⑥ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
⑦ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ　　⑧ حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ
⑨ حضرت امام محمد تقی رضی اللہ عنہ　　⑩ حضرت امام علی نقی رضی اللہ عنہ
⑪ حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ　　⑫ حضرت امام محمد مہدی رضی اللہ عنہ

میں ہر ایک کو علی الترتیب اور تفصیل وار قرار پایا اور ان بزرگوں کے زمانے میں اور اسی طرح ان کے انتقال کے بعد بھی جس کسی کو فیض اور ہدایت پہنچتی رہی وہ ان ہی بزرگوں کے توسط (وسیلہ) سے اور ان ہی کے حیلولہ سے پہنچتی رہی خواہ وہ اقطاب ونجباء وقت ہی کیوں نہ ہوں سب کے ملجاو ماوی یہی بزرگوار ہیں کیونکہ اطراف کو اپنے مرکز کے ساتھ لاحق ہونے کے بغیر چارہ نہیں ہے یہاں تک کہ حضرت شیخ الجن والانس سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک یہ نوبت پہنچ گئی اور جب یہ نوبت ان بزرگوار کے پاس آئی تو منصب مذکور آپ (حضرت شیخ الجن والانس سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے سپرد ہو گیا ائمہ مذکورین اور حضرت شیخ الجن والانس سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے درمیان اس مرکز پر کوئی اور مشہود نہیں ہوتا۔ اور اس راہ میں فیض و برکات کا وصول جس کو بھی ہوا خواہ وہ اقطاب نجباء ہوں آپ (غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ) ہی کے توسط شریف سے مفہوم ہوتا ہے کیونکہ یہ مرکز ان کے علاوہ کسی اور کو میسر نہیں ہوا۔ اسی لئے آپ (حضرت شیخ الجن والانس سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا ہے۔

افلت شموس الاولین وشمسنا　　ابد اعلی افق العلی لا تغرب

سورج تمام اگلوں کے جب ہو گئے غروب　　سورج ہمارا روشنی دے گا ابد تلک

شمس سے مراد فیضان ہدایت وارشاد کا آفتاب ہے اور افول (ٹوٹ جانے والا ہے) سے مراد فیضان مذکور کا نہ ہونا ہے اور چونکہ وہ معاملہ جو پہلے حضرات سے متعلق تھا اب حضرت شیخ (حضرت سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے سپرد ہوا اور آپ (حضرت شیخ الجن والانس سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) رشد وہدایت کے وصول کا واسطہ بن گئے جیسا کہ آپ (حضرت شیخ الجن والانس سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے پیشتر پہلے حضرات تھے اور پھر یہ بھی ہے کہ جب تک فیض کے توسط کا معاملہ قائم ہے آپ (حضرت شیخ الجن والانس سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہی کے توسل سے ہے لہٰذا لازمی طور پر یہ درست ہوا کہ ''اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا''

سوال:۔ یہ حکم مجدد الف ثانی کے ساتھ منتقض (ٹوٹ جانے والا ہے) کیونکہ مکتوبات کے دفتر دوم کے مکتوب (۴) میں مجدد الف ثانی کے معنی کے بیان میں اندراج ہے کہ ''جو کچھ بھی فیض کی قسم سے اس مدت میں امتوں کو پہنچتا ہے وہ اسی کے توسط سے پہنچتا ہے اگرچہ وہ اقطاب واوتاد ہوں یا ابدال ونجباء وقت ہوں۔

جواب: ہم کہتے ہیں کہ مجدد الف ثانی (مقبول یزدانی شہباز لامکانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اس مقام میں حضرت شیخ (حضرت سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے نائب مناب ہیں اور حضرت شیخ (حضرت سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی نیابت ہی سے معاملہ ان کے ساتھ وابستہ ہے جیسا کہ کہا گیا ہے ''نُوْرُ الْقَمَرِ مُسْتَفَادٌ مِنْ نُوْرِ الشَّمْسِ'' (چاند کا نور سورج کے نور سے فیضیاب ہے) اس میں کیا قباحت ہے۔

سوال:۔ مجدد الف کے معنی جو اوپر مذکور ہوئے مشکل ہیں کیونکہ اس مدت مذکورہ میں حضرت عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بھی نزول فرمائیں گے اور حضرت مہدی علیہ الرضوان للہ تعالیٰ اجمعین بھی ظہور فرمائیں گے اور ان بزرگوں کا معاملہ اس سے بالاتر ہے کہ وہ کسی کے توسط سے اخذ فیوض کریں۔

جواب: ہم کہتے ہیں کہ توسط کا معاملہ مذکورہ بالا راستوں سے دوسری راہ (قرب ولایت) کے ساتھ وابستہ ہے جو کہ قرب ولایت سے مراد ہے اور راہ اول (قرب نبوت) سے جو کہ قرب نبوت سے مراد ہے۔ جس میں توسط کا معاملہ مفقود (اس مکتوب کے شروع میں گزرا) ہے جو کوئی بھی اس راہ (قرب نبوت) سے واصل ہوا ہے وہ کوئی حائل اور توسط درمیان میں نہیں رکھتا اور بغیر کسی توسط کے فیوض وبرکات اخذ کرتا ہے توسط اور حیلولت دوسرے راستے (قرب ولایت) میں ہیں۔ ان کا معاملہ علیحدہ مقام سے تعلق رکھتا ہے جیسا کہ بیان کیا گیا۔ اور حضرت عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور حضرت مہدی علیہ الرضوان راہ اول (قرب نبوت) سے واصل ہیں جیسا کہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما راہ اول (قرب نبوت) سے اور محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ضمن میں واصل ہوئے ہیں اور وہ وہاں اپنے درجات کے مطابق ایک خاص شان رکھتے ہیں۔

تنبیہ: جاننا چاہئے کہ ممکن ہے۔ کہ کوئی شخص قرب ولایت کی راہ سے قرب نبوت تک پہنچ جائے اور دونوں معاملات میں شریک ہو۔ اور انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کے طفیل اس کو وہاں بھی جگہ دیدی جائے اور کارخانہ کو اس سے وابستہ کر دیں اور اس جگہ کا معاملہ بھی اس سے متعلق کر دیا جائے (اس میں حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اشارہ حضرت عالی امام ربانی کمالات نبوت و ولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کیا ہے) خاص کند بندہ مصلحت عام را (ترجمہ) خاص کرتا ہے کسی کو تا کہ سب ہوں مستفید" ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمدللہ رب العلمین " (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا فرمائے پاک ہے تمہارا رب عزت والا ان صفات سے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں اور سلام ہو مرسلین (علیہم السلام) پر اور تمام تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا رب (عز وجل) ہے)۔

مکتوب، ج،3،ن،123

ولایت خاصہ محمدیہ ﷺ جس سے غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واصل ہوئے

ولایت خاصہ محمدیہ علیہ وسلم: جاننا چاہئے کہ خاص ولایت محمدیہ علیہ وسلم آپ (رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفی ﷺ) پر درود وسلام ہوں مجذوبوں سالکوں کے ساتھ مخصوص ہے جن کو "مرادین" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور "مرادین" کو ان کی ذاتی استعدادوں کے مطابق اس ولایت میں کوئی حصہ نہیں ملتا "مرادین" سے ہماری مراد وہ حضرات ہیں جن کا سلوک ان کے جذب پر مقدم ہو بجز اس کے کہ "مراد محبوب" کسی مرید محب کی خصوصی تربیت فرمائے اور اس میں تصرف سے کام لے اور اپنے کمال تصرف سے ایسا جذب عطا کر دے جو خود اس مراد کے جذب کے مثل ہو جیسا کہ حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا معاملہ تھا کیونکہ بیشک وہ بھی سالک مجذوب تھے لیکن وہ آنحضرت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی تربیت اور ان میں آپ (رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کے کمال تصرف کی وجہ سے نیز اس وجہ سے کہ آپ (رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) نے ان کو جذب فرمالیا تھا ولایت خاصہ کے درجہ تک پہنچ گئے تھے برخلاف باقی خلفائے ثلثہ کے جو حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے پہلے ہوئے ہیں کیونکہ ان کا جذب ان کے سلوک پر مقدم ہے بعینہ اسی طرح جیسا کہ حضرت رسالت مصطفویہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات کا حال ہے کیونکہ آپ (رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کا جذب بھی آپ (رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کے سلوک پر مقدم ہے اور اس سے یہ وہم نہ کیا جائے کہ ہر مجذوب سالک اس ولایت خاصہ تک پہنچ سکتا ہے ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ اگر ان ہزار ہا مجذوب سالکین میں سے ایک آدمی بھی کئی صدیوں کے بعد ایسا ہو جائے تو اسے غنیمت سمجھنا چاہئے یہ تو اللہ تعالیٰ ہی کا فضل وانعام ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے ہی فضل والا ہے اور حق تعالیٰ ہمارے سردار محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ (رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کی آل پر رحمتیں اور سلامتیاں فرمائے۔

معارف لدنیہ، ص، 141 معرفت نمبر 22

قرب ولایت اور قرب نبوت میں فرق

ولایت کے کمالات ان کے کمالات نبوت کے مقابلے "کالمطروح فی الطریق" (راستہ میں پھینکے ہوئے کی مانند) ہیں کمالات ولایت کمالات نبوت کے عروج تک پہنچنے کیلئے زینہ (سیڑھی) ہیں پس مقدمات کو مقاصد کی کیا خبر ہے اور مبادی کو مطالب کا کیا شعور ہے آج یہ بات عہد نبوت کے بُعد کی وجہ سے اکثر لوگوں پر گراں اور قبولیت سے دور معلوم ہوتی ہے لیکن کیا کیا جائے۔

در پس آئینہ طوطی صفتم ساختہ اند
ہرچہ استاد ازل گفت ہماں می گویم

ترجمہ

مثل طوطی مجھے آئینے کے پیچھے ہے رکھا
وہی کہتا ہوں جو استاد ازل سے ہے پڑھا

مکتوب، ج،1، ن،251

استدراک

حضرت محبوب صمدانی شیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات اولیائے عظام میں منفرد نظر آتی ہے قدرت نے جو آپ (حضرت قطب الاقطاب مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) سے اولوالعزم پیغمبروں کی جگہ کام لیا وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے اور تاریخ میں اس کی مثال نظر نہیں آتی دوسری جانب دیکھیں تو حضرت عالی امام ربانی محبوب صمدانی شیخ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جن علوم ومعارف اور سربستہ اسرار ورموز کی نقاب کشائی فرمائی آپ (حضرت قطب الاقطاب مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) سے پہلے ان چیزوں کو کسی دوسرے نے اس طرح بیان نہیں فرمایا اور ایسا معلوم ہوتا ہے قسام ازل نے یہ معاملات آپ (حضرت قطب الاقطاب مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) ہی سے وابستہ فرمائے تھے۔

مذکورہ امور کو دیکھتے ہیں تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ائمہ مجتہدین کے بعد حضرت سلطان طریقت شیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی سرخیل جملہ اولیاء ہیں اور کوئی ولی خواہ وہ حضرت شیخ الجن والانس سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کیوں نہ ہو آپ (حضرت قطب الاقطاب مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) پر فضیلت نہیں رکھتے اس خیال کو اس وقت اور بھی تقویت پہنچتی ہے جب حضرت عالی امام ربانی سلطان طریقت محبوب صمدانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی یہ وضاحت سامنے آتی ہے۔

حضرت سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولایت میں عظیم شان ہے اور انھیں بلند ترین درجہ حاصل ہے ولایت محمدیہ خاصہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو لطیفہ کے راستے سے انھوں نے آخری نقطے تک پہنچایا ہے اور اس دائرے کے سرحلقہ ہوئے ہیں یہاں سے کسی کو یہ وہم نہ گزرے کہ جب حضرت شیخ الجن والانس سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولایت محمدیہ خاصہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے سرحلقہ ہیں تو سب اولیاء اللہ سے افضل ہوں گے کہ ولایت محمدیہ تمام انبیاء علیہم السلام سے فوقیت رکھتی ہے اس سلسلے میں ہماری گزارش یہ ہے کہ حضرت سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس ولایت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے سرحلقہ ہیں جو لطیفہ کے راستے سے حاصل ہوئی ہے جیسا کہ مذکور ہوا نہ کہ مطلق ولایت کے سرحلقہ کہ جس سے افضلیت لازم آئے علاوہ بریں ہم یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ مطلق ولایت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سرحلقہ ہونا بھی افضلیت کو مستلزم نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کوئی دوسرا تبعیت و وراثت کے طور پر کمالات نبوت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش قدم ہوا اور ان کمالات کے باعث افضلیت اس کیلئے ثابت ہو۔

اس عبارت کے آخری الفاظ سے ہر پڑھے لکھے قاری کا ذہن اسی طرح جاتا ہے کہ حضرت محبوب صمدانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تبعیت و وراثت کے طریقے پر کمالات نبوت میں پیش قدمی رکھنے کا اشارہ اپنی جانب ہی فرمایا ہے کیونکہ اگر کوئی دوسری ہستی مراد ہوتی تو صراحت کے ساتھ ان کا ذکر فرمادینے سے کوئی امر مانع نہیں تھا اس عبارت سے یہی مترشح ہوتا ہے کہ حضرت عالی امام ربانی سلطان طریقت محبوب صمدانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر میں انہیں حضرت شیخ الجن والانس سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر بھی افضلیت حاصل ہے علاوہ بریں جب یہ چیز سامنے آتی ہے کہ حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شیخ الجن والانس سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں زیادہ ولایت محمدیہ علیہ السلام کا سرحلقہ ہونا تسلیم کیا ہے لیکن اپنے متعلق کتنے ہی مکتوبات تصریح فرمائی ہے کہ آپ (حضرت قطب الاقطاب مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو تبعیت و وراثت کے طور پر کمالات نبوت محمدیہ علیہ السلام سے وافر حصہ ملا ہے اور یہ بھی آپ (حضرت قطب الاقطاب مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے متعدد مکاتیب عالیہ میں تصریحاً فرمایا ہے کہ کمالات نبوت کو کمالات ولایت پر بہت زیادہ برتری حاصل ہے بلکہ ان کے مقابلے میں یہ کمالات ایسے ہیں جیسے راستے میں پھینکی ہوئی چیزیں جیسا کہ مکتوب 251 اور 261 میں موجود ہے۔ ان تصریحات کی روشنی میں یہ خیال ذہنوں میں اور بھی جاگزیں ہو جاتا ہے کہ حضرت عالی امام ربانی سلطان طریقت محبوب صمدانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت شیخ الجن والانس سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر بھی افضلیت حاصل ہے اور آپ ہی سرخیل جملہ اولیاء ہیں۔

تجلیات امام ربانی، ص، 237، 239

حضرت مجدد الف ثانی کو تبعیت اور وراثت سے تمام کمالات حاصل ہیں

حضرت شیخ (قدوۃ السالکین شیخ العرفاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے ایام وصال کے قریب فرمایا کہ سوائے نبوت کے جو کمالات نوع انسان میں ممکن ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے مجھ (قدوۃ السالکین شیخ العرفاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو حضرت محمد

مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تبعیت اور وراثت سے عطا فرمائے ہیں۔ سبحان اللہ

تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص، 214

سوالات اور جوابات فتنے سے بچنے کیلئے

سوال۔ ؟اس جگہ یہ بھی بتلا دیجئے کہ صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اور ائمہ اطہار (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کے بعد اولیاء اللہ کے اندر کس کو سب پر فضیلت ہے بعض کہتے ہیں کہ جمیع اولیاء پر فضیلت حضرت شیخ الجن والانس سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہے۔ اس واسطے کہ آپ (حضرت شیخ الجن والانس سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا ہے کہ تمام اولیاء کی گردنوں پر میرا قدم ہے۔ بعض کہتے ہیں قطب الاقطاب حضرت شیخ المشائخ ابوالحسن علی بن جعفر خرقانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو تمام اولیاء پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ آپ (قطب الاقطاب حضرت شیخ المشائخ ابوالحسن علی بن جعفر خرقانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے ارشاد فرمایا ہے کہ عہد حضرت آدم علیہ وعلیہم الصلوٰۃ السلام سے جس قدر تمام اولیاء اللہ پر اللہ تعالیٰ نے نیکی کی ہے تنہا تمہارے پیر پر (یعنی میرے اوپر) کی ہے اور جس قدر سب پیروں کے مریدوں پر نیکی کی ہے تنہا تمہارے اوپر کی ہے۔ یعنی میرے مریدوں پر۔ اسی طرح ہر ایک پیشوایان طریقت کی نسبت ایسی فضیلت ثابت کرتا ہے جس میں مقصود دوسروں کی تنقیص ہوتی ہے اس بارہ میں اسلم واحوط عقیدہ کیا ہونا چاہئے ؟

جواب: بھائی فضیلت دو قسم کی ہوتی ہے جزئی اور کلی فضیلت جزئی فضیلت ایک کو دوسرے پر ہوا ہی کرتی ہے کلام فضیلت کلی میں ہے۔ اور فضیلت کلی زیادتی قرب الٰہی کی ہے اور یہ امر باطنی ہے اس پر اطلاع قطعی طور سے بجز قرآن مجید اور حدیث شریف کے کیونکر ہو اور قرآن مجید وحدیث شریف اس افادہ قطعیت سے ساکت کیونکہ ان حضرات کے وجود کتاب اور سنت کے بعد ہوئے رہا کشف وہ محتمل خطا اسی واسطے مخالف پر حجت نہیں۔ اور اقوال مریدین کہ خالی غلو محبت پیروں سے نہیں۔ اعتبار سے ساقط پس طریق اسلم اور احوط یہ ہے کہ علم الٰہی کے سپرد کرے اور یہ سمجھے کہ ہر بزرگ اپنی شان میں یکتا ہے اس سے فردیت اور یکتائی بھی ثابت ہوگئی کیونکہ جو جس شان اور صفت کا مظہر ہے دوسری شان اور صفت کا مظہر ہو نہیں سکتا اس سے نہ کسی کی تفضیل ہوئی نہ تنقیص اور ان حضرات کے مقولوں کی تاویلیں کی جائیں جیسا کہ حضرت امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام مبارک کی تاویل کی ہے۔ یعنی یہ جو آپ (حضرت سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا ہے کہ میرا قدم کل اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے یہ کل استغراقی نہیں ہے ورنہ متقدمین میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور متاخرین میں حضرت امام مہدی علیہ وعلیہم السلام کو بھی شامل ہوگا حالانکہ ان حضرات کی فضیلت تمام اولیائے امت پر قطعی ہے پس اس کلام سے مراد اس وقت کے اولیاء اللہ ہوں گے حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی زبدۃ الآثار میں

اکثر مشائخ کے اقوال قید زمانہ کے ساتھ ہی تحریر فرمائے ہیں اسی طرح اور حضرات کے مقولوں کو بھی مودل سمجھا جائے کسی کی تنقیص نہ کی جائے اور سب کی بزرگیوں کا معتقد رہے اور سب کو اپنا پیشوا جانے اور ان فضولیات سے اپنی زبان کو روکے کہ یہ ضروریات دین میں داخل نہیں ہیں۔

توضیح العقائد، ص، 104

غوث الاعظم اور مجدد اعظم میں جزوی و کلی فضیلت کے بارے میں مظہر جان جاناں

حمد وصلوٰۃ کے بعد فقیر (حضرت شیخ المشائخ مرزا مظہر جان جاناں مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی طرف سے مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا التفات نامہ موصول ہوا جس میں آپ نے پوچھا تھا کہ شمس العارفین کعبۂ صفا کیشاں شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں کس کو فضیلت حاصل ہے مخدوما! فضیلت دو طرح کی ہے جزوی اور کلی۔ ظاہر ہے کہ تمہارا سوال جزوی فضیلت کے متعلق نہیں ہے اور فضیلت کلی قرب الٰہی کی زیارت پر منحصر ہے اور اس کا تعلق باطن سے ہے اور عقل کو اس سے کوئی سروکار نہیں لیکن عقل مناقب کی کثرت یا قلت سے مطلب کا سراغ لگا سکتی ہے لیکن افادہ کو قطع نہیں کر سکتی اور نقل عبارت ہے کتاب سنت اور قرن اول کے اجماع سے اور یہ بھی بدیہی بات ہے کہ ان دونوں کا وجود کتاب سنت کے دور اور اجماع امت کے دور سے متاخر ہے اور شرع کے یہ تینوں اصول اس بارے میں خاموش ہیں اور کشف میں غلطی کا احتمال ہے اور مخالف پر حجت نہیں ہے اور مریدوں کے اقوال قابل اعتبار نہیں کیونکہ مریدوں کو اپنے پیروں سے غلو کی حد تک محبت ہوتی ہے اور ایسا صاحب کشف بھی نظر نہیں آتا جو ان دونوں حضرات کے کمالات کا احاطہ کرے اور ان میں سے کسی ایک کی فضیلت کلی کا قطعی فیصلہ کر دے اس لئے سب سے زیادہ سلامتی کا طریقہ یہی ہے کہ اس کو علم الٰہی کے سپرد کر دیا جائے اور ایسی فضول باتوں کی طرف سے خاموشی اختیار کی جائے ان دونوں بزرگوں کے فضائل کا اعتراف کرنا چاہیے اور اس میں زبان کھولنا سوئے ادب ہے کیونکہ یہ مسئلہ ضروریات دینی میں سے نہیں کہ جس میں بولنا ضروری ہو وہ شیفتگی جو ہمیں حضرت مجدد (حضرت سردار اولیاء و امامنا شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے ہے اس کے سامنے دم مارنا مناسب نہیں کیونکہ بات عقل کی حدود سے گذر گئی ہے۔

ہر گز در بیش و کم نمی باید زد　　از حد بیروں قدم نمی باید زد
عالم ہمہ مرأت جمال ازلی است می باید و دم نمی باید زد

ترجمہ

بیش و کم کی فکر میں ہرگز نہیں پڑنا چاہیے　　اپنی حد سے باہر قدم نہیں رکھنا چاہیے
یہ تمام عالم جمال ازلی کا آئینہ ہے　　دیکھنا چاہئے دم نہیں مارنا چاہئے

مکتوبات مظہری، ن، 7، ص، 76

منقبت شریف

تھا سینہ بے کینہ معارف کا خزینہ

اے عالم اسلام کی شخصیت خوددار
اللہ نے بخشی ہے تجھے دولت کردار

دل تیرا مئے عشق محمدؐ سے تھا سرشار
اور تیری نظر رمز شناس شہ ابرار

تجھے لرزہ بر اندام تیرے سامنے اشرار
باطل کے مقابل تو رہا صورت کہسار

تھا سینہ بے کینہ معارف کا خزینہ
تھا محرمِ اسرار ترا دیدۂ بیدار

کہتے ہیں تجھے لوگ الف ثانی مجدد
تھی تیری جبیں حسن عقیدت سے ضیابار

تو دین محمدؐ کا تھا بیباک مبلغ
اللہ رے حق گوئی تری جرأت گفتار

تو شمع صداقت ہے تو قندیل محبت
اور دم سے ترے راہ شریعت ہے پر انوار

لاثانی تفقہ میں تدبر میں بھی یکتا
تو فرقۂ اعدا میں شریعت کا علمدار

گردن نہ جھکی تیری جہانگیر کے آگے
تھا تیرا عمل جرأت بیباک کا شاہکار

اک ولولہ تازہ دیا اہل نظر کو!
تو منزل عرفان کا ہے قافلہ سالار

تا حشر برستے ہی رہیں تیری لحد پر!
اللہ کے الطاف و عنایات کے انوار

اللہ کرے شرف قبول ان کو عطا ہو!
نذرانہ اخلاص قمر کے ہیں یہ اشعار

(رسالہ الطاہر، ص، 35)

یہ بات ذکر خفی ہی سے میسر آتی ہے

حضرت امام ربانی ابو معصوم مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد (مخدوم مولانا عبدالاحد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے نقل کرتے تھے کہ وہ فرماتے تھے حضرت شیخ الہ داد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دن ایک مجلس میں موجود تھے جہاں ذکر اللہ کیا جارہا تھا جب وہ لوگ فارغ ہوئے تو حضرت شیخ الہ داد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ''ذکر تصفیہ دل اور انجلائے دل کیلئے ہوتا ہے کیونکہ وہ مثل آئینہ کے ہے جب اس پر زنگ بیٹھ جاتا ہے تو اسے صیقل کرنا چاہیئے تاکہ وہ جلا حاصل کرے اور یہ بات ذکر خفی ہی سے میسر آتی ہے کیونکہ دل لوہا نہیں ہوتا کہ اس پر شدید ضربوں کی ضرورت ہو۔''

زبدۃ المقامات، ص، 166

اللہ تعالیٰ کے ذکر کی فضیلت اور حقیقی ذکر

''الا بذکر اللہ تطمئن القلوب'' (آیت) خبردار! اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے) اطمینان قلب حاصل ہونے کا ذریعہ صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے نہ کہ نظر و استدلال (قرائن و دلائل)۔

پائے استدلالیاں چوبیں بود — پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

ترجمہ

بحث بے جا ہے فقط کٹھ حجتی کاٹھ کے پاؤں میں دم خم کچھ نہیں

چونکہ ذکر اللہ کے ذریعے حق تعالیٰ کی پاک بارگاہ کے ساتھ ایک قسم کی مناسبت حاصل ہو جاتی ہے اگرچہ (ذکر کو) اس پاک ذات کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں ''مَالِلتُّرَابِ وَرَبِّ الْاَرْبَابِ'' (خاک کو پروردگار عالم کے ساتھ کیا نسبت ہے) لیکن ذاکر (ذکر کرنے والا) اور مذکور (جس کا ذکر کیا جائے) کے درمیان ایک قسم کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے جو محبت کا سبب بنتا ہے اور جب محبت غالب ہوگئی تو پھر اطمینان کے سوا کچھ نہیں ہے اور جب معاملہ دل کے اطمینان کے حصول تک پہنچ گیا تو اس کو ہمیشہ کی دولت حاصل ہوگئی۔

ذکر گو ذکر تا ترا جان ست — پاکی دل ز ذکر رحمٰن ست

ترجمہ

جان جب تک ہے ذکر کرتا رہ دل کی پاکی خدا کے ذکر سے ہے

مکتوب، ج، 1، ن، 92

درود شریف کے ثمرات اور ذکر کے ثمرات

ایک عرصے تک میں (حضرت شیخ المشائخ قطب عالم ابوصادق الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار

صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجنے میں مشغول رہا اور قسم قسم کے صلوۃ و درود پڑھتا رہا اور اس پر دنیاوی نتائج و ثمرات بھی مرتب ہوتے رہے اور ولایت خاصہ محمد یہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیۃ کے دقائق و اسرار کا فیضان بھی مجھ (حضرت شیخ المشائخ قطب عالم ابو صادق الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) پر ہوتا رہا کچھ مدت تک یہی عمل جاری رہا اتفاقاً اس التزام میں سستی پیدا ہوگئی اور اس شغل کی توفیق نہ رہی اور صرف صلوٰۃ موقتہ (نماز والے درود) پر اکتفا ہوگیا اور مجھے اس وقت یہ زیادہ اچھا معلوم ہوتا تھا کہ صلوٰۃ و درود کی بجائے تسبیح و تقدیس اور تہلیل میں مشغول رہوں چنانچہ میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ اس کام میں بھی کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوگی دیکھیں کیا ظاہر ہوتا ہے آخر اللہ سبحانہ کی عنایت سے معلوم ہوا کہ اس وقت ذکر کرنا درود بھیجنے سے زیادہ بہتر ہے درود بھیجنے والے کے لئے بھی اور جس پر درود بھیجا جاتا ہے (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے لئے بھی اور اس کی دو وجہ ہیں ایک وجہ تو یہ ہے کہ حدیث قدسی میں آیا ہے: ''مَنْ شَغَلَهُ ذِكْرِي عَنْ مَسْئَلَتِي اَعْطَيْتُهُ اَفْضَلَ مَا اُعْطِي السَّائِلِيْنَ'' (جس کو میرے ذکر نے مجھ سے سوال کرنے سے روکے رکھا میں اس کو سوال کرنے والوں سے بہتر اور زیادہ عطا کروں گا) دوسری وجہ یہ ہے کہ چونکہ ذکر حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ ہے تو اس ذکر کا ثواب جس قدر ذاکر کو ملتا ہے اسی قدر حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پہنچتا ہے جیسا کہ حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا'' (رواہ مسلم) (جس شخص نے کسی نیک کام کی بنیاد رکھی تو اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس شخص جتنا ثواب بھی اس کو ملے گا جو اس پر عمل کرے) اسی طرح ہر وہ نیک کام جو کسی امتی سے وجود میں آتا ہے اس عمل کا جس قدر اجر عامل (کرنے والا) کو ملے گا اسی قدر اجر حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جو اس عمل کے وضع کرنے والے ہیں ان کو ملتا ہے بغیر اس کے کہ عامل کے اجر میں کسی قسم کی کمی واقع ہو اور اس کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ عمل کرنے والا پیغمبر (کیلئے ثواب) کی نیت سے عمل کرے کیونکہ وہ (اجر کا دینا محض) عطائے حق جل سلطانہ ہے عامل کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے ہاں اگر عامل پیغمبر (کے لئے ثواب) کی نیت بھی کرے تو اس کے اجر کی زیادتی کا باعث ہوگا اور یہ (اجر کی) زیادتی بھی پیغمبر کی طرف راجع ہوگی ''ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل لعظیم '' آیت'' (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے)۔

مکتوب، ج،2،ن، 57

ذکر کی حرکت دل سے خیال کے کان تک پہنچ جائے

اپنے دل کی توجہ ذات الٰہی کی طرف کہ جس کا مبارک نام اللہ ہے پس اس ذکر میں اور خطرات کو دور کرتے ہوئے وقوف قلبی کے ساتھ مشغول ہونا چاہیئے تاکہ ذکر کی حرکت دل سے خیال کے کان تک پہنچ جائے۔

ہدایت الطالبین، ص، 23

ذکر سے اصلی مقصود حق سبحانہ وتعالیٰ کی یاد ہے

اور اس میں کچھ شک نہیں کہ ذکر سے اصلی مقصود حق سبحانہ وتعالیٰ کی یاد ہے اور اجر کی طلب طفیلی اور تابع ہے اور درود میں اصلی مقصود طلب حاجت ہیں ان دونوں میں بہت فرق ہے۔ پس وہ فیوض جو ذکر کی راہ سے پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو پہنچتے ہیں ان برکات سے کئی گنا زیادہ ہوتے ہیں جو درود کی راہ سے پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو پہنچتے ہیں جاننا چاہیئے کہ ہر ذکر یہ مرتبہ نہیں رکھتا اور جو ذکر قبولیت کے لائق ہے وہی اس فضیلت کے ساتھ مخصوص ہے اور جو ذکر ایسا نہیں ہے اس پر درود شریف کو فضیلت ہے اور درود شریف ہی سے برکات حاصل ہونے کی زیادہ امید ہے لیکن جو ذکر طالب کسی کامل مکمل شیخ سے اخذ کرے اور طریقے کے شرائط وآداب کو مدنظر رکھ کر اس پر مداومت کرے وہ ذکر درود شریف پڑھنے سے افضل ہے کیونکہ یہ ذکر اس ذکر کا وسیلہ ہے جب تک یہ ذکر نہیں کرے گا اس ذکر تک نہیں پہنچ سکے گا یہی وجہ ہے کہ مشائخ طریقت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے مبتدی کے لئے ذکر کرنے کے علاوہ اور کچھ تجویز نہیں کیا ہے اور اس کے حق میں صرف فرائض وسنت کو کافی سمجھا ہے اور نفلی امور سے منع کیا ہے۔

مکتوب، ج،2، ن،57

لازمی ضروری نہیں کے ذکر میں لذت پیدا ہو

یہ کچھ ضروری نہیں ہے کہ ذکر میں لذت تمام پیدا ہو اور کچھ چیزیں نظر آئیں یہ تو سب کچھ لہو ولعب میں داخل ہیں ذکر میں جسقدر بھی مشقت ہو بہتر ہے پنج وقتی نماز ادا کر کے باقی اوقات کو ذکر الٰہی جل شانہ کے ساتھ معمور رکھیں اور ذکر سے لذت حاصل کرنے کے پیچھے نہ پڑیں۔

مکتوب، ج،3، ن،12

محض ظاہری اعمال اور رسمی عبادتوں سے کوئی کام نہیں بنتا

کام کا دارومدار دل پر ہے اگر دل حق سبحانہ وتعالیٰ کے غیر کے ساتھ پھنسا ہوا ہے تو خراب اور ابتر ہے محض ظاہری اعمال اور رسمی عبادتوں سے کوئی کام نہیں بنتا اللہ تعالیٰ کے غیر کی طرف التفات کرنے سے دل کا بچانا اور اعمال صالحہ جو بدن سے تعلق رکھتے ہیں شریعت نے ان کے بجالانے کا حکم دیا ہے یہ دونوں امور ضروری ہیں بدنی اعمال صالحہ کے بجالانے کے بغیر دل کی سلامتی کا دعویٰ کرنا باطل ہے جس طرح اس دنیا میں بغیر بدن کے روح کا ہونا متصور نہیں ہے اسی طرح بدنی نیک اعمال کے بغیر دل کے احوال کا حاصل ہونا محال ہے بہت سے ملحد (بے دین وگمراہ لوگ) اس زمانے میں اس قسم کے دعوے کرتے ہیں۔

مکتوب، ج،1، ن،49

مردہ دل کو زندہ کرنا نفلی عبادت سے بہتر ہے

اگر کوئی مردے کو زندہ کر دے تو یہ اتنی بڑی کرامت اور خرق العادت بات نہیں جتنی بڑی یہ بات ہے کہ کوئی شخص مردہ دل

اور لطائف (قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ، نفسی، قالب) کو اللہ کے ذکر سے زندہ کر کے کدورات معنویہ (باطنی بیماری سے) سے صاف کرے حضرت ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں مرقات شرح مشکوۃ (یعنی مومن کے دل کا صاف کرنا جن وانس کی عبادات نافلہ سے بہتر ہے)۔

ہدایت السالکین ۔ ص، 250

کوئی جادوگر یا غیر شرعی آدمی کسی کے قلب کو زندہ نہیں کر سکتا

کوئی متدرج (جادوگر) آدمی کسی کو حیات قلبی نہیں دے سکتا کیونکہ حیات قلبی اور لطائف کی حرکات اور اضطرابات صفات فعلیہ خداوندی صفات ذاتیہ حقیقیہ شیونات ذاتیہ صفات سلبیہ اور شان جامع کی تجلیات کے وارد کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ جس کے حاملین اولیاء امت ہوتے ہیں فاسق فاجر اور کافر لوگوں کیلئے اس میں سے کوئی حصہ نہیں ہوتا۔

ہدایت السالکین، ص، 251

ذکر جہر اور ذکر خفی کا فرق

شیخ المشائخ حضرت عاشق ربانی شیر یزدانی رحمتہ اللہ علیہ ایک شخص آپ (شیخ المشائخ حضرت عاشق ربانی شیر یزدانی رحمتہ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ ذکر جہر ایسا ہے جیسا کہ سوئی سے زمین کھودنا آپ (شیخ المشائخ حضرت عاشق ربانی شیر یزدانی رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا اگر ذکر جہر ایسا ہے۔ تو ذکر خفی اس طرح ہے۔ کہ جس طرح کنوئیں کے وقت رستہ (یعنی جھام) دینا حضرت صاحب (شیخ المشائخ حضرت عاشق ربانی شیر یزدانی رحمتہ اللہ علیہ) ہمیشہ ذکر خفی کو ترجیح دیا کرتے تھے ذکر جہر کے بھی برخلاف نہ تھے۔

خزینۂ معرفت، ص، 324

جس طرح ذات ہمارے ادراک اور تصور میں نہیں آسکتی اسی طرح صفات بھی نہیں

جس طرح ذات ہمارے ادراک اور تصور میں نہیں آسکتی اسی طرح صفات بھی نہیں آسکتے کیونکہ صفات میں سے جو بھی سالک کے ادراک میں آسکتے ہیں وہ ظلال صفات ہیں ہمارا مسلک یہ ہے کہ مطابق آیت ''اُذْکُرُوْنِیْ'' اپنا تمام وقت اس کی یاد میں مستغرق رہیں تاکہ حق تعالیٰ بھی بحکم ''اَذْکُرْکُمْ'' تم کو اپنے کرم سے یاد کرے جیسا کہ اس نے وعدہ فرمایا ہے اور اللہ (تعالیٰ) کا ذکر حصول احوال و مکاشفات کی غرض سے نہ کریں اور (دنیوی) غرض کو ذہن میں جگہ نہ دیں بلکہ بغیر کسی عرض کے بلکہ اپنی جان پر احسان اٹھا کر ذکر اور بندگی میں مشغول رہیں اگر وہ قبول فرمالے تو جس طرح چاہے نوازے اور وہ اہل سنت و جماعت کے معتقدات کے مطابق ''شکر اللہ سبحانہ سعیھم '' (اللہ تعالیٰ انہیں ان کی کوشش کا پورا بدلہ دے گا) ہو تو اس پر اعتماد کریں اور شکر بجالائیں ''ھل من مزید '' کہتے رہیں اور اگر یہ بات پیدا نہ ہو تو وہ اعتبار کے لائق نہیں۔۔ اس کے بعد آپ (حضرت عالی امام ربانی کمالات نبوت و ولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ کمالات ذاتیہ کے حصول کے باوجود اس کی تنزیہ پاک کی مراعات سے اس کی صفات کے مراقبات میں اور اس کے تصورات میں خوف و حیرت ہوتی ہے بعض مشائخ کے متعلق ہم سنتے ہیں کہ وہ مبتدیوں کو مراقبہ ذات کی تعلیم دیتے ہیں اور اس کو وہ نور بے رنگ و بے حیز کہتے ہیں جو

سارے عالم کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور ایسے مراقبہ والوں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے تخیل میں اس نور بسیط و محیط قرار دیتے ہیں لیکن حق تعالیٰ ان کے اس خیال سے پاک ہے وہ بسیط حقیقی ایسا ہے کہ اس میں بسط وطول، عرض اور اس قسم کے تخیلات کی گنجائش نہیں ہے۔

حضرات القدس، ص، 162، 163

سب دوست جمع ہو کر بیٹھیں اور ایک دوسرے میں فانی ہوں

طریق ذکر اور حلقہ مشغولی میں کسی قسم کا قصور واقع نہ ہونے پائے سب دوست جمع ہو کر بیٹھیں اور ایک دوسرے میں فانی ہوں تا کہ صحبت کا اثر ظاہر ہو۔

مکتوب، ج، 2، ن، 61

منقبت شریف

کہ ان کے سر پہ ہے سایہ مجدد الف ثانی کا

دکھا دے اے خدا روضہ مجدد الف ثانی کا
کہ ہوں مدت سے میں شیدا مجدد الف ثانی کا

امام علم ربانی علیم سر پنہانی
بیاں کس منہ سے ہو رتبہ مجدد الف ثانی کا

جناب غوث اعظم نے کہا اک دن بجے ڈنکا
مجدد الف ثانی کا مجدد الف ثانی کا

نہیں ممکن کہ ہم کچھ لکھ سکیں توصیف میں انکی
حدیثوں میں بیاں آیا مجدد الف ثانی کا

خدا کے دوست ہیں وہ اور رسول اللہ کے نائب
انہی نے خود لقب بخشا مجدد الف ثانی کا

شہنشاہوں کو کیا نسبت ہے اس در کے گداؤں سے
کہ ان کے سر پہ ہے سایہ مجدد الف ثانی کا

خودی کے نشہ کو کھو کر خدا کو پالیا اس نے
کہ جس نے پی لیا پیالہ مجدد الف ثانی کا

شریعت اس میں کامل ہے طریقت اس میں حاصل ہے
طریقہ ہے دو رنگا مجدد الف ثانی کا

أَنَا الحق کہ اٹھے بعضے مشائخ جوش وحدت میں
کسی نے ظرف کب پایا مجدد الف ثانیؒ کا

پلائے خم کے خم اس نے گیا مست و الست آخر
نہ بہکا کوئی متوالا مجدد الف ثانیؒ کا

ندیم حق نے دی ہے جو رکھے اسرار سربستہ
یہی ہے راستہ سیدھا مجدد الف ثانیؒ کا

طریق احمدی ہے احمد مرسلؐ نے بخشا ہے
اویسیؒ بلند ہے رتبہ مجدد الف ثانیؒ کا

ہوئے وہ مسند آرائے ولایت ظاہر و باطن
أَلَمْ نَشْرَحْ بنا سینہ مجدد الف ثانیؒ کا

ملا شجرہ طریقت کا بہم صدیقؓ و حیدرؓ کا
نسب فاروق اعظمؓ کا مجدد الف ثانیؒ کا

حیا و حلم عثمانیؓ کیا حق نے عطا ان کو
بنا احمد مسمّٰی گیا مجدد الف ثانیؒ کا

طریق صابری میں ہیں وہ سجادہ اب وحد کے
لکھوں کیا رتبۂ اعلیٰ مجدد الف ثانیؒ کا

طریق قادری کا فیض پایا شہ سکندر سے
ہے جامع مشروب والا مجدد الف ثانیؒ کا

طریق نقشبندی میں فیوض خواجہ باقی ہے
بنا ہے سینہ گنجینہ مجدد الف ثانیؒ کا

خلیفہ اور بھی ہیں خواجہ باقی باللہؒ کے
مگر سب سے فزوں پایہ مجدد الف ثانیؒ کا

دقائق سے ہوئے واقف حقائق کے ہوئے کاشف
تمیز عبد و رب حصہ مجدد الف ثانیؒ کا

جھلک سے اک تجلی کی ہوئے موسیٰ زطور رفتہ
ہے ذات محبت نظارہ مجدد الف ثانیؒ کا

نگاہ فیض سے دیتے ہیں وہ جذب و سلوک اک دم
ہے سکر و صحو و یکجا مجدد الف ثانیؒ کا
کہا احمد نے انوار ولایت دیکھ کر آگے
کہ ہے جلوہ الٰہی کا مجدد الف ثانیؒ کا

رسالہ الطاہر، ص، 53، منقبت

نفی واثبات کے ذکر کی تلقین

اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ سانس کو زیرِ ناف روک کر لفظ ''لا'' کو وہاں سے پیشانی تک پہنچائیں۔ اور ''الٰہ'' کو وہاں سے دائیں پہلو پر لاکر ''الا اللہ'' کی ضرب دل پر ماریں۔ اس طرح پر کہ اس کا گزر تمام لطائف (قلب، روح، سر، خفی، اخفی) پر ہو جائے اور ذکر کا اثر تمام اعضاء و جوارح تک پہنچ جائے۔

ہدایت الطالبین، ص، 25

نیز اس کلمہ کے فضائل میں سے بھی کچھ سنو

محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ'' (مشکوۃ شریف) (جس نے (صدق دل سے) ''لا الہ الا اللہ'' کہا وہ جنت میں داخل ہوگیا) کوتاہ نظر تعجب کرتے ہیں کہ صرف ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ کہنے سے کس طرح جنت میں داخلہ میسر ہو جائے گا لیکن وہ لوگ اس کلمہ طیبہ کی برکات سے واقف نہیں ہیں اس فقیر (حضرت ابو معصوم جان نثار سنتِ مصطفےٰ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو محسوس ہوا ہے کہ اگر تمام عالم کو بھی صرف ایک مرتبہ کلمہ طیبہ (صدق دل سے) پڑھ لینے پر بخش دیں اور بہشت میں بھیج دیں تو بھی گنجائش ہے اور یہ بھی مشہود ہوتا ہے کہ اس کلمہ مقدسہ کی برکات کو اگر تمام عالم پر تقسیم کر دیں تو ہمیشہ کیلئے سب کو کافی ہوں گی اور سب کو سیراب کر دیں گی پھر ایسا کیوں نہ ہو جبکہ اس کلمہ طیبہ کے ساتھ کلمہ مقدسہ ''محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)'' بھی جمع ہو جائے اور تبلیغ توحید کے ساتھ انتظام پا جائے اور رسالت ولایت کے ساتھ مل جائے ان دونوں کلموں (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کا مجموعہ ولایت و نبوت کے کمالات کا جامع ہے اور ان دونوں سعادتوں کو پیشوائے راہ ہے یہی کلمہ ہے جو ولایت کو ظلمات ظلال سے پاک کرتا ہے اور نبوت کو بلند سے بلند درجے تک پہنچاتا ہے: ''اللھم لا تحرمنا من برکات ھذہ الکلمۃ الطیبۃ و ثبتنا علیھا و امتنا علی تصدیقھا و احشرنا مع المصدقین لھا و ادخلنا الجنۃ بحرمتھا و بحرمۃ مبلغھا علیھم الصلوات و التسلیمات و التحیات و البرکات'' (یا اللہ تو ہم کو اس کلمہ طیبہ کی برکات سے محروم نہ رکھ۔ اور ہم کو اس پر ثابت قدم رکھ اور ہم کو اس کے تصدیق کے ساتھ موت نصیب فرما اور اس کی تصدیق کرنے والوں کے ساتھ ہمارا حشر کرنا اور ہمیں اس کی حرمت اور اس کی تبلیغ کرنے والے علیہم الصلوات والتسلیمات والتحیات والبرکات کے طفیل جنت میں داخلہ نصیب فرما ہو۔)

مکتوب ن، 37، ج، 2

عشق آں شعلہ است کو چوں برفروخت　ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت
تیغ لا در قتل غیر حق براند　در نگرزاں پس کہ بعد کلمہ چہ ماند
ماند الا اللہ باقی جملہ رفت　شاد باش اے عشق شرکت سوز زفت
عشق وہ شعلہ ہے جب اونچا ہوا　ماسوی معشوق کے سب جل گیا
تیغ لا سے قتل غیر حق کیا　دیکھ اس کے بعد باقی کیا بچا
صرف الا اللہ باقی رہ گیا　مرحبا اے عشق تجھ کو مرحبا

مکتوب، ج،2ن، 48

کلمہ طیبہ کی برکت اور عظمت

"لا الٰہ الا اللہ" کی برکت اور عظمت اس کے قائل کے درجات کے مطابق حاصل ہوتی ہے یعنی جس قدر اس کا قائل عظیم ہوگا اس کی برکت اور عظمت بھی زیادہ ہوگی پھر آپ (حضرت عالی امام ربانی کمالات نبوت وولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک مصرع (عربی کا) پڑھا۔

حضرات القدس، ص، 164

حسن بھی بڑھتا گیا جتنا کہ میں دیکھتا گیا

اور آپ (حضرت عالی امام ربانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے ہمیشہ فرماتے تھے کہ معلوم نہیں دنیا میں اس آرزو سے بھی بڑھ کر کوئی آرزو ہے کہ انسان ایک گوشے میں بیٹھ کر اس کلمہ طیبہ کی تکرار کی لذت حاصل کرتا ہے لیکن کیا کیا جائے کہ تمام آرزوئیں پوری نہیں ہوتیں۔

حضرات القدس، ص، 164

تین چیزوں میں سے کسی ایک میں ضرور مشغول رہیں

فرزندان گرامی اگرچہ ابتلا ومصیبت کا وقت تلخ و بے مزہ ہوتا ہے لیکن اگر (اس میں) فرصت دیدیں تو غنیمت ہے۔ چونکہ تم کو اس وقت فرصت مل گئی ہے لہٰذا اللہ جل شانہ کی حمد بجا لائیں۔ اور اپنے کام میں مشغول رہیں اور ایک لمحہ یا ایک لحظہ کے لئے بھی آرام وفراغت کو اپنے لئے پسند نہ کریں اور چاہئے کہ تین چیزوں میں سے کسی ایک میں ضرور مشغول رہیں ① قرآن مجید کی تلاوت ② طویل قرات کے ساتھ نماز۔ ③ اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کی تکرار چاہئے کہ کلمہ لا سے اپنے نفس کو خواہشوں کے الہ (معبود) کی نفی کریں اور اپنی مرادوں اور مقاصد کو دور کریں کیونکہ اپنی مراد کا طلب کرنا اپنی خدائی کا دعوی کرنا ہے لہٰذا چاہئے کہ کسی بھی مراد کی سینے کے میدان میں گنجائش نہ ہو اور خیال میں بھی کوئی ہوس باقی نہ رہے تاکہ بندگی کی حقیقت ثابت ہو جائے اپنی مراد کا چاہنا اپنے مولا کی مراد کے رد کرنے کو مستلزم ہے اور اپنے مولا سے مقابلہ کرنا ہے یہ بات اپنے مولا کی نفی کے لئے مستلزم اور اپنے مولا ہونے کے اثبات میں ہے اس بات کی برائی کو اچھی طرح سمجھ لیں اور اپنے دعوائے الوہیت کی اس درجہ نفی کریں کہ

ہوا و ہوس سے مکمل طور پر پاک ہو جائیں۔ اور مولیٰ تعالیٰ کی مراد کے سوا کوئی چیز باقی نہ رہے اللہ سبحانہ کی عنایت سے امید ہے۔ ان مصیبت کے دنوں میں امتحان کے اوقات میں یہ بات آسانی سے میسر آجائے گی ورنہ اس زمانے کے علاوہ یہ ہوا و ہوس سد سکندری کی طرح موانع عظیمہ ہے چاہیئے کہ گوشہ میں بیٹھ کر اس کام میں مشغول رہیں کہ یہ فرصت غنیمت ہے۔ فتنوں کے زمانے میں تھوڑے کام کو بہت اجرت کے عوض قبول کر لیتے ہیں اور فتنے کے زمانے کے علاوہ سخت ریاضتیں اور مجاہدے درکار ہوتے ہیں۔ اطلاع دینا ضروری ہے شاید ملاقات ہو یا نہ ہو بس یہی نصیحت ہے کہ کوئی مراد و ہوس باقی نہ رہے اپنی والدہ (محترمہ) کو بھی اس بات کی اطلاع دیدیں اور ان کو اس پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دیں چونکہ اس دنیا کے حالات بہر حال گزر جانے والے ہیں اس لئے ان کو کیا بیان کروں چھوٹوں پر شفقت رکھیں اور ان کو پڑھنے کی ترغیب دیں اور جہانتک ممکن ہو تمام اہل حقوق کو ہماری طرف سے راضی کر دیں اور ایمان کی سلامتی کی دعا سے مدد و معاون رہیں۔ مکرر تاکید کے ساتھ یہی لکھا جاتا ہے کہ اس وقت کو بے فائدہ کاموں میں ضائع نہ کریں اور ذکر الٰہی جل شانہ کے علاوہ کسی کام میں مشغول نہ ہوں اگرچہ وہ کتابوں کا مطالعہ اور طلبا کے ساتھ تکرار علم ہی کیوں نہ ہو اب ذکر کا وقت ہے تمام خواہشات نفسانی کو جو کہ معبودان باطل ہیں کلمہ لا کے تحت لا کر تمام (خواہشات) کی نفی کریں تاکہ کوئی مراد اور کوئی مقصود سینے میں باقی نہ رہے حتی کہ میری (قید سے) رہائی بھی جو کہ تم لوگوں کے اہم مقاصد میں سے ہے وہ بھی تمہاری مراد نہ ہو بس تقدیر اور اس تعالیٰ کے فعل و ارادہ پر راضی رہیں اور کلمہ طیبہ کے اثبات کی جان میں غیوبیت (حق تعالیٰ کی ذات) کے سوا جو کہ معلومات وخیالات سے وراء الوراء ہے کوئی چیز باقی نہ رہے۔ حویلی سرائے کنواں باغ کتابیں اور دوسری تمام اشیاء کا غم بیکار ہے ان میں سے کوئی چیز بھی تمہارے وقت میں مزاحم نہ ہونی چاہیئے اور حق جل وعلا کی مرضیات کے سوا تمہاری کوئی مراد و مرضی نہ ہو۔ اگر ہم مر جائیں تو یہ چیزیں بھی ہم سے چھوٹ جائیں گی اگر ہماری زندگی میں چلی گئیں تو کوئی فکر کی بات نہیں۔ اولیاء (رحمتہ اللہ علیہم) نے ان تمام چیزوں کو اپنے اختیار سے چھوڑا ہے ہم حق تعالیٰ کی مرضی اور اختیار سے ان چیزوں کو چھوڑ دیں اور شکر بجالائیں تو امید ہے کہ مخلصین میں سے ہو جائیں گے جہاں تم بیٹھے ہو اسی کو اپنا وطن خیال کرو چند روزہ زندگی ہے جہاں بھی گذرے حق جل شانہ کی یاد میں گذرے۔ دنیا کا معاملہ آسان ہے (اس کو چھوڑ کر) آخرت کی طرف متوجہ رہیں اور اپنی والدہ کو تسلی دیں اور آخرت کی ترغیب دلائیں۔ مکتوب، ج، 3، ن، 2

سوال: کا حاصل یہ ہے کہ چونکہ ابتدا ہی سے اس طریقے کے طالبوں کی توجہ احدیت صرف کی طرف ہے تو چاہیئے کہ نفی و اثبات اس توجہ کے ساتھ جمع نہ کریں کیونکہ نفی کے وقت توجہ غیر کی طرف ہوتی ہے۔؟

جواب: یہ ہے کہ غیر کی طرف توجہ کرنا احدیت کی طرف توجہ کی تقویت اور تربیت کے لئے ہے اور غیر کی نفی سے مقصود اغیار کی مزاحمت کے بغیر اس توجہ کا دائمی طور پر حاصل ہونا ہے لہٰذا غیر کی نفی کی طرف توجہ احدیت کی طرف توجہ کے منافی نہیں ہے اور احدیت کی طرف توجہ کے منافی غیر کی توجہ ہے نہ کہ غیر کی نفی کی توجہ ان دونوں کے درمیان بڑا فرق ہے۔

سوال: کا حاصل یہ ہے کہ اس طریقے کا مبتدی جو ذکر کام کو (تالو) وزبان سے کرتا ہے اسی ذکر کو قلب بھی ادا کرتا ہے تو آیا نفی واثبات میں قلب بھی پورے طور پر ایسا کرتا ہے یا نہیں اگر پورے طور پر کہتا ہے تو لا کو اوپر کی طرف اور الہٰ کو دائیں طرف کیونکہ پھیرتے ہیں؟

جواب: یہ ہے کہ اگر قلب پورے طور پر ذکر کرے تو اس میں کیا نقصان ہے کہ لا کو اوپر کی طرف لے جائے اور الہٰ کو دائیں جانب پھیردے اور الا اللہ کو اپنی طرف کھینچے کیونکہ اس طریقے میں نفی واثبات کو تخیل کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور زبان وکام کے ساتھ اس کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا تاکہ جو کچھ کہیں دل بھی اس کی موافقت کرے اور اس قول کو شرط قرار دیں۔

مکتوب، ج،1،ن،313

کلمہ طیبہ سے بڑھ کر شفاعت کرنے والی دوسری کوئی چیز نہیں

یہ فقیر (حضرت ابو معصوم جان نثارِ سنتِ مصطفےٰ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) اس کلمۂ طیبہ کو رحمت کے ان ننانوے خزانوں کی کنجی محسوس کرتا ہے جن کو آخرت کے لئے ذخیرہ کیا گیا ہے اور جانتا ہے کہ ظلمات کفر اور کدورات شرک کو دور کرنے کے لئے کلمہ طیبہ سے بڑھ کر شفاعت کرنے والی دوسری کوئی چیز نہیں جس کسی نے اس کلمہ کی تصدیق کی ہو اور اس سے ایمان کا ذرہ حاصل کرلیا ہو پھر اگر وہ کفر کی رسوم اور شرک کے رذائل میں مبتلا ہو جائے تو بھی امید ہے کہ اس کلمہ کی شفاعت سے عذاب سے باہر اور دائمی عذاب دوزخ سے نجات پائے گا جس طرح اس امت کے کبیرہ گناہوں کی سزا کے دفع کرنے میں حضرت محمد رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نافع اور کارگر ہے (اسی طرح کلمہ طیبہ کی شفاعت بھی)۔

مکتوب، ج،2،ن،37

خواہ کسی عدد تک پہنچے لیکن طاق کہے جفت نہ کہے

اور ذکر نفی اثبات کی تعداد و وقت معین نہیں ہے جس وقت چاہے کرے اور جب تک سانس (روکنا) ساتھ دے کہتا رہے خواہ کسی عدد تک پہنچے لیکن طاق کہے جفت نہ کہے اور اسی وجہ سے اس ذکر کو وقوف عددی کہتے ہیں اور اگر کسی وقت حبس دم (سانس روکنا) نہ کر سکے تو حبس دم کے بغیر کہے کیونکہ حبس دم لازمی شرط نہیں ہے اس ذکر پر اس قدر مداومت کریں کہ سینہ کی وسعت میں حق سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کوئی مراد ومقصود نہ رہے اور اس تعالیٰ شانہ کے مقصود ہونے کے سوا کوئی اور مراد نہ ہو تاکہ بندگی کی حقیقت ظاہر ہو جائے اور اس کے علاوہ بے فائدہ کوشش کرنا ہے اسی لئے اس ذکر کو وقوف عددی کہتے ہیں کیونکہ سالک اس کے عدد سے بھی واقف ہو جاتا ہے اور جس وقت کہ سانس کو چھوڑیں چاہئے کہ اس کے ساتھ "محمد رسول اللہ ﷺ" ملا لیا کریں۔

مکتوب معصومیہ، ج،2،ن،43

منقبت شریف

کرامات ان کی ہیں لاکھوں عیاں ہے جملہ عالم پر

پلادے ساقیا ساغر مجدد الف ثانیؒ کا
کہ ہوں مشتاق میں یکسر مجدد الف ثانیؒ کا

پلا دے وہ مئے عرفاں کہ زائل ہو خودی جس سے
رہوں مخمور تا حشر مجدد الف ثانیؒ کا

رہے نام و نشان میرا نہ کچھ ذات وصفت باقی
رہے باقی رخ انور مجدد الف ثانیؒ کا

ہیں درج گوہر معنیٰ وہ برج مہر عرفانی
جہاں میں نور ہے گھرگھر مجدد الف ثانیؒ کا

عوام ان کے اشارہ سے بنے خاصان حق یکدم
یہ مخصوص اک جوہر مجدد الف ثانیؒ کا

کرامات ان کی ہیں لاکھوں عیاں ہے جملہ عالم پر
بناتا قطب و غوث اکثر مجدد الف ثانیؒ کا

جناب غوث اعظمؒ نے خبر دی ان کی آمد کی
نہ ہوگا کوئی بھی ہمسر مجدد الف ثانیؒ کا

مریداں کی مرادیں پوری کر دیتے ہیں اکدم
رقم ہو مرتبہ کیونکر مجدد الف ثانیؒ کا

مہینوں برسوں کا رستہ کرا دیتے ہیں طے پل میں
ہے وجہ اللہ رخ انور مجدد الف ثانیؒ کا

سراسر سنت بیضا ہے ان کا راستہ احمد
طریقہ دیکھئے چل کر مجدد الف ثانیؒ کا

رسالہ الطاہر ص، 100

فنائے قلبی اور اس کے مناسب تحقیقات کے بیان میں

① فنائے قلبی کہ ما سوائے حق کو بھول جائے اور تعلقات علمی وحبی سے جو علم حصولی سے متعلق ہیں نکل جائے علم ومحبت کے ذریعہ سے قدیم کو حادث سے جدا کرے اور حضور مع اللہ تعالیٰ کا اس طرح سے مشاق ہوجائے کہ اگر تکلم (تکلیف کے ساتھ) سے بھی ما سواحق کو یاد کرنا چاہے تو نہ کرسکے بالفرض اگر اس مرتبہ والے کو حضرت نوح علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام کی عمر بھی دی جائے تو بھی ما سوا کا خطرہ اس کے دل میں نہ گذر سکے اسی مرتبہ کو فناءِ قلبی کہتے ہیں یہ مرتبہ سلوک راہ کے تمام ہونے سے متعلق اور افعال الٰہیہ تک پہنچنے کا نتیجہ ہے۔

مکتوبات معصومیہ

② جن مقامات کا تذکرہ کیا جاتا ہے وہ کہنے میں نزدیک ہیں مگر حاصل کرنے میں دور ہیں یہ بات کہ عالم امر کے پانچ قدم (قلب۔۔روح۔۔سر۔۔خفی۔۔اخفی) کو طے کرکے ان کے اصول کی سیر کرے تاکہ امکان کا دائرہ ختم ہو۔

مکتوبات مجددیہ

اس عبارت میں (ولایت صغریٰ) کی سیر پوری مذکور ہوگی حالانکہ اس سیر کا پورا ہونا پچاس ہزار سال میں ممکن ہے آیت کریمہ:

''تعرج الملئکة والروح اليه في يوم كان مقداره خمسين الف سنه''

(ترجمہ) اس کی طرف فرشتے اور روحیں عروج کرتی ہیں ایسے دن میں جس کا اندازہ پچاس ہزار سال کا ہے اسی امر کی طرف اشارہ کرتی ہیں ہاں جذب (وجدی کیفیت) اور عنایت خدائے تعالیٰ جل سلطانہ اس دراز مدت کو پلک مارنے میں پورا کرسکتی ہے۔

با کریماں کارہا دشوار نیست (ترجمہ) نہیں دشوار یہ کریموں پر

③ اس طریقہ (نقشبندیہ مجددیہ) میں فناءِ قلبی بعض مریدوں کو آسانی سے حاصل ہوجاتی ہے جیسے کہ کسی شخص کو اس کی آنکھیں بند کرکے یکایک منزل پر پہنچا دیں بدلنے والے اور نہ بدلنے والے الوان اور انوار اور مکاشفات وواردات کے مشاہدے جو مقصود حقیقی سے چنداں تعلق نہیں رکھتے ہیں اس مقام کے گرد نہیں پھٹکتے اس کا حاصل ہونا مریدوں کے حق میں آسان نہ سمجھیں اور سلوک کا پورا دائرہ ختم ہونے کو جس کی مدت پچاس ہزار سال ہے سہل نہ تصور کریں اور تلوینات سے نکل کر تمکینات میں ٹھہرنے کو معمولی بات نہ خیال کریں ہاں یہ مرتبہ بہ نسبت اوپر کے مراتب کے ایسی نسبت رکھتا ہے جیسے قطرہ دریا سے شعر:

مکتوبات معصومیہ

آسماں نسبت بعرش آمد فرود   ورنہ بس عالی پیش خاک تود

(ترجمہ) آسمان ہے پست گرچہ عرش سے۔ لیکن اونچا ہے زمیں کے فرش سے

(4) مبتدی کو حضور وبدوا لی نسبت تلوینات قلبی سے حاصل ہوتی ہے مگر جو شخص تلوین سے ترقی کرکے مقام تمکین میں پہنچ گیا ہے

اس نے قبض وبسط سے رہائی پائی اگر اس کو قبض وبسط ہوتا بھی ہے تو محض صوری اور اسی پس منظر ہو اے "اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ" اس مقام میں خوف ورجا سالک کے مناسب حال ہوتے ہیں۔ مکتوبات معصومیہ

⑤ (حضرت خواجہ محمد باقر غلام اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے ایک دن پیر دستگیر (حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے قبض باطن کے متعلق شکایت کی آپ (حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے ارشاد فرمایا کہ قبض وبسط مبتدیوں کو ہوا کرتا ہے تم کو کس طرح سے ہوا میں نے عرض کیا کہ قبض کی سی صورت معلوم ہوتی ہے ارشاد ہوا کہ یہ قبض صوری ہے جو مضر نہیں۔

⑥ **سوال:** ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ سلوک سے رجوع وہ شخص کرتا ہے یعنی واپس ہو جاتا ہے جو اثنائے راہ میں ہو اور جو سالک منزل مقصود کو پہنچ چکا ہے وہ رجوع نہیں کرسکتا ہے آیا کوئی سالک فنائے قلبی سے مشرف ہونے کے بعد بھی رجوع کرسکتا ہے یا نہیں اسی طرح بقیہ لطائف یعنی روحی وغیرہ سے مشرف ہونے کے بعد بھی رجوع ممکن ہے یا نہیں؟

جواب: چونکہ فناءِ قلبی، سرِّ قلبی تمام کر کے اصل میں واصل ہو جاتا ہے امید ہے بقول مذکور وہ رجوع سے مامون رہے یہی حال تمام لطائف کے فنا کا ہے۔

حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد مقامات پر تحریر فرمایا ہے کہ اگر صاحب فناءِ قلبی کو حضرت نوح علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہزار سالہ عمر عطا کی جائے تو بھی اس کے دل میں اس نسیان کی وجہ سے ماسوا اللہ کا خطرہ نہ گذر سکے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ فناءِ قلبی والے کیلئے رجوع نہیں ہے نیز حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ صاحب فناءِ قلبی تلوینات سے گذر کر مقام تمکین میں پہنچ جاتا ہے ہاں آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے مکتوبات شریف کے جلد اول میں ملا عبدالواحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو لکھا ہے کہ آپ سلامتی قلب پر ہرگز فریفتہ نہ ہوں کہ رجوع کا احتمال باقی ہے ممکن ہے کہ حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ دریافت کر چکے ہوں کہ ملا عبدالواحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اس حقیقت پر نہیں پہنچ سکے ہیں اس لئے آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے اس نقص کو ظاہر فرمادیا نیز ممکن ہے کہ اس وقت تک ان کو مقام قلبی کا حصول یقینی نہ ہوا ہو اس لئے رجوع کا احتمال باقی ہو نیز ممکن ہے کہ حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کو مکتوب الیہ کی دنیاوی امور میں کثرت مشغولیت معلوم ہوگئی ہو اس لئے تنبیہاً ان کو یہ لکھا ہو کہ ہنوز تم کو راہ سے رجوع کرنے کا احتمال باقی ہے۔ اس میں احتمالات کا دائرہ وسیع ہے اگر تم کہو کہ فناءِ قلبی بغیر فناءِ نفسی کے حاصل ہو جاتی ہے اور نفس میں رعونت اور تکبر اور تمام برے اوصاف موجود رہتے ہیں پھر رجوع سے کیونکر مامون ہوسکتا ہے اس کا جواب ہم یہ دینگے کہ فناءِ قلبی کے بعد سالک میں نفس کی برائیاں اثر نہیں کرتیں اور اس کے نسیان میں خلل پیدا نہیں ہوتا دوسرا جواب یہ ہے کہ فناءِ قلبی

کے بعد سالک میں نفس کی اس قدر برائیاں رہنا مستبعد ہے کیونکہ یہ محسوس ہوتا ہے کہ فناءِ قلبی کے بعد نفس اتنی تیزی پر نہیں رہتا بلکہ نفس قلب کا مطلوب حقیقی میں استہلاک وانہماک دیکھ کر اس نیک ہم نشیں کی صحبت سے اپنی بہت سی برائیوں پر نادم ہوکر اصلاح پر آجاتا ہے۔

سوال: فناءِ قلبی اور روحی وغیرہ میں ہمیشہ حضورِ الٰہی نینداور بیداری میں لازم ہے یا نہیں؟

جواب: لازم ہے کیونکہ فنا اور بقا ہمارے (حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نزدیک دائمی ہے اگر دوام نہ ہوتو پایۂ اعتبار سے ساقط ہے فنا و ہلاکت کا معاملہ حضوری سے بھی اعلیٰ اور ارفع ہے جہاں ہلاکت اور فنا وہاں حضوری کا اطلاق شرم ہے۔

حالت فنا میں ماسوا کا نسیان اور اس کا خطرہ نہ گذرنا ضروری امر ہے اور دوام حضور میں خطرہ گذر سکتا ہے حضوری حق سبحانہ ماسوا کے ساتھ جمع ہوجاتی ہے جس طرح کہ بہتے ہوئے پانی کے ساتھ خس وخاشاک بہتار ہتا ہے اور پانی کے بہنے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہوتی۔

مکتوبات معصومیہ

(7) حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے ''اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ''اس لئے طالب حق سبحانہ وتعالیٰ کیلئے ضروری ہے کہ محبت الٰہی میں یک جہت اور یک رو ہو کہ یہ مرتبہ شرک کو گوارا نہیں کرتا جس قدر سالک کثرت میں پھنسا ہوا اور کثرت کے جہات اپنے ساتھ رکھتا ہو خواہ مرتبہ طلب میں ہو یا علم یا محبت میں اسی قدر وحدت حقیقی سے دور رہے گا جس قدر کثرت کی نسبتوں کو علیحدہ کرتا جائے گا اُتنا ہی وحدت سے قریب ہوتا جائے گا۔

جب تک سالک نسبتوں کو علیحدہ کرنے میں مصروف ہے اس وقت تک مقام طریقت میں ہے اور جب کثرت کی نسبتوں سے نکل جائے اور ماسوا کا اس قدر نسیان ہوگا کہ اگر برسوں تک تکلیف کے ساتھ ماسوا کا خطرہ لانا چاہے تو نہ لاسکے گا نہ دنیا کی خوشی دل خوش کر سکے گی اور نہ غم دل کو غمگین کر سکے گا ولایت کے کمالات میں سے یہ پہلا کمال ہے اور دوسرے کمالات کی ابتدا اس حالت کو فناءِ قلبی کہتے ہیں پس پہلے پہلا کمال حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اس کے بعد دوسرے کمالات کا تذکرہ۔

مکتوبات معصومیہ

(8) فناءِ قلبی برزخ اور حقیقت جامعہ ہے تجلی فعلی کے ساتھ قائم ہے کیونکہ فعل بھی برزخ جامع ہے اور قلب کو اس سے مناسبت کاملہ ہے اس تجلی فعلی سے سالک کو یقین ہوجاتا ہے کہ فیوضات اور برکات کی عطا حق سبحانہ وتعالیٰ کے فعل ہیں وسائط محض بہانہ ہیں پس اولیاء اللہ سے خواہ وہ بقید حیات ہوں یا نہ ہوں استفادہ یکساں ہوتا ہے اس وقت اولیاء مرحوم میں سے مثل زندہ اولیاء کے فیض حاصل کرتا ہے (مکتوبات معصومیہ) (حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس عبارت سے صاف ظاہر ہو کہ اولیاء زندگی میں اور موت کے بعد فیض پہنچاتے ہیں لیکن فیض وہ حاصل کرسکتا ہے جس کے مرشد نے اس کو فنافی للہ باقی باللہ تک پہنچایا ہو)

⑨ ایک درویش نے مجھ (حضرت سیّدی سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) سے سوال کیا تھا کہ میری محویت اور فنا یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ جس چیز کو دیکھتا ہوں کچھ نہیں پاتا ہوں آسمان اور زمین عرش اور کرسی میری نظروں میں نہیں ہے یہاں تک کہ میں اپنے کو بھی نہیں پاتا ہوں اور کسی اور کے پاس جاتا ہوں تو اس کو بھی نہیں پاتا ہوں خدائے تعالیٰ بے انتہا ہے اس کی نہایت کو کسی نے نہیں پایا مشائخ نے آج کل اسی کو کمال سمجھ لیا ہے۔ اگر آپ (حضرت سیّدی سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) بھی اسی کو کمال سمجھتے ہیں تو آپ (حضرت سیّدی سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس بھی خدا طلبی کیلئے آنے میں کیا فائدہ اگر اس کے سوا اور کسی بات کو آپ (حضرت سیّدی سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کمال سمجھتے ہیں تو فرمایئے۔

فقیر (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے اس کے جواب میں لکھا کہ تمہارا یہ حال تلونیات قلب سے پیدا ہوا ہے اور قلب اس راستہ کا پہلا زینہ ہے جس پر یہ حال طاری ہوا اس نے قلب کا ایک چوتھائی مقام طے کیا ہے اور تین حصہ ہنوز اس کو طے کرنے باقی ہیں اور قلب کے بعد دوسرا زینہ روح ہے اس پر چڑھنا چاہیے اور اسی طرح سے بقیہ لطائف اور مقامات ''اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی''۔ مکتوبات مجددیہ

⑩ حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقی قیوم ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو کسی نے خط لکھا اس کے جواب میں فرمایا سوال کہ اپنا شعور باقی رہا اور نہ اپنی عدم شعوری کا امتیاز باقی ہے جواب۔ یہ حالت فناءِ قلبی میں پیدا ہوتی ہے کیونکہ جب قلب میں نسیان دائمی پیدا ہوتا ہے تو نہ ماسواحق کا شعور باقی رہتا ہے اور نہ اس کے عدم کا شعور۔ مکتوبات معصومیہ

⑪ جب قلب سے خطرات زائل ہوتے ہیں تو دماغ میں جاتے ہیں اور دماغ حواس باطنہ کا مقام ہے دماغ سے یہ خطرات دفع ہو کر کہاں جائیں گے (مکتوبات معصومیہ) (حضرت خواجہ محمد باقر غلام اولیاء رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) یہ ایک مخصوص سر ہے طریقہ عالیہ نقشبندیہ کا جو خاص مشائخ عظام اور فقیر (حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقی قیوم ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) ہی کو معلوم ہے۔

⑫ جاننا چاہیے کہ اس کمال میں اگرچہ باطن کو حضوری دوامی رہتی ہے اور ماسوا کی گرفتاری سے رہائی مل جاتی ہے۔ لیکن نفس کا وجود باقی اور اس کا علم حضوری اور اس کی انانیت کا فساد موجود رہتا ہے۔ مکتوبات معصومیہ

عدمیت اور فنائے نفس کے بیان میں

① اولیاء اللہ کی توحید کا دوسرا مرتبہ فناءِ نفس ہے جس میں سالک کی ہستی اور علم ہستی زائل ہو جائے اس کی خودی اور بڑائی کا دعویٰ دور ہو جائے اپنے عارضی کمالات کو اپنی اصل (حق جل وعلیٰ) کے عطیات پاتا ہے اور پہلے جو اپنے کو ان کمالات کا آئینہ اور مظہر جانے ہوئے تھا اب اپنے کو معدوم اور مثل جسم مردہ بے حس وحرکت سمجھتا ہے اور انانیت وخودی کے مٹ جانے کی وجہ سے

اپنے لئے لفظ نہیں بول سکتا اس منزل میں ذات الٰہی کی توجہ ذات الٰہی کی طرف ہوتی ہے کہ سالک کا نہ نام باقی رہتا ہے نہ نشان اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ سالک اس وقت عین حق ہو گیا اور ذات الٰہی اور سالک ایک ہو گئے ہیں پس انا الحق کہنا اس منزل تک رسائی نہ ہونے کی علامت ہے ورنہ ظاہر ہے کہ خودی اور انانیت مٹ جانے کے بعد انا الحق کہنے کے کیا معنی سبحانی کہنا کس طرح سے ممکن ہے۔

خیال کج مبر اینجا و بشناس	کسے کو در خدا گم شد خدا نیست
غلط فہمی نہ کر اور اس کو پہچان	مٹا جو حق میں ہو اس کو نہ حق جان

اس کیفیت کے پیدا ہونے کو فناءِ نفس کہتے ہیں حقیقی فنا اسی منزل میں حاصل ہوتی ہے پہلی فنا یعنی فناءِ قلبی میں آئینہ کی ماسوا کے نقوش سے اور غیر اللہ کے خطرات سے خواہ وہ آفاقی ہوں یا انفسی پاکی اور صفائی حاصل ہوتی ہے جس کا حصول تجلّے افعالی سے وابستہ ہے۔ اور دوسری فنا یعنی فنا نفسی میں ذات سالک کی فنا ہوتی ہے اور اس کو اپنی ہستی کا بھی علم زائل ہو جاتا ہے جو تجلّی صفاتی سے متعلق ہے مگر اس کمال کا حصول تجلی ذاتی سے پیوستہ ہے۔ کسی بزرگ نے کیا خوب فرمایا!

یک ذرہ اگر د رتوز ہستی باقی ست	ایمن منشیں کہ بت پرستی باقی ست
یک ذرہ اگر تجھ میں ہے ہستی باقی	بے فکر نہ ہو کہ خود پرستی باقی

(2) وجود اور اس کے متعلقہ کمالات واجب تعالیٰ کی ذات کے ساتھ مختص ہیں ممکن میں اس کا جو کچھ ظہور ہے بطور پرتو کے ہے اور اسی سے مستفاد اور مستعار ہے ممکن کا کمال ذاتی عدم ہے اس نے عکس واجب سے نمود پائی اور اس وجہ سے وہ عدم محض سے ممتاز ہوا مگر باوجود اس عارضی ہستی کے اس نے اپنے کو کامل اور مرکز بہتری تصور کر کے واجب تعالیٰ کے ساتھ (وجود میں) شرکت اور مماثلت پیدا کی اور اپنی ہستی کا مقر ہو گیا اور اپنی اصلی حالت (عدم) کو بھول گیا ہاں اگر کسی عالی ظرف سالک کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اپنے تقرب کی دولت سے نوازنا چاہتا ہے تو اس کو اس کی فانی اصلیت کی معرفت بخشتا ہے پس سالک خود فہمی کی منزل سے دور ہو کر خدا شناسی کا کمال پیدا کرتا ہے اور ہر ایک حسن وکمال کو ذات الٰہی کے کمالات سمجھتا ہے اور بوئے شرک اور دعوائے خود پرستی سے نجات پاتا ہے۔

مکتوبات معصومیہ

رباعی

وصافی خود برغم حاسدتا کے	ترویج چنیں متاع کاسد تا کے
تو معدومی خیال ہستی ازتو	فاسد باشد خیال فاسد تا کے

ترجمہ رباعی

اپنی توصیف وخود ستائی کب تک	اس جنس خراب کی بھلائی کب تک
نا پید کو یہ خیال ہستی کیا	بیکار خیال اور برائی کب تک

مکتوبات معصومیہ

③ جاننا چاہیئے کہ فنائے نفس میں بہت سے مدارج (مقام) ہیں ایسے خوش نصیب سالک کم ہیں جو اس کی حقیقت تک پہنچے ہوں اگرچہ بہت لوگ ایسے ہیں جو عقل اور وہم سے اس معنی کو سمجھ لیتے ہیں اور مراقبہ میں ایک آدھ موتی اس کے دریاؤں میں سے نکال لاتے ہیں اور اس تھوڑے حصول کو ذوق وشوق کے غلبات کی وجہ سے بہت کچھ سمجھتا ہے یا اندراج کی منزل میں اس کے پرتو کو اپنا حصول سمجھ لیتا ہے مگر حقیقت میں ایسے سالک بہت ہی کم ہیں جو بقدر طاقت بشریہ اس کمال سے پوری طرح متصف ہوں پس سالک جب تک اس کمال کی حقیقت تک نہ پہنچے گا اپنی الوہیت کے اثبات سے نجات نہ پا سکے گا بلکہ حقیقت سے بے علم کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ" کی تکرار سے اپنی الوہیت کا اثبات کرتا رہے گا اس خیال سے کہ وہ اپنی صفت کمال کے ثابت کرنے کیلئے آیا ہے۔ واضح ہو کہ اگر اس کو بعض اوقات بطور ندرت حقیقی فنا کی جھلک معلوم بھی ہوتی ہے تو وہ بعض لطائف کی فنا و بقا ہوتی ہے نہ کل کی پس جب تک کہ فنائے کامل نہ حاصل ہو پوری طرح نجات نہ پا سکے گا۔ مکتوبات معصومیہ

فنا کی علامت یہ ہے کہ کسی لطیفہ میں کسی وقت ذکر محسوس نہ ہو۔

④ تم نے پوچھا تھا کہ سلوک طے کرنیوالوں پر شیطان کا قابو باقی رہتا یا نہیں پس معلوم ہو کہ شیخ المشائخ حضرت خواجہ پیران پیر عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو سالک فنائے نفس کی حد تک نہیں پہنچا جب اس کو غصہ آئے گا شیطان اس پر قابو پائے گا اور جو فنائے نفس کے مقام تک پہنچ گیا ہے اس میں غصہ باقی نہیں رہتا بلکہ اس کو غیرت ہوتی ہے (جس کو جلال کے نام سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے) جہاں غیرت ہو شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔ مکتوبات معصومیہ

⑥ فنا اور بقا کے مسئلہ میں مشائخ عظام کے اقوال مختلف ہیں اسی وجہ سے ان معانی کا وہاں سے حاصل کرنا مشکل ہے مگر حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس معاملہ میں جو توضیح فرمائی ہے وہ دوسری ہی چیز ہے جس کو اس کا ذائقہ نہیں ملا وہ اس کے مزہ کو کیا جان سکتا ہے۔ مکتوبات معصومیہ

⑦ **سوال**: سالک میں اگر ایسی حالت پیدا ہو جائے کہ خود کو اور ماسوا کو معدوم پائے اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو موجود نہ پائے اور یہ حالت اس میں ہمیشہ رہے تو اصطلاح صوفیہ کرام میں وہ مرتبہ فنا پر پہنچ گیا ہے یا نہیں؟

جواب: یہ سالک فناءِ جذبہ میں پہنچا ہے فناءِ مطلق میں اس وقت پہنچے گا جب عدمیت کی یافت خود کو اور عالم کو ظل جان کر اصل میں لاحق ہونے کے علم سے پیدا ہوئی ہو اپنے اس حال کو خود صاحب عدم پا سکتا ہے یا دوسرا کوئی عارف کشف سے اس کی علامتوں سے سمجھ سکے گا اور اس کے نسبت فنا کی رائے قائم کر سکے گا اصل یہ ہے کہ سالک کا مبدا تعین جو اسم ہو اس میں واصل ہونے اور اس میں ہلاک ہو جانے پر فناءِ مطلق موقوف ہے عدمیت میں وصول اور ہلاکت نہیں ہے انتہا یہ ہے کہ اسم مذکور کی ہستی سالک کے ادراک پر غالب آ جائے اور سالک اپنے کو اس کی ہستی میں چھپا ہوا پائے اور اپنے معدوم کو دیکھے جب وہ اس اسم میں فنا ہو کر وجود اور اس کے کمالات کو اسی سے دیکھے گا یا اس میں شامل پائے گا تب کہا جائے گا کہ وہ مرتبہ فناء مطلق پر پہنچ گیا۔

مکتوبات معصومیہ

⑧ صاحب فنا کیلئے جذب کی وجہ سے رجوع جائز ہے کیونکہ وہ ابھی راستہ میں ہے اور اس کا جذب سلوک میں منضم نہیں ہوا فنائے قلبی وہ فنا ہے جو جذبہ اور سلوک پر شامل ہے اس لئے حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مکتوب شریف میں فرمایا ہے کہ فناءِ قلبی اولیاء اللہ کو حاصل ہوتی ہے ظاہر ہے کہ ولایت بغیر جذب (وجد مستی) اور سلوک کے حاصل نہیں ہوتی کیونکہ یہ دونوں ولایت کے اجزا ہیں۔

مکتوبات معصومیہ

⑨ حضرت خواجہ محمد باقر غلام اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس صورت میں جو شخص فناءِ قلبی سے مشرف ہو گیا وہ عدمیت کی بشارت کا محتاج نہیں رہا حالانکہ حضرت پیر دستگیر (حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سالکوں کو عدمیت کی بشارت فناءِ قلبی کی بشارت کے بعد علیحدہ دیتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ عدم کی دو قسمیں ہیں ایک وہ عدم جس کو حضرت خواجہ خواجگان بہاؤالحق نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ عدم کا وجود بشریت کے وجود کے ساتھ عود کرتا ہے اور وجود فنا وجود بشریت کے ساتھ عود نہیں کرتا اس عدم سے مراد وہ عدم ہو جو فناءِ قلبی سے پہلے ظاہر ہوتا ہے دوسرا عدم وہ ہے جو اس قول میں مذکور ہے کہ میں خواہش کرتا ہوں اس عدم کی جو کبھی نہ پلٹے اس عدم سے مراد وہ عدم ہے جو فناءِ قلب کے بعد طاری ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ ارشاد کہ فناء قلب کے بعد جو عدم پیدا ہوتا ہے وہ فناء نفس کا مقدمہ ہے ہمارے اس قول کی تائید کرتا ہے۔

⑩ فنا وعدم کے معنی تحقیق کے ساتھ معلوم کرنا سالک راہ کیلئے ضروری ہے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اکابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عبارتوں میں جو عدم مستعمل ہوا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اسم الٰہی جل سلطانہ کی ہستی جو عارف کا مبدا التعین ہے جذب (جوش) اور محبت کے راستہ سے سالک کے ادراک پر اس طرح طاری ہو جائے کہ سالک اس کے مقابلہ میں چھپ جائے اور اپنی ذات واوصاف کو گم کر دے وجود عدم یعنی وہ وجود اور بقا جو عدم کے بعد ظاہر ہوتی ہے اس کے معنی اسی ہستی کے ثابت ہونے کے ہیں۔ وجود عدم کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ سالک میں وصف عدم پیدا ہو جائے پس یہ عدم اور وجود عدم فنا اور بقا جذبی کے معنی میں ہے لیکن اس ظہور کا دوام نہیں ہوتا ہے اس لئے جو فنا وبقا اس پر شامل ہو گی وہ بھی ہمیشہ نہ رہے گی پس وہ سالک جس کی یہ حالت ہو بشریت کی طرف رجوع سے بے خوف نہ رہے کیونکہ جب تک اس حالت کا ظہور ہے سالک کی ہستی چھپی ہوئی ہے جب ظہور چھپ جائے گا بشریت کا وجود واپس ہو گا فناء حقیقی کے معنی یہ ہیں کہ ہستی مطلوب عارف پر اس طرح غالب ہو جائے کہ عارف اپنے اوصاف اور اخلاق کو مطلوب کے اوصاف اور اخلاق کا پرتو جانے اور اپنے تمام اوصاف اور اخلاق کو بالکل اوصاف اور اخلاق الٰہی جانے اور تمام نسبتوں سے خالی ہو جائے تاکہ کسی نسبت کو اس پر راہ نہ ملے وجود فنا اسی بقا کو کہتے ہیں جو اس فنا پر مترتب ہو سالک نئی ہستی میں وجود موہوب کے ساتھ موجود ہوتا ہے پس اس فنا اور بقا کا ہمیشہ رہنا لازم ہے اب اس میں وجود بشریت کے لوٹنے کا اندیشہ باقی نہیں رہا پہلی صورت میں سالک کی ہستی چھپ جاتی ہے اور دوسری صورت میں اس کی ہستی فنا ہو جاتی ہے اس سے دونوں حالتوں کا فرق ظاہر ہو گیا چھپ جانے والا کبھی ظاہر ہو جاتا ہے اور کبھی پوشیدہ رہتا ہے اور فنا ہونے والا

واپس نہیں ہوتا پہلی فنا نہ سالک کی مطلوب ہے اور نہ ولایت کا اس سے کچھ تعلق دوسری فنا سالک کی مطلوب اور حصول مقام ولایت کی شرط ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ طالب کو پہلی حالت میں دوسری حالت کا شبہ ہو جاتا ہے حالت عدم کے پیدا ہو جانے کی وجہ سے اپنے کو فانی حقیقی سمجھ لیتا ہے یہ مقام سالک کی لغزش گاہ ہے اس مقام سے گذرنے کیلئے بعنایت الٰہی ایسے پیر کامل کی ضرورت ہوتی ہے جو جذب اور سلوک دونوں سے تربیت پا کر انتہا کو پہنچا ہوا ہوتا کہ بیچارے بھٹکے ہوئے سالک کو اس بھنور سے نکالے اور اس کی غلطی کو اس پر ظاہر کر کے فنا حقیقی کی طرف رہنمائی کرے۔۔ سوال: جب مطلوب کی ہستی کا ظہور دونوں صورتوں میں ہے تو پھر ایک حالت ہمیشہ کیوں نہیں رہتی اور دوسری کیوں رہتی ہے اور ایک حالت ولایت کو کیوں ثابت نہیں کرتی ہے اور دوسری کیوں ثابت کرتی ہے جواب: پہلی صورت یعنی عدم میں طالب مطلوب تک واصل نہیں ہوا ہے اور نہ اس کا جذب سلوک میں ضم ہوا اور نہ وہ مقام قلب سے ترقی کر کے مقلب القلوب میں واصل ہوا ابھی طالب اور مطلوب میں پردہ ہے لیکن جذب اور محبت کی وجہ سے پردوں کے پیچھے سے مطلوب کا پرتو طالب کا باطن میں چمک رہا ہے اور اس کو اس ہستی سے بھلا رہا ہے چونکہ پردہ بیچ میں حائل ہے اس لئے یہ حالت ہمیشہ نہیں رہتی پس وجود بشریت کے لوٹنے سے بے خوف نہ رہے چونکہ حالت ظاہرہ مطلوب کے ظلال سے ایک ظل اور اس کے پرتوؤں سے ایک پرتو ہے سایہ کی اتنی قوت نہیں کہ سالک کے اوصاف اور تعلقات غیری کو سلب کر کے اس کو فناءِ حقیقی تک پہنچا سکے اس لئے سالک اس حالت میں اپنے اوصاف اور نسبتوں سے نہیں نکل سکتا ہے اور فناء حقیقی تک نہیں پہنچ سکتا ولایت جذب اور سلوک کے مجموعہ سے وابستہ ہے۔۔ تنہا مرتبہ جذب کے حصول کی وجہ سے اس حالت پر ولایت کا نام صادق نہ ہوگا دوسری صورت میں عارف مقام قلب سے نکل کر مقلب القلوب میں واصل ہو چکا ہے اور جذب وسلوک کے معاملہ کو انجام تک پہنچا چکا ہے اور مطلوب کو بے پردہ آغوش میں لے چکا ہے اس لئے اس کے حق میں ظہور دائمی ہے اور بشریت کے رجوع سے وہ بے خوف کیونکہ کوئی پردہ بیچ میں حائل نہیں رہا تاکہ محجوبیت متصور ہو سکے وہ وجود اور کمالات جو ممکن کے ساتھ نسبت رکھتے ہیں اور مطلوب کے کمالات اور وجود کے ظل ہیں مطلوب کے مخفی رہنے کی وجہ سے سالک ان کمالات اور وجود کو اپنی ذات سے منسوب کر رہا تھا امانت میں خیانت کر کے برابری کا مدعی بنا تھا مگر اب اصل کے طلوع ہونے کے وقت ظل کو اصل پر حوالہ کر کے نسبتوں سے خالی ہو کر صحرائے عدم کی طرف کوچ کرتا ہے اور فنا حقیقی سے مشرف ہو جاتا ہے اب جو فنا اور بقا مترتب ہوگی اس پر اسم ولایت کا اطلاق درست ہوگا۔ رعایت کے دیدار کو اصل کے تفویض کرنا تجلی صفاتی کی وجہ سے ہے اور کمال اس کا تجلی ذاتی سے وابستہ ہے کیونکہ ہر مقام کا پورا ہونا اس مقام سے گذرنے پر موقوف ہے۔

(11) سوال: فنا کے معنی ماسوا کو بھولنے اور عدم کو پورے طور پر زائل کر دینے کے ہیں پس فنا کے حاصل ہونے کی صورت میں اگر سالک کو اس کے فنا کا علم ہے تو بھی اس کو فنا حاصل نہیں ہوئی اگر علم باقی نہیں رہا تو وہ کس طرح سے کہتا ہے کہ مجھ کو فنا حاصل ہوئی ہے اور اکثر ارباب فنا نے اس مقام کی خبر دی ہے۔ جواب: حالت فنا کے ختم ہونے کے بعد سالک معلوم کرے گا کہ فنا حاصل ہوئی ہے اور اس کی خبر دیگا۔ فنا کے ہمیشہ رہنے کی صورت میں جیسا کہ حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ

اللہ علیہ کا مختار ہے فنا کیلئے بقا لازمی ہے سالک عین فنا میں باقی اور عین بقا میں فانی ہے پس اس مقام میں عارف کے صفات اور افعال اس سے فانی ہوکر اللہ تعالیٰ کے صفات اور افعال کے ساتھ باقی ہوں گے۔ مثلاً سالک کا علم اس سے فنا ہوکر اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ بقا پائے گا اسی طرح تمام صفتیں اس لئے اگر عارف فانی اس مقام میں کسی شے کو علم باقی سے معلوم کرے تو اس کی فنا کے مخالف نہیں ہے کیونکہ اس نے فنا شدہ علم سے معلوم نہیں کیا ہے تاکہ اعتراض لازم آ سکے یہ علم ہی دوسرا ہے جس سے سالک ادراک کررہا ہے کسی بزرگ کا قول ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ سے پہچانا اور اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ کے نور سے پایا۔ سالک کی یہ معرفت اس کے نسیان کے مخالف نہیں ہے۔ دوسرا جواب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ فنا ایک لطیفہ کی تھی اور علم دوسرے لطیفہ سے ہے ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ فنا کی ہمیشگی کی صورت میں جس طرح عارف فنا سے پہلے تھا اسی طرح فنا کے بعد بھی ہے زن وفرزند اور دوست واحباب کو پہلے کی طرح پہچانتا ہے اس لئے اگر باطن کے بعض حالات سے واقف رہے تو کوئی تعجب نہیں اگر تم کہو کہ محل دانش قلب ہے جب قلب فانی ہوگیا تو ظاہر بھی دانش سے محروم رہے گا ہم جواب دینگے کہ بغیر دانش قلب کے ظاہر کا دانش سے محروم رہنا۔ اور دانش کا قلب پر موقوف رہنا ناجائز ہے۔ کیونکہ ہم اعلانیہ دیکھتے ہیں کہ قلب ماسوا دید و دانش سے مطلقاً چھوٹ جاتا ہے مگر ظاہر کی دانش بدستور باقی رہتی ہے اگر اس قول کے اور دوسرے معنی ہوں تو وہ بھی ہمارے مدعا کے مضر نہیں تحقیق یہ ہے کہ فناءِ قلب ثابت ہونے کے بعد قلب کا جس دانش سے تعلق تھا وہ دوسرے مقام پر منتقل ہوجاتی ہے اور وہی مقام دانش کا محل ہوجاتا ہے۔ ''والسلام والا کرام اولاً و آخراً''

⑫ **سوال**: صاحب نزہت کا قول ہے

گویند عناں خود چہ تابے	گم شو کہ چو گم شوی بیابے
ایں نکتہ نمود نا صوابم	چوں گم شوم انگہے چہ یابم
یابندہ اگر کسے دگر خواست	ازگم شد نم پس او چہ میخواست

جواب: مختصر یہ ہے کہ گم ہونا ماسوا کی نسبت ہے اور یافت کی نسبت حق جل شانہ کے ساتھ وابستہ ہے اس لئے دونوں میں کوئی منافات نہیں مفصل جواب: یہ کہ گم ہونا مقام فنا میں جو عین الیقین کا مقام ہے متحقق ہے کیونکہ اس مقام میں علم عینیت کا منافی ہے مقام بقا کی یافت عین الیقین میں حاصل ہوتی ہے اس لئے گم ہونا یافت کی شرط ہے اگرچہ دونوں ایک وقت میں جمع نہ ہوں اب کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا ہے۔ یہ مطلب اس صورت میں ہے اگر ہم یافت سے ادراک مرکب کا ارادہ کریں۔ اگر ادراک غیر مرکب کا ارادہ کریں تو گم ہونے کے وقت ادراک بسیط حاصل رہے گا کسی بزرگ کا قول ہے۔

رباعی

از حضرت ذات بہرہ استہلاک ست	استہلاکے کہ از تصور پاک ست
آں معرفتے کہ نامش ادراک بسیط	آنجا چہ محل دانش و ادراک ست

اب کوئی اعتراض نہ رہا کیونکہ فنا مذکورہ شہودی ہوئی نہ کہ وجودی اگر فنا وجودی فرض کی جائے تو وہی جواب ہوگا جو پہلی صورت میں

دیا گیا کیونکہ وجود موہوب کی ایجاد کے بعد جو ولایت ثانیہ سے متعلق ہے یافت حاصل ہے۔

مکتوبات معصومیہ

(13) ذوق وشوق و وجد کا جوش جو سکر اور غلبہ محبت سے پیدا ہوا تھا وضاحت سے انجام کو پہنچا مبارک ہو خدائے پاک تمہارے ذوق وشوق کو زیادہ کرے محبت ہی کے جوش نے لطیف اور کثیف رذیل اور شریف اوصاف کو برابر کر دیا ہے محبت ہی کے سکر نے اسلام اور کفر کو مساوی کر کے برائیوں کو چھپا دیا اور محبوب کے سوا سب کو بھلا دیا ہے یہ پھول مقام جمع کے چمن سے شگفتہ ہوئے ہیں یہ حیرت اور عدمیت مقام عین الیقین سے آئی ہے جو فنا اور بے شعوری کا مرتبہ ہے اس میں شک نہیں کہ یہ مقام بہت اچھا ہے مگر اس میں ٹھہر جانا اچھا نہیں ہے۔ فنا اگرچہ کمال ہے مگر دوسرے کمالات کا زینہ اور مقام قرب میں عروج کرنے کی شرط ہے۔

ہیچ کس را تا نہ گردد او فنا   نیست راہ در بارگاہ کبریا

جب تک کوئی نہ ہوجائے فنا   بارگاہ حق میں پائے راہ کیا

مکتوبات معصومیہ

(14) اگر کوئی شخص شطحیات کی گفتگو کرے اور سب کے ساتھ مقام صلح میں رہے اور سب کو سیدھے راستہ پر خیال کرے اور حق وخلق میں تمییز نہ کرے اور امکان و وجوب کے وجود کا قائل نہ ہو تو اگر وہ مقام جمع میں پہنچکر کفر طریقت سے موصوف ہو چکا ہے اور ماسوا کو بھول گیا ہے تو وہ مقبول ہے اور اس کی باتیں اگرچہ ظاہر کے خلاف ہیں مگر وہ سکر سے پیدا ہوئیں اس لئے وہ معذور ہے اور اگر وہ اس حال اور کمال کو بغیر پہنچے ہوئے ایسی گفتگو کرتا ہے اور سب کو برحق اور سیدھے راستہ پر خیال کرتا ہے اور باطل وحق میں تمییز نہیں کرتا تو وہ زندیق اور ملحد ہے اس کا مقصود شریعت کو باطل کرنا اور اس کا مطلوب انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ کو برباد کرنا ہے پس کلمات خلافیہ سچے سے بھی ظاہر ہوتے ہیں اور جھوٹے سے بھی مگر سچے کیلئے آب حیات ہیں اور جھوٹے کیلئے زہر قاتل جیسے دریائے نیل کا پانی فرعونیوں کیلئے خون ناگوار اور بنی اسرائیل کیلئے آب خوشگوار تھا اس لئے یہ مقام اہل اسلام کیلئے لغزش گاہ ہے پس جو لوگ کہ ارباب سکر کے کلام کی پیروی کی وجہ سے سیدھے راستہ سے پلٹ کر گمراہی اور نقصان کی گلیوں میں پریشان ہیں اور اپنے دین کو برباد کر چکے ہیں اتنا نہیں جانتے کہ ان باتوں کا قبول کرنا ان شرائط پر موقوف ہے جو ارباب سکر میں موجود اور ارباب شہود میں ناپید ہیں سب سے بڑی شرط ماسوائے حق سبحانہ وتعالیٰ کو بھول جانے کی ہے جو اس قبولیت کے گھر کی دہلیز ہے سچے اور جھوٹے کا امتیاز شریعت کی پیروی سے ہوتا ہے جو سچے ہیں وہ باوجود سکر اور بے تمییزی کے شریعت کے بال برابر خلاف نہیں کرتے حضرت شیخ المشائخ منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باوجود انا الحق کہنے کے قید خانہ میں ہر رات پانچ سو رکعتیں نفل نماز کی پڑھا کرتے تھے اور ظالموں کے ہاتھ کا کھانا حالانکہ بوجہ حلال سے ہوتا تھا نہیں کھاتے تھے اور جو شخص جھوٹا ہے اس پر احکام شریعت کی تعمیل کوہ قاف کی طرح بھاری ہے بمضمون آیت کریمہ ترجمہ کہ مسلمان کی ہدایت پر چلنا مشرکوں پر بہت گراں ہے ان کے حال کی سچی نشانی ہے اے خدائے کریم ہم کو اپنی رحمت عطا فرما اور اپنے فضل سے ہم کو ہدایت فرما اور سلام اس پر ہو جو ہدایت کی پیروی کرے۔

مکتوبات مجددیہ

مشائخ عظام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے جنھوں نے شطحی کلام کیا ان سے ظاہر شریعت کے خلاف باتیں سرزد ہوئیں وہ کفر طریقت کے مقام پر تھے جو سکر اور بے تمییز کی جگہ ہے جو بزرگان دین (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) اسلام حقیقی کی دولت سے مشرف ہو گئے ہیں وہ ان باتوں سے پاک اور مبرا ہیں ظاہر اور باطنا انبیاء علیہم السلام کی پیروی کرتے اور ان کے پیرو رہتے ہیں۔ علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات''

مکتوبات مجددیہ

(16) مرتبہ جمع سے مرتبہ فرق میں اور عین الیقین سے حق الیقین میں اور فنا سے بقا میں اور کفر طریقت سے اسلام طریقت میں عروج کرنا چاہیئے اور عدم سے وجود میں اور جہل سے علم میں جانا چاہیئے تا کہ اسلام کا حسن جلوہ گر اور کفر کی برائی ظاہر ہو۔

مکتوبات معصومیہ

مقام بقا کے بیان میں

(1) جب سالک کی اس مقام سے ترقی ہوتی ہے اور جس فنا میں وہ گم ہوا تھا اس کے اوصاف اور اخلاق اس پر ظاہر ہوتے ہیں اور وہ ان سے مزین ہو جاتا ہے اور حق الیقین اس پر ظاہر ہوتا ہے تب وہ فنا سے بقا میں عروج کرتا ہے اس وقت اسلام کا حسن اس پر ظاہر ہوتا ہے اور حیرت و مدہوشی سے نکل جاتا ہے اور خدائے تعالیٰ کو خود خدائے تعالیٰ سے پاتا ہے نہ اپنے سمجھ اور اپنے علم سے (جو اس سے فنا ہو چکے ہیں) خدائے پاک فرماتا ہے کہ کیا ہم نے انسان مردہ کو زندہ نہیں کیا اور کیا ہم نے اس کو ایسا نور عطا نہیں کیا جس سے وہ لوگوں میں پھرتا ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس کو میں نے شہید کیا اس کی دیت میں ہوں

بادرد بساز چوں دوائے تو منم	در کس منگر چو آشنائے تو منم
درد پیدا کر دوا میں ہوں تیری	مجھ میں گم ہو تو شفا میں ہوں تیری
گر بر سر کوئے عشق ما کشتہ شوی	شکرانہ بدہ کہ خوں بہائے تو منم
میری خاطر تو فنا ہوگا اگر	شکر دل سے کر بقا میں ہوں تیری

مکتوبات معصومیہ

(2) آپ نے عالم میں جو دیکھا تھا کہ فقیر (حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) آپ سے یہ کہہ رہا ہے کہ فنا فی اللہ ہونے کی کوشش کرو نہ بقا باللہ کی اس کے یہ معنی ہیں کہ ابھی بقا کا وقت نہیں آیا ہے۔ نیز یہ معنی بھی ہیں کہ بقا محض بخشش الٰہی کا نام ہے جس سے پہلے فنائیت کا ہونا ضروری ہے پس اس کا مطلب یہ ہے کہ تم بقا حاصل کرنے کی فکر مت کرو کہ وہ خود بخود فنا کامل حاصل ہونے کے بعد تمہاری کوشش کے بغیر محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سرفراز ہو جائے گی بخلاف فنا کے کہ اگرچہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک بخشش ہے مگر اس کے آغاز کیلئے کسب اور محنت کی ضرورت ہے کیونکہ فنا نابودی یعنی مٹ چکنے کو کہتے ہیں جو نفی کا نتیجہ ہے اور نفی ایک کسبی شے ہے پس جاننا چاہیئے کہ خود کی نفی کرنا طریقت ہے اور نفی ہو جانا حقیقت ہے طریقت ظاہر میں

کسب سے وابستہ ہے اور حقیقت بخشش الٰہی پر منحصر ہے فنا فی اللہ ہو یعنی اس کے مقدمات حاصل کرنے میں کوشش کرو اور اپنی نیستی کو کمال پر پہنچاؤ تا کہ کمال درجہ کی نیستی حاصل ہو علاوہ اس کے سیر وسلوک کا مقصود ماسوائے حق سبحانہ وتعالیٰ کی گرفتاری سے چھوٹنا اور نفس برائیوں اور خودی سے رہائی پانا ہے جو مقام فنا میں حاصل ہوتا ہے اور بقا سالکوں کی لغزش کر جانے کا مقام ہے یعنی اس میں بعض ناقصوں کو یہ وہم پیدا ہو جاتا ہے کہ بندہ عین حق ہو گیا ہے حالانکہ خدا کی شان نہایت بلند ہے تو اس وہم کے دفعیہ کا یہ علاج ہے کہ سالک اپنے اخلاق بشریٰ سے رہائی پانے کے بعد اخلاق حسنہ الٰہیہ سے متصف ہوتا ہے یہی فنا اور بقا کی حقیقت ہے اس لئے کہا گیا کہ فنا ہو یعنی فنا کے طالب ہو بقا کے طالب مت ہو کہ اگر وہ نعمت عظمیٰ سرفراز ہوگی تو خود بخود ہوگی امید ہے کہ اس صورت میں تم لغزشوں سے محفوظ رہو گے۔

مکتوبات معصومیہ

③ جو سالک اپنے کو عالم کشف میں زیور سے آراستہ اور موتیوں اور یاقوت سے پیراستہ دیکھتا ہے دراصل وہ اس کے حق میں بقا کی خوشخبری ہے۔

مکتوبات معصومیہ

④ تم جو اپنے آپ کو انوار میں گھرا ہوا اور نور کے دریاؤں کو اپنے اندر حلول کرتے ہوئے دیکھتے ہو اور نور کے ہر جزو کو اپنا جزو جانتے ہو یہ سب بقا کی علامت ہے۔

مکتوبات معصومیہ

مراتب ظلال اور ولایت صغریٰ کے بیان میں

① واضح ہو کہ اشخاص عالم یعنی سارا جہان خدائے تعالیٰ کے اسماء اور صفات کے ظلال ہیں۔ اس امر کو خدا ہی خوب جانتا ہے کہ ہر ایک اسم کے کتنے ظلال طے کرنے کے بعد ہر ایک شخص تک نوبت پہنچی ہے پس ہر ایک سالک فنا اور بقا کے مدارج میں ترقی کرتے کرتے اس اسم کے ظل تک پہنچتا ہے جو اس کا مبداء تعین ہے اور یہ اپنی جملہ نسبتوں یعنی تعلقات کو اس اخیر ظل کے حوالے کر کے جو سالک سے پیوستہ ہے اس اسم کے اوصاف سے متصف ہو جاتا ہے کیونکہ ہر اسم اسماء اور صفات الٰہیہ کا مجموعہ ہے پس اس اسم سے موصوف ہونے کے بعد جب وہ اور اوپر ترقی کرتا جاتا ہے تو ہر ایک تحتانی اسم کو فوقانی اسماء پر چھوڑتا ہوا ان کے اصول میں داخل ہوتا ہوا سالک اپنی اصل سے واصل ہو جاتا ہے کہ اصل کی اصل میں جو گویا دوسری اصل ہے پھر اسی طرح تیسری اور چوتھی اور پانچویں اصل میں واصل ہوتا ہوا جہاں تک منظور خدا ہوا خیر اسم میں بقا پاتا ہے کون ایسا صاحب اقبال ہوگا جو ظلال کے تمام مراتب سے گذر کر اصل اسم الٰہی سے جو اس کا مربی ہے واصل ہو۔

مکتوبات معصومیہ

② یہ اصول باوجود یہ کہ ان کی تعداد کثیر ہے اور ان کے مراتب بلند تاہم یہ اصول سالک کے اجزاء ہو جاتے ہیں تا کہ قطرہ کو دریا اور تنکے کو پہاڑ بنائیں جب یہ اصول سالک کے اجزاء ہو جائیں گے تو ان کے کمالات اور برکات سے بھی اس کو پورا حصہ ملے گا اور سالک ان تمام اصول کے کمالات کا جامع ہو جائے گا پس اس سے انسان کامل اور دیگر انسانوں میں فرق ظاہر ہو گیا انسان کامل دریائے محیط ہے اور انسان اس کے حقیر قطرے ہیں اس لئے انسان کامل کی شناخت دشوار ہے اور اس کے کمالات سب

پایاں کسی نے کیا اچھا کہا ہے کہ خدایا تو نے اپنے دوستوں کو سبحان اللہ کیا مرتبہ عطا فرمایا ہے جس نے ان کو پہچانا تجھے پہچانا اور جس نے تجھے نہ پہچانا ان کو نہ پہچانا۔ جس طرح انسان کامل اور انسان ناقص میں بلحاظ کمالات اور عدم کمالات فرق ہے اسی طرح ان کی نیکیوں اور عبادتوں میں بھی فرق ہے پس جس شخص کو سوزبانیں دی جائیں اور وہ ہر زبان سے یا حق (تعالیٰ) کرتا ہوا اس کو ایسے شخص کیا مناسبت جس کو ایک زبان دی گئی ہو اور وہ اسی سے یا حق (تعالیٰ) کرتا ہو اسی پر ایمان اور معرفت اور تمام کمالات کو قیاس کرنا چاہیے۔

مکتوبات مجددیہ

(3) ظلال کا دائرہ خلائق کے تعینات کے مبادی کو شامل ہے سوائے انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ہر اسم کا ظل مبدا تعین شخصی ہے یہاں تک کہ حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مبدا تعین (جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد افضل بشر ہیں) اس دائرہ میں سب کے اوپر ہے۔

مکتوبات مجددیہ

(4) حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہر شخص کی بہشت اپنے درجوں کی بلندی اور پستی میں اس اسم الٰہی کا مظہر ہے جو اس سالک کا مبداء تعین ہے اور وہ جنت کے نہروں اور درختوں اور حوروں قصور کے لباس میں حسب مراتب اسماء وصفات الٰہیہ بہ تفصیل اندازہ بلندی اور پستی اور جامعیت و بلا جامعیت کے جلوہ گر ہوا ہے۔

مکتوبات مجددیہ

(5) جاننا چاہیئے کہ مبداء تعین اسم کے ظلال تک پہنچنے اور اس کے مراتب میں سیر کرنے کو ولایت صغریٰ کہتے ہیں جو اولیاء کرام کی ولایت ہے۔

مکتوبات معصومیہ

(6) واضح ہو کہ ولایت صغریٰ کے کل کمالات میں بہترین شے مراقبہ اور ذکر قلبی اسم ذات اور نفی و اثبات ہے۔

مکتوبات معصومیہ

ولایت کبریٰ اور مراتب اصول کے بیان میں

(1) اس کے بعد اگر دائرہ اسماء وصفات میں جو دائرہ ظل کی اصل ہے سیر فی اللہ کے طور پر عروج واقعہ ہو تو یہ ولایت کبریٰ کی ابتدا ہے ولایت کبریٰ اصل میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ السلام کیلئے مخصوص ہے ان کی اتباع میں ان کے اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھی اس دولت کا حصہ ملتا ہے اس دائرہ کا نصف تحتانی حصہ اسماء و صفات زائدہ کو اور اوپر کا نصف حصہ شیون اور اعتبارات ذاتیہ کو شامل ہے اس کے بعد اگر فضل ایزدی سالک کے شامل حال ہو تو مقام صفات اور شیونات سے آگے کو ترقی ہوگی اور ان کے اصول کے دائرہ میں سیر ہوگی اس دائرہ سے گزرانے کے بعد اس کے مافوق دائرہ میں جو کہ اصل الاصل ہے سیر ہوتی ہے اس کے ختم ہونے کے بعد ایک قوس ظاہر ہوتی ہے اس کو بھی طے کیا جاتا ہے اگر قوس کے سوا اور کچھ ظاہر نہ ہو تو اسی کو کافی سمجھنا چاہیے یہاں ایک راز ہے جس کو ظاہر نہیں فرمایا گیا اسماء اور صفات۔ کہ یہ تین اصول جو مذکور ہوئے ذات الٰہی کے اعتبارات ہیں اور شیونات الٰہیہ کے مبدا ان تین اصول کے کمالات کا حاصل کرنا نفس مطمئنہ کیلئے مخصوص ہے اور اس کو اسی مقام میں پہنچ

کر اطمینان حاصل ہوتا ہے حصول شرح صدر کا بھی یہی مقام ہے نیز سالک اسلام حقیقی سے مشرف ہوتا ہے اسی مقام میں نفس مطمئنہ تخت صدر پر جلوس کرتا ہے اور مقام رضا میں رسائی پاتا ہے یہ مقام ولایت کبریٰ کا منتہا ہے جو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ولایت ہے۔

مکتوبات مجددیہ

(2) باوجود اطمینان نفس بدن کے اجزاء جو مختلف طبیعتوں سے مرکب ہیں ہر ایک کی طبیعت ایک امر کی خواہاں اور دوسرے امر سے گریزاں رہتی ہے اس لئے سرکشی سے باز نہیں رہتا (اگر کسی میں قوت شہوانی ہے تو اسی قالب سے پیدا اور اگر غضبی ہے تو اسی سے جسم کا جز وناری باوجود اطمینان نفس خود پسندی اور مغروری سے باز نہیں آتا اور اس کا جسم خاکی اپنے ادنئے پن اور کمینے پن سے شرمسار نہیں ہوتا یہی حالت تمام اجزاء کی ہے آپ دیکھتے ہیں کہ تمام حیوانات میں باوجود ان کے نفس ناطقہ نہ رکھنے کے سب صفات رذیلہ ان میں موجود ہیں یعنی شہوت وغصہ وحرص وغیرہ سے وہ متصف ہیں) پس اجزاء جسمیہ کا یہ جدو جہد اور ان کی باہمی مخالفت جو مصلحتوں اور منفعتوں کیلئے ہے ہمیشہ قائم رہتی ہے مگر امید ہے کہ نفس کی نافرمانی بفضلہ تعالیٰ ترک مستحبات سے زیادہ مؤثر نہ ہوگی اور مکروہ تنزیہی کے ارتکاب سے آگے نہ بڑھے گی۔

مکتوبات مجددیہ

(3) آپ نے لطیفہ روحی اور سری اور خفی اور اخفیٰ کی فنائیت کے علامات اور باہمی امتیاز کی کیفیات دریافت کی تھیں بالفعل تفصیل کا وقت نہیں ہے اتنا معلوم کرلو کہ نفس کی فنا اگر تمام وکمال حاصل ہوجائے تو ان لطائف کی فنائیت کو شامل ہے کیونکہ نفس ہی ان دس لطیفوں کا سردار ہے فنا سے پہلے اور فنا کے بعد بھی "خِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوْا فِي الدِّيْنِ"

مکتوبات معصومیہ

(4) واضح ہو کہ نفس کی فنا اور فنائیت کا اطمینان جس پر اسلام حقیقی موقوف ہے اگرچہ اس کی ابتدا ولایت صغریٰ سے ہوتی ہے مگر اس کی تکمیل ولایت کبریٰ کے کمالات کے حصول پر منحصر ہے بلکہ دائرہ محبت یعنی اصول ثلثہ کے حاصل کرنے بعد جو کہ دائرہ اقربیت یعنی دائرہ اسماء وصفات وشیون اعتبارات کے اوپر ہیں اور ولایت کبریٰ انہی تینوں اصول اور دائرہ اقربیت کا مجموعہ ہے پس دائرہ ولایت کبریٰ عالم امر کے عروج کی انتہا ہے اس کے اوپر عالم امر کا گذر نہیں ہے البتہ نفس ان اصول کے کمالات کے حصول کا امیدوار ہے حقیقی اطمینان اور شرح صدر اسی مقام میں حاصل ہوتے ہیں حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ نفس مطمئنہ ہوکر شرح صدر کے حاصل ہونے کے بعد جو ولایت کبریٰ کے لوازم سے ہے اپنے مقام سے عروج کرتا ہوا تخت صدر پر قیام کر کے تمکین کی سلطنت کو حاصل اور ممالک قرب پر غلبہ پاتا ہے۔ یہ تخت نشینی حقیقت میں مرتبۂ ولایت کبریٰ کے تمام مقامات کے اوپر ہے اگر کوئی (سوال) کرے کہ نفس کا مقام دماغ میں ہے خود اس کو سینہ پر برتری حاصل ہے اس لئے اس کا سینہ میں اترنا ظاہر اتنزل ہے پھر اس کو عروج کیونکر کہتے ہیں۔ جواب: دماغ کو سینہ پر ظاہر میں اگرچہ برتری ہے لیکن حقیقت میں معاملہ برعکس یعنی سینہ کو دماغ پر فوقیت حاصل ہے کیونکہ سر غرور اور خودی کا مقام اور تکبر وانانیت کا مقر ہے اور سینہ ایمان اور الہام اور واردات کا محل اور انوار واسرار کا موطن ہے آیت کریمہ "أَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ

عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ ''جس شخص کا سینہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کیلئے کھول دیا تو اس نے خدا کا نور پالیا اور حدیث شریف میں ہے ''النور اذا دخل الصدر انفسح ''ترجمہ: نور جب کسی کے سینہ میں داخل ہوتا ہے تو وہ کشادہ ہوجاتا ہے اس دعویٰ کی دلیل ہے۔ پس نفس جب رذیل اوصاف سے پاک ہوکر خود پسندی اور غرور کے دعویٰ سے باز آجاتا ہے تو بفحوائے آیت کریمہ ''رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ''ترجمہ: اے میرے خدا مجھ کو اس گاؤں سے رہائی دے جس کے باشندے ظالم ہیں) اپنی جگہ کو چھوڑ کر نافرمانی کی سرزمین سے ہجرت کرتا ہے اور لطائف عالم امر (قلب۔۔روح۔۔سر۔۔خفی۔۔اخفی) کا جو صالحین سے ہیں پڑوس اختیار کرلیتا ہے اور بمصداق حدیث شریف ''خِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا فِي الدِّيْنِ ''ترجمہ: کفر اور جہالت میں جو لائق ہوتے ہیں وہ اسلام میں بھی دینی سمجھ حاصل کرنے کے بعد لیاقت مند ہوتے ہیں۔

وہ عالم امر کے لطائف کا بھی رئیس بن جاتا ہے اور تخت صدر پر ٹھہر کر تمکین کی سلطنت پیدا کرتا ہے تخت صدر حقیقت میں ولایت کبریٰ کے تمام مقامات کے عروجات میں بالاتر ہے صاحب تخت کی نظر باطن کے بطون میں نفوذ کرتی ہے اس لئے مطمئنہ کو نہ مخالفت کی گنجائش رہتی ہے اور نہ سرکشی کا موقع چونکہ وہ اپنی ہستی اور خودی سے قربت اور نیستی میں آگیا اور عالم کے ہر قسم کے لگاؤ اور تعلقات سے خالی ہوکر ان نسبتوں کو ان کے اہل کی تفویض کرچکا ہے اور موت اور عدمیت کے ساتھ موافقت کرچکا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ بزرگ ترین مرتبہ عطا فرمایا اور اس سلطنت کی خلعت سے مشرف کیا ''فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ''ترجمہ: اب تو اللہ تعالیٰ کی رحمت پر نظر کر کس طرح اس نے مردہ زمین کو زندہ فرمایا اس وقت اس کو بجائے اوصاف ذمیمہ اور عادات رذیلہ کے نیک اوصاف اور اخلاق سرفراز ہوتے ہیں اس میں نیکی کے سوا دوسرا اثر نہیں رہتا اور اب وہ لوگوں کو حق کی طرف ہدایت کرسکتا ہے۔ ''اُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ''اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بدیوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے اور وہ بڑا مہربان ہے۔ **مکتوبات معصومیہ**

(5) فنائے نفس کا کمال یہ ہے کہ جس طرح صفات کمال اصل سے (یعنی خدائے تعالیٰ سے) ملحق ہوجاتی ہیں اور عدم کے سوا سالک میں کچھ نہیں رہتا اسی طرح یہ عدم بھی جو کمالات کا آئینہ ہے اور عدم مطلق میں ضم ہوجائے اس وقت عارف میں نہ عین باقی رہتا ہے نہ اثر آیت کریمہ ''لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ '' پس اس کے بعد بموجب حدیث شریف ''مَنْ قَتَلْتُهٗ فَاَنَا دِيَتُهٗ'' مرتبہ بقا اور مقام ولایت کبریٰ ہے اگرچہ فنا اور بقا نے ولایت صغریٰ میں صورت قائم کرلی تھی لیکن حقیقی فنا اور بقا ولایت کبریٰ میں حاصل ہوتی ہے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ عدم خاص کا عدم مطلق میں شامل ہونا ولایت کبریٰ سے مختص ہے۔ **مکتوبات معصومیہ**

(6) آفاق اور انفس کی سیر کے بعد جو سیر حاصل ہوتی ہے وہ اقربیت کی سیر ہے تجلی فعلی اور تجلی صفاتی و تجلی ذاتی اسی مقام محقق ہوتی ہیں وہم کے اثرات اور خیال کے تعلقات سے سالک کو اس مقام میں نجات ملتی ہے کیونکہ وہم اور خیال کی سلطنت آفاق اور انفس تک ہے ان کے اوپر اس کو کچھ قابو نہیں ہے وہم کی انتہا ظل تک ہے جہاں ظل کا لگاؤ نہیں ہے وہاں وہم کا بھی علاقہ نہیں ہے اس

لئے ولایت ظلی کے سالک کو موت کے بعد وہم سے خلاصی ملتی ہے کیونکہ اس کا وہم اس کی موت کے ساتھ معدوم ہوتا ہے بخلاف ولایت اصلی کے کہ ولایت کبریٰ میں وہم اور خیال کی قید سے اس دار دنیا میں رہائی مل جاتی ہے باوجود قید وہم کے وہم سے آزادی ہوتی ہے۔جو بات پہلی جماعت کو یعنی صاحب ولایت صغریٰ کو آخرت میں حاصل ہوگی وہ دوسری جماعت یعنی صاحب ولایت کبریٰ کو اسی دار دنیا میں حاصل ہو جاتی ہے ولایت ظلی میں اس دار دنیا میں مطلوب کا حصول وہمی اور خیالی ہے ولایت اصلی میں مطلوب کا حصول وہم اور خیال سے پاک ہے۔ غالباً اسی وجہ سے حضرت شیخ المشائخ مولانا جلال الدین رومی رحمتہ اللہ علیہ نے وہم کی قید اور خیال کی پابندی سے تنگ آکر موت کی آرزو کی تھی تاکہ مطلوب کو وہم اور خیال کے لباس سے عریان حاصل کریں چنانچہ آپ (حضرت شیخ المشائخ مولانا جلال الدین رومی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے مرض الموت میں لوگوں کو الفاظ دعائیہ''عافاک اللہ''' (اللہ تعالیٰ آپ کو صحت دے) کہنے سے منع فرمایا تھا:

من شوم عریان زتن او از خیال | تا خرام در نہایات الوصال

میں ہوں عریان تن سے اور وہ از خیال | تا کہ پہنچوں میں بہ قرب واتصال

مکتوبات مجددیہ

(7) آفاق اور انفس کے آئینوں میں جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ ظلیت کے دماغ سے ملوث ہے پس نفی کی ضرورت اصل کے اثبات کیلئے جب انفس اور آفاق سے معاملہ آگے بڑھ گیا ظلیت کی قید باقی نہ رہی دائرہ ظلال کے منتہیوں کو تجلی برقی جو مرتبہ اصل سے پیدا ہے حاصل ہوتی ہے تاکہ وہ بھی ایک ساعت کیلئے آفاق اور انفس کی قید سے رہا ہو جائیں۔اگر جماعت آفاق اور انفس کے دائرہ سے گذر گئی ہے اور ظل کو طے کر کے اصل میں مل گئی ہے اس کیلئے یہ تجلی دائمی ہو جاتی ہے ان بزرگوں کا مقام دائرہ اصل ہے جہاں سے تجلی برقی کی پیدائش ہے۔ ولایت ظلی یعنی دائرہ ولایت صغریٰ میں تجلی برقی کا حصول انتہائی کمال ہے مگر ولایت کبریٰ یعنی ولایت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں پہلا قدم تجلی برقی ہے اور آخری قدم تجلی دائمی ولایت صغریٰ اولیاء اللہ کی ولایت ہے (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) یہاں سے ولایت اولیاء اور ولایت انبیاء میں فرق ظاہر ہو گیا کہ ولایت صغریٰ کی انتہا ولایت کبریٰ کی ابتدا ہے پھر نبوت انبیاء علیہم السلام کے کمالات کا کیا بیان ہو سکتا ہے ولایت کبریٰ کی انتہا سے نبوت کی ابتدا ہوتی ہے مگر حضرت خواجہ خواجگان بہاؤ الحق نقشبند رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ولایت انبیاء علیہم السلام اتباع اور پیروی آنحضرت (حضور پر نور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) سے حاصل فرمائی ہے اسی لئے آپ (حضرت خواجہ خواجگان بہاؤ الحق نقشبند رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم سلوک کی انتہا کو ابتدا ہی میں درج کرتے ہیں فقیر (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ) بھی اس قدر جانتا ہے کہ نسبت اور حضور (حضرت خواجہ خواجگان بہاؤ الحق نقشبند رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کا کمال ولایت کبریٰ سے ملحق اور اس سے مستفید و بہرہ یاب ہے برخلاف دوسرے طریقوں کے کہ ان کی انتہا تجلی برقی تک ہے۔

مکتوبات مجددیہ

(8) حضرت خواجہ (حضرت خواجہ خواجگان بہاؤ الحق نقشبند رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں کہ میں سات سال تک مولانا عارف (شیخ المشائخ مولوی محمد عارف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے ہمراہ اس تلاش میں مصروف رہا کہ اصل سے آگاہی پاؤں اسی لئے میں نے حجاز کا سفر کیا اگر مولانا (شیخ المشائخ مولوی محمد عارف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے کسی مماثل بزرگ کو یا کسی مشابہت رکھنے والے کو بھی میں وہاں پالیتا تو ہرگز واپس نہ ہوتا۔

مکتوبات معصومیہ

(9) حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے فقیر (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ) کو جس طریقہ سے ممتاز فرمایا ہے وہ ابتدا سے انتہا تک نسبت نقشبندیہ ہے کہ متضمن اندراج نہایت بہ بدایت ہے اسی بنیاد پر کیسی کیسی عمارتیں تعمیر کی گئیں اور محل بنائے گئے اگر اس طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) میں یہ بات نہ ہوتی تو معاملہ یہاں تک نہ بڑھتا کہ سمرقند اور بخارا سے تخم لاکر سرزمین ہند میں جس کا خمیر خاک یثرب اور بطحا سے تیار ہوا ہے بویا گیا فضل وکمال کے پانی سے برسوں سینچا گیا اور مرتبہ ولایت کی تربیت سے پرورش کیا گیا جب وہ کھیتی کمال کے درجہ تک پہنچ گئی تو اس میں ان علوم اور معارف کے پھل لگے۔ سب تعریفیں خدائے تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے ہم کو ہدایت کی اگر وہ ہم کو ہدایت نہ کرتا تو ہم کسی طرح سے راہ نہ پاتے بیشک ہمارے پروردگار کے رسول (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) دین حق لے کر آئے۔

مکتوبات مجددیہ

ولایت علیا کے بیان میں

(1) جب سلوک کی سیر ولایت کبریٰ تک پہنچ گئی تو خیال پیدا ہوا کہ اب سلوک پورا ہوگیا عالم غیب سے یکا یک ندا آئی کہ جو کچھ ظاہر ہوا ہے یہ سب تفصیل اسم الظاہر کی تھی جو عالم قدس میں اُڑنے کا بازو ہے دوسرے بازو جو اسم الباطن ہے ابھی باقی ہے اگر اس کی سیر کو بھی تفصیل کے ساتھ پورا کرلوگے تو اڑنے کیلئے ہر دو بازو مہیا ہو جائینگے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اسم الباطن کی سیر بھی پوری ہوگئی اور دونوں بازو مکمل ہوگئے۔۔ تمام تعریفیں خدائے تعالیٰ کیلئے مخصوص ہیں جس نے ہم کو یہ راہ دکھائی اگر وہ ہدایت نہ کرتا تو ہم کہاں سے راستہ پاتے بیشک رسول (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) سچا دین لے کر آئے ہیں۔۔ اے فرزند! اسم باطن کی سیر کا حال کیا بیان ہوسکتا ہے اس کا پوشیدہ رکھنا ہی مناسب ہے صرف اتنے بیان پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ اسم ظاہر کی سیر میں اگرچہ صفات کی سیر ہے لیکن اس کے ساتھ ذات ملحوظ نہیں ہے اسم الباطن کی سیر بھی اگرچہ اسماء میں ہوتی ہے مگر ان کے ضمن میں ذات پاک ملحوظ رہتی ہے لیکن یہ اسماء سپر کی طرح ذات حق سبحانہ وتعالیٰ کے روپوش ہوتے ہیں جیسے صفت العلم میں ذات العلیم مقصود نہیں ہے اور اسم العلیم میں صفت کے پردہ میں ذات بھی ملحوظ ہے کیونکہ علیم وہ ذات ہے جس کو علم حاصل ہے۔ پس علم میں سیر کرنا اسم ظاہر کی سیر ہے اور علیم میں سیر کرنا اسم باطن کی سیر اسی مقام پر تمام اسماء وصفات قیاس کئے جاسکتے ہیں اسم باطن اور اس سے تعلق رکھنے والے اسماء ملائکہ ملاء اعلیٰ کے مبادی تعینات ہیں علیٰ نبینا وعلیہم الصلوۃ والتحیات۔ ان اسماء کی ابتداء ولایت علیا یعنی ملائکہ ملاء اعلیٰ میں قدم رکھنے سے ہوتی ہے جو فرق کہ علم اور علیم میں اور اسم الظاہر اور اسم الباطن میں

بیان کیا گیا اس کو تھوڑا مت خیال کرو اور یہ نہ سمجھو کہ علم سے علیم تک تھوڑی سی مسافت ہے نہیں بلکہ جو فرق کہ مرکز خاک اور محدب عرش میں ہے وہ مثل ایک قطرہ کے ہے بمقابلہ دریائے محیط کے کہنے میں نزدیک ہے اور حاصل کرنے میں بہت دور۔ (مکتوبات مجددیہ)

(2) یہ مقام ولایت کے مدارج میں سب سے بلند ہے بلکہ ولایت انبیاء علیہم السلام سے بھی فوقیت رکھتا ہے رہی یہ بات کہ انبیاء علیہم السلام کو ملائکہ پر فضیلت حاصل ہے وہ اعتبار ان کی نبوت کے ہے اس دائرہ میں قلب کی وسعت سے کہیں زیادہ ہے جو سابق میں حاصل ہوئی ہے کیونکہ پہلے مقام میں اسماء اور صفات اور شیون کی وسعت بلالحاظ ذات تھی اور اس وسعت میں ذات پاک مع کمالات ملحوظ ہے پس ظاہر ہے کہ ان دونوں وسعتوں میں کتنا بڑا فرق ہیں اسماء اور صفات کو ذات کے مقابلہ میں کیا نسبت ہوسکتی ہے اور ان کی کیا گنتی۔

مکتوبات معصومیہ

(3) ایک حقیقت کی فوقیت دوسری حقیقت فوقانی پر عروج کر کے قرب کے مزید مراتب کو حاصل کرلے حقیقت فوقانی کا سالک اپنی حقیقت میں پھنسا رہے اور اپنی حقیقت سے عروج نہ کرے اور زیادہ مراتب قرب کو جس پر افضلیت کا دارومدار ہے حاصل نہ کرے آپ جانتے ہیں کہ ولایت ملاء اعلیٰ ولایت بشری پر فوقیت رکھتی ہے مگر فضیلت خواص بشر کو ہے اس اعتبار سے کہ ان کو حقائق ملک سے آگے تک عروج ہوتا ہے اور ملک کو اپنی حقیقت سے آگے عروج نہیں ہوتا ہے" ومامنا الا لہ مقام معلوم "(ترجمہ) فرشتوں میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس کا ایک مقام مقرر نہ ہو شرح مواقف میں مذکور ہے کہ ملائکہ بعض امور میں بشر پر فوقیت رکھتے ہیں مگر کثرت ثواب کی وجہ سے افضلیت بشر کو ملک پر حاصل ہے نیز عالم امر عالم خلق کے اوپر ہے مگر فضیلت عالم خلق کو ہے کیونکہ عالم خلق کا تقرب اللہ تعالیٰ سے اصلی ہے اور عالم امر کا ظلی۔ عنصر خاک عالم امر اور عالم خلق کے سب لطائف میں نیچے کا لطیفہ ہے مگر اس کی پستی اس کی رفعت کا سبب ہوگئی۔ پس جو قرب خاکیوں کو حاصل ہے قدسیوں کو میسر نہیں۔

زمیں زادہ بر آسماں تاختہ زمین وزماں را پس انداختہ
زمین وآسماں کرکے بہم خاکیوں نے عرش پر رکھا قدم

مکتوبات معصومیہ

(4) اگر ولایت کو نبوت پر فضیلت ہوتی تو ملائکہ ملاء اعلیٰ جن کی ولایت سب ولایتوں سے اکمل ہے وہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل ہوتے ایک جماعت صوفیہ جو ولایت کو نبوت سے افضل جانتی ہے وہ ملائکہ اعلیٰ کی ولایت کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ولایت سے افضل جانتی ہے اسی لئے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ملائک علین کی افضلیت کے قائل ہو کر جمہور اہل سنت سے علیحدہ ہو گئے یہ خرابی عظیم محض حقیقت نبوت سے ناواقف رہنے کے سبب سے واقع ہوئی۔

مکتوبات مجددیہ

(5) ہر دو بازو (ظاہر و باطن) حاصل ہونے کے بعد جب مجھ کو عروج واقع ہوا تو معلوم ہوا کہ یہ ترقی بالاصالۃ عناصر ثلثہ آگ باد اور آب کو ہوئی ہے کیونکہ ملائکہ کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات میں ان تینوں عناصر کو دخل ہے چنانچہ حدیث میں وارد ہوا ہے

⑥ لطائف کا اپنے اصول سے عروج کرنا ولایت کیلئے مشروط ہے ولایت صغریٰ میں لطائف کا عروج اسماء اور صفات کے ظلال تک ہوتا ہے لطائف امری کا انتہائی عروج ولایت کبریٰ کے پہلے دائرہ (اقربیت) تک ہے اس میں بڑا تعلق عالم خلق سے ہے ولایت کبریٰ کے باقی دائرے نفس سے متعلق ہیں اور ولایت علیا کا سوائے عنصر خاک کے بقیہ دیگر عناصر ثلاثہ سے تعلق ہے۔

مکتوبات معصومیہ

⑦ اس مقام کی سیر میں منکشف ہوا کہ میں راستہ چل رہا ہوں اور چلتے چلتے تھک گیا چاہتا ہوں کہ ایک عصا یا لکڑی مل جائے تو اس کی امداد سے چل سکوں مگر نہیں ملتی بالآخر خس و خاشاک پر سہارا لینے کیلئے ہاتھ مار رہا ہوں تاکہ کوئی سہارا مل جائے چلتے چلتے دور پہنچ کر ایک شہر کا حصار نظر آیا اس حصار کو طے کر کے شہر میں داخل ہوا تو معلوم ہوا کہ یہ شہر تعین اول ہے اور تمام مراتب اسماء وصفات وشیون واعتبارات کا جامع ہے نیز ان مراتب کے اصول اور ان کے اصول کا جامع ہے۔ اور اعتبارات ذاتیہ کی انتہا ہے جو مرتبہ علم حصولی میں ممتاز ہیں۔۔۔ اس کے بعد اگر کسی کو سیر میسر ہو تو وہ مرتبہ علم حضوری سے متعلق ہوگی اے فرزند علم حصولی اور علم حضوری کے الفاظ کا استعمال حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ میں بطور مثال کے ہے کیونکہ صفات زائدہ بر ذات حق سبحانہ وتعالیٰ کا علم علم حصولی کے مناسب ہے اور اعتبارات ذاتیہ کا علم جو کسی طرح سے ذات پر ذات نہیں ہیں علم حضوری کے مناسب ہے جو یہ نہ تسلیم کیا جائے تو لازم آئے گا تعلق علم کا معلوم سے بلا حاصل ہونے کسی چیز کے معلوم میں عالم سے ''فافہم'' یہ تعین اول کہ شہر جامع جس سے کنایہ ہے مرتبہ مجموعہ کمالات ولایات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ملائکہ عظام ہے اور وہ مقام ولایت علیا کا انتہائی مرتبہ ہے جو ملائکہ مقربین سے مخصوص ہے۔

مکتوبات مجددیہ

⑧ ولایت کبریٰ یعنی ولایت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ولایت علیا یعنی ولایت ملائکہ حاصل کرنے کیلئے بہترین شے ذکر لسانی نفی واثبات ہے۔

مکتوبات معصومیہ

⑨ تم نے دریافت کیا تھا کہ کلمہ طیبہ کی تکرار کے وقت ''محمد رسول اللہ'' کو بھی ملا لیں یا نہیں اگر ملا لیا جائے تو کتنے مرتبہ کے بعد اس کا جواب یہ ہے کہ مقرر کرنے کی ضرورت نہیں ہے البتہ ہر اٹھارہ یا ہر بیس یا ہر پچاس یا ہر سو کے بعد (طاق) ملا لیا کریں تو مناسب ہے۔

مکتوبات معصومیہ

کمالات نبوت کے بیان میں

① ساتواں مرتبہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو اس کے اسماء اور صفات سے ممتاز کرنا ہے کیونکہ عاشق ذات پردۂ صفات کی آڑ اور شرک پر صبر وقرار نہیں پا سکتا ہے اگرچہ ذات کا صفات سے الگ ہونا ممکن نہیں ہے اور کسی وقت میں بھی ذات اور صفات میں علیحدگی نہیں ہو سکتی لیکن 'اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ'' کی رو سے ذات حق سے محبت رکھنے والے کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے ایک ایسی معیت ہو

جاتی ہے کہ اس میں صفات کا لحاظ نہیں رہتا پس ذات کا صفات سے جدا ہونا حقیقت نفس الامری میں نہیں ہے بلکہ محض دید محب میں ہے جو نتیجہ معیت ہے۔

مکتوبات معصومیہ

(2) یہ مرتبہ کمالات نبوت سے پیدا ہوا ہے جو بالا صالت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہوتا ہے ہاں ان کی پیروی سے جس کو حاصل ہو جائے اس کا حصہ۔

مکتوبات معصومیہ

(3) اگر کسی ولی کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی پیروی سے کمالات نبوت حاصل ہوں تو یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ولی نبی ہو جائے یا نبی کے برابر کیونکہ کمالات نبوت کا حاصل ہو جانا اور چیز ہے اور منصب نبوت کا حاصل ہونا امر آخر ہے جس کی تفصیل مکتوبات شریف حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ میں بخوبی مذکور ہے۔

مکتوبات معصومیہ

(4) لطائف انسانی میں سے بڑا حصہ کمالات نبوت کا بالاصالت عنصر خاک کیلئے ہے باقی لطائف خواہ وہ امری ہوں یا خلقی اس مقام میں عنصر خاک کے تابع ہیں اور اسی کے طفیل میں اس دولت سے مشرف ہوتے ہیں چونکہ عنصر خاک بشر کے ساتھ مختص ہے اس لئے خواص بشر خواص ملک سے افضل ہیں کیونکہ جو کمال عنصر خاک کو حاصل ہے دوسرے عناصر کو نہیں ہے۔۔اس سیر میں ظاہر ہو جاتا ہے کہ ولایت صغریٰ اور ولایت کبریٰ اور ولایت علیا کے کمالات نبوت کے ظل ہیں بلکہ وہ ان کمالات کے شبہ اور مثال ہیں۔سیر کمالات نبوت کے ضمن میں ایک ایک نقطہ جو قطع ہوتا ہے وہ مقام ولایت کے تمام کمالات سے بڑھ کر ہے۔اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ مجموعہ کمالات نبوت کے ساتھ کمالات ولایت کو کیا نسبت ہوگی۔ دریائے محیط کو قطرہ کے ساتھ کچھ نہ کچھ نسبت ہوتی ہے مگر یہاں اتنی بھی نہیں ہے۔

یوں کہنا چاہئیے کہ مقام ولایت کی نسبت مقام نبوت کے ساتھ ایسی ہے جیسے غیر متناہی کی نسبت متناہی کے ساتھ۔ایک ناواقف بیان کرتا ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے دوسرا اس کی توجیہہ کرتا ہے کہ نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے''کَبُرَتْ کَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا'' یہ بڑی بڑی باتیں جو منکروں کے منہ سے نکل رہی ہیں سب جھوٹی ہیں۔

مکتوبات مجددیہ

(5) جب تک سالک کی سیر اصول یعنی ولایت میں رہتی ہے شوق و ذوق معارف میں لب کشائی اور اسرار و معرفت بیان کرنا اور احاطہ و سریان کی نسبت کا ثبوت اور اصالت و ظلیت کا لگاؤ اور عکس و شخص کا علاقہ رہتا ہے۔اور جب معاملہ اصول سے گذر جاتا ہے اور سالک اصول کو بھی ظل کی طرح چھوڑ دیتا ہے تو اس کی زبان بند ہو جاتی ہے اور نسبت مذکورہ پوشیدہ ہو جاتی ہے خاک کو اس کے خالق سے کیا نسبت اور اس قسم کی معرفت اور ذوق و حلاوت جاتی رہتی ہے۔اس مقام میں اگر علم اور لذت ہے تو وہ دوسری وجہ سے ہے جس کو جہل اور حیرت کے الفاظ سے تعبیر کرنا مناسب تر ہے''مَنْ لَّمْ يَذُقْ لَمْ يَدْرِ''اس سے مراد وہ جہل اور حیرت نہیں ہے جو عوام کو حاصل ہوتی ہے بلکہ یہ جہل اور حیرت وہ ہے جو علم اور دانش پر بدر جہا فضیلت رکھتی ہے بقول شیخ المشائخ حضرت

مولانا جلال الدین رومی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

در حق او مدح در حق تو ذم در حق او شہد در حق تو سم

اس کے حق میں مدح تیرے حق میں ذم اس کے حق میں شہد تیرے حق میں سم

مکتوبات معصومیہ

(6) باطن کی نسبت اپنے انتہائی درجہ میں پہنچ کر ادراک سے دور ہو جاتی ہے اور سالک عالم ظاہر کے تعلقات سے بالکل بیگانہ اور نا آشنا ہو جاتا ہے سالک کی معشوقیت کہ ناز اور استغنا کہ اس کے لوازم سے ہے کمال درجہ پر پہنچ جاتی ہے۔ باطن کی نسبت جس قدر جہالت کی طرف کھنچے بہتر ہے کہ فرمایا امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق نے "اَلْعِجْزُ عَنْ دَرْکِ الْاِدْرَاکِ اِدْرَاکٌ" ظاہر کی پیاس اسی وقت تک ہے جب تک کہ ظاہر کا کارخانہ قائم ہے اور جب ظاہر کا کارخانہ نہ رہے تو باطن کی نسبت میدان خالی پاکر بصد آب وتاب بے پردہ جلوہ ظہور میں آتی ہے چونکہ موت قیامت کی مقدّمات میں سے ہے اس لئے شہود وہاں اکمل ہوتا ہے نیند بھی موت کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے اس لئے بعض سالکوں کو نیند میں ایسی حالت طاری ہوتی ہے جو حالتِ موت کے مشابہہ ہوتی ہے اور بیداری پر فوقیت رکھتی ہے۔ جب برزخ صغریٰ کا معاملہ انجام کو پہنچ جائے اور برزخ کبریٰ ظاہر ہو اور اجزائے منتشرہ کو یکجا جمع کر لیں اس وقت قرب کی دولت اصلی طور پر بدن عنصری کے لئے نصیب ہوگی اور عزّت و مرتبہ کے ساتھ اس کو عالمِ امر کے لطائف کا پیشوا بنائیں گے۔ معاملہءِ دنیوی میں باطن اصل ہے اور ظاہر اس کا تابع رہتا ہے مگر برزخ کبریٰ میں ظاہر اصل ہے اور باطن اس کا تابع رہے گا اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ باطن کی نسبت سلب ہو کر ظاہر کو مل جائے گی اور باطن ظاہر کا تابع رہے گا بلکہ مطلب یہ ہے کہ باطن کی نسبت حسب حال بحال رہے گی اور ظاہر کو ایسا تقرّب اور مرتبہ حاصل ہوگا کہ باطن باوجود اپنے مرتبہ اور عزّت کے ظاہر کی اتباع کرے گا اور اپنی نسبت کو ظاہر کے مقابلہ میں ناچیز دیکھے گا ۔تنبیہ: بعض کاملین اسی عالم میں وہ کمالات حاصل کرتے ہیں جو دوسروں کو قیامت میں دیئے جائیں گے اس لئے اسی عالم میں اس کے ظاہر کو باطن پر فوقیت دے کر باطن کا پیرو بناتے ہیں اور ان کی دنیا کو آخرت کا حکم دیتے ہیں اسی سے ان کی آخرت کا بھی اندازہ ہوسکتا ہے۔ چنانچہ حضرت سلطان العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو بشارت دی گئی تھی کہ ہم نے تیری دنیا کو آخرت بنایا ہے۔ واضح ہو کہ قرب نبوّت عالم خلق سے اور قرب ولایت عالم امر سے متعلق ہے جو عارف مرتبہ قرب نبوّت تک واصل ہوتا ہے اسی کو یہ کمال حاصل ہوتا ہے۔ ع

مکتوبات معصومیہ

ایں کار دولت است کنوں تا کرا رسد دیکھئے یہ کمال کس کو ملے

(7) کمالات نبوّت مراتب عروج میں رہتے ہیں اور عروجاتِ نبوّت میں توجہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف رہتی ہے اکثر صوفیہ غلطی سے خیال کرتے ہیں کہ ولایت کی توجہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف رہتی ہے اور نبوّت کی توجہ خلق کی طرف اور ولایت مراتب عروج

میں رہتی ہے اور نبوت مراتب نزول میں اسی لئے وہم کرتے ہیں کہ ولایت نبوت سے افضل ہے اتنا نہیں جانتے کہ ولایت اور نبوت دونوں کیلئے عروج اور نزول ہیں دونوں کی توجہ حق کی طرف رہتی ہے اور نزول میں خلق کی طرف۔ غـانـيـة مـافـي الـبـاب مرتبہ نزول میں نبوت بالکل خلق کی طرف متوجہ رہتی ہے مگر ولایت مرتبہ نزول میں بالکل خلق کی طرف نہیں رہتی بلکہ اس کا باطن حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف متوجہ اور ظاہر خلق کی طرف رہتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ صاحب ولایات مقامات عروج کو پورا کئے بغیر نزول میں جاتا ہے۔ اس لئے عروج کی نگرانی اس کو دامن گیر رہتی ہے اور خلق کی طرف پورے طور سے متوجہ نہیں ہونے پاتا برخلاف صاحب نبوت کے کہ وہ مقامات عروج کو ختم کرکے نزول میں آتا ہے اس لئے پورے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوت خلق کی طرف متوجہ رہتا ہے اس امر کو خوب سمجھو کیونکہ یہ اسرار ہیں کسی نے ان کو بیان نہیں کیا ہے۔ مکتوبات مجددیہ

(8) جس طرح عنصر خاک مراتب عروج میں تمام لطائف سے اوپر جاتا ہے اسی طرح مراتب نزول میں تمام لطائف سے نیچے آتا ہے کیونکہ عنصر خاک کا مکان طبعی تمام عناصر سے نیچے ہے چونکہ یہ عنصر تمام لطائف سے نیچے اتر آتا ہے اس لئے اس عنصر کی دعوت بھی اتم اور اس کا فائدہ اکمل اور عام ہوتا ہے۔ مکتوبات مجددیہ

(9) اے فرزند سنو! انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے دعوت کو عالم خلق کیلئے فرمایا ہے اسلام کی بنا پانچ چیزوں پر رکھی گئی۔ چونکہ قلب کو عالم خلق کے ساتھ زیادہ تر مناسبت ہے اس لئے اس کی تصدیق کیلئے بھی حکم دیا گیا مگر قلب کے سوا اور چیزوں سے گفتگو نہ کی گئی اور ان کو مقاصد میں داخل نہیں کیا گیا اور بہشت کی نعمتیں اور دوزخ تکلیفیں عالم خلق سے وابستہ ہیں اور عالم امر کے ساتھ ان کو متعلق نہیں کیا گیا فرض اور واجب وسنت کا ادا کرنا قالب سے متعلق ہے جو عالم خلق سے ہے صرف اعمال نافلہ عالم امر سے متعلق ہیں اسی لئے ادائے فرائض کے قرب کا ثمرہ عالم خلق کے حصہ میں ہے اور ادائے نوافل کے قرب کا ثمرہ عالم امر کیلئے ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ نفل کو فرض سے کوئی مناسبت نہیں ہے کاش کہ دریا کے ساتھ قطرہ کی سی نسبت ہوتی ہاں نفل کو سنت سے اتنی نسبت ہے اور سنت وفرض میں بھی قطرہ اور دریا کی مناسبت ہے اسی سے دونوں قربوں کا باہمی فرق واضح ہوجاتا ہے اور عالم خلق کی فضیلت عالم امر پر ظاہر ہوجاتی ہے۔ مکتوبات مجددیہ

(10) جبکہ اصل علوم ومعارف مقام نبوت کے مناسب ہیں اور نبوت کی ولایت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شریعتیں ہیں پس جس قدر مراتب نبوت میں تفاوت ہوتا ہے اتنا ہی ان کے شرائع میں بھی فرق ہوتا ہے مشائخ کے شطحیات نیز وہ علوم جو توحید اور اتحاد کی خبر دیتے ہیں اور سریان واحاطہ قرب ومعیت مرآتیت وظلیت کی اطلاع دیتے ہیں اور شہود ومشاہدہ کو ثابت کرتے ہیں مقام ولایت اولیاء اللہ کے مناسب ہیں پس انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معارف کتاب وسنت ہیں اور اولیاء کے معارف فصوص وفتوحات مکیہ ہیں۔ ع

قیاس کن زگلستان من بہار مرا ہے
شان جو چمن کی وہ میری بہار کی

ولایت اولیاء قرب حق کا سراغ لگاتی ہے اور ولایت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اقربیت کا پتہ دیتی ہے ولایت اولیاء شہود کا راستہ بتاتی ہے اور ولایت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مجہول الکیف نسبت کا اثبات کرتی ہے اولیاء کی ولایت اقربیت اور جہالت کو نہیں پہچانتی کہ کیا چیزیں ہیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ولایت اقربیت کے قرب کو عین بعد اور شہود کو نفس غیبت جانتی ہے۔

مکتوبات مجددیہ

(11) فناءِ نفس کی ابتدا ولایت صغریٰ میں ہوتی ہے مگر اس کے کمالات ولایت کبریٰ سے متعلق ہیں بلکہ عناصر اربعہ کے اعتدال کے ساتھ کمالات نبوت سے وابستہ ہیں۔

مکتوبات معصومیہ

(12) شہود اور مشاہدہ ظلال سے وابستہ ہے ادراک اور وصل کی رسائی اصول تک ہے جب سلوک ظلال سے گذر جاتا ہے اور اصول بھی ظلال کی طرح راستہ میں رہ جاتے ہیں تو کام غیب الغیب سے پڑتا ہے گذشتہ معاملات گویا بیکار ہو جاتے ہیں اور ایمان شہودی ایمان غیب سے مبدل ہو جاتا ہے بجائے لذت وحلاوت وذوق کے بے مزگی اور درد وحزن پیدا ہوتے ہیں حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ ہمیشہ غمگین اور فکر مند رہتے تھے ان بزرگوں کا ذوق ولذت محبوب کی اطاعت میں ہے اور ان کا اُنس بندگی میں منحصر ہے اولیاء اللہ شہود کی لذت سے مزہ اٹھاتے ہیں اور وصال کے خیال میں مست رہتے ہیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام شہود سے آنکھ بند کر کے وصال اولیاء کو خیال تصور کر کے غیب کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں جو مرتبہ شہود پر ہزار درجہ فوقیت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کی بندگی میں کمر ہمت باندھ کر امام کے پیچھے تحریمہ اولیٰ کو پالینا تجلیات اور ظہورات سے بہتر جانتے ہیں اور خشوع و خضوع اور سجدہ گاہ پر نظر جمانے کو شہود اور مشاہدہ سے بہتر دیکھتے ہیں۔

مکتوبات معصومیہ

(13) جب سیر سلوک اصل سے بڑھ جاتی ہے اور بساطت صرفہ پیش آتی ہے تو مراتب کوتاہی کرتے ہیں اور فنا و بقا راستہ میں رہ جاتے ہیں۔

مکتوبات معصومیہ

(14) اے فرزند! عشق کا ولولہ محبت کی سوزش شوقیہ نعرے دردآمیز فریاد وجد وتواجد رقص درقاصی تجلیات ظلیہ اور مقامات ظلال میں پیدا ہوتے ہیں اصول میں پہنچنے کے بعد ان امور کا خیال بھی نہیں رہتا اس مقام میں محبت کے معنی ارادہ اطاعت کے ہیں جیسا کہ علماء نے بیان فرمایا ہے بعض صوفیہ محبت کے معنی ذوق کے لیتے ہیں جو صحیح نہیں ہیں۔

مکتوبات معصومیہ

(15) تم نے لکھا تھا کہ جب کمالات نبوت کا معاملہ ذات بحت سے متعلق ہے تو حقیقت کعبہ اور حقیقت قرآنی تک ترقی کیونکر ممکن ہوگی۔ میرے مخدوم یہ کہا سے معلوم ہوا کہ معاملات نبوت ذات صرفہ سے تعلق رکھتے ہیں اور فقیر (حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رحمتہ اللہ علیہ) سے کس نے نقل کیا ہے فقیر (حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے یہ ہرگز نہیں کہا اور نہ ہمارے حضرت (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ) کے کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے تینوں ولایتوں کے حاصل ہونے کے بعد اور اسماء وصفات وشیون واعتبارات وتنزیہات وتقدیسات سے گذرنے کے بعد اور اسم ظاہر اور اسم باطن سے ترقی کرنے کے بعد یہ کمالات حاصل ہوتے ہیں

ملاحظہ ہو مکتوب 260 جلد اول

مگر ان کمالات کے ذات بحت سے متعلق ہونے میں کلام ہے۔ شعر

کَیْفَ الْوُصُوْلُ اِلٰی سُعَادَ وَدُوْنَھَا قُلَلُ الْجِبَالِ وَدُوْنَھُنَّ حُیُوْفُ

رسائی کس طرح ہو تجھ سے محبوب کئے دیتی ہے سختی راہ کی مرغوب

کمالات نبوت ذات صرفہ سے کیونکر متعلق ہو سکتے ہیں حالانکہ حضرت (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے اسی مکتوب میں ارشاد فرمایا ہے کہ حقیقت کعبہ جو عظمت اور کبریائی کے پردوں سے مراد ہے کمالات نبوت سے اوپر ہے اور یہ کمالات عصر خا کی کیلئے ثابت ہیں ہیئت وحدانی کو جو عالم خلق اور عالم امر کا مجموعہ ہے حقیقت کعبہ سے حصہ حاصل ہوتا ہے اور اسی مکتوب میں جہاں آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس وجود اور عدم کے سواہے تحریر فرماتے ہیں کہ مرتبہ ذات ان کمالات سے ارفع واعلیٰ ہے۔

مکتوبات معصومیہ

(16) **سوال:** جب کمالات نبوت کا مرتبہ اسماء اور صفات اور شیون واعتبارات کے مرتبہ سے بلند تر ہے تو حقیقت کعبہ اور اس کے مماثل حقائق کے کہ جن میں مسجودیت کا اعتبار ملحوظ ہے کمالات نبوت پر فوقیت رکھنے کے کیا معنی ہیں **جواب:** یہ شبہ تفصیل کا خواہاں ہے اتنا معلوم کرلو کہ کمالات نبوت کا مرتبہ ان اسماء وصفات وشیونات سے بلند ہے جو ولایت کبریٰ اور علیا میں ثابت ہو چکے ہیں۔

مکتوبات معصومیہ

(17) کمالات نبوت بلا کسی واسطہ اور کسی کی پیروی کے اصل میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہوتے ہیں ان کی پیروی اور توسط سے ان کے اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھی یہ دولت نصیب ہوتی ہے اور دوسروں کیلئے بھی ان کی پیروی اور ہدایت سے اس دولت تک وصول ممکن ہے۔

فیض روح القدس ارباز مدد فرماید دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

فیض ِ حق کا گردد بارہ ہو نزول انبیاء کا فیض ہو سب کو حصول

میرا خیال ہے کہ اکابر تابعین پر کمالات نبوت کا پرتو پڑا تھا اور تبع تابعین کے اکابر پر بھی یہ آفتاب سایہ افگن ہوا مگر اس کے بعد پوشیدہ ہو گیا یہاں تک کہ زمانہ بعثت آنسرور (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) سے الف ثانی تک نوبت پہنچی اس وقت پھر یہ دولت نبوت کی اتباع سے ظاہر ہوئی اور آخر کو اول سے مشابہ کیا گیا۔

اگر بادشہ بردر پیر زن بیاید تو اے خواجہ سبلت مکن

اگر بادشہ آئے بڈھی کے گھر تو اے خواجہ اس پر تعجب نہ کر

سلام اس پر ہو جس نے ہدایت کی پیروی کی متابعت مصطفیٰ ﷺ کو لازم کر لیا کامل صلوٰۃ وسلام ہو حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ پر اور آپ (سرکار دو عالم ﷺ) کی آل پاک اور اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم پر۔

مکتوبات مجددیہ

ان علوم و معارف کا مالک اس الف کا مجدد ہے جن لوگوں نے مجدد الف کے ان علوم و معارف کو جو ذات اور صفات اور افعال سے متعلق ہیں اور احوال و وجد و تجلیات و ظہورات سے مشابہ ہیں دیکھا ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ معارف اور علوم بہ نسبت علوم مجددیہ کے بمنزلہ ایک چھلکے کے ہیں اور وہ علوم بمنزلہ مغز کے۔ خدائے پاک سیدھے راستہ پر چلانے والا ہے واضح ہو کہ ہر صدی کے آغاز میں ایک مجدد آتا ہے مگر صدی کا مجدد علیحدہ ہے اور مجدد الف علیحدہ جو فرق سو اور ہزار میں ہے وہی فرق ان دونوں میں ہے بلکہ اس سے زیادہ۔ مجدد الف وہ شخص ہے کہ اس مدت میں امت کو جو فیض پہنچے اسی کے توسط سے پہنچے اگرچہ اس وقت اقطاب اور ابدال و اوتاد ہی کیوں نہ موجود ہوں۔ مصرعہ خاص کند بندۂ مصلحت عام را

مکتوبات مجددیہ

(19) جب معاملہ ظلال اور اصول سے گذر جاتا ہے اور سالک اصول کو بھی ظلال کی طرح چھوڑ دیتا ہے اور انتہائی بلندی اور بے امتیازی کی وجہ سے مقام حیرت و جہل پیدا ہو جاتا ہے تو اب کلمہ طیبہ سے جو کمالات وابستہ تھے پورے ہو گئے کلمہ طیبہ کا ذکر اس مقام میں نفع نہیں دیتا اس مقام کی ترقی نماز مفروضہ اور تلاوت قرآن مجید سے وابستہ ہے ہم نے حضرت سلطان العارفین امام شریعت و طریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ اس مقام میں کلمہ طیبہ کو قرآن مجید کی طرح تکرار کیا جائے اور ابتدا اعوذ سے شروع ہو تو سالک کو تلاوت قرآن مجید کا نفع اور فائدہ ہوتا ہے۔

مکتوبات معصومیہ

(20) اس مقام کے بعد ایسا مقام آتا ہے جہاں عمل کا کوئی نتیجہ نہیں اور نہ اعتقاد کا کوئی اثر فقط فضل اور احسان خداوندی پر ترقی منحصر ہوتی ہے۔

مکتوبات معصومیہ

(21) اصل میں یہ مقام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اولوالعزم کیلئے مخصوص ہے البتہ ان کی اتباع میں دوسروں کو حاصل ہوتا ہے۔

با کریماں کارہا دشوار نیست کام یہ مشکل کریموں پر نہیں۔

مکتوبات معصومیہ

(22) اس کے بعد وہ کمالات ہیں جن میں سالک کی ترقی تفصیل سے محبت کی طرف ہوتی ہے اس کمال میں ترقی محبت صرفہ پر موقوف ہے مقام محبت میں بھی دو کمال ہیں محبیت اور محبوبیت۔ محبیت ذاتیہ کا کمال اصل میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے خاص ہے اور محبوبیت ذاتیہ کے کمالات حضرت حبیب (حضور پر نور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) کیلئے مختص ہیں اوروں کو ان کے طفیل میں ان کمالات کے حصول کی توقع ہو سکتی ہے۔

مکتوبات معصومیہ

(23) **سوال:** جب عارف کا معاملہ فضل اور محبت صرفہ سے متعلق ہو گیا تو اس مقام میں اعمال صوریہ جیسے ذکر لسانی و تلاوت وغیرہ عارف کیلئے ترقی بخش اور سودمند ہوتے ہیں یا نہیں **جواب:** اعمال مذکورہ نفع دیتے ہیں اور درجات آخرت کو بلند کرتے اور گناہوں کا کفارہ ہوتے ہیں اور کدورت بشری اور ظلمات جسمانی کو زائل کرتے ہیں حدیث شریف میں آیا ہے کہ میرے قلب پر پردے ڈالے جاتے ہیں اور میں اللہ تعالیٰ سے ہر روز ستر بار استغفار کرتا ہوں مگر ان مقام میں عارف کو جو کچھ ترقی حاصل ہوئی وہ ان اعمال سے نہیں بلکہ محبت صرفہ اور فضل محض سے ہر ایک مرتبہ کے موافق وابستہ ہے۔

مکتوبات معصومیہ

(24) عنایات الٰہی اور طفیل نبوی ﷺ سے جب کمالات نبوت یعنی تجرید ذات کی سیر انجام پر پہنچ گئی تو مشہور ہوا کہ اگر دوسرا قدم اور اٹھایا جائے تو عدم محض میں پڑے گا کیونکہ اس سیر کے بعد عدم محض کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اے فرزند! یہ وہم مت کرو کہ عقا

شکار میں آ گیا اور سیمرغ جال میں پھنس گیا۔

عنقا شکار کس نشود دام باز چلن — کانجا ہمیشہ باد بدست ست دام را

عنقا شکار ہو نہیں سکتا ہے جال میں — عنقا وہ کب ہے جو کوئی پھنستا ہے جال میں

پس خدائے پاک وراء الوراء اور پھر وراء الوراء ہے

ہنوز ایوان استغنا بلند است — مرا فکر رسیدن ناپسند ست

ابھی تک شان استغنا ہے اعلیٰ — خیال وفہم کے پانے سے بالا

یہ ورائیت حجاب کے لحاظ سے نہیں ہے کیونکہ حجاب کل اُٹھ گئے ہیں بلکہ اس کی عظمت اور کبریائی کا ثبوت ہے۔ وادراک کا مانع اور وجدان کے منافی ہے پس خدائے پاک وجود میں بالکل قریب اور وجدان میں بہت دور ہے۔ مکتوبات مجددیہ

کعبۂ رُبانی کی حقیقت کے بیان میں

(1) بعض اولیاء کاملین ایسے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے طفیل میں عظمت اور کبریائی کے خیموں میں جگہ پاتے اور محرم بارگاہ بن جاتے ہیں پس ان کے ساتھ بھی وہی معاملہ کیا جاتا ہے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کیا گیا اے فرزند! یہ معاملہ انسان کی ہیئت وحدانی پر جو عالم خلق اور عالم امر کا مجموعہ ہے ظاہر ہوتا ہے باوجود اس کے اس مقام میں بھی کل عناصر کا سردار عنصر خاک ہے۔

(2) جاننا چاہیئے کہ یہ مقام (جو کہ سالک کی ہیئت وحدانی سے مخصوص اور عظمت وکبریائی کے خیموں کے ظاہر ہونے کا مقام ہے) کعبۂ رُبانی کی حقیقت سے متعلق ہے۔ مکتوبات مجددیہ

(3) ارباب ولایت قلب سے مراد حقیقت جامعہ انسانی رکھتے ہیں جو عالم امر سے ہے اور صاحب نبوت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی اصطلاح میں قلب وہ مضغہ ہے جس کی درستی پر بدن کی درستی اور اس کے فساد پر بدن کا فساد موقوف ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آدمی کے جسم میں ایک مضغہ یعنی ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہوجاتا ہے تو بدن بھی درست ہوجاتا ہے اور جب وہ فاسد ہوجاتا ہے تو بدن بھی فاسد ہوجاتا ہے۔ آگاہ رہو کہ اس کا نام قلب ہے حقیقت جامعہ جب نہایت النہایت پر پہنچتی ہے اور ولایت خاصہ سے وافر حصہ حاصل کرتی ہے تو اگر مطلوب کی نمائیندگی پیدا کرے تو اس میں مطلوب کا ظل پیدا ہوگا نہ عین مطلوب جس طرح آئینہ میں مثال ظاہر ہوتی ہے نہ عین شخص بخلاف مضغہ قلب کے کہ اس میں آئینہ کے خلاف عین مطلوب ظاہر ہوتا ہے نہ عین ظل مطلوب اسی لئے فرمایا کہ 'یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِیْ الْمُؤْمِنُ' یہ معاملہ نظر اور فکر سے ماوراء ہے ہرگز اس میں حلول اور تمکن کا خیال مت کرو کہ وہ الحاد اور زندقہ ہے اگر چہ دنیاوی عقل اس کو باور نہیں کرتی کہ شے کا عین دوسری شے میں ظاہر ہو۔ اور حلول اور تمکن نہ ہو تو یہ اس کا قصور ہے اے بھائی اس مضغہ کو گوشت کا ٹکڑا مت خیال کرو کیونکہ اس میں عالم اسرار کے خزانے اور عالم امر کے مخفیات مدفون ہیں اور خاص معاملات جو ہیئت وحدانی سے مخصوص ہیں اس کے علاوہ ہیں۔ پہلے اجزاء عشرہ کو تصفیہ اور تزکیہ کر کے جذب اور سلوک فنا اور بقا سے پاک کیا گیا اور ماسوا اللہ کے تعلقات کی آلودگی سے آزاد کیا گیا

مثلاً قلب تقلب سے چھوڑ کر تمکن پر پہنچایا گیا اور نفس کو امارگی سے اطمینان پر لایا گیا جز وناری کو سرکشی اور نافرمانی سے روک کر جز و خاکی کو پستی سے بلندی کی طرف لے آئے اسی طرح سالک کے تمام اجزاء کو افراط اور تفریط سے توسط اور اعتدال پر لے آئے پھر اپنے فضل وکرم سے ان اجزاء کو ترکیب دے کر شخص معین بنا کر انسان کامل بنایا گیا پس عارف کے قلب کو جو اس کا خلاصہ اور اس کے وجود کا مرکز ہے۔ مضغہ کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ مکتوبات مجددیہ

(4) تم نے دریافت کیا تھا کہ حقائق ثلثہ تک پہنچنا تفضل میں داخل ہے یا کسبیات وریاضیات سے متعلق ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان حقائق کا معاملہ کمالات نبوت سے بالا ہے لہٰذا تفضل میں داخل ہے۔ مکتوبات معصومیہ

(5) **سوال:** حضرت (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے تحریر فرمایا ہے کہ کعبہ ربانی کی حقیقت، حقیقت محمدی علیہ السلام سے اوپر ہے اس سے لازم آتا ہے۔ کہ حقیقت کعبہ حقیقت محمدی علیہ السلام سے افضل ہو جائے حالانکہ آنسرور (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار علیہ السلام) افضل مخلوقات ہیں حدیث شریف ''**لولاہ لما خلقتُ الافلاک ولما اظهرتُ الربوبية**'' آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار علیہ السلام) کی شان میں ناطق ہے؟

جواب: حقیقت کعبہ مقام معبودیت ومسجودیت میں ہے اور آنحضرت (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار علیہ السلام) کا کمال عبودیت اور عابدیت کے مقام میں ہے پس ممکن ہے کہ حقیقت کعبہ خود ذات الٰہی ہو یعنی وہ حقیقت جو اس صورت کی معبودیت اور مسجودیت کا منشا ہے وہ حقیقت میں ذات حق ہے۔ اس لئے اگر اس حقیقت محمدی علیہ السلام پر تفوض ہو تو کیا استحالہ ہے اگر تم کہو کہ حقیقت ممکن یعنی صورت کعبہ داخل ممکنات ہونا چاہئے اس کو واجب کیونکر کہا جائے اس کا اندفاع یوں ہو سکتا ہے کہ حقیقت شے طائفہ فقرا کی اصطلاح میں ذات شے نہیں ہے بلکہ مبداء فیوض وجودی اور اس کے توابعات مراد ہوتے ہیں اور ذات شے بمنزلہ اس کے محل کے ہے قوم کا مقررہ قاعدہ ہے کہ حقیقت محمدی علیہ السلام تعین اول ہے جس کو وحدت کہا جاتا ہے اور تمام ممکنات کے حقائق یعنی اعیان ثابتہ کو تعین ثانی یعنی مرتبہ وحدیت میں ثابت کیا جاتا ہے۔ ان دونوں تعینات کو وجوبی اور قدیم جانتے ہیں نقش الفصوص کے مقدمہ ہے کہ ممکن ہی وجود متعین ہے پس امکان اس کا اس کے تعین وجود کے اعتبار سے ہے اور وجوب اس کا اس کی حقیقت کے محاظ سے ہے پس جس مقام میں حقیقت کعبہ کو مراتب وجود میں ثابت کیا گیا ہے وہ اصطلاح قوم کے لحاظ سے ہے اور جہاں حقیقت ممکن کو ممکن کہا گیا ہے وہ قوم کی اصطلاح نہیں ہے۔ بلکہ وہ دوسری تحقیق ہے اور جداگانہ کلام تم نے لکھا تھا کہ کعبہ کی صورت یہی صورت ظاہری ہے یا دوسری چیز میرے مخدوم ہمارے حضرت (حضرت سلطان العارفین امام شریعت و طریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے لکھا ہے کہ کعبہ کی صورت سے سنگ وکلوخ مراد نہیں ہے کیونکہ اگر اس کے سنگ وکلوخ نہ رہیں تو بھی کعبہ کعبہ ہے اور خلائق کا مسجود الیہ رہے گا بلکہ صورت کعبہ باجودیہ کہ عالم خلق سے ہے مگر حقائق اشیاء کی طرح پوشیدہ امر ہے عالم محسوسات سے ہے مگر حس وخیال کے دائرہ سے باہر ہے اور اشیاء کا متوجہ الیہ ہے۔ مگر کسی کی توجہ میں نہیں ہے ایسی ہستی ہے جو نیستی کا لباس پہنے ہوئے ہے۔ ایسی نیستی ہے جو ہستی کے لباس میں ظاہر ہوئی جہت میں بے جہت اور سمت میں بے سمت ہے۔

الحاصل یہ صورت حقیقت منش ایسا عجوبہ ہے کہ جس کی تشخیص میں عقل عاجز اور عقلاء حیران ہیں گویا عالم بیچونی وبیچگونی کا نمونہ اور بے شبہی اور بے نمونگی کی نشانی اس میں پوشیدہ ہے۔۔دوسرا جواب یہ ہے کہ ایک حقیقت کی دوسری حقیقت پر برتری موجب فضیلت نہیں ہے اس کی تفصیل ولایت ملاءاعلیٰ کے بیان میں گذر چکی ہے تیسرا جواب یہ ہے کہ حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ کہ حقیقت محمدیہ ﷺ آنحضرت (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) کی تنزیہہ اور تقدیس سے مقامات نزول میں اترنے کی انتہا ہے اور حقیقت کعبہ عروج کعبہ کا انتہائی مقام ہے۔ پس حقیقت محمدی ﷺ کے پہلی مرتبہ تنزیہہ پر عروج کرنے کیلئے پہلا زینہ جنت کعبہ ہے آنحضرت (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) کے انتہائی عروج کا علم سوائے خدائے پاک کے اور کسی کو نہیں ہے پس اس صورت میں جب حقیقت کعبہ کی فوقیت جمیع وجود سے نہ ثابت ہوں اس کی افضلیت کا کیا تذکرہ۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ آنحضرت (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) کے دو نام ہیں محمد (ﷺ) اور احمد (ﷺ) ہر اسم کی ولایت علیحدہ ہے آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) کا نام نامی اسم گرامی محمد (ﷺ) باعتبار آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) کے وجود عنصری کے اور اس عالم ظلمانی کے ہدایت اور ارشاد کرنے کے اعتبار سے ہے اس اسم مبارک کی ولایت اس اسم الٰہی سے متعلق ہے جو عالم سفلی کی تربیت سے مناسبت رکھتا ہے اسی کو حقیقت محمدی ﷺ کہا جاتا ہے۔

اور آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) کے وجود روحانی کے اعتبار سے جو عالم ملکوت وروحانیت کا مربی ہے اور قبل وجود عنصری جس وجود کے ساتھ آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ) نبی تھے ''كُنْتُ نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ'' (ترجمہ) میں اس وقت نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام پانی اور مٹی میں تھے۔

آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) کا نام پاک احمد ﷺ ہے اس نام پاک کی ولایت اس شان جامع سے متعلق ہے جو حقیقت محمدی ﷺ کا مبداء واصل ہے اور عالم نورانی کی تربیت کیلئے مناسب ہے۔ اس کو حقیقت احمدیہ ﷺ اور حقیقت کعبہ ربانی کہا جاتا ہے نشاعنصری سے آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) کی نبوت کا تعلق دونوں اعتبار سے ہے کسی ایک حقیقت کی خصوصیت نہیں۔۔۔اس مرتبہ میں آپ (حضور پر نور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کا مبداء اور رب وہی شان جامع ہے اس لئے اس مرتبہ کی دعوت سابقہ دعوت سے اکمل ہے کیونکہ پہلی دعوت عالم امر وروحانیت سے متعلق تھی اور یہ دعوت عالم خلق وعالم امر دونوں کو جامع ہے گویا یہ دونوں حقیقتیں آپ (حضور پر نور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کے دو اسم مبارک کے اعتبار سے آپ (حضور پر نور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کا مکان طبعی ہیں ان دونوں کے اوپر آپ (حضور پر نور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کے عروجات بے حد وبے حساب ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اور اسی پر فضل اور برگزیدگی اور تفوق کا دارومدار ہے اس تحقیق سے روشن ہو گیا کہ آپ (حضور پر نور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم) کی حقیقت جامعہ کا ایک جزو ہے جو آپ (حضور پر نور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کے کمالات جسمانی اور روحانی

وخلق وامر کا جامع ہے۔ نیز یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ فوقیت متنازعہ اس بنا پر ہے کہ آنحضرت (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) کے بعض کمالات بعض پر تفوق رکھتے ہیں اختصار کے لحاظ سے اتنا ہی بیان کیا گیا ورنہ اس تحقیق کی انتہا نہیں۔

مکتوبات معصومیہ

(8) اگرچہ شان علم شان حیات کے تابع ہے مگر ذات تعالیٰ وتقدس میں اعتبارات صفات وشیون سے قطع نظر کرنے کے بعد علم کی ایسی شان ہے جو اور صفات اور شانوں کو تو کیا حاصل ہوتی خود شان حیوۃ کو بھی حاصل نہیں اور جس مرتبہ میں کہ ذات تعالیٰ نور مطلق ہونے کے سوا اور کوئی دوسری نسبت اپنے لئے تجویز نہ فرمائے میں (شیخ الشیوخ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) خیال کرتا ہوں کہ اس مرتبہ میں بھی علم کی گنجائش ہے علم حصولی اور حضوری کا ذکر نہیں ہو رہا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں قسمیں تو صفت حیوۃ کی تابع ہیں۔ یہاں جو کچھ تذکرہ ہے اس علم کا ہے جو اس بیچون ونچگون کو مرتبہ ذات میں حاصل ہے اور وہ ایک شعور بیچون ہے بلا اعتبار عالم ومعلوم کے اس مرتبہ کے اوپر وہ مرتبہ ہے جہاں شیونات کی طرح علم کی بھی گنجائش نہیں ہے یہاں نور ہی نور ہے وہ اس شعور متذکرہ صدر کی اصل ہے جو بیچون ونچگون ہے جب نور کا ظل ہی بیچون ونچگون ہو تو اصل کی بیچونی کہ عین نور ہے کیا بیان میں آسکتی ہے اور ہر قسم کے کمالات خواہ وہ وجوبی ہوں یا امکانی نور کے اظلال ہیں اور اس سے قائم اور نور ہی سے موجود ہیں اور آثار کے مبداء چونکہ حضرت نور کا پہلا مرتبہ بولے انحطاط رکھتا ہے اور وہ شعور نور کا جامع ہے اس لئے مخبر صادق (حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) نے اس کو مخلوق فرمایا ہے۔ اور کبھی اس مرتبہ کو عقل سے تعبیر فرمایا کہ ''اول ماخلق اللہ العقل ''یعنی پہلی چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی وہ عقل ہے اور کہیں نور سے یاد فرمایا ہے'' اول ماخلق اللہ نوری ''یعنی پہلی چیز جو خدا نے پیدا کی وہ میرا نور ہے دوسرا مرتبہ جو نور صرف ہے اور لاتعین کے نام سے متعین ہے اس کو اوروں کی طرح تم ذات بحت اور احدیت مجردہ مت خیال کرو کیونکہ یہ بھی نورانیت صرفہ کے حجابوں میں سے ایک حجاب ہے'' ان للہ سبعین الف حجاب من نور وظلمۃ ''یعنی اللہ تعالیٰ کیلئے نور اور ظلمت کے ستر ہزار پردے ہیں یہ مرتبہ اگرچہ تعین نہیں ہے مگر مطلوب حقیقی کا حجاب ہے گو آخری حجاب ہو اللہ تعالیٰ الوراء الوراء ہے۔ یہ بلند مرتبہ تجلیات ذاتیہ کے اوپر ہے کیونکہ تجلی بغیر آمیختگی تعین کے نہیں ہوتی اور یہ مقام تمام تعینات کے اوپر ہے مگر منشاان تمام تجلیات ذاتیہ کا نور صرفہ ہے کہ تجلی بغیر اس نور کے ممکن نہیں ہے اگر بالفرض نور نہ ہو تو تجلی بھی نہیں ہو سکتی میں خیال کرتا ہوں کہ حقیقت کعبہ رُبانی بھی نور ہے جو تمام کائنات کا مسجود اور تمام تعینات کی اصل ہے۔ اور جبکہ یہ نور تمام تجلیات ذات کا ملجا اور ماوا ہے دوسروں کی مسجودیت سے اس کی کیا تعریف کی جائے اور جبکہ کمال فضل وعنایت جل سلطانہ سے ہزاروں میں سے کسی ایک عارف کو اس دولت تک وصول سے مشرف کرتے ہیں اور اس مقام کے فنا اور بقا سے سرفراز کرتے ہیں ممکن ہے کہ وہ اس نور سے بقا پا کر فوق اور فوق الفوق سے حصہ وافر حاصل کرلے کوئی شخص یہ وہم نہ کرلے کہ اس عارف نے ذات کے تمام حجابات طے کر لئے ہیں کیونکہ یہ نور بھی ایک آخری حجاب ہے۔

مکتوبات مجددیہ

قرآن مجید کی حقیقت کے بیان میں

① مرتبہ عالیہ نورصرف جس کو اس فقیر (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے حقیقت کعبہ ربانی دریافت کر کے لکھا ہے اس کے اوپر ایک مرتبہ مقدسہ حقیقت قرآن مجید ہے کعبہ معظمہ قرآن مجید کے ہی حکم سے سارے جہان کا قبلہ قرار پایا اور مسجودیت عام کی دولت سے مشرف ہوا پس قرآن مجید امام ہے کعبہ معظمہ ماموم یہ مقدس مرتبہ ذات تعالیٰ کی بیچونی کی وسعت کا نیز اس بیچونی وبیچگونی کے امتیاز کا مبداء ہے کہ درجہ اعلیٰ ہے اس مقدس مرتبہ حقیقت القرآن میں ذات پرنور کے اطلاق کرنے کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ دوسرے تمام ذاتی کمالات کی طرح سے نور بھی راستہ ہی میں رہ جاتا ہے یہاں بیچون کی وسعت اور بیچگونی کے امتیاز کے سوا اور چیز کی گنجائش نہیں ہے۔ آیت کریمہ ''لَقَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللهِ نُورٌ'' میں اگر نور سے مراد قرآن مجید ہے تو باعتبار اس کی تنزیل کے ہوسکتا ہے چنانچہ کلمہ مذکورہ میں اس کی طرف اشارہ بھی موجود ہے۔

مکتوبات مجددیہ

② اس بیان سے یہ شبہ بھی جاتا رہا کہ قرآن مجید کی حقیقت صفت (یا شان) کلام سے پیدا ہوئی ہے اس لئے ولایت کبریٰ میں داخل ہوگی۔ کمالات نبوت سے فوق ہونے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ اس حقیقت کے معنی ذات بیچون کی وسعت کا مبداء ہے جو تینوں ولایتوں اور کمالات نبوت نیز حقیقت کعبہ (ربانی) سے بلند ہے فافہم۔

مکتوبات معصومیہ

③ علماء اہل سنت وجماعت کا مذہب مسئلہ کلام میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ازل سے ابد تک کلام واحد بسیط حقیقی سے متکلم ہے کثرت اور تفصیل کی اس میں گنجائش نہیں اسی ایک کلمہ بسیط سے امر ونہی اور استفہام وتمنی وترجی واخبار وانشاء وعدہ ووعید صادر ہوئے یہی کلمہ بسیط قرآن مجید اور توریت اور زبور وانجیل کے ناموں سے موسوم ہے ہمارے حضرت (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کا اس بارہ میں یکتا ارشاد ہے جو تحقیق وتدقیق کے بعد فرمایا گیا ہے کہ کلام الٰہی میں اجمال اور عدم تجزی کے باوجود تفصیل بھی ثابت ہے اور وسعت اور تمیز بھی موجود ہے اور امر ونہی سے ممتاز ہے اور اخبار وانشا سے علیحدہ چنانچہ مرتبہ ذات میں بھی اجمال کے باوجود ہم تفصیل اور وسعت ثابت کرتے ہیں کیونکہ وسعت اور تفصیل بھی صفات کمالیہ سے ہے کہ خدائے تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ''وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ''۔ واضح ہو کہ اس بلند مرتبہ میں اجمال وتفصیل سے مراد وہ اجمال وتفصیل نہیں ہے جو ہمارے فہم وادراک میں آسکے۔ کیونکہ یہ تبعیض اور تجزی کے بموجب ہیں جس سے اللہ تعالیٰ پاک اور بلند ہے بلکہ وہ اجمال وتفصیل بھی ذات وصفات کے ساتھ بیچون وبیچگون ہے ''عَرَفْتُ رَبِّيْ بِجَمْعِ الْاَضْدَادِ'' ترجمہ میں نے اپنے رب کو اضداد کے جمع کرنے سے پہچانا یہ معرفت اگرچہ طور عقل سے علیحدہ ہے مگر کشف صحیح والہام صریح کی تائید سے مؤید ہے جس تمیز کی علماء کرام نفی کرتے ہیں وہ ایسی تمیز ہے جو چون وچند قسم اور بساطت کے منافی ہے۔

مکتوبات معصومیہ

④ حضرت تعالیٰ وتقدس میں اجمال اور وحدت کے لفظ کو لفظ تفصیل سے اس وجہ سے زیادہ مناسبت ہے کہ لفظ تفصیل تبعیض

وتجزی کا وہم پیدا کرتا ہے اس لئے ہم نے الفاظ اجمال اور وحدت کو اس حریم عالی پر اطلاق کرنے کیلئے اختیار کیا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ اس اجمال اور تفصیل سے جو ہمارے ادراک میں آسکتی ہے منزہ اور مبرا ہے اگر ہم اس کو وحدت اور وسعت بیچون کہیں تو درست ہے۔

مکتوبات معصومیہ

صلوٰۃ کی حقیقت کے بیان میں

(1) مرتبہ مقدسہ حقیقت قرآن مجید کے اوپر ایک نہایت ہی بلند مرتبہ حقیقت صلوٰۃ ہے مصلیان ارباب نہایت کیلئے اس مرتبہ کی صورت عالم شہادت میں قائم ہوتی ہے ممکن ہے کہ قصہ معراج کی اس حدیث شریف میں کہ ٹھہر وائے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نماز پڑھ رہا ہے اسی حقیقت صلوٰۃ کی طرف اشارہ ہو مرتبہ تجرد وتنزیہہ کے شایان وہ عبادت ہے جو مراتب وجوب سے صادر ہو اور اطوار قدم سے ظاہر ہو پس اس کی مقدس جناب کے لائق وہ عبادت ہے جو مراتب وجوب سے ہو پس وہی عابد اور معبود ہے۔ اس مقدس مرتبہ میں کمال وسعت اور امتیاز بیچون ہے۔

مکتوبات مجددیہ

(2) اس پر یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ چونکہ مبداء شے کو تقدم اور فوقیت ہوا کرتی ہے پس چاہیئے کہ حقیقت قرآنی بھی حقیقت صلوٰۃ پر مقدم ہو حالانکہ حقیقت صلوٰۃ تو حقیقت قرآن مجید سے مافوق لکھا گیا ہے جواب: ممکن ہے کہ یہ مبدائیت سالک کے عروج کے لحاظ سے ہو یعنی مدارج عروج میں وسعت کا آغاز حقیقت قرآنی سے ہوتا ہے جس کا کمال اوپر کی حقیقت یعنی حقیقت صلوٰۃ میں ہوگا اس معنی سے مبدائیت کو تاخر ہوا دوسرا جواب یہ ہے کہ اور اعتبار سے تفوق طرفین کیلئے ہے حقیقت قرآنی حقیقت صلوٰۃ کا جزو ہے اور جزو کو کل پر تقدیم ہوا کرتی ہے اور کل کو بزرگی ہوتی ہے اس کے اجزاء پر کہ وہ اس جزو کے سوا اور اجزا کو بھی شامل ہوتا ہے اس لئے تفوق صوری جزو کیلئے ہے اور تفوق معنوی ورتبی کل کیلئے۔

مکتوبات معصومیہ

(3) حقیقت کعبہ بھی حقیقت صلوٰۃ کا جز ہے اور حقیقت قرآن مجید بھی اسی کا حصہ ہے کیونکہ صلوٰۃ ان تمام مراتب کمالات عبادت کو جامع ہے جس کو اصل الاصل سے نسبت ثابت ہے۔

مکتوبات مجددیہ

(4) ہمارے حضرت (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے مکتوبات شریف میں تحریر فرمایا ہے کہ ادائے نماز میں مصلی کو جو لذت حاصل ہوتی ہے اس میں نفس کو دخل نہیں اس لذت کے وقت وہ نالہ وفریاد میں رہتا ہے نیز یہ کہ دنیا میں نماز کا رتبہ مساوی ہے آخرت میں رویت کے مرتبہ کے۔

مکتوبات مجددیہ

(5) حمد ونعت وتبلیغ دعوات کے بعد میرے عزیز بھائی کو معلوم ہو خدا اس کو سیدھا راستہ بتائے کہ ارکان اسلام کا دوسرا رکن نماز ہے جو تمام عبادات کا جامع ہے اور ایسا جزو ہے کہ جس نے جامعیت کی وجہ سے کلیت کا حکم حاصل کر لیا ہے۔ اور سب مقرب کرنے والے عملوں میں افضل ہے دیدار حق تعالیٰ کی دولت جو حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ کو بہ شب معراج بہشت میں حاصل ہوئی تھی دنیا میں نزول فرمانے کے بعد اس عالم کے مناسب آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار

صلی اللہ علیہ وسلم) کو نماز میں حاصل ہوتی تھی اسی لئے آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ نماز میں قریب ہوجاتا ہے۔۔آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم) کے اکمل تابعین کو اس دولت کا اس دنیا میں نماز میں پورا حصہ حاصل تھا اگرچہ دیدار حق تعالیٰ میسر نہیں ہوسکتا کیونکہ اس عالم میں اس کی تاب نہیں ہے اگر نماز کیلئے ارشاد نہ ہوتا تو مقصود کا چہرہ کون کھولتا اور طالب کو مطلوب تک کون پہنچاتا غمگساروں کو لذت بخشنے والی اور بیماروں کو راحت دینے والی چیز نماز ہے "اَرِحْنِیْ یَا بِلَالُ" میں اس ماجرا کا ایک رمز ہے اور "قُرَّتُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ" میں اس آرزو کی طرف اشارہ ہے۔اذواق اور مواجید اور علوم ومعارف اور احوال ومقامات اور انوار والوں اور تلوینات وتمکینات اور تجلیات متکیفہ وغیرہ متکیفہ اور ظہورات متلونہ وغیر متلونہ اور چیزیں کہ نماز کے سوا میں حاصل ہوں اور حقیقت نماز سے آگاہی کے بغیر حاصل ہوں وہ سب ظلال اور امثال ہیں بلکہ وہم اور خیال سے پیدا ہوئے ہیں جو مصلّی حقیقت نماز سے آگاہ ہے وہ ادائے نماز کے وقت گویا اس عالم سے نکل کر عالم آخرت میں پہنچتا ہے اس لئے آخرت کی مخصوص دولت سے پورا حصہ لیتا ہے۔اور اصل کو بغیر ظل کی آمیزش کے حاصل کرتا ہے کیونکہ عالم دنیا کمالات ظلی تک محدود ہے ظلال کے سوا جو کچھ معاملہ ہے وہ آخرت سے مخصوص ہے اس لئے مومنوں کے حق میں نماز معراج ہوئی یہ دولت اس امت کیلئے آنحضرت (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم) کے اتباع میں مخصوص ہوئی کیونکہ آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم) معراج کی رات دنیا سے آخرت میں تشریف لے گئے اور بہشت میں جاکر دیدار حق تعالیٰ کی دولت سے مشرف ہوکر اس کمال سے ممتاز ہوئے اے اللہ جزادے آپ (احمد مصطفیٰ سرکار دوعالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہماری طرف سے جس کے آپ (احمد مصطفیٰ سرکار دوعالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) مستحق ہیں اور وہ جزا ہماری طرف سے عطا فرما جوان جزاؤں سے افضل ہو جو تونے اور امتوں کی طرف سے ان کے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دی ہیں اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی جزائے خیر عطا کر کیونکہ وہ سب کے سب مخلوق کو تیری طرف اور تیرے بقا کی طرف پہنچانے والے ہیں صوفیہ کی ایک جماعت کو حقیقت نماز کی طرف سے بے خبر رکھا گیا ہے اور اس کے کمالات سے اطلاع نہیں دی گئی وہ اپنی بیماری کے علاج دوسرے امور سے ڈھونڈ رہے ہیں اور اپنی مرادوں کے حصول کو دوسری چیزوں سے وابستہ کررہے ہیں بلکہ ایک جماعت ان کی نماز کو مقصد سے دور سمجھ کر غیر اور غیریت پر اس کی بناء رکھتی ہے اور صوم کو صلوٰۃ سے افضل جانتی ہے۔صاحب فتوحات مکیہ نے لکھا ہے کہ روزہ میں کھانا پینا چھوڑنے کی وجہ سے صمدیت کی صفت متحقق ہوتی ہے اور نماز میں عارف غیریت میں آتا ہے اور عابد و معبود کو جانتا ہے تم خوب جانتے ہو کہ یہ قول مسئلہ توحید وجودی پر مبنی ہے۔جو اصحاب سکر کا حال ہے حقیقت نماز سے آگاہی نہ رکھنے کی وجہ سے کہ ایک جماعت صوفیہ کی نغمہ کے پردوں میں اپنے اضطراب کی تسکین دیکھتی ہے اور سماع ونغمہ وجد وتواجد میں اپنے مطلوب کو ڈھونڈھتی ہے اس لئے رقص ورقاصی کی عادت کرلیتے ہیں۔حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حرام میں شفا نہیں پیدا کی مگر ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کافی ہے اور شے کی محبت اندھا اور بہرہ بنادیتی ہے اگر نماز کے کمالات کی حقیقت سے ان پر ایک شمہ بھی منکشف ہوجاتا تو ہرگز سماع نغمہ ووجد وتواجد کو

اختیار نہ کرتے۔ مصرعہ

چوں ندید حقیقت رہ افسانہ زدند
نہ کھلی ان پہ حقیقت تو پڑے قصوں میں

اے برادر جتنا فرق نماز اور نغمہ میں اتنا ہی فرق دونوں کے کمالات میں ہے عاقل کیلئے اشارہ کافی ہے حقیقت وہ کمال ہے جو ایک ہزار سال کے بعد ظہور میں آیا۔ اور باوجود یہ کہ یہ اخیر زمانہ ہے مگر سابقین کے رنگ میں ظاہر ہوا ہے اسی لئے آنحضرت (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) نے فرمایا کہ میری امت کے پہلے بہتر ہیں یا پچھلے آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) نے یہ نہیں فرمایا کہ ان کے پہلے بہتر ہیں یا بیچ کے، کیونکہ اول کے ساتھ آخر کی مناسبت تردد کا باعث ہوئی۔ دوسری حدیث شریف میں ارشاد ہوا ہے کہ اس امت کا بہترین حصہ اس کا اول ہے یا آخر اور بیچ کے حصہ میں کدورت ہے اس امت کے متاخرین میں اگرچہ نسبت بلند ہے مگر تھوڑی ہے اور متوسطین میں نسبت بلند نہیں ہے مگر کثیر ہے ''ولکل وجهة کمیفیة وکیـــــفیة'' لیکن نسبت کے قبل حصہ نے متاخرین کو بلند درجہ پر پہنچایا اور سابقین کی نسبت کے ساتھ ان کو بشارت دی آنحضرت (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) نے فرمایا ہے کہ ''اَلْاِسْلَامُ بَدَأَ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ کَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ'' (ترجمہ) اسلام غربت سے شروع ہوا اور اسی حالت میں لوٹ آئے گا۔ پس خوشخبری ہے غریبوں کیلئے اس امت کی آخریت کا آغاز ہجرت آنحضرت (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) سے ہزار سال گذرنے کے بعد ہوتا ہے کیونکہ ایک ہزار سال کے گذرنے کو امور کے متغیر ہونے اور اشیاء کے بدلنے میں عظیم الشان خاصیت ہے چونکہ اس امت میں نسخ اور تبدیل نہیں ہے اس لئے سابقین کی نسبت بھی اسی تازگی اور آب داری سے متاخرین میں جلوہ گر ہوئی اور (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے شریعت کی تائید اور ملت کی تجدید فرمائی حضرت عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت مہدی علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر گواہ عادل ہیں۔۔ اے برادر! یہ باتیں بہت لوگوں کو گراں گذرتی ہیں وہ اس کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اگر نظر انصاف سے علوم اور معارف کا موازنہ نہ کریں اور احوال کے صحت اور سقم کی شریعت سے مطابقت کریں اور شریعت ونبوت کی تعظیم وتوقیر کو دیکھیں کہ کون سا سلسلہ اس کا پابند ہے تو ورطہ حیرت اور تعجب سے نکل جائیں گے فقیر (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے مکاتیب میں کثرت سے لکھا ہے کہ طریقت اور حقیقت شریعت کے خادم ہیں اور نبوت ولایت سے افضل ہے اگرچہ نبی کی ولایت کیوں نہ ہو اور ولایت کے کمالات کو نبوت کے کمالات سے اتنی نسبت بھی نہیں ہے جتنی قطرہ کو دریا سے ہے خصوصاً ایک مکتوب جو فرزند کے نام سے لکھا گیا ہے اس میں اس کی تفصیل دیکھو اس گفتگو سے ہمارا مقصد حق سبحانہ کی نعمت کا اظہار اور اس طریقہ کے طالبوں کو ترغیب دینا ہے نہ دوسروں پر اپنی فضیلت خدائے بزرگ وبرتر کی معرفت اس شخص پر حرام ہے جو اپنے کو کافر فرنگ سے بہتر جانتا ہو۔ پھر اکابر دین سے بہتری خیال کجا۔ نظم:

ولے چوں شہ مرا برداشت از خاک
سزد گر بگذرانم سر ز افلاک

اٹھایا مجھ کو شہ نے خاک سے جب	بڑھا رتبہ میرا افلاک سے تب
من آں خاکم کہ ابر نو بہاری	کند از لطف بر من قطرہ باری
کہ میں ہوں خاک اور وہ ابرنیساں	ہمیشہ فضل سے ہے اپنے ریزاں
اگر بر روید از من صد زبانم	چو سوسن شکر لطفش کے توانم
اگر ہر بال میں میرے زبان ہو	نہ اس کے لطف کا شمہ بیاں ہو

اس مکتوب کے مطالعہ کے بعد اگر تعلیم نماز اور اس کے کمالات کا تم میں شوق پیدا ہو وہ تم کو بے چین کردے تو استخاروں کے بعد اور متوجہ ہو اور عمر کا ایک حصہ تعلیم نماز میں صرف کرو خدائے پاک سیدھے راستہ پر چلانے والا ہے اور اس پر سلام ہو جس نے ہدایت کو اختیار کیا اور متابعت حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ کو لازم کرلیا حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ اور حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ کی اولاد اکمل ترین درود وسلام ہو۔ مکتوبات مجددیہ

معبودیت صرفہ کے بیان میں

(1) مرتبہ حقیقت صلوٰۃ سے بالا معبودیت صرفہ کا مقدس مرتبہ ہے۔ جس کا استحقاق اس مرتبہ فوق کو حاصل ہے جو کل کی اصل ہے اور سب کی جائے پناہ اس مقام میں وسعت بھی کوتاہی کرتی ہے۔ اور امتیاز بھی راستہ میں رہ جاتا ہے اگرچہ وہ بیچون وبچگون ہو پس جاننا چاہیے کہ اکابر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام واولیاء کرام (رحمہم اللہ علیہم) کی رسائی کی انتہا مقام حقیقت صلوٰۃ تک ہے جو عابدوں کی عبادات کا انتہائی مرتبہ ہے اس مرتبہ کے بعد مقام معبودیت صرفہ ہے اس مرتبہ میں کسی شخص کو کسی طرح کی ترکت نہیں ہے کہ قدم بڑھا سکے کیونکہ جب تک عبادت اور عابدیت کے تعلق کی گنجائش ہے نظر کی طرح قدم کی بھی گنجائش ہے مگر جب معاملہ معبودیت صرفہ سے پڑتا ہے قدم کوتاہی کرتا ہے اور سالک کی سیر ختم ہو جاتی ہے لیکن خدائے تعالیٰ کا لاکھ شکر ہے کہ نظر کو سیر کرنے سے ممانعت نہیں ہے اور بقدر استعداد گنجائش دیگئی۔ مصرعہ

بلا بودے اگر ایں ہم نہ بودے　　　بڑی مشکل تھی گر یہ بھی نہ ہوتا

ممکن ہے کہ امر قف یا محمد (ﷺ) میں اسی کوتاہی قدم کی طرف اشارہ ہو یعنی اے محمد ﷺ ٹھہرو قدم آگے مت بڑھاؤ کیونکہ یہ مقام مرتبہ صلوٰۃ سے بالاتر ہے جو مرتبہ وجوب سے صادر اور مرتبہ تنزیہہ محض ذات واجب تعالیٰ ہے یہاں جولانگاہی کی بلکہ قدم رکھنے کی گنجائش نہیں ہے۔ کلمہ طیبہ ''لَآاِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کی حقیقت اسی مقام میں متحقق ہوتی ہے۔ اور آلہ غیر مستحقہ کی نفی ہوتی ہے۔ معبود حقیقی کا اثبات جس کے سوا عبادت کا کوئی مستحق نہیں ہے اسی مقام میں حاصل ہوتا ہے اور عابدیت اور معبودیت میں امتیاز کامل ظاہر ہوتا ہے اور عابد معبود سے کما حقہ جدا ہوتا ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ ''لَآاِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ'' کے معنی منتہیوں کیلئے لا معبود الا اللہ کے ہیں جو کلمہ طیبہ کے شرعی معنی قرار پائے ہیں لا موجود اور لا وجود اور لا مقصود کہنا مبتدی اور

متوسط درجہ والوں کیلئے ہے اور لا مقصود کا مرتبہ لاموجود اور لا وجود کے اوپر ہے اور لا معبود الا اللہ کے نیچے۔
جاننا چاہیئے کہ اس مقام میں ترقی نظر کی حدت بصر کی عبادت صلوٰۃ سے متعلق ہے جو منتہیوں کا کام ہے اور دوسری عبادتیں تکمیل صلوٰۃ میں مدد دیتی اور اس کی کمی کو پورا کرتی ہیں اسی وجہ سے صلوٰۃ کو ایمان کی طرح ''حَسَنٌ لِذَاتِہٖ'' کہا گیا ہے اور دوسری عبادتوں میں ''حَسَنٌ لِذَاتِہٖ'' موجود نہیں ہے۔

مکتوبات مجددیہ

(2) سوال: جب رویت بصری اور مشاہدہ قلبی دنیا میں نہیں ہو سکتے تو وصول نظری کے کیا معنی ہیں جواب: وصول نظری رویت اور مشاہدہ سے علیحدہ متشابہات کی طرح ایک بے کیف امر ہے جب تک تم اس مقام تک نہ پہنچو اس کے معنی نہیں معلوم کر سکتے ہمارے حضرت مجدد (حضرت سلطان العارفین امام شریعت و طریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے لکھا ہے کہ وصول نظری اور وصول قدمی کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس مقام میں مشاہدہ اور شہود ہے یا قدم کی گنجائش ہے اس مقام میں قدم تو کیا ایک بال کی بھی گنجائش نہیں ہے وصول نظری کے معنی مجہول الکیف وصول کے ہیں اگر صورت مثالیہ کی نظر میں مرتسم ہو جائے تو اس کو وصول نظری کہیں گے اور اگر قدم میں متسم ہو تو وصول قدمی کہیں گے نظر اور قدمی اس مقدس جناب میں حیران اور پریشان ہیں سوال: جب مرتبہ معبودیت صرفہ میں نظر ممنوع نہیں ہے تو ممکن ہے کہ رویت عالم دنیا میں ہو سکے حالانکہ وہ با جماع امت ناجائز ہے جواب، اصلی شے کا حاصل ہونا دوسری چیز ہے اور اس سے حصہ حاصل کرنا اور بات ہے رویت کا آخرت میں وعدہ کیا گیا اور دنیا میں ممنوع کیا گیا ہے چنانچہ حضرت مجدد (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے لکھا ہے کہ اگرچہ دنیا میں اصل رویت نہیں ہے مگر رویت کے مشابہ ہے پس سمجھو کہ ہمارا کلام اشارت وبشارت ہے۔

مکتوبات معصومیہ

نزول کے اس مرتبہ کے بیان میں جو لحوق حقیقۃ الحقائق سے متعلق ہے

(1) یہ سب مقامات مصرحہ بالا آنحضرت (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) کی پیروی کے عروج سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن کا حاصل ہونا عروج سے وابستہ ہے متابعت کا یہ ساتواں درجہ ہے جو نزول اور ہبوط سے تعلق رکھتا ہے اور متابعت کے تمام مراتب سابقہ کا جامع ہے کیونکہ اس مقام میں نزول بھی قلب کی تصدیق اور اس کی تمکین اور نفس کا اطمینان اور اجزاء قالب کا اعتدال ہے جو طغیان اور سرکشی سے رک گئے ہیں سابقہ مراتب گویا اس متابعت کے اجزاء تھے اور یہ مقام ان اجزاء کا کل ہے اس مقام میں تابع اور متبوع میں ایسی مشابہت پیدا ہوتی ہے کہ گویا تبعیت کا نام درمیان سے اٹھ گیا اور تابع ومتبوع کا امتیاز زائل ہو گیا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا متبوع کی طرح تابع بھی جو کچھ حاصل کر رہا ہے اصل سے لے رہا ہے اور دونوں ایک ہی چشمہ سے پانی پیتے اور ایک دوسرے سے ہم کنار اور ایک ہی بستر پر شیر وشکر کی طرح ہیں تابع کہاں اور متبوع کون اور تبعیت کیسی اتحاد نسبت میں تغایر کی گنجائش نہیں ہے اتنا ضرور ہے کہ عارف اپنے آپ کو طفیل اور وارث نبی علیہ

الصلوٰۃ والسلام جانتا ہے حالانکہ تابع دوسری چیز ہے اور طفیلی ووارث دوسری شے ہے اگر چہ یہ دونوں تبعیت کی صفت میں شامل ہیں ظاہرا تابع میں متبوع کی حیلولیت درکار ہے اور طفیلی ووارث میں کسی حیلولت کی ضرورت نہیں تابع پس خوردہ کھاتا ہے اور طفیلی ہم نشین کا ضمنی جلیس ہے الحاصل ہر ایک دولت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کیلئے ہے امت کی سعادت ہے کہ ان کے طفیل میں اس دولت سے حصہ لیتی ہے اور ان کا اولش تناول کرتی ہے۔

در قافلۂ اوست دانم ترسم | ایں بسکہ رسد ز دور بانگ جرسم

جس قافلہ میں ہے پہنچنا محال ہے | لیکن جرس کی صوت سے خوش خستہ حال ہے

مکتوبات مجددیہ

(2) اس مرتبہ کا حاصل ہونا حقیقۃ الحائق یعنی حقیقت محمدیہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تک وصول کا ثمرہ ہے۔

(3) اس مقام کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے توسط کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سالک اور اس کے مطلوب میں حائل ہیں دوسرے یہ کہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے طفیل میں اور آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) کی متابعت سے سالک اپنے مطلوب تک واصل ہو پس طریق سلوک اور حقیقت محمدیہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں واصل ہونے تک آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) کا توسط ہر دو معنی سے ثابت ہے اور حقیقۃ الحقائق تک پہنچ جانے کے بعد بھی حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا توسط دوسرے معنی کے لحاظ سے رہتا ہے۔

اب یہ شبہ نہ کیا جائے کہ اس صورت میں عدم توسط سے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان میں نقص لازم آئے گا۔ جواب: یہ عدم توسط قصور کا مستلزم نہیں ہے بلکہ مستلزم کمال حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہے۔ کیونکہ متبوع کا کمال یہ ہے کہ اس کا تابع اس کی متابعت سے تمام مراتب کمال کو پہنچے اور کوئی دقیقہ نہ چھوڑے عدم توسط بمعنی عدم حیلولت کی صورت میں یہ معنی پیدا ہو سکتے اور وجود توسط میں نہیں کہ اس میں شہود بے پردہ ہے جو کہ درجات کمال کی انتہا ہے اور اس میں در پردہ یہ مخدوم کی شوکت اور عظمت ہے کہ اس کا خادم کسی مقام میں اس میں اس سے پیچھے نہ رہے اور اس کی متابعت سے اس کے ہمسروں کے مرتبہ میں شریک رہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں کہ مثل نبیوں کے آخرت میں ان کو بھی دیدار الٰہی بلا توسط اور بلا حیلولت کے میسر ہوگا۔

حدیث صحیح میں وارد ہے کہ جب بندہ نماز میں داخل ہوتا ہے تو جو پردہ بندہ اور خدائے تعالیٰ میں ہے وہ اٹھ جاتا ہے یہ معرفت فقیر (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے مخصوص معارف لدنیہ سے ہے ارباب ظواہر عدم توسط یعنی حیلولت کو جو کمال ایمان ہے کفر جانتے ہیں اور اس کے قائل کو اپنی نادانی سے گمراہ بتاتے ہیں اور توسط یعنی حیلولت کو

کمال ایمان سمجھتے ہیں اور توسط کے قائل کو کامل تابعین سے شمار کرتے ہیں اس کی وجہ حقیقت حال سے لاعلمی ہے۔

مکتوبات مجددیہ

(4) **سوال:** تحقیق گذشتہ سے واضح ہوا کہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے طفیل اور وراثت میں دوسروں کو حقیقۃ الحقائق تک وصول اور الحاق واتحاد حاصل ہوتا ہے۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کمالات خاصہ میں شرکت ہوتی ہے پس اس صورت میں متبوع اور تابع اصلی اور طفیلی میں کیا فرق رہا اور کونسی فضیلت باقی رہی **جواب:** حقیقۃ الحقائق تک دوسروں کا وصول اور الحاق ایسا ہی ہے جیسا کہ الحاق خادم کا مخدوم سے اور طفیلی کا اصلی تک اگر واصل اخص خواص امت سے ہے تو خادم ہے اور اگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ہے تو طفیلی ہے خادم مخدوم کا پس خوردہ کھاتا ہے مخدوم کے ساتھ کیا شرکت کر سکتا ہے مخدوم کے مقابلہ میں اس کی کیا عزت اور وقعت ہو سکتی ہے طفیلی اگر چہ اصل کا ہمنشین اور ہم لقمہ ہے مگر طفیلی طفیلی ہی ہوتا ہے جو خادم مخدوم کے اتباع سے بلند مقامات پر پہنچتے ہیں اور مخدوم کے مخصوص کھانوں سے پس خوردہ کھاتے ہیں اور عزت واحترام پیدا کرتے ہیں وہ مخدوم ہی کی بزرگی ہے اور اس کی متابعت کی بلندی۔ گویا مخدوم کو باوجود ذاتی عزت خادموں کے الحاق سے اور دوسری شان پیدا ہوتی ہے اور اس کے مراتب کی بلندی کا اظہار ہوتا ہے اس لئے تابع کو متبوع کے ساتھ کیا شرکت ہو سکتی ہے اور برابری کا وہم کس طرح۔

مکتوبات مجددیہ

(5) اجزاء قالب کے اعتدال کے بعد نفس کو بدرجہ کمال اور بے تکلف اطمینان ہو جاتا ہے۔

مکتوبات مجددیہ

(6) **سوال:** جب اجزاء قالب اعتدال پر آگئے اور نافرمانی وسرکشی سے رک گئے تو پھر ان کے ساتھ مجاہدات کی کیا ضرورت رہی۔ نفس مطمئنہ کی طرح ان سے بھی جہاد نہیں کرنا چاہئیے حالانکہ امر طے شدہ ہے کہ ہمیشہ مجاہدہ قائم رہتا ہے۔ **جواب:** نفس مطمئنہ اور ان معتدل اجزاء قالب میں فرق ہے مطمئنہ صاحب نیستی ونابودی ہے اور عالم امر سے ملحق جو کمال نیستی اور سکر سے متصف ہے اجزاء قالب احکام شرعیہ کی رو سے جن کا مبنیٰ ہوشیاری ہے نیستی اور مستی سے تعلق نہیں رکھتے۔ مست میں مخالفت کی گنجائش نہیں اور ہوشیار میں مصالح اور منافع کی وجہ سے بعض امور میں مخالف کا امکان ہے فضل الٰہی سے امید رکھنی چاہئیے کہ یہ مخالفت ترک استحباب اور ارتکاب کراہت تنزیہہ سے زیادہ نہ ہوگی۔

مکتوبات مجددیہ

(7) تم نے پوچھا تھا کہ آپ (حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) طالبوں کو حقائق ثلثہ کے وصول کے بعد حقیقۃ الحقائق کے لحوق کی بشارت دیتے ہیں حالانکہ حقائق ثلثہ مراتب وجوب میں داخل ہیں اور حقیقۃ الحقائق امکانی ہے اس کی کیا وجہ ہے یہ شبہ میرے دل میں مدت سے کھٹک رہا ہے تسکین فرمائیے۔

جواب: میرے مخدوم اس میں کوئی دشواری نہیں ہے اس وجہ سے کہ حقیقۃ الحقائق کے لحوق اور مراتب ثلثہ کے وصول میں کوئی ترتیب نہیں ہے اور نہ ایک دوسرے کا موقوف علیہ ہے جائز ہے کہ کسی کو مقام حقیقت الحقائق حاصل ہو جائے اور اس کو حقائق ثلثہ تک وصول نہ ہو یہ بھی ممکن ہے کہ وصول حقائق حاصل ہو جائے لحوق بہ حقیقۃ الحقائق نہ ہو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی حقیقت

سے حقیقت کعبہ تک اور اس کے اوپر تک پہنچ جاتے ہیں جو سالک ان کے نقش قدم پر چلے ممکن ہے کہ وہ حقائق ثلثہ تک واصل ہو جائے اور حقیقت الحقائق اس کے بیچ میں نہ آئے اور اس وصول کے بعد شیخ کے توسط سے حقیقۃ الحقائق سے ملحق ہو جائے پس جبکہ قبل وصول حقائق ثلثہ حقیقت الحقائق کا لحوق ممکن ہے فقیر (حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے بعض دوستوں کو حقائق ثلثہ کے اصول کے بعد لحوق بہ حقیقۃ الحقائق کی خوشخبری دی تھی اس سے واضح ہوگا کہ حقائق ثلثہ کے بعد حقیقت الحقائق کا لحوق ہونا لازمی اور کوئی کلیہ قاعدہ نہیں ہے بلکہ یہ امر اتفاقی ہے اگر کسی کو وصول حقائق ثلثہ کے بعد لحوق بحقیقۃ الحقائق کی طرف توجہ ہو تو اس کو بشارت مذکورہ دی جاسکتی ہے اور اگر کسی کو حقائق ثلثہ کے وصول سے پہلے ہی لحوق کی طرف توجہ ہو جائے تو وہ بھی ممکن ہے اور اس صورت میں یہ کہا جائے گا کہ اس کو حقائق ثلثہ کے وصول کا راستہ حقیقت الحقائق کے لحوق کے بعد منکشف ہوا۔ ''والعلم عند اللہ عزوجل''

مکتوبات معصومیہ

تعین اول کے معنی کے بیان میں

کہتے ہیں کہ حقیقۃ الحقائق یعنی حقیقت محمدیہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم حضرت ذات کے مرتبہ اطلاق کا تعین ہے۔

(1) حقیقت محمدیہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کہ ظہور اول ہے حقیقت الحقائق ہے دوسری حقیقتیں عام از یں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حقیقتیں ہوں یا ملائکہ عظام کی حقیقت محمدیہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ظلال ہیں اور حقیقت محمدیہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اصل حقائق ہے۔

مکتوبات مجددیہ

تعین وجودی کے بیان میں

(1) فضل خداوندی سے جو کچھ آخر میں منکشف ہوا یہ ہے کہ ذات تعالیٰ وتقدس کا تعین اول حضرت وجود ہے جو تمام اشیاء کو محیط اور تمام اضداد کو جامع ہے اور خیر محض اور کثیر البرکت ہے گروہ صوفیہ کے اکثر مشائخ نے اسی تعین کو عین ذات کہا ہے۔ اور اس سے ذات پر زیادتی کرنے کو منع کیا ہے سبحان اللہ یہ نکتہ نہایت دقیق اور لطیف ہے ہر شخص کی آنکھ اس کو نہیں پاسکتی اور اس تعین کو اصل سے جدا نہیں کرسکتی یہ تعین اس وجہ سے یہ تعین اس مدت تک مخفی رہا اور ان کی نظروں میں اصل ذات متعین سے متمیز نہ ہوسکی۔ ایک جماعت عظیم اس تعین وجودی کو خدا سمجھ کر پرستش کرتی رہی اور انہوں نے اس کے ماسوا یعنی اصل مطلوب کی تلاش اور طلب نہ کی بلکہ اس تعین کو مبداء آثار خارجی تصور کرنے اور حوادث یومیہ کا خالق وموجد سمجھنے لگے ماسوائے حق سے حق کی تمیز کی یہ دولت فقیر (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کیلئے ذخیرہ رکھی گئی تھی کیونکہ غیر معبود کی مشارکت معبود سے نفی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اولش تھا جوان کے اس زلزلہ ذبا کیلئے مخصوص رکھا گیا تھا اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے جس نے ہم کو ہدایت دی اگر وہ ہم کو ہدایت نہ دیتا تو ہم ہرگز ہدایت نہ پاتے بیشک ہمارے پروردگار کے رسول (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) دین حق لے کر آئے۔

مکتوبات مجددیہ

(2) سوال: تعین اول وجودی کا وجود خارج میں موجود ہے۔ یا صرف مرتبہ علمی میں ہے ۔ دونوں صورتیں درست نہیں ہوسکتیں کیونکہ ان بزرگوں کے نزدیک خارج میں سوائے ایک ذات تعالیٰ کے اور کچھ موجود نہیں اور تنزلات وتعینات کا خارج میں نام ونشان نہیں ہے اور اگر کہا جائے کہ تعین وجودی محض ثبوت علمی ہے تو لازم آئے گا تعین علمی ذات سے سابق ہو حالانکہ یہ خلاف مقررہ ہے۔۔ جواب: ہم کہتے ہیں کہ تعین وجودی نفس الامر میں ثابت ہے اگر اس کو اس لحاظ سے کہ ماورائے علم میں بھی اس مرتبہ کا ثبوت ہے ثبوت خارجی کہا جائے تو بھی درست ہے۔" واللہ سبحانہ اعلم"

مکتوبات مجددیہ

تعین حبی کے بیان میں

(1) مراتب ظلال کے طے کرنے کے بعد فقیر (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) پر منکشف ہوا کہ حقیقت محمد یہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تعین اور ظہور حبی ہے جو ظہورات کا مبداء اور خلق مخلوقات کا منشا ہے مشہور حدیث قدسی میں آیا ہے کہ "کُنتُ کَنزًا مَخفِیاً فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ فَخَلَقتُ الخَلقَ لاُعرَفَ "یعنی میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا پہچانا جاؤں اس لئے میں نے مخلوق کو پیدا کیا پس پہلی چیز جو گنجینہ مخفی سے یہ ظہور پر جلوہ گر ہوئی وہ حب ہے جو پیدائش خلائق کا سبب ہوئی اگر حب نہ ہوتی تو ایجاد کا دروازہ نہ کھلتا اور ایک عالم عدم میں ہمیشہ کیلئے مخفی رہ جاتا حدیث قدسی "لَولاکَ لَمَا خَلَقتُ الاَفلاکَ "ترجمہ اگر تم اے پیارے محمد (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) نہ ہوتے تو میں افلاک کو نہ پیدا کرتا کے راز جو خاتم الرسل (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کی شان میں وارد ہوئی یہاں ڈھونڈھنا چاہئیے اور حدیث شریف "لَولاکَ لَمَا اَظهَرتُ الرَّبُوبِیَّۃَ "(ترجمہ) اگر تم اے پیارے محمد (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) نہ ہوتے تو میں اپنی صفت ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا کی حقیقت کو اسی مقام میں تلاش کرنا چاہئیے۔ سوال: صاحب فتوحات مکیہ نے تعین اول کو کہ حقیقت محمد یہ ﷺ ہے حضرت اجمال علم کہا ہے آپ (حضرت شیخ المشائخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اپنے رسائل میں تعین اول کو تعین وجودی کہا ہے اور اس کے مرکز کو جو اس کے اجزاء میں اشرف ہے حقیقت محمد یہ ﷺ قرار دیا ہے اور تعین حضرت اجمال کو تعین وجودی کا ظل لکھا ہے۔ آپ (حضرت شیخ المشائخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) لکھتے ہیں کہ تعین اول حبی ہے اور یہی حقیقت محمد یہ ﷺ ہے ارشاد ہو کہ ان اقوال میں مطابقت کی کیا صورت ہے جواب: اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ظل شے اصل شے معلوم ہوتی ہے اور سالک اس کی طرف کھینچ جاتا ہے۔ پس یہ دونوں تعین (یعنی علمی اور وجودی) تعین اول یعنی تعین جلی کے ظل ہیں جو عارف کو عروج کے وقت اصل تعین اول معلوم ہونے لگتے ہیں (جو در حقیقت تعین اول نہیں ہیں بلکہ اس کے ظل ہیں) سوال: تعین وجودی کو تعین حبی کا ظل کہنا کیونکر درست ہوسکتا ہے حالانکہ وجود کو حب پر سبقت ہے کیونکہ حب کی فرع ہے جواب: فقیر (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے رسائل میں تحقیق کیا ہے کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ اپنی ذات سے موجود ہے نہ کہ وجود سے موجود۔ اسی طرح سے

واجب تعالیٰ کے صفات ثمانیہ ذات واجب سے موجود ہیں نہ وجود سے کیونکہ وجود بلکہ وجوب کی اس مرتبہ میں گنجائش ہی نہیں ہے اس لئے کہ وجوب اور وجود دونوں اعتبارات ہیں پس پہلا اعتبار جو ایجاد عالم کیلئے کہ ظاہر ہوا وہ حب ہے اس کے بعد وجود ایجاد عالم کا مقدمہ ہے کیونکہ ذات واجب تعالیٰ بغیر اعتبار حب اور وجود کے عالم اور ایجاد عالم سے مستغنی ہے"اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ"(ترجمہ) اللہ تعالیٰ دو جہان سے بے پروا ہے تعین علمی اجمالی کو ان دونوں تعین کا ظل کہنا اس اعتبار سے ہے کہ ہر دو تعین باعتبار ذات واجب تعالیٰ کے بلاحظہ صفات ہیں اور تعین علمی میں صفت ملحوظ ہے جو ذات کے ظل کی طرح ہے۔"عز شانہ"

مکتوبات مجددیہ

(2) **سوال:** حقیقت محمد یہ ﷺ سے ترقی کرنا (جو تعین جبی اور حقیقۃ الحقائق ہے اور کوئی حقیقت حقائق ممکنات سے اس کے اوپر نہیں ہے) جائز ہے یا نہیں آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے رسائل میں تحریر فرمایا ہے کہ حقیقت محمدیہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے اوپر ترقی ہوئی اس کی کیا حقیقت ہے **جواب:** اس حقیقت سے ترقی کرنا درست نہیں ہے کیونکہ اس مرتبہ کے بعد مرتبہ لاتعین ہے جس سے متعین کا الحاق اور وصول ناممکن ہے وصول اور الحاق کو بے کیف کہنا خالی ایک افواہ ہے جس سے حقیقت معاملہ تک پہنچنے سے پہلے تسلی کرلی جاتی ہے اور اس حقیقت تک رسائی ہو جانے کے بعد عدم وصول اور عدم الحاق کا حکم کرنا ضروری ہے شک وشبہ کا وہاں میل نہیں رہتا میں (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے جولکھا ہے کہ حقیقت محمدیہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ترقی فوق ہوئی میری عرض اس سے ظل حقیقت محمدیہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تھی جس کو اجمال حضرت علم کہا جاتا ہے اور وحدت سے تعبیر کیا جاتا ہے اس وقت تک ظل کا اصل سے اشتباہ تھا مگر جب فضل الٰہی سے اس ظل اور تمام ظلال سے رہائی مل گئی تو معلوم ہوا کہ حقیقت الحقائق سے ترقی نہیں ہوئی بلکہ یہاں سے قدم آگے بڑھانا ممکن نہیں ہے کیونکہ آگے قدم بڑھانا امکان سے نکل کر وجوب میں داخل ہونا ہے۔ جو شرعاً اور عقلاً محال ہے۔

مکتوبات مجددیہ

فوق تعین حبی کے بیان

(1) ہمارے حضرت (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے آخری چیز جو تحریر فرمائی ہے وہ مکتوب شریف ہے جو تیسری جلد کے آخر میں حضرت مولانا حسن دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام مرقوم ہے اس مکتوب شریف میں تعین وجودی کے اوپر تعین حبی کا اثبات فرمایا ہے اور فرمایا کہ اس مقام سے ترقی ممنوع ہے۔ ہر روز حضرت (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) ان معارف عالیہ کی تحریر میں مصروف رہتے تھے اور شب میں آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کو بخار آتا تھا آٹھویں دن اسی بخار میں آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کا وصال ہو گیا حضرت (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت

الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے وصال کے بعد یہ مکتوب شریف دستیاب ہوا اور مخلصین نے اس کے مطالعہ کا شرف حاصل کیا اور اس کی نقلیں لی گئیں ان روشن معارف کی تحریر کے بعد مرض موت کی سختیوں کی حالت میں بھی آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے بہت سے معارف اور اسرار بیان فرمائے اور وصیتیں کیں منجملہ ان اسرار کے جس رات کی صبح کو حضرت (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کا وصال ہونے والا تھا حضرت مخدومی میاں جیو سلمہ اللہ تعالیٰ خدمت شریف میں حاضر تھے مرض کا غلبہ اور ضعف کمال درجہ کا تھا آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو بٹھاؤ فقیر (حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اپنی گود میں اس پیشوائے عارفین کو بٹھایا آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کا سارا وزن اس ذرہ بے مقدار پر تھا میں کہہ سکتا ہوں کہ اس وزن سے کیا کیا نعمتیں مجھ پر نازل ہوئیں اور کیسے عالی قدر اسرار فقیر (حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے قالب مجروح پر کھلے الحاصل آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے ارشاد فرمایا کہ دائمی وصال لایزالی نے میرے باطن میں ندا دی ہے کہ بادشاہ عالم مجھ کو طلب کرتا ہے۔ میرے مرغ بلند پرواز نے آستانہ قدس کا رخ کیا اور جہاں تک پہنچنا تھا پہنچا بارگاہ عالی جاہ سے ارشاد ہوا کہ بادشاہ مکان میں نہیں ہے معلوم ہوا کہ یہ مقام حقیقت کعبہ ربانی ہے میں نے اس مقام سے آگے عروج کیا اور مقام صفات حقیقیہ پر جو وجود زائد سے موجود ہیں پہنچا یہ صفات کا مقام صور علیہ کے صفات کے ماسوا ہے جو مرتبہ تعین وجودی اور تعین جبی میں ہیں اس مقام سے بھی میں نے بالا عروج کیا اور ان صفات کے اصول تک پہنچا جو شیون ذاتیہ اور اعتبارات مجردہ ہیں ۔اور ذات عز شانہ میں واصل ہوا تم دونوں بھائی ہر ایک اس مقام میں میرے ہمراہ تھے یہاں سے مجھ کو اور فوق کی طرف لے گئے اور ذات بحت میں جو نسبت واعتبارات سے مجرد ہے پہنچا دیا۔ مخدوم میاں جیو کو ارشاد ہوا کہ تم میری امامت کی وجہ سے میرے ہمراہ تھے کیونکہ آپ ایام مرض میں حضرت (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی امامت کرتے تھے فقیر (حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو ارشاد ہوا تھا کہ مسجد میں دوستوں کے ہمراہ نماز پڑھو اور امامت کرو فقیر (حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بے پروبال ادائے حکم کیلئے جماعت احباب کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھتا اور باقی وقت آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر رہتا تھا الحاصل اس فقیر (حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو دوسرے راستہ سے ان مراتب عالیہ کے وصول کا اشارہ فرمایا گیا (دوسرے راستہ سے مراد اصالت ہے) اسی مجلس میں یا دوسری مجلس میں اسی ملالت کے زمانہ میں ارشاد ہوا کہ اس درجہ کمال کا حاصل ہونا اور اس رتبہ عالیہ تک واصل ہونا کلام مجید کی تلاوت پر موقوف ہے میں قرآن مجید کے طفیل اور توسط سے ممتاز ہوا قرآن مجید کے ہر ایک حرف کو دریا پاتا ہوں۔ جو کعبہ مقصود تک پہنچاتا ہے آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) اس اثنا میں اس بیت کو پڑھتے تھے اور مزہ لیتے

تھے:

اند رغزل خویش نہاں خواہی بود　　　تا برلب تو بوسہ زنم چونش بخوانی

واضح ہو کہ یہ اسی غزل کا شعر ہے جس کو حضرت شیخ المشائخ شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سن کر اس کے قائل کی زیارت کیلئے دور دراز مقام کو تشریف لے گئے تھے پھر آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ ہمارے حسب حال ہم کو یوں کہنا چاہئے

اند رسخن دوست نہاں خواہم گشت　　　تا بر لب او بوسہ زنم چونش بخواند

محب کا کلام محبوب کے لب تک کہا پہنچ سکتا ہے محبوب ہی کے کلام کو اس سے قرب حاصل ہے اس کی باتوں سے اس تک پہنچ سکتے ہیں نہ کہ اپنی گفتگو سے کیونکہ ہمارا کلام رسائی سے کوتاہ ہے فقیر (حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کہتا ہے "مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ كَلَّ لِسَانُهٗ" اس پر گواہ ہے یعنی جس نے خدا کو پہچانا اس کی زبان بند ہوگی۔ مصرعہ

پس سخن کوتاہ باید والسلام　　　گفتگو کو ختم کردو والسلام

مکتوبات مجددیہ

اس مقام پر دو سوال پیدا ہوتے ہیں

سوال اول: حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب اخیر میں تحریر فرمایا ہے کہ تعین اول یعنی تعین حبی سے ترقی نہیں ہوتی اس کے اوپر مرتبہ لاتعین ہے۔ یہاں قدم رکھنا گویا امکان سے نکل کر وجوب میں متحقق ہونا ہے جو محال ہے یہ تمام عروجات جو واقع ہوئے تعین حبی سے آگے ہیں اس کی کیا وجہ ہے جواب: وصول قدمی ممنوع ہے جن مراتب کا وصول مذکور ہوا ہے ممکن ہے کہ وہ وصول نظری ہو۔ اب کوئی منافات نہ رہی۔ غالباً اس معنی کا حضرت (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے اسی مجلس میں استفادہ فرمایا تھا سوال دوئم: حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی بعض عبارتوں سے مستفاد ہوتا ہے کہ حقیقت کعبہ اعتبارات وشیون سے فوق ہے۔ مگر ما سبق سے اس کے خلاف مفہوم ہوتا ہے؟

جواب: ان صفات وشیون سے مراد جن سے حقیقت کعبہ کو تفوق ہے صفات کی صور علمیہ ہیں جو مرتبہ تعین علمی اجمالی ہے کیونکہ اصطلاح قوم میں صفات وشیون سے مراد یہی صور علمیہ تفصیلیہ ہیں اس مرتبہ اجمال کو مرتبہ ذات کہتے ہیں اور اس تجلی کو تجلی ذات جانتے ہیں نیز ان صفات سے مرتبہ تعین وجودی کے حصص کی تفصیل مراد ہے اسی تعین کے اثبات میں ہمارے حضرت (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) خاص طور پر ممتاز ہیں حضرت قطب الاقطاب شیخ محی الدین ابن

العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے تابعین کے نزدیک یہی مرتبہ مرتبہ لاتعین اور مرتبہ اطلاق ہے کیونکہ مرتبہ علمی اجمالی کے اوپر جو مرتبہ تعین اول ہے ان کے نزدیک وہی مرتبہ لاتعین اور وجود بحت ہے ہمارے (حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے) نزدیک یہ مرتبہ وجود بحت کا مرتبہ ہے تعین سے موصوف ہے اور تعینات صفات بھی اس مرتبہ میں ثابت ہیں منجملہ ان تعینات کے تعین علمی ہے لیکن چونکہ علم صفات کا جامع ہے یہاں بھی وجود کے ہمرنگ صفات اور شیونات ذاتیہ جلوہ گر ہیں علم وجود کی طرح دو مرتبہ رکھتا ہے پہلا مرتبہ اجمال جس کو دوسروں نے تعین اول اور حقیقت محمدیہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جانا ہے۔۔ دوسرا مرتبہ تفصیل :اس تحقیق سے ظاہر ہوگیا کہ تعین علم اجمالی صفت علم کا تعین اول اور صفات حقیقیہ سے زائد ہے ذات تعالیٰ وتقدس کا تعین اول نہیں ہے بلکہ صفت علم تعین اول ہونے میں بھی ہم کو کلام ہے کیونکہ مکتوب اخیر میں حضرت سلطان العارفین امام شریعت و طریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے تعین وجودی سے فوق تعین حبی کا اثبات فرمایا ہے کہ یہاں بھی اجمال اور تفصیل ہے۔

مکتوبات معصومیہ

(3) یہ بھی جان لینا چاہیے کہ ہمارے نزدیک تعین کے معنی یہ نہیں ہیں کہ حق تعالیٰ نے نزول کیا اور وہ حب اور وجود بن گیا بلکہ تعین کے معنی صادر ہونے کے ہیں اس لئے حق سبحانہ وتعالیٰ تنزیہ کا زیادہ لائق ہے اور لسان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بالعموم اور حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بالخصوص مناسب ہے۔۔

مکتوبات معصومیہ

(4) **سوال:** تعین حبی جس کو تعین اول اور حقیقت محمدیہ ﷺ کہا گیا ہے ممکن ہے یا واجب حادث ہے یا قدیم صاحب فصوص (حضرت قطب الاقطاب شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے تعین اول کو حقیقت محمدیہ ﷺ کہا ہے اور اس کو وحدت سے تعبیر کیا ہے اسی طرح تعین ثانی کو واحدیت کہا ہے اور اس میں اعیان ثابتہ کا جو ممکنات کے حقائق ہیں اثبات کیا ہے۔ ان دونوں تعینوں کو یقین وجوبی کہا ہے اور قدیم جانا ہے باقی دوسرے تین تنزل یعنی روحی اور مثالی اور جدی کو تعین امکانی کہا ہے آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کا اعتقاد اس مسئلہ میں کیا ہے فقیر (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک نہ کوئی تعین ہے اور نہ متعین وہ کونسا تعین ہے جو لاتعین کو متعین کر سکے۔ یہ الفاظ حضرت (شیخ الشیوخ واقف رموز اسرار شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اور ان کے تابعین کے مذاق کے موافق ہیں فقیر (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی عبارتوں میں اگر ایسے الفاظ پائے جائیں تو ان کو صنعت مشاکلت میں داخل سمجھنا چاہیے بہرحال ہم کہتے ہیں کہ یہ تعین تعین امکانی اور حادث اور مخلوق ہے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ ''یعنی پہلے جو چیز خدائے تعالیٰ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے دوسری احادیث مبارکہ میں اس نور کی خلقت کا وقت بھی متعین فرمایا ہے اور فرمایا ہے ''قَبْلَ خَلْقِ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ بِاَلْفَیْ عَامٍ وَاَمْثَالِہٖ ''جو چیز مخلوق ومسبوق بعدم ہو وہ حادث ہے جب حقیقۃ الحقائق جو اسبق الحقائق ہے مخلوق اور ممکن ہوئی تو دوسری حقیقتیں بدرجہ اولی مخلوق ہوں گیں اور امکان وحدوث کی شان رکھینگی

تعجب ہے کہ شیخ (شیخ الشیوخ واقفِ رموز اسرار شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے حقیقت محمدی ﷺ کو بلکہ تمام حقائق ممکنات کو اعیان ثابتہ کہا ہے کہاں سے ان کے وجوب کا حکم لگا دیا اور قدیم سمجھ لیا۔۔ یہ قوم پیغمبر خدا (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) کے ارشاد کے سراسر خلاف ہے۔ ممکن اپنے تمام اجزاء میں ممکن ہے اور اپنی حقیقت وصورت میں ممکن کی حقیقت تعین وجوبی۔ کس طرح ہوسکتی ہے ممکن کی حقیقت ممکن ہونا چاہیئے اس کو واجب تعالیٰ سے شرکت اور کسی قسم کی نسبت نہیں ہے بجز اس کے کہ ممکن واجب تعالیٰ کی مخلوق اور واجب تعالیٰ اس کا خالق ہے چونکہ شیخ (شیخ الشیوخ واقفِ رموز اسرار شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) واجب اور ممکن میں تمیز نہیں فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "لِعَلَمِ التَّمِيُزِ بَيْنَهُمَا" اس لئے اگر واجب کو ممکن کہیں اور ممکن کو واجب تو کوئی مضائقہ نہیں ہے اگر ان کو معذور فرمائیں تو کہاں کرم اور عفو ہے اے رب (عزوجل) ہمارے مؤاخذہ نہ کر اگر ہم بھول گئے ہوں یا ہم نے خطا کی ہو۔ **سوال:** آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے رسائل میں واجب تعالیٰ اور ممکن میں نسبت ظلیت اور اصالت کی ثابت کی ہے۔ اور ممکن کو واجب تعالیٰ کا ظل قرار دیا ہے نیز واجب تعالیٰ کو باعتبار اصالت کے ممکن کی حقیقت تحریر فرمایا ہے اور اس پر آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے بہت سے معارف متفرع کئے ہیں پس اگر شیخ (شیخ الشیوخ واقفِ رموز اسرار شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بھی اس اعتبار سے واجب تعالیٰ کو حقیقت ممکن کہیں تو کیا استحالہ لازم آئے گا اور ان پر کیا الزام عائد ہوگا **جواب:** ایسے علوم جو واجب تعالیٰ اور ممکن میں ظلیت کا اثبات کرتے ہوں شریعت سے ان کا کوئی ثبوت نہیں مل سکتا یہ سب سکر یہ معارف ہیں اور حقیقت معاملہ سے نارسائی کی وجہ سے ہیں ممکن کی کیا حقیقت جو واجب تعالیٰ کا ظل بن سکے۔ کیونکہ واجب تعالیٰ کا ظل ہی نہیں۔ نیز ظل سے خدا کے مثل کی پیدائش کا وہم ہوتا ہے اور خبر دیتا ہے کہ اصل میں کمال لطافت نہیں ہے جب حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا لطافت کی وجہ سے ظل نہ تھا تو پھر حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے خدا کا ظل کیونکر ہوسکتا ہے خارج میں موجود بالذات اور بالاستقلال خدا کی ذات اور اس کی صفات ثمانیہ حقیقیہ ہیں اس کے ماسوا ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ایجاد سے موجود اور ممکن اور اس کی مخلوق وحادث ہے۔ کوئی مخلوق اپنے خالق کا ظل نہیں ہے اور نہ خالق کے ساتھ مخلوقیت کی نسبت کے سوا جس کو شریعت نے مقرر کردیا ہے اور کوئی نسبت ہے۔ ظلیت عالم کا عالم سالک کو سلوک میں بہت کارآمد ہے اور کشاں کشاں اصل کی طرف لے جاتا ہے۔ اور جب عنایت الٰہی سے منازل ظلال کو طے کرکے اصل میں واصل ہو جاتا ہے تو فضل الٰہی سے معلوم کرلیتا ہے کہ یہ اصل بھی ظل کا حکم رکھتی ہے اور مطلوبیت کی شان کے لائق نہیں ہے کیونکہ امکان کے داغ سے داغدار ہے حالانکہ سالک کا مطلوب احاطۂ ادراک اور وصل واتصال سے باہر ہے "رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا" اے رب (عزوجل) ہمارے ہم کو اپنی رحمت عطا کر اور ہماری ہدایت کا سامان اپنے پاس سے مہیا فرما۔

مکتوبات مجددیہ

منازل کے قطع کرنے اور اپنے اصل تک پہنچنے اور مراتب نزول کے بیان میں

(1) جو عارف کہ منازل وصول کو قطع کر کے اصول میں واصل ہو چکا ہے جب اس کو عالم میں واصل کرنا چاہتے ہیں کہ اس کو نزول میں بھیج کر لوگوں کو اس کی ہدایت وارشاد سے مشرف کریں تو ایک نور انوار قدم کی شعاعوں سے اس کے قلب میں جو غیب ہویت کا دریچہ ہے رکھتے ہیں اور اس نور سے جو مرتبہ وجوب سے حاصل ہوا ہے اس کو بقا عطا کرتے ہیں یہاں تک کہ عارف اس نور سے پورا ہو جاتا ہے اور خدائی رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے اور طالبوں کو بھی اسی رنگ میں لے آتا ہے پس جب تک کہ عارف اس جہان میں بقید حیات مقید ہے اور تعلقات بدنی سے علاقہ رکھتا ہے اس امانتی شعلہ پر خرسندر ہتا ہے اور کلی سے جزئی پر قانع رہتا ہے اور بموجب (المجاز قنطرة الحقیقة' مجاز بھی حقیقت کا ایک پل ہے) عشق مجازی کمال الکمال پر پہنچتا ہے اور معشوق کی نشانیاں اپنے آپ میں پاتا ہے اور معشوق کے آثار عاشق کے ویرانہ گھر میں ظاہر ہوتے ہیں تو ان آثار سے خوش ہو کر چاہتا ہے کہ معشوق سے کنارہ کشی کرے چنانچہ مجنون عامری کی حالت بیان کرتے ہیں کہ جب لیلیٰ اس کے نزدیک ہوتی تو کہتا تھا ہٹ جا کہ تیرے عشق نے تجھ سے بے پرواہ کر دیا ہے۔

گفت رورو کہ آنچنا نم من | کہ بجز عشق تو ندانم من
بولا مجنوں کہ ہائے اے لیلیٰ | مجھ میں جز تیرے عشق کچھ نہ رہا
عشق تو اے نگار فرزانہ | انچناں کرد در دلم خانہ
کرلیا اس نے دل میں میرے گھر | اس سے پیدا ہوا ہے اب یہ اثر
کہ ترا ھم نما ند گنجا ئی | بعد ازیں خوش ترم بہ تنہائی
سارے عالم سے ہوگیا یک سو | خیال تیرا بھی اب نہیں خوشرو

آمدم برسر مطلب وہ مقصد جو عارف کے رجوع کرنے سے رکھا تھا پورا ہو جاتا ہے اور وصال کا وقت پہنچ جاتا ہے اور بدن کی رفاقت سے جس کی ایک مدت سے محبت ہوگئی تھی کنارہ کش ہو جاتا ہے اور ''اللھم الرفیق الاعلیٰ '' مجھ کو رفیق اعلیٰ سے ملنے کی تمنا ہے) کی آواز دیتا ہے تو اس بفحوائے ''الموت جسر یوصل الحبیب الیٰ الحبیب '' موت ایسا پل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے پورے طور پر جناب قدس وعظمت وجلالت کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور شہود جزئی کے کوچوں سے نکل کر شہود کلی کے میدان میں قدم انداز ہوتا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ ملائکہ کرام علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام اگرچہ اصل کے مشاہد ہیں اور ہمیشہ شہود کلی رکھتے ہیں لیکن جو شہود انسان کو اس مرتبہ میں حاصل ہوا ہے وہ ان کے شہود سے بالاتر ہے بلکہ جو شہود عارف کو دنیا میں حاصل ہیں وہ جزئی ہے مگر ایسی خصوصیت رکھتا ہے جو ملائکہ کو حاصل نہیں ہوئی یعنی انسان کے اس شہود جزئی کو گویا اس کا جزو بنایا گیا ہے۔ اور اس کو اس کے نفس سے نکال کر اس شہود جزئی میں بقا بخشی گئی ہے۔ ملائکہ کا مشاہدہ ایسا نہیں ہے وہ بیرونی

نظارہ کرتے ہیں اور اپنے شہود سے کچھ حاصل نہیں کرتے دونوں مشاہدوں میں کتنا بڑا فرق ہے سنیئے جو کچھ بیان کیا گیا کہ انسان کا شہود جزئی ہے وہ نزول کے مراتب میں پہلا مرتبہ ہے اگر مراتب نزول کا ایک شمہ جن سے بشر ممتاز ہے بیان کیا جائے اور انسان کے (جو افضل خلائق ہے) کمالات خاصہ اور اسرار مخفیہ کو ظاہر کیا جائے تو نزدیک والے بھی دوری تلاش کریں گے اور اصحاب وصال بھی راہ فراق میں چلنا چاہیں گے۔

وَمِنْ بَعْدِ هٰذَا مَا يَدِقُّ صِفَاتُهٗ　　وَمَا كَتْمُهٗ هٰذَا لَدَيْهِ اَجْمَلُ

صفات دوست کا مضمون ہے باریک　　کہ جس کی شرح کا مطلع ہے تاریک

''وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى''

مکتوبات معصومیہ

(2) واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ کائنات میں ایک نقطہ ہے جو عالم ظلی کا مرکز ہے یہی نقطہ تمام عالم کا اجمال اور عالم اس اجمال کی تفصیل ہے یہ نقطہ چمک دمک میں آفتاب کی طرح ہے جس سے تمام عالم منور ہے اسی نقطہ کے توسط سے عارف کو خدائے پاک سے فیض پہنچتا ہے اور یہ نقطہ غیب ہویت کے نقطہ کے مجازی ہے اور مرتبہ نزول میں پیدا ہے پس جب تک ہبوط اور اسفلیت سے اس مرتبہ میں نزول نہ ہو اس مرتبہ کی طرف جس کا نام غیب ہویّت ہے عروج نہیں ہوسکتا دعوت الی الحق اور تکمیل کیلئے یہ نزول ہوا کرتا ہے اس مرتبہ نزول میں جو اس نقطہ کا ہم مرتبہ ہے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ عارف کا منہ عالم کی طرف اور پیٹھ خدا کی طرف ہے عالم کی طرف یہ توجہ اور خدائے تعالیٰ سے انقطاع وقت موت تک رہتا ہے مگر جب وصال کا وقت آجاتا ہے تو حالت منعکس ہو جاتی ہے پس اس عالم میں فراق اور شوق جانبین سے ہوتا ہے ملاقات موت کے بعد ہوگی۔ اب اس حدیث قدسی کے معنی کہ ابرار کا شوق میری ملاقات کیلئے طویل ہوتا رہتا ہے اور میں بھی ان کی ملاقات کا مشتاق رہتا ہوں ظاہر ہو گئے واضح ہو کہ اس مرتبہ میں نزول کے متحقق ہو جانے کے باوجود سالک اور خدائے پاک میں کوئی حجاب نہیں رہتا بلکہ کل پردے اُٹھ جاتے ہیں۔ عارف کی توجہ خدائے تعالیٰ کی طرف مفقود ہو جاتی ہے اور مخلوق کی طرف پورے طور پر مصروف رہتی ہے کہ یہ مقام دعوت الی الحق کہلاتا ہے کبھی اس نقطہ سے جو دائرہ عالم ظلی کا مرکز ہے اس نقطہ کی طرف نزول ہوتا ہے جو دائرہ عدم کا مرکز ہے یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر اور اس کے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اس کی آیات سے انکار کا مقام ہے پھر اس نقطہ سے دائرہ اصل کے مرکز کی طرف عروج ہوتا ہے جو دائرہ مقام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے یہ نقطہ جس کا ہم نے ذکر کیا نہایت درجہ کا ظلمانی ہے اس مقام نزول نزول کرنا جو اس کی تنویر اور اشراق کیلئے ہے ایک مرتبہ عظیم القدر ہے اس کے مقابل میں نقطہ اسلام ہے یہ وہ نقطہ ہے جس کی طرف نزول ظلمانی کے بعد عروج واقع ہوتا ہے اس نقطہ ظلمانیہ کا چراغ کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' ہے۔ والسلام

مکتوبات مجددیہ

(3) حمد وصلوٰۃ کے بعد معلوم ہو کہ تمہارا مکتوب دل پسند جو اذواق عالیہ اور حالات پسندیدہ پر شامل تھا پہنچا خوشوقتی حاصل ہوئی اور دل کی فرحت اور جان کی راحت کا سبب ہوا تم نے لکھا تھا کہ باوجود نسبت محبوبیت اور اسرار متعلقہ کے تکمیل اور ارشاد وترقی پر ہے کیونکر ترقی نہ ہو جبکہ افضل محبوباں سرور دین ودنیا تھے اور ان کے ارشاد اور تکمیل کا دروازہ سب سے زیادہ کشادہ تھا تم نے لکھا

ہے کہ بعض اوقات امور مباحہ کی مباشرت سے نزول واقع ہو جاتا ہے اور جب تک اس کے ساتھ اعتصام نہ کیا جائے تکمیل کا معاملہ خرابی میں رہتا ہے ہاں بعض رخصتوں اور مباحات کے ارتکاب سے جانب بشریت کی تقویت ہوتی ہے جو تکمیل کی مدد اور معاون ہے اور عزیمت و مستحب کا امتثال جانب ملکیت کی پرورش کرتا ہے۔ مگر بشریت اور دعوت کا حظ نہیں رکھتا۔ اولیاء مرجوعین دونوں جانب کی تربیت کرتے ہیں اور ملکیت کو بشریت کے ساتھ جمع کرتے ہیں یہ اکابر مراد حق جل وعلا پر قائم ہیں

لانی فی الوصال عبیدی نفسی　　وفی الھجران مولی للموالی

ہجر یہ کہ بود مراد محبوب　　از وصل ہزار بار خوشتر

حدیث شریف کا مضمون ہے کہ اللہ تعالیٰ جس قدر عزیمت اور اولویت پر عمل کرنے کو پسند کرتا ہے اسی قدر رخصت اور اجازت کو بھی محبوب رکھتا ہے۔ واضح ہو کہ وہ مباح جو نیک نیتی سے ملحق ہو مستحباب میں داخل ہو جاتا ہے اور رخصت الٰہی عزیمت ہو جاتی ہے کہ علماء کی نیند بھی عبادت ہے خاص کر وہ مباح جو اللہ تعالیٰ کے حکم واقع ہو فرائض اور واجبات میں داخل ہو جاتا ہے اس کی تفصیل مکتوبات شریف مجددیہ جلد دوئم میں وضاحت کے ساتھ مذکور ہے۔

مکتوبات مجددیہ

④ حق سے خلق کی طرف رجوع کرنے کے فضائل اور کمالات بہت ہیں سالک متوجہ الی الحق کی نسبت سالک راجع الی الخلق کے ساتھ گویا قطرہ کی دریائے محیط سے نسبت ہے رجوع الی الخلق فضائل نبوت سے ہے اور توجہ الی الحق آثار ولایت سے دونوں میں کتنا بڑا فرق ہے لیکن ہر شخص کی سمجھ اس کمال کو نہیں پہنچ سکتی۔

مکتوبات مجددیہ

⑤ حضرت خواجہ محمد باقر غلام اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دن میں نے پیر دستگیر (حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقی قیوم ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں عرض کیا کہ سنا گیا ہے کہ حضرت سلطان العارفین امام شریعت و طریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن مجید کے بعض سورتوں کی قرأت عروج کا فائدہ دیتی ہیں اور بعض نزول کا وہ سورتیں کونسی ہیں آپ (حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقی قیوم ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ حضرت سلطان العارفین امام شریعت و طریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب سورۂ انشراح پڑھتا ہوں ایسا نزول پیدا ہوتا ہے کہ جیسے کلوخ اوپر سے نیچے آئے عروج پیدا کرنے والی سورتیں اس وقت خیال میں نہیں ہیں لیکن سورہ الاعلیٰ عروج کیلئے بہت بڑا اثر رکھتی ہے۔

بعض خصائص کے بیان میں

① جاننا چاہیئے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی ذات کو محبوب رکھتا ہے اسی طرح اپنے صفات اور افعال کو بھی پسند فرماتا ہے ان میں ہر ایک کی محبت کے دو اعتبار ہیں محبیت اور محبوبیت کمالات محبوبیت ذاتیہ کا ظہور حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ میں ہے اور کمالات محبیت ذاتیہ کا ظہور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہے اسماء وصفات کی محبوبیت دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں متحقق ہے۔ ان پر رحمتیں اور برکتیں نازل ہو چونکہ اسما و صفات کیلئے ظلال ثابت ہے ان پر

رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں چونکہ اسماء وصفات کیلئے ظلال ثابت ہے اس لئے ظلال محبوبیت ظلال اسماء وصفات کا ظہور اولیاء محبوبین میں پیدا ہے۔

مکتوبات مجددیہ

(2) حضرت حق سبحانہ کی ذات فی حد ذاتہٖ جمیل ہے اور اس کا حسن و جمال ذاتی اور اس کی ذات کیلئے ثابت ہے وہ حسن و جمال بھی نہیں جو ہمارے ادراک میں مکشوف ہو سکے اور ہمارے عقل وخیال میں آ سکے اسی کے ساتھ اس حضرت (عزوجل) کیلئے ایک ایسا مرتبہ اقدس ثابت ہے کہ جس میں حسن و جمال بھی اس کی عظمت وکبریائی (عزوجل) کی وجہ سے اس مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا اور حسن و جمال سے متصف نہیں ہوسکتا تعین اول کہ تعین وجودی ہے اس کمال و جمال ذاتی کا تعین ہے اور اس کا پہلا ظل ہے باوجود یہ کہ اس مرتبہ اقدس میں جہاں جمال وکمال کی گنجائش نہیں ہے کسی قسم کے تعین کی بھی گنجائش نہیں کیونکہ وہ مرتبہ انتہائی عظمت اور کبریائی (عزوجل) کی وجہ سے کسی تعین کے ساتھ متعین نہیں ہوسکتا اور نہ کسی آئینہ میں سما سکتا ہے تاہم اس مرتبۂ اقدس کا ایک اثر تعین اول کے دائرہ کے ایک مرکز میں امانت رکھا گیا ہے اور اس بے نشان کی ایک نشانی اس مرکز میں مخفی رکھی گئی ہے چنانچہ تعین اول ولایت خلیلی کا منشا ہے اور وہ راز واثر جو اس تعین کے مرکز میں رکھا گیا ہے ولایت محمدی ﷺ کا منشا ہے اور وہ حسن وجمال ذاتی جس کا تعین اول ظل ہے صباحت وخوبروی سے مشابہت رکھتا ہے جو عالم مجاز میں از قبیل حسن رخسار و جمال خال ہے اور وہ راز واثر جو اس مرکز میں ودیعت رکھا گیا ہے حسن تمکنیت سے مناسبت رکھتا ہے جو حسن قد اور صباحت رخسار کے ماسوا اور حسن چشم اور اجمال خال سے علیحدہ ہے یہ ایک ذوقی امر ہے جو بغیر اس کے حاصل نہیں ہوسکتا کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

آں دارد آں نگار کہ آنست ہرچہ ہست　　آں را طلب کنید حریفاں کہ آں کجاست

اس یار کے کہا میں ہے ایک خصوصیت　　کیا پا سکے کوئی اس کے جمال کو

اس بیان سے دونوں ولایتوں کا فرق معلوم کیجئے اگر چہ دونوں قرب حضرت تعالیٰ وتقدس سے پیدا ہوئی ہیں۔ مگر ایک مرجع کمالات ذاتیہ ہیں اور دوسرے کا ذات پاک حق سبحانہ وتعالیٰ۔

مکتوبات مجددیہ

(3) ہمارے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ دو اسم سے مسمّی ہیں آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) کے دونوں نام پاک قرآن مجید میں مذکور ہیں فرمایا کہ "محمد رسول اللہ"۔ پھر دوسرا مقام پر بشارت حضرت عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان میں فرمایا کہ "اسمہ احمد" دونوں پاک ناموں کی ولایتیں علیحدہ علیحدہ ہیں ولایت محمدی ﷺ اگر چہ آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) مقام محبوبیت سے پیدا ہوئی ہے مگر اس میں محبوبیت صرفہ نہیں ہے بلکہ محبیت کی آمیزش بھی ہے اگر چہ اس کی یہ آمیزش اصالتاً نہ ہو محبوبیت صرفہ کے اطلاق کو مانع ہے اور ولایت احمد محبوبیت صرفہ سے پیدا ہوئی ہے جو محبیت صرفہ کی آمیزش کا شائبہ نہیں رکھتی ہے یہ ولایت ولایت سابقہ سے اعلیٰ اور اقدم ہے اور ایک حد تک مطلوب سے نزدیک اور محبت کیلئے مرغوب تر ہے کیونکہ محبوب اگر چہ محبوبیت میں پورا ہوتا ہے مگر اس کی استغنا اور بے نیازی کا ملتزم ہوتی ہے۔ جو محب کی نظر میں بہت ہی زیبا اور نہایت ہی رعنا ہوتی ہے اور محب کو اپنی طرف بے حد کھینچتی ہے اور شیفتہ وسرگشتہ

بناتی ہے

نہ تنہا آفتم زیبائی اوست
بلائے من زبے پروائی اوست

نہیں ہے ان کی زیبائی کا شکوہ
جو کچھ ہے بعد وتنہائی کا شکوہ

بلا سے مراد عشق کی زیادتی ہے جو عاشق کا مطلوب ہے سبحان اللہ احمد عجیب پاک نام ہے کہ کلمہ مقدسہ احد سے مرکب ہے حرف میم کا حلقہ جو مخصوص اسرار الہٰی جل شانہ عالم بیچگون سے ہے۔ عالم چوں میں گنجائش نہیں ہے کہ اس سر مکنون کو بلا حلقہ میم تعبیر کر سکیں اگر گنجائش ہوتی تو حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ اس کو ضرور بیان فرماتا احد۔ احد ہی ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور حلقہ میم عبودیت کا طوق ہے جس نے بندہ کو آقا سے ممتیز کیا۔ پس بندہ وہی میم کا حلقہ اور لفظ احد اس کی تعظیم کیلئے آیا ہے۔ جس نے اس کی خصوصیت کا اظہار کیا درود وسلام نازل ہوں حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ اور آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) آل پاک پر۔

چونام این ست نام آور چہ باشد
جب اسم یہ ہو تو پھر مسمی کیا ہو

ہزار سال کے بعد کہ اس مدت ہزار سالہ میں جس میں امور عظام کے تغیر کی تاثیر رکھی گئی ہے ولایت محمدی ﷺ کا معاملہ ولایت احمدی ﷺ میں آیا۔ اور ولایت محمدی ﷺ ولایت احمدی ﷺ ہوئی کاروبار کا تعلق عبودیت کے دو طوق سے نکل کر ایک طوق ہوا اور بجائے پہلے ایک طوق (عبودیت) کے جو محمد ﷺ میں تھا حرف الف احمد کا جو اس کے رب کا ایک رمز ہے متمکن ہوا یہاں تک محمد ﷺ احمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہوا بیان اس کا یہ ہے کہ عبودیت کے دو طوق اسم محمد ﷺ کے دو میم ہیں ممکن ہے کہ دونوں طوق میں اس کے دو تعین کی بشارت ہو پہلا تعین جسدی بشری ہے اور دوسرا تعین روحی اور ملکی اگر چہ عروض موت کی وجہ سے سستی پیدا ہو گئی تھی اور تعین روحی نے قوت پکڑ لی تھی مگر اس تعین کا اثر باقی تھا اس کا اثر زائل ہونے کیلئے ہزار سال درکار تھے تا کہ اس کا نشان باقی نہ رہے جب دوسرے ہزار سال آئے اور تعین جسدی کا اثر نہ رہا عبودیت کے دو طوق میں سے ایک طوق ٹوٹ گیا اور اس پر زوال وفنا طاری ہوئی الوہیت کا الف بقا باللہ کے رنگ بجائے اس کے قائم ہوا اس لئے محمد احمد ہوا اور ولایت محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ولایت احمدی ﷺ ہوئی۔

پس محمد ﷺ میں دو تعین اور احمد ﷺ میں تعین کا کنایہ ہے اس لئے یہ اسم اطلاق سے قریب اور عالم سے بعید تر ہے **سوال:** مشائخ کی مقررہ فنا وبقا کی جس کو ولایت سے متعلق کیا گیا ہے اس کے کیا معنی ہیں اور تعین محمد ﷺ میں جو فنا وبقا رکھی گئی ہے اس کا کیا مطلب **جواب:** وہ فنا وبقا جس سے ولایت کا تعلق ہے وبقا شہودی ہے یعنی فنا وزوال باعتبار نظر کے ہے اور بقا وثبات بھی باعتبار نظر کے۔ اس مقام میں صفات بشری کو پوشیدگی ہے زوال نہیں ہے اور تعین محمدی ﷺ کی فنا ایسی نہیں ہے بلکہ اس میں صفات بشری کا زوال وجودی متحقق ہے اور تعلقات جسدی کا منشاء تعلقات روحی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور جانب بقا میں اگر چہ بندہ حق نہیں ہو جاتا اور نہ قید بندگی سے باہر ہو سکتا ہے مگر حق سے قریب تر ہو جاتا ہے اور اپنے سے دور تر ہو کر حق تعالیٰ سے معیت پیدا کرتا ہے

اور احکام بشری اس سے مسلوب ہو جاتے ہیں جاننا چاہیئے کہ عروج محمدی ﷺ جو صفات بشری کے مٹنے پر موقوف ہے چند حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ کے احوال شریف بالاتر تھے اور ذروۂ علیا پر پہنچے ہوئے تھے اور آپ (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفی ﷺ) غیر و غیریت کی کشاکش سے رہائی پائے ہوئے تھے لیکن معاملہ آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کی امت پر تنگ تر ہو گیا اور وہ نور ہدایت جو مناسبت بشری سے تھا کم تر ہو گیا آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کی توجہ خاص جو پس ماندوں کے حال پر تھی کم تر ہو گئی اور آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) پورے طور پر قبلہ حقیقی کی طرف متوجہ ہو گئے افسوس ہے اس رعایا پر جس کا بادشاہ ان کے حال پر توجہ نہ کرے اور اپنے محبوب کی طرف بتمامہ متوجہ ہو جائے اسی وجہ سے ہزار سال کے بعد کفر و بدعت کی گھٹائیں چھا گئیں اور اسلام وسنت کا آفتاب غروب ہو گیا اے رب (عزوجل) ہمارے پورا کردے ہمارے نور کو اور بخش دے ہم کو بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

مکتوبات مجددیہ

(4) ممکن کا علم چونکہ حصول صورت سے نفس عالم میں معلوم ہے اس لئے تلون اور تغیر عالم کا سبب ہوا کیونکہ مستلزم نقص کا ہے اور واجب تعالیٰ کا علم کیفیت حصول سے پاک ہے پس اگر عارف کامل کا علم بجوائے ''تخلقوا باخلاق الله'' اسی قبیل سے ہو جائے اور تاثر و تغیر سے چھوٹ جائے اور نقص سے کمال کی طرف آجائے تو کوئی تعجب نہیں ہے اس وقت اگرچہ نفس کے خطرے اور وسوسے باقی رہتے ہیں لیکن اس سے کوئی برا اثر اور تغیر پیدا نہیں ہوتا جیسا کہ کلام نفسی قدسی قائم بذاتیہ تعالیٰ یہ معرفت معارف غریبہ اور رازہائے عجیبہ سے ہے۔

مکتوبات معصومیہ

(5) میرا خیال تھا کہ حسن ملیح اور حسن صبیح کے راز کا ایک شمہ بیان کروں اور بطور رمز و اشارہ کے اس باب میں کچھ کہوں۔ جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ میں وارد ہوا ہے کہ میرے بھائی یوسف (علیہ السلام) زیادہ ملیح تھے اور میں زیادہ صبیح ہوں مگر میں دیکھتا ہوں کہ رمز اور اشارے مقصود کی ادائی میں قاصر ہیں اور سننے والے اس کے سمجھنے سے عاجز قرآن مجید کے حروف مقطعات ان حقائق احوال اور دقائق اسرار کے جو محبّ اور محبوب کے درمیان ہیں رموز اور اشارات ہیں لیکن کون ہے جو ان کو سمجھ سکے علمائے راسخین کیلئے کہ حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ کے غلاموں اور خادموں کی حیثیت رکھتے ہیں جائز ہے کہ مخدوم کے بعض اسرار مخفیہ سے واقف ہوں۔ بلکہ مخدوم کی اتباع کرنے کی وجہ سے ممکن ہے کہ مخدوم کے معاملات میں بطور راولش خوری کے خادم بھی مخدوم کی دولت خاص میں شریک ہو سکیں اگر تھوڑا سا بھی اس میں ظاہر کریں گے تو خائن ہوں گے اور اپنے راز کو برباد کر دیں گے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقولہ ''لقطع الحلقوم'' (ترجمہ) اگر میں راز ظاہر کروں تو میرا حلقوم کاٹ ڈالا جائے) ان کے حق میں ثابت آئے گا ''یضیق صدری ولا ینطق لسانی'' (ترجمہ) میرا سینہ تنگ اور میری زبان جاری نہیں ہوتی نقد وقت ہے۔

اے رب (عزوجل) ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہمارے کاموں میں ہمارے اسراف کو معاف فرما اور ثابت رکھ ہمارے

قدموں کواور مدد دے ہم کو کافروں کی قوم پرتم پر سلام ہواوران تمام لوگوں پر جنھوں نے ہدایت کی پیروی کی اور متابعت حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ کو لازم پکڑ لیا ان پر بلند ترین رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں اوران کی آل اور اصحاب (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) پر جو نیک اور پرہیز گار ہیں۔

(مکتوبات مجدّدیہ) (مکتوبات شریف مجدد الف ثانی) (مکتوبات شریف محمد معصوم)

مقام قیوم، قیومیت کی حقیقت اور اس کا اثبات

حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔ایک عارف فنائے اتم کے بعد جو کہ حقیقت عدمیہ کے جاتے رہنے سے متعلق ہے۔اور انا کا مورد ہے۔جب اسم الٰہی جل شانہ کے ساتھ بقا پیدا کر لیتا ہے۔ اور حقیقت عدمیہ کی جگہ حقیقت ثبوتیہ قائم ہو جاتی ہے۔تو وہ اسم الٰہی اس سالک میں مدبر اور متصرف ہوگا۔اور وہ سالک اس اسم کے اوصاف سے متصف اور آراستہ ہو جائے گا۔اور ۔صفات۔حیوۃ۔علم ۔سمع ۔بصر و۔کلام۔وارادہ ۔وقدرت۔سے متصف ہو کرحی۔وعالم وقادر۔وسمیع ۔وبصیر۔متکلم ہو جائے گا ۔کیونکہ ہر اسم الٰہی اسماء وصفات کو مشتمل ہے۔اور وہ اسم دوسرے اسم کا ظل ہے۔اور اس اسم کی جزئیات میں سے ایک جزئی ہے۔(اس لئے) ظل کی راہ سے وہ عارف اصل کے ساتھ مل جائے گا۔اور اسم سابق کی طرح اسم لاحق کے اوصاف کے ساتھ متصف ہو جائے گا ۔پھر اس اصل سے اس (اصل) کی اصل کے ساتھ مل جائے گا ۔اسی طرح دوسری اصل۔سے تیسری اصل۔اور تیسری اصل سے چوتھی ۔اور پانچویں تک مل جائے گا۔اور اس سے آگے جہاں تک اللہ تعالیٰ چاہے گا ۔متحقق ہو جائے گا ۔اور چونکہ ہر اسم کو دوسرے اسماء کے ساتھ ایک مشارکت ہے ۔(اس لئے) مابہ الاشتراک (جزومشترک) کی راہ سے دوسرے اسماء کے ساتھ بھی جو کہ اس (اسم) کے اصول سے مختلف ہیں ۔لقا حاصل کرلے گا ۔اور یہ تمام بے شمار۔اور لا تعداد اسماء عارف کے اجزاء کی مانند ہو جائیں گے۔یہاں تک کہ وہ حضرت ذات تعالیٰ تک پہنچ جائے گا۔اور اللہ تعالیٰ کی عادت جاری ہے۔کہ صدیوں کے بعد ہزاروں میں سے کسی ایک کو لقائے ذات سے مشرف کرتے ہیں۔اور اس مرتبہ مقدسہ سے اس عارف کو ایک ذات جو کہ بیچونی سے کچھ حصہ رکھتی ہے۔عطا فرماتے ہیں۔جو کہ عارف کی کنہ (حقیقت ماہیت) ہوتی ہے ۔اور یہ تمام اوصاف اس ذات کے ساتھ قائم ہوتے ہیں۔بلکہ افراد کے ساتھ قائم ہوتے ہیں۔(کیونکہ افراد عالم اس کے بالمقابل ہیں) چونکہ وہ (عالم کے افراد) اس کے اسماوصفات کے مظاہر ہیں اور کوئی ذات ان میں قائن (کارفرما) نہیں ہے۔اس لئے وہ عارف بوجہ خلافت کے قیوم عالم ہو جاتا ہے۔اور وزیر کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔"فانظر الیٰ اثار رحمة الله کیف یحی الارض بعد موتها ترجمہ"۔پس تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانیوں کو دیکھ کہ زمین کو وہ اس کے مردہ ہو جانے کے بعد کس طرح زندہ کرتا ہے"۔(پارہ ۲۱ رکوع ۸) اس وقت وہ ذات حقیقت ثبوتیہ کی جگہ قائم ہو جاتی ہے۔اور مدبر و متصرف ہو جاتی ہے ۔یہاں سے اس عارف کی جامعیت کو سمجھنا چاہیئے ۔کہ تمام افراد عالم کو اس کے

مقابلہ میں حقیر جز کا حکم بھی نہیں رکھتے قطرے کو دریا کے ساتھ ایک نسبت ہوتی ہے۔ لیکن عالم کو اس کے ساتھ یہ نسبت بھی نہیں ہوتی ہے۔ جس طرح کہ اوصاف کو ذات کے ساتھ لاشی اور استحلاق کی نسبت ہوتی ہے۔ (اسی طرح وہ ہے)۔ پس یہ عارف کامل ذکر کرنے کے وقت گویا کئی ہزار زبانوں سے ذکر کرتا ہے۔ ہر ایک اسم اپنی زبان کے ساتھ ذاکر ہے۔ اور عارف ان سب کے کل کی جگہ ہے اور تحریمہ (نماز کی نیت) جب وہ باندھتا ہے۔ تو گویا کئی ہزار اشخاص تحریمہ باندھتے ہیں۔ اس کے بعد یہ تمام اشخاص قرأت کرتے ہیں ۔اور رکوع وسجود میں جاتے ہیں ۔اور اس عالم امکان کے اکثر حقائق بھی ان امور میں اس عارف کے ساتھ شریک ہو جاتے ہیں اور جو لوگ صرف زبان سے ذکر کرتے ہیں۔ چونکہ وہ نفس امارہ کی انانیت (میں پن) سے پاک نہیں ہیں ۔اس لئے ان کا ذکر لائق بارگاہ اقدس نہیں ہوسکتا ۔اور وہ انھی کی طرف واپس کر دیا جاتا ہے ۔اور یہ عارف چونکہ انانیت سے پاک ہے۔ اس لئے ہزار زبانوں سے ذکر کررہا ہے۔ اور اس کی خودی کا کوئی جز درمیان میں حائل نہیں۔ ظاہر بین عوام ان دونوں کو ذاکر و عابد جانتے ہیں۔ اور حقیقت فرق سے واقف نہیں ہیں ۔اور وہ عارف تو کامل طور پر حضور ہو چکا ہے۔ اور غفلت میں بھی حاضر ہے کیونکہ علم حضوری میں کسی وقت بھی غفلت نہیں پائی جاتی ۔اور غافل لوگ اس مرتبے سے ناواقف ہیں ۔پس وہ عارف غفلت میں بھی حضور رکھتا ہے۔ اور دوسرے لوگ تو عین حضوری میں بھی غافل۔ اور دور ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا ۔ان کا حضور حصول کی وجہ سے ہے۔ اور حصول عین غفلت ہے ۔لیکن عوام ان کو حاضر و ذاکر جانتے ہیں۔ اور اس عارف کو غافل سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو سیدھے راستے کی ہدایت فرمائے۔

پری چھپی ہو مگر دیو ناز دکھلائے　　　یہ کیسی ابو العجبی ہے کہ عقل حیراں ہے

ایک اور نکتہ ہے گوش شوق کیلئے۔ کہ جب عارف خود کلمہ انا (میں پن) کے اطلاق سے۔ پاک اور بری کر لیتا ہے۔ اور نفس امارہ کی انانیت سے پوری طرح رہائی حاصل کر لیتا ہے۔ تو "ھل جزاء الاحسان الا الاحسان" ۔(احسان کی جزا احسان کے سوا کچھ نہیں ہے)۔ (القرآن) کے مصداق خود محبوب کا احسان آ پہنچتا ہے۔ اور اس گم گشتہ کو اپنی انا میں جگہ دیتا ہے۔ اور وہ عاشق صادق غیر۔ اور غیریت کی کشاکش سے رہائی پاکر۔ محبوب کو انا کے خلوت خانے میں آرام حاصل کرتا ہے ۔اس گروہ کی ایک جماعت ایسی بھی ہے۔ جو محبوب کو اپنی انا کے ویرانے میں جگہ دینا چاہتی ہے ۔اور وہ اس خواہش میں خوش ہیں ۔لیکن ایسے لوگ یہ نہیں جانتے ۔کہ انہوں نے تو مطلوب کے ایک ہی ظل میں آرام حاصل کیا ہے۔ اور اس بے پایاں سے ایک نمونے کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں کیا۔

سمائے جب نہ خوبی سے جہاں میں　　　تو پھر آغوش میں کیونکر سمائے

اب ہم اصل بات کی طرف رجوع کرتے ہیں ۔عارف کامل کو جو ذات بخشی گئی ہے۔ وہ چونکہ بے چونی سے بہرہ مند ہے۔ اس لئے اس کی جامعیت بادی النظر میں کیونکر سمجھ میں آسکے گی ۔لیکن وہ فی الحقیقت تمام اسماء وصفات سے کہ جو عارف کے اجزاء کی مانند ہو گئے ہیں۔ زیادہ جامع ہے۔ بلکہ اس جامعیت کو اس جامعیت کے ساتھ کچھ بھی نسبت نہیں ہے ۔اور اس کے مقابلے میں

لاشی ہونے کا حکم رکھتی ہے۔ سبحان اللہ و بحمدہ کیسی وسیع مملکت ایک حقیر انسان میں ودیعت کی گئی ہے۔ اور ملک وملکوت کے یہ سب خزانے ایک بے قدر و قیمت خرابے میں ڈال دیئے گئے ہیں اور تمام بے رنگ حسن و جمال۔ اور بے کیف انوار و اسرار اس ظلمانی پیکر میں۔ پنہاں کر دیئے گئے ہیں۔ جو کہ ذلیل (گندے) پانی سے پیدا ہوا ہے۔ "وما ذالک علی اللہ بعزیز"۔ اور یہ بات اللہ تعالیٰ کیلئے کچھ مشکل نہیں۔ اس اخفاء میں حکمت ابتلاء (آزمانا)۔ اور اختبار (جانچنا) ہے۔ "حتی یمیز الخبیث من الطیب" (القرآن مجید) (ترجمہ) "تا کہ ناپاک کو پاک سے الگ کرے" جس شخص کی نظر نے عارف کے باطن۔ اور حقیقت میں نفوذ کیا اس نے اس کی برکات سے خوب سیرابی حاصل کی۔ اور جس نے صرف اس کی صورت کو دیکھا اور اپنی بے حقیقت صورت پر اس کو قیاس کیا۔ وہ اس کی برکات سے محروم رہا۔ اور ابدی خسارے کے ساتھ داغ دار ہوا۔ اس نے نہیں جانا کہ یہ عارف کامل مغز ہی مغز ہے۔ کہ کوئی چھلکا درمیان میں حائل نہیں ہے بلکہ اس کا پوست (چھلکا) بھی مغز میں تبدیل ہو گیا ہے۔ اور لوگ اس کے مقابلے میں محض پوست ہیں۔ جس میں مغز نہیں۔ لیکن چونکہ (اس عارف کے) تبدیل شدہ پوست کو پوست والے جسم پر باقی چھوڑ دیا گیا ہے۔ (اس لئے) وہ ہر وقت ایک بے مغز پوست کے ساتھ ظاہری مشارکت رکھتا ہے۔ اس ظاہر مشارکت کے ساتھ کہ جسمانی قید سے وابستہ ہے۔ جو کہ جسم کے ٹوٹنے کے بعد باقی ہے۔ محجوبوں کی آنکھ میں خاک ڈال کر ایسے دوستوں کو بے خبر رکھتا ہے۔ "اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری" ترجمہ "میرے اولیاء کرام میری قبا کے نیچے ہیں" ۔ ان کو میرے سوا کوئی نہیں پہنچانتا۔ "قل ھذہ سبیلی ادعو الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی و سبحن اللہ وما انا من المشرکین" (سورۃ یوسف القرآن مجید) (ترجمہ) "آپ فرما دیں کہ یہ میرا راستہ ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی طرف۔ اس طرح اس پر دعوت دیتا ہوں۔ کہ میں اور میری پیروی کرنے والے واضح دلیل پر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں"۔

حضرات القدس، ص، 310 سے 317

حضرت علامہ مولانا محمد نور توکلی ایم اے تحریر فرماتے ہیں

حضرت شیخ (قطب الاقطاب غوث الشیخ والشاب مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ کی طینت (خمیر جسم اطہر) کے بقیہ سے پیدا ہوئے تھے چنانچہ اس امر کی طرف آپ (قطب الاقطاب غوث الشیخ والشاب مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) خود یوں اشارہ فرماتے ہیں۔ سنئے سنئے! اگرچہ اس دولت خاصہ محمدی (یعنی حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ کی خلقت کا ظہور نفس اسم الٰہی ہونا) میں کسی دوسرے کو شرکت نہیں مگر فقیر (قطب الاقطاب غوث الشیخ والشاب مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) اس قدر معلوم کرتا ہے کہ حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ کی اس دولت خاصہ سے آپ (آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) کی تخلیق و تکمیل کے بعد بقیہ رہ گیا تھا۔ کیونکہ سخیوں کی ضیافت کی دولت کے خوان میں زیادتیاں ضرور ہوا کرتی ہیں۔ خوبصورت اُلش نوکروں کے نصیب ہوتی ہیں وہ بقیہ مدنی تاجدار ﷺ کی امت کے دولت مندوں

میں سے ایک کو بطور اُلش عطا کیا گیا ہے۔اور اس کو خمیر مایہ بنا کر اس امتی کی طینت میں گوندھا گیا ہے اور اسے تبعیت و وراثت کے طور پر حضور پرنور آقائے دو جہان ﷺ کی دولت خاصہ میں شریک کیا گیا ہے با کریماں کارہا دشوار نیست یہ بقیہ حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام کی طینت کے بقیہ کی مانند ہے۔جو درخت خرما کی خلقت کے نصیب ہو گیا ہے چنانچہ حضور پرنور مدنی تاجدار ﷺ نے فرمایا ہے"اکرموا عمتکم النخلة فانها خلقت من طينة ادم "ہاں نخیوں کے پیالہ میں سے زمین کو حصہ ملا کرتا ہے۔

ایک بزرگ نے کیا خوب کہا ہے۔

نے نے تر از تربیت یثرب گرفتہ اند　　پنہاں زشام وروم بہ سر ہند ہشتہ اند

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ،ص،200)

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے لکھا ہے

کہ ممکن ہے کہ بعض اولیاء اللہ۔بعض پیغمبروں۔کی طینت کے بقیہ سے پیدا ہوئے ہوں۔اور حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ کی طینت کے بقیہ سے بھی پیدا ہوئے ہوں۔اس کے بعد بعنوان سوال لکھا ہے کہ یہ بات تو عقل میں نہیں آتی۔کیونکہ ہر شخص اپنی والدین نطفہ سے پیدا ہوتا ہے اس سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ اکثر چیزیں ایسی ہیں جو انسان کی عقل سے ثابت نہیں ہوتیں۔مگر شریعت سے ثابت ہوتی ہیں یا کشف والہام سے مثلاً نفس ولایت جس سے مراد قرب الٰہی ہے۔امام محی السنہ بغوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیر معالم التنزیل میں آیہ کریمہ" منها خلقنكم وفيها نعيد كم ومنها نخرجكم تارة اخرىٰ" کی تفسیر میں عطائے خراسانی کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ نطفہ جو رحم میں قرار پکڑتا ہے۔فرشتہ کچھ خاک اس مکان سے لاتا ہے جس میں وہ دفن کیا جائے گا اور اس نطفہ میں ڈال دیتا ہے پس آدمی خاک و نطفہ سے پیدا ہوتا ہے اور خطیب نے بروایت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر کیا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا!"ما من مولود الا فی سرته التربة التی یولد منها فاذا ردالیٰ ارذل عمره رد الیٰ تربته التی خلق منها و دفن فيها وانی و ابا بکر و عمر خلقنا من تربة واحد وفيها ندفن "نہیں کوئی مولود مگر یہ کہ اس کی ناف میں وہ خاک ہے کہ جس سے پیدا ہوتا ہے پس جب وہ ارذل عمر یعنی موت کے وقت پر پہنچتا ہے تو اسی خاک میں لوٹایا جاتا ہے کہ جس سے پیدا ہوا تھا اور اسی میں دفن ہوتا ہے اور تحقیق میں اور ابوبکر وعمر ایک خاک سے پیدا ہوئے ہیں اور اسی میں دفن ہوں گے۔حضرت مرزا محمد بدخشانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ اس حدیث شریف کے شواہد ہیں بروایت ابن عمر و ابن عباس ابوسعید ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) جو ایک دوسرے کو قوت دیتے ہیں شرح صحیح بخاری میں کتاب الجنازہ میں ابن سرین کا یہ قول مذکور ہے کہ اگر میں قسم کھاؤں تو سچا ہوں اور مجھے شک نہیں اس میں کہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ اور ابوبکر الصدیق اور حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ایک

خاک سے پیدا ہوئے ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا! کہ تو میری خاک سے پیدا ہوا ہے اور تیرا باپ فرشتوں کے ساتھ آسمان میں پرواز کرتا ہے۔اور جائز ہے کہ وہ خاک جو حق تعالیٰ نے کسی پیغمبر کیلئے مہیا کی ہو اور آغاز پیدائش سے اس کی زمین کو انوار برکات۔ وبزول رحمت سے پرورش کیا ہوا اس میں سے کچھ بقیہ رہ جائے جو اولیاء اللہ میں سے کسی شخص کا خمیر مایہ بنے یہ امر از روئے عقل محال نہیں اور شرع سے مستفاد اور کشف سے ثابت ہے اس کو اصطلاح میں اصالت کہتے ہیں۔

تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص، 201

شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ فرد کامل اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ قیوم

حضرت شیخ اکبر (حضرت واقفِ رموزِ اسرار شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) انسان کامل کے فرد عالی مرتبت کو جو کہ تمام اسمائے حسنیٰ کا مظہر اور اللہ تعالیٰ جل شانہٗ و عم احسانہ کا خلیفہ اور کثرات کونیہ کے بقاء کا سبب بنا ہے۔ قطب الاقطاب قرار دیتے ہیں اور حضرت مجدد (شمس العارفین کعبۂ صفا کیشاں شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ایسے فرد اکمل وافضل کو قیوم کہتے ہیں یہ دونوں حضرات (حضرت قطب الاقطاب واقفِ رموزِ اسرار شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (حضرت شیخ کبیر غوث جہانیاں امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں ''ان القیوم لکثرات الکونیۃ فردا واحد'' لہٰذا قیوم کا خطاب زیادہ بہتر اور مناسب تر معلوم ہوتا ہے۔

''بہ امداد باطن خود ہمہ کائنات عالم را باقی دارد'' قیوم ہی کا بیان ہے جناب شیخ اکبر علی العاقب (حضرت شیخ الشیوخ واقفِ رموزِ اسرار شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہر وقت ایسے فرد کامل کا وجود برقرار رکھتے ہیں لیکن حضرت مجدد (حضرت شیخ کبیر غوث جہانیاں امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) بعد از منہ ایسے فرد اکمل کے ظہور کا بیان کرتے ہیں جس طرح پر کہ انبیاء اولی العزم کا ظہور از منۂ کثیرہ کے بعد ہوا کرتا تھا ممکن ہے جناب شیخ اکبر (حضرت قطب الاقطاب شیخ الشیوخ شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرد کامل کا بیان کیا ہو۔اور حضرت مجدد (حضرت عالی امام ربانی سلطان طریقت محبوب صمدانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرد اکمل کا بیان کیا ہو حضرت مجدد (حضرت عالی امام ربانی سلطان طریقت محبوب صمدانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے مکتوبات قدسی آیات میں چند جا ایسے فرد اکمل کا ذکر کیا ہے۔ یہ عاجز (حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی) کچھ نقل کرتا ہے آپ (حضرت شیخ کبیر غوث جہانیاں امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے دفتر دوم کے مکتوب ۱۱ میں لکھا ہے انسان عجائبات میں سے ایک عجوبہ ہے اس نے خلافت پانے کی استعداد حاصل کر لی ہے اور امانت کا بوجھ اٹھا لیا ہے ذرا اس کے خصائص نادرہ سنو انسان کا معاملہ باطن ایسے مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ شیونات صفات الٰہیہ کے اقتران کے بغیر صرف حضرت احدیت مجرّدہ کا آئینہ بن جانے کی صلاحیت پیدا کر لیتا ہے حالانکہ حضرت ذات ہر وقت مستجمع صفات وشیونات ہے کسی وقت بھی اس کی صفات وشیونات اس کی ذات سے الگ نہیں ہوتیں حضرت

ذات احدیت مجردہ کا آئینہ بننے کا بیان اس طرح پر ہے کہ انسان کامل جب ماسوا سے آزاد ہو کے ذات احدیت کا گرفتار ہو جاتا ہے تو اس وقت اس کے پیش نظر صفات وشیونات بھی نہیں ہوتی ہیں وہ بحکم (حدیث شریف) ''المرء مع من احب'' حضرت ذات احدیت مجردہ سے ایک قسم کا مجہول الکیفیۃ اتصال پیدا کر لیتا ہے یہ تعلق اور گرفتاری جو حضرت ذات بیچوں سے اس کو ہوئی ہے خود اس کیلئے بیچونی اور بے مثلی کا اثبات کر دیتی ہے اس وقت انسان کامل ذات احد کا آئینہ بن جاتا ہے اس طرح پر کہ اس میں صفات وشیونات کا اظہار نہیں ہوتا صرف احدیت مجردہ ہی متجلی ہوتی ہے ''سبحان اللہ العظیم'' وہ ذات پاک جس انفکاک صفات سے ہرگز نہیں ہوتا۔ انسان کامل کے آئینہ میں تجردکی حیثیت سے متجلی ہوئی ہے اور حسن ذاتی حسن صفاتی سے متمیز ہوگیا ہے یہ مرآتیت اور مظہریت انسان کامل کے سوا کسی میسر نہیں بلا افتران صفات وشیونات، حضرت ذات تعالیٰ وتقدس بجز انسان کے کسی شے میں متجلی نہیں ہوئی ہے۔ الخ اور دوم دفتر کے مکتوب ۹۷ میں لکھا ہے

سنو! ''خلق اللہ ادم علی صورتہ'' (حدیث شریف) یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم (علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ و السلام) کو اپنی صورت پر پیدا کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ صورت سے منزہ اور پاک ہے بنا بریں اس حدیث کا یہ بیان ہوگا کہ مرتبہ بحزیہ کیلئے عالم مثال میں اگر کسی صورت کا فرض کیا جاسکتا ہے تو وہ انسان جامع یعنی انسان کامل کی صورت ہوسکتی ہے کسی دوسری صورت میں یہ قابلیت نہیں ہے کہ وہ اس مرتبہ کی مثال اور آئینہ ہو اسی لئے انسان کامل خلافت کے قابل ہوا جب تک کوئی شئ کی صورت پر مخلوق نہ ہو وہ اس کی خلافت کے شایاں نہیں ہوا کرتی۔ کیوں کہ کسی شئ کے خلیفہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کا خلف اور نائب مناب ہے۔ انسان جب رحمٰن (عزوجل) کا خلیفہ بنا تو ناچار اس کو امانت کا بوجھ بھی برداشت کرنا پڑا شاہی عطیات کا بوجھ شاہی سواریاں ہی اٹھایا کرتی ہیں بھلا آسمانوں پہاڑوں اور زمین میں جامعیت کہاں ہے کہ وہ اس کی صورت پر مخلوق ہوں۔ اور اس کی خلافت کی شایاں بنیں اور اس کی امانت کا بوجھ اٹھا سکیں اس فقیر (حضرت شیخ کبیر غوث جہانیاں امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو محسوس ہوتا ہے کہ بالفرض اگر اس کی ضمانت کا بوجھ آسمان اور زمین اور پہاڑوں پر ڈال دیا جائے۔ تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور ان کا اثر تک باقی نہ رہے اس عاجز (مولانا ابوالحسن زید فاروقی) کے نزدیک امانت سے مراد تمام اشیاء کی قیومیت بر سبیل نیابت ہے جو کہ افراد انسان کے کاملوں سے مخصوص ہے یعنی کامل انسان کا معاملہ ایسے درجہ تک پہنچ جاتا ہے کہ بحکم خلافت وہ تمام اشیاء کا قیوم بنا دیا جاتا ہے اور سب کے وجود وبقا اور تمام ظاہری وباطنی کمالات کا افاضہ اس کے توسل سے ہوتا ہے اگر فرشتے ہیں تو اسی سے متوسل ہیں اور اگر انس وجن ہیں تو اسی سے وابستہ ہیں درحقیقت تمام اشیاء کی توجہ اسی طرف ہے اور سب کی نظر کا مرکز وہی ہے۔ چاہے ان کو اس حقیقت کی خبر ہو یا نہ پروردگار جل شانہ نے فرمایا ''انہ کان ظلو ماجھولا'' اس نے اپنے نفس پر بڑا ہی ظلم کیا ہے کہ اس نے اپنے وجود اور توابع وجود کا حکم اور اثر تک باقی نہ رکھا جب تک وہ اپنے نفس پر ایسا ظلم نہ کرے گا امانت کا بوجھ اٹھانے کے قابل نہیں ہوسکتا۔ اور وہ جہول ہے یعنی وہ نہایت ہی جہل والا ہے کہ اس کو اپنے مطلوب کا نہ علم ہے اور نہ ادراک ہے بلکہ مقصود کے پالینے سے عاجز اور اس کی معرفت سے جاہل ہے اس مقام میں یہی عجز وجہل کمال

معرفت ہے اس مقام پر ان میں جو اجہل ہوگا وہی اغرف ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ان میں جو اغرف ہوگا وہی امانت کا بوجھ اٹھانے کیلئے لائق تر ہے۔ امانت کا بوجھ اٹھانے کیلئے یہ دو صفتیں گویا کہ علت ہیں ایسا عارف جو قیومیت اشیاء کے منصب پر فائز و مشرف ہوا ہے وزیر کا حکم رکھتا ہے مخلوقات کی مہمات اس کے سپرد کردی گئی ہیں انعامات اگرچہ سلطان کی جانب سے ہوتے ہیں لیکن وزیروں کے توسط سے ہی وصول ہوا کرتے ہیں اس دولت کے رئیس ابوالبشر حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں یہ عالی منصب بالا صالت انبیاء اولی العزم سے مخصوص ہے اور ان حضرات کی تبعیت اور وراثت کی بنا پر جس کو چاہیں اس دولت سے مشرف فرمائیں ''بر کریماں کارہا دشوار نیست'' اور دفتر سوم کے مکتوب نمبر ۸۰ میں لکھا ہے

عادۃ اللہ جاری ہے کہ وہ کمال رحمت ورافت سے قرون متطاولہ اور زمانہ ہائے دراز کے بعد کسی صاحب دولت کو فنائے اتم کے بعد بقائے اکمل بخشتے ہیں اور ذات اقدس کا ایک انموذج یعنی نمونہ اس کو عطا فرمایا جاتا ہے اور اس کا قیام پہلے جس طرح پر اپنے اصل سے تھا یعنی اسماء اور صفات سے اب اس کا قیام اس انموذج سے ہے اب یہ ذات عطا کردہ شدہ اس کی حقیقت ہے اور ان تمام اعراض سابقہ کی جو کہ وہ رکھتا تھا اب انسانی کمال انجام کو پہنچا اور اس کے حق میں نعمت اتمام کو پہنچی ایک اور بات کہتا ہوں دھیان سے سنو اس ذات موہوب پر صرف اس مخصوص عارف ہی کا قیام نہیں ہے بلکہ عالم کے تمام اعراض کا جو کہ اعراض مجتمعہ ہیں جیسا کہ ان کا قیام پہلے اسماء وصفات سے تھا اب ان کا قیام اس ذات موہوب سے مربوط ہے اسی ایک ذات پر سب کا قیام ہے ''ع'' خاص کند بندۂ مصلحت عام را'' انسان کی خلافت کا بھید جو کہ ''انی جاعل فی الارض خلیفۃ'' میں ہے اس جگہ متحقق ہوتا ہے اور حدیث شریف ''ان اللہ خلق ادم علی صورتہ'' اس مقام پر واضح ہوتی ہے اور یہ بات جو میں نے کہی ہے کہ ذات اقدس کا ایک نموذج اس کو عطا ہوتا ہے الفاظ اور میدان عبارت کی تنگی سے ہے ورنہ اس جگہ انموذج کیلئے کیا گنجائش ہے وہ کوئی سی چیز ہے جو اس کی صورت پر پوری اترے اور اس مقام میں صورت کیلئے کیا مجال ہے اور سمجھ لینا چاہیے کہ اس قسم کے بزرگ ایک ہی زمانہ میں متعدد نہیں ہوتے اور جب کہ زمانہ ہائے دراز کے بعد ایسے کامل انسان کا ظہور ہوتا ہے تو پھر ایک عصر میں تعدد کی صورت کس طرح ہوسکتی ہے اگر ایسے صاحب دولت کے ظہور کی مدت کا بیان کیا جائے تو شاید بہت کم افراد اس کا اعتبار کریں' ربنا اتنا من لدنک رحمۃ وھی' لنا من امرنا رشدا'' الخ

انسان کامل کے متعلق حضرت شیخ اکبر (حضرت قطب الاقطاب شیخ الشیوخ شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اور حضرت مجدد (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) میں اختلاف نہیں ہے دونوں حضرات (حضرت قطب الاقطاب شیخ الشیوخ شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (حضرت ابوسعید راز دار کمالاتِ صوفیا، الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ اللہ کا خلیفہ اور بقائے عالم کا واحد ذریعہ ہے اور اس کا روحانی مقام اور مرتبہ اپنے زمانہ میں سب سے اعلیٰ وارفع ہے اب چاہیے اس کو امام اور قطب الاقطاب کا نام دیا جائے جیسا کہ حضرت شیخ اکبر (حضرت شیخ الشیوخ واقف رموز اسرار شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں یا اس کو قیوم کہا جائے جیسا کہ حضرت

مجدد (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں۔

لفظ قیوم پر مولانا ابوالحسن زید فاروقی کا تبصرہ

یہ عاجز (حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی) کہتا ہے جب کہ اس بات پر ہر دو حضرات بلکہ سب کا اتفاق ہے کہ یہ فرد کامل مظہر ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ وعم احسانہ کے تمام اسماء وصفات کا تو پھر ایسے فرد اکمل کا انصاف اللہ تعالیٰ کے مبارک نام قیوم سے مناسب تر ہے تعجب کہ بعض افراد کے نزدیک قیوم کے خطاب اور لقب میں سوئے ادب کا پہلو ظاہر ہوتا ہے حضرت مجدد (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) آداب شریعت وطریقت سے پوری طرح مجلی تھے۔

آپ (حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمتہ اللہ علیہ) کا تجویز کردہ نام نہ صرف جائز ہے بلکہ بہتر واولیٰ ہے۔

چوں بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا است
سخن شناس نہ ئی دلبرا خطا ایں جا است

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے مولانا محمد اسماعیل اپنی تالیف ''عبقات'' کے مقدمہ کے بیسویں عبقہ میں لکھتے ہیں:

اہل کشف ووجدان اور ارباب شہود وعرفان جو کہ براہین عقلیہ اور اشارات نقلیہ سے موید ہیں اس بات پر متفق ہیں کہ ''ان القیوم لکثرات الکونیة واحدشخصی'' کثرات کونیہ کا قیوم یعنی قائم اور باقی رکھنے والا شخص واحد ہے۔ الخ

یعنی یہ بات صرف حضرت شیخ اکبر (حضرت شیخ الشیوخ واقفِ رموزِ اسرار شیخ محی الدین ابن العربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) اور حضرت مجدد (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) تک محدود نہیں ہے بلکہ حضرات مشائخ عظام وعلماء کرام کا متفقہ قول ہے کیا یہ سب حضرات سوءادب کا ارتکاب کر رہے ہیں۔

فائدہ: حضرت شیخ اکبر (حضرت شیخ الشیوخ واقفِ رموزِ اسرار شیخ محی الدین ابن العربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) اسماء وصفات الٰہیہ کو حقائق امکانیہ قرار دیتے ہیں اور حضرت مجدد (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) آئینۂ عدمیہ کو جس پر اسماء وصفات واجبی کا پرتو پڑا ہے حقائق امکانیہ قرار دیتے ہیں اور دونوں حضرات متفق ہیں کہ ایک فرد اکمل از انسان کامل کثرات کونیہ کے بقاء کا ذریعہ ہوتا ہے اس سلسلہ میں مولانا محمد اسماعیل ''عبقات'' کے مقدمہ کے اکیسویں عبقہ میں ایک شبہہ کا ذکر فرماتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

امام ربانی (حضرت عالی امام ربانی سلطان طریقت محبوب صدانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے کلام سے سمجھا

جاتا ہے کہ حقائق امکانیہ کا تعین عدم ہے اس قول سے اتحاد کی اساس تو جڑ سے نکل جاتی ہے لیکن ہم جیسے قائدین کشف و شہود کی سمجھ سے یہ بات بالاتر ہے اور اس کی تہ تک پہنچنے کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے کیوں کہ ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے کہ ''ان یکون الشیٔ المعدوم فضلا عن العدم قیو ما لشیٔ موجودا اصلیا کان او ظلیا'' یعنی جو شیٔ نہ یہ کہ عدم ہو بلکہ معدوم ہو کس طرح اس شے کا قیوم ہو سکتا ہے موجود ہو چاہے اس کا موجود ہونا بالاصالت ہو یا بالظلیت ہو۔ الخ

کہ یہ ایراد اس صورت میں واقع ہوگا اگر حضرت مجدد (حضرت عالی امام ربانی سلطان طریقت محبوب صمدانی شیخ احمد فاروقی سر ہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) حقائق امکانیہ کو صرف آئینہائے عدمیہ قرار دیتے آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت و طریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں۔ کہ حقائق ممکنات عدمات ہیں مع ان ظلال اسماء وصفات جو ان پر پڑی ہیں اور آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ عدمات بمنزلہ اصول اور مواد کے ہیں اور جو ظلال ان پر پڑے ہیں وہ بمنزلہ صورت حالّہ کے ہیں گویا کہ عدمات بمنزلہ جسم کے ظلال بمنزلہ روح کے۔

نیاوردم از خانہ چیزے نخست   تو دادی ہمہ چیز ومن چیز تست

اس طرح ''ما اصابک من حسنة فمن الله و ما اصابک من سيئة فمن نفسک'' کا ظہور ہوا ہے جو بھلائی اور خوبی ہے وہ تجلیات اسماء وصفات واجبی کے آثار سے ہے اور جو خرابی اور فساد ہے وہ اصل عدمی کا اثر ہے جو کہ ماوائے شر و فساد ہے وہ فرد اکمل جو قیوم جہاں بنایا جاتا ہے فنائے اکمل اور بقائے اتم سے مشرف ہو کر ذات اقدس کا انموذج ہو جاتا ہے اور اس ذات موہوب پر خود اس کا اپنا اور عالم کے تمام اعراض مجتمعہ کا قیام ہے یہ ذات موہوب حضرت واہب العطایا کی دین ہے لاغیر ''ذلک تقدير العزيز العليم . هذا ما ظهر لابی الحسن زيد والله سبحانه وتعالیٰ اعلم''

رسالہ وحدۃ الوجود، حاشیہ بر وحدۃ الشہود، ص، 64 سے 70

قطب الارشاد اور اس کا فیضان عام

قطب ارشاد جو فردیت کے کمالات کا بھی جامع ہوتا ہے بہت کم پایا جاتا ہے بہت صدیوں اور زمانوں کے بعد اس انداز کا کوئی جوہر ظاہر ہوتا ہے اور یہ دنیائے تاریک اس کے ظہور کے نور سے منور ہو جاتی ہے اور اس کی ارشاد و ہدایت کا نور ساری دنیا کو محیط ہو جاتا ہے عرش کے دائرہ سے زمین کے مرکز تک جس کو بھی رشد، ہدایت ایمان اور معرفت حاصل ہوتی ہے اسی کے واسطے سے حاصل ہوتی ہے اور اسی کی ذات سے مستفاد ہوتی ہے اس کے واسطے کے بغیر کوئی شخص بھی اس دولت تک رسائی نہیں پا سکتا مثال کے طور پر اس کا نور ہدایت ایک بحر بیکراں کی صورت میں پوری دنیا کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہوتا ہے اور وہ دریا گویا کہ منجمد (جما ہوا اور بستہ) ہے کہ اس میں مطلقاً کوئی حرکت نہیں جو شخص، اس بزرگ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کے ساتھ اخلاص رکھتا ہے یا یہ کہ وہ بزرگ خود کسی طلبگار کے حال پر متوجہ ہو جائے تو اس توجہ کے دوران یا گویا کہ ایک سوراخ اس طالب گار کے دل

میں کھل جاتا ہے اور اس راستے سے جس قدر توجہ اور اخلاص ہوتا ہے اسی قدر وہ اس دریا سے سیراب ہوتا جاتا ہے اسی طرح وہ شخص بھی ذکر الٰہی جل شانہ کی طرف متوجہ ہے۔ اور جو عزیز اس بزرگ کی طرف متوجہ نہیں ہے۔ لیکن اس کی یہ بے توجہی کسی انکار کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ اس وجہ سے ہے۔ کہ وہ اس بزرگ کو پہنچانتا ہی نہیں ہے۔ تو اسی اندازہ کی فیض رسانی اسے بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ فیض رسانی پہلی صورت میں دوسری صورت سے زیادہ ہوتی ہے

مبداؤ معاد، ص، 99

قطب الارشاد کا انکار

البتہ جو شخص اس بزرگ کا منکر ہو یا اس بزرگ کو اس شخص سے کوئی گرانی ہو تو وہ کتنا ہی ذکر الٰہی تعالیٰ و تقدس میں مشغول رہا کرے لیکن وہ رشد و ہدایت کی حقیقت سے محروم ہی رہتا ہے بغیر اس کے کہ وہ بزرگ اس شخص کو فیض نہ پہنچانے کا کوئی ارادہ کرے یا اسے نقصان پہنچانے کا قصد کرے اس کا یہ انکار ہی اس کے فیض کی راہ میں رکاوٹ بن جاتا ہے ہدایت کی حقیقت اس کو حاصل نہیں ہوگی جو کچھ حاصل ہے وہ ہدایت کی صورت ہے بلا حقیقت کے صرف صورت سے لوگوں کو بہت کم نفع پہنچتا ہے۔

مبداؤ معاد، ص، 100

قطب الارشاد سے اخلاص

اور جو گروہ اس بزرگ کے ساتھ اخلاص و محبت رکھتا ہے خواہ وہ توجہ مذکور اور ذکر الٰہی تعالیٰ شانہ سے کتنا ہی خالی کیوں نہ ہو ایسے لوگوں کو بھی محض ان کی محبت کی وجہ سے رشد و ہدایت کا نور حاصل ہو جاتا ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدی (جو لوگ ہدایت کی پیروی کریں ان پر سلامتی ہو)۔

مبداؤ معاد، ص، 103،102

شش جہات سے خواجہ نقشبند کی مراد

حضرت خواجہ خواجگان بہاؤ الحق والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مشائخ میں سے ہر ایک آئینہ کی دو جہتیں ہوتی ہیں لیکن میرے آئینے کی چھ جہتیں ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ آئینہ سے مراد عارف کا قلب ہے جو روح اور نفس کے درمیان ایک برزخ ہے اور ان بزرگوں نے آئینے کی دونوں جہتوں سے اس کی روح والی جہت اور نفس والی جہت مراد لی ہے لہٰذا مشائخ کو جب مقام قلب میں رسائی ہوتی ہے تو اس کی دونوں جہتیں ان پر منکشف ہو جاتی ہیں اور ان دونوں مقامات کے وہ علوم و معارف جن کو قلب سے مناسبت ہوتی ہے ان پر فائز ہونے لگتے ہیں۔ بخلاف اس طریقہ کے جس میں حضرت خواجۂ خواجگان بہاؤ الدین والدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خصوصی امتیاز رکھتے تھے اور اس مقام میں چونکہ انتہاء ابتدا میں مندرج ہوتی ہے لہٰذا اس طریقہ میں آئینۂ قلب کی چھ جہتیں نمایاں ہو جاتی ہیں اور اس کی تشریح یہ ہے کہ کارکنان قضا و قدر نے اکابرین طریقۂ عالیہ نقشبندیہ پر یہ بات منکشف فرمائی ہے کہ چھ لطیفوں (یعنی نفس۔۔قلب۔۔روح۔۔سِر۔۔خفی۔۔اور اخفی) میں سے جو کچھ افراد انسانی کے مجموعے میں موجود اور ثابت ہے۔ وہ

سب تنہا قلب کے اندر بھی متحقق ہے کیونکہ چھ جہتوں سے مراد یہی چھ لطیفے لئے گئے ہیں پس باقی تمام مشائخ کی سیر تو ظاہر قلب پر ہوتی ہے اوران بزرگوں (یعنی نقشبندی حضرات) کی سیر باطن قلب میں ہوتی ہے۔ وراس سیر میں یہ حضرات قلب کے ابطن بطون (باطنوں کے بھی باطن ترین) مقام تک پہنچ جاتے ہیں اوران تمام چھ لطائف کے علوم ومعارف مقام قلب میں منکشف ہونے لگتے ہیں لیکن یہ وہی علوم ومعارف ہوتے ہیں جن کو مقام قلب سے مناسبت ہوتی ہے یہ ہے توضیح وتشریح حضرت خواجہ (حضرت خواجہ خواجگان بہاؤ الحق والدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے اس کلمۂ قدسیہ کی۔

اس حقیر (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) پر اس مقام میں ان بزرگوں (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم) کی برکت سے مزید برمزید انکشافات بھی ہوئے ہیں اور تحقیق کے بعد تدقیق کا درجہ بھی حاصل ہے اور بمصداق آیت کریمہ "واما بنعمة ربک فحدث" یعنی اپنے پروردگار کی نعمت کو بیان کردیا کروان مزید انکشافات میں سے ایک رمزاور ان تدقیقات میں سے ایک اشارہ بیان کرتاہوں" ومنه سبحانه العصمة والتوفيق "(یعنی غلطی سے محفوظ رہنااور توفیق خدائے تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔

مبدأ و معاد، ص، 116

قلب کے پانچ درجات اور محض قلب بسیط

جاننا چاہئے جیسا کہ قلب ہر چھ لطیفوں کو شامل ہوتا ہے اسی طرح قلب کا قلب بھی ان تمام لطائف پر مشتمل ہوتا ہے لیکن قلب کے قلب میں بوجہ تنگیٔ دائرہ یا دوسرے کسی سِرّ کی وجہ ان چھ لطائف مذکورہ میں سے دو لطیفے جزئی طریق پر ظاہر نہیں ہوتے ان میں سے ایک لطیفہ نفس ہے اور دوسرا لطیفۂ اخفیٰ۔ (عربی عبارت کا ترجمہ ملاحظہ ہو)۔

یہی حال اس قلب کا بھی ہوتا ہے جو تیسرے درجہ میں ہوتا ہے مگر یہ کہ اس میں لطیفہ خفی بھی ظاہر نہیں ہوتا اور یہی صورت اس قلب کی بھی ہے جو چوتھے مرتبے میں ہوتا ہے مگر یہ کہ اس میں لطیفہ سِرّ بھی ظاہر نہیں ہوتا باوجود یہ کہ لطیفہ قلب اور لطیفہ رُوح اس میں ظاہر ہوتا ہے اور پانچویں مرتبہ میں لطیفہ رُوح اس میں ظاہر نہیں ہوتا چنانچہ صرف قلب محض باقی رہ جاتا ہے جو بالکل یہ بسیط ہوتا ہے اس میں قطعاً کسی دوسری چیز کا اعتبار نہیں ہوتا یہاں بعض معارف عالیہ کو معلوم کر لیناضروری ہے تاکہ ان معارف کے ذریعہ سے نہایت النہایت اور غایۃ الغایت (یعنی آخری انتہائی نقطہ) تک پہنچا جاسکے لہٰذا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توفیق سے میں (شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کہتا ہوں کہ جو کچھ عالم کبیر میں تفصیلاً ظاہر ہوتا ہے وہی سب کچھ عالم صغیر میں اجمالاً ظاہر ہوتا ہے عالم صغیر سے مراد انسان ہے لہٰذا جب عالم صغیر کا زنگ دور کر کے اس کو منور کر دیا جاتا ہے تو اس میں آئینہ کی طرح وہ تمام چیزیں ظاہر ہو جاتی ہیں جو تفصیلاً عالم کبیر میں پائی ہیں کیونکہ زنگ دور ہو جانے اور منور ہو جانے کی وجہ سے اس کا ظرف وسیع ہو جاتا ہے اور اس کی کوتاہی کا اثر جاتا رہتا ہے بعینہٖ یہی حال قلب کا بھی ہے جس کی نسبت عالم صغیر کے ساتھ ویسی ہی ہوتی ہے جیسی کہ عالم صغیر کو عالم کبیر کے ساتھ نسبت ہوتی ہے یعنی اجمال وتفصیل کی نسبت لہٰذا جب عالم اصغر جو عالم قلب ہی کا

نام ہے صیقل کر دیا جاتا ہے اور اس پر چھائی ہوئی ظلمت اور تاریکی دور ہو جاتی ہے تو اس میں بھی آئینہ کے انداز پر وہ تمام چیزیں ظاہر ہونے لگتی ہیں جو عالم صغیر میں تفصیلاً پائی جاتی ہیں اور یہی صورت قلب کے ساتھ قلب، قلب کی نسبت کی ہے یعنی ان میں بھی اجمال و تفصیل کی نسبت ہے اور قلب، قلب میں تفصیلات کا ظہور بوجہ تصفیہ اور نورانیت کے ہوتا ہے حالانکہ وہ مجمل تھا۔

اس قلب کا حال جو تیسرے مرتبہ میں ہوتا ہے اور اس قلب کا جو چوتھے مرتبہ میں ہوتا ہے اجمال اور تفصیل میں اسی قیاس پر ہے (یعنی تیسرے درجے میں تفصیل ہوتی ہے اور چوتھے درجے میں اجمال ہوتا ہے) اور جو تفصیل کہ مراتب سابقہ میں تھی ان دونوں مراتب میں اس کا ظہور بوجہ صیقل ہو جانے اور نورانیت حاصل کر لینے کے ہوتا ہے اور یہی صورت اس قلب کی ہے جو پانچویں مرتبہ میں ہوتا ہے پس بیشک وہ باوجودیکہ بسیط ہوتا ہے اور اس میں کسی چیز کا بھی اعتبار نہیں ہوا کرتا ہے لیکن کامل تصفیہ کے بعد اس میں وہ تمام چیزیں ظاہر ہونے لگتی ہیں جو تمام جہانوں یعنی عالم کبیر عالم صغیر عالم اصغر اور اس کے بعد کے عالموں میں پائی جاتی ہیں جیسا کہ گذر چکا ہے لہٰذا قلب (پانچویں درجہ میں) تنگ ہونے کے ساتھ ہی وسیع تر بھی ہوتا ہے اور بسیط ہونے کے باوجود بہت زیادہ پھیلاؤ رکھتا ہے اور قلیل تر ہونے کے ساتھ ہی کثیر تر بھی ہوتا ہے دنیا کی اور کوئی چیز بھی اس انداز پر پیدا نہیں کی گئی اور اس عجیب و غریب لطیفہ کے مقابلے میں کوئی چیز اپنے خالق اور صانع تعالیٰ و تقدس کے ساتھ اتنی شدید تر مناسبت رکھنے والی نہیں پائی جاتی چنانچہ لامحالہ اس لطیفے میں اپنے صانع سبحانہ و تعالیٰ کی وہ عجیب غریب نشانیاں ظہور پذیر ہوتی ہیں جو دوسری کسی مخلوق میں ظاہر نہیں ہو سکتیں اسی لئے ایک حدیث قدسی میں فرمایا گیا ہے کہ ''لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن'' یعنی نہ میری زمین مجھ کو سما سکتی ہے اور نہ میرا آسمان سما سکتا ہے لیکن میرے مؤمن بندہ کا دل مجھ کو سما سکتا ہے) اور عالم کبیر اگرچہ ظہور کے اعتبار سے آئینوں میں سب سے زیادہ وسیع ہے لیکن اپنی کثرت اور تفصیل کی وجہ سے اسے اس ذات (یعنی باری تعالیٰ) کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں ہے جس میں قطعاً نہ کثرت پائی جاتی ہے اور نہ بالکل تفصیل اسی ذات کی مناسب کے لائق جیسا کہ ظاہر ہے وہی چیز ہو سکتی ہے جو تنگ ہونے کے باوجود وسیع تر ہو بسیط ہوتے ہوئے پورا پھیلاؤ رکھتی ہو قلیل تر ہو اور ساتھ ہی کثیر تر بھی ہو جب کوئی ایسا عارف جس کی معرفت مکمل تر اور جس کا حضور (شہود) کامل تر ہو اس مقام تک پہنچتا ہے جس کا وجود نادر ہے اور مرتبہ کے لحاظ سے شریف تر ہے تو ایسا عارف تمام جہانوں اور تمام ظہورات کا قلب بن جاتا ہے یہی شخص ولایت محمدیہ ﷺ کا صحیح حق دار اور دعوات مصطفویہ ﷺ کے ساتھ شرف اندوز ہوتا ہے چنانچہ اقطاب اوتاد اور ابدال سب اس کے دائرۂ ولایت کے تحت میں داخل ہوتے ہیں اور افراد اور اولیاء کے تمام گروہ اسی کے انوار ہدایت کے ماتحت مندرج ہوتے ہیں کیونکہ وہی رسول اللہ (رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کا قائم مقام ہوتا ہے اور خدا کے حبیب (رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کی ہدایت کے ساتھ ہدایت یافتہ ہوتا ہے یہ نسبت شریفہ جو بہت ہی کم پائی جاتی ہے مرادین میں سے کسی کسی کے ساتھ مخصوص ہے اس کمال میں مریدین کیلئے کوئی حصہ نہیں ہوتا یہ عظیم الشان انتہا اور بعید ترین غایت ہے کہ اس کے اوپر اور کوئی کمال کا درجہ ہی نہیں ہے اور اس سے زیادہ عزت والا اور کوئی عطیہ الٰہی نہیں ہے اگر اس انداز کا کوئی عارف کامل ہزاروں

سال کے بعد پایا جائے تو اسے غنیمت سمجھا جائے گا اس کی برکات طویل مدتوں اور بعید ترین عرصوں تک جاری رہتی ہیں یہی وہ عارف کامل ہے جس کی گفتگو دوا ہے اور جس کی نظر شفا ہے حضرت امام مہدی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس بہترین امت کی اسی نسبت شریفہ کے ساتھ عنقریب تشریف لائیں گے "ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم"

مبدأ و معاد، ص، 116 سے 122

دعوت کا کامل ترین مقام

جاننا چاہیے کہ واصل شخص کا یہ رجوع جو پورے طور پر واقع ہوتا ہے دعوت کے کامل ترین مقامات میں سے ہے۔ یہ غفلت ایک کثیر جماعت کے حضور کا سبب بنتی ہے۔ غافل لوگ اس غفلت (کی حقیقت) سے غافل ہیں اور جو صاحب حضور ہیں وہ اس رجوع سے لاعلم ہیں یہ مقام درحقیقت قابل مدح ہے لیکن بظاہر مذمت کے مشابہ معلوم ہوتا ہے ہر کوتاہ اندیش کی فہم اس مقام تک نہیں پہنچ سکتی اگر میں اس غفلت کے کمالات بیان کروں تو کوئی آدمی بھی قطعاً حضور کی خواہش اور آرزو نہ کرے یہ وہی غفلت تو ہے جو نوع انسانی کے خواص کو نوع ملائکہ کے خواص پر فضیلت بخشی ہے یہ وہی غفلت تو ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو رحمت عالمین کے درجے پر فائز کر دیتی ہے یہ وہی غفلت تو ہے جو ولایت کے درجہ سے نبوت کے درجے تک پہنچا دیتی ہے اور یہ غفلت وہی تو ہے جو نبوت سے رسالت کے درجہ تک پہنچا دیتی ہے یہ غفلت وہی ہے جو معاشرے میں رہنے والے اولیاء اللہ کو گوشہ نشین اولیاء اللہ پر فضیلت بخشی ہے یہ وہی غفلت تو ہے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو حضرت سیدنا امیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سبقت عطا کرتی ہے حالانکہ وہ دونوں ایک ہی گھوڑے کے دونوں کانوں کی طرح (یعنی بظاہر مساوی مرتبہ پر فائز) تھے یہ وہی غفلت تو ہے جو ہوشمندی (صحو) کو مستی (سکر) پر ترجیح دیتی ہے۔ یہ وہی غفلت تو ہے جو نبوت کو ولایت سے افضل قرار دیتی ہے کوتاہ اندیشوں کے خیال کے برخلاف یہ وہی غفلت ہے جس کی وجہ سے قطب ارشاد قطب ابدال پر فضیلت حاصل کر لیتا ہے یہ وہی غفلت تو ہے جس کی حضرت امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آرزو فرماتے ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں "یالیتنی کنت سھو محمد" اے کاش حضرت محمد ﷺ کی ایک بھول ہو جاتا یہ وہی غفلت ہے کہ حضور اس کے سامنے ایک ادنیٰ ترین خادم کی حیثیت رکھتا ہے ہاں یہ وہی غفلت تو ہے کہ وصول اس کے حصول کا پیش خیمہ ہے ہاں یہ وہی غفلت ہے جو بظاہر ہر تنزل نظر آتی ہے لیکن درحقیقت بلندی ہے ہاں ہاں یا یہ وہی غفلت ہے جو خواص کو عوام کے مشابہ بنا دیتی ہے اور عوام کیلئے ان کمالات کے حجاب اور پردے بن جاتی ہے۔

گر بگویم شرح ایں بے حد شود　　جو اس کی شرح کروں بے حساب ہو جائے

"القلیل یدل علی الکثیر والقطرۃ تنبئی عن البحر الغدیر والسلام علی من اتبع الھدی والتزم متابعۃ المصطفیٰ علیہ وعلیٰ الہ من الصلوات والتسلیمات اتمھا واکملھا" تھوڑی سی بات سے زیادہ باتوں پر رہنمائی

حاصل ہو جاتی ہے اور ایک قطرہ بے پایاں سمندر کی خبر دیتا ہے اور سلامتی ہو ان پر جو ہدایت کی پیروی کریں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ من الصلوٰات والتسلیمات اتمھا و اکملھا کی پیروی کو اپنے لئے لازم کر لیں۔

مبدأ و معاد، ص، 139 سے 141

قطب ابدال اور قطب ارشاد کا فیض

قطب ابدال ان فیوض و برکات کے پہنچنے کا واسطہ ہوتا ہے جو عالم کے وجود اور اس کے بقا سے تعلق رکھتے ہیں اور قطب ارشاد ان فیوض و برکات کے پہنچنے کا ذریعہ ہوتا ہے جو دنیا کے ارشاد ہدایت سے تعلق رکھتے ہیں لہٰذا پیدائش رزق رسانی ازالۂ بلیات (مصائب کو دور کرنا) بیماریوں کو دور کرنا صحت و عافیت کا حصول قطب ابدال کے مخصوص فیوض سے تعلق رکھتے ہیں اور ایمان وہدایت توفیق حسنات اور گناہوں سے رجوع تو یہ قطب ارشاد کے فیوض کا نتیجہ ہوتا ہے قطب ابدال ہمہ وقت کام میں مشغول رہتا ہے اور اس سے دنیا کے خالی ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ دنیا کا انتظام اس سے وابستہ ہے اگر اس قسم کے قطب میں سے کوئی قطب چلا جائے (فوت ہو جائے) تو دوسرا آدمی اس جگہ پر مقرر ہو جاتا ہے لیکن قطب ارشاد کیلئے ضروری نہیں ہے کہ وہ ہمہ وقت موجود ہو ایک وقت ایسا بھی ہو سکتا کہ دنیا ایمان وہدایت سے بالکل ہی خالی ہو جائے اور کمال کے اعتبار سے ان قطبوں کے افراد میں بڑا فرق ہے لیکن یہ فرق ان سب کے درجۂ ولایت تک واصل ہونے کے بعد ہے قطب ارشاد میں سے جو فرد (شخص) کامل ترین ہوتا ہے وہ حضرت خاتم الرسل علیہ وعلیہم من الصلوٰات افضلھا و من التسلیمات اکملھا کے قدم پر ہوتا ہے اور اس فرد (شخص) کا کمال (رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کے کمال کے مطابق ہوتا ہے ان دونوں میں فرق اصل ہونے اور تابع ہونے کا ہی ہوتا ہے اس کے علاوہ کوئی اور فرق نہیں ہوتا اور (رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) قطب الارشاد ہی تھے اور اس وقت میں قطب ابدال حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

معارف لدنیہ، ص، 167 معرفت نمبر 35

منکرین قیومیت سے اعلان مباہلہ

شمس العارفین کعبۂ صفا کیشاں شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تازہ کمالات مثلاً تجدید الف قیومیت طینت اور اصالت وغیرہ سنے تو جن کی عقل رسا اور طبیعت رسا تھی انہوں نے تو ان کمالات کو بلا تامل قبول کیا اور شمس العارفین کعبۂ صفا کیشاں شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید بن گئے لیکن جو لوگ عقل معاد سے بہرہ ور تھے وہ نہ صرف منکر ہوئے بلکہ شمس العارفین کعبۂ صفا کیشاں شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اہانت اور خفت کے درپے ہو گئے اور کہا اگر وہ فی الواقع قیوم اور مجدد الف ثانی ہیں تو ہمیں ایسی علامت دکھائیں جو پہلے زمانے میں پیغمبر دکھاتے آئے ہیں جب ان لوگوں کی واہیات باتیں حضرت شیخ الاسلام والمسلمین راز قبلہ درویشاں تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سنیں تو فرمایا! کہ جو لوگ یہ باتیں کرتے

marfat.com

ہیں انہیں کہہ دو کہ اگر تمہارے دل میں میل ہے تو آؤ مباہلہ کرلو اگر ہم اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو اس شہر پر غضب الٰہی نازل ہوگا مباہلہ اسے کہتے کہ پیغمبر (احمد مصطفیٰ سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ) کے زمانے سے قبل یہ دستور تھا کہ جب کوئی نبی نبوت کا دعویٰ کرتا اور لوگ اس کی نبوت کے منکر ہوتے تو وہ نبی ان سے کسی مقرر مقام پر اپنے اپنے اہل وعیال سمیت آکر طہارت کر کے بارگاہ الٰہی میں ایک دوسرے کیلئے دعائے غضب کرتے چونکہ نبی اپنے دعویٰ میں سچا ہوتا تھا ان لوگوں پر عذاب الٰہی نازل ہوتا ۔اس طرح اکٹھے ہوکر دعائے غضب مانگنے کو مباہلہ کہتے ہیں جب ان معاندین نے حضرت شیخ الاسلام والمسلمین تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف سے سنا کہ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مباہلہ کیلئے تیار ہیں تو اپنا مجمع بنایا اور اتفاق رائے سے یہ قرار پایا کہ مباہلہ تو نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ گمان غالب ہے کہ اس مرد خدا اور اس کے فرزندوں کی دعا حق تعالیٰ رد نہیں کرے گا۔ بالضرور اس شہر پر بلائے عظیم کیا بلکہ اعظم نازل ہوگی۔ البتہ کسی ایسی علامت کی درخواست کریں۔ جو ناممکن ہو چنانچہ ان میں سے ایک معتبر شخص آگے بڑھا اور حضرت شیخ الاسلام والمسلمین تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے درخواست کی کہ اگر غوث الاعظم حضرت سیدنا شیخ عبدلقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زندہ ہوکر ہمارے سامنے آئیں اور آپ (حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی تجدید الف اور قیومیت کا اقرار کریں تو ہم آپ (حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی تجدید الف اور قیومیت پر ایمان لے آئیں گے جب اس قسم کی درخواست حضرت شیخ الاسلام والمسلمین تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ہوئی تو فرمایا! (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کہ جس بات کو وہ لوگ محال سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ قادر ہے آسان کردے گا۔

روضۃ القیومیہ، ج،1، ص، 254، 256

جان محمد اور ستر مخالفین کا مشاہدہ

ایک درویش نے پہلے حضرت عالی امام ربانی شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے میرا حال پوچھا غوث زمان حضرت عالی امام ربانی شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ فلاں شخص کا بیٹا ہے اس درویش نے کہا اس کا باپ میرا آشنا تھا اسے آپ نے کس سلسلہ میں مرید کیا ہے۔

حضرت عالی امام ربانی شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا سلسلہ قادریہ میں، اس نے کہا میں اس بات کی سفارش کرتا ہوں کہ حضرت شیخ الجن والانس سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس کی ملاقات کرائیں۔ یہ بات منکروں کیلئے دلیل ہو جائے گی اتنے میں حضرت عالی امام ربانی شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُٹھ کر لوٹا اور چند ڈھیلے مجھ سے طلب فرمائے اور بیت الخلاء جاکر وہاں سے فارغ ہوئے اور تازہ وضو فرمایا اور مجھے پاس بلا کر فرمایا کہ جان محمد کیا قطب تارے کو پہچانتے ہو کیا یہی ہے (اور قطب تارے کی طرف اشارہ کیا) پھر فرمایا غور سے دیکھو۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ستارہ

آہستہ آہستہ سرخ ہونے لگا اور بڑھنے لگا اور حرکت کر رہا ہے۔ بعد ازاں وہ ستارہ پھٹا اور اس کے دو ٹکڑے ہو گئے اور اس میں سے ایک شخص زندہ سیاہ پوش نکلا اور فی الفور ایک لمحہ کے اندر ہمارے سامنے آ کھڑا ہوا۔

حضرت عالی امام ربانی شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ان کی خدمت بجالاؤ اور سلام پیش کرو یہی حضرت شیخ الجن الانس سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ میں (جان محمد) نے حسب ارشاد حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جھک گیا اس موقع پر حضرت عالی امام ربانی شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ستر (70) مخالفین بھی موجود تھے اور یہ باتیں سن رہے تھے اور واقعہ دیکھ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر سب کے سب حیران ہو گئے بعد ازاں حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بآواز بلند اعلان فرمایا کہ جو کچھ حضرت عالی امام ربانی شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اسے قبول کرو کیونکہ دین و دنیا کی بھلائی اسی میں ہے۔ اور یہ کہ حضرت عالی امام ربانی شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا اولیاء امت سے افضل ہیں ان کا منکر ہونا ایمان کا چھن جانے کا موجب ہے جو شخص اپنی ایمان کی سلامتی چاہتا ہے وہ حضرت عالی امام ربانی شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تمام کمالات کو دل سے قبول کر لے۔ تمام اہل مجلس نے حضور سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نصیحت کو اپنے کانوں سے سنا اور حضور سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جمال مبارک آنکھوں سے ملاحظہ فرمایا یہ نصیحت فرما کر حضور سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رخصت ہو کر قطب تارے کی طرف متوجہ ہوئے اور اسی میں غائب ہو گئے۔ اور قطب تارہ اپنی اصل حالت پر آ گیا۔

حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بذات خود اس مجلس شریف میں تشریف فرما تھے شہر بھر میں جتنے منکر موجود تھے سب نے توبہ کی حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہو گئے۔

روضۃ القیومیہ، ج، 1، ص، 258، 259

مرتبہ قیومیت پر فائز ہوئے

ایک روز حضرت عالی امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز ظہر کے بعد مراقبہ کئے بیٹھے تھے اور ایک حافظ حضرت سردار اولیاء شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حضور میں قرآن مجید پڑھ رہا تھا کہ مراقبہ میں حضرت عالی امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک نہایت اعلیٰ درجہ کے نوری خلعت اپنے آپ پر مشاہدہ کی اسی وقت الہام ہوا کہ یہ تمام ممکنات کی قیومیت کی خلعت ہے جو اللہ تعالیٰ پیغمبر اولوالعزم کو عنایت کرتا ہے سو یہ خلعت آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کو بلحاظ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم

ﷺ وارث اور تابع ہونے کے عطا کی جاتی ہے آج سے تمام مخلوقات کا قیام آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت و طریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی ذات سے وابستہ کر دیا گیا۔

بعد ازاں حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ تشریف فرما ہوئے اور اپنے دست مبارک سے حضرت قیوم اول غوث دوراں مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے سر مبارک پر اپنی دستار مبارک باندھی اور منصب قیومت کی مبارک باد دی حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ کے بعد یہ منصب کسی کو عطا نہیں ہوا تھا صرف حضرت قیوم اول غوث دوراں مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو عطا ہوا جو اس امت کے قیوم ہیں۔

۱۹ ربیع الاول ۱۰۱۱ ہجری ۱۶۰۲ء میں رحمت دو عالم محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے دست خاص سے آپ (حضرت شمع بزم عرفاں برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کو خلعت قیومیت پہنائی۔ روضۃ القیومیہ، ج،1،ص،171

قیوم کیا ہوتا ہے

قیوم اللہ تبارک و تعالیٰ کا وزیر اعظم اور نائب اتم ہوتا ہے اسے بیچونی سے ایک ذات کی مرحمت ہوتی ہے جسے ذات موہوب کہتے ہیں جس پر تمام ممکنات کے حقائق کا قیام منحصر ہوتا ہے باوجود جوہر ہونے کے جوہریت کا اطلاق اس پر زیب نہیں دیتا اس کی ذات کو وہ قدر و منزلت حاصل ہوتی ہے کہ جوہریت کا اطلاق ناگوار معلوم ہوتا ہے چونکہ تمام جہان اس کے مقابلے بمنزلہ عرض ہے اس لئے اسے سوائے جوہر کے اور کیا کر سکتے ہیں کیونکہ جوہر بغیر عرض نہیں اور عرض بغیر جوہر نہیں غوث قطب' فرد ابدال اور اوتاد وغیرہ سب قیوم کے نائب اور پیش کار اور خادم ہوتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اکمل ہوتا ہے تمام جہان کے معاملات اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں وہ جہان کی توجہ کا قبلہ ہوتا ہے خواہ وہ اہل جہان کو یہ معلوم ہو یا نہ ہو۔

ہزار سال بعد ایک قیوم پیدا ہوتا ہے جیسا کہ انبیائے علیہم السلام اولوالعزم مبعوث ہوتے آئے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ کے درمیان کچھ کم ہزار سال کا وقفہ تھا چونکہ وہ فترت کا زمانہ تھا اور کوئی ایسا نبی یا ولی اس زمانے میں پیدا نہ ہوا جو اصلاح مخلوق کا کام کر سکتا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کی خاصی تعداد بھی مرتد ہو گئی تھی انہوں نے اسے اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہنا شروع کر دیا تھا۔ روضۃ القیومیہ، ج،1،ص،173

جواہر میں لعل بھی ہزار سال بعد پہاڑ میں آفتاب کے فیض سے تیار ہو کر نکلتا ہے

اور جو لعل دو پہاڑوں سے نکلے وہ نہایت نادر الوجود ہوتا ہے گو ہروں کا بادشاہ ہوتا ہے جو جہان بھر کے لعل و جواہر سے یکتا ہوتا ہے اور ایسا کبھی نہ پہلے پیدا ہوا اور نہ ہوگا وہ لعل جو دو پہاڑوں سے نکلا ہے وہ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت و طریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) ہیں آفتاب سے مراد حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ ہیں اور پہاڑوں سے مراد حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں یہ دونوں اسلام کے سب سے

بڑے پہاڑ ہیں۔

روضۃ القیومیہ، ج1، ص174

انوکھی مثال

حدیث شریف میں آیا ہے "اکرموا اعمتکم النخلہ فانھا خلقت من طینت ادم علیہ السلام" یعنی پھوپھی کھجور کی عزت کرو یہ حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طینت سے بنائی گئی جب حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم مبارک کو خمیر کر رہے تھے اور قالب مبارک تیار ہونے کے بعد آپ (حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے خمیر میں سے کچھ مٹی بچ رہی تو حکم الٰہی سے اس کو کھجور کا درخت بنایا گیا یہی وجہ ہے کہ جب اس سر کو کاٹا جائے تو پھر تر و تازہ نہیں ہوتا جس طرح انسان کا سر کٹ جانے کے بعد زندہ نہیں رہتا۔

جب کہ کھجور کے درخت کو حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مٹی سے بنایا گیا ہے پھر ایک درخت لطیف ت حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تسلیم کرتے وقت کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا تو پھر قیوم (حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ کی طینت سے تخلیق کرنے پر معترض کیوں ہیں۔

روضۃ القیومیہ، ج1، ص179،178

حضرت شیخ المشائخ شیخ حسن غوثیؒ تجدید اور قیومیت کے بارے میں

بعض مخالفوں کے کہنے سننے سے تجدید اور قیومیت کی نسبت کے شاکی ہو گئے ایک رات آپ (حضرت شیخ حسن غوثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے خواب میں دیکھا تمام اولیائے امت ایک جگہ جمع ہیں اور تمام متفق اللفظ ہو کر فرماتے ہیں کہ جو شخص حضرت شیخ الاسلام والمسلمین عندلیب گلشن راز مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تجدید الف اور قیومیت کا منکر ہوگا مرتے وقت اس کا ایمان چھن جائے گا حضرت شیخ حسن غوثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ خواب دیکھ کر بہت ڈرے اور تجدید و قیومیت کی بابت جو شک و شبہ اور انکار دل میں تھا اس سے توبہ کی اور حضرت عندلیب گلشن راز قبلہ درویشاں تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تمام کمالات کا اعتراف کیا۔

روضۃ القیومیہ، ج1، ص247

حضرت خواجہ محمد معصومؒ کو الہام ہوا

کہ بوراثت و تبعیت خاتم الرسل (رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کو عطا ہوا اور جمیع مخلوقات کا قیام تمہاری ذات پر مقرر ہوا کہ اتنے میں حضرت سید المرسلین (رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے میرے سر پر دستار باندھی اور مبارک باد منصب قومیت دی فرمایا کہ ایک روز بعد نماز عشا، میں دعا مانگتا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ میرا تمام بدن مثل شمع کے روشن ہے اور آفتاب کی طرح ایسا چمکتا ہے کہ آنکھ سامنے نہیں کی جاتی اسی اثنا میں الہام ہوا کہ یہ روشنی اس واسطے ہے کہ تیرا بدن بقیہ طینت حضرت خاتم النبیین (رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) تھا بطور الوش ایک فرد است کو پہنچا ہے اور

اس سے کچھ بچ کر اس کی ایک منتسب کو ملا ہے منتسب سے حضرت عروۃ الوثقٰی قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند ثالث مراد ہیں حضرت کا تمام بدن بقیہ طینت مصطفوی (رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کا بنا تھا مگر پیر مبارک نہ تھے حضرت (حضرت قیوم اوّل ردیف کمالات سبع مثانی الشیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ) فرمایا کرتے تھے کہ میرا حال مثل طاؤس کے ہے کہ اپنے بدن کی زیبائی ورعنائی دیکھ دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور ناچتا (وجد کرتا) ہے لیکن جب پیروں پر نظر پڑتی ہے تو پژمردہ ہو جاتا ہے اسی طرح میں بھی جب اپنا (حضرت عروۃ الوثقٰی قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) بدن دیکھتا ہوں تو خوش ہو جاتا ہوں اور جب پیر دیکھتا ہوں تو منقبض ہو جاتا ہوں۔

مقامات امام ربانی مجدد الف ثانی، ص، 67

علامہ فیض احمد اویسی رضوی قیومیت کے بارے میں لکھتے ہیں

حضرت شیخ الاسلام تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان تمام کارناموں علمی اور عملی اور اسلامی خدمات کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے آپ (حضرت قبلہ درویشاں تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کو خاص محبوب بندہ بنالیا اور شروع سے قاعدہ چلا آ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو نوازتا ہے جیسے حضرت سلطان العارفین غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ناز اور محبوبانہ انداز مشہور ہے اسی انداز میں حضرت شیخ الاسلام تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی ناز اور انداز فرمائے من جملہ ان میں ایک خاص دعوائے قیومیت بھی ہے فقیر (علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی صاحب) اس کے اثبات کیلئے دلائل قائم کرتا ہے۔

شان قیومیت، ص، 40

منقبت شریف

نشانِ منزلِ عرفان ہیں شیخ سرہندی

جمالِ معنیٔ قرآن ہیں شیخ سرہندی
جلالِ قاطع برھان ہیں شیخ سرہندی

یہ راز کھل کے رہا معرفت کے راہی پہ
نشانِ منزلِ عرفان ہیں شیخ سرہندی

مئے حیات پلاتے ہیں تشنہ کاموں کو
علاجِ تلخیٔ دوراں ہیں شیخ سرہندی

دل ونظر نہ لٹے ہیں نہ لٹ سکیں گے کبھی
دل ونظر کے ہیں نگہبان ہیں شیخ سرہندی

بجھا کے دینِ الٰہی کی ظلمتوں کا چراغ
فریبِ کفر پہ خنداں ہیں شیخ سرہندی
سیاہ خانۂ اکبر کا سحر توڑ دیا!
وہ آفتاب درخشاں ہیں شیخ سرہندی
خزاں کا خوف نہیں انکی شاخوں کو فِدا
صدا بہار گلستاں ہیں شیخ سرہندی

اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں

میرا (علامہ ابوالبیان محمد داؤد پسروری) بلکہ کافۃ المسلمین کا یہ اعتقاد ہے اور ہونا بھی چاہئیے کہ اولیاء اللہ سے کرامات کا ظہور برحق ہے آج کل اس کے برخلاف رہ رہ کر غل مچایا جاتا ہے کہ موجودہ سائنس معجزات وکرامات کی بیخکنی کئے ڈالتی ہے لیکن میرا اعتقاد ہے کہ موجود حالت میں سائنس کرامات کے ابطال کے عوض ان کی تصدیق وتائید کررہی ہے گذشتہ زمانہ میں فلسفی اپنی سمجھ سے بالا اور عقل سے مستبعد باتوں کو محال کہہ دیا کرتے تھے لیکن اب تو انسانی دقیقہ رسی نے ایسے ایسے کرشمے کر دکھائے ہیں اور ان کی بدولت ایسی ایسی عجیب وغریب خاصیتوں کا پتہ لگتا جاتا ہے کہ موجودہ علمائے سائنس نے ان کو ممکن تسلیم کرلیا ہے اب سب سے قبل غور طلب امر یہ ہے کہ کرامت کس شئے کا نام ہے ہم کرامت کسی ممتنع عقلی چیز کے ظہور پذیر ہونے کو نہیں کہتے یہ تسلیم کرتے ہیں ہمارے ہاں جتنی کرامتیں مانی جاتی ہیں اور جن کا ظہور اکثر اولیاء اللہ سے ہوتا رہا ہے وہ دو قسم کی ہیں۔

1. وہ جن کو مکاشفہ اور دل کے حالات معلوم کرلینے سے تعلق ہے
2. وہ جن کو روحانی تصرف اور باطنی قوت کا اثر ڈالنے سے علاقہ ہے۔

بزرگوں کے حالات میں غور کرنے سے صرف یہی دو قسم کی کرامتیں نظر آتی ہیں مطالعہ سے یہ حقیقت خوب "اظہر من الشمس" ہوجاتی ہے۔ آپ دیکھے گے۔ انھوں نے کبھی کسی کے دل کا حال بیان کردیا یا کسی غیر مقام یا کسی غیر شہر کے بعض واقعات بتادیئے یا زیادہ سے زیادہ کسی ہونے والے واقعہ کی خبر دیدی اور یہ بھی دیکھیں گے کہ انہوں نے کسی کا دل کسی کام یا کسی شخص کی طرف یا طرف سے پھیر دیا یا کسی کام میں کامیاب یا کسی شخص یا کسی جماعت پر غالب کردیا کسی مریض کو اچھا کردیا یا کسی روح سے ملاقات کرادی وغیرہ وغیرہ ان میں سے کوئی چیز غیر ممکن نہیں ہے اور نہ ہی ان کو کوئی صاحب عقل محال اور ممتنع کہہ سکتا ہے رہی صرف اتنی بات کہ ان کاموں کے ظاہری اسباب نظر نہیں آتے اور علت ومعلوم کا سلسلہ قائم نہیں کیا جاسکتا۔

بخوبی ظاہر ہے کہ بزرگان دین اولیاء اللہ (رحمہم اللہ علیہم اجمعین) ایسے کاموں کو ظاہری تدابیر سے کرتے بھی نہیں وہ صرف اپنی روحانی قوت اور باطنی تصرُّف سے ان کاموں کو کرتے ہیں لہٰذا تعجب نہ کرو اگر ان کے اسباب وعلل تمہاری نظروں سے پوشیدہ ہیں جس کسی نے علم نفس پر تھوڑا سا بھی غور کیا ہے اور انسان میں جیسے جیسے عجیب وغریب قویٰ ودیعت رکھے گئے ہیں ان کا مطالعہ

کیا ہے اُس کو اس بات کے تسلیم کرنے میں ذرا بھی انکار نہیں ہوسکتا کہ قوائے باطنی کے ذریعہ سے مذکورہ بالا کمالات انسان میں پیدا ہوسکتے ہیں کرامات و معجزات کے منکرین نیچر نیچر کیا کرتے ہیں ان کو اتنا علم نہیں کہ حقیقت میں نیچر ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو ہر دنیاوی معاملے میں اچھی طرح سمجھنا نہایت دشوار ہے کسی معاملہ کو چند روز یا فرض کیجئے چند سو برس تک ایک حالت پر دیکھنے سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ اس کی دائمی وضع ہے اور اس کی فطرت ہی وہی ہے دنیا میں بہت سے ایسے واقعات ہیں جو ہزار ہا سال کے بعد بدل جایا کرتے ہیں ایک پہاڑ ہزار ہا برس تک کھڑا رہتا ہے اور کبھی اتفاق سے پھٹ پڑا کرتا ہے ایک زلزلہ کبھی ایک چشم زدن میں بڑے بڑے شہروں کو الٹ کر کسی اور طرف پھینک دیتا ہے آسمان پر بعض کواکب ہزار ہا سال کے بعد نمودار ہوتے ہیں ایک طبیب ہزار مریضوں میں ایک دوا کے کسی خاص اثر کا تجربہ کرتا ہے اور پھر کوئی ایسی صورت پیش آجاتی ہے کہ ویسا ہی مرض ہے اور ویسی ہی تمام باتیں ہیں مگر اس دوا کا اثر الٹا نمودار ہوتا ہے ایسی صورت میں اب یہ کہہ دینا کہ جس شئے کو ہم نے ایک طویل مدت تک ایک حالت پر دیکھا وہ ہمیشہ اسی پر رہے گی اس کی فطرت ہی وہی ہے یہ کس قدر ناتجربہ کاری اور کم فہمی کی دلیل ہے۔

چاند کو آپ ہمیشہ ایک سلسلہ وار ترتیب کے ساتھ بڑھتے گھٹتے اور غائب ہوتے دیکھتے ہیں لیکن اس کو یہ سمجھ لینا کہ اس کی اصل فطرت یہی ہے بالکل بے عقلی ہے ممکن ہے کہ دو چار ہزار برس کے بعد یا فرض کیجئے کہ عالم کی زندگی میں ایک ہی بار کوئی ایسا دورہ آئے کہ چاند بیچ سے کٹا اور دو پھانکوں میں بٹا ہوا نظر آئے ممکن ہے کہ ایک سنگلاخ زمین جو صدیوں سے خشک چلی آتی تھی کسی کے عصا کی ہلکی سی چوٹ پڑنے سے پھٹ جائے اور اس سے آب شیریں کا ایک چشمہ جاری ہو جائے یہ تمام باتیں بتا رہی ہیں کہ کارخانۂ قدرت کسی وضع کا پابند نہیں نہ اس نے اپنا کوئی دستور العمل اور قانون بنا کے ہمارے ہاتھ میں دیا ہے اور نہ ہم اس کے قوانین کا صحیح طور پر پتہ لگا سکتے ہیں ہم کو جو کچھ معلوم ہوتا ہے اور جو کچھ ہم دریافت کر سکے ہیں وہ ایک محدود زمانہ کا تجربہ ہے اور اس کا بھی دارومدار محض ظنّیات پر ہے بہر حال اولیاء اللہ کی جملہ کرامات کو یا تو صفائی باطن سے علاقہ ہے یا باطنی تصرف سے اولیاء اللہ ریاضت کی مشقت صرف اس لئے برداشت کرتے ہیں کہ خدا کی طرف سچی توجہ پیدا ہو نور وحدت کا اپنے اوپر انعکاس ہو خلاصہ یہ کہ ان کا مقصود بالذات یہ ہوتا ہے کہ خدا پرستی و خدا شناسی کے جذبات بڑھانے کیلئے دل و دماغ اور اپنے تمام قوائے نفسانیہ کو اپنا تابع فرمان بنالیں ان کی کوشش جب اس جانب متوجہ ہو جاتی ہے تو محض تزکیہ نفس اور قوت نظر پر حکومت حاصل ہونے کے ضمن میں تبعاً ان میں تصرف کی قوت بھی پیدا ہو جاتی ہے ان کا اصلی مقصود ہرگز یہ نہیں ہوتا لہٰذا ہمارے عارفان با بصیرت اور صاحب دلان پاک باطن سے اگر ضمنی اور اتفاقی طور پر ایسی کرامات ظاہر ہو جائیں تو کوئی تعجب اور حیرت کی بات نہیں ہے اور نہ ان کو خلاف نیچر کہا جاسکتا ہے ہاں آخر میں اس غلطی کا بھی ازالہ کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ کسی شخص کی ولایت کو ثابت کرنے کیلئے یہ لازمی نہیں کہ اس سے خارق عادت کا ظہور ہو حضرت شیخ الاسلام شمس العارفین خواجہ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو بہت بڑے بزرگ صوفی اور تین لاکھ احادیث نبوی ﷺ کے حافظ تھے فرماتے ہیں کہ اگر تو دریا پر بغیر کشتی کے چل سکتا ہے تو تیری وقعت ایک خس سے بڑھ کر نہیں اگر تو ہوا میں بھی پرواز کر سکتا ہے تو ایک مکھی سے زیادہ عظمت حاصل نہیں کر سکا دل کو قابو میں لا تا کہ تو آدمی بن جائے خود آپ (حضرت عالی امام ربانی محبوب صمدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اپنے مکتوبات شریف میں تصریح فرمائی ہے کہ خارق عادت کا معرض ظہور میں آنا کرامت اور ولایت کی دلیل نہیں چنانچہ ایک موقع پر لکھتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بالاجماع انبیاءِ کرام علیہم السلام کے بعد سب لوگوں سے افضل ہیں اور اولیائے امت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کہیں بڑھ کر بلند مرتبہ ہیں اُن سے بہت کم خوارق عادات منقول ہیں تو کیا اس

سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ جن اولیاء کرام سے بکثرت خوارق عادات کا سرزد ہونا منقول ہے وہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں نہیں ہرگز نہیں اصل بات یہ ہے کہ خارق عادت کا ظہور ثبوت ولایت یا افضلیت کا معیار نہیں۔

سیرت امام ربانی ،ص، 155، 160

حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں

کہ رشد وہدایت کیلئے یہ کرامت ضروری ہے کہ مریدان رشید کو ایک مقام سے دوسرے مقام کو لے جائے اور ایک حال سے دوسرے حال کی طرف گزارے اسی طرح سعادت مند مرید کیلئے ضروری ہے کہ وہ ہر دم اپنے مُرشِد سے کرامات اور خوارق کا مشاہدہ کرتا رہے (یعنی شریعت سے رغبت) اور اپنے اندر اس کے تصرفات کے آثار معائنہ کرتا رہے اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کیلئے لازم نہیں ہے کہ عام لوگوں پر اپنے خوارق (کرامت) کا کسی طرح اظہار کریں بلکہ ولایت کا معاملہ تو پوشیدہ رکھنے کے لائق ہے حدیث قدسی ''اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَایَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ'' میرے اولیاء میری قبا کے نیچے چھپے ہوئے ہیں کوئی ان کو میرے سوا نہیں جانتا اس حدیث شریف سے اس مقصد کی دلیل ملتی ہے اور کہا گیا ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کیلئے عقوبت یہ ہے کہ وحی بند ہو جائے اور اولیاء رحمۃ اللہ علیہم کیلئے عقوبت یہ ہے کہ ان کی کرامات ظاہر ہو جائیں اور مومنوں کیلئے عقوبت یہ ہے کہ ان کی عبادت میں کمی واقع ہو جائے۔

حضرات القدس ،ص، 178

حضرت خواجہ خواجگان شیخ بہاء الدین نقشبند مشکل کشا نے فرمایا

کہ کرامت کہ ارباب ارشاد کو ضروری ہی یہ ہے۔ کہ مریدان رشید کی تبدیل اخلاق کرائیں۔ اور ایک حال سے دوسرے حال پر پہنچائیں۔ اور مرید سعادت مند ہر روز اپنے مرشدوں سے کرامتیں مطالعہ کرتا ہے۔ اور اپنے میں آثار تصرف پیر پاتا ہے۔ اور مریدوں کے علاوہ اوروں کو کرامات دکھانا اولیاؤں کو کچھ ضرورت نہیں۔ کہ معاملہ ولایت پوشیدہ بہتر ہے۔

زبدۃ المقامات، ص، 340 مقامات امام ربانی مجدد الف ثانی 42

کسی بزرگ سے خوارق بہت کم ظاہر ہوتے ہیں اور اس کی ولایت اکمل ہوتی ہے

میرے مخدوم: چونکہ ولایت کی بحث درمیان میں ہے اور عوام کی نظر خوارق (کرامات) کے ظہور پر لگی ہوئی ہے اس لئے اس ضمن میں چند باتیں تحریر کی جاتی ہیں ذرا غور سے سنیں۔ ولایت سے مراد فنا و بقا ہے اور خوارق و کشفیات خواہ کم ہوں یا زیادہ اس (فنا و بقا) کے لوازم میں سے ہیں۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ جس سے خوارق زیادہ ظاہر ہو اس کی ولایت بھی اتم و اکمل ہو بلکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ (کسی بزرگ سے) خوارق بہت کم ظاہر ہوتے ہیں اور اس کی ولایت اکمل ہوتی ہے۔ اور خوارق کے بکثرت ظاہر ہونے کی مدار دو چیزوں پر ہے۔ عروج کے وقت میں بہت زیادہ عروج کرنا اور نزول کے وقت میں بہت کم نیچے اُترنا۔ بلکہ کثرت خوارق کے ظہور میں قاعدہ کلیہ قلت نزول یعنی کم نزول کرنا ہے خواہ وہ عروج کی جانب کسی بھی کیفیت سے ہو کیونکہ صاحب نزول عالم اسباب میں اُترتا ہے اور اشیاء کے وجود کو اسباب سے وابستہ پاتا ہے۔ اور مُسبِّبُ الاسباب کے فعل کو اسباب

کے پردے کے پیچھے دیکھتا ہے جس شخص نے نزول نہیں کیا اور نزول کے اسباب تک نہیں پہنچا اس کی نظر صرف مسبب الاسباب کے فعل پر ہے کیونکہ (مُسَبِّبُ الاسباب کے فعل پر اس کی نظر ہونے کے باعث) تمام اسباب اس کی نظر سے مُرتَفَع (اُٹھ گئے) ہیں پس حق سبحانہ وتعالیٰ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کے ظن کے موافق علیحدہ علیحدہ معاملہ کرتا ہے اسباب کو دیکھنے والے کا کام اسباب پر ڈال دیتا ہے اور جو اسباب کو نہیں دیکھتا اس کا کام بغیر وسیلے کے مہیا کر دیتا ہے حدیث قدسی ''انا عند ظن عبدی بی'' (میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں) اس مطلب پر دلیل ہے بہت مدت تک دل میں یہ خلش رہی کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ اس امت میں اکمل اولیاء بہت گزرے ہیں مگر جس قدر خوارق حضرت شیخ الجن والانس سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ظاہر ہوئے ہیں اس قدر خوارق ان میں سے کسی سے ظاہر نہیں ہوئے آخر کار حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس معما کا راز ظاہر کر دیا اور معلوم ہوا۔ کہ ان کا عروج اکثر اولیاء سے بلند تر واقع ہوا ہے اور نزول کی جانب میں مقام روح تک نیچے اُترے ہیں جو عالم اسباب سے بلند تر ہے۔ (مکتوب، ج،1، ن،216 زبدۃ المقامات، ص،346)

حضرت شیخ المشائخ خواجہ حسن بصریؒ اور حضرت شیخ المشائخ حبیب عجمیؒ کی حکایت

اس مقام کے مناسب ہے منقول ہے کہ ایک دن حضرت شیخ المشائخ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دریا کے کنارے کھڑے ہوئے کشتی کا انتظار کر رہے تھے تاکہ دریا سے پار ہوں اسی اثنا میں حضرت شیخ المشائخ حبیب عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی آ نکلے اور پوچھا کہ آپ (حضرت شیخ المشائخ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) یہاں کیوں کھڑے ہیں فرمایا کہ کشتی کا انتظار ہے حضرت شیخ المشائخ حبیب عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کشتی کی کیا حاجت ہے کیا آپ (حضرت شیخ المشائخ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) یقین نہیں رکھتے حضرت شیخ المشائخ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کیا آپ (حضرت شیخ المشائخ حبیب عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) علم نہیں رکھتے غرض کہ حضرت شیخ المشائخ حبیب عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کشتی کے بغیر دریا سے گذر گئے اور حضرت شیخ المشائخ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کشتی کے انتظار میں کھڑے رہے حضرت شیخ المشائخ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چونکہ عالم اسباب میں نزول کیا ہوا تھا اس لئے (کارکنان قضا وقدر) ان کے ساتھ اسباب کے وسیلے سے معاملہ فرماتے تھے اور حضرت شیخ المشائخ حبیب عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چونکہ پورے طور پر اسباب کو نظر انداز کر دیا تھا اس لئے (کارکنان قضا وقدر) ان کے ساتھ اسباب کے وسیلے کے بغیر معاملہ کرتے تھے۔ لیکن فضیلت حضرت شیخ المشائخ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لیے ہے جو صاحب علم ہیں اور جنھوں نے عین الیقین کو علم الیقین کے ساتھ جمع کر لیا ہے اور اشیاء کو جیسی کہ وہ ہیں سمجھ لیا ہے کیونکہ قدرت کی اصل حقیقت کو حکمت میں پوشیدہ رکھا گیا ہے حضرت شیخ المشائخ حبیب عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سکر ہیں اور فاعل حقیقی پر ایک ایسا یقین رکھتے ہیں جس میں اسباب کا کچھ دخل نہیں ہے یہ دید نفس امر کے مطابق

نہیں ہے کیونکہ اسباب کا ذریعہ واقع کے اعتبار سے ثابت و کائن لیکن تکمیل وارشاد کا معاملہ ظہور خوارق سے ... ہے۔

(زبدۃ المقامات ص 347، مکتوب ن 1 ص 216)

مقام ارشاد میں جس کا نزول جس قدر زیادہ ہوتا ہے اسی قدر وہ کامل تر ہوتا ہے

اور ارشاد کیلئے مرشد اور مسترشد کے درمیان اس مناسبت کا حاصل ہونا ضروری ہے اور اس کا انحصار نزول پر ہے ... غالب گمان یہی ہے کہ جو کوئی جس قدر اوپر جاتا ہے اسی قدر وہ نیچے آتا ہے چنانچہ حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (معارج عروج میں) سب سے بلند تر پہنچے اور نزول کے وقت سب سے نیچے اترآئے اسی وجہ سے آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی دعوت اکمل واتم ہوئی اور آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تمام اقوام (عالم) کی طرف بھیجے گئے کیونکہ نہایت نزول کے باعث سب سے ساتھ مناسبت پیدا ہوگئی اور افادہ کا راستہ مکمل ہوگیا اور بسا اوقات اس راہ (سلوک) کے متوسطوں سے طالبوں کو فائدہ اس قدر پہنچ جاتے ہیں جو کہ منتہی بزرگ غیر مرجوع سے بھی میسر نہیں ہوتے کیونکہ (راہ سلوک کے) اکثر متوسط غیر مرجوع منتہیوں ... مبتدیوں کے ساتھ زیادہ مناسبت رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے

(زبدۃ المقامات ص 348)

حضرت شیخ المشائخ ابوالحسن خرقانی اور حضرت شیخ المشائخ محمد قصاب

شیخ الاسلام ہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر حضرت شیخ المشائخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت شیخ المشائخ محمد قصاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (بقید حیات) ہوتے تو میں تم کو (حضرت شیخ المشائخ محمد قصاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پاس بھیجتا اور خرقانی (حضرت شیخ المشائخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی طرف نہ جانے دیتا کیونکہ وہ خرقانی (حضرت شیخ المشائخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی نسبت تمہارے لئے زیادہ سودمند ہوتے یعنی خرقانی (حضرت شیخ المشائخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) منتہی تھے (لیکن) مریدان سے بہت کم فائدہ حاصل کرتے تھے یعنی منتہی غیر مرجوع تھے نہ کہ منتہی مطلق کیونکہ افادہ کا کالعدم ہونا ان کے حق میں غیر واقع ہے کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے زیادہ منتہی تھے حالانکہ آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا افادہ سب سے زیادہ ہے البتہ افادہ کی کمی اور زیادتی کا انحصار رجوع اور ہبوط پر منحصر ہے نہ کہ انتہا و عدم انتہا پر یہاں ایک نکتہ ہے جس کو ذہن نشین کرنا نہایت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح نفس ولایت حاصل ہونے میں ولی کو اپنی ولایت کا علم ہونا شرط نہیں ہے بلکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ لوگ کسی ولی سے اس کے خوارق نقل کرتے ہیں (حالانکہ) اس کو ان خوارق کی نسبت بالکل اطلاع نہیں ہوتی اور وہ ... صاحب علم وکشف ہیں ہوسکتا ہے کہ ان کو بھی اپنے بعض خوارق پر اطلاع حاصل نہ ہو بلکہ ان کی صور مثالیہ (مثالی صورتوں) ...

قضا وقدر) متعدد (مقامات) پر ظاہر کر دیں اور دور دراز مقامات پر عجیب وغریب امور ان صورتوں سے ظہور میں لائیں کہ جن کی ان صاحب صورت (اولیاء کو) ہرگز اطلاع نہ ہو۔

از ما و شما بہانہ بر ساختہ اند　(بہانہ ہم سے تم سے ہے بنایا)　مکتوب، ج،1، ن،216

لوگ کہتے ہیں ہم نے آپ کو کہاں کہاں دیکھا

حضرت مخدومی قبلہ گاہی (قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرمایا کرتے تھے کہ ایک بزرگ کہتے تھے کہ عجیب معاملہ ہے کہ لوگ اطراف وجوانب سے (میرے پاس) آتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ ہم نے آپ (قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو مکہ معظمہ میں دیکھا ہے اور موسم حج میں حاضر پایا ہے (بلکہ) ہم نے آپ (قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے ساتھ مل کر حج کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہم نے آپ (قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو بغداد میں دیکھا تھا اور اپنی دوستی کا اظہار کرتے ہیں حالانکہ میں (قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اپنے گھر سے باہر نہیں نکلا ہوں اور نہ ہی کبھی اس قسم کے آدمیوں کو دیکھا ہے کتنی بڑی تہمت ہے جو ناحق مجھ پر لگاتے ہیں'' **واللہ سبحانہ اعلم بحقائق الامور کلھا**'' ط (سب کاموں کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے)　زبدۃ المقامات، ص،348

ولی کو ولایت کا علم ہونے کی بھی ضرورت نہیں

سوال: جب ولایت میں ظہور خوارق شرط نہیں ہے تو ولی غیر ولی سے کیسے ممتاز ہوگا اور اہل حق اور اہل باطل میں کس طرح تمیز ہوگی؟

جواب: اگر چہ وہ ممتاز نہ ہو سکے اور اہل حق اور اہل باطل باہم مخلط رہیں (تو اس میں کیا حرج ہے) کیونکہ دنیا میں حق باطل کے ساتھ ملا ہوا ہے اور لوگوں کو ولی کی ولایت کا علم ہونے کی بھی ضرورت نہیں۔ بکثرت اولیاء اللہ ایسے ہیں جن کو اپنی ولایت کی خود خبر نہیں تو پھر دوسروں کو ان کی ولایت سے واقف ہونا کس طرح ضروری ہوگا البتہ نبی (علیہ السلام) کو خوارق (معجزات) کے بغیر چارہ نہیں تاکہ نبی (علیہ السلام) اور غیر نبی میں امتیاز ہو سکے کیونکہ لوگوں کو نبی (علیہ السلام) کی نبوت کا علم ہونا واجب ہے اور چونکہ ولی اپنے نبی (علیہ السلام) کی شریعت کے مطابق مخلوق کو دعوت دیتا ہے۔ لہٰذا نبی (علیہ السلام) کا معجزہ ہی اس کے لئے کافی ہے اگر ولی اپنے نبی (علیہ السلام) کی شریعت کے علاوہ کسی اور چیز کی دعوت دیتا تو خوارق کے بغیر چارہ نہ ہوتا اور چونکہ اس کی دعوت نبی (علیہ السلام) کی شریعت کے ساتھ مخصوص ہے اس لئے اس کو خوارق درکار نہیں ہیں علماء صرف ظاہر شریعت کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اولیاء ظاہر شریعت کی طرف بھی دعوت دیتے ہیں اور باطن شریعت کی دعوت بھی۔ سب سے پہلے وہ مریدوں طالبان حق کو توبہ اور رجوع (الی اللہ) کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور احکام شرعیہ کی بجا آوری کی ترغیب دیتے ہیں

پھر ذکر حق جل سلطانہ کی راہ بتاتے ہیں اور تاکید فرماتے ہیں کہ اپنے تمام اوقات کو ذکر الٰہی جل سلطانہ میں مشغول رکھیں۔ یہاں تک کہ ذکر غالب آجائے اور مذکور (اللہ عزوجل) کے علاوہ کوئی چیز بھی دل میں نہ رہے اور تمام ماسوی سے ایسا نسیان حاصل ہو جائے کہ اگر تکلف سے بھی چیزوں کو یاد کرے تو بھی یاد نہ آئیں۔ یقینی بات ہے کہ ولی کو اس دعوت کے لئے جس کا تعلق ظاہری شریعت اور باطنی شریعت سے ہے خوارق کی کیا ضرورت ہے۔ پیری مریدی سے مراد یہی دعوت ہے جس کو خوارق سے کوئی واسطہ نہیں اور اس کا کرامت سے بھی کوئی تعلق نہیں پھر بھی ہم کہتے ہیں۔ کہ مرید رشید اور طالب مستعد ہر وقت راہ سلوک میں۔

مکتوب، ج،2، ن،92

اپنے پیر کے خوارق وکرامات کا احساس کرتا رہتا ہے

اور معاملہ غیبی میں ہر وقت اس سے مدد چاہتا ہے اور مدد پاتا ہے البتہ دوسروں کے لئے ظہور خوارق کی نسبت ضروری نہیں ہے لیکن مریدوں کے لئے یہ نسبت کرامات در کرامات اور خوارق در خوارق ہے۔ مرید اپنے پیر کے خوارق کا احساس کیوں نہ کرے کہ پیر نے اس کے مردہ دل کو زندہ کیا ہے اور مشاہدہ ومکاشفہ تک پہنچایا ہے۔ عوام کے نزدیک جسم کو زندہ کرنا عظیم الشان کام ہے اور خواص کے نزدیک قلب وروح (سر۔۔خفی۔۔اخفی۔۔نفسی۔۔قالب) کو زندہ کرنا رفیع الشان دلیل ہے شیخ کبیر حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (رسالہ قدسیہ) میں فرماتے ہیں کہ اکثر لوگوں کے نزدیک جسم کا زندہ کرنا بڑا اعتبار رکھتا ہے اس لئے اہل اللہ اس احیاء سے منہ موڑ کر احیائے روحی میں مشغول ہوئے اور طالبوں کے مردہ دلوں کو زندہ کرنے کی طرف توجہ دی اور حقیقت یہ ہے کہ احیائے جسدی (جسم) کی نسبت احیائے قلبی کے ساتھ سر راہ بیکار پڑی ہوئی چیز کے مانند ہے اور اس پر نظر ڈالنا بھی بے فائدہ ہے کیونکہ یہ احیاء جسدی (جسمی) چند روزہ دنیاوی زندگی کا سبب ہے

مکتوب، ج،2، ن،92

احیاء قلبی دائمی (اخروی) زندگی کا وسیلہ ہے

بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ حقیقت میں اہل اللہ کا وجود ہی کرامات میں سے ایک کرامات ہے اور ان کا حق اللہ تعالیٰ کی طرف مخلوق کو دعوت دینا حق جل سلطانہ کی رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے اور مردہ قلوب کا زندہ کرنا حق جل وعلا کی آیتوں میں سے ایک آیت (نشانی) عظمیٰ ہے وہ (اللہ والے) اس زمین کے باشندوں کے لئے امان ہیں اور غنیمت روزگار ہیں ''بِهِمْ يُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ يُرْزَقُوْنَ '' (ان کے طفیل بارش ہوتی ہے اور ان کے وسیلے سے (لوگوں کو) رزق دیا جاتا ہے) یہ ان ہی کی شان میں ہے ان کا کلام دوا ہے اور ان کی نظر شفا ہے: ''هُمْ جُلَسَاءُ اللّٰهِ وَهُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ وَلَا يَخِيْبُ اَنِيْسُهُمْ'' (وہ اللہ تعالیٰ کے جلیس ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کا ہم نشین بد بخت نہیں ہوتا اور ان سے دوستی رکھنے والا نامراد نہیں ہوتا) اور اس طائفہ کی وہ علامت جو اہل حق کو اہل باطل سے جدا کرتی ہے یہ ہے کہ اگر کوئی شخص شریعت (محمدی ﷺ) پر استقامت رکھتا ہو اور اس کی مجلس میں حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف دل میں رغبت اور توجہ پیدا ہو اور ماسوی سے دل سرد ہو جائے تو وہ شخص

سچا ہے اور تفاوت درجات کے ساتھ اس کا شمار اولیاء میں سے ہے اور یہ امتیازی علامت بھی ارباب مناسبت کے اعتبار سے ہے ورنہ بے مناسبت والا مطلقاً محروم ہے۔

ہر کہ او روئے بہ بہبود نداشت — دیدن روئے نبی سود نداشت

(جس کی قسمت میں بھلائی ہی نہ تھی — کیا مفید اس کو تھا دیدار نبی ﷺ)

مکتوب، ج2، ن، 92

اولیائے عزلت کی طرح اولیائے عشرت بھی خوارق کے اظہار سے روک دیئے گئے ہیں

کیونکہ خوارق کا ظہور اسم الھادی کا مقتضا ہے جو خلق اللہ کے رشد وہدایت سے متعلق ہے اور آخر زمانہ اسم المضل کا مقتضا ہے جس سے بدعت اور گمراہی متعلق ہے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: ''قیامت کے قریب ایسے فتنے ہوں گے جیسے اندھیری رات کا ٹکڑا پس صبح کو جو شخص مومن ہوگا وہ شام کو کافر ہو جائے گا اور جو شخص شام کو مومن ہوگا وہ صبح کو کافر ہو جائے گا''

حضرات القدس، ص، 178

وہ کرامات جو دین کے رواج کیلئے تھیں ان کا ظہور کم ہو گیا

قیامت جس قدر قریب ہوگی دین کا ضعف بڑھے گا اسی لئے وہ کرامات جو دین کے رواج کیلئے تھیں ان کا ظہور کم ہو گیا اور اولیاء اللہ (رحمۃ اللہ علیہم) ان باتوں کے صدور مامور نہیں رہے اور چونکہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وصال کو ہزار سال گزر چکے ہیں اور اسی لئے اتنی مدت کا گزر جانا امور دین میں تغیر اور ملت مبین میں ضعف کا سبب ہے اس لئے اولیائے عزلت کی طرح اولیائے عشرت بھی خوارق کے اظہار سے روک دیئے گئے ہیں۔

حضرات القدس، ص، 179

شیخ المشائخ حضرت ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ

''ہمارے زمانے میں دو چیزیں سب سے بڑی کرامت کی پہچان ہیں۔ ایک یہ کہ عالم اپنے علم پر عمل کرے اور عارف اس کی حقیقت بیان کرے'' اسی لیے حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے علم وعمل اور معرفت کی کثرت وکمال ہی آپ (حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی اعلیٰ کرامت بھی۔ کسی نے کہا ہے۔

زبدۃ المقامات، ص، 337

سب سے اعلیٰ معجزہ قرآن ہے

اسی لئے (قرآن کی روشنی میں) آپ (حضرت ابوسعید راز دار کمالاتِ صوفیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) جیسے غوث الخلائق کے

دقائق اور حقائق ہی سب سے عظیم کرامتیں ہیں لیکن اولیائے کرام کے حالات قلم بند کرنے والوں کی عادت ہے۔ کہ وہ ان سے خوارق عادات کو بھی بیان کر دیا کرتے ہیں۔

زبدۃ المقامات،ص، 337

خوارق عادات کی دو قسمیں ہیں

اے بھائی! غور سے سنو کہ خوارق عادات کی دو قسمیں ہیں قسم اول: وہ علوم و معارف الٰہی جل سلطانہ ہیں کہ جن کا تعلق ذات وصفات اور افعال واجبی جل و علا کے ساتھ ہے اور وہ نظر عقل کے دائرے سے ماوراء ہیں اور متعارف و متعاد (جانا پہچانا اور عرف وعادات) کے خلاف ہیں لہٰذا (حق تعالیٰ نے) اپنے خاص بندوں کو ان کے ساتھ ممتاز فرمایا ہے اور قسم دوم: مخلوقات کی صورتوں کا کشف ہونا اور ان عینی (غیبی) باتوں پر اطلاع پانا اور ان کی خبریں دینا ہے جو اس عالم کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں نوع اول کا تعلق اہل حق اور ارباب معرفت کے ساتھ مخصوص ہے اور نوع دوم میں محق اور مبطل (سچے اور جھوٹے دونوں طرح کے لوگ) شامل ہیں کیونکہ دوسری قسم اہل استدراج کو بھی حاصل ہے قسم اول خدائے جل و علا کے نزدیک بزرگی اور اعتبار رکھتی ہے اسی وجہ سے اس نے اس کو (قسم اول کو) اپنے اولیاء کرام کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے اور اپنے دشمنوں کو اس میں شریک نہیں کیا۔ اور دوسری قسم عام خلائق کے نزدیک معتبر ہے اور ان کی نظروں میں معزز و محترم ہے یہی باتیں (یعنی خرق عادت) اگرچہ استدراج والوں سے ظاہر ہوتی ہیں لیکن ممکن ہے کہ عام لوگ اپنی نادانی کی وجہ سے ان کی پرستش شروع کر دیں اور جو رطب و یابس (وہ تصنع سے کریں) اس کی وجہ سے اس کے مطیع و فرمانبردار بن جائیں۔ بلکہ یہ محجوبان (عام لوگ) قسم اول کو خوارق سے نہیں جانتے، اور کرامات میں سے شمار نہیں کرتے کیونکہ ان کے نزدیک خوارق قسم دوم میں منحصر ہے اور کرامات ان ناواقف لوگوں کے خیال میں مخلوقات کی صورتوں کا کشف اور غیب کی خبروں سے متعلق ہے۔

مکتوب، ج، 1، ن، 293

ان بے وقوفوں پر افسوس ہے

جو اتنا بھی نہیں جانتے کہ وہ علم جو حاضر یا غائب مخلوقات کے احوال سے تعلق رکھتا ہے اس میں کونسی شرافت و کرامت پائی جاتی ہے بلکہ یہ علم تو اس قابل ہے کہ وہ جہالت سے بدل جائے تاکہ مخلوقات سے اور ان کے احوال سے نسیان حاصل ہو جائے وہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی معرفت ہی ہے جو شرافت و کرامت کے لائق ہے اور اعزاز و احترام بھی اسی کے شایان شان ہے۔

پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز   بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

پری چھپی ہے دکھاتا ہے دیو ناز وادا عجب معاملہ ہے عقل جس سے حیران ہے

ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے وہ تقریباً وہی ہے جو شیخ الاسلام ہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت امام انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب منازل السائرین میں اور اس کے شارح نے فرمایا ہے کہ میرے (حضرت قبلہ درویشاں مقبول یزدانی مجدد الف ثانی

رحمتہ اللہ علیہ) نزدیک جو بات تجربہ سے ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اہل معرفت کی فراست یہ ہے کہ وہ لوگ تمیز کر لیتے کہ کون شخص حضرت حق جل وعلا کی بارگاہ کے شایان ہے اور کونسا نہیں اور ان اہل استعداد کو بھی پہچان لیتے ہیں جو حق سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ مشغول ہیں اور حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کے حضور میں مقام جمع تک پہنچے ہوئے ہیں اور یہی اہل معرفت کی فراست ہے لیکن اہل ریاضت جن کو بھوک گوشہ نشینی اور تصفیۂ باطن کے ذریعہ وصول الی الحق کے بغیر فراست حاصل ہوتی ہے ان کی فراست یہ ہے کہ مخلوقات کی تصویروں کے کشف کرتے اور غیب کی خبریں دیتے ہیں کو مخلوقات سے مختص ہیں لہٰذا یہ لوگ صرف مخلوقات ہی کی خبریں دے سکتے ہیں (اس کا حق سبحانہ وتعالیٰ کی خوشنودی سے کوئی واسطہ نہیں) کیونکہ وہ حق سبحانہ وتعالیٰ سے محجوب (حجاب میں) ہوتے ہیں اور چونکہ اہل معرفت حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف مشغول رہتے ہیں اور جو علوم و معرفت ان پر وارد ہوتے ہیں (ان کی روشنی میں) وہ جو خبریں دیتے ہیں وہ حق سبحانہ وتعالیٰ ہی کی طرف سے دیتے ہیں اور چونکہ اکثر دنیا داروں کے دل حق سبحانہ وتعالیٰ سے منقطع ہوتے ہیں اور وہ دنیا میں ہمہ تن مشغول ہیں اس لئے ان کے دل ارباب کشف اور غیب کی خبریں دینے والوں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ ان کو بزرگ جانتے ہیں اور یہ اعتقاد کر لیتے ہیں کہ یہ لوگ اہل اللہ اور اس کے خاص بندے ہیں اور اہل حقیقت کے کشف سے منہ موڑ لیتے ہیں اور وہ (اولیاء کرام) جو کچھ حق سبحانہ وتعالیٰ کے بارے میں ان کو بتاتے ہیں اس کے ساتھ ان اتہام لگاتے ہیں اور اہل دنیا کہتے ہیں کہ اگر یہ لوگ اہل حق ہوتے جیسا کہ لوگ گمان کرتے ہیں تو یہ ضرور ہمارے احوال اور مخلوقات کے احوال سے ہم کو خبر دیتے اور یقیناً جب یہ مخلوقات کے احوال کے کشف پر قدرت نہیں رکھتے تو امور اعلیٰ کے کشف پر کس طرح قادر ہو سکتے ہیں اہل دنیا اس خام خیالی کی وجہ سے ان کو جھوٹا سمجھتے ہیں اور صحیح خبروں سے ناواقف رہتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو خلق کے ملاحظہ سے محفوظ کر کے اپنے لئے مخصوص کر لیا ہے اور اپنے ماسوا سے ان کی حمایت پر شک کرنے کی وجہ سے ان کو دور کر دیا ہے۔

مکتوب، ج، 1، ن، 293

اگر وہ لوگ مخلوق کی طرف رغبت کرنے والے ہوتے

تو وہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی شان کے لائق نہ ہوتے اور یقیناً ہم نے اکثر اہل حق کو دیکھا ہے کہ جب وہ صورتوں کے کشف کی طرف تھوڑی سی بھی توجہ کرتے ہیں تو وہ کچھ پا لیتے ہیں جو دوسرے ان کی فراست کے ادراک پر کچھ بھی قدرت نہیں رکھتے جیسی کہ اہل معرفت رکھتے ہیں اور یہ وہ فراست ہے جو حق سبحانہ وتعالیٰ اور ان چیزوں سے جو اس کے قریب ہیں تعلق رکھتی ہے لیکن ارباب صفا جو اس خصوصیت سے خارج ہیں اور مخلوق سے متعلق ہیں ان کی فراست نہ ہو تو حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ سے تعلق رکھتی ہے اور نہ حق سبحانہ وتعالیٰ سے قرب رکھنے والی چیزوں سے اور اس فراست میں مسلمان نصاریٰ یہودی اور دوسرے گروہ بھی شامل ہیں کیونکہ اس فراست میں حق سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک کوئی بزرگی نہیں ہے جس سے وہ اپنے خاص بندوں کو مخصوص فرماتا۔

مکتوب، ج، 1، ن، 293

منقبت شریف

وہ مردِ حر وہ مجاہد وہ علم کا دریا

خود آشنا بھی رہا اور خدا گواہ بھی تھا
وہ ایک مردِ قلندر جو بادشاہ بھی تھا

وہ مردِ حر وہ مجاہد وہ علم کا دریا
تھا ایک صاحبِ دل صاحبِ نگاہ بھی تھا

جھکا سکا نہ کبھی اس کا سر کوئی فرعون
وہ اپنی ذات میں تفسیر لاالٰہ بھی تھا

ستیزہ کار رہا ظلمتوں سے جیتے جی
وہ شمعِ بزم بھی تھا اور چراغِ راہ بھی تھا

بہا کے لے گیا ظلمات کے جزیروں کو
صداقتوں کا اک سیلِ بے پناہ بھی تھا

نیاز مندوں کے آگے وہ سر جھکا کے رہا
حضور شاہ جو انسانِ کج کلاہ بھی تھا

تلاش کرتی ہے چشمِ فلک اسے اب تک
وہ ذرۂ خاکی جو مہر و ماہ بھی تھا

شیخ سرہندی، ص، 38

حضرت مجدّد الف ثانیؒ کی کچھ کرامات کا بیان

(1) ایک روز اس حقیر مؤلف (حضرت بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے عرض کیا کہ یہ حضور (شمس العارفین کعبۂ صفا کیشاں شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی کرامت ہے کہ حضور (شمس العارفین کعبۂ صفا کیشاں شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو غنودگی نہیں ہوتی فرمایا کہ اسرار قرآنی کے سمندر میں شناوری مجھے موقع نہیں دیتی کہ میں آنکھ بند کرسکوں۔

حضرات القدس، ص، 182

منقے کے دانوں کا کھانا بیماری سے شفاء

(2) ایک مرتبہ حضرت سردار اولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کمزوری لاحق ہوگئی تھی اور اس بیماری کے زمانے میں آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے دس پندرہ دانے منقے کے طلب فرمائے تھے کہ تناول فرمائیں خادم نے وہ دانے پیش کیے حضرت سردار اولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے متوجہ ہوکر مراقبہ فرمایا کہ ان دانوں کا کھانا مفید ہے یا نہیں کچھ دیر کے بعد مراقبے سے سر اٹھایا اور فرمایا کہ عجیب بات ظاہر ہوئی کہ ان دانوں نے بارگاہ الٰہی میں مناجات کی اور دعاء مانگی کہ اے اللہ تعالیٰ، چونکہ تیرے دوست نے اپنے استعمال کے لیے ہم کو طلب کیا ہے تو ہمارے اندر نفع اور صحت کا اثر پیدا فرمادے کہ جو شخص ایک دانہ ہم میں سے کھائے اس کا ہر قسم کا مرض صحیح ہوجائے اور حق سبحانہ نے ان دانوں کی مناجات اور دعا منظور فرمالی اور یہ بات محسوس بھی ہوئی اور نظر بھی آئی اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں چنانچہ آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے چند دانے تناول فرمائے تو فوراً آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی تکلیف دور ہوگئی اس کے بعد ہر بیمار نے جونہی ان دانوں میں سے ایک دانہ کھایا اس کی بیماری عافیت سے تبدیل ہوگئی آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے تھے کہ کاش یہ دانے زیادہ ہوتے تو زیادہ لوگوں کی صحت کا موجب بن جاتے۔

حضرات القدس، ص، 182

سورۃ قریش کی برکت

(3) ایک سید صاحب جو صحیح النسب تھے اور حضرت (حضرت برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے قدیم مریدوں میں سے تھے بیان فرماتے تھے کہ حضرت واقف اسرار متشابہات فرقانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک حقیقی بھائی سرونج (مالوہ) میں تھے آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے ان کے بلانے کیلئے دو کلمے لکھے اور مجھے فرمایا کہ تم خود جاؤ اور ان کو لے آؤ اس حکم کی تعمیل میں وہاں جانے کا میں نے عزم کیا آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فاتحۂ رخصت پڑھ کر فرمایا کہ راستے میں'' لایلف قریش ''خوب پڑھنا تاکہ خطرات سے محفوظ رہو اور کسی چیز کی حاجت نہ رہے اور اگر کوئی مشکل درپیش ہو تو مجھے یاد کرنا (اس سے ثابت ہوا کے اپنے پیر بزرگ کو مشکل کے وقت

یاد کرنا جائز ہے) میں آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے قدموں پر ہاتھ رکھے (قدم بوسی کی) اور روانہ ہو گیا اتفاق سے ایک جماعت اس سفر میں میرے ساتھ ہو گئی جب سرونج دو تین منزل رہ گیا تو وہاں ایک ہیبت ناک جنگل نظر آیا وہاں گھاس دو قدم آدم تھی میں وہاں قضائے حاجت کیلئے گیا اور ساتھی وہاں کھڑے رہے فراغت اور طہارت کے بعد وضو کر کے میں نے دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھی اسی اثنا میں گھاس ہلنے لگی اور میں نے دیکھا کہ ایک دھاڑنے والا شیر آ پہنچا اور میرے سامنے کھڑا ہو گیا میں نے بے اختیار حضرت واقف اسرار متشابہات فرقانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو یاد کیا اور کہا کہ ''آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا تھا کہ کوئی مشکل تمہیں درپیش ہو تو مجھے یاد کر لینا (چنانچہ) اب مدد (مشکل) کا وقت ہے اور مجھے اس دھاڑنے والے اور پھاڑ چیر کر کھانے والے شیر کے چنگل سے نجات دلوایئے ابھی میری یہ بات پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ حضرت شمع بزم عرفاں مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ظاہر ہوئے اور اس شیر سے اشارے سے فرمایا کہ دور ہو شیر پلٹا اور بھاگ گیا پھر جو میں نے نگاہ اُٹھائی تو حضرت واقف اسرارِ متشابہات فرقانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ میری نگاہ سے غائب ہو چکے تھے میرے ساتھیوں نے بھی یہ واقعہ دیکھا اور مجھ سے دریافت کیا کہ وہ کون بزرگ تھے جنھوں نے ایسے وقت میں تمہاری امداد فرمائی میں نے آپ (حضرت شمع بزم عرفاں برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کا اسم مبارک بتایا تو وہ سب کے سب جان و دل سے آپ (حضرت شمع بزم عرفاں برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے معتقد ہو گئے۔

حضرات القدس، ص، 183

بت خانے کو ڈھا دینا اور مدد کیلئے لشکر بھیجا

(4) ایک معتبر سید صاحب نے بیان کیا کہ میں حضرت واقف اسرارِ متشابہات فرقانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا تھا کہ بتوں اور بتوں کی پرستش کرنے والوں کو جس قدر ایک مسلمان کے ہاتھوں اہانت ہو سکے کوتاہی نہ کی جائے کہ اسے اللہ (تعالیٰ) کی راہ کے غازیوں کا ثواب ملے گا میں دو تین درویشوں کے ساتھ ملک دکن کے اطراف کے ایک صحرا میں گیا ہوا تھا کہ وہاں ایک بت خانہ نظر آیا اور اس کے اطراف میں کوئی شخص موجود نہ تھا دل میں خیال گزرا کہ حضرت واقف اسرار متشابہات فرقانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی نصیحت کے مطابق اس بت خانے کو ڈھا دینا چاہیے۔ چنانچہ ہم لوگ وہاں پہنچے اور بت کو توڑ دیا اور اس بت خانے کو ڈھا دینے کا بھی ارادہ کیا ہم بعض مورتیوں کو توڑ چکے تھے کہ قریب ایک ہزار بت پرست لاٹھیاں پتھر اور تیر و تفنگ لے کر پہنچ گئے مجھے اور ساتھیوں کو دہشت پیدا ہوئی اور بھاگنے کی کوئی صورت نہ تھی سوائے اس کے کہ سب قتل ہو جائیں اتنے میں مجھے حضرت شمع بزم عرفاں برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی یاد آئی میں نے حضرت شمع بزم عرفاں برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو حاضر تصور کر کے تضرع اور نیاز مندی سے عرض کیا کہ اے ہمارے بزرگ ہم نے آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی نصیحت پر بھروسا کر کے یہ کام کیا ہے ہم کو ان کفار

اشرار سے نجات دلایئے اس تضرع وزاری کی حالت میں حضرت واقف اسرار متشابہات فرقانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آواز میرے کان میں آئی کہ اطمینان رکھو کہ ہم تمہاری مدد کیلئے اہل اسلام کا ایک لشکر بھیج رہے ہیں میں نے ساتھیوں کو اس بات سے مطلع کردیا کفار بالکل قریب ایک تیراندازی کے فاصلے پر پہنچ چکے تھے کہ یکا یک ایک بلندی سے چالیس سوار ظاہر ہوئے اور تیزی سے گھوڑوں کو دوڑا کر پہنچ گئے اور کافروں کی جماعت پر حملہ کردیا اور ہم لوگوں کو اپنے ساتھ لے لیا جب وہ کفار نظروں سے غائب ہوگئے تو (ان سواروں نے) ہم کو رخصت کیا۔

حضرات القدس، ص، 184

ابر کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا برکات مجدد الف ثانیؒ

(5) ایک مرتبہ حضرت واقف اسرار متشابہات فرقانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سیر وتفریح کے ارادے سے دشت وبیاباں کی طرف متوجہ ہوئے راستے میں گرم ہوا اور گرد وغبار بہت زیادہ ہوگیا جو حضرات ساتھ تھے اور پیادہ تھے ان پر پیاس اور گرمی اور تھکاوٹ نے غلبہ کیا لیکن آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے جلال اور رعب کی وجہ سے جو سب کے دلوں پر متمکن تھا آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) سے عرض حال کرنے کی جرأت نہ کرسکے یہ خطرات ان حضرات کے دلوں میں جاری تھے کہ حضرت شمع بزم عرفاں برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مولانا یوسف سمرقندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ سورج کی گرمی اور گرد وغبار کی شدت سے احباب کو تکلیف ہورہی ہے حضرت مولانا یوسف سمرقندی رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضرت (حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو خود ہی معلوم ہے ہم لوگوں کو عرض کرنے کی کیا ضرورت ہے حضرت واقف اسرار متشابہات فرقانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مسکرائے اور آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے آسمان کی طرف نگاہ کرکے خاموشی سے کچھ پڑھا چند قدم نہ چلے تھے کہ ابر کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا اور اس نے آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) پر اور آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے احباب پر سایہ کرلیا اور صرف اسی قدر بارش ہوئی جتنی کہ گرد وغبار کے دفع کرنے کیلئے ضروری تھی اور بارش بہت اعتدال کے ساتھ چلنے لگی کہ سب سے راستے کی کوفت ہوا کی گرمی اور گرد وغبار کی تکلیف دور ہوئی حالانکہ وہ موسم بادل اور پانی کا نہیں تھا۔

حضرات القدس، ص، 185

مجدّد الف ثانیؒ کے بارے میں قرآن سے فال

(6) حاجی حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے) جو ہندوستان کے بہت بڑے عالم اور بہت سی کتابوں کے مصنف تھے روایت کرتے تھے کہ ایک دن میں ایک عالم کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک موقع پر حضرت سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذکر آگیا وہ عالم آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) پر طعن اور تعرض کرنے لگا میں نے کہا کہ میں آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی صحبت میں بہت

بیٹھا ہوں اور بہت سے دوسرے مشائخ کو بھی میں نے دیکھا ہے لیکن جو صفائے قلبی اور اتباع سنت نبوی (ﷺ) آپ (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے یہاں دیکھی ہے وہ دوسروں کے یہاں نہیں دیکھی نہ کہیں سنی پھر یہاں وہاں کی باتیں کرنے لگا میں نے کہا کہ آیئے ہم دونوں تازہ وضو کریں اور قرآن مجید کھولیں جو آیت کریمہ نکلے ہم اسے آپ (حضرت کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے حالات سے متعلق فال سمجھیں گے اس عالم نے یہ بات پسند کی ہم دونوں نے تازہ وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر اس عالم نے قرآن مجید ہاتھ میں لیا اور پورے خشوع وخضوع کے ساتھ اسے کھولا تو یہ آیت مبارکہ سامنے آئی "رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ" (اللہ (تعالیٰ) کے نیک بندوں کو تجارت اور خرید وفروخت اللہ (تعالیٰ) کی یاد سے غافل نہیں کرتی) وہ عالم حیران رہ گیا اپنے کہے پر پشیمان ہوا اور میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

حضرات القدس، ص، 186

اولیاء (اللہ والوں) پر اعتراض کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا

(7) ایک امیر نے جو حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں میں سے تھا ایک دن یہ سنا کہ آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) بادشاہ کے وزیر کے یہاں تشریف لے گئے ہیں وہ دل تنگ ہو کر کہنے لگا کہ آپ (حضرت سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو زیبا نہیں کہ دنیا والوں کے گھر تشریف لے جائیں وہاں آپ (حضرت سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے ایک مخلص بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے کہا کہ آپ (حضرت سردار اولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کسی مسلمان کی حاجت روائی یا امور دین کی تبلیغ کیلئے تشریف لے گئے ہوں گے اور یہ کہ اولیاء (اللہ والوں) پر اعتراض کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا اس امیر نے اسی رات خواب میں دیکھا کہ رجال الغیب کی ایک جماعت آئی ہے اور اس کو (یعنی امیر کو) مجرموں کی طرح کھینچ کر لے گئی ہے اور چھری نکال کر اس کی زبان قطع کرنا چاہتی ہے کہ تو نے آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) پر کیوں اعتراض کیا اس امیر نے بہت کچھ توبہ اور استغفار کیا تو اسے چھوڑ دیا گیا اس کے بعد اس امیر نے ہرگز آپ (حضرت سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) پر اعتراض نہیں کیا اور اس کی عقیدت اور محبت بہت بڑھ گئی۔

حضرات القدس، ص، 187

بیٹوں سمیت جو اس جگہ تھے جل کر خاک ہو گیا

(8) حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ابتدائی زمانے میں جب کہ آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی شہرت زیادہ نہ ہوئی تھی (قریب ہی) ایک بڑی چوری ہوئی کوتوال نے آدمیوں کو بھیجا کہ پڑوسیوں کو پکڑ کر لے آئیں وہ خدا کا خوف نہ رکھنے والے آئے اور آپ (حضرت شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے کہا کہ آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو کوتوال طلب کرتا ہے آپ (حضرت سردار اولیاء

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اسی وقت مکان سے باہر نکلے تھے اور جماعت کے لوگ بھی موجود نہ تھے آپ (حضرت سردار اولیاء وامامنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اس کوتوال کے آدمیوں کے ساتھ پیدل ہو لیے کوتوال نے جونہی آپ (حضرت سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو دیکھا تو لرزنے لگا اور فوراً آپ (حضرت سردار اولیاء سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو رخصت کر دیا لیکن چونکہ تیر نشانے پر نکل چکا تھا اسی دن یا دوسرے دن اس کوتوال کی جنگ (تیر دتفنگ کے ساتھ) شہر والوں سے ہوئی اور ایک آگ غیب سے وہاں کی بارود میں لگ گئی اور وہ کوتوال اپنے بھائیوں اور بیٹوں سمیت جو اس جگہ تھے جل کر خاک ہو گیا کہ ان لوگوں کا نام ونشان بھی باقی نہ رہا۔

حضرات القدس، ص، 187

کہا خاطر جمع رکھو انشاء اللہ تم کو بادشاہ کی طرف سے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی

(9) ایک امیرزادہ کو بادشاہ نے بہت غصے کے ساتھ لاہور سے طلب کیا تھا کہ اس کے آتے ہی اس کو ہاتھی کے پیر میں روند دیا جائے کیونکہ اس نے سخت قصور کیا تھا وہ امیرزادہ جب سرہند شریف پہنچا تو آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہو کر نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ ۔ آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے آستانے میں جبہ سائی کرنے لگا تا کہ اس کی جان بخشی ہو جائے آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) تھوڑی دیر کے لیے مراقب ہوئے پھر فرمایا کہ خاطر جمع رکھو انشاء اللہ تم کو بادشاہ کی طرف سے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی بلکہ شاہانہ الطاف سے سرفراز ہو گئے امیرزادہ سخت اضطرار کی وجہ سے عرض کرنے لگا کہ حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ آپ لکھ کر دیدیں تا کہ میرے پریشان دل کو تسلی ہو سکے آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس کی تسلی کے لیے لکھ دیا کہ ''چونکہ فلاں شخص بادشاہ کے غضب کے خوف سے اللہ (تعالیٰ) کے در کے فقیروں سے رجوع ہوا ہے اس لیے اس فقیر (حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس کو اپنی ضمانت میں لے لیا ہے اس لیے اس کو اس مصیبت سے رہائی دے دی ہے چند دنوں کے بعد کسی نے خبر دی کہ بادشاہ اس امیرزادہ پر برہم ہوا اور ایسا ایسا ہوا آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ میری نظر میں صبح کی روشنی کی طرح واضح ہے کہ وہ امیرزادہ بادشاہ کی طرف سے لطف اور عنایت حاصل کر رہا ہے اور وہ خبر صحیح نہیں ہے چنانچہ دو تین دن کے بعد حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق لگا تار خبریں آئیں کہ جب بادشاہ نے امیرزادہ کو دیکھا تو مسکرایا اور نصیحت کے طور پر چند باتیں کہیں اور نہایت مہربانی سے خلعت خاصہ پہنا کر مقررہ خدمت پر روانہ کر دیا۔

حضرات القدس، ص، 188

ہم نے اسے اپنی ضمانت میں لے لیا

(10) آپ (حضرت قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کا ایک مخلص درویش ملتان سے آپ (حضرت قطب العارفین

الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری اہلیہ جو آپ (حضرت قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی مریدہ ہے کئی سال سے مختلف امراض میں مبتلا ہے اور اطباء اس کے علاج سے عاجز ہو چکے ہیں اب حضرت قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے امید رکھتی ہے آپ (حضرت قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ ہم اس کی شفا کیلئے فاتحہ پڑھتے ہیں فاتحہ پڑھی گئی اس شخص نے بہت تضرع وزاری کی کہ حضرت قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہا سے اپنی ضمانت میں لے لیں آپ (حضرت قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ اس تکلیف (قید) کی کیا ضرورت ہے کریموں پر نہیں مشکل کوئی کام پھر اس شخص کی التجا اور تضرع بہت بڑھ گیا آپ (حضرت قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ مطمئن رہو ہم نے اسے اپنی ضمانت میں لے لیا وہ شخص رخصت ہوکر اپنے وطن چلا گیا وہاں سے اس عریضہ (خط) لکھا کہ میری اہلیہ اسی دن اچھی ہوگئی جس دن حضرت قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے اسے اپنی ضمانت میں لے لیا آپ (حضرت قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے یہ خط پڑھ کر کہا ''الحمد للہ علیٰ ذلک''

حضرات القدس، ص، 187

رات تمہاری صحت کی خوشخبری سنادی ہے

(11) ایک دولت مند جو آپ (حضرت امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے خاندان عالیشان کا بزرگ زادہ تھا اور اپنی ماں کی طرف سے شاہی اولادمیں سے بھی تھا مرض قولنج میں مبتلا ہوا اور بہت عرصہ ہوگیا لیکن اطبائے حاذق کے علاج سے بھی کوئی نتیجہ نہ نکلا زندگی سے مایوس ہوکر پریشان تھا تو حضرت امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مخلص کے توسط سے اس نے عرض کرایا آپ (حضرت امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے فجر کے وقت اس کے حال پر توجہ فرمائی اور صبح کو اس مخلص سے فرمایا کہ جاؤ اس عزیز کو خوش خبری سناؤ وہ مخلص حسب ارشاد وہاں گیا اور دیکھا کہ وہ تو بستر پر پڑا ہوا ہے اس نے اس سے کہا کہ تم کو صحت ہو چکی ہے پھر کیوں پڑے ہوئے ہو اس نے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے۔۔۔اس نے جواب دیا کہ حضرت امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے رات تمہاری صحت کی خوشخبری سنادی ہے (یہ بات سن کر) وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے اندر بیماری کا مطلق اثر نہ پایا۔

حضرات القدس، ص، 188

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا کپڑا طلب کیا

(12) حضرت مولانا محمد امین صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کہ جو پہلے خواجہ دیوانہ سواتی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید تھے سخت بیماری میں مبتلا تھے کہ دعاء اور دوا کا ان پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا انھوں نے ایک شخص کو آپ (حضرت قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں بھیجا اور بہت نیاز وانکسار کے ساتھ آپ (حضرت امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کو عریضہ (خط) بھیجا اور توجہ کیلئے التماس کی اور آپ (حضرت امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کا کچھ کپڑا تبرک کے طور پر

طلب کیا حضرت قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کو ان پر رحم آیا اور ان کے عریضے (خط) کے جواب میں تحریر فرمایا کہ ''ضعف کی شدت کی وجہ سے اندیشہ نہ کریں انشاء اللہ تعالیٰ صحت ہوگی اس معاملے میں مجھے اطمینان ہے اور آپ نے جو اس فقیر (حضرت قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کا کپڑا طلب کیا ہے وہ بھیجا جاتا ہے اسے پہنیں اور اس کے نتائج اور ثمرات سے امیدوار رہیں کہ وہ (انشاء اللہ تعالیٰ) کثیر البرکت ہے۔

قصہ قصہ ہے توجہ گر نہیں　ورنہ اس میں ہے سبق اے اہل دیں

انھوں نے حضرت قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کا پیراہن پہنا اور ان کا کئی سال کا مرض دور ہوا پھر وہ آپ (حضرت قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ (حضرت قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے بہت عقیدت مند مرید بن گئے اور تمام عمر آپ (حضرت قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں جمیعت اور استقامت کے ساتھ گزاری اور آپ (حضرت قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوئے اور آپ (حضرت قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے خاص اصحاب میں شمار ہوئے میرا خیال ہے کہ انھوں نے آپ (حضرت قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) ہی سے تعلیم طریقہ کی اجازت بھی حاصل کی ہوگی۔

حضرات القدس، ص، 189

حضرت مجدد الف ثانیؒ روحانی طور پر تشریف لے آئے

(13) حضرت قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ایک دولت مند مخلص نے بیان کیا کہ ایک ضروری کام سے لاہور سے اکبر آباد (آگرہ) کیلئے روانہ ہوا اور راستے میں سرہند شریف میں آپ (حضرت قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی) خدمت میں حاضر ہوا اتفاق سے وہاں میں بیمار ہوگیا اس لئے خیال ہوا کہ چندروز کیلئے سفر موقوف کر کے وہاں ٹھہر جاؤں آپ (حضرت قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ ''جاؤ'' اچھے ہو ضروری کام درپیش ہے میں اسی وقت بیماری سے شفایاب ہوگیا اور میں سفر کیلئے روانہ ہوگیا تین دن تک تو اچھا رہا لیکن چوتھے دن بیماری پھر آ گئی میں نے اپنے دل میں کہا کہ حضرت قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے تو فرمایا تھا کہ ''جاؤ۔ اچھے ہو'' اور مجھے تو اب بخار غلبہ کر رہا ہے جو عجیب بات ہے اسی اثنا میں حضرت قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ (روحانی طور پر) تشریف لے آئے اور فرمایا کہ ''جاؤ خاطر جمع رکھو کہ تمہاری بیماری میں نے اُٹھالی ہے اُٹھو اور اپنی راہ لو پھر تو اسی وقت ضعف کے آثار جاتے رہے اور میں نے پوری صحت حاصل کی اور روانہ ہوگیا۔

حضرات القدس، ص، 190

بادشاہ کا دل خان خانان سے صاف ہوگیا

(14) نواب (عبدالرحیم) خان خانان مرحوم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)، صوبہ دکن کے گورنر تھے اور اس بات پر مامور تھے ۔ کہ دکن

کے علاقہ پر قبضہ اور تصرف کریں اس کام میں ایک بڑی مدت گزر گئی بادشاہ کے قرب والوں نے بادشاہ کے کان بھرے کہ خان خانان نے دشمن سے پوشیدہ طور پر صلح کر لی ہے اور ظاہر میں جنگ کرتا ہے بادشاہ نے غیظ وغضب میں آ کر خان خانان کو معزول کر دیا اور یہ خیال بھی تھا کہ شاید اسے قتل بھی کرا دے گا خان خانان حضرت قدوۃ العارفین میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں (جو حضرت امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے اور برہان پور میں تھے) حاضر ہوا حضرت قدوۃ العارفین میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں اس معاملے میں بہت التجا اور نیاز مندی کے ساتھ عریضہ (خط) لکھا حضرت امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس عریضے (خط) کے مطالعے کے بعد قلم دان منگوایا اور اس عریضے کے جواب میں تحریر فرمایا ''تمہارے خط کے مطالعے کے وقت خان خانان بڑی قدر ومنزلت والے نظر آئے اس معاملے میں خاطر جمع رکھیں'' حضرت قدوۃ العارفین میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مکتوب بجنسہٖ خان خانان کے پاس بھیج دیا اس نے کہا کہ بزرگان ''علو شان کی توجہ سے یہ بات عجیب وغریب تو نہیں ہے لیکن بظاہر مشکل معلوم ہوتی ہے کیونکہ بادشاہ بہت زیادہ بدگمان ہو چکا ہے اور حاسد لوگ زہر اگل رہے ہیں'' لیکن حضرت امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب گرامی کے آنے کو ابھی دس بارہ دن بھی نہ گزرے تھے کہ بادشاہ کا دل خان خانان سے صاف ہو گیا اور وہ پھر سے دکن کا گورنر بنا دیا گیا اور اس کیلئے خلعت خاصہ بھی عنایت ہوئی۔

حضرات القدس، ص، 191

اس عقدے کا حل صحبت پر موقوف ہے

(15) ایک درویش نے کہ ابھی وہ حضرت ردیف کمالات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا تھا آپ (حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو عریضہ لکھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین جو حضور پر نور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی صرف ایک صحبت کی وجہ سے بڑے سے بڑے اولیاء سے افضل ہیں تو اس کی کیا وجہ ہے شاید پہلی ہی صحبت میں ان کو وہ سب کچھ دے دیا جاتا ہوگا جو تمام اولیاء کے مقامات سے زیادہ ہوگا حضرت ردیف کمالات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ ''اس عقدے کا حل صحبت پر موقوف ہے'' وہ درویش صفا کیش آپ (حضرت ردیف کمالات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس پر پہلی ہی صحبت میں عجیب حالت طاری ہوگئی آپ (حضرت ردیف کمالات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے اسی دن اس کو خلوت میں طلب فرما کر فرمایا کہ ''آج ہی ہم نے تمہارا ورق لوٹ دیا ہے اور تمہارے احوال بدل گئے ہیں تم بھی یہ بات سمجھے یا نہیں'' اس درویش نے آپ (حضرت ردیف کمالات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے قدموں میں سر رکھ دیا اور اپنے احوال جو وارد ہوئے تھے بیان کئے اور صحبت کی فضیلت کا معترف ہوا۔

حضرات القدس، ص، 191

تین ختم قرآن تک جو ہماری دائمی سنت ہے

(16) جن دنوں میں حضرت رموزِ اسرارِ قرانیاں مجدّدالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اجمیر شریف میں تشریف رکھتے تھے ماہ رمضان عین برسات کے موسم میں آیا اور بارش کثرت سے تھی کہ دن رات میں فرصت نہیں ملتی تھی آپ (حضرت رموزِ اسرارِ قرانیاں مجدّدالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) مسجد میں تراویح میں قران پاک پڑھتے تھے ہوا کے تعفن اور گرمی کی زیادتی سے آپ (حضرت رموزِ اسرار قرانیاں مجدّدالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو اور آپ (حضرت رموزِ اسرار قرانیاں مجدّدالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے ساتھیوں کو بہت تکلیف پہنچ رہی تھی ایک رات تراویح سے فراغت کے بعد جب آپ (حضرت رموزِ اسرار قرانیاں مجدّدالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) مسجد سے باہر آرہے تھے تو آپ (حضرت رموزِ اسرار قرانیاں مجدّدالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا کہ اگر تین ختم قرآن تک جو ہماری دائمی سنت ہے بارش راتوں میں نہ ہوا کرے اور ہم تراویح مسجد کے صحن میں ادا کریں تو کیا اچھا ہو (خدا کی شان کہ) ایسا ہی ہوا کہ ستائیسویں شب تک وہی ہوا (یعنی دن میں بارش اور رات میں کوئی بارش نہیں) پھر ایک دم خوب بارش ہوئی گویا ایک مشک کا منہ بند کر دیا گیا تھا جو بعد میں کھول دیا گیا۔

حضرات القدس، ص، 191

جب تک ہم فقراء یہاں ہیں ان کی رعایت کر کے یہ دیوار نہیں گرے گی

(17) کہتے ہیں کہ اجمیر شریف کی مسجد کی جنوبی دیوار اپنی بنیاد میں کمزور ہوگئی تھی اور اس کا ستون بھی جھک گیا تھا اور ایسا لگتا تھا کہ آج کل میں وہ دیوار گر جائے گی اور جو شخص بھی اس دیوار کے پاس سے گزرتا تھا جست کر کے گزر جاتا تھا خود آپ (حضرت رموزِ اسرار قرانیاں مجدّدالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے اصحاب اس کے گر جانے کا اندیشہ برابر ظاہر کرتے تھے ایک دن آپ (حضرت رموزِ اسرار قرانیاں مجدّدالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے خوش طبعی کے طور پر فرمایا کہ "جب تک ہم فقراء یہاں ہیں ان کی رعایت کر کے یہ دیوار نہیں گرے گی (انشاء اللہ)" چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب تک آپ (حضرت رموزِ اسرار قرانیاں مجدّدالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) وہاں قیام پذیر رہے دیوار قائم رہی اور جس دن آپ (حضرت رموزِ اسرار قرانیاں مجدّدالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے وہاں سے کوچ کیا تو آپ (حضرت رموزِ اسرار قرانیاں مجدّدالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کا اور آپ (حضرت رموزِ اسرار قرانیاں مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے اصحاب کا وہاں سے آگے بڑھنا اور دیوار کا گرنا ایک ساتھ ہوا حالانکہ وہ برسات کا زمانہ بھی نہ تھا گویا کسی نے اس دیوار میں ایک کھمبا نصب کر دیا تھا کہ ایک دم اس کے نیچے سے ہٹا دیا۔

حضرات القدس، ص، 192

تیرے دل پر کسی عورت کا نقش قدم ایسا جما ہوا ہے

(18) حضرت خواجہ جمال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو خواجہ حسام الدین احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے ہیں اپنے والد صاحب (خواجہ حسام الدین احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے حکم سے بڑی عقیدت اور ارادت مندی سے دہلی سے سرہند شریف آپ (حضرت رموزِ اسرار قرانیاں مجدّدالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے کہتے تھے کہ میں آپ (حضرت

رموز اسرار قرانیاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں آیا آپ (حضرت رموز اسرار قرانیاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے ذکر کی تلقین فرمائی اور میرے حال پر توجہ فرمائی تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تیرے دل پر کسی عورت کا نقش قدم ایسا جما ہوا ہے جیسے مٹی کے اندر پتھر گڑ گیا ہو سچ بتا کہ کیا معاملہ ہے اور جب تک وہ اثر دور نہ ہوگا تو مستفید نہ ہو سکے گا میں نے عرض کیا کہ میرا دل اپنی پھوپھی کی ایک کنیز پر آ گیا ہے اور کا شیفتہ ہو گیا ہوں پھر آپ (حضرت رموز اسرار قرانیاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے توجہ فرمائی اور میرے دل سے اس تعلق کو دور کر دیا اور میرا دل اس کی محبت سے اس قدر سرد ہوئی کہ گویا کبھی اس کی طرف میرا رجحان ہی نہ تھا۔

حضرات القدس، ص، 193

خاطر جمع رکھو کہ تمہارے گھر والے سوائے ایک ملازمہ کے سب محفوظ رہیں گے

(19) آپ (حضرت رموز اسرار قرانیاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے ایک قدیم مرید نے وبا کے غلبہ کے زمانے میں آپ (حضرت رموز اسرار قرانیاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہمارے محلے میں اور ہمارے گھر کے اطراف اور نواحی میں شدت کے ساتھ وبا پھیلی ہوئی ہے آپ (حضرت رموز اسرار قرانیاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) سے توجہ کی درخواست ہے آپ کے (حضرت رموز اسرار قرانیاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) تصرف کی برکت سے مریدوں اور مخلصوں کی جان بچ جائے اور وبا کی یہ کیفیت تھی کہ جس محلے میں وہ وبا آ جاتی تھی اگر ایک گھر میں کسی ایک کو بھی وہ وبا پکڑ لیتی تھی تو اس گھر میں شاید ہی کوئی اس سے محفوظ رہ سکتا تھا یعنی سبھی کو ہلاکت کا اندیشہ تھا حضرت رموز اسرار قرانیاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے سر جھکایا اور مراقب ہوئے تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر فرمایا کہ " خاطر جمع رکھو کہ تمہارے گھر والے سوائے ایک ملازمہ کے سب محفوظ رہیں گے (انشاء اللہ) " چنانچہ اسی طرح ہوا کہ ہمارے گھر سے صرف ایک ملازمہ اس وبا میں مر گئی اور بقیہ سب لوگ اس سے محفوظ رہے۔

حضرات القدس، ص، 193

نذر قبول نہیں فرمائی

(20) آپ (حضرت رموز اسرار قرانیاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے آستانہ عالیہ کے معتقدین میں سے ایک شخص آپ (حضرت رموز اسرار قرانیاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرا بیٹا بیمار ہے اور کچھ نذر بھی پیش کرنی چاہی بیٹے کی صحت کے لیے دعاء کی درخواست کی آپ (حضرت رموز اسرار قرانیاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے وہ نذر قبول نہیں فرمائی انھوں نے بہت کچھ التجا کی لیکن وہ قبول نہ ہوئی حالانکہ آپ (حضرت رموز اسرار قرانیاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نذر قبول کر لیا کرتے تھے تمام اصحاب کو یقین ہو گیا کہ نذر کا قبول نہ کرنا اس وجہ سے ہے کہ وہ لڑکا مر جائے گا چنانچہ یہی ہوا اور اسی شام کو وہ فوت ہو گیا۔

حضرات القدس، ص، 193

ہم نے اس کی مغفرت کے لیے فاتحہ پڑھ دی ہے

(21) آپ (حضرت رموزِ اسرار قرانیاں مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے مخلصوں میں سے ایک عالم نے بیان کیا کہ میرا ایک عزیز تھا جو بہت پیارا تھا وہ ایک سخت مرض میں مبتلا ہوگیا طبیبوں کی دوائیں اور احباب کی دعائیں کارگر ثابت نہ ہوئیں تو میں آپ (حضرت رموزِ اسرار قرانیاں مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور توجہ کی درخواست کی آپ (حضرت رموزِ اسرار قرانیاں مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے دعاء کی اور تھوڑی دیر کے بعد مجھے یاد فرمایا میں حاضر ہوا تو آپ (حضرت رموزِ اسرار قرانیاں مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ ''ہم نے اس کی مغفرت کے لیے فاتحہ پڑھ دی ہے'' میں تعجب میں ہوگیا اور اس کے گھر کی طرف جو شہر سرہند شریف سے کئی میل پر تھا روانہ ہوا تا کہ اس کی خیریت معلوم کروں جب میں وہاں پہنچا تو لوگ اس شخص کے دفن سے فارغ بھی ہو چکے تھے۔

حضرات القدس، ص، 194

میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اُٹھ جاؤ

(22) ایک درویش صفاکیش نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ مجھے سنپات کی بیماری میں سخت سخت اور صعوبت (مصیبت پریشانی) ہوگئی تھی یہاں تک کہ طاقت اور حرکت بھی رک گئی تھی اور صحت کی امید نہ رہی تھی اسی اثناء میں حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روح پرفتوح کی طرف متوجہ ہوا اور اس توجہ میں مجھے استغراق ہوا کہ خود سے غائب ہوگیا حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ ''اٹھ جاؤ''۔ بس آپ (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) جیسے عیسیٰ دم کے فرماتے ہی میرا استغراق دور اور مجھے آفاقہ ہوگیا اور میں نے عالم بیداری میں ایسی عظیم البرکت ہستی کا دیدار حاصل کیا اور اپنے اندر قوت اور طاقت محسوس کر کے کھڑا ہوگیا آپ (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ ''کیا (تحفہ) لائے ہو'' میں نے عرض کیا کہ ''اخلاص'' آپ (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا ''بس تم سب کچھ لے آئے'' پھر آپ (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نظر سے غائب ہوگئے اب جو میں نے خود پر غور کیا تو اس بیماری کا کوئی اثر باقی نہیں تھا۔

حضرات القدس، ص، 194

بلکہ روئے زمین کو چھان مارا کہیں نہ پایا

(23) حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی حضرت شیخ مسعود صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قندہار کیلئے روانہ ہوئے تھے۔ ایک دن صبح کے وقت آپ (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے محرمان اسرار سے فرمایا کہ حضرت شیخ مسعود صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو میں نے قندہار جانے والے قافلے میں تلاش کیا پتہ نہ چلا۔ قندہار میں بھی تلاش کیا وہاں بھی دکھائی نہ دیا بلکہ سرہند شریف سے قندہار تک ہر منزل کو دیکھا لیکن وہ بھائی نظر نہ آیا میں نے بلکہ روئے زمین کو چھان مارا کہیں نہ پایا شاید اس دنیا سے رخصت ہوگیا ہے سامعین نے یہ تاریخ لکھ لی پھر جب ایک عرصے کے بعد وہ قافلہ واپس آیا اور حضرت شیخ مسعود صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں پوچھا گیا تو ان لوگوں نے بتایا کہ فلاں روز فلاں تاریخ اور فلاں ماہ میں

انھوں نے انتقال کیا اور قندھار کے قرب و جوار میں دفن ہوئے (تصدیق ہوئی کہ) وہی دن وہی تاریخ وہی مہینہ تھا جیسا کہ حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔

حضرات القدس، ص، 195

تم کو حج کے میدان میں نہیں دیکھا

(24) ایک صوفی نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ مجھے حج کرنے کا ارادہ غالب ہوگیا تھا میں نے حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا اور رخصت کیلئے اجازت چاہی آپ (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) تھوڑی دیر خاموش رہے پھر مراقب ہوگئے اس کے بعد میں نے فرمایا ''تم کو حج کے میدان میں نہیں دیکھا'' بیان کرنے والا کہتا ہے کہ اس ارشاد کو آج تیس سال گزر چکے ہیں جب کبھی میں نے حج کا ارادہ کیا عزیمت فسخ ہوگئی یا زادِ راہ مہیا نہ ہو سکا۔

حضرات القدس، ص، 195

اپنا ہاتھ مجھے دو

(25) مجھ حقیر (ردیف کمالات حضرت علامہ بدرالدّین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کے چچا حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے تھے کہ اصفہان کے سفر سے واپسی میں گھوڑے پر سے خرجین کہیں گر گئی میں اس کی تلاش کیلئے سواری سے اتر گیا اس جستجو اور بھاگ دوڑ میں بہت وقت گزر گیا اور قافلہ میری نظر سے غائب ہوگیا اور میں قافلے سے جدا ہوگیا وہاں سوائے جنگل اور پہاڑ کے کوئی چیز نظر نہ آتی تھی اور میں پریشان روتا ہوا اِدھر اُدھر بھاگ رہا تھا کہیں بھی قافلے کے آثار نہ پائے اور میں اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا (آخر) میں نے ایک چشمے کے کنارے بیٹھ کر وضو کیا اور بہت گریہ وزاری سے آپ قطب انام (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی طرف متوجہ ہوا اور آپ (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) سے مدد کا خواہاں ہوا ناگاہ دیکھا کہ آپ (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) ایک عراقی گھوڑے پر سوار ظاہر ہوئے اور میرے پاس کھڑے ہوکر فرمایا کہ ''اپنا ہاتھ مجھے دو'' بس آپ (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے پیچھے مجھے گھوڑے پر سوار کرلیا اور گھوڑے کو کوڑا مارا اور تیز دوڑایا اور تھوڑی دیر میں مجھے قافلے میں پہنچا دیا جب قافلہ نظر آیا تو آپ (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے مجھے گھوڑے سے اتار دیا اور فرمایا کہ جاؤ میں قافلے میں چلا گیا اور جب میں نے پیچھے مڑکر دیکھا تو آپ (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) میری نظر سے غائب ہوگئے۔

حضرات القدس، ص، 196

حضرت مجدد الف ثانی ﷫ کی تحریر اس کے پاس تبرک کے طور پر ہے

(26) سرہند شریف کے ایک قاضی زادے جو حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے سخت بیمار ہوگئے کہ حکیموں نے ان کو لا علاج قرار دیا حالت مایوسی کی تھی آپ (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں نیاز نامہ بھیجا اور بہت عجز و انکسار کے ساتھ درخواست کی کہ ایسی توجہ اور امداد فرمایئے کہ آپ (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ

) کا یہ مخلص صحت یاب ہو جائے حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ''ہم نے تم کو اپنی ضمانت میں لے لیا ہے انشاء اللہ اس بیماری سے صحت پاؤ گے خاطر جمع رکھو'' اللہ تعالیٰ کا ایسا کرم ہوا کہ حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اور بشارت سے وہ جوان اس مہلک بیماری سے فوراً اچھا ہو گیا اور جب بھی مجلسوں میں آپ (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کا ذکر خیر ہوتا ہے تو وہ اس واقعے کو بڑے آب و تاب ذوق و شوق اور عقیدت سے بیان کرتا ہے اور حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر اس کے پاس تبرک کے طور پر ہے۔

حضرات القدس، ص، 196

قلعہ نواب مرتضیٰ خان کے ہاتھوں فتح نہ ہوگا

(27) مرحوم نواب مرتضیٰ خان (رحمتہ اللہ علیہ) جو سلطنت سلطانی کے معتمد اور اپنے وقت کے حاتم تھے قلعہ کانگڑہ کی فتح کیلئے متعین ہوئے یہ قلعہ ہندوستان کے مشہور مضبوط قلعوں میں شمار ہوتا ہے نواب مرحوم آپ (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے خاص مخلصوں میں سے تھے اس لئے آپ (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں نیاز نامہ لکھا کہ وقت امداد ہے آپ (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) توجہ فرمائیں کہ یہ مضبوط سنگین قلعہ میرے ہاتھوں فتح ہو جائے اس خط کے وصول ہونے کے دوسرے دن آپ (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے اصحاب کے درمیان فرمایا کہ پچھلی شب تہجد کے وقت میں نے توجہ کی تو معلوم ہوا کہ وہ قلعہ نواب مرتضیٰ خان کے ہاتھوں فتح نہ ہوگا ان کو آپ (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے جواب لکھ دیا چند روز نہ گزرے تھے کہ نواب مرحوم کی وفات کی خبر پہنچی اور وہ قلعہ ان سے فتح نہ ہو سکا۔

حضرات القدس، ص، 197

(انشاء اللہ) تمہاری فتح ہوگی خاطر جمع رکھو اور جاؤ

(28) سلطان وقت (جہانگیر بادشاہ) نے ایک معتمد بکر ماجیت کو (نواب مرتضیٰ خان کے انتقال کی خبر کے بعد) قلعہ کانگڑہ کی مہم پر بھیجا جب وہ سرہند شریف پہنچا تو آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں بہت نیاز مندی اور عاجزی کے ساتھ حاضر ہوا اور بہت عاجزی ظاہر کی اور بہت ادب کے ساتھ بیٹھا بلکہ اپنے باطنی طور میں مسلمان ہونے کے حالات بھی بیان کیے آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص باطن میں مسلمان ہے اور ظاہر میں کفر و انکار کی علامات ظاہر کرتا ہے تو وہ کافر ہے پھر اس نے عرض کیا کہ بادشاہ نے مجھے قلعہ کانگڑہ کی مہم کیلئے متعین کیا ہے جو بہت سخت مہم ہے کہ نواب مرتضیٰ خان جیسے شخص کو اس مہم پر بھیجا گیا تھا اور کوئی صورت فتح کی پیدا نہ ہوئی میں حیران ہوں کہ دار الحرب کے کفار پر کس طرح حملہ کروں مگر آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) توجہ فرمائیں اور بشارت دیں کہ وہ قلعہ میرے ہاتھوں فتح ہو جائے آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ دار الحرب کے کفار سے جنگ کرنا تمام مسلمانوں پر واجب ہے اور جب تم اس واجب کو ہماری گردنوں

سے ساقط کرا رہے ہو (یعنی سب کی طرف سے تم ہی جنگ کرر ہے ہو) تو ہم تمہارے لئے دعاء کیوں نہ کریں گے جب اس (بکرما جیت) نے آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کو اس معاملے میں مہربان پایا تو اس نے اور بھی زیادہ سے زیادہ عاجزی اور انکساری ظاہر کی اور عرض کیا کہ جب تک آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) فتح کی بشارت نہ دیں گے میں یہاں سے نہیں اٹھوں گا آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے وہی بات دہرائی تو اس نے اور بھی زیادہ التجا اور زاری ظاہر کی جب آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے دیکھا کہ اسے کسی طرح تسلی نہیں ہوتی تو آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) مراقب ہوئے اور توجہ فرمائی۔ پھر سر اُٹھا کر فرمایا کہ ''(انشاءاللہ) تمہاری فتح ہوگی خاطر جمع رکھو اور جاؤ'' وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور بہت تواضع اور انکسار ظاہر کیا اور چلا گیا وہ قلعہ جس کو اگلے بادشاہوں میں سے کسی نے شاید ہی فتح کیا ہو حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی تھوڑی سی توجہ سے فتح ہو گیا۔

حضرات القدس، ص، 197

حضرت مجدد الف ثانی کی غیرت کی تلوار سے کٹ کر جدا جدا ہو گئے اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے

(29) ایک صحیح النسب سید نے کو آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے مخلصین میں سے تھے بیان کیا کہ میں ملک دکن کے شہر جنین میں لشکر کے ساتھ تھا ایک دن مجھے انقباض ہوا تو میں تفریح کیلئے خیمے سے باہر آیا اور بازار میں ایک دکان پر بیٹھ گیا اتنے میں ایک درویش نے کہ ریاضت کے آثار اور جذب کی علامات ان سے ظاہر ہو رہی تھیں میری طرف التفات فرمایا اور سلام کیا میں نے جواب دیا وہ میرے قریب آ گئے۔۔۔ ۔۔۔اور بیٹھ کر کہنے لگے کہ میں یہاں پہاڑوں کے ایک گوشے میں رہا کرتا ہوں اور سب سے قطع تعلق علیحدگی اور خلوت میں اپنا وقت گزارتا ہوں میں اس گوشے سے باہر آنے والا نہ تھا لیکن میں حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوں میں نے ان کا نام مبارک سنا تو ان کی خوشبو میرے مشام جان میں آنے لگی میں اس خوشبو کے پیچھے روانہ ہوا تو وہ خوشبو تم میں سے سونگھ رہا ہوں میں نے کہا کہ صحیح ہے میں بھی حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوں اور اسی نسبت نے تم کو یہاں کھینچ لایا ہے پھر ہم دونوں دیر تک ساتھ بیٹھے رہے اور ہر معاملے میں بات کرتے رہے اسی ضمن میں انہوں نے کہا کہ ایک مدت تک حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ چکا ہوں ایک رات عشاء کے بعد آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) اپنی خلوت خاص میں تشریف لے گئے لیکن آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کا ایک عزیز وہاں حاضر تھا اس نے مجھ سے کہا کہ ماحضر تیار ہے اگر آپ موافقت کریں تو ہم ساتھ ساتھ کھالیں میں نے قبول کر لیا اس شخص نے جو خدا کا خوف نہ رکھتا تھا آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے متعلق

شکوہ وشکایت راستے ہی میں شروع کردی میں اس کی رفاقت سے بے زار ہوگیا لیکن میں نے صبر کیا اور اس کے گھر پہنچ گیا اس نے کھانے کا طباق میرے سامنے رکھ دیا اور میرے پہلو میں بیٹھ گیا اتنے میں اس کے تمام اعضاء آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی غیرت کی تلوار سے کٹ کر جدا جدا ہو گئے اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے میں یہ دیکھ کر لرز نے لگا اور خوف کے مارے وہاں سے بھاگا اور جب میں حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر پہنچا تو دیکھا کہ آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) خلاف معمول اپنے دروازے پر کھڑے ہیں آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے مجھ پر توجہ فرمائی اور میرا ہاتھ پکڑا اور روانہ ہوئے یہاں تک کہ اسی شخص کے گھر پہنچے حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ اس کے گھر کے اندر چلے گئے اور میں دروازے پر کھڑا رہا تھوڑی دیر کے بعد آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) باہر تشریف لائے اور وہ شخص بھی آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے ساتھ تندرست اور سلامت آیا اور آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) سے مصافحہ کیا آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے اسے رخصت کیا اور اپنے مکان میں تشریف لے آئے میں حیرت میں تھا کہ ابھی اس شخص کو اس حال میں دیکھا تھا اور اب اسے بغیر زخم کے زندہ دیکھ رہا ہوں آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ ''جو کچھ تم نے دیکھا ہے کسی نامحرم کو مت بتانا۔''

حضرات القدس، ص، 199198

اے شخص جو نعمت تجھ کو حاصل ہوئی ہے تیرے معاصرین میں سے کسی کو نہیں ملی

(30) ایک صوفی نے بیان کیا کہ معرفت کی طلب میں شروع شروع میں کمال طلب کی وجہ سے خود پر پیچ وتاب کھاتا رہا اور اپنی ناکامی کی وجہ سے خود پر ناراض ہوتا رہا اس مقصد کے جوش وخروش نے میرے دل کو بے آرام اور بے خور دخواب کردیا تھا میں دیوانہ وار گھومتا اور اپنی ناکامی پر ماتم کرتا تھا اور کسی طرح اس اضطراب سے سکون نہیں ملتا تھا اگر جنگل میں جاتا تو میرا جنون اور بھی بڑھ جاتا اور اگر خلوت میں ہوتا تو کسی طرح آرام نہ ہوتا تھا آخر میں حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کی طرف روانہ ہوا اتفاق کی بات کہ آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) اپنے دروازے کے اندر کھڑے ہوئے تھے اور آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے اصحاب ایک حلقے میں دست بستہ اور ادب سے سر جھکائے ہوئے اس طرح کھڑے تھے کہ گویا ان کے بدن میں جان ہی نہیں تھی میں ابھی آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے دروازے پر پہنچا نہیں تھا کہ آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے میرے پہنچنے پر متوجہ ہو کر اپنا سر مبارک دروازے سے نکال کر مجھے اشارہ فرمایا کہ ''اے شخص آجا اور جلد پہنچ جا'' میں تیزی سے آگے بڑھا اور آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ

علیہ) کے قریب ہو گیا آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے کمال بندہ نوازی وسرفرازی سے اپنا ہاتھ میری گردن میں ڈالا اور میرا سر اپنی بغل میں لے کر فرمایا ''اے شخص جو نعمت تجھ کو حاصل ہوئی ہے تیرے معاصرین میں سے کسی کو نہیں ملی۔'' حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد گویا آب زلال تھا جس نے میری پیاس کی آگ کو بجھا دیا وہ بے قراری بے دلی بے آرامی اور جوش وخروش سب آرام وسکون سے بدل گیا۔

حضرات القدس، ص، 199

میں نے ان کو اپنی ضمانت میں لے لیا ہے اب جلد ہی صحت یاب ہو جائیں گے

(31) ایک حافظ صاحب جو ہمیشہ تراویح میں قرآن پاک پڑھتے تھے اور حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کے قدیم اصحاب میں سے تھے بیان کرتے تھے کہ آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) اپنی مشیخت کی ابتداء میں سیر کے لیے نکلے اور پہلے قصبہ مسنگان تشریف لے گئے پھر وہاں سے حضرت شیخ المشائخ شاہ کمال قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے لیے قصبہ کیتھل تشریف لے گئے وہاں سے واپسی میں اجراڑ آئے اور حضرت شیخ المشائخ شیخ احمد اجراوڑی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے لیے ان کے گنبد میں تشریف لائے میں چونکہ تمام راستے میں آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی رکاب میں دوڑتا ہوا آیا تھا اس لیے میرے اعضاء گرم ہو گئے تھے اور میں پسینے میں تر ہو گیا تھا اور ہوا بھی خشک تھی پیاس کا غلبہ ہو گیا تھا میں نے ٹھنڈا پانی مانگا اور پیا اس پانی کے پیتے ہی میرا حال کچھ سے کچھ ہو گیا میرے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا اور دل کمزور ہو گیا اور جان پر بن گئی مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ گویا میری روح پاؤں کی طرف سے نکل کر میرے سینے تک پہنچ گئی ہے لوگ میرے گرد جمع ہو گئے اور میری حالت مایوس کن ہو گئی اتنے میں حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ گنبد سے باہر آئے اور مجھ سے فرمایا تمہارا کیا حال ہے میں نے عرض کیا کہ چونکہ میں گرمی میں آیا تھا مجھ پر پیاس غالب ہو گئی تھی اس لئے میں نے پانی پی لیا تو میرے دل میں ضعف پیدا ہو گیا اور گویا اب جان نکلی جا رہی ہے آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ ''ان کو ہماری پالکی میں بٹھا دو'' اور آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) خود گھوڑے پر سوار ہو گئے اور احباب سے فرمایا کہ ''ان کی جان نکلنے کو تھی میں نے ان کو اپنی ضمانت میں لے لیا ہے اور وہ اب جلد ہی صحت یاب ہو جائیں گے (انشاء اللہ) ابھی تھوڑا ہی راستہ طے ہوا تھا کہ میں نے اپنے اندر قوت اور صحت پائی چنانچہ میں پالکی سے اتر گیا اور آپ (حضرت امام ربانی سلطان العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی رکاب میں پیدل چل کر منزل تک پہنچا۔''

حضرات القدس، ص، 200

حضرت مجدد الف ثانی کی برکت سے دو رکعتوں میں اکیس پارے پڑھے

(32) یہی حافظ صاحب بیان کرتے تھے کہ میں نے چھوٹی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا تھا پھر چونکہ الہ آباد کا سفر در پیش آیا تو وہ تلاوت چھوٹ گئی اور میرے حفظ میں خلل پیدا ہو گیا اور چند سال اسی طرح گزر گئے ایک عرصے کے بعد میں اپنے وطن سرہند شریف آیا تو اسی زمانے میں حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے رخصت ہو کر پہنچے تھے اور اپنے دروازے کے سامنے نئی مسجد بنوائی تھی اور وہ زمانہ رمضان المبارک کا تھا میں جب آپ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں پہنچا تو فرمایا حافظ صاحب تراویح میں آپ ہم کو قرآن مجید سنایئے میں نے عرض کیا کہ میرا حافظہ چھوٹ گیا ہے آپ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا (نہیں) سنایئے میں نے دو تین مرتبہ اسی طرح عرض کیا لیکن آپ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے وہی جواب دیا مجبوراً آپ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی حکم کی تعمیل میں شروع کیا اور آپ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی برکت سے میں سے دو رکعتوں میں اکیس پارے پڑھے صرف آپ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) ان رکعتوں میں کھڑے رہے اور کوئی دوسرا شخص کھڑا نہ رہ سکا پھر میں نے دوسری رات میں قرآن مجید ختم کر دیا اور بہت کم سہو واقع ہوا اور یہ بات خالص تصرف کی وجہ سے ہوئی ورنہ میں قرآن مجید بھول چکا تھا۔

حضرات القدس، ص، 200

جلدی آؤ اور پڑھو کہ خیر ہے

(33) یہی حافظ صاحب یہ بھی بیان کرتے تھے کہ ایک بار تراویح میں حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں قرآن مجید پڑھ رہا تھا اتفاق یہ ہوا کہ چھ پارے ختم ہوئے تو مجھے سخت بخار آ گیا اور مجھے بخار نے اس قدر بے ہوش کر دیا کہ میری عصر کی نماز بھی قضا ہو گئی اور مجھے شام کو ہوش آیا افطار کے بعد سخت نقاہت کے عالم میں آپ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں پہنچا آپ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے میں عرض کیا کہ بخار آ گیا ہے آپ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے میرا ہاتھ پکڑ فرمایا کہ بخار سخت ہے پھر کیا تم قرآن مجید پڑھ سکو گے میں نے عرض کیا کہ حال تو ایسا ہے لیکن آپ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی توجہ اور مدد میری رفیق ہوئی تو میں پڑھو گا آپ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ "جلدی آؤ اور پڑھو کہ خیر ہے" پھر جب میں تراویح میں قرآن مجید پڑھنے آیا تو مجھے پسینہ آ گیا اور میرا بخار پوری طرح جاتا رہا اور حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے پوری عافیت اور صحت کے ساتھ میں

نے کلام پاک اختتام کو پہنچایا۔

حضرات القدس، ص، 201

تمہارا منصب ہزاری تک نظر آتا ہے

(34) حضرت خواجہ قاسم قلیج خانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جن کا لقب عقیدت خان تھا اور جو قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے مقبول اور منظور نظر تھے آپ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) سے بھی بہت عقیدت اور محبت رکھتے تھے آپ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں انھوں نے عرض کیا کہ آپ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) توجہ فرمائیں کہ میں بڑے عہدے پر پہنچ جاؤں آپ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے تھوڑی دیر کے لیے توجہ فرمائی اور پھر فرمایا کہ تمہارا منصب ہزاری تک نظر آتا ہے وہ اٹھے اور آداب بجالائے اس وقت تو ان کا کوئی عہدہ نہ تھا لیکن تھوڑے ہی عرصے میں منصب ہزاری مل گیا اور اسی منصب پر وہ قائم رہے۔

حضرات القدس، ص، 201

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے کھڑا کر دیا

(35) محمد تراب جو طالقانی احباب میں سے تھے اور آپ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) سے اخلاص رکھتے تھے، بیان کرتے تھے کہ میرا بھائی سخت بیمار تھا ایسا کہ لوگوں کو اس کی زندگی کی امید نہ تھی بلکہ اس کے لیے کفن بھی آ گیا تھا اسی اثناء میں اس نے آپ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں ایک گائے اور دس روپے بطور ہدیہ بھیجے صبح کے وقت اس نے خواب میں دیکھا کہ آپ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے کھڑا کر دیا پھر فرمایا کہ "تجھے صحت ہوگی گھبرا نہیں" وہ خواب سے بیدار ہوا اور اپنے اندر بڑی طاقت محسوس کی اور کھڑا ہو گیا پھر کہنے لگا کہ میں بھوکا ہوں۔۔۔۔۔ جو لوگ موجود تھے انھوں نے کہا کہ یہ بکواس کر رہا ہے اس نے کہا کہ بکواس نہیں ہے پھر اس نے خواب میں حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھنے کا واقعہ بیان کیا اور اپنی صحت کی بشارت کا ذکر کیا پھر تو اس کو شور باد یا گیا اور اس نے اسی روز حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے کامل صحت حاصل کی اور اس میں بیماری کا کوئی اثر باقی نہ رہا۔

حضرات القدس، ص، 202

ایسا نہ ہوگا اور حاکم ذلیل ہوگا

(36) آپ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے ایک قدیم مخلص نے بیان کیا کہ میرے وطن انبالہ کے حاکم نے میری زمین جو میری معاش کے لیے تھی ضبط کر لی اور ایک اور زمین کا ٹکڑا جو اس نے زبردستی لے لیا تھا اور ایک مرتبہ واپس بھی دے دیا تھا (دوبارہ) اس نے ظلم و تعدی کر کے لے لیا ایک دن میں نے حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے اس ظالم حاکم کا ذکر کیا کہ اس نے میرے ساتھ ایسا ظلم کیا ہے اور مجھے ڈر ہے کہ سالانہ بندوبست کے ذیل بڑی رقم

ضم نہ ہو جائے حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تھوڑی دیر مراقب رہے اور فرمایا کہ ایسا نہ ہوگا اور حاکم ذلیل ہوگا۔'' دوسری فصل کے موقع پر اس زمین کے محصول کے لیے رقم حاصل کرنے کی کوشش ہو رہی تھی کہ ناگاہ اس حاکم کی معطلی کا حکم آ گیا اور وہ قید میں اٹھارہ سال کے لیے ڈال دیا گیا پھر وہ رقم دوسرے حاکم نے مجھ سے طلب نہیں کی۔

حضرات القدس، ص، 202

اتنے میں ایک دہقان نے دور سے دیکھ لیا

(37) ایک دن آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی زبان الہام ترجمان سے یہ بات نکلی کہ'' دیکھا گیا ہے۔ کہ حضرت شیخ المشائخ شیخ مزمل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک خطرناک مقام پر ایک گڑھے کے اندر گر گئے ہیں۔ ۔اور وہاں سے نکلنے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ چند روز کے بعد خبر آئی کہ حضرت شیخ المشائخ شیخ مزمل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سرہند شریف کی بعض پہاڑیوں میں سیر کے لیے گئے تھے کہ اتفاقاً ایک غار کے کنارے ان کے پاؤں میں لغزش ہوئی اور وہ غار میں گر گئے چنانچہ اس غار میں سے باہر آنا دشوار ہو گیا ہاتھ پاؤں مار رہے تھے کہ باہر آ جائیں اتنے میں ایک دہقان نے دور سے دیکھ لیا اور اس نے لوگوں کو خبر دی پھر وہ لوگ اس غار پر پہنچ گئے اور ان کو رسی کے ذریعے باہر کھینچ لیا یہ حضرت شیخ المشائخ شیخ مزمل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدیم مرید اور خلیفہ تھے۔

حضرات القدس، ص، 202

اگر میری تین باتوں کا جواب (جو میرے دل میں ہیں) وہ دے دیں گے

(38) حضرت علامہ میرک جو شاہزادہ ولی عہد (شاہجہان) کے استاد اور بادشاہ کے مقرب تھے بیان کرتے تھے کہ مجھے حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کدورت تھی اس لیے کہ میں نے بعض لوگوں سے سنا تھا کہ آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے کہیں لکھا ہے کہ میرا مرتبہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے زیادہ ہے اسی زمانے میں میرا آنا ہندوستان میں ہوا اور میں سرہند شریف میں ٹھہرا اتفاق سے میری ملاقات میرے ایک قدیم دوست سے ہوئی جو پہلے بالکل آزاد طبیعت کا تھا اور صلاح و تقویٰ سے کوئی تعلق نہ رکھتا تھا لیکن اب شریعت اور تقویٰ کے لباس میں آراستہ ہے اور خدا طلبی اور حق پرستی اس کی پیشانی سے ٹپکتی ہے میں نے اس سے اس کا سبب پوچھا اس نے بتایا کہ میں حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مرید ہو گیا ہوں اور ان کی خدمت میں حاضری نصیب ہوگئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی صحبت کی برکت سے یہ دولت مجھے عطا فرمائی ہے میں نے کہا کہ انھوں نے تو ایسی ایسی بات لکھی ہے ان کی صحبت میں کیا اثر ہوگا اس نے کہا، خبردار ہزار بار خبردار بے سمجھے ہوئے انکار مت کرو وہ تو اس وقت قطب عالم (قطب مدار) ہیں اگر تم ان کو دیکھو اور ان کی صحبت میں بیٹھو تو تمہیں خود ہی حقیقت کا پتہ چل جائے گا مجھے چونکہ آپ

(حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) سے سخت کدورت تھی اس لئے میں نے کہا کہ میں ان کو نہیں دیکھ سکتا وہ بہت بہت مصر ہوا کہ ضرور دیکھ لو اور اپنے فاسد خیال سے باز آجاؤ پھر تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اچھا اگر تین باتوں کا جواب (جو میرے دل میں ہیں) وہ دے دیں گے تو میں ان معتقد ہو جاؤں گا پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ خود ہی حضرت امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ کریں اور میرے دل سے انکار کی کدورت کو دور کر دیں دوسرے یہ کہ میرے آباؤ اجداد کا ذکر چھیڑیں اور ان کے حالات کسی قدر بتائیں تیسرے یہ کہ خواجہ خاوند محمود کے احوال بھی بیان کریں آخر کار میں اپنے دوست کے ساتھ آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا جونہی میں نے ان کو دور سے دیکھا میرے تمام اعضاء میں رعشہ طاری ہو گیا اور میرے دل میں دہشت اور ہیبت پیدا ہو گئی ڈرتا ہوا اور لرزتا ہوا میں آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے بیٹھنے کی اجازت دی میرے بیٹھتے ہی آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے تکیے کے نیچے سے ایک تحریر نکالی اور میرے حوالے کی وہ وہی مکتوب تھا جس سے لوگوں نے یہ بدگمانی پیدا کر لی تھی کہ گویا آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے خود کو حضرت امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل کہا ہے آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے یہ بات ایسی واضح فرمائی کہ پھر میرے دل میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش ہی نہ رہی پھر فرمایا اے مولانا میرکی، تمہارے والد کا نام ایسا ایسا تھا تمہارے دادا ایسے تھے اور تمہارے پردادا یوں تھے ہر ایک کا نام اور ان کے فضائل بیان کئے حالانکہ میں کبھی ان کی خدمت میں متعارف نہیں تھا اس کے بعد آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) اُٹھے اور چاہا کہ مجھے رخصت کریں میرے دل میں یہ خیال گزرا کہ آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے (تیسری بات یعنی) خواجہ خاوند محمود کا ذکر نہیں فرمایا آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے پلٹ کر میری طرف روئے سخن کیا اور فرمایا کہ خواجہ خاوند محمود ہمارے پیرزادے ہیں اور موروثی جذبہ (روحانیت) رکھتے ہیں راوی (یعنی شیخ میرک) کہتے ہیں کہ یہ تین کرامتیں ایک ہی مجلس میں حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے میں نے مشاہدہ کیں۔

حضرات القدس، ص، 204,203

ان کی آنکھوں سے آنسو اس طرح جاری ہوئے

(39) ان دنوں میں جب کہ حضرت عنقا ملک ناسوت سیمرغ قاف جبروت شیخ احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ لاہور تشریف لے گئے تھے حضرت شیخ المشائخ عالم معنوی مولانا جمال تلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ آپ (حضرت عنقا ملک ناسوت سیمرغ قاف جبروت شیخ احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خلوت میں آپ (حضرت عنقا ملک ناسوت سیمرغ قاف جبروت شیخ احمد

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے عرض کیا کہ (بحمد اللہ) آج آپ (حضرت عنقا ملک ناسوت سیمرغ قاف جبروت شیخ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) جیسا جامع علوم ظاہری و باطنی زمانے میں موجود نہیں آپ (حضرت عنقا ملک ناسوت سیمرغ قاف جبروت شیخ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بتائیں کہ مسئلہ وحدت الوجود جو بظاہر شریعت کے مخالف ہے اور بہت سے اولیاء اس کے قائل ہیں آپ (حضرت عنقا ملک ناسوت سیمرغ قاف جبروت شیخ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے نزدیک کس طرح حل ہوگا آپ (حضرت عنقا ملک ناسوت سیمرغ قاف جبروت شیخ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے توجہ اور تصرف فرما کر مولانا (حضرت شیخ المشائخ عالم معنوی مولانا جمال تلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو حل کر دیا اور کان میں بھی چند کلمات فرمائے مولانا (حضرت شیخ المشائخ عالم معنوی مولانا جمال تلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بے تاب ہو گئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو اس طرح جاری ہوئے جیسے ابر نیساں اور سکر و وجد والوں کی طرح آپ (حضرت عنقا ملک ناسوت سیمرغ قاف جبروت شیخ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے بشرے سے عجیب تغیر ظاہر ہوا پھر مولانا (حضرت شیخ المشائخ عالم معنوی مولانا جمال تلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) میں برداشت نہ ہی اور انھوں نے حضرت عنقا ملک ناسوت سیمرغ قاف جبروت شیخ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدم چومے اور نہایت تواضع اور انکسار کے ساتھ رخصت ہوئے اس تصرف پہ فخر کیوں نہ کروں مولانا (حضرت شیخ المشائخ عالم معنوی مولانا جمال تلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو دلائل عقلیہ سے مطمئن کرنا دشوار تھا اس لیے ایک لمحے میں جان بخشی فرمائی گئی اور اس مقام پر ہی پہنچا دیا جس کو وہ سمجھنا چاہتے تھے اور مولانا (حضرت شیخ المشائخ عالم معنوی مولانا جمال تلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے شک و شبہ کو اس حال کے وارد کرنے سے دور کر دیا۔

حضرات القدس، ص، 205

میری رہائی (انشاءاللہ) ضرور ہونے والی ہے

(40) حضرت عنقا ملک ناسوت سیمرغ قاف جبروت شیخ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خادموں میں سے ایک درویش نے بیان کیا کہ میں قلعہ گوالیار میں آپ (حضرت عنقا ملک ناسوت سیمرغ قاف جبروت شیخ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں رہا کرتا تھا۔ ایک بزرگ کا وہاں سے گزر ہوا تو بہت افسوس و حیرت سے آپ (حضرت عنقا ملک ناسوت سیمرغ قاف جبروت شیخ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے آپ (حضرت عنقا ملک ناسوت سیمرغ قاف جبروت شیخ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو کہلا بھیجا کہ اس جگہ سے آپ (حضرت عنقا ملک ناسوت سیمرغ قاف جبروت شیخ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی رہائی ممکن نہیں معلوم ہوتی کیونکہ اس آزار کا سبب رافضی لوگ ہیں اور یہ قلعہ بالفعل انھی لوگوں سے تعلق رکھتا ہے اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ اگر وہ لوگ قلعہ کے اوپر سے پھینک دیں تو کون روکنے والا ہے آپ (حضرت عنقا ملک ناسوت سیمرغ قاف جبروت شیخ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے ان کے جواب میں کہلا بھیجا کہ میری رہائی (انشاءاللہ) ضرور ہونے والی ہے کیونکہ بعض لوگ جن کا حصہ میرے پاس ہے ان کو وہ حصہ پہنچانا ابھی باقی ہے اور یہ کام میری رہائی کے بغیر ممکن نہیں چنانچہ تھوڑے ہی عرصے کے بعد آپ (حضرت عنقا ملک

ناسوت سیمرغ قاف جبروت شیخ احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی رہائی اس قلعے سے واقع ہوئی اور آپ (حضرت عنقا ملک ناسوت سیمرغ قاف جبروت شیخ احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کا ارشاد جلد از جلد ظہور میں آیا۔

حضرات القدس، ص، 205

حضرت مجدد الف ثانی نے تبسم فرمایا

(41) آپ (حضرت عالی امام ربانی شیخ احمد فاروقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے مخلصین میں سے ایک نے بیان کیا کہ حضرت عالی امام ربانی شیخ احمد فاروقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ طریقہ تھا کہ ہر چھوٹے بڑے اور یگانہ و بیگانہ کو پہلے سلام کیا کرتے تھے ایک دن میرے دل میں خیال آیا کہ آج میں حضرت عالی امام ربانی شیخ احمد فاروقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں چلتا ہوں۔۔۔۔۔ اور اچانک پہنچ کر پہلے سلام کروں گا چنانچہ اس ارادے سے میں آپ (حضرت عالی امام ربانی شیخ احمد فاروقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں روانہ ہوا اور آپ (حضرت عالی امام ربانی شیخ احمد فاروقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے جماعت خانے کے قریب پہنچ گیا تھا کہ اگر دو تین قدم آگے بڑھتا تو بالکل آپ (حضرت عالی امام ربانی شیخ احمد فاروقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے سامنے پہنچ جاتا لیکن ابھی آپ (حضرت عالی امام ربانی شیخ احمد فاروقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے مجھے دیکھا بھی نہ تھا اور نہ میں نے آپ (حضرت عالی امام ربانی شیخ احمد فاروقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کو دیکھا تھا کہ جماعت خانے کے اندر سے آپ (حضرت عالی امام ربانی شیخ احمد فاروقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے آواز دی کہ اے فلاں السلام علیکم ناچار میں نے قدم بڑھایا اور خود کو آپ (حضرت عالی امام ربانی شیخ احمد فاروقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے سامنے پیش کر کے وعلیکم السلام عرض کیا اور آپ (حضرت عالی امام ربانی شیخ احمد فاروقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) سے اپنے ارادے کا ذکر بھی کیا تاکہ میں سلام کی ابتداء کرنا چاہتا تھا آپ (حضرت عالی امام ربانی شیخ احمد فاروقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے تبسم فرمایا۔

حضرات القدس، ص، 206

ان دنوں خود کو معطل اور بے کار پا رہے تھے

(42) ایک دن ایک طالب نے آپ (حضرت ابو سعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) سے نسبت قادریہ کیلئے التجا کی آپ (حضرت ابو سعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس سلسلۂ عالیہ کا طریقہ ان کو تفویض فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ اکثر صحبت میں حاضر ہوا کرو آپ (حضرت ابو سعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس شخص کی خاطر خود کو بھی دو تین روز تک نسبت قادریہ میں رکھا اور اس کی برکتیں اس پر تفویض فرمائیں اور وہ لوگ جو آپ (حضرت ابو سعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) سے انوار نقشبندیہ کا اقتباس کیا کرتے تھے ان دنوں خود کو معطل اور بے کار پا رہے تھے اور اپنے معاملے میں انقباض دیکھ رہے تھے اور اصل حقیقت سے واقف نہ تھے مجبورا انھوں نے آپ (حضرت ابو سعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) سے عرض کیا آپ (حضرت ابو سعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) مسکرائے اور فرمایا کہ ہاں دو تین سے میں خود کو آپ (حضرت ابو سعید راز دار

کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) سے الگ کر کے نسبت قادریہ کی تحصیل کیلئے فلاں طالب کی طرف متوجہ ہوں اسی لئے تمہاری نسبت میں انقباض ہو گیا ہے اس کے بعد آپ (حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) ان لوگوں کے حال پر متوجہ ہوئے اور ایام گزشتہ کی تلافی فرمادی اور وہ فیوض و برکات جو چلوں میں بلکہ سالوں میں بھی ان کو حاصل نہ ہوتے وہ ان دنوں میں حاصل ہو گئے سبحان اللہ، کیا تصرف تھا کہ اگر طالبوں کے معاملے میں تھوڑا سا خلل ایک توجہ میں پیدا ہوا تو نیم نگاہ میں شروع سے آخر تک کا تمام کام ان کا مکمل کرادیا۔

حضرات القدس، ص، 206

اگر ایسا نہ ہوتا تو ان کا حصول ممکن نہ تھا

(43) ایک صحیح النسب سید نے بیان کیا کہ میں اجیّن میں تھا اور سوداگروں کی ایک جماعت میرے پڑوس میں تھی ان میں سے ایک شخص جان محمد جالندھری تھا جو مجھ سے خصوصیت رکھتا تھا اتفاقاً ایک دن یہ خبر ملی کہ حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کو بادشاہ سے ایذا پہنچی ہے اور آپ (حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کو گوالیار بھیج دیا گیا ہے میں بہت مغموم اور رنجیدہ تھا دیکھا کہ جان محمد میرے پاس آیا اور مجھے رنجیدہ دیکھ کر سبب پوچھا میں نے واقعہ بیان کیا اس نے کہا کہ میں بھی ان کا مرید ہوں آج میں انہی سے تحقیق کر لیتا ہوں وہ گیا اور آپ (حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی طرف متوجہ ہوا قبولہ کیا حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ مراقبے میں تشریف لے آئے اور فرمایا کہ یہ خبر صحیح ہے لیکن بعض مقامات (سلوک کے) جلالی تربیت پر موقوف ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو ان کا حصول ممکن نہ تھا دوستوں سے کہہ دو کہ اس معاملے میں خاطر جمع رکھیں کہ اس معاملے کا راز یہی ہے۔

حضرات القدس، ص، 207

دونوں رخساروں پر لفظ ''اللہ'' لکھا ہوا پاتا تھا

(44) تاجر موصوف نے یہ بھی بتایا کہ حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بہت رہا ہوں میں جب بھی آپ (حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کو دیکھتا تھا آپ (حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی پیشانی اور دونوں رخساروں پر لفظ ''اللہ'' لکھا ہوا پاتا تھا۔

حضرات القدس، ص، 206

جب میں نے ان کی طرف رخ کیا تو دیکھا کہ وہ فقیر بھی حضرت امام ربانیؒ ہی تھے

(45) وہی شخص یہ بھی بتایا ہے کہ ایک دن حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے شام سے پہلے مجھ سے فرمایا کہ میں ایک کام تم سے کہتا ہوں تم کردو گے میں نے کہا میرے ماں باپ آپ (حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) پر قربان ہوں میں کیوں نہ کرسکوں گا پھر آپ (حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ

علیہ) نے مجھے ایک اخروٹ میرے ہاتھ میں دیا اور فرمایا کہ باغ حافظ رخنہ میں چند درویش ٹھہرے ہوئے ہیں ان کے پاس جاؤ ان میں ایک فقیر ان سے الگ بیٹھا ہوا ہے چیچک رو، ہے اس کے پاس جاؤ اور میری دعا کہو اور یہ اخروٹ اس کو دے دو اور اس کو بلا کر میرے پاس لاؤ میں آپ (حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے حکم کی تعمیل میں وہاں گیا دیکھا کہ قلندروں کی ایک جماعت بیٹھی ہے اور ایک چیچک رو فقیر تھوڑے فاصلے پر بیٹھا ہے جونہی اس نے مجھے دیکھا کہنے لگا کیا تم کو حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھیجا ہے میں نے کہا جی ہاں ۔۔۔۔۔ پھر میں نے وہ اخروٹ اس کو دیا اور حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی دعا بھی عرض کی اس نے کہا کہ ہم کو بلوایا ہے اور خود تشریف نہیں لائے پھر وہ اٹھا اور میرے ساتھ روانہ ہو گیا حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ محراب میں بیٹھے ہوئے تھے وہ دوسری طرف آ کر بیٹھ گیا اسی اثناء میں حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ قہوہ لاؤ میں اس طرف کو دوڑتا ہوا گیا جہاں قہوہ تیار ہو رہا تھا میں وہاں پہنچا اور قہوہ کا پیالہ لے کر آپ (حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں لایا۔ آپ (حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا ان کو پیش کرو جب میں نے ان کی طرف رخ کیا تو دیکھا کہ وہ فقیر بھی حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے فقیر نے کہا کہ یہ انہی کی طرف لے جاؤ پھر جب میں نے ان کی طرف رخ کیا تو وہاں بھی حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے

حضرات القدس، ص، 207

میں پہلے مست تھا اور اب دنیا کا کاروبار نظر آنے لگا

(46) سید صاحب موصوف نے کہا کہ میں نے جان محمد سے کہا کہ ایسے امور کے مشاہدے کے باوجود تم پھر سوداگری میں کیوں پڑ گئے اس نے کہا کہ عجیب قصہ ہے میرے اقرباء حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر التماس کرنے لگے کہ اس شخص (جان محمد) کو ہمیں دے دیجئے تاکہ ہم اس کی شادی کر دیں حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جاؤ اور شادی کر لو لیکن میں نہیں گیا تو وہ رشتہ دار پھر آئے غرض کہ وہ رشتہ دار ہمیشہ حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر میرے آڑے آتے رہے اور حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے فرماتے رہتے تھے لیکن میں نہیں گیا آخر کار ان رشتہ داروں کی وجہ سے آپ (حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) تنگ آ گئے ایک دن آپ (حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) پان کھا رہے تھے آپ (حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے دہن مبارک سے تھوڑا پان نکال کر مجھے دیا اس کا کھانا اور میرے احوال کا سلب ہو جانا ایک ساتھ ہوا گویا میں پہلے مست تھا اور اب دنیا کا کاروبار نظر آنے لگا پھر میں نے اُن رشتہ داروں کی رفاقت اختیار کی اور میری شادی ہو گئی اور میں تجارت کرنے لگا لیکن حضرت ابوسعید

راز دارِ کمالات صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کی نسبت وہی ہے جو پہلے تھی جب کبھی میں متوجہ ہوتا ہوں آپ (حضرت ابو سعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کو دیکھ لیتا ہوں۔

حضرات القدس، ص، 208

میرے دل کو اپنی طرف کھینچ لیا

(47) حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم قطب سیالکوٹ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بتایا کہ میں جو آپ (حضرت ابو سعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) سے مرید ہوا تو اس کا سبب یہ کرامت تھی کہ ایک رات میں نے حضرت ابو سعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ (حضرت ابو سعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) مجھے یہ آیت کریمہ سنا رہے ہیں "قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ" تلاوت کے دوران تصرّف فرمایا اور میرے دل کو اپنی طرف کھینچ لیا چنانچہ میں نے اپنے دل کو ذاکر پایا۔

حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم قطب سیالکوٹ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک عرصے تک اسی نسبت کے ساتھ حضرت ابو سعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ سے باطنی طور پر استفادہ کرتے رہے اور کہا کرتے تھے۔ کہ میں حضرت ابو سعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کا اویسی ہوں پھر آپ (حضرت ابو سعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہو کر ظاہری تعلیمِ ذکر بھی حاصل کی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہت شان و شوکت کے ساتھ دیکھا

(48) حضرت ابو سعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مخلصین میں سے ایک صاحب نے بتایا کہ ایک دن حضرت ابو سعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم اور فلاں شخص دونوں کو ولایت ابراہیمی حاصل ہے مجھے خیال ہوا کہ آپ (حضرت ابو سعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کا فرمادینا بالکل کافی ہے لیکن اگر مجھے بھی اس بات کا علم ہو جائے تو بہتر ہوگا اسی رات میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہت شان و شوکت کے ساتھ دیکھا اور وہاں حضرت ابو سعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے اور میں اور وہ دوسرا شخص (جس کو ولایت ابرہیمی حاصل ہوئی تھی) دونوں کھڑے ہوئے تھے حضرت ابو سعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں میں ڈال دیا ہم دونوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قدم بوسی کی اور ہم اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے وہ راوی بیان کرتا ہے کہ اس واقعے کو دیکھنے کے بعد جب میں حضرت ابو سعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو قبل اس کے کہ میں یہ واقعہ عرض کروں آپ (حضرت ابو سعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ "جو کچھ میں نے کہا تھا اس میں تردد کی گنجائش نہیں ہے اور تم کو معلوم نہیں کہ تمام سالکوں کو ان کے احوال کے حقائق اور ان کے مشرب و استعداد کی خبر نہیں دی جاتی بلکہ زیادہ تر زمانے ایسے ہیں کہ کسی ایک ہی کو خاص الخاص

بزرگوں میں سے اس نعمت اعلیٰ اور دولت عظمیٰ سے نوازا جاتا ہے حضرت شیخ نجم الدین کبری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اپنے وقت کے قطب تھے وہ نہیں جانتے تھے کہ کس نبی کے زیر قدم ہیں اس کی تحقیق کیلئے انہوں نے اپنے ایک مرید کو ایک بزرگ کے پاس بھیجا جو اس علم سے بہرہ مند کیے گئے تھے اس بزرگ نے دیکھتے ہی کہا کہ "وہ یہودی توجہ کررہا ہے" وہ مرید آزردہ خاطر ہوا کر اپنے شیخ (حضرت شیخ نجم الدین کبری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے یہاں واپس پہنچا اور وہ ماجرا بیان کیا شیخ طریقت (حضرت شیخ نجم الدین کبری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بہت خوش ہوئے اور جھومنے لگے اور کہا کہ انھوں نے مجھے یہ بتایا ہے کہ تم حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے زیر قدم ہو۔

حضرات القدس، ص، 208

مقتدی کا سورۃ الفاتحہ پڑھنا جائز نہیں

(49) ایک روز آپ (حضرت قطب الاقطاب مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے ایک مخلص کو خیال ہوا کہ (حضرت قطب الاقطاب مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) ہی ہمیشہ امامت فرماتے ہیں آخر اس کی کیا وجہ ہے اس خیال کو لے کر وہ آپ (حضرت قطب الاقطاب مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور ابھی وہ اپنی بات زبان پر نہیں لایا تھا کہ آپ (حضرت قطب الاقطاب مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ شافعیہ اور مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ سورۃ الفاتحہ کے بغیر کوئی نماز جائز نہیں اس لئے مقتدی (امام کے پیچھے) بھی سورۃ الفاتحہ پڑھتا ہے اور صحیح احادیث مبارکہ سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے لیکن حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام کی قرأت کو مقتدیوں کی قرأت قرار دیا ہے اور مقتدی کا سورۃ الفاتحہ پڑھنا جائز نہیں اور جمہور فقہائے حنفیہ کا مذہب یہی ہے گویا کہ بعض ضعیف روایتوں نے اس قرأت کو جائز کہا ہے ہم حتی الامکان یہ کوشش کرتے ہیں کہ تمام ائمہ کے مذاہب جمع ہو جائیں۔ تو اس معاملے میں جمع مذاہب نہیں ہوتا مگر جب تک کہ میں خود امامت نہ کروں۔

حضرات القدس، ص، 209

بعض مقامات پڑھے نہیں گئے اور غلط بھی تھا

(50) وبائے طاعون کے غلبہ کے زمانے میں ایک صاحب کے متعلق لوگوں نے ناخوش واقعات دیکھے تو حضرت قطب الاقطاب مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کئے آپ (حضرت قطب الاقطاب مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ حصن حصین کا ختم کیا جائے اس شخص نے یہ ختم کیا اور عرض کیا کہ آپ حضرت قطب الاقطاب مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فاتحہ (دعا) پڑھی اور پڑھنے کے بعد ان سے فرمایا کہ اس فاتحہ کے پڑھتے وقت میں نے تمہارے گرد ایک قلعہ دیکھا کہ قائم کر دیا گیا ہے لیکن اس قلعہ کی بعض دیواریں صحیح نہیں ہیں اس لئے ظاہر ہوتا ہے کہ اس ختم کے پڑھنے میں کوئی نقص واقع ہوا ہے اس شخص نے عرض کیا کہ جی ہاں حصن حصین کا وہ نسخہ بہت بدخط تھا بعض مقامات پڑھے نہیں گئے اور غلط بھی تھا وہ شخص چلا گیا اور دوبارہ ختم پڑھا اور پھر آ کر عرض کیا اب آپ (حضرت قطب الاقطاب مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ یہ ختم درست ہوا

اور پہلا ختم ایک دوسرے شخص کیلئے منتقل ہو گیا جو اس کیلئے درست ثابت ہوا یعنی وہ شخص سخت مرض (طاعون) میں مبتلا تھا کہ اطباء اس کی بیماری سے مایوس ہو چکے تھے وہ اب جلد ہی صحت یاب ہو گیا اور وہ پہلا شخص بھی عافیت سے رہا۔

حضرات القدس، ص، 210

"اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ" کی برکت

(51) ایک سفر میں حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ ایک سرائے میں فروکش ہوئے آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا مجھے دکھایا گیا ہے کہ آج اس سرائے میں آگ لگ جائے گی اور سامان کے ساتھ گھر جل جائیں گے احباب ایک دوسرے کو اطلاع کر دیں کہ ہر شخص یہ دعا بار بار پڑھے تا کہ وہ اور اس کا اسباب آگ سے محفوظ رہے وہ دعا یہ ہے "اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ" ابھی تھوڑی دیر ہی نہ گزری تھی کہ اس سرائے کے بعض گھروں میں آگ لگ گئی اور ایسی شدت کے ساتھ کہ اس کا بیان نہیں ہو سکتا ایسے شعلے اُٹھے کہ اُن کا بجھانا مشکل ہو گیا لوگوں نے بہت بھاگ دوڑ کی لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا بہت سے گھر جل گئے اور بہت سا اسباب تباہ ہو گیا لیکن احباب میں سے جس کسی نے وہ دعا پڑھی وہ اور اس کا اسباب محفوظ رہا حضرت علامہ مولانا عبدالمؤمن لاہوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جو بڑے فاضل تھے اور آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے مرید تھے ان کا سامان جل گیا کیونکہ ان کو کسی نے خبر نہ دی تھی کہ حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فلاں دعا پڑھنے کیلئے ارشاد فرمایا ہے پھر وہ خود بھی ہزار دقت (مشکل) سے آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں پہنچ سکے۔

حضرات القدس، ص، 210

آج رات کوئی شخص اس دیوار کے قریب ہرگز نہ آئے

(52) اس زمانے میں جب کہ حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لے گئے تھے ایک رات عشاء کی نماز کے بعد اس گھر کی ایک دیوار کے قریب جہاں کہ آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) ٹھہرے ہوئے تھے کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ آج رات کوئی شخص اس دیوار کے قریب ہرگز نہ آئے اور نہ سوئے حالانکہ اس وقت نہ بادل اور نہ بارش تھی بعض لوگوں کو اس ارشاد سے تعجب ہوا کیونکہ دوسری دیواریں زیادہ شکستہ تھیں اور وہ دیوار تو سب سے زیادہ مضبوط تھی (پھر تو یہ ہوا کہ) اخیر کی تہائی رات میں وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے گر پڑی ایک لونڈی اس دیوار کے نزدیک تھی اس پر چند ڈھیلے گرے حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے غصے سے فرمایا کہ میں نے رات کو نہیں کہا تھا کہ کوئی بھی اس دیوار کے قریب نہ رہے۔

حضرات القدس، ص، 211

اس حملے میں فوجدار کو شکست ہوگی

(53) مرزا مظفر جو سرہند شریف کا فوجدار تھا اور قصبۂ جیت پور میں تھا ارادہ کر رہا تھا کہ سرکش پہاڑ والوں پر حملہ کرے وہ ایک درویش سے رجوع کر کے بشارت کا طالب ہوا اس درویش نے فتح کی بشارت دی اس کے بعد اس کے دل میں تردد پیدا ہوا اور اس نے حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں خط لکھا اور اس بشارت کے متعلق بھی آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے جواب میں لکھا کہ ''اس حملے میں فوجدار کو شکست ہوگی بشارت دینے میں عجلت کی گئی جب تک صبح کی سپیدی کی طرح کوئی بات صاف طور پر ظاہر نہ ہو جائے زبان پر نہیں لانا چاہیئے تین چار دن نہ گزرے ہوں گے کہ اس فوجدار کی جنگ ان پہاڑ والوں سے چھڑ گئی اور اس کو شکست ہوئی اور اس کا علم اور نقارہ بھی چلا گیا پھر وہ پریشانی اور حیرانی میں واپس ہوا۔''

حضرات القدس، ص، 211

اس کی برکت سے تم کو صحت حاصل ہوگی

(54) حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید نے بیان کیا کہ میں بیمار تھا اور تپ محرقہ میں مبتلا تھا اور بیماری میں ایک عرصہ لگ گیا اور ضعف و ناتوانی اس حد تک بڑھ گئی کہ زندگی کی امید نہ رہی اقرباء نے میری خاطر شب بیداری کی تاکہ نزع کے وقت حاضر رہیں میں نے حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف توجہ کی تو میں نے شدت مرض میں دیکھا کہ ایک شخص ظاہر ہوا بہت سفید چادر اوڑھے ہوئے تھا جو سر سے پیر تک تھی اور چہرہ بھی ڈھکا ہوا تھا میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یہ چادر حضور پر نور آقائے دو جہان صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قطب وقت حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کیلئے بھیجی تھی اور انھوں نے تمہارے لئے بھیجی ہے میں وہ تم کو اوڑھاتا ہوں اس کی برکت سے تم کو صحت حاصل ہوگی (انشاء اللہ تعالیٰ) اس نے مجھے سر سے پیر تک اڑھا دی جب میں نے اس چادر پر ہاتھ بڑھایا تو اس سے کچھ بھی میرے ہاتھ نہ آیا اور میرے پیر کی طرف سے برودت مجھ میں سرایت کر گئی جو سر تک پہنچ گئی جب میری بہن نے دیکھا کہ میرے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے ہیں تو وہ یہ سمجھی کہ میرا وقت آخر ہے وہ دوڑی اور مجھے بغل میں لے کر رونا چیخنا اور نالہ کرنا شروع کر دیا میں اس کے شور وغل سے جاگ اُٹھا اور اس سے کہا کہ میں اچھا ہوں غم نہ کرو میں نے شوربا منگوایا پیا اور اچھا ہو گیا چنانچہ میں نے صبح کی نماز کھڑے ہو کر پڑھی۔

حضرات القدس، ص، 212

وہ دوا جو افیون سے تم لوگوں نے تیار کی ہے مت کھاؤ

(55) یہ صاحب یہ بھی بیان کرتے تھے کہ میں نے اور میرے ایک دوست نے (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے تھے) امساک کے لیے اپنے گھر میں دوا تیار کی لیکن اس میں افیون شامل تھی اور ہم دو کے علاوہ کوئی شخص اس بات سے واقف نہ تھا ہم دونوں ظہر کی نماز کے حلقے میں حضرت سلطان العارفین امام

شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور خیال کیا) کہ وہاں سے واپسی پر وہ دوا کھائیں گے آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) فراغت کے بعد چاہتے تھے کہ گھر میں تشریف لے جائیں دروازے پر آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کھڑے ہو گئے اور ہم دونوں کو قریب طلب فرما کر بہشت اور حور وقصور کا ذکر شروع فرما دیا دنیوی لذتوں کی نفی فرمائی اور آخرت کی لذتوں کی ترغیب دلائی پھر فرمایا کہ "وہ دوا جوافیون سے تم لوگوں نے تیار کی ہے تو مت کھاؤ" ہم لوگ حیران ہوئے اور آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کا حکم قبول کیا اور اس دوا کو پانی میں ڈال دیا یہ کرامت دیکھی تو آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) سے اور بھی زیادہ گرویدگی بڑھ گئی۔

حضرات القدس، ص، 213

اے شخص جاگ جا، اور اپنی والدہ کے نزع کے وقت ان کے پاس پہنچ جا

(56) وہی صاحب یہ بھی بتاتے تھے کہ ان کی والدہ بیمار تھیں میں حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کچھ رقم حضرت خواجۂ نقشبند شیخ بہاؤالدین نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نذر کے لیے لے گیا اور آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) سے شفاء کے لیے دعاء کی درخوست کی آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ یہ نذر اپنے پاس رکھواور اس خوبی کے ساتھ اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا میں نے رات کو خواب میں آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کو دیکھا کہ آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) تشریف رکھتے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ "اے شخص جاگ جا، اور اپنی والدہ کے نزع کے وقت ان کے پاس پہنچ جا" میں خواب سے بیدار ہوا اور اسی وقت بے تابی کے عالم میں آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) تہجد کی نماز سے فارغ ہو چکے ہیں میں نے سلام پیش کیا اور جو خواب دیکھا تھا آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) سے عرض کیا آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) مراقب ہوا گئے اور دیر تک اس حالت میں رہے پھر فرمایا کہ اے شخص جلد جا کہ تیری والدہ کا وقت نزع کا ہے۔ میں روتا ہوا والدہ کے سرہانے آیا اور ان کی نبض دیکھی کہ وہ ڈوب چکی تھی اور وہ تھوڑی دیر کے بعد فوت ہو گئیں۔

حضرات القدس، ص، 214

ہرگز وہ عمل مت کرنا کہ وہ جادو ہے

(57) حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید نے بتایا کہ جن دنوں میں آپ (حضرت زبدۃ العارفین

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو بادشاہ کے ہاتھوں اور دین کے دشمنوں کی چغل خوری کی بناء پر گزند پہنچا تھا ایک شخص جو افسوں اور منتر سے واقف تھا مجھ سے کہنے لگا کہ میں ہندی میں چند اسم جانتا ہوں کہ ظہر کے وقت سے عصر کی نماز تک اگر وہ پڑھ لو، تو اسی دن دشمن ہلاک ہو جاتا ہے اور یہ چیز مجرب ہے اس نے وہ اسم ایک کاغذ پر لکھ کر مجھے دیئے کہ مکان کی چھت کی لکڑی میں رکھ دو میں نے اس سے وہ اسم سیکھ لیے اور وہ اسم والا کاغذ مکان کی چھت میں رکھ دیا میں نے دل میں طے کیا کہ کل منگل کو وہ پڑھوں گا ناگاہ میں نے رات کو حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ گویا آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) اپنے دانتوں میں کلمہ کی انگلی دبا کر فرما رہے ہیں کہ میرے مرید اور ایسا عمل کریں بڑے تعجب کی بات ہے ہرگز وہ عمل مت کرنا کہ وہ جادو ہے پھر مجبوراً میں نے اسے ترک کر دیا اس کے بعد بادشاہ اس ایذا رسانی سے نادم اور شرمندہ ہوا اور آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو گوالیار سے بلوایا اور آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) اپنے وطن تشریف لے آئے میں آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا ایک عالم آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے دیدار کو آ رہا تھا میں نے دل میں خیال کیا کہ اگر حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میرے سامنے مجھے اس عمل سے منع فرمائیں گے بغیر اس کے کہ میں اس کا اظہار کروں تو میں اس عمل کو چھوڑ دوں گا ورنہ ایک بار تو دشمن کے جگر پر تیر ضرور ماروں گا حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تین دن تک سرہند شریف میں رہے اور میں تینوں دن حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اسی نیت سے گیا تیسرے دن آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) مجمع خلائق سے رخصت ہو کر مکان میں تشریف لے جا رہے تھے کہ دروازے میں اندر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ فلاں شخص کو بلاؤ میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ وہ ہندی اسم مت پڑھنا کہ وہ جادو ہے میں نے شرمندگی کی وجہ سے اس کا انکار کیا آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ ایسی بات کیوں کہتے ہو تم نے وہ اسم فلاں جادوگر سے سیکھے ہیں (آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس جادوگر کا نام بتایا جس سے میں نے سیکھا تھا) اور وہ کاغذ جس پر اس نے وہ اسم لکھ کر دیئے تھے تم نے اپنے گھر کی چھت کی فلاں لکڑی میں رکھ دیئے ہیں وہ عمل اپنی تاثیر میں ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے بتایا تھا لیکن جادو حرام ہے۔ جاؤ اور اس کو پھاڑ ڈالو۔ میں نے سر جھکا دیا آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ ''مجھ سے وعدہ کرو کہ اس کو پھاڑ ڈالو گے اور اس عمل کے قریب بھی نہ جاؤ گے'' پھر آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا (وعدہ کرانے کو) مجھے اس کرامت سے دہشت ہونے لگی اور میں حیرت میں گم ہو گیا کیونکہ یہ بات میں نے کسی کو نہیں بتائی تھی میں پھر فوراً گھر آیا۔ اور اس کاغذ کو چاک کر دیا۔

حضرات القدس، ص، 214

اس محبت مجازی کا کانٹا اس کے دل سے نکال دیا

(58) حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید نے بیان کیا کہ ایک ملا ایک خواجہ زادہ کے بیٹے کو تعلیم دیتا تھا اور وہ خواجہ زادہ باہر سفر میں تھا اس، ملا کو اندرونی دروازے کے قریب مکتب کے لئے جگہ دی گئی تھی اس لئے کبھی کبھی اس بچے کے حالات پر نظر رکھنے کیلئے اس کی والدہ آ کر کھڑی ہو جاتی تھی اس طرح اتفاق سے ملا کی نظر اس پر پڑ جاتی تھی ملا اپنا دل کھو بیٹھا اور خان و ماں سے آوارہ ہو کر حیران و پریشان پھرنے لگا کیونکہ جمال محبوب کا دیدار ہر وقت نہ ہو سکتا تھا اور اس جانکاہ درد کو اس کے بغیر تسکین نہ ہو سکتی تھی وہ مجنون کی طرح دشت و بیاباں میں گھومتا تھا اور کسی طرح صبر نہ پاتا تھا وہ شخص چونکہ راقم الحروف (حضرت شیخ بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا واقف تھا اس لئے ایک دن میں نے اس سے کہا کہ صحیح بات تو بتاؤ کہ اس پریشانی کا سبب کیا ہے اور اس سرگشتگی کا باعث کیا ہے اس نے کہا سلطان عشق نے بحکم "اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً" اس بیدل کے دل پر نزول اجلال فرما کر اسے تہ و بالا کر دیا ہے اور عقل کو جو اس دیار کے اعزہ میں سے ہے ذلیل کر کے معطل کر دیا ہے اور اس کی جگہ جنوں کو بٹھا دیا ہے اگر تم سے ہو سکے تو میرا حال حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کر دو میں نے کہا کہ تم لکھ دو حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر دوں گا اس نے حقیقت حال بے کم و کاست لکھ دی میں نے وہ رقعہ عشاء کے وقت تنہائی میں حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر دیا اور عرض کیا کہ وہ عورت حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد میں سے ہے اور حضور کی توجہ کی ضرورت ہے آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ "اس سے کہہ دو کہ کل فجر کی نماز کے بعد حلقۂ ذکر میں میرے سامنے بیٹھے کہ توجہ کی جائے گی اور وہ بلا دفع ہو جائے گی ان شاء اللہ تعالیٰ" میں نے یہ بات اس سے کہی اور وہ علی الصباح آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں آیا اور آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) ہی کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی پھر آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے سامنے حلقۂ ذکر میں بیٹھ گیا آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس کے حال پر توجہ فرمائی اور اس محبت مجازی کا کانٹا اس کے دل سے نکال دیا جب آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) حلقے سے اُٹھے تو میں نے اُس ملا سے اُس کی کیفیت حال دریافت کی اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میرا دل اب عورت کے عشق سے سرد ہو گیا چنانچہ اس وقت اس نے اجازت لی کہ وطن جا رہا ہوں کہ میں حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے اس بلا اور آزمائش سے آزاد ہو گیا ہوں پھر وہ چلا گیا۔

حضرات القدس، ص، 215

آگاہ فرمایا کہ اس حویلی سے نکل جاؤ

(59) حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مخلصین میں سے ایک امیر تھا جو حضرت زبدۃ العارفین مجدّد الف

ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے قریب ملک احمد کی حویلی میں رہتا تھا ایک روز آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے اسے آگاہ فرمایا کہ اس حویلی سے نکل جاؤ ورنہ تم پر ایک عظیم بلا نازل ہو جائے گی اتفاق سے اس امیر کو اس کام کی توفیق نہ ہوئی اور وہ بادشاہی غضب اور دوسرے حوادث کا شکار ہوا۔

حضرات القدس ،ص، 115

اگر دوسری شادی کرو گے تو اس سے فرزند پیدا ہوں گے

(60) حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مخلصین میں سے ایک تاجر تھا اس نے حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں جوانی سے گزر کر بڑھاپے میں آ گیا لیکن کوئی فرزند پیدا نہ ہوا جو دنیا میں میری یادگار رہتا آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) اس معاملے میں توجہ فرمائیں حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے تھوڑی دیر کیلئے مراقبے میں سر جھکایا پھر فرمایا کہ ''تجھے اس بیوی سے جو تو رکھتا ہے لوح محفوظ میں کوئی فرزند ثابت نہیں اگر دوسری شادی کرو گے تو اس سے فرزند پیدا ہوں گے'' اتفاق یہ ہوا کہ اس کی (پہلی) بیوی فوت ہو گئی اس نے دوسری شادی کی اور اس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی جو بعد میں اس کی یادگار بنے۔

حضرات القدس ،ص، 115

اسی روز میری درخواست منظور ہوگئی

(61) حضرت علامہ مولانا مرتضیٰ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نائب جو حضرت سیدنا سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مخلصین میں سے تھے کہ ایک بار میں لشکر میں گیا اور میں نے معاش کیلئے مہم شروع کر دی اس زمانے میں یہ کام بہت مشکل سے ہوتا تھا اور بہت سے خدمت گزار بہت عرصے تک لشکر میں رہتے تھے اور ان کا کام نہ بنتا تھا مجھے اس کام میں مایوسی ہوئی تو ایک رات میں نے حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف توجہ کی اور باطن میں اُن سے مدد چاہی اسی رات میں نے حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو (خواب میں) دیکھا کہ آپ (حضرت برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) تشریف فرما ہیں اور میرے ہاتھ میں ایک کاغذ ہے آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے وہ کاغذ میرے ہاتھ سے لیا اور اس پر اپنے قلم سے کچھ لکھ دیا اور میرے حوالے کر دیا صبح کو میں نے اہل دفتر سے اپنے کام کیلئے رجوع کیا تو اسی روز میری درخواست منظور ہوگئی سب خادموں کو حیرت ہوئی کہ تمہارا کام اتنی جلدی اور دو تین روز میں کس طرح ہو گیا جب کہ ہم برسوں سے لشکر میں امیدوار ہیں اور ہمیں کامیابی نہیں ہوتی میں نے یہ واقعہ بیان کیا تو سب لوگ آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی کرامت کے معتقد ہو گئے۔

حضرات القدس ،ص، 216

اے شخص میرے انتقال کی خبر جو مشہور ہوگئی ہے جھوٹ ہے

(62) وہی حضرت علامہ مولانا مرتضٰی صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے تھے کہ اس زمانے میں کہ جب کہ حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ قلعہ گوالیار میں حضرت یوسف علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح محبوس تھے تو سرہند شریف میں آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے انتقال کی خبر مشہور ہوگئی میں بہت غم زدہ اور رنجیدہ ہوگیا فاتحہ پڑھی اسی رات (خواب میں) جب کہ میں گریہ کررہا تھا دیکھا کہ حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ چند درویشوں کے ساتھ حجرے میں بیٹھے ہوئے ہیں اور مجھ سے فرمار ہے ہیں کہ ''اے شخص میرے انتقال کی خبر جو مشہور ہوگئی ہے جھوٹ ہے'' جب میں بیدار ہوا تو میں اُٹھا اور ہر طرف سے خبر معلوم کی پے در پے اور تواتر سے لوگوں نے آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی عافیت کی خبر سنائی اور آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) اس کے بعد کئی سال حیات رہے۔ حضرات القدس، ص، 217

لیکن (انشاء اللہ تعالیٰ) آخر میں اس کو اپنی طرف کھینچ لاؤں گا

(63) حضرت علامہ مولانا محمد امین صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ نواب شیر خواجہ اپنے والد صاحب کی طرف سے سید ہے لیکن والدہ کی طرف سے خواجہ زادہ ہے اور اس کے آباؤ اجداد باہر سے بلند مرتبہ ہوکر آئے تھے حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ توجہ فرمادیں کہ اس شخص میں شراب نوشی اور فسق و فجور کی کثرت دامن گیر ہے اسے آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) اس ورطۂ ہلاکت سے نکال دیں اور اصلاح فرمادیں کیونکہ وہ بڑے امیروں میں سے ہے اگر وہ اصلاح پا جائے گا تو اس کو لشکریوں میں ایک کثیر جماعت اصلاح پاسکے گی چونکہ اس کے حقوق میرے ذمے ہیں اس لئے آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) سے گزارش کرتا ہوں حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے خاموشی اختیار کی لیکن جب حضرت علامہ مولانا محمد امین صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بار بار التماس کی اور بہت عاجزی وانکساری ظاہر کی تو آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے ایک دن توجہ فرمائی اور فرمایا کہ ''مولانا (حضرت علامہ مولانا محمد امین صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) میں شیر خواجہ کے حال کی طرف متوجہ ہوا تھا وہ فسق و فجور کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے میں نے بہت توجہ کی کہ اسے وہاں سے باہر لے آؤں بالفعل میرا قابو نہ چل سکا لیکن (انشاء اللہ تعالیٰ) آخر میں اس کو اپنی طرف کھینچ لاؤں گا'' اس ارشاد کے بعد بہت عرصہ گزر گیا اور جب بادشاہ دین پناہ صاحب قرآن شاہجہان سلمہ الرحمٰن کی سلطنت کا زمانہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے شیر خواجہ کو توفیق بخشی کہ وہ تمام ممنوعات سے تائب ہوگیا اور اس نے خود کو طاعت اور عبادات میں مشغول کرلیا اتفاق سے اسے صوبہ ٹھٹھہ کا حاکم بنا کر بھیجا گیا لیکن جب وہ سرہند شریف

کے قریب پہنچا تو بیمار ہو گیا اور سرہند شریف کے جوار میں فوت ہو گیا اس کے بیٹے اس کا جنازہ حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ انور کے قریب لائے اور وہیں اسے دفن کر دیا حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو فرمایا تھا کہ'' آخر میں اس کو اپنی طرف کھینچ لاؤں گا'' وہ اس طرح ظاہر ہوا۔

حضرات القدس، ص، 217

فرمایا''جاؤ مرزا فتح پوری کو رہائی ہوگی

(64) اکبر بادشاہ کی وفات کے وقت اور جہانگیر کی تخت نشینی کے موقع پر مرزا شاہ رخ کے بیٹے مرزا فتح پوری نے بے اعتدال (بغاوت) ظاہر کی تھی اتفاقاً خواجہ کلال نے عبداللہ خان کو اس کی بے اعتدائیوں کے متعلق لکھ بھیجا عبداللہ خان نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے گرفتار کر لیا اور بادشاہ (جہانگیر) کے پاس لایا بادشاہ نے اسے قید کرا دیا اور بہت عرصہ گزر گیا کہ وہ قید میں رہا اور جب بھی کوئی شخص اس کا ذکر (رہائی کیلئے) بادشاہ سے کرتا تو بادشاہ ضامن طلب کرتا لیکن چونکہ وہ بہت سرکش تھا اس لئے کوئی شخص بھی اس کا ضامن نہ بنتا اور اس کا معاملہ تعویق میں پڑ گیا یہاں تک کہ حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سیر و سیاحت میں اکبر آباد (آگرہ) پہنچے اور کٹڑہ مظفر خان میں قیام فرمایا مرزا فتح پوری کو آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی تشریف آوری کی خبر ملی تو اس نے اپنا ایک وکیل بڑی نیازمندی کے ساتھ آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں بھیجا اور اپنی رہائی کیلئے عرض کرایا حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا'' جاؤ مرزا فتح پوری کو رہائی ہوگی'' اس نے عرض کیا کہ کب رہائی ہوگی آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ کل ہوگی جب دوسرا دن ہوا تو بادشاہ نے اسے یاد کیا اور بغیر اس کے کہ کوئی یاد دہانی کراتا اسے اپنے پاس طلب کیا اور رہا کر دیا اور کہا کہ میں ہی تمہارا ضامن ہوں۔''

حضرات القدس، ص، 218

متعلقین کا سفر نظر نہیں آتا بلکہ ممانعت جیسی ظاہر ہوتی ہے

(65) حضرت خواجہ حسام الدین احمد دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو رقعہ لکھا کہ زیارت حرمین شریفین کا ارادہ مصمم ہو گیا ہے اور چاہتا ہوں کہ متعلقین کے ساتھ یہ مبارک سفر اختیار کروں اور حرمین شریفین میں سے کسی ایک جگہ قیام کروں اور دفن ہو جاؤں اس معاملے میں آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) توجہ فرمائیں کہ یہ بات میسر ہوگی یا نہیں اور اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے یا نہیں حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے جواب میں لکھا کہ'' متعلقین کا سفر نظر نہیں آتا بلکہ ممانعت جیسی ظاہر ہوتی ہے ہاں اگر آپ (حضرت خواجہ حسام الدین احمد دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) تنہا جائیں تو اچھا ہے امید ہے کہ سلامتی کے ساتھ پہنچ

جائیں'' لیکن چونکہ حضرت خواجہ حسام الدین احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شوق کمال پر تھا اس لئے انھوں نے بہت کوشش کی کہ اہل وعیال کے ساتھ سفر حجاز اختیار کریں بلکہ بادشاہ (شاہجہان) سے بھی اس کا اظہار کیا مگر اجازت نہ ملی اور اس وقت حضرت شیخ الاسلام کا شف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صداقت ظاہر ہوئی اور انھیں متعلقین کے ساتھ جیسے کی تمنا تھی حج میسر نہ ہوا اور وہ ہند میں ۱۰۴۳ھ ہجری میں فوت ہو گئے۔

حضرات القدس، ص، 219

میرے حالات ذرا ذرا سی دیر میں بدلتے رہے

(66) حضرت علامہ مولانا محمد حنیف کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جلیل القدر خلفاء میں سے ہیں اور جو کابل میں طالبوں کی رشد وہدایت میں مصروف ہیں بیان کرتے تھے کہ شیخ محمد صدیق (فرزند شیخ بادشاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) کہ دراصل وہ کولاب (نزدیک قندہار) کے ہیں اور اب کابل میں متوطن ہیں وہ بیان کرتے تھے کہ میں تجرید وتفرید کی وضع میں برہان پور کی طرف روانہ ہوا راستے میں جب سرہند شریف پہنچا تو میں نے حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اوصاف ومناقب جو پہلے سنے تھے ان سے بھی زیادہ سنے لوگوں نے بتایا کہ اگر تمام دنیا میں گھوم کر دیکھو گے تو جو کچھ حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل ہو سکتا ہے اس کا شمہ بھر بھی تمھیں کہیں نہیں مل سکے گا یہ بات سن کر میں بہت خوش ہوا اور بلا توقف آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے آستانہ عالیہ کی طرف متوجہ ہوا جب میں آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خانقاہ میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ظہر کی نماز ادا کر کے اصحاب کے ساتھ مراقبے میں بیٹھے ہوئے ہیں میں ایک گوشے میں بیٹھ گیا فراغت ہوئی تو میں نے سلام عرض کیا اور آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے قدموں میں گر پڑا! آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے میرا احوال (باطنی) پوچھا اور فرمایا کہ ''اے درویش، جو کچھ تمارے دل میں ہے مجھ سے کہو اور انکار کی راہ مت اختیار کرو'' میں نے اپنے احوال کا انکار کیا اور عرض کیا کہ حضور، میرے تو کوئی احوال نہیں پھر آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے میرے حالات ابتداء سے آخر تک کہ جہاں میرا عبور رہا تھا پورا بیان فرما دیا کہ اس کو سن کر مجھے سخت حیرت ہوئی پھر آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) خلوت میں تشریف فرما ہوئے اور مجھ سے فرمایا کہ کل اشراق کے بعد آنا دوسرے دن مقررہ وقت پر حاضر ہوا اتفاق یہ ہوا کہ آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نماز اشراق ادا کر کے خلوت میں تشریف لے گئے تھے میں تھوڑی دیر کھڑا رہا میں نے دیکھا کہ ایک صوفی مسجد میں بیٹھا ہوا ہے اس سے میں نے کہا اے حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب تشریف لائیں تو ان سے کہہ دیجئے گا کہ ایک درویش

آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) سے ملنے آیا ہوا ہے لیکن چونکہ آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) باہر تشریف نہ رکھتے تھے اس لیے اس نے دعاء کی درخواست کی اور برہان پور کے لیے روانہ ہوگیا اس صوفی نے کہا کہ حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے لیے یہاں بٹھا رکھا ہے اور فرمایا کہ اگر محمد صدیق (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نام کے درویش آئیں تو مجھے اطلاع کر دینا حالانکہ میں نے اپنا نام حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ظاہر نہیں کیا تھا وہ صوفی حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خلوت میں گیا اور میری درخواست دعا پہنچائی آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے مجھے اندر بلوا لیا اور خود اٹھے وضو کیا اور نماز تحیۃ الوضو ادا کرنے لگے پھر مراقب ہوگئے اس کے بعد فرمایا یہاں آؤ میں آگے بڑھا اور آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے قریب بیٹھ گیا آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) پھر مراقب ہوگئے اس کے بعد ذکر قلبی فرمایا اور متوجہ ہوئے اور میرے حالات ذرا ذرا سی دیر میں بدلتے رہے اور ایک گھڑی میں اس قدر کیفیات عنایت فرمائیں کہ برسوں کی ریاضت میں اس کا شمہ بھر بھی حاصل نہ ہوتا اور ہر حال جو مجھ پر وارد ہوتا آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے تھے کہ یہ حال تم پر وارد ہوا ہے یہاں تک کہ میرے تمام حالات جو وارد ہوئے تھے بیان فرما دیئے اس کے بعد آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے مجھے برہان پور کے لیے رخصت دے دی۔

حضرات القدس، ص، 220

جو کچھ کہ میں نے ایک ساعت میں حاصل کیا بیس سال کی ریاضت میں نہیں پایا

(67) وہی مولانا (حضرت علامہ مولانا محمد حنیف کابلی رحمتہ اللہ علیہ) بیان کرتے تھے کہ ایک صفاکیش درویش نے مجھے بتایا کہ میں حرمین شریفین کے لیے عازم سفر ہوا جب سرہند شریف پہنچا تو حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کے آستانۂ عالیہ کی حاضری سے بھی مشرف ہوا اس وقت حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ نماز عشاء سے فارغ ہو چکے تھے اور خلوت گاہ میں تشریف لے جانا چاہتے تھے اسی اثناء میں میں نے سلام عرض کیا اور حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے کھڑا ہوگیا آپ (حضرت شہباز لامکانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے خادم سے فرمایا کہ "اے درویش وقت اچھا ہے یہی روٹی تمہارے لئے مرشد کی حیثیت سے تمہاری تربیت کیلئے کافی ہے" اس کے بعد میں آپ (حضرت شہباز لامکانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) سے رخصت ہوا اور ہر گھڑی میری کیفیات بڑھتی گئیں اور ہر لحظہ میرے حالات میں تبدیلی پیدا ہوتی گئی اور جو کچھ کہ میں نے ایک ساعت میں حاصل کیا بیس سال کی ریاضت میں جو

میں نے کی تھی اس کی بو بھی نہ پائی تھی اور اس کا رنگ نہ دیکھا تھا۔ حضرات القدس،ص،220

برے کام کیلئے طاقت ہی سلب ہوگئی

(68) حضرت برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک عقیدت مند مخلص نے بیان کیا کہ مجھے ایک مرتبہ ایک فاحشہ (عورت) سے تعلق اور شیفتگی پیدا ہوگئی تھی چنانچہ میں بے اختیار ہوگیا تھا ایک دن میں نے اسے اپنے خلوت خانے میں طلب کر کے مجلس بزم آراستہ کی اور چاہا کہ اس سے قربت کروں ناگاہ حضرت برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ صاف ظاہر ہوئے اور میرے منہ پر طمانچہ مارا اور میری نظر سے غائب ہو گئے طمانچہ لگتے ہی میرے بدن میں رعشہ پیدا ہوگیا اور اس برے کام کیلئے طاقت ہی سلب ہوگئی اور جو کام میں چاہتا تھا اس سے نادم اور تائب ہوا۔ حضرات القدس،ص،220

آواز دی کہ اے نور محمدؒ کچھ خوف نہ کرنا

(69) حضرت شیخ المشائخ شیخ نور محمد تہاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جو حضرت برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدیم مریدوں میں سے ہیں اور آپ (حضرت برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے خلفاء میں سے ہیں اور آٹھ مرتبہ حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوچکے ہیں بیان کرتے تھے کہ ایک مکان میں ایک جن رہا کرتا تھا جو میرے بھائی سے ہمیشہ دشمنی رکھتا تھا بلکہ وہ اسی کی اذیت سے فوت ہوئے میں بھی اسی گھر میں رہا کرتا تھا بھائی کے انتقال کے بعد مجھے ہیبت ناک شکلیں دکھائی دینے لگیں اور مجھے پھولوں کی خوشبوں ہمیشہ دماغ میں آتی رہتی تھی اور مجھے بھی ویسی (بھائی کی جیسی) حالت درپیش ہوئی جب میرے عزیزوں اور قرابت داروں نے یہ بات سنی تو وہ میری زندگی سے مایوس ہوگئے ایک رات میں اپنی اہلیہ کے ساتھ تھا اور ابھی نیند نہ آئی تھی کہ وہ جن یکا یک ہم دونوں کو نظر آیا اور ہم لوگوں پر بیٹھ گیا اور اس قدر زور دکھایا کہ ہم لوگوں کو ہاتھ اٹھانے کی طاقت نہ رہی اور لحاف بھی پاؤں سے اٹھا نہ سکتے تھے۔ جب حالت اس طرح اضطراب اور اضطرار کی ہوئی تو حضرت برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ظاہر ہوئے اور آواز دی کہ اے نور محمد (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کچھ خوف نہ کرنا یہ جن ابھی بھاگ جائے گا۔''اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا'' (بیشک شیطان کا مکر کمزور ہے) جن نے حضرت برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی آواز سنتے ہی ہم کو چھوڑ دیا اور جب میں اُٹھا تو حضرت برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نظر سے غائب تھے۔ اس کے بعد ہمارے گھر والوں میں سے کسی کو جن کا خوف نہیں رہا اور تمام جنات وہاں سے دفع ہوگئے اور میں نے خود دیکھا کہ وہ اپنے سامان اور اسباب کے ساتھ کوچ کر رہے تھے۔ اور کہہ رہے تھے کہ حضرت برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہم کو جلاوطن کر دیا ہے اور ہم اب موضع شادی وال (سوڈی وال) جارہے ہیں۔ حضرات القدس،ص،221

درویشوں کے کام کے نہیں ہیں

(70) حضرت میر شرف الدین حسین حسنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، جن کا لقب ہمت خان تھا بیان کرتے تھے کہ ایک دن مجھے خیال گزرا کہ چند نفیس کپڑے سیلہ دین کی جنس کے جو میرے گھر میں تھے اور کچھ مصالحے کھانا پکانے کے آپ (حضرت برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں بھیجوں جب میں نے ان چیزوں کو نکال رکھا تو اپنے رضاعی بھائی اللہ یار کے ساتھ روانہ کیا اتفاق سے ایک عورت جو میرے خسر کی طرف سے عزیز تھی اور میرے گھر مہمان تھی کہنے لگی کہ اس قسم کے کپڑے درویش لوگ کیا کریں گے وہ خود تو پہنیں گے نہیں میں نے اس سے کہا کہ بالفرض اگر آپ (حضرت برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نہ پہنیں گے تو آپ (حضرت برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے گھر میں اہل خانہ کے کسی اور کام میں آسکیں گے جب اللہ یار نے وہ کپڑے اور مصالحے حضرت برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش کئے تو دیکھتے ہی آپ (حضرت برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ مصالحے لے لئے جائیں اور کپڑوں کو دیکھ کر فرمایا کہ میر شرف الدین حسین (رحمۃ اللہ علیہ) سے کہو کہ یہ کپڑے نفیس ہیں درویشوں کے کام کے نہیں ہیں اور بعض عورتیں جو تمہارے گھر میں ہیں ان کو دیدو تا کہ وہ پہن لیں کیونکہ ان کے لائق ہیں اس طرح آپ (حضرت برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے واپس بھیج دیئے اس کرامت کے ظہور سے وہ عورت جس نے ویسا کہا تھا بہت شرمندہ ہوئی اور نادم و پشیمان ہو کر توبہ کی کہ آئندہ آپ (حضرت برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے متعلق ایسی بات کبھی نہ کہے گی۔

حضرات القدس، ص، 221، 222

امیرانہ لباس پہنایا وہ شخص جانی اور مالی نقصان میں مبتلا ہوا

(71) حضرت میر شرف الدین حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ بھی بیان کرتے تھے کہ میرا بیٹا شمس الدین احمد جب دو سال کا تھا تو دہلی کے نواح میں عظیم وبا پھیلی وہ بھی سخت بیمار ہو گیا اور دو تین دن تک اس نے دودھ نہ پیا اور ہوش کھو بیٹا جان کنی کے آثار ظاہر ہوئے اور ایسا لگتا تھا کہ اس کے پیروں سے جان نکل کر کمر تک آگئی اور کمر سے سینے تک پہنچ گئی۔ جو لوگ وہاں بیٹھے تھے وہ رونے لگے لیکن میں بارگاہ الٰہی میں متوجہ ہو گیا اور نذر مانی کہ یہ بچہ جب پانچ چھ سال کا ہو گا تو اس کی دایہ کے ساتھ اسے حضرت برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بھیجوں گا کہ وہیں بڑا ہو گا اور وہاں کی غلامی کرے گا اور عبادت میں مشغول رہے گا اس نذر ماننے کے بعد ہی فوراً ایسا محسوس ہوا کہ اس کے بدن میں جان پھر آگئی وہ حرکت کرنے لگا آنکھیں کھولیں دودھ مانگا اور اچھا ہو گیا پھر بڑی کرامت یہ دیکھی کہ بچہ وہ چونکہ نذر کیا ہوا تھا اس لیے اس کے بعد جس کسی نے اسے دنیاداری کی طرف کھینچنا چاہا اور اسے امیرانہ لباس پہنایا وہ شخص جانی اور مالی نقصان میں مبتلا ہوا چنانچہ اس کے دادا اور نانا بڑی کوشش کرتے رہے کہ وہ درویش نہ بنے اور انہیں چاہتے تھے کہ میں اسے حضرت برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ کی غلامی میں بھیجوں تو وہ دونوں جلد فوت ہوگئے اور اس کی ماں بھی اسی کوشش میں بھی اپنے غلام کے ہاتھوں قتل ہوگئی۔

حضرات القدس،ص،222

مانگ کیا مانگتا ہے (انشاء اللہ) وہی ملے گا

(72) ایک دن حضرت برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تنہائی میں بیٹھے ہوئے تھے اور ''نومسلم عبدالمومن'' خدمت میں تھا آپ (حضرت برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ 'مانگ کیا مانگتا ہے (انشاء اللہ) وہی ملے گا'' اس نے کہا کہ حضور میرا بھائی اور والدہ اپنے کفر میں بڑی شدت اور تعصب رکھتے ہیں میں نے بہت کوشش کی مگر وہ مسلمان نہیں ہوتے آپ (حضرت برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) توجہ فرمائیں کہ وہ مسلمان ہوجائیں آپ (حضرت برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ'' کچھ اور بھی چاہیے اس نے کہا کہ آپ (حضرت برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی توجہ سے سب بھلائی مل جائے گی لیکن ابھی آرزو ہے کہ وہ لوگ مسلمان ہوجائیں آپ (حضرت برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا۔۔۔۔۔''بہت اچھا (انشاء اللہ) وہ بہت جلد مسلمان ہوجائیں گے آپ (حضرت برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے فرمانے کے تیسرے دن اس کا بھائی اور والدہ دونوں سامانہ سے سرہند شریف آئے اور اسلام سے مشرف ہوئے۔

حضرات القدس،ص،223

حضرت مجدد الف ثانی ﷫ کے فرمانے کے مطابق وہ فتنہ فرو ہو

(73) لوگ کہتے ہیں کہ حضرت شیخ حسین اندجانی نقشبندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے واقعے میں دیکھا کہ بہت بڑا فتنہ برپا ہوگا اور جہانگیر بادشاہ کی سلطنت میں فتور پیدا ہوگا انھوں نے اپنا یہ کشف خان اعظم سے بیان کیا اور یہ بات حضرت برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تک پہنچ گئی آپ (حضرت برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ'' ہاں، ایسا ہی تھا جیسا کہ حضرت شیخ حسین اندجانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پر ظاہر ہوا تھا۔ لیکن ہم نے اس فتنے کو ٹھنڈا کردیا ہے'' چند روز گزرے تھے کہ شاہزادہ خسرو نے بغاوت کی اور اس کے ساتھ بہت سے امراء اور اغنیاء حامی ہوگئے۔ اور ملک میں فتنہ برپا ہوگیا بادشاہ (جہانگیر) نے اس کا پیچھا کیا شاہزادہ نے گوبنداول کے نزدیک شکست کھائی اور دریائے چناب کے کنارے گرفتار ہوا اور اس طرح حضرت برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرمانے کے مطابق وہ فتنہ فرو ہو۔

حضرات القدس،ص،223

اس جنگ میں مرتضٰی خان صاحب کی فتح ہوگی

(74) کہتے ہیں کہ جس زمانے میں شہزادہ خسرو نے بغاوت کی تھے بعض اُمراء نے بادشاہ سے کہا کہ اس نے مرتضی خاں کے مشورہ سے ایسا کیا ہے اور وہ بادشاہ کے خاص معتمدوں میں سے تھا بادشاہ نے کہا کہ مرتضٰی خان صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کو

اس کے تعاقب میں بھیجنا چاہے یا تو وہ اس کو پکڑ کر لے آئے گا یا خود ہی مارا جائے گا حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ بات سنی تو فرمایا کہ مرتضیٰ خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمارے خانوادہ سے محبت رکھتے ہیں اور سلسلے کے مُروّج بھی ہیں اس لیے ان کی مدد کرنی چاہیے آپ (حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) متوجہ ہوئے فرمایا کہ مجھے معلوم کرایا گیا ہے اس جنگ میں مرتضیٰ خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی فتح ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حضرات القدس، ص، 223

حضرت خواجہ خواجگان شیخ بہاء الدین والدین نقشبند کے نام نذر دیتے رہو

(75) حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک عزیز کے یہاں بیٹا تو پیدا ہوتا تھا لیکن زندہ نہیں رہتا تھا اور چھوٹی عمر ہی میں فوت ہو جاتا تھا اس لئے وہ عزیز حیران اور پریشان رہتے تھے ایک مرتبہ جب ان کے گھر بیٹا ہوا تو وہ اسے لے کر حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ حضور میں نے نذر مانی لی ہے کہ اگر یہ بچہ زندہ رہ کر بڑا ہو جائے گا تو اسے آپ (حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی غلامی میں دے دوں گا حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے توجہ فرمائی اور فرمایا کہ اس بچے کا نام عبدالحق رکھئے انشاء اللہ تعالیٰ زندہ رہے گا اور بڑی عمر پائے گا لیکن ہر ماہ پانچ بہلول (سکہ) حضرت خواجہ خواجگان شیخ بہاء الدین والدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام نذر دیتے رہو حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کی برکت سے وہ بچہ بڑی عمر کو پہنچا۔

حضرات القدس، ص، 224

اے شخص میں تیرے دل میں تاریکی دیکھتا ہوں، کیا بات ہے

(76) حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید نے بیان کیا کہ چھپ کر افیون کھایا کرتا تھا اور کسی کو بھی اس کی خبر نہ تھی ایک دن حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جا رہا تھا اتنے میں حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ پر نگاہ کی اور فرمایا کہ ''اے شخص میں تیرے دل میں تاریکی دیکھتا ہوں، کیا بات ہے ناچار میں نے اقرار کیا کہ میں چھپ کر افیون کھاتا ہوں لیکن اب تائب ہوتا ہوں۔''

حضرات القدس، ص، 224

ساٹھ سال کے بعد واقع ہوگی تو ایسا ہی ہوا

(77) حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر گرامی جب پچاس سال کی ہوگئی تو آپ (حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ عمر کے پچاس اور ساٹھ سال درمیان مجھے اپنے اوپر ایک عظیم حادثہ ظاہر ہوتا ہے اور اس وقت میری رحلت سے متعلق قضائے معلق مشہود ہو رہی ہے لیکن ساٹھ سال کے بعد جس کو اب بارہ سال باقی ہیں اس دنیا سے قضائے مبرم اور قطعی محسوس ہوتی ہے اور جیسا کہ آپ (حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ)

نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا یعنی پچاس اور ساٹھ کی عمر کے مابین (جیسا کہ فرمایا تھا) بادشاہ کی طرف عظیم حادثہ پیش آیا کیونکہ بعض اعدائے دین نے چغل خوری کی تھی اور آپ (حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے بادشاہ کو سجدہ تعظیمی نہیں کیا تھا جو بادشاہوں کیلئے رائج تھا اور یہ واقعہ مشہور ہے اور جب آپ (حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی عمر گرامی تریسٹھ سال کی ہوئی جیسا کہ آپ (حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے مشاہدہ کیا تھا کہ ساٹھ سال کے بعد واقع ہوگی تو ایسا ہی ہوا۔

حضرات القدس، ص، 224

تم کو دنیا کے اجازت نامے کی بجائے آخرت کا اجازت نامہ دیا گیا

(78) ۱۰۳۲ہجری میں شیخ المشائخ شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب اجمیر شریف میں تھے فرمایا کہ "میرے انتقال کا زمانہ قریب ہے" اور آپ (شیخ المشائخ شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ سے بشارتیں اور کرامتیں حاصل کیں جیسا کہ آپ (حضرت شہباز لامکانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے صاحبزادوں کو لکھا ہے کہ حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ نے فرمایا ہے کہ "تم کو دنیا کے اجازت نامے کی بجائے آخرت کا اجازت نامہ دیا گیا اور مقام شفاعت عطا کیا گیا" آپ (حضرت شہباز لامکانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے یہ بھی لکھا ہے کہ "امہات المؤمنین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ کے حضور میں بعض خدمات کا اہتمام فرما رہی ہیں اور فرماتی ہیں کہ ہم تمہارا انتظار کر رہے تھے ایسا اور ویسا کرنا چاہئیے اور حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ اور آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کے اہل بیت اطہار میرے لئے کوئی اجنبی نہیں" اس کے بعد حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پوری طرح سے آخرت کے کاموں میں لگ گئے اور گو کہ آپ (حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو ارشاد و تکمیل میں راحت حاصل ہوئی تھی لیکن چونکہ محبوب حقیقی کے وصال نے پرتو ڈال رکھا تھا آپ (حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے تنہائی اختیار کر لی تھی اور آپ (حضرت شہباز لامکانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے مکتوب گرامی کے ملنے کے بعد صاحبزادوں نے آپ (حضرت شہباز لامکانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا اور اجمیر شریف پہنچ گئے آپ (حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے ان کو تنہائی میں ارشاد فرمایا کہ مجھے اب کسی طرح بھی اس دنیا سے وابستگی نہیں رہی ہے مجھے دوسری دنیا میں جانا چاہئیے پھر آپ (حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے وصیتیں فرمائیں پھر آپ (حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) اپنے وطن (سرہند شریف) پہنچ گئے اور اپنے لئے ایک الگ خلوت خانہ متعین فرمایا جہاں آپ (حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) تھے اور تھوڑے عرصے میں وہیں رحلت فرمائی۔

حضرات القدس، ص، 225

فرمایا کہ تم تو شک و شبہ اور تردد سے کہتی ہو

(79) حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ شعبان ۱۰۳۴ ہجری میں گوشہ نشین تھے اور شب برات تھی آپ (حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس رات بیداری فرمائی اور دو حصہ رات گزر جانے کے بعد آپ (شیخ المشائخ شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) گھر تشریف لائے اس وقت مخدوم زادگان کی والدہ ماجدہ جوز ہرائے وقت تھیں اپنے مصلے پر بیٹھی ہوئی تسبیحات پڑھ رہی تھیں ناگاہ محترمہ کی زبان سے نکلا کہ یہ رات تو ایسی ہے کہ لوگوں کی موت وحیات اور تقدیر مقرر ہوتی ہے خدا جانے کس کا نام ورق ہستی سے منادیا گیا ہے اور کس کا نام ثابت رکھا ہے شیخ المشائخ شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تم تو شبہ و شک اور تردد سے کہتی ہو لیکن اس شخص کا حال کیا ہوگا جو دیکھتا اور جانتا ہے کہ اس کا نام نامۂ وجود سے محو کردیا گیا ہے اور اشارہ اپنے متعلق فرمایا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس بات سے چھ ماہ بعد آپ (حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے رحلت فرمائی۔

حضرات القدس، ص، 225

فرمایا کہ ان میں سے کسی بھی جگہ نہیں

(80) ایک مرتبہ آپ (حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) اپنے گھر میں آرام فرمارہے تھے فرمایا کہ "موسم سرما میں اب اس گھر میں ہم نہ سوئیں گے" حاضرین نے عرض کیا کہ اس مکان میں تو آپ (حضرت وامامنا سیع مثانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) آرام فرمائیں گے جو آپ (شیخ المشائخ شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے گوشہ نشینی کیلئے متعین فرمایا ہے فرمایا کہ "اس جگہ بھی نہیں" انھوں نے عرض تو پھر کس جگہ آرام فرمائیں گے فرمایا کہ "ان میں سے کسی بھی جگہ نہیں اور تم دیکھ لوگے کہ کیا ظاہر ہوتا ہے" اس طرح آپ (حضرت عالی امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے بات پوشیدہ رکھی اور دوستوں کو رنج سے بچانے کیلئے صراحت نہیں فرمائی پھر موسم سرما میں آپ (حضرت امام شریعت وطریقت ابو عیسیٰ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کا سایہ ہمارے سروں سے اُٹھ گیا۔

حضرات القدس، ص، 225

اپنی عمر تریسٹھ سال سے زیادہ نہیں پاتا

(81) حضرت سلطان طریقت ابو صادق مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک دن فرمایا کہ میں اپنی عمر تریسٹھ سال سے زیادہ سے نہیں پاتا پس ایسا ہی ہوا کہ آپ (حضرت شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی عمر گرامی تریسٹھ کی تھی جب رحلت فرمائی۔

حضرات القدس، ص، 225

حضرت مجدد الف ثانی نے بات پوشیدہ رکھتے ہوئے اپنے انتقال کی خبر کردی

(82) ایک روز آپ (حضرت واقف اسرار متشابہات فرقانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے ایک صادق العقیدہ امیر کو

کسی حاجت مند کی سفارش میں مکتوب لکھا اور اس میں یہ بھی لکھا کہ ''چونکہ اس شہر میں ہر سال وبا آتی ہے معلوم نہیں کہ اس سال میری زندگی وفا کرتی ہے یا نہیں امید ہے کہ آپ (حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) اچھی طرح ہوں گے'' اسی طرح آپ (حضرت واقف اسرارِ متشابہات فرقانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے بات پوشیدہ رکھتے ہوئے اپنے انتقال کی خبر کر دی پھر اسی سال آپ (حضرت واقف اسرار متشابہات فرقانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے رحلت فرمائی۔

حضرات القدس، ص، 226

چند روز ٹھہر جاؤ

(83) ایک دوست (غالباً یہ دوست علامہ مولانا محمد ہاشم کشمی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے) نے بتایا کہ اس زمانے میں جب حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بیمار تھے مجھے خیال آیا کہ چند روز کیلئے اجازت لے کر اپنے وطن ہو آؤں پھر خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا آپ (حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں عرض کیا کہ مصمم ارادہ ہو گیا ہے کہ اپنے وطن جا کر (جلدی) واپس خدمت میں پہنچوں آپ (حضرت واقف اسرارِ متشابہات فرقانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ چند روز ٹھہر جاؤ میں نے عرض کیا کہ خطرہ غالب ہے آپ (حضرت امام شریعت وطریقت ابوسعید مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے پھر فرمایا کہ چند روز صبر کرو میں نے عرض کیا کہ عنقریب آپ (حضرت شیخ کبیر ابوسعید مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا آخر آپ (حضرت شیخ کبیر ابوسعید مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے بادل ناخواستہ اجازت دے دی اور یہ مصرع پڑھا

کجا تو، کجا ما، کجا نو بہار کہاں تم کہاں ہم کہاں نو بہار

اس بات کے چند روز بعد آپ (حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے رحلت فرمائی۔

حضرات القدس، ص، 226

۲۸ صفر المظفر کو رحلت فرمائی

(84) ۱۲ محرم الحرام ۱۰۳۴ ہجری کو آپ (حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ مجھے فرمایا گیا ہے کہ چالیس پچاس دنوں کے اندر تمہارا انتقال ہو جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ۲۸ صفر المظفر کو رحلت فرمائی۔

حضرات القدس، ص، 227

نبی علیہ السلام کا کامل تابعدار

(85) حضور نبی کریم ﷺ کو جب نبوت ملی تو اس وقت آپ (ﷺ) کی عمر شریف چالیس برس کی تھی اور جب مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تجدید دین کا فریضہ سونپا گیا تو اس وقت غوث صمدانی امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر

شریف بھی چالیس سال تھی یعنی چالیس سال کی عمر میں قطب الاقطاب خواجہ رضی الدین محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہوگیا اور امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسند ارشاد و خلافت پر متمکن ہوئے۔ آقائے دو جہان ﷺ نے نبوت کے اعلان کے بعد 23 سال کے قلیل عرصہ میں دین اسلام کی تبلیغ کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔ بعینہ غوث یزدانی امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی صرف 23 سال کی مدت میں تجدید دین کا کام سرانجام دیا۔ اسی طرح آپ (ﷺ) کے ساتھ خاص نسبت رکھتے ہوئے غوث صمدانی امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی 63 سال کی عمر میں دنیا سے پردہ فرمایا ماشاء اللہ زہے نصیب؟

آئینہ تصوف، ص، 119 تا 120

دو روپے کے کوئلے جلائیں

(86) حضرت زبدۃ العارفین ابوسعید مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی بیماری سے پہلے فرمایا تھا کہ دو روپے کے کوئلے انگیٹھی کے لیے لائیں اس کے بعد فرمایا کہ ایک روپیہ ہی کے کافی ہیں کہ واعظ الٰہی نے میرے دل میں (ابھی) کہا ہے کہ فرصت کہاں ہے کہ دو روپے کے کوئلے جلائیں جائیں عرض کیا گیا کہ موسم سرما ہے اس لیے اندر (مکان) کام آجائیں گے آپ (حضرت زبدۃ العارفین ابوصادق مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا　کہ احباب طویل امید رکھتے ہیں وقت کہاں ہے کہ ایسا کریں۔ جب دو روپے کے لائے گئے تو ان میں سے نصف اپنے لیے آپ (حضرت سلطان طریقت ابوصادق مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے جدا کر لیے کہ بس اس قدر ہمارے لیے کافی ہیں اور بقیہ گھر میں بھیج دیئے اور جتنے کوئلے آپ (حضرت سلطان طریقت ابوعیسیٰ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اپنی انگیٹھی کے لیے جدا کر لیے تھے وہ آپ (حضرت سلطان طریقت ابوعیسیٰ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے وصال کے وقت تک کافی ہوئے۔

حضرات القدس، ص، 227

اپنے مہر کی رقم میں سے جو کہ یقینی طور پر حلال ہے

(87) اپنی وفات سے بہت پہلے صاحبزادوں کی والدہ صاحبہ سے آپ (حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا تھا کہ مجھ پر ظاہر کیا گیا ہے کہ تم سے پہلے میرا انتقال ہوگا اس لیے تم اپنے مہر کی رقم میں سے جو کہ یقینی طور پر حلال ہے میری تکفین کرنا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ محترمہ سے پہلے آپ (حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے انتقال فرمایا۔

حضرات القدس، ص، 227

وفات کے بعد کی کرامتیں

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے دونوں ہاتھ ناف پر باندھے ہیں

(88) حضرت سردار ما غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے منگل کی فجر کے وقت، ایک پہر دن چڑھنے کے بعد ۲۸ صفر ۱۰۳۴ ہجری کو اس دار فانی سے رحلت فرمائی یہ حقیر (حضرت مولانا غلام مجدد بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کا لکھنے والا حضرت سراج السالکین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے غسل کے وقت موجود تھا۔ آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے بھتیجے حضرات شیخ بہاء الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو غسل دے رہے تھے ان کو میں پانی دیتا جاتا تھا میں نے آپ (حضرت واقف اسرار متشابہات فرقانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پائے مبارک کو بوسہ دیا ہے اور اپنی آنکھوں پر ملا ہے۔ جس وقت لوگوں نے چاہا کہ غسل کے لیے آپ (حضرت واقف اسرار متشابہات فرقانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے کپڑے اتاریں اور آپ (حضرت شیخ المشائخ ابو صادق مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے اوپر سے بالا پوش کو اٹھائیں تو میں نے دیکھا کہ آپ (حضرت شیخ المشائخ ابو عیسیٰ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے دونوں ہاتھ ناف پر باندھے ہیں اور (داہنے ہاتھ کا) انگوٹھا، چھنگلیا کے ساتھ حلقہ کیے ہے جیسا کہ نماز میں اس طرح کرنا مستحب ہے حالانکہ انتقال کے وقت آپ (حضرت شیخ المشائخ ابو سعید مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیئے گئے تھے جیسا کہ عام طریقہ ہے حاضرین نے یہ دیکھنے کے لیے کہ یہ (نماز کی طرح ہاتھ باندھنا) اختیاری بات ہے یا اتفاقی ہے مکرر ہاتھوں کھول دیا مگر پھر وہ اسی طرح باندھ لیے گئے جب لوگ سمجھ گئے کہ یہی وضع آپ (حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اختیار فرمائی ہے اس لیے اسی وضع پر چھوڑ دیا گیا اور لوگ تجہیز میں مشغول ہو گئے اور جب غسل کے لیے کپڑے اتارے گئے اور دستار کو سر مبارک سے ہٹایا گیا اور غسل کے تختے پر آپ (حضرت شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو لٹایا گیا تو میں نے دیکھا کہ آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) تبسم فرما رہے ہیں جیسا کہ زندگی میں آپ (حضرت عالی امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا طریقہ مسکرانے کا تھا اور جب تک آپ (حضرت واقف اسرار متشابہات فرقانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) تختہ غسل پر تھے مسکراتے ہی رہے حاضرین بہت ہی تعجب کر رہے تھے اس سے بعد آپ (حضرت شیخ کبیر ابو صادق مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو وضو کرایا گیا اور آپ (حضرت شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے مبارک ہاتھ کو پھر لمبا کیا گیا اور آپ (حضرت مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو بائیں پہلو پر لٹایا گیا اتنے میں آپ (حضرت امام شریعت وطریقت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے سیدھا ہاتھ الٹے ہاتھ پر باندھ لیا۔ ان کو پھر لمبا کر کے تختہ پر لایا گیا اور تمام حاضرین نے دیکھا کہ سیدھا ہاتھ سیدھی طرف

سے اور الٹا ہاتھ الٹی طرف سے دھیرے دھیرے چل کر ایک دوسرے سے مل گئے اور سیدھے ہاتھ نے الٹے ہاتھ کو پکڑ لیا چنانچہ سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے اور چھنگیا نے الٹے ہاتھ کے پہنچے کو حلقہ کر لیا اس غیر معمولی کرامت سے حاضرین نے بہت زور سے چیخ ماری اور سب نے بے اختیار ہو کر سبحان اللہ پڑھا پھر چونکہ حضرت شیخ المشائخ ابوسعید مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہی مرضی دیکھی تو آپ (حضرت شیخ المشائخ ابوعیسیٰ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے ہاتھوں کو اسی طرح بند چھوڑ دیا اور ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا اور نہ لمبا کیا آپ (حضرت عالی امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے ہاتھوں کا اس طرح حلقہ کر لینا اور آپ (حضرت سلطان طریقت ابوصادق مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کا (اس حالت میں) مسکرانا ایسے خوارق اور کرامت ہیں جو رحلت کے بعد ظاہر ہے ''وَ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَ اللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ o'' (اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہے دیدے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے) اس کے بعد آپ (حضرت شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کو اس قبۂ منورہ میں جو آپ (حضرت واقف اسرار متشابہات فرقانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) نے اپنے بڑے صاحبزادے حضرت شیخ خواجہ محمد صادق رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے لیے تعمیر کرایا تھا رکھا گیا۔

حضرات القدس، ص، 227، 228

آسمان اور زمین مومن پر گریہ کرتے ہیں

(89) حضرت امام ربانی ابومعصوم مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال کے دن آسمان کے اطراف میں بہت زیادہ سرخی پھیلی ہوئی تھی۔ کہتے ہیں کہ آسمان کی سرخی اس (آسمان) کا گریہ ہے جو اللہ کے پیاروں کے لیے ہوتا ہے چنانچہ شرح صدر میں ہے کہ ''آسمان اور زمین مومن پر گریہ کرتے ہیں'' اور اسی میں ہے کہ ''آسمان کا رونا یہ ہے کہ اس کے اطراف سرخ ہو جاتے ہیں'' حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ: آسمان کی جو سرخی ہے وہ آسمان میں آسمان کا رونا ہے مومن پر''

حضرات القدس، ص، 228

حضرت مجدد الف ثانی ﷫ میری نظر سے غائب ہو گئے

(90) حضرت امام ربانی ابومعصوم مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد (تین چار روز میں) ایک مخلص نے بتایا کہ ''آج ظہر کے وقت حضرت امام ربانی ابومعصوم مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ مسجد میں نماز کے لیے میں حاضر ہوا مؤذن نے اقامت کہی اور لوگ جماعت کے لیے کھڑے ہو گئے میں امام کے پیچھے کھڑا ہوا تھا میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت امام ربانی ابو معصوم مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ میرے پہلو میں کھڑے ہوئے ہیں اور انھوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر متصل کھڑا کر دیا تاکہ درمیان میں فاصلہ نہ رہے یہی آپ (حضرت امام ربانی ابومعصوم مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) کا طریقہ اپنی زندگی میں بھی تھا نماز کے آخر تک میں آپ (حضرت امام ربانی ابومعصوم مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) کو دیکھتا رہا ایک چوغہ اور سفید شالی میں تھے اور چمڑے کے موزے پاؤں میں تھے جب میں نے نماز کا سلام پھیرا تو آپ (حضرت امام ربانی ابومعصوم مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) میری نظر سے غائب ہو گئے۔''

حضرات القدس، ص، 229

صحنِ روضہ میں حضرت مجدد الف ثانیؒ ٹہل رہے ہیں

(91) حضرت قطب الاقطاب ردیف کمالات فرزند اعظم خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت امام ربانی ابومعصوم مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پرغم کے زمانے میں فرمایا کہ میں آج رات حضرت امام ربانی ابومعصوم مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ منورہ کے صحن کے حجرے میں تھا بستر میں لیٹا ہوا تھا اور الم فراق اور درد اشتیاق کی حالت میں سوگیا تھا مجھے ایسا معلوم ہوا کہ صحن روضہ میں حضرت امام ربانی ابومعصوم مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ٹہل رہے ہیں اتنے میں میں جاگ گیا تو دیکھا کہ آپ (حضرت امام ربانی ابومعصوم مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) حجرے کے دروازے کی طرف ہوکر اندر آ گئے اور میرے بستر پر بیٹھ کر مجھے اچھی طرح گود میں دبالیا اور دیر تک دبائے رکھا جیسا کہ مشائخ اپنے مریدوں کو نعمت باطنی عطا کرتے وقت کیا کرتے ہیں مجھ پر ہیبت طاری ہوگئی اور تمام اعضاء لرزنے لگے اس کے بعد آپ (حضرت امام ربانی ابومعصوم مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) میری نظر سے غائب ہوگئے میں جب تک اس حجرے میں رہا راتوں میں آپ (حضرت امام ربانی ابومعصوم مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو روضہ کے صحن میں دیکھتا تھا کہ سیر کررہے ہیں اور چونکہ ساطبعی وجود یہ طاقت نہیں رکھتا تھا کہ میں عالم قدس میں رہنے والوں سے معانقہ کرسکوں اس لئے ڈر جاتا تھا اور میں نے آپ (حضرت امام ربانی ابومعصوم مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو پھر اس طرح نہیں پایا جیسا کہ پہلی رات دیکھا تھا۔ صرف روحانی فیض پر اکتفا ہوتا رہا۔

حضرات القدس، ص، 229

صورت شریف کو میں نے ہوا میں معلق دیکھا تو ساری بیماری سلب ہوگئی

(92) حضرت شیخ المشائخ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرا ایک پہلو شل ہوگیا تو میں نے حضرت مجدد (حضرت عالی امام ربانی شیخ کبیر مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی روح سے مدد چاہی اسی وقت آپ (حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی صورت شریف کو میں نے ہوا میں معلق دیکھا تو ساری بیماری سلب ہو گئی۔

مقامات مظہری، ص، 579

ہم خدا سے واصل ہیں اور ہم جنت میں آ گئے ہیں

(93) حضرت امام ربانی ابومعصوم مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مخلص بیان کرتے تھے کہ میرا لڑکا بیمار ہوا اور اس بیماری میں اسے ڈراؤنی صورتیں اور خوفناک شکلیں دکھائی دیتی تھیں وہ ڈرتا تھا اور لرزتا تھا میں نے کہا کہ اے بیٹے تو نے حضرت امام ربانی ابو معصوم مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی خوردسالی میں دیکھا تھا کیا تجھے حضرت امام ربانی ابومعصوم مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا کچھ حلیہ یاد ہے اس نے کہا کہ حضرت امام ربانی ابومعصوم مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی داڑھی اور مونچھیں مجھے یاد ہیں میں نے کہا کہ بس تو اتنی ہی بات یاد رکھو پھر شیطانی وسوسے تیرے پاس نہیں آئیں گے اور حضرت امام ربانی ابومعصوم مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی صورت مبارک کی یاد کے طفیل میں تجھے صحت عطا ہوگی اس نے حضرت امام ربانی ابومعصوم مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے

حلیے کو ذہن میں رکھا ناگاہ اسے استغراق ہوگیا افاقے کے بعد اس نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام ربانی ابو معصوم مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ وہ فرماتے تھے کہ ''ہم خدا سے واصل ہیں اور ہم جنت میں آگئے ہیں پہلے ہم نے دایاں قدم جنت میں رکھا اور اللہ تعالیٰ کے قدم پکڑ لئے'' میں نے عرض کیا ''اے حضرت امام ربانی ابو معصوم مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مجھے خدا سے ملا دیجئے میں بھی اللہ تعالیٰ کے قدم پکڑ لوں'' آپ (حضرت امام ربانی ابو معصوم مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا ''ابھی تمہارا اور میرے فرزندوں کا وقت نہیں آیا ہے'' جب وہ لڑکا خواب سے بیدار ہوا تو پوری صحت حاصل کر چکا تھا ضعف کا بھی کوئی اثر باقی نہ تھا اور وسواس بھی پوری طرح دور ہو چکے تھے (اس مخلص نے بتایا کہ) اس واقعہ صادقہ کے دیکھنے کے بعد ہمارے ممالک میں اطلاع پہنچی کہ حضرت امام ربانی ابو معصوم مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوگیا ہے۔

حضرات القدس، ص، 230

ہمارے اوج سعادت بھی دام میں آجائے اگر تمہارا قدم اس مقام میں آئے

(94) رفت آنکہ بود دیدۂ ادراک این و آن ‏ خفاش آفتاب ظہور کمال او

او نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم بُد ار نیست باورت ‏ ''نائب'' شمار وعمر نبی بین وسال او

ایک دن لشکر بڑے گاؤں میں سے ایک گاؤں کے اطراف میں پہنچا حضرت امام شریعت وطریقت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خادموں نے اس گاؤں کے نزدیک قیام کر کے خیمے بلند کرنے لگے اسی درمیان میں بندہ نے حضرت شیخ کبیر مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ تنہا اس گاؤں کی گلی میں داخل ہوئے بندہ آپ (حضرت غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے پیچھے دوڑا جب مجھ کو دیکھا تو فرمایا کہ دل میں آیا کہ دیہات میں کوئی مسجد ہوگی وہاں جا کر تازہ وضو کر کے دو رکعت ادا کروں چند قدم بھی نہ چلے تھے کہ ایک مسجد بہت صاف ستھری ظاہری ہوئی اور ایک کنواں لوازم اسباب وضو کے ساتھ تھا اس مسجد کے صحن میں وضو کر کے آپ (حضرت عالی امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) مسجد میں داخل ہوئے فقرا میں سے ایک فقیر جو وہاں تھا اس فقیر سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہیں بندہ نے اس کو خبر دی کہ پورے ذوق کے ساتھ دوڑ کر گیا اور ایک عزیز کو جو اس جگہ کا مقتدا تھا اور مسجد کے پہلو میں اس کا مکان تھا حضرت سلطان طریقت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف سنے ہوئے تھا صاحب برکات (حضرت شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی ملاقات اور دیدار کا آرزومند رہتا تھا لیکن بوڑھاپے اور دوسری رکاوٹوں کے سبب اس کیلئے آپ (حضرت مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں پہنچنا آسان نہ تھا وہ عزیز آکر قدم مبارک پر گر پڑا اور زبان اس بیت کے مضمون کے مطابق کھولی۔ ع

ہماری اوج سعادت بدام ما افتد ‏ اگر ترا گزری برمقام ما افتد

ترجمہ ہمارے اوج سعادت بھی دام میں آجائے اگر تمہارا قدم اس مقام میں آئے

اور اس رات آپ (حضرت غوث یزدانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو اور تمام فقیروں کو اپنے گھر لا کر مہمانی کی اور دوسرے دن صبح کو متوجہ ہو کر ذکر کی تعلیم حاصل کی اور اس کے فرزند اور کئی درویش بھی معمور اور صاحب حضور ہو گئے رخصت کے وقت ایک منزل تک ساتھ ساتھ متابعت بھی کی۔

زبدۃ المقامات، ص، 230، 231

ایک تحریر اس ناچیز حضرت فرید عصر خواجہ محمد ہاشم کشمی کے نام ہو جائے

(95) حضرت شیخ المشائخ ابو سعید مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خوارق جو اس فقیر (حضرت فرید عصر خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے مطالعہ میں آئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ چونکہ مخلصوں میں سے ہر ایک کے نام ایک مکتوب تحریر کیا تھا اس لئے اس ناچیز (حضرت فرید عصر خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے دل میں اس دولت کی آرزو پیدا ہوئی اور ٹوٹے دل میں یہ خیال گزرا کہ اگر اتفاقاً عنایت الٰہی سے ایک تحریر اس ناچیز (حضرت فرید عصر خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے نام ہو جائے اور وہ تحریر اس دفتر کے مکتوبات کا خاتمہ ہو تو کیسا ہی خوش نصیبی ہو کیا میں اس دربار کے تمام مخلصین میں سب سے فروتر ہوں اتفاقاً جب ایک موقع پر آپ (حضرت شیخ المشائخ ابو عیسیٰ مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے چاہا کہ اس دور افتادہ متردد غلام کو برہان پور نوازش نامہ بھیجیں تو آپ (حضرت شیخ المشائخ ابو محمد صادق مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے لکھ کر فرمایا کہ اس دفتر کے مکتوبات کو جو پیغمبروں (علیہم السلام) کی اور اصحاب بدر (رضی اللہ عنہم) کی تعداد کے مطابق ہے اس مکتوب پر ختم کریں جو فلاں کے نام ہے چنانچہ میری مراد کرامت کے ساتھ حاصل ہوئی۔

زبدۃ المقامات، ص، 230

ایک خشم ناک شیر کو میں نے وہاں داخل ہوتے دیکھا

(96) حضرت شیخ المشائخ شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بزرگ خلفاء میں ہے وہ بیان کرتے تھے کہ ایک دن چند دوستوں کے اصرار سے ایک بزرگ کی قبر کی زیارت کیلئے گیا کہ آپ (حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) ان کے بعض خلاف شرع باتوں سے ناخوش تھے۔ لیکن میں اپنے جانے پر اس ناخوشی کی وجہ سے متذبذب تھا لیکن دوستوں کی رفاقت سے مجبوراً ہو گیا تھا جب میں اس بزرگ کی قبر پر مراقب ہوا تو فی الفور ایک خشم ناک شیر کو میں نے وہاں داخل ہوتے دیکھا میں نہایت خوف زدہ ہو کر اس شیر کو دیکھ رہا تھا کہ یکا یک اس شیر کی آنکھیں آپ (حضرت راز دار کمالاتِ صوفیاء مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی آنکھوں کی طرف نظر آنے لگیں پھر اس شیر کے چہرے سے صورت انسان نظر آنے لگی اور وہ بھی سخت ہیبت سے تھی چنانچہ میں اس ہیبت مراقبہ ختم کر کے اٹھ کھڑا ہوا اور استغفار کرنے لگا۔

زبدۃ المقامات، ص، 352

حضرت مجدد الف ثانی کے ہاتھ میں برہنہ تلوار ہے

(97) وجد حال والے ایک درویش نے بیان کیا کہ جب حضرت سردار اولیاء سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے

مناقب اور حالات تمام دنیا اور دنیا والوں میں پھیل گئے اور مشہور ہو گئے تو میں آپ (حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجد دالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے دیدار فائض الانوار کے لیے سرہند شریف آیا اور رات کا چوتھائی حصہ ختم ہوا ہو گا کہ میں شہر میں داخل ہوا اور ایک مسجد میں چلا گیا مسجد کا ایک ہمسایہ مجھے اپنے گھر لے گیا اور مجھ پر مہربانی کی اسی دوران میں نے اس سے حضرت سردار اولیاء کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات دریافت کیے وہ طعن اور اعراض کرنے لگا میں رنجیدہ ہوا اور اپنے باطن میں آپ (حضرت عالی امامِ ربانی کمالات نبوّت و ولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی طرف متوجہ ہوا ناگاہ دیکھا کہ آپ (حضرت عالی امامِ ربانی کمالات نبوّت وولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) تشریف لے آئے اور آپ (حضرت عالی امامِ ربانی کمالات نبوّت وولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے ہاتھ میں برہنہ تلوار ہے اور آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّدالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس طعنہ کرنے والے کے ٹکڑے کر دیئے اور باہر تشریف لے گئے میں نے یہ حال دیکھا تو مجھ پر دہشت طاری ہوئی اور میں اضطراب کے عالم میں آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّدالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے پیچھے دوڑا لیکن آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّدالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو نہ پایا صبح کو جب میں آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّدالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں پہنچا تو مجھے خوف اور رعشہ ہو رہا تھا آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدّدالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے مجھے لپٹا لیا اور مسکرا کر کان میں فرمایا جو کچھ رات میں واقعہ گزرا دن میں اس کا ذکر نہیں کرتے'' اس کے بعد اس محلّہ میں جب میں گیا تو دیکھا کہ ایک شور برپا ہے کہ اس شخص کو کسی نے قتل کیا اور چلا گیا۔

حضرات القدس، ص، 181

اس مرض کو خود اپنے اوپر کھینچ لیا

(98) آپ (حضرت عالی امام ربانی ابوسعید مجدّدالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے بعض نہایت معتبر مریدوں نے بتایا کہ حضرت محمد صادق کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو آپ (حضرت عالی امام ربانی ابوعیسیٰ مجدّدالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے جلیل القدر مخلصین میں سے تھے جزام میں (اللہ بچائے) مبتلا ہو گئے مرض کے غلبہ کی وجہ سے لوگوں نے ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے سے اجتناب کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ ایک دن ایک مجلس میں ان کے ایک خاص دوست نے بھی ان کے ساتھ کھانے سے پرہیز کیا وہ اس دوست کے عار سے سخت شرمندہ اور رنجیدہ ہوئے اور آپ (حضرت امام شریعت وطریقت مجدّدالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر توجہ اور عنایت کے ملتجی ہوئے حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدّدالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ شفقت و رحمت کے باعث بہت مغموم ہوئے اور اس مرض کے دفع کیلئے توجہ فرمائی اور اس مرض کو خود اپنے اوپر کھینچ لیا چنانچہ ان کے بدن کا اثر آپ (حضرت مقبول یزدانی مجدّدالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے قدم مبارک پر آ گیا اور احباب نے دیکھا کہ حضرت مولانا محمد صادق کابلی رحمۃ اللہ علیہ کے بدن پر اس کا اثر باقی نہ رہا ہر چند کہ اس واقعہ کو دیکھ کر مخلصین کا اخلاق اور عقیدت آپ (حضرت سلطان طریقت ابوسعید مجدّدالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) سے بہت زیادہ بڑھ گئی لیکن اس لئے کہ وہ مرض آپ (حضر

ت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی طرف منتقل ہوگیا تو وہ سب کے سب بہت غمگین ہوئے اور بے چین ہو گئے جب آپ (حضرت ابوسعید راز دارِ کمالاتِ صوفیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے صاحبزادوں اور احباب کی پریشانی اور بے آرمی مشاہد فرمائی تو پھر آپ (حضرت شیخ کبیر مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے بارگاہ الٰہی میں التجا اور تضرع کیا کہ آپ (حضرت ابوسعید مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) سے بھی مرض دور کر دیا جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے وہ مرض دور ہو گیا اور آپ (حضرت ابوعیسیٰ قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے صاحبزدگان اور احباب کو اس کی خوش خبری سنادی اور وہ اعضاء بھی دکھلا دیئے کہ ان پر بفضلہٖ تعالیٰ وہ اثر باقی نہ رہا پھر سب نے شکر ادا کیا اور یہ خارق آپ (حضرت امام شریعت وطریقت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے خوارق میں سے بہت عجیب تھا۔

زبدۃ المقامات، ص، 352

نمازِ تہجد کی فضیلت اور فائدہ

(99) ایک روز یہ عاجز (حضرت شیخ المشائخ فرید عصر محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سورۃ بنی اسرائیل کی تلاوت کے دوران جب اس آیت شریفہ پر پہنچا: ''وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ''(سو اس میں تہجد پڑھا کیجئے جو کہ آپ کیلئے زائد چیز ہے امید ہے کہ آپ کا رب (عزوجل) آپ کو مقام محمود میں جگہ دے گا) تو دل میں یہ خیال آیا کہ شاید نماز تہجد کو مقام محمود کی برکات میں کوئی دخل ہے یا نہیں یہ بات حضرت عالی امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کرنا چاہیئے اس ارادہ سے میں حاضر ہوا آپ (حضرت ابوعیسیٰ شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) اس وقت وضو فرما رہے تھے جونہی مجھے دیکھا فی الفور فرما دیا کہ:

''تہجد پابندی سے پڑھتے ہو''۔ میں نے عرض کیا کہ۔ اکثر پڑھ لیتا ہوں۔ آپ (حضرت ابوسعید غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا۔۔:'' جو شخص چاہتا ہے کہ مقام محمود سے جو کہ مقام شفاعت ہے پوری طرح بہرہ مند ہو تو اسے چاہیئے کہ نماز تہجد کا التزام رکھے۔'' پھر آپ (حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے یہی مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔ اس عاجز نے قدموں پر سر رکھ دیا اور عرض کیا کہ: ۔۔۔'' میں اسی راز کے سمجھنے کیلئے خدمت میں حاضر ہوا تھا، الحمد للہ کہ آپ (حضرت ابوعیسیٰ شیخ کبیر مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی کرامت سے بغیر عرض کئے ہوئے یہ بات معلوم ہوگئی۔''

زبدۃ المقامات، ص، 368

تو وہ سکر کے عالم میں کہا ہوگا

(100) یہ فقیر (حضرت قدوۃ الاولیاء فرید عصر محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ) عرض کرتا ہے کہ جن ایام میں حضرت سلطان طریقت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے طریق رابطہ (تصور شیخ) میں مشغول فرمایا تھا مجھے آپ (حضرت راز دارِ کمالاتِ صوفیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) سے عشق پیدا ہوگیا تھا ایک دن میں نے ایک رباعی نظم کی اور آپ (حضرت مقبول یزدانی مجدد الف

ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں پیش کی وہ رباعی یہ تھی۔

اے آنکہ ملائک مگس قند تواند　　دل سوختگان عشق اسپند تواند

کان نمک از لعل تو آوارہ بکوہ　　عالم ہمہ در شور شکر خند تواند

آپ (حضرت ابوعیسیٰ قیوم اول مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے پہلا مصرع سنتے ہی فرمایا کہ: ''کسی کی تعریف اس طرح نہیں کرنی چاہیئے کہ جس سے کسی دوسرے بزرگ کی قدح لازم آئے فرشتے سب بزرگ ہیں اور جمہور اہل سنت کے نزدیک ان میں سے عام ملائکہ بھی عام انسانوں سے خواہ اولیاء کرام ہوں یا ان کے علاوہ ہوں افضل ہیں ''مگس قند' ان کو کہنا مناسب نہیں ہے۔''

اس عاجز نے چاہا کہ اپنے مصرع کی حمایت کیلئے حضرت شیخ المشائخ مولانا محمد جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر پیش کروں جو خود آپ (حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) ہی زبان سے ادا ہونے والا تھا۔ لیکن میں اسے معاوضہ سمجھ کر خاموش ہو گیا تو آپ (حضرت ابوسعید شہباز لامکانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ: ''شاید تم نے حضرت شیخ المشائخ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس شعر پر تکیہ کیا ہوگا کہ

بے عنایات حق وخاصان حق　　گر ملک باشد سیا ہش شد ورق

لیکن یہاں خاصان حق'' سے حضرت شیخ المشائخ مولانا محمد جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مراد انبیاء علیہم السلام ہوں گے یا انہوں نے اگر مبالغہ سے کام لیا ہے اور بغرض محال ویسا ہی سمجھا ہے تو وہ سکر کے عالم میں کہا ہوگا''۔ زبدۃ المقامات، ص، 268

ایک ہزار سے زیادہ لوگ اس کے توسط سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ میں داخل ہوئے

(101) ایک اھل دل شخص جو حدود دکن میں رہتا تھا اور حضرت ابوسعید شیخ کبیر مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کبھی حاضر نہ ہوا تھا لیکن غائبانہ طور پر آپ (حضرت عالی امامِ ربانی مقبول یزدانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے مشتاقوں اور آرزومندوں میں سے تھا اس نے نہایت اشتیاق سے اپنی محرومی اور نارسائی سے متعلق آپ (حضرت عالی امامِ ربانی قیوم اول مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں عریضہ (خط) لکھا آپ (حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے اسے پڑھ کر جواب دیا کہ'' آپ کا خط پڑھتے وقت آپ کی نورانیت اس نواح میں بہت زیادہ پھیلی ہوئی نظر آئی اور امیدوار ہو کہ اللہ تعالیٰ کا بڑا شکر واحسان ہے اس سلسلے میں وہ شخص اس جواب کے پہنچنے کے ایک سال بعد آپ (حضرت ابوعیسیٰ غوث یزدانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ عرصے تک آستانہ عالیہ میں رہ کر اور آپ (حضرت عالی امامِ ربانی کمالات نبوّت وولایت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی نوازشوں سے بہرہ در ہو کر دکن واپس ہوا اس کے دکن جانے کے تھوڑے دنوں بعد آپ (حضرت ابوسعید شہباز لامکانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی بشارت کا ظہور ہوا اور قریب

ایک ہزار سے زیادہ لوگ اس کے توسط سے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہوئے اور ایک بہت تعداد میں لوگ صاحب ذوق وحال بن گئے اور بکثرت لوگ فسق و فجور سے ہٹ کر صلاح وفلاح کی طرف آ گئے آپ (حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے یہ بات اس شخص کے متعلق پانچ چھ سال پہلے ہی فرمادی۔

اس دور میں نظر کے ہیں کتنے ہی دل اسیر

زبدۃ المقامات، ص، 370

میں ان کی پیشانی پر لفظ ''انکار'' جلی حرفوں میں لکھا ہوا دیکھتا ہوں

(102) ایک پیر سجادہ نشین بڑی طلب و نیاز مندی کے ساتھ دور دراز فاصلے سے آپ (حضرت کمالات نبوت وولایت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے آستانے پر محبت کے ساتھ حاضر ہوئے آپ (حضرت عالی امامِ ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کا شیوہ تھا کہ آپ (حضرت شیخ کبیر قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) پاس آنے والوں کے ساتھ اور بالخصوص مشائخ اور صالحین کے ساتھ آپ (حضرت سلطان طریقت قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) بہت بشاشت تواضع اور مہربانی سے پیش آتے تھے لیکن اس سجادہ نشین کے حق میں آپ (حضرت شہباز لامکانی غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی عنایت اور رافت ویسی ظہور میں نہ آئی بعض مخلصین نے عرض بھی کیا کہ یہ مشہور مشائخ میں سے ہیں اور بہت اخلاص کے ساتھ بڑی دور سے اس آستانۂ عالیہ (نقشبندیہ مجددیہ) پر پہنچے ہیں اس لئے ان کے حق میں حضور زیادہ کرم فرمائیں۔ آپ (حضرت کمالات نبوت وولایت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ: ''میں بھی یہی گمان اور خیال رکھتا تھا لیکن میں ان کی پیشانی پر لفظ ''انکار'' جلی حرفوں میں لکھا ہوا دیکھتا ہوں کیا کیا جائے'' ان مخلصین کو تعجب ہوا، ایک وقت گزر گیا پھر آپ (حضرت امام شریعت وطریقت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے فرمانے کے مطابق ہی اس سجادہ نشین پر ویسا ہی ظہور میں آیا ارشاد ہے۔

''اتقوا فراسة المومن فانه ينظر بنور'' (مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے)

زبدۃ المقامات، ص، 372

مجھے الہام فرمایا کہ اگر تم اجازت دو تو یہ دو فرشتے تمہاری قبر میں آئیں

(103) حضرت خواجہ محمد معصوم مخدوم زادہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے بیان کیا کہ میں نے آپ (حضرت مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ منکر ونکیر کے سوال کس طرح گزرے آپ (حضرت شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے انتہائی رحمت سے پہلے مجھے الہام فرمایا کہ اگر تم اجازت دو تو یہ دو فرشتے تمہاری قبر میں آئیں میں نے عرض کیا کہ میرے اللہ میرے مولا یہ دو فرشتے بھی تو تیرے حضور ہی میں ہیں تو پھر اس بندۂ (حضرت عالی امامِ ربانی کمالات نبوت وولایت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) مسکین کے پاس نہ آئیں اللہ تعالیٰ نے نہایت رحمت وعنایت میرے حال میں شامل فرما کر ان (دونوں) کو میرے پاس نہیں بھیجا (پھر) میں نے پوچھا کہ ضغطۂ قبر کس طرح گزر۔ لیکن بہت ہی کم

اور وہیں حضرت مولانا محمد ہاشم خادم بھی موجود تھے جو آپ (حضرت عالی امام ربانی کمالات نبوّت وولایت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے بہت پرانے مخلص ہیں وہ ایک پیر پر کھڑے ہو کر (نہایت ادب سے) کہنے لگے کہ آپ (حضرت عالی امام ربانی کمالات نبوّت وولایت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) جو ضغطۂ قبر کے متعلق فرمارہے ہیں۔ ''بہت ہی کم'' گزرا، تو یہ محض تواضع کی بنا پر فرمارہے ہیں ورنہ اتنا بھی نہیں گزرا۔

زبدۃ المقامات، ص، 399، 400

یا اللہ تو مجھے اس کے شر سے بچا جس چیز کے ساتھ تو چاہے وہ کشتی دریا میں غرق ہو گئی

(104) حضرت شیخ المشائخ فرخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو عالم کثیر العمل اور حضرت شمع بزم عرفاں برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتوں سے تھے حج کیلئے تشریف لے گئے سید محمد برزنجی جو کہ قدوۃ السالکین شیخ العرفاں مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے انکار میں تشدد رکھتا تھا اس نے چاہا شیخ (حضرت شیخ المشائخ فرخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے الزام کیلئے مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ مشرفہ میں آئے۔ شیخ (حضرت شیخ المشائخ فرخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے دعا کی کہ الٰہی! میں عجمی ہوں اور وہ عربی ہے حرم مبارک میں مجادلہ مناسب نہیں تو مجھے اس کے شر سے بچا وہ سخت بیمار ہو گیا شیخ (حضرت شیخ المشائخ فرخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ کے مزار مقدس کی زیارت سے مشرف ہو کر ہندوستان کا رخ کیا اور کشتی پر سوار ہو گئے۔ اس نے صحت وقوت پا کر ان کا تعاقب کیا اور ایک کشتی میں سوار ہوا تا کہ جہاز میں قدوۃ السالکین شیخ العرفاں مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے معارف میں ان سے بحث کرے شیخ (حضرت شیخ المشائخ فرخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے یوں دعا کی ''اللھم اکفنیہ بما شئت'' یا اللہ! تو مجھے اس شر سے بچا جس چیز کے ساتھ تو چاہے وہ کشتی دریا میں غرق ہو گئی اور منکر اولیاء کو سزا مل گئی۔

تذکرہ مشائخ نقشبند 253

منقبت شریف

وہ اہل طریقت کیلئے نور کا مینار

مدفون ہے سرہند میں وہ مرد حق آگاہ
جو واقف حالات تھا جو کاشف اسرار
انوار الٰہی کا خزینہ تھا وہ سینہ
وہ ہند میں ترویج شریعت کا علم دار
قرآن کی تفسیر تھا ہر قول دلآویز
روشن تھا احادیث سے آئینہ افکار

اللہ نے یوں دیں کی بصیرت سے نوازا
ہر عقدہ مشکل ہوا آساں دم گفتار

وہ اہل شریعت کے لئے باعث تقلید
وہ اہل طریقت کے لئے نور کا مینار

کی سنت سرکارؐ کی گفتار سے تصدیق
کردار سے کرتا تھا اسی قول کا اقرار

ہر لحظہ رہا دین کی احیاء کا اسے دھیان
ہر جبر کے باوصف تھا توحید کا داعی

بدعات زمان سے رہا نا خوش و بیزار
باطل کی ہر چال سے رہتا تھا خبردار

تعلیم پیمبر کا مبلغ تھا بہر حال
دربار شہنشاہ میں کیا سجدے سے انکار

گردن نہ جھکی جسکی جہانگیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمئ گفتار

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

عرفان الٰہی کی ملے اس کو بھی توفیق
حافظ بھی ہے اک چشم عنایت کا طلب گار

شیخ سرہندی، ص، 132

مزار پرانوار حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی نقشبندی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

ایں روضہ منورہ بتاریخ ۱۳۴۴ھ بمطابق ۱۹۲۵ء تعمیر یافت

یہ رباعی بھی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار اقدس کے دروازہ پر لکھی ہوئی ہے۔

زآفات زماں دل تنگ و زارم
مدد کن یا مجدد الف ثانی

سرہند شریف (بھارت) جی ٹی روڈ پر واقع ہے۔ جہاں مغل شاہنشاہوں نے اپنی بے نظیر عقیدت کا ثبوت پیش کرتے ہوئے عظیم

الشان مزار اور گنبد سنگ مرمر سے تعمیر کرایا۔ اور مزار مقدس کے ملحق وسیع باغات مغل شاہنشاں کے خلوص وعقیدت اور ذوق وشوق کا پتہ دیتے ہیں۔

جواہر نقشبندیہ، ص، 276

حضرت مقبول یزدانی امام ربانی مجدد الف ثانی کی اولاد پاک

حضرت شیخ العرفاء مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کی اولاد کے متعلق حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے ''فقرائے باب اللہ اند دلہائے عجب دارند زیادہ جرأت است'' (یہ لوگ اللہ کے در کے فقراء ہیں عجیب غریب دل رکھتے ہیں زیادہ لکھنا جرأت ہے)۔ یہ حضرات اپنی پاک باطنی اور صاحب دلی کی وجہ سے آئینہ ہائے جہاں نما بن گئے ہیں۔ حضرت قبلہ درویشاں مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد کی تعداد دس ہے۔ سات صاحبزادگان اور تین صاحبزادیاں۔

صاحبزادگان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

1. حضرت شیخ المشائخ خواجہ محمد صادق رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ
2. حضرت شیخ المشائخ خواجہ محمد سعید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ
3. حضرت شیخ المشائخ خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ
4. حضرت شیخ المشائخ خواجہ محمد فرخ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ
5. حضرت شیخ المشائخ خواجہ محمد عیسیٰ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ
6. حضرت شیخ المشائخ خواجہ محمد اشرف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ
7. حضرت شیخ المشائخ خواجہ محمد یحییٰ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

تین صاحبزادیوں کے اسماء یہ ہیں۔

1. رقیہ رحمتہ اللہ علیہا شیر خوارگی میں وفات پا گئیں۔
2. اُم کلثوم رحمتہ اللہ علیہا چودہ برس کی عمر میں وفات پا گئیں
3. خدیجہ زماں رحمتہ اللہ علیہا سلوک باطنی والد بزرگوار سے حاصل کیا حضرت شیخ العرفاء مقبول یزدانی مجدد الف ثانی نے آپ کو ولایت وکمالات کے انتہائی درجہ کے حصول کی بشارت دی تھی۔

جواہر نقشبندیہ، ص، 293

حضرت مقبول یزدانی امام ربانی مجدد الف ثانی کے خلفاء عظام

خلفاء عظام کی تعداد جن کو خلافت واجازت حاصل ہوئی تھی تقریباً پانچ ہزار بتائی جاتی ہے کچھ حضرات کے نام درج کئے جاتے ہیں

1. حضرت شیخ المشائخ خواجہ میر محمد نعمان بدخشی
2. حضرت شیخ المشائخ مولانا احمد برکی
3. حضرت شیخ المشائخ مولانا امان اللہ لاہوری
4. حضرت شیخ المشائخ شیخ بدیع الدین سہانپوری
5. حضرت شیخ المشائخ زینت بنگال مولوی حمید بنگالی
6. حضرت شیخ المشائخ میر صفر احمد رومی
7. حضرت شیخ المشائخ مولوی شیخ طاہر لاہوری
8. حضرت شیخ المشائخ عبداللہ عرف خواجہ خورد
9. حضرت شیخ المشائخ مولوی عبدالواحد لاہوری
10. حضرت شیخ المشائخ مولوی عبدالہادی فاروقی بدایونی
11. حضرت شیخ المشائخ مولوی فرخ حسین ہروی
12. حضرت شیخ المشائخ مولوی قاسم

(13) حضرت شیخ المشائخ مولانا احمد دیبنی
(14) حضرت شیخ المشائخ خلیفہ خاص مولوی بدرالدین سرہندی
(15) حضرت شیخ المشائخ مولوی شیخ حسن برکی
(16) حضرت شیخ المشائخ حاجی خضر خاں افغانی
(17) حضرت شیخ المشائخ مولوی شیخ طاہر بدخشی
(18) حضرت شیخ المشائخ خواجہ عبیداللہ عرف خواجہ کلاں
(19) حضرت شیخ المشائخ مولوی یوسف سمرقندی
(20) حضرت شیخ المشائخ ابراہیم قبادیانی
(21) حضرت شیخ المشائخ مولوی سبراہم
(22) حضرت شیخ المشائخ ابوالحسن بہا بدخشی الکشمی
(23) حضرت شیخ المشائخ شیخ کریم الدین باباحسن ابدالی
(24) حضرت شیخ المشائخ شیخ آدم بنوری
(25) حضرت شیخ المشائخ سید محب اللہ مانکپوری
(26) حضرت شیخ المشائخ شیخ محمد صادق کابلی
(27) حضرت شیخ المشائخ مولوی محمد صالح کولابی
(28) حضرت شیخ المشائخ مولوی محمد صدیق کشمی
(29) حضرت شیخ المشائخ مولوی محمد ہاشم کشمی
(30) حضرت شیخ المشائخ شیخ نور محمد پٹنی
(31) حضرت شیخ المشائخ شیخ مزمل
(32) حضرت شیخ المشائخ حافظ محمود لاہوری
(33) حضرت شیخ المشائخ مولوی یار محمد جدید بدخشی طالقانی
(34) حضرت شیخ المشائخ مولوی محمد قدیم بدخشی طالقانی
(35) حضرت شیخ المشائخ شیخ یوسف برکی
(36) حضرت شیخ المشائخ ابوالقاسم
(37) حضرت شیخ المشائخ عبدالحی حصاری
(38) حضرت شیخ المشائخ بہادر خان ابوالنبی
(39) حضرت شیخ المشائخ حافظ شیخ بہاء الدین سرہندی
(40) حضرت شیخ المشائخ میاں شیخ تاج
(41) حضرت شیخ المشائخ جمال الدین حسین بدخشی
(42) حضرت شیخ المشائخ جمال الدین حسین کولابی
(43) حضرت شیخ المشائخ سید شاہ محمد
(44) حضرت شیخ المشائخ میر صالح نیشاپوری
(45) حضرت شیخ المشائخ مفتی عبدالرحمٰن کابلی
(46) حضرت شیخ المشائخ میر عبدالرحمٰن
(47) حضرت شیخ المشائخ مولوی فیض اللہ پانی پتی
(48) حضرت شیخ المشائخ صوفی قربان
(49) حضرت شیخ المشائخ خواجہ محمد اشرف کابلی
(50) حضرت شیخ المشائخ مولوی محمد مراد بدخشی کشمی
(51) حضرت شیخ المشائخ مولوی محمد معصوم کابلی
(52) حضرت شیخ المشائخ محمد مقیم قصوری
(53) حضرت شیخ المشائخ منصور عربی
(54) حضرت شیخ المشائخ مولانا حسن کشمیری
(55) حضرت شیخ المشائخ حمید سنبھلی
(56) حضرت شیخ المشائخ فضیلت مآب خان جہاں
(57) حضرت شیخ المشائخ فضیلت مآب خضر خاں لودھی
(58) حضرت شیخ المشائخ مولوی سلطان سرہندی
(59) حضرت شیخ المشائخ فضیلت مآب سکندر خاں لودھی

رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن

حضرات القدس / سیرت مجدد الف ثانی، Z

لفظ اللہ کے عجیب و غریب لطائف ہیں

بعض محققین نے یہ فرمایا ہے کہ لفظ اللہ کے (عجیب وغریب) لطائف ہیں۔ اگر اللہ کا ہمزہ (یا الف) نہ بولا جائے تو لـلّـه کا لفظ باقی رہے گا جیسے ولـلّـه جـنـود السـمـوت والارض (اور اللہ ہی کیلئے آسمانوں اور زمین کے لشکر ہیں) اگر باقی ماندہ لفظ (لـلّه) سے لام محذوف ہوتو لَهٗ باقی رہ جائے گا (جس میں اس طرف اشارہ ہے) لـه مافی السموت ومافی الارض (اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے) اور اگر باقی ماندہ لام کو (لَهٗ سے) حذف کر دیا جائے تو ھو کی ہائے مضمومہ (ہُ) باقی رہ جاتی ہے۔ جیسے لا الہ الا ھو (وہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے) ھو میں واؤ زائد ہے اس لئے کہ یہ ھُما اور ھُم میں ساقط ہوجاتا ہے لیکن اس میں قدرے تامل ہے یہ بات اُس پر پوشیدہ نہیں ہے جو عربی داں ہے جہاں تک اس لفظ (اللہ) کے معانی کا تعلق ہے تو اس کی صورت یہ ہے کہ جب آپ اللہ کے لفظ سے اسے پکاریں گے تو گویا آپ نے اُسے اُس کی تمام صفات کے ساتھ پکارا ہے دوسرے اسماء کا یہ حال نہیں ہے اسی وجہ سے صرف اسی لفظ سے کلمہ شہادت درست ہوتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے ایک ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اگر صاحب قدرت واختیار دو خدا موجود ہوں تو ان دونوں کا دائرہ اختیار وتخلیق بھی مساوی ہوگا کیونکہ تمام اختیارات وقدرت کا سرچشمہ ان کی ذات ہوگی اور تمام مخلوقات ممکن ہونے کی وجہ سے ان کے دائرہ قدرت میں (مقدور) ہوگی ایسی صورت میں دونوں خداؤں کی حیثیت مساویانہ ہوگی اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ کسی خاص مخلوق کی تخلیق بیک وقت دونوں خداؤں کے ذریعے ہو (کیونکہ دونوں کا درجہ مساوی ہے) مگر یہ بات قطعی مُحال اور ناممکن ہے کیونکہ دو مستقل طاقتیں بیک وقت ایک چیز کی تخلیق میں (مساویانہ حیثیت سے) شریک نہیں ہوسکتی ہیں اگر کسی خاص چیز کی تخلیق ان دونوں (خداؤں) میں سے کوئی ایک کرے تو اس صورت میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ (دو مساوی خداؤں میں سے) کسی ایک کو دوسرے پر بلا وجہ ترجیح کیوں حاصل ہے (جبکہ دونوں کا مرتبہ برابر ہے) لہٰذا اگر دو یا متعدد خداؤں کو تسلیم کیا جائے تو اس صورت میں کسی ممکن چیز کی نہ تخلیق ممکن ہوگی اور نہ اس کا وجود برقرار رہ سکے گا کیونکہ اس صورت میں مذکورہ بالا صورتوں میں سے کسی مُحال اور ناممکن صورت کو تسلیم کرنا پڑے گا اور جس چیز کے ذریعے ناممکن اور محال بات کو تسلیم کرنا پڑے وہ بھی محال اور باطل ہوتی ہے اس قول کو ثابت کرنے کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ قول بہت اہم ہے: "لـو كـان فيهـمـا الهة الا الله لفسدتا" (اگر آسمان وزمین میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے علاوہ متعدد خدا ہوتے تو دونوں میں فساد برپا ہوجاتا) یہ منفی دلیل ایسی ہے جو محتاج بیان نہیں۔

فلاسفہ نے کہا ہے کہ اگر دو واجب الوجود (غیر فانی ذاتیں) ہوں تو وہ دونوں جداگانہ ممتاز و متعین ہوں گے تاکہ دو جداگانہ شخصیتوں کو ثابت کیا جاسکے حکماء اس سے پیشتر یہ ثابت کر چکے ہیں کہ وجوب عین ماہیت ہے لہٰذا ایسی صورت میں ان دونوں کو مرکب (دو یا دو سے زیادہ) ماننا پڑے گا اور مرکب ہونے کی وجہ سے وہ واجب الوجود نہیں ہوسکتے اس لئے یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ ان دونوں میں سے کوئی بھی واجب الوجود نہیں ہے حالانکہ ہم نے اس کے برخلاف بات تسلیم کی تھی۔

شرح مواقف میں مذکور ہے اس مسئلہ (توحید) کے صرف ثنویہ (دو خدا ماننے والے لوگ مثلاً مجوسی) ہی مخالف ہیں بت پرست اس کے مخالف نہیں ہیں کیونکہ یہ بت پرست دو واجب الوجود خداؤں کے قائل نہیں ہیں اور نہ وہ بتوں کو خدائی صفات سے متصف کرتے ہیں تاہم حقیقت یہ ہے کہ وہ ان پر دیوتاؤں کا اطلاق کرتے ہیں وہ پیغمبروں زاہدوں فرشتوں اور سیاروں کی تصاویر اور بت بنا کر عبادت کے طور پر ان کی تعظیم کرتے ہیں اور ان کے ذریعے حقیقی معبود (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ) تک پہنچنا چاہتے ہیں۔

رسالہ تہلیلیہ صفحہ 20 سے 21

نبی ہونے کی دلیل

بعض انسان غش کھا کر مُردے کی طرح گر جاتے ہیں اور اس کا احساس اور اس کے سننے اور دیکھنے کی قوت زائل ہو جاتی ہے تو وہ غیب کا ادراک کرتا ہے تو وہ شخص اس کا انکار کر دے گا اور اس کے محال ہونے پر دلیل قائم کرے گا اور کہے گا کہ حاسہ کی قوتیں ادراک کے اسباب ہیں پس جو شخص اس کے قائم رہنے کی حالت میں ادراک نہیں کر سکتا تو اس کے زوال کے وقت تو بدرجۂ اولیٰ اس کا ادراک نہیں کر سکتا لیکن یہ اس قسم کا قیاس ہے کہ وجود اور مشاہدہ اس کی تکذیب کرتے ہیں اور جس طرح عقل کا درجہ آدمی کے درجات میں سے ایسا درجہ ہے کہ اس میں ایسی نظر حاصل ہو جاتی ہے جس کے ذریعہ سے انواع معقولات کا ادراک کرتا ہے اور حواس سے معزول ہوتے ہیں اسی طرح نبوت سے مراد وہ درجہ ہے جس میں ایسی نظر حاصل ہوتی ہے کہ اس کی روشنی میں غیب اور وہ دیگر امور ظاہر ہوتے ہیں جن کا ادراک عقل نہیں کر سکتی اور نبوت میں شک یا تو اس کے امکان میں یا اس کے وجود میں یا ایک شخص معین کیلئے اس کے حصول میں ہوگا حالانکہ اس کا وجود اس کے امکان کی دلیل ہے اور اس کے وجود کی دلیل وہ علوم ومعارف ہیں جن کا عقل سے حاصل ہونا متصور نہیں ہو سکتا مثلاً علم طِب ونجوم کہ جو شخص ان دونوں علوم سے بحث کرے گا یا اس کو بالبداہتہ اس کا علم ہوگا کہ ان دونوں کا ادراک الہام الٰہی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے توفیق کے بغیر نہیں ہو سکتا اور تجربہ کے ذریعے ان دونوں کی طرف پہنچنے کا راستہ نہیں کیونکہ بعض احکام نجوم ایسے ہیں کہ ہر ہزار سال میں ایک بار واقع ہوتے ہیں تو یہ تجربہ سے کس طرح حاصل ہو سکتا ہے یہی حال ادویہ کے خواص کا ہے پس اس دلیل سے ظاہر ہوا کہ جن امور کا ادراک عقل نہیں کر سکتی ان کے ادراک کے طریقے کا وجود ممکن ہے اور نبوت سے یہاں یہی مراد ہے کیونکہ نبوت صرف اسی سے عبارت ہے بلکہ اس جنس کا ادراک جو مدرکات عقل سے خارج ہے نبوت کے خواص میں سے ہے اور اس کے علاوہ نبوت کے اور بھی بہت سے خواص ہیں ان خواص میں جو ہم نے بیان کئے ہیں وہ سمندر کا ایک قطرہ ہے اور جو ذکر کیا ہے تو اس لئے کہ تمہارے پاس مدرکات میں سے نیند میں اس کا نمونہ ہے اور تمہارے پاس طب ونجوم میں اس جنس کے بہت سے علوم ہیں اور یہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات ہیں ان کی طرف عقلاء، سرمایۂ عقل کے ذریعے کبھی نہیں پہنچ سکتے اور ان کے علاوہ جو دیگر خواص نبوت ہیں تو ان کا ادراک ہم ذوق کے ذریعے کر سکتے ہیں جو کہ طریق تصوف اور اولیاء اللہ [illegible]

اجمعین کے طریقے پر چلنے سے حاصل ہوتا ہے لیکن صرف یہ ایک خاصہ اصل نبوت پر تمہارے ایمان کیلئے کافی ہے جیسا کہ قطب وقت حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی "المنقذمن الضلال" نامی کتاب میں ذکر کیا ہے فلاسفہ نے کہا کہ بعثت حسن ہے اس لئے کہ یہ بہت سے فوائد پر مشتمل ہے مثلاً عقل کا تقویت پہنچانا ان امور میں جو عقل کی معرفت کے ساتھ مستقل ہیں جیسے وجود باری تعالیٰ اس کا علم اور اس کی قدرت اور حکم کا نبی سے استفادہ کرنا ان امور میں جن میں عقل مستقل نہیں ہے جیسے کلام رویت اور معاد جسمانی تا کہ رسولوں کے آجانے کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ پر کوئی حجت لوگوں کیلئے نہ ہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے ملک میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کا خوف جو پیدا ہوتا ہے اس کا نیکیوں کے بجالانے کے وقت زائل ہونا اور ان کے چھوڑنے کے وقت اس لئے کہ یہ ترک طاعت ہے اور حسن وقبح کا ان افعال استفادہ کرنا جو کبھی اچھے معلوم ہوتے ہیں اور کبھی برے بغیر اس کے عقل مواقع کی طرف رہبری کرے اور غذاؤں اور دواؤں کے منافع اور ان کی مضرتوں کا علم جس کو تجربہ مختلف ادوار واطوار کے بعد خطرات میں پڑ کر ہی حاصل کرتا ہے اور نوع انسانی کی حفاظت کیونکہ انسان مدنی الطبع ہے اور تعاون کا محتاج ہے اس لئے ایسی شریعت مصطفیٰ علیہ السلام کا ہونا ضروری ہے جو کہ شارع مقرر کرے اور اس کی اطاعت کی جائے اور نفوس بشریہ کا ان کی مختلف استعداد کے مطابق علمیات اور عملیات میں کامل کرنا اور ان کی حقیقی صنایع (صنائع) یعنی حاجات وضروریات کی تعلیم اخلاق فاضلہ کی تعلیم جن کا تعلق اشخاص سے ہے اور سیاسیات کاملہ کی تعلیم جن کا تعلق جماعتوں سے یعنی منازل اور شہروں سے ہے اور نیکیوں کی ترغیب اور برائیوں سے ڈرانے کیلئے عذاب وثواب کی خبر دینا وغیر ذلک یہ پوشیدہ نہیں کہ اس کلام سے بعثت کا وجوب سمجھ میں آجاتا ہے پس حسن سے مراد وہ ہے کو کہ واجب کو بھی شامل ہے اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ بعض مواقع میں ان (فلاسفہ) کی تصریح موجود ہے کہ بعثت واجب ہے۔

اثبات النبوۃ ص،72

عقل اور حقیقت

عقل میں بعثت کی طرف سے کفایت ہے پس کوئی فائدہ نہیں، اور ان کی دلیل یہ ہے کہ عقل جس چیز کے حُسن کا فیصلہ کرے اس پر عمل کیا جائے گا اور جس کے بُرے ہونے کا حکم دے اس کو چھوڑ دیا جائے گا اور جس کے اچھے بُرے ہونے کا کوئی فیصلہ نہ کرے تو ضرورت کے وقت اس پر عمل کیا جائے گا اس لئے کہ ضرورت موجود ہے پس اس حاجت کا اعتبار کرنا واجب ہے تا کہ اس کے فوت ہونے کی مضرت کو دفع کیا جا سکے اور مضرت کا محض احتمال اس کے بُرے ہونے کی تقدیر پر اس کے معارض نہ ہوگا اور اس حاجت کے نہ ہونے کے وقت اس کو احتیاطاً ترک کر دیا جائے گا تا کہ وہ مضرت دفع ہو سکے جس کا وہم ہے اور حسن وقبح کے متعلق عقل کا حکم تسلیم کرتے ہوئے جواب یہ ہے کہ شرع جو بعثت سے مستفاد ہے اس کا فائدہ اس کی تفصیل بیان کرنا ہے جس کو عقل نے اجمالاً حسن وقبح اور منفعت ومضرت کے مراتب دیئے ہیں اور اس چیز کا بیان کرنا ہے جس سے عقل ابتداء قاصر ہے کیونکہ عقل کے حکم کو ماننے والے اس کا انکار نہیں کرتے کہ بعض افعال ایسے ہیں۔ جن میں عقل کچھ حکم نہیں کرتی مثلا

وظائف عبادات تعیین حدود و مقادیر اور نفع پہنچانے والے اور مضر افعال کی تعلیم اور نبی علیہ السلام شارع اس طبیب حاذق کی طرح ہے جو دوائیں اور ان کے طبائع و خواص جانتا ہے یہ ایسے امور ہیں کہ اگر عام لوگوں کا تجربے کے ذریعے ان کی معرفت حاصل کرنا ممکن ہے تو وہ ایک طویل زمانے میں ممکن ہے جس میں اس کے فوائد سے وہ محروم رہیں گے اور اس کے کمال تک پہنچنے سے پہلے وہ ہلاکتوں میں پڑیں گے کیونکہ اس مدت میں بسا اوقات ایسی دوائیں استعمال کریں گے جو مہلک ہوں اور انھیں اس کا علم نہ ہو چنانچہ ہلاک ہو جائیں گے مزید برآں ان امور میں مشغول ہونا نفس کو مشقت میں ڈالنے کا اور ضروری صنعتوں کے تعطل کا اور مصالح معاش سے بے توجہی کا سبب ہوگا جب وہ اس کو طبیب سے اخذ کریں گے تو ان کا بوجھ ہلکا ہوگا اور اس سے نفع حاصل کریں گے اور ان مضرتوں سے محفوظ رہیں گے پس جس طرح کہ امور مذکورہ کی معرفت کے امکان کی بنا پر طبیب سے بے نیازی کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا اسی طرح تکالیف اور افعال کے احوال کی معرفت کے امکان کی بنا پر نہیں کہا جاسکتا کہ اس میں عقل کے تامل کی وجہ سے مبعوث سے بے نیازی ہے یہ کس طرح کہا جاسکتا ہے جبکہ نبی علیہ السلام وہ چیز جانتے ہیں کہ اس کا علم اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کی جانب سے ہوتا ہے بخلاف طبیب کے کہ محض فکر و تجربے کے ذریعے ان تمام امور کی طرف پہنچنا ممکن ہے جو کہ وہ جانتا ہے پس جبکہ وہ اس سے مستغنی نہ ہو تو نبی علیہ السلام سے بدرجۂ اولیٰ مستغنی نہیں ہوسکتا۔ (اثبات النبوۃ، ص 83)

فضیلت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ بر زبان حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

محال است سعدی کہ راہ صفا	تواں رفت جز در پے مصطفیٰ
اطاعت نہ ہو جب تلک مصطفیٰ ﷺ کی	کبھی حاصل نہ ہو دولت صفا کی
سمجھ لو بخوبی کہ راہ صفا	نہیں ملتی ہرگز نبی کے سوا
قدم پکڑیں نہ جب تلک مصطفیٰ ﷺ کا	پتہ نہیں ملتا ہے راہ صفا کا

(ترجمہ نثر) اے سعدی! سلامتی کے راستہ پر تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی کے بغیر چلنا محال ہے۔

سرکار دو جہاں احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول ہیں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کے سردار ہیں قیامت کے دن سب نبیوں کی امتوں سے زیادہ آپ (رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کی امت ہوگی اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک آپ (محبوب رب العالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) اول و آخر کے انسانوں میں سب زیادہ معزز و مکرم ہیں (قیامت کے دن) سب سے پہلے آپ (خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کا مزار مبارک شق ہوگا۔ اور (اس دن) سب سے پہلے

آپ (شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) ہی شفاعت فرمائیں گے اور سب سے پہلے آپ (حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) ہی کی شفاعت قبول ہوگی سب سے پہلے آپ (شافع محشر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) ہی جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اللہ تبارک وتعالیٰ فوراً آپ (مدنی تاجدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کیلئے دروازہ کھول دے گا قیامت کے دن آپ (امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) حمد کا جھنڈا بلند فرمائیں گے جس کے نیچے حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے علاوہ دوسرے انبیاءِ کرام علیہم السلام ہوں گے چنانچہ آپ (راحت اللعاشقین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) فرماتے ہیں: میں (پیغمبروں میں) سب سے آخر میں آیا ہوں لیکن قیامت کے دن سب پر سبقت لے جاؤں گا میں یہ بات فخر کے انداز میں نہیں کہتا (بلکہ یہ ایک حقیقت ہے) کہ میں پیغمبروں علیہم السلام کا قائد ہوں اور میں خاتم النبیین (نبوت کو ختم کرنے والا) ہوں اس پر مجھے کوئی فخر نہیں جب مُردے دوبارہ زندہ ہوں گے تو میں سب سے پہلے نکل کر اُٹھوں گا اور جب انسان وفد بنا کر آئیں گے تو میں ان کا قائد و رہنما ہوں گا اور جب وہ خاموش ہوں گے تو میں ان کی طرف سے گفتگو کروں گا اور جب انھیں روک دیا جائے گا تو میں ان کی شفاعت کروں گا اور جب لوگ مایوس ہوں گے تو میں اُنھیں خوشخبری سناؤں گا اس دن کرامت اور رحمت کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اور اس دن حمد کا علَم (جھنڈا) میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اپنے پروردِگار کے نزدیک اولادِ آدم علیہ السلام میں سب سے زیادہ معزز ہستی سمجھا جاؤں گا میرے چاروں طرف ایک ہزار ایسی خدمت گزار خواتین طواف کریں گی جو پوشیدہ انڈوں اور بکھرے ہوئے موتیوں کی مانند ہوں گی قیامت کے دن میں بلافخر نبیوں کا امام، ان کا خطیب اور ان کی شفاعت کرنے والا ہوں گا اگر آپ (سرکار مدینہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) نہ ہوتے تو اللہ تبارک وتعالیٰ مخلوق کو پیدا نہ کرتا اور نہ اپنی شان خدائی اور ربوبیت کا اظہار فرماتا اس لئے یہ حقیقت ہے کہ آپ (شمس الضحیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) اس وقت نبی مقرر ہو چکے تھے جبکہ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے (ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے)۔

رسول کریم محبوب رب العالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت کو ثابت کرنے کیلئے جمہور علماءِ کرام کے نزدیک معتبر دلیل یہ ہے کہ آپ (حضور نبی کریم محمد مصطفیٰ ﷺ) نے نبوت کا دعویٰ کیا اور آپ (احمد مجتبیٰ سرکار دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کے دست مبارک سے معجزوں کا ظہور ہوا ہر وہ شخص جو ایسا ہو وہ یقینی طور پر نبی ہے باقی رہی یہ بات کہ آپ (حضور پرنور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) نے نبوت کا دعویٰ کیا تو یہ متواتر روایات سے ثابت ہے اور یہ بات کہ آپ (رحمت عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) نے معجزے ظاہر فرمائے تو یہ اس لئے ہے کہ قرآن وغیرہ آپ (حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کے معجزے ہیں قرآن مجید اس وجہ سے معجزہ ہے کہ (رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) نے بلند بانگ فصیح وبلیغ خالص عربی اُدباء کو چیلنج کیا اور ان کو دعوت دی کہ وہ قرآن جیسی کوئی سورت پیش کریں اس قسم کے لوگ عربوں میں بکثرت تھے اور انتہائی درجہ کے متعصب تھے اور ان کی عہد جاہلیت کی حمیت وغیرت بہت مشہور تھی مگر وہ قرآن مجید کی سب سے چھوٹی سورت کے برابر بھی کوئی چیز پیش نہیں کر سکے یہاں تک کہ انھوں نے حروف کے (قلمی) مقابلے پر تلوار کی جنگ کو ترجیح دی اگر وہ (قلمی) مقابلے کر سکتے تو وہ ضرور مقابلہ

کرتے اور ہمیں متواتر روایات سے اس کا علم ہوتا اس لئے نقل و روایت کے بکثرت ذرائع ہیں (ان میں سے ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ مثلاً کوئی مقرر و خطیب منبر پر بیٹھ کر ایسے واقعہ کو بیان کرے (لہٰذا اگر ایسا واقعہ صحیح ہوتا تو) معمولی اور عادت کے مطابق اب سب واقعات کا یقینی علم حاصل ہو جاتا اس لئے کہ حواس کی طرح عادت بھی علم کا ایک ذریعہ ہے۔

ہر وہ شخص جو نبوت کا دعویٰ کرے اور معجزات دکھلائے اسے (صحیح معنوں میں) نبی اور پیغمبر تسلیم کرنا چاہیئے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ نبوت کے دعویدار کی طرف سے معجزہ کے ظہور کے بعد لوگوں کے دلوں میں اس کی صداقت کا یقین پیدا کر دیتا ہے کیونکہ بالعموم جھوٹے انسان کی طرف سے معجزہ کا اظہار نہیں ہو سکتا اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی یہ کہے میں پیغمبر ہوں پھر وہ پہاڑ کو اکھاڑ کر لوگوں کے سروں پر کھڑا کر دے اور یہ کہے اگر تم مجھے جھٹلاؤ گے تو یہ (پہاڑ) تم پر گر پڑے گا اور اگر تم میری تصدیق کر دو گے تو یہ (پہاڑ) تم پر سے ہٹ جائے گا پھر جب لوگ اس کی تصدیق کرنے کا ارادہ کریں تو (فی الواقع وہ پہاڑ) ان سے دور ہو جائے اور جب وہ اسے جھٹلانے کا قصد کریں تو ان کے قریب آ جائے ایسی صورت میں واضح طور پر یہ یقین حاصل ہوگا یہ شخص اپنے دعویٰ (نبوت) میں سچا ہے اور عقل و عادت یہی فیصلہ کرے گی کہ ایک جھوٹا شخص ایسا کام نہیں کر سکتا۔

ان لوگوں نے اس کی ایک اور مثال بیان کی ہے اور یہ کہا ہے کہ مثلاً اگر کوئی شخص کسی بادشاہ کی محفل میں جمِ غفیر (بڑے مجمع) کے سامنے کھڑے ہو کر یہ دعویٰ کرے کہ وہ ان کے پاس اس بادشاہ کا سفیر بن کر آیا ہے جب وہ لوگ اس سے دلیل اور ثبوت کا مطالبہ کریں تو وہ کہے اگر یہ بادشاہ اپنی عادت اور معمول کے برخلاف اپنے تخت سے کھڑا ہو ایسی جگہ بیٹھ جائے جہاں (بیٹھنے کا) وہ عادی نہیں ہے تو اس فعل سے اس کی تصدیق ہو جائے گی اس کے بعد بادشاہ ایسا ہی کرے تو (اس کا یہ فعل) بلا شک وشبہ اس (کے دعویٰ) کی تصدیق کیلئے بالکل مفید ہوگا۔

یہ مثال اس قسم کی نہیں ہے جس میں غائب کو موجود پر قیاس کیا گیا ہے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ ہم ثابت کریں کہ معجزہ کے ظہور سے صداقت کا کھلم کھلا ثبوت ملتا ہے اور حسب معمول وعادت اس کا یقینی علم حاصل ہوتا ہے یہ مثال صرف سمجھانے کیلئے ہے اس کی مزید وضاحت اور اس پر سوالات وجوابات کی تفصیل بڑی کتابوں میں مذکور ہے جسے ہم نے ایک رسالہ میں مفصل بیان کیا ہے جو اثبات نبوت کے نام لکھا ہے قرآن مجید کے علاوہ دوسرے بیان کئے گئے ہیں وہ بہ تفصیل وتواتر منقول نہیں ہیں (حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے) معجزات کے صادر ہونے کا ثبوت متواتر روایات سے مسلم ہے (ہمیں اس کا ایسا ہی یقین ہے) جیسے حضرت امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت اور حاتم کی سخاوت یقینی اور مسلم حقیقت ہے لہٰذا ہمارے مقصد کو ثابت کرنے کیلئے یہ (معجزات کا اجمالی ثبوت) کافی ہے۔

اس کے علاوہ نبوت سے پہلے تبلیغ کے وقت اور تبلیغ دین کے بعد آنحضرت (حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کے واقعات اور حالات آپ (رحمت العالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کی نبوت کو ثابت کرنے کیلئے) واضح ثبوت ہیں (اسی طرح) آپ (احمد مصطفیٰ سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ) کے اعلیٰ اخلاق حسنہ اور دانشمندانہ احکام ہیں آپ (تاجدار مدینہ حضرت

محمد مصطفیٰ ﷺ) ایسے خطرناک موقعوں پر پیش قدمی فرماتے تھے جہاں بڑے بڑے بہادر اور سورما بھی پیچھے ہٹ جاتے تھے نیز آپ (حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) نے نہ صرف مذہبی کاموں بلکہ دنیاوی امور میں بھی کبھی دروغ گوئی (جھوٹے) سے کام نہیں لیا اگر آپ (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد ﷺ) نے کبھی جھوٹ بولا ہوتا تو آپ (رحمت للعالمین راحت العاشقین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کے دشمن اسے تمام دنیا میں مشہور کر دیتے آپ (احمد مصطفیٰ سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ) نے نہ پیغمبری سے پہلے اور نہ بعثت کے بعد کوئی بُرا کام کیا آپ (حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) اُمی اور ناخواندہ ہونے کے باوجود بے حد فصیح و بلیغ مقرر تھے آپ (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) نے تبلیغ رسالت کے سلسلے میں طرح طرح کی تکالیف برداشت کیں چنانچہ آپ (سرور کائنات احمد مصطفیٰ ﷺ) خود فرماتے ہیں: کسی پیغمبر کو اس قدر اذیتیں نہیں پہنچائی گئیں جس قدر تکالیف اور اذیتیں مجھے دی گئی ہیں اس کے باوجود آپ (رحمۃ للعالمین راحت العاشقین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) نے صبر و استقلال کے ساتھ ان تکالیف کو برداشت کیا اور آپ (حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کے عزم و ہمت میں کوئی فرق نہیں آیا جب آپ (احمد مصطفیٰ سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ) دشمنوں پر غالب آ گئے اور آپ (دنیاوی حیثیت سے) اس قدر بلند مرتبہ پر پہنچ گئے کہ لوگوں کی جان و مال کے بارے میں آپ (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد ﷺ کے حکم کے مطابق فیصلے ہونے لگے تو اس موقع پر بھی آپ (رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کی حالت میں کوئی تبدیلی نہ آئی بلکہ آپ (احمد مصطفیٰ سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ) آغاز زندگی سے لے کر آخر عمر تک اعلیٰ اخلاقی اصولوں کے مطابق عمل پیرا رہے آپ (حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) اپنی امت (مسلمانوں) پر بے حد رحم و شفقت فرماتے تھے یہاں تک کہ (قرآن مجید میں) اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا! ان پر افسوس کر کے کہیں آپ (رحمۃ للعالمین راحت العاشقین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کی جان نہ جاتی رہے آپ (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) بے حد سخی تھے یہاں تک کہ آپ (خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کو یہ ہدایت دی گئی آپ (احمد مصطفیٰ سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ) کو (اپنے ہاتھ) پوری طرح نہ کھول دینے چاہئیں آپ (تاجدار مدینہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) دنیا کے اسباب آرائش کی طرف رخ کر کے بھی نہ دیکھتے تھے بلکہ آپ (رحمۃ للعالمین راحت العاشقین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) فقراء اور غرباء کے ساتھ انتہائی عاجزی سے ملتے تھے اور دولتمندوں کے ساتھ اپنی خودداری اور سربلندی قائم رکھتے تھے۔

آپ (احمد مصطفیٰ سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ) دشمنوں سے (ڈر کر) کبھی نہیں بھاگے خواہ کتنا ہی خوف و خطر لاحق ہوا ہو جیسا کہ جنگِ احد اور جنگِ احزاب (کے واقعات) سے ثابت ہے اس سے آپ (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کی قلبی طاقت اور اولوالعزمی کا ثبوت ملتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ (رحمۃ للعالمین راحت العاشقین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) سے وعدہ کیا تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ (خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا لہٰذا اگر آپ (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کو اللہ تبارک وتعالیٰ (کے وعدہ) کی عظمت پر مکمل اعتماد نہ ہوتا تو یہ

چیزیں عادتاً ناممکن ہوتیں اس کے بعد تمام کائنات کے حالات تبدیل ہو گئے مگر آپ (رحمۃ للعالمین راحت العاشقین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کے اوصاف و عادات تبدیل نہیں ہوئے یہ تمام باتیں ثابت کرتی ہیں کہ آپ (احمد مصطفیٰ سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ) اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف سے نبوت کے اعلیٰ مرتبے پر فائز تھے یہ وہ حقیقت ہے جو کسی سمجھدار اور انصاف پسند انسان سے پوشیدہ نہیں اے اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا فرما اور ہمارے کام میں رہنمائی کر۔

رسالہ تہلیلیہ، ص، 28 سے 32

احمد مصطفیٰ سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ نبوت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں اور اس کی تائید اس کے تجربہ سے بھی ہوتی ہے جو آپ (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) نے عبادات اور تصفیۂ قلب میں ان عبادات کی تاثیر کے متعلق بیان فرمائی ہیں آپ (رحمۃ للعالمین راحت العاشقین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) اپنے قول میں کس قدر صادق ہیں کہ جو شخص اس چیز پر عمل کرے جو اس کو معلوم ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو اس چیز کے علم کا وارث بنا دیتے ہیں جس کو وہ نہیں جانتا اور آپ (حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کا یہ ارشاد کس قدر سچا ہے کہ جس نے کسی ظالم کی مدد کی تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس ظالم کو اس پر مُسَلَّط کر دیتا ہے اور آپ (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کا یہ ارشاد کس قدر صحیح ہے کہ جس نے صبح کی اس حال میں کہ اس کو ایک ہی فکر ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو دنیا و آخرت کی فکروں سے کفایت کرتا ہے پس جب کہ تم اس کا ہزار دو ہزار (بلکہ) کئی ہزار بار تجربہ کرو تو تم کو علم ضروری اس طرح حاصل ہوگا کہ اس میں کوئی شک نہ ہوگا چنانچہ اس طریقے سے نبوت کا یقین طلب کرو اور یہ ایمان قوی علمی ہے باقی رہا ذوقی مثلاً مشاہدہ تو یہ صوفیہ کرام کے اس طریقہ ہی میں پایا جاتا ہے۔

اثبات النبوۃ، ص، 95

محبت ذاتی محبت صفاتی کا فرق

اللہ تعالیٰ سے اسلیے محبت کرتا ہوں کہ وہ رب محمد ﷺ ہے

ایک مرتبہ کی بات ہے کہ میں (حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اس فقیر (حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی اس محبت کے متعلق جو آں سرور علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰات والتسلیمات کے غلاموں کے ساتھ نسبت رکھتا ہے کچھ اس طرح کہہ دیا کہ آں سرور ﷺ کی محبت اس درجہ غالب ہو گئی ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کو بھی میں اس واسطہ سے دوست رکھتا ہوں کہ وہ رب محمد (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا پروردگار) ہے حاضرین میری اس بات سے حیرت میں رہ گئے لیکن انھیں مخالفت کی مجال نہیں تھی میری یہ بات حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا کی بات کے بالکل برعکس ہے انھوں نے کہا ہے کہ میں نے آں سرور (حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ

ﷺ) سے خواب میں کہا تھا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی محبت نے اس طرح غلبہ پالیا ہے کہ آپ (حبیب کبریا حضرت محمد مصطفی ﷺ) کی محبت کیلئے جگہ ہی نہیں رہی یہ دونوں باتیں اگر چہ سُکر کی خبر دیتی ہیں۔ لیکن میری بات اصلیت رکھتی ہے انھوں نے وہ بات عین سکر میں کہی تھی اور میں نے (سکر سے نکلنے کے بعد) ابتدائے صحو (ہوش آنے کے شروع) میں کہی ہے ان کی بات مرتبۂ صفات میں ہے اور میری بات مرتبۂ ذات سے لوٹ آنے کے بعد ہے۔ کیونکہ مرتبۂ ذات تعالیٰ میں اس قسم کی محبت کی گنجائش نہیں ہے۔ تمام نسبتیں اس مرتبہ سے نیچے ہی رہ جاتی ہیں وہاں تو سراسر حیرت ہے یا جہالت ہے بلکہ اس مرتبہ میں آدمی ذوق کے ساتھ محبت کی نفی کرتا ہے۔ کسی طرح بھی اپنے کو خدا کی محبت کے لائق نہیں سمجھتا محبت اور معرفت صرف مرتبۂ صفات میں ہوتی ہے (مرتبۂ ذات میں نہیں ہوتی) پس جسے لوگوں نے محبت ذاتی کہا ہے اس سے مراد صرف ذات احدیت نہیں ہے بلکہ اس سے مراد وہ ذات ہے جس کے ساتھ ذات کے کچھ اعتبارات بھی شامل ہوں۔ لہٰذا حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہا کی وہ محبت مرتبۂ صفات میں ہے اور اللہ سبحانہ ہی صحیح بات دل میں ڈالنے والے ہیں اور درود وسلام ہو سید البشر ﷺ اور آپ ﷺ کی آل اطہر پر

مبدا ومعاد، ص، 179

حضور پرنور ﷺ کے فضائل

حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ اولاد آدم کے سردار وآقا ہیں اور قیامت کے دن سب سے زیادہ تعداد آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کے پیروؤں کی ہوگی آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) اللہ تعالیٰ کے نزدیک اولین وآخرین میں سب سے زیادہ معزز ہیں (قیامت کے روز) آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) سب سے پہلے قبر شریف سے باہر تشریف لائیں گے آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) ہی سب سے پہلے شفاعت فرمانے والے ہوں گے اور سب سے پہلے آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) ہی کی شفاعت قبول ہوگی سب سے پہلے آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) ہی جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اور دروازہ آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کیلئے کھول دیا جائے گا قیامت کے دن حمد کا جھنڈا آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) ہی کے ہاتھ میں ہوگا اور اسی جھنڈے کے نیچے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰات والتسلیمات اور تمام لوگ ہوں گے آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ) ہی وہ ہستیٔ مبارک ہے۔ جس کے متعلق آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ) نے خود فرمایا ہے کہ ہم (دنیا میں) سب کے بعد آنے والے ہیں لیکن قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے اور آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ) نے فرمایا ہے میں بغیر کسی فخر کے ایک بات کہتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں میں رسولوں کا امام وپیشوا ہوں اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے میں خاتم النبیین (ﷺ) ہوں مجھے اس پر بھی کوئی فخر نہیں ہے میں محمد ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ہوں خداوند تعالیٰ نے مخلوق کو

پیدا فرمایا تو مجھے ان کے بہترین (یعنی انسانوں) میں سے بنایا پھر ان (انسانوں) کی دو جماعتیں بنائیں تو مجھے ان کی بہترین جماعت میں سے بنایا۔ پھر ان کے قبیلے اور خاندان بنائیں مجھے ان میں سے بہترین خاندان میں سے بنایا پھر ان کے گھرانے بنائے تو مجھے بہترین گھرانے سے بنایا لہٰذا میں ان میں گھرانے کے اعتبار سے بہترین اور اپنی ذات کے اعتبار سے بہترین ہوں جب لوگ (قیامت میں) اُٹھائے جائیں گے تو میں سب سے پہلا (قبر مبارک سے) باہر آنے والا ہوں گا جب وہ (حق تعالیٰ کی حضوری میں) وفد کے طور جائیں گے) تو میں ان کا پیشوا ہوں گا جب وہ سب خاموش رہیں گے تو میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ سب روک دیئے جائیں گے تو میری ہی سفارش قبول کی جائے گی جب وہ سب مایوس ہو جائیں گے تو میں ہی ان کو بشارت دینے والا ہوں گا عظمت و بزرگی اور نجات کی کنجیاں اس روز میرے ہی ہاتھوں میں ہوں گی حمد کا جھنڈا (لواء الحمد) اس دن میرے ہی ہاتھ میں ہوگا میں اپنے پروردگار کے نزدیک اولاد آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سب سے زیادہ معزز و محترم ہوں گا۔ میرے گرد ایک ہزار خادم طواف کر رہے ہوں گے جو روشن موتیوں کی طرح ہوں گے جب قیامت کا دن ہوگا تو میں ہی انبیاء علیہم السلام کا امام اور ان کا خطیب اور صاحب شفاعت ہوں گا اور مجھے اس پر کوئی فخر و ناز نہیں ہے (واقعی) اگر آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) نہ ہوتے تو حق تعالیٰ سبحانہ نہ مخلوق کو پیدا کرتا اور نہ اپنی ربوبیت کا اظہار فرماتا اور آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) اس وقت بھی نبی تھے جبکہ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہنوز مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔

کب گناہوں میں رہے وہ مبتلا　　　جس کے رہبر ہوں محمد مصطفیٰ ﷺ

معارف لدنیہ، ص، 181 سے 183

خسرانِ مخالفین

لہٰذا اس روشن شریعت والی ہستی (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) کے منکر اور اس ملت زہرا کے بانی (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) کے مخالف ساری مخلوقات میں بد بخت ترین لوگ ہیں ''اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ کُفْرًا وَّنِفَاقًا'' بدوی لوگ کفر و نفاق کے اعتبار سے سخت ترین آدمی ہیں (یہ فرمان الٰہی) ان کی حالت کا پتہ دیتا ہے تعجب ہے کہ بعض ناپختہ اور ناقص درویش جو اپنے خیالی کشف کو معتبر سمجھتے ہیں اس روشن شریعت کی مخالفت اور انکار میں پیش قدمی کرتے ہیں حالانکہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی باوجود اپنی اس کلیمی اور قرب خاص کے اگر زندہ ہوتے تو اس شریعت کی پیروی کے بغیر کوئی اور طریقہ اختیار نہ فرماتے تو ان فقیران بے سروسامان (بیچارہ و بے مایہ) کی کیا ہستی ہے کہ آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) کی مخالفت کریں اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ہی خراب کرتے ہیں اور الحاد و زندقہ کے داغ سے متہم ہوتے ہیں اور زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ اہلیت اور تمیز والے لوگ بھی اس جماعت کی پیروی کرنے لگتے ہیں

اور شریعت کے پہلو کا مطلق لحاظ نہیں کرتے اور کھلم کھلا نقصان کے باوجود وہ انھیں کامل ساز سمجھتے ہیں یا پھر ان کی نظروں میں ان کی وہ باتیں (جو یہ لوگ کرتے ہیں) بالکل شریعت کے مخالف ہی نظر نہیں آتیں "اَفَمَنْ زین له سوء عمله فراه حسنا" تو جس شخص کی نگاہوں میں اس کی بدعملی آراستہ کردی گئی ہو اور وہ اسی کو اچھا سمجھنے لگ جائے تو کیا وہ عمل اچھا ہو جائے گا یا ان کی باتوں کو شریعت کے مخالف تو سمجھتے ہیں لیکن خیال کرتے ہیں کہ حقیقت شریعت کے مخالف ہے اور یہ عین الحاد اور زندقہ ہے ہر وہ حقیقت جسے شریعت رد کردے زندقہ ہی ہوتی ہے۔

یہ فقیر (حضرت ابو سعید راز دار کمالات صوفیا الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ) اس جماعت کے بعض کشفی عقائد کا یہاں ذکر کرتا ہے انصاف کرنا چاہیئے کہ آیا وہ اس قدر شریعت کے مخالف ہیں کہ کسی صحیح تاویل کے قابل نہیں ہیں یا مخالف نہیں ہیں اس جماعت کا شیخ اور رئیس اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ روح انسانی خصوصیت کے ساتھ حق تعالیٰ وتقدس کی عین ذات ہے اور ان دو آیات کریمہ کو اس پر بطور استدلال کے پیش کرتا ہے "وجاء ربک والملک صفا صفا" اور تیرا پروردگار آئے گا اور فرشتے صف بستہ آئیں گے اور "یوم یقوم الروح والملائکة صفا" جس دن روح کھڑی ہوگی اور فرشتے صف بستہ ہوں گے ان میں سے ایک آیت میں (فرشتوں کے ساتھ) رب (کا آنا) فرمایا ہے اور دوسری آیت میں روح (کا آنا) فرمایا ہے لہذا "رب" اور "روح" ایک ہی چیز ہوں گے اور یہ اتحاد توحید وجودی کی قسم سے نہیں ہے کیونکہ وہ روح کے ساتھ ہی مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام عالم اس میں برابر کا حصہ دار ہے اسی کتاب میں وہ دوسری جگہ کہتا ہے کہ ابدال میں سے کچھ لوگ جو غاروں میں رہتے ہیں اور وہ کل ستر فرد ہوتے ہیں قیامت قائم ہونے تک رہیں گے اور انھیں موت نہیں آتی وہ طبائعی وجود رکھتے ہیں اور یہ بات نص قرآنی "کل نفس ذائقة الموت"۔ نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے کے خلاف ہے ایک دوسری جگہ آخرت کے حالات میں لکھتا ہے کہ مبدأ سے معاد تک دو عالم ہیں، یا اور آخرت اور ان دونوں عالموں میں سے ہر ایک نے چھ مرتبہ ترتیب پائی ہے دنیا میں نزول کے انداز پر اور آخرت میں ترقی کے انداز پر اور ترقی کی ترتیب کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ زمین پارہ پارہ ہو کر اس کے اجزا پانی میں منتشر ہو جائیں گے اس کے بعد تمام مخلوقات پانی میں غرق ہو جائے گی اور یہ جو صاحب شریعت فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تمام مخلوقات پسینے میں غرق ہو جائے گی تو وہاں پسینے سے مراد یہی طوفان ہے وہ وقت ترقی کا وقت ہوگا کہ سب کے سب ذات احدیت کی جانب جو حیات دنیوی کے مراتب کا سرچشمہ اور عزت الٰہی جل سلطانہ کا سراپردہ (بارگاہ) ہے متوجہ ہو جائیں گے لیکن ہر شخص اپنی اپنی شناخت اور دریافت کی مقدار کے مطابق ان تمام مراتب میں سے ہر مرتبہ میں ہوگا اور تمام مخلوق کی تین جماعتیں بن جائیں گی سابقین اصحاب یمین اور اصحاب شمال اس کے بعد وہ کہتا ہے کہ پانی بھی جو آگ کی حرارت کی وجہ سے تپا ہوا ہوگا خشک ہو جائے گا اور سب کا سب ہوا بن جائے گا اور قیامت کی ہولناکی سے یہی مرتبہ مراد ہے کہ اکثر خلائق تشنہ لب اور پیاسی ہوگی اس کے بعد وہ ہوا بھی کرۂ آتشی کی حرارت سے آگ بن جائے گی اور سب کو اسی آگ پر سے گذرنا ہوگا دوزخ سے مراد یہی عالم عنصری ہے جو سب کا سب آگ بن جائے گا یہ دوزخ قمر (چاند) کے آسمان کے نیچے واقع ہوگی دوزخ

کے درجات میں سے ہر درجہ میں اپنے عمل اور حجاب کی مقدار کے مطابق ایک گروہ عذاب وعقاب میں گرفتار ہوگا باقی لوگ جو اس مقام سے گذر گئے ہوں گے وہ عالم نور میں رہیں گے اور بہشت سے مراد یہی عالم نور ہے کہ افلاک کے طبقات میں سے ہر طبقہ مراتب بہشت ہی کا ایک مرتبہ ہوگا اور یہ بہشت فلک قمر سے لے کر عرش کے نیچے تک آٹھ آسمانوں پر مشتمل ہے لہٰذا آٹھ بہشتیں ہوں گی کچھ لوگ اس مرتبہ میں سکونت رکھیں گے اور ان ہی راحتوں میں وہ راضی اور خوش وخرم ہوں گے یہ ان کے عمل کی مقدار کے مطابق ہوگا اور کچھ دوسرے حضرات جو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے گروہ سے ہوں گے وہ اس مرتبہ سے بھی آگے نکل جائیں گے اور لقاء (دیدار) الٰہی کی طرف متوجہ اور وصال کے منتظر ہوں گے ان حضرات پر نہ آگ کی گرمی کا کوئی اثر ہوگا اور نہ راحت نور کی کوئی تاثیر ہوگی یہ حضرات دیدار حق میں مستغرق ہوں گے مقام محمود ان کا مقام ہوگا ''قاب قوسین اوادنیٰ'' پھر رہ گیا فرق دو کمانوں کی برابر یا اس سے بھی قریب تر سے اسی مرتبہ کی طرف اشارہ ہے یہ مقام عرش کے اوپر ہوگا ان ہی حضرات کی شان یہ حدیث شریف وارد ہوئی ہے ''اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی جَنَّۃً'' لَیْسَ فِیْھَا حُوْرٌ'' وَلَا قُصُوْرٌ'' وَّفِیْھَا یَتَجَلّٰی رَبُّنَا ضَاحِکًا ''یعنی اللہ تعالیٰ کی ایک جنت ایسی بھی ہے جس میں نہ حوریں ہوں گی نہ محلات ہوں گے اس میں ہمارا پروردگار ہنستے ہوئے تجلی فرمائے گا۔

ہر اس شخص پر جو اونیٰ سی تمیز بھی رکھتا ہو یہ بات پوشیدہ نہیں رہتی کہ یہ تمام باتیں شریعت کے خلاف ہیں (یا نہیں) دوزخ کو اس نے ایک آتشی کرہ سے تعبیر کیا ہے اور زمین، پانی اور ہوا کو اس میں گم کر دیا ہے بہشت سے عالم نور مراد لیا ہے جو فلک قمر سے لے کر عرش کے نیچے تک ہوگا اور انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام کیلئے عرش سے اوپر جگہ ثابت کر دی ہے نہ کہ بہشت میں یہ ساری باتیں (شریعت کی) صریح مخالفت کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہیں اہل سنت وجماعت کا اعتقاد یہ ہے کہ دوزخ اس وقت موجود ہے اور جنت بھی اور انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام اور تمام مؤمنین اپنے درجوں اور مرتبوں کے تفاوت کے مطابق جنت ہی میں ہوں گے یہ نہیں کہ وہ جنت سے گذر کر عرش کے اوپر چلے جائیں گے اور وہیں قیام کریں گے یہ سب خیالی ڈھکوسلے ہیں کنایہ سے بھی ان کا کوئی تعلق نہیں ہے ان باتوں میں بہشت کے اندر دیدار الٰہی کے وجود کا انکار ہے کیونکہ اس نے کہا ہے کہ عرش کے اوپر پہنچ کر لقاء ہوگا اور عرش کے اوپر اس نے ایک الگ جنت دیدار بنائی ہے جس میں نہ حوریں ہوں گی نہ محلات ہوں گے لہٰذا عام مؤمنین لقاء (دیدار الٰہی) سے بے نصیب ہوں گے اللہ سبحانہ ہمیں اس قسم کے تخیلات فاسدہ سے محفوظ رکھے۔

مقام محمود کو جو حضرت (احمد مصطفیٰ سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ) کے ساتھ مخصوص ہے اور اسی طرح اوادنیٰ کے مقام کو اس شخص نے تمام انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام کا حصہ قرار دیدیا ہے یہ بلاشبہ ایک بہتان کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔

اس کی ان مذکورہ باتوں سے یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ وہ کفار کیلئے عذاب کو بھی ابدی نہیں سمجھتا اسی طرح جنت کی نعمتوں کو بھی دائمی و ابدی نہیں مانتا اور یہ خود صریح کفر ہے اور جو چیز اس معنی پر دلالت کرتی ہے خود اس کی عبارت ہے جو عذاب وثواب کے بارے میں پہلے گذر چکی ہے کہ وہ عمل کی مقدار کے مطابق ہوگا۔ سیاق (آگے آنے والی عبارت) میں بھی اسی کی تصریح ہے اسے خوب

سمجھ لو صاحب فصوص نے جو عذاب ابدی کے بارے میں کلام کیا ہے وہ اس کی وجہ سے مطعون خلائق ہو گیا ہے تو وہ لوگ مطعون کیوں نہیں ہوں گے جو ثواب ابدی ہی کا انکار کرتے ہیں۔

اور آخر میں وہ یہ بات لکھتا ہے کہ اس کے بعد جب ہائے ہویئت سے ذات احدیت کے دریچہ سے ان کے اوپر آفتاب ذات چمکے گا تو اولین و آخرین تمام مخلوق یعنی جو مراتب نار میں محجوب ہوں گے وہ بھی اور جو مقام نور میں مستور ہوں گے وہ بھی اور جن لوگوں کا نشیمن گاہ مقام محمود ہوگا وہ بھی سب کے سب اس جمال کے پرتو میں گم ہو جائیں گے اور دریائے لاہوت میں فنا ہو جائیں گے نہ بہشت کا کوئی اثر باقی رہے گا اور نہ دوزخ کا کوئی شرارہ اس مقام پر جلنا ہوگا نہ کسی طرح کا بناؤ سنوار ہوگا نہ حیرانی ہوگی نہ انتظام ہوگا نہ زندگی ہوگی نہ موت ہوگی کیونکہ سب کے سب ذات بن جائیں گے اور جیسا کہ ازل میں تھا اسی طرح ابدی ہو جائے گا اس کے بعد وہی دونوں عالم یعنی ایک عالم نور جس میں بہشت کے طبقات ہیں اور دوسرا عالم نار جس میں دوزخ کے درجات ہیں جمال و جلال کی تجلی سے ظہور میں آئیں گے کیونکہ ابتداء عالم میں بھی ان ہی دونوں صفتوں کی تجلی سے ظہور میں آئے تھے لیکن وہ وہاں بالا مکان (ممکن ہونے کے ساتھ) تھے اور یہاں بالوجوب (واجب ہونے کے ساتھ) ہوں گے اہل بہشت اپنے مرتبے میں سکونت کریں گے اور ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور اہل دوزخ اپنے ٹھکانے میں محجوب رہیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ان دو تجلیوں کے بعد کوئی اور تجلی ملحوظ نہیں ہے اور ذات کسی تعین کے ساتھ منسوب نہیں ہے۔ انتہی

ان باتوں سے یہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ جنت اور دوزخ باوجود یہ کہ وہ آخرت میں داخل ہیں فنا ہو جائیں گی غور کرنا چاہیے کہ یہ بات کفر تک پہنچا دیتی ہے یا نہیں جو ظہور ان کے زوال کے بعد حاصل ہوگا اس ظہور کو وہ بالوجوب (واجب الوجود) کہتا ہے اور ظہور دنیا کو بالا مکان (ممکن الوجود) غور کرنا چاہیے کہ اہل بہشت اور اہل دوزخ کو واجب کہنا کفر ہے یا نہیں نیز اسی عبارت سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام ہمیشہ ذات (احدیت) میں عدم کے اندر زوال پذیر اور مضمحل رہیں گے اور انھیں ہرگز وجود حاصل نہیں ہوگا یہ بھی صریح کفر ہے۔

انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام ہمیشہ بہشت میں رہیں گے بغیر عدم اور بغیر زوال کے اور اس کی عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام گروہ سابقین میں سے ہیں اور سابقین عرش کے اوپر رہیں گے جہاں نہ حوریں ہیں نہ محلات نہ تنعم ہے نہ راحت یہ بات بھی نص قطعی کے خلاف ہے حق سبحانہ سابقین کے بارے میں تنعمات کا اثبات فرماتا ہے اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کا بھی اثبات فرماتا ہے تو اس کا یہ قول نص کی مخالفت کے سوا کچھ بھی نہیں ہے اس شخص نے ان تمام نعمتوں کو جو قرآن مجید میں سابقین کے بارے میں واقع ہوئی ہیں اہل یمین کے بارے میں ثابت کیا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے آیت کریمہ ''عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ مُّتَّکِئِیْنَ'' الی آخر (وہ جڑاؤ تختوں پر بیٹھے ہوں گے تکیہ لگائے ہوئے۔ آخر آیت تک) سابقین کے بارے میں ہے اور یہ شخص (اس آیت کریمہ کو بھی) اہل یمین کے بارے میں ہونا بیان کرتا ہے اور سابقین کو سب نعمتوں سے محروم کرتا ہے کیونکہ یہ شخص قرآن مجید سے بالکل جاہل ہے۔ اور اس کتاب کے آخر میں ایک اور اضافہ کرتا ہے اور توحید وجودی میں شیخ فرید الدین

عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقلید کرتا ہے اور اس اضافہ میں لکھتا ہے کہ وہ خود بھی شیطان ہو گیا (نعوذ باللہ من ذلک) اس کلمہ کی قباحت سے ہم حق سبحانہ کی پناہ مانگتے ہیں حق سبحانہ وتعالیٰ کو اس کلمہ سے یاد کرنا قبیح ترین قباحت ہے اور شدید ترین کفر ہے ارباب توحید اگر چہ ہمہ اوست کہتے ہیں لیکن اس قسم کے قبیح الفاظ کے اطلاق کو وہ بھی جائز نہیں رکھتے حق سبحانہ کو شریعت میں ''خالق کل شی'' (ہر چیز کا پیدا کرنے والا) کہتے ہیں لیکن ''خَالِقُ النَّجسِ وَالْقَاذُوْرِ'' (ناپاک اور گندی چیزوں کو پیدا کرنے والا) کہنا جائز قرار نہیں دیتے اس کی عبارت میں اس قسم کی باتوں کو اگر کوئی شخص تلاش کرے تو بہت باتیں ظاہر ہوں گی لیکن ان تھوڑی سی باتوں ہی سے بہت سی باتوں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے

سالے کہ نکوست از بہارش پیداست — وہ سال اچھا ہے جس کی بہار اچھی ہے

اس فقیر (حضرت ابو معصوم جان نثار سنتِ مصطفےٰ مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس کی بے ہودہ باتوں میں سے چند باتیں اس رسالے میں بیان کی ہیں تا کہ لوگ اس کے کام کی برائی (برے عقائد) سے واقف ہو سکیں اور اس کی تقلید کر کے اہل الحاد کے گروہ میں شامل نہ ہوں اگر وہ اس کے باوجود بھی اس جماعت کی تقلید ہی اختیار کریں گے تو حجت ان لوگوں پر پوری ہو چکی ہوگی ''الحمد لله اولا و آخرا و الصلوٰة و السلام علیٰ رسوله محمد واله دائماً سرمداً والسلام علیٰ من اتبع الهدیٰ'' اور اول آخر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ پر دائمی رحمتیں اور سلامتیاں ہوں اور اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے۔

معارف لدنیہ، ص، 183 سے 191

حکم شریعت کی پیروی میں ہمارے اندر کوئی خامی رہ گئی ہوگی

حضرت عالی امامِ ربانی کمالات نبوّت وولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہے کہ جو کچھ ہم کو عطا فرمایا گیا ہے وہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے اگر اس کرم کے لیے کوئی ذریعہ بنا ہے تو وہ صرف حضور پر نور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ کی پیروی ہے جس پر ہمارے معاملے کا دارومدار ہے چنانچہ جو کچھ ہم کو دیا گیا ہے وہ اسی پیروی اور غلامی کی بدولت ہے اور جو کچھ ہم کو نہیں دیا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ حکم شریعت کی پیروی میں ہمارے اندر کوئی خامی رہ گئی ہوگی اسی سلسلے میں آپ (حضرت عالی امامِ ربانی کمالات نبوّت وولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ ایک مرتبہ بھول کر میں نے بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے سیدھا پاؤں رکھ دیا اس روز مجھ پر حالات کے دروازے بند ہو گئے لیکن ندامت اور توبہ کے بعد حالات معمول پر آئے۔

حضرات القدس، ص، 164

لیکن آداب شریعت کی رعایت کے برابر کوئی ریاضت اور مجاہدہ نہیں ہے

حضرت عالی امامِ ربانی کمالات نبوّت وولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہے کہ لوگ ریاضتوں اور مجاہدوں کی ہوس کرتے ہیں لیکن آداب شریعت کی رعایت کے برابر کوئی ریاضت اور مجاہدہ نہیں ہے خصوصاً فرض، واجب اور سنت نمازیں اور ان کے ادا

کرنے کا طریقہ جیسا کہ حکم دیا گیا ہے بہت دشوار ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ" (اور وہ نماز بھاری ہے مگر ڈرنے والوں پر)

مکتوب، ج،3، ن، 64

جن محروموں نے حضور پرنور ﷺ کو بشر کہا اور دوسرے انسانوں کی طرح تصور کیا تو لازمی طور پر وہ (ان کے) منکر ہو گئے

جن محروموں نے حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ کو بشر کہا اور دوسرے انسانوں کی طرح ان کو تصور کیا تو لازمی طور پر وہ (ان کے) منکر ہو گئے۔ اور جن سعادت مندوں نے حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ کو رسالت اور رحمت عالمیان کے عنوان سے جانا اور باقی تمام لوگوں سے ممتاز دیکھا وہ ایمان کی دولت سے مشرف ہو گئے اور نجات پا گئے۔

حضرات القدس، ص، 166

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ خُلِقْتُ مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ نُوْرِيْ

حقیقت محمدی علیہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا ظہور اول ہے اور حقیقت الحقائق اس معنی میں ہے کہ دوسرے حقائق خواہ وہ انبیاء کرام علیہ السلام کے حقائق ہوں یا ملائکہ عظام علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے حقائق سب اس کے ظلال کی طرح ہیں اور وہ تمام حقائق کی اصل ہے جیسا کہ آپ (محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ) نے فرمایا "اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ" (سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا) اور آپ (محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ) نے فرمایا "خُلِقْتُ مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ نُوْرِيْ" (میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوا ہوں اور مومن میرے نور سے پیدا ہوئے ہیں)۔ لہٰذا لازمی طور پر حق جل وعلا اور تمام حقائق کے درمیان آپ (محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ) واسطہ ہیں اور آپ (محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ) کے واسطہ کے بغیر کسی کو بھی مطلوب تک وصول محال ہے پس آپ (محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ) تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے نبی ہیں اور آپ (محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ) کا بھیجنا تمام جہان والوں کیلئے رحمت ہے یہی وجہ ہے انبیائے کرام اولوالعزم اصالت کے باوجود آپ (محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ) کی اتباع کے خواہاں ہیں اور آپ (محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ) کی امتیوں میں داخل ہونے کے آرزومند ہیں۔

مکتوب، ج،3، ن، 122

میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں

جیسا کہ حدیث قدسی میں وارد ہے:۔ "كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ" (میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں۔ تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا)۔ سب سے پہلی چیز جو اس پوشیدہ خزانے سے ظہور کے میدان میں جلوہ گر ہوئی وہ یہی حُب ہے جو مخلوق کی پیدائش کا سبب بنی اگر یہ حب نہ ہوتی۔ تو ایجاد کا دروازہ نہ کھلتا

اور عالم عدم میں راسخ اور مستقر رہتا اور حدیث قدسی ''لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ'' (اگر یہ نہ ہوتا تو میں زمین و آسمان کو پیدا نہ کرتا) کے راز کو جو کہ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شان میں واقع ہے۔ اس جگہ تلاش کرنا چاہئے ''لَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِيَّةَ'' (اگر تو نہ ہوتا تو میں ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا) کی حقیقت اس مقام میں طلب کرنی چاہئے۔

مکتوب، ج،3، ن،122

آقائے دوجہان ﷺ کو شب معراج میں (جسد عنصری کے ساتھ) جہاں تک حق تعالیٰ نے چاہا سیر کرائی گئی

حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو شب معراج میں اپنے جسد (عنصری کے ساتھ) جہاں تک حق تعالیٰ نے چاہا سیر کرائی گئی اور آپ (حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کے سامنے جنت و دوزخ پیش کی گئی (سامنے لائی گئی) اور آپ (حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کی جانب وحی آئی جو کچھ کہ آئی اور وہاں آپ (حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) (حق تعالیٰ کی) رویت بصری سے مشرف کئے گئے اور اس طرح کی معراج حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی کے لئے مخصوص ہے۔ اور وہ اولیاء کرام (رحمتہ اللہ علیہم)۔ جو حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے تابع ہیں ان کو بھی کمال متابعت اور زیر قدم چلنے کی وجہ سے اس مخصوص مرتبہ میں کچھ حصہ ہے۔

و للارض من کاس الکرام نصیب

(زمیں کو بھی ملے حصہ بزرگوں کے پیالے سے)

حاصل کلام یہ ہے کہ اس رویت بصری کا دنیا میں واقع ہونا۔ حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہی کے لئے مخصوص ہے اور وہ حالت جو حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے زیر قدم اولیاء کرام (رحمتہ اللہ علیہم) کو حاصل ہوتی ہے وہ رویت نہیں ہے اور اس رویت اور حالت کے درمیان وہی فرق ہے جو کہ اصل اور فرع (جڑ اور شاخ) میں یا شخص اور اس کے سایہ میں فرق ہوتا ہے اور ان دونوں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کا عین نہیں ہے۔

مکتوب، ج،1، ن،135

اتباع سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

یہ فقیر (حضرت سلطان العارفین امام شریعت و طریقت الشیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ) کبھی تو نماز وتر شروع رات میں ادا کر لیتا تھا اور کبھی آخری رات میں ادا کرتا تھا (کارکنان قضا و قدر) نے ایک رات مجھے دکھایا کہ نماز وتر کو دیر سے ادا کرنے کی صورت میں جب نمازی سو جاتا ہے اور اس کی نیت یہ ہوتی ہے کہ آخری رات میں وتر کی نماز ادا کرے گا تو اس کے نیک اعمال کو لکھنے والے فرشتے وتر کی نماز ادا کرنے کے وقت تک تمام رات نیکیاں اس کے نام پر لکھتے رہتے ہیں پس جس قدر بھی وتر کی نماز کو تاخیر سے ادا

کی تعجیل اور تاخیر میں بجز سید البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات کی پیروی کے اور کوئی چیز منظور نہیں ہے اور یہ فقیر (حضرت شہباز لامکانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کسی فضیلت کو بھی پیروی کے برابر نہیں سمجھتا۔ رسالت پناہ (احمد مصطفیٰ سرکار دوعالم حضرت محمد ﷺ) وتر کی نماز کبھی اول شب میں ادا فرمالیا کرتے تھے اور کبھی آخر شب میں یہ فقیر (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) اپنی سعادت اسی میں سمجھتا ہے کہ کسی بات میں آنحضرت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کا تشبہ حاصل ہوجائے اگرچہ یہ تشبہ صرف صورت کے طور پر ہی ہو لوگ بعض سنتوں کے سلسلہ میں شب بیداری کی نیت اور اس جیسی باتوں کو دخل دیتے ہیں ان لوگوں کی کوتاہ اندیشی سے تعجب ہوتا ہے ہم تو ہزار شب بیداریوں کو بھی پیرویٔ رسول (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کے نصف دانۂ جو کے عوض نہ خریدیں۔

مبدا ومعاد، ص، 178 منہا 36

بعض بدعتیں علماء اور مشائخ نے اچھا سمجھا ہے

جاننا چاہیئے کہ بعض بدعتیں جن کو علماء ومشائخ نے اچھا (حسنہ) سمجھا ہے جب ان کو اچھی طرح ملاحظہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ سنت کی رافع کرنے والی ہیں، مثلاً میت کے کفن میں عمامہ کو بدعت حسنہ کہتے ہیں حالانکہ یہی بدعت رافع سنت ہے کیونکہ عدد مسنون یعنی تین کپڑوں پر زیادتی نسخ ہے اور نسخ عین رفع ہے اور اسی طرح مشائخ نے شملۂ دستار (پاگڑی) کو بائیں طرف چھوڑنا پسند کیا ہے حالانکہ شملہ کا دونوں کاندھوں کے درمیان چھوڑنا سنت ہے ظاہر ہے کہ یہ بدعت رافع سنت ہے اور ایسے ہی وہ امر ہے جو علماء نے نماز کی نیت میں مستحسن جانا ہے کہ باوجود دل کے ارادہ کے زبان سے بھی (نماز کی) نیت کہنی چاہیے حالانکہ حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ سے کسی صحیح حدیث یا ضعیف روایت سے ثابت نہیں ہوا اور نہ ہی اصحاب کرام وتابعین عظام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) سے کہ انھوں نے زبان سے نیت کی ہو بلکہ جب اقامت ہوتی تھی تو وہ ساتھ ہی تکبیر تحریمہ کہتے تھے لہٰذا زبان سے نیت کرنا بدعت ہے اور اس بدعت کو حسنہ کہا ہے اور یہ فقیر (حضرت سیّدی سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) جانتا ہے کہ رفع سنت تو بجائے خود رہا یہ تو فرض کو بھی رفع کرتی ہے کیونکہ اس تجویز میں اکثر لوگ زبانی نیت پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ اور دل کی غفلت پر کچھ نہیں ڈرتے کہ اس ضمن میں نماز کے فرضوں میں سے ایک فرض جو نیت قلبی ہے متروک ہوجاتا ہے اور نماز کے فاسد ہونے تک پہنچادیتا ہے یہی حال تمام مبتدعات ومحدثات کا ہے کیونکہ وہ سنت پر زیادتی ہے خواہ کسی طرح کی ہو اور زیادتی نسخ ہے اور نسخ رفع (سنت) ہے لہٰذا آپ پر لازم ہے کہ حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متابعت پر کمربستہ رہیں اور اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اقتدا پر کفایت کریں کیونکہ ''فَاِنَّهُمْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ'' (وہ ستاروں کے مانند ہیں جن کی اقتدا کروگے ہدایت پاؤ گے) لیکن قیاس اور اجتہاد کوئی بدعت نہیں کیونکہ وہ نصوص کو ظاہر کرتے ہیں کسی زائد امر کو ثابت نہیں کرتے ''فَاعْتَبِرُوْا يٰاُولِي الْاَبْصَار'' (پس داناؤں کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔)

نیت کیلئے معتبر عمل قلب ہے

(حضرت ملا علی قاری صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے شرح مشکوٰۃ شریف میں فرمایا ہے "مخفی نہ رہے کہ قلب کی غفلت کے ساتھ زبان سے نیت کرنا غیر معتبر ہے اور در مختار میں ہے کہ نیت کیلئے معتبر عمل قلب ہے جو ارادہ کیلئے لازم ہے ذکر باللسان کا کوئی اعتبار نہیں اگر وہ قلب کے خلاف ہو۔

مکتوب، ج، 1، ن، 187 حاشیہ

ترک شدہ سنتوں میں سے کسی سنت کو زندہ کرے

سعادت ابدی اور نجات سرمدی انبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام، سبحانہ علیٰ اجمعھم عموماً وعلیٰ افضلھم خصوصاً کی تابعداری کے ساتھ وابستہ ہے اگر بفرض محال ہزار سال عبادت کی جائے اور سخت قسم کی ریاضتیں اور مجاہدات کئے جائیں لیکن ان بزرگواروں (انبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام) کی متابعت کے نور سے منور نہ ہوں تو اس کی قیمت جو کے برابر بھی نہیں۔

کسی بدعت کو ختم کردے

سعادت تمند وہ شخص ہے جو اس غربت کے زمانے میں ترک شدہ سنتوں میں سے کسی سنت کو زندہ کرے اور مروجہ و معمولہ بدعتوں میں سے کسی بدعت کو ختم کردے۔

مکتوب، ج، 2، ن، 23

اپنے شیوخ کے عمل کا بہانہ بنا کر امور مخترعہ (خود ساختہ امور) کو اپنی عادت نہ بنائیں

صوفیائے (اکرام) وقت بھی اگر انصاف سے کام لیں اور اسلام کے ضعف ہونے اور جھوٹ کے شائع کرنے کو ملاحظہ فرمائیں تو ان کو چاہیئے کہ سنت کے خلاف امور میں اپنے پیروں کی تقلید نہ کریں اور اپنے شیوخ کے عمل کا بہانہ بنا کر امور مخترعہ (خود ساختہ امور) کو اپنی عادت نہ بنائیں سنت کا اتباع یقیناً نجات دینے والا اور خیرات و برکات بخشنے والا ہے اور سنت کے خلاف امور کی تقلید میں خطرہ ہی خطرہ ہے: "وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغُ" (قاصد کے ذمہ پیغام پہنچا دینا ہے)۔

مکتوب، ج، 2، ن، 23

شریعت کی طرف رہنمائی کریں

شکر بجالانے سے مراد احکام شرعیہ کا قبول کرنا اور اس کے مطابق عمل کرنا ہے نجات کا طریقہ اور چھٹکارے کا راستہ اعتقاد و عمل میں صاحب شریعت (مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) کی متابعت ہے استاد اور پیر کو بھی اس غرض میں پکڑتے ہیں کہ شریعت کی طرف رہنمائی کریں اور ان کی برکت سے شریعت پر اعتقاد اور عمل میں آسانی اور سہولت پیدا ہو نہ یہ کہ مرید جو چاہیں

کرتے رہیں اور جو بھی چاہے کھاتے پھریں اور پیران کے لئے سپر بن جائیں اور ان کو عذاب سے بچائیں یہ معنی محض ایک دھوکہ اور آرزو ہے وہاں کوئی بھی (حق تعالیٰ کی) اجازت کے بغیر سفارش نہیں کرسکتا اور جبتک رضامندی نہیں ہوگی اس کی سفارش نہیں کرسکتا اور راضی اس وقت ہوگا جب شریعت کے مطابق عمل والا ہوگا۔ البتہ بشریت کے تقاضے کی بنا پر اگر کوئی لغزش اس سے ہوئی ہے تو شفاعت کے ذریعے اس کا تدارک ممکن ہے۔

مکتوب، ج،3، ن،41

مدنی تاجدار ﷺ کی سنتوں میں سے کوئی سنت زندہ کی جائے

یہ فقیر (شمس العارفین مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) اپنے موجودہ حال کی نسبت لکھتا ہے بہت عرصے تک علوم ومعارف اور احوال ومواجید ماہ نیساں کے بادل کی طرح بکثرت ولگاتار وارد ہوتے رہے۔ اور جو کام کہ کرنا چاہئے تھا حق سبحانہ وتعالیٰ کی عنایت سے ہوگیا اور اب اس کے سوا اور کوئی آرزو باقی نہیں رہی کہ حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ کی سنتوں میں سے کوئی سنت زندہ کی جائے اور احوال ومواجید اہل ذوق کے سپرد ہیں۔

مکتوب، ج،1، ن،37

تمام فضیلت احمد مجتبیٰ ﷺ کی روشن سنت کی تابعداری پر وابستہ ہے

تمام فضیلت حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ کی روشن سنت کی تابعداری پر وابستہ ہے اور تمام بزرگی احکام شریعت کی بجا آوری پر منحصر ہے مثلاً دوپہر کا سونا (قیلولہ) اگر اتباع سنت کی نیت سے ہو تو کروڑوں شب بیداریوں سے جو محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ کی متابعت میں نہ ہوں اولی وافضل ہے اسی طرح عید الفطر کے دن میں کھانا (یعنی روزہ نہ رکھنا) جس کا کہ شریعت مصطفوی میں حکم ہے خلاف شریعت تمام عمر روزے رکھنے سے افضل ہے اور شارع علیہ السلام کے حکم کے مطابق ایک چیتل (دام پیسہ) دینا اپنی خواہش سے سونے کے پہاڑ خرچ کرنے سے بہتر وافضل ہے۔

مکتوب، ج،1، ن، 114

شریعت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے

کیونکہ شریعت کے تین جزو ہیں علم عمل اور اخلاص پس طریقت اور حقیقت دونوں شریعت کے جزو اخلاص کو کامل کرنے میں شریعت کے خادم ہیں اصلی مقصد تو یہی ہے مگر ہر شخص کی سمجھ یہاں تک نہیں پہنچتی اکثر اہل دنیا خواب وخیال کے ساتھ مطمئن ہوگئے ہیں اور انھوں نے اخراٹ اور منقی (یعنی معمولی چیزوں) کو کافی سمجھ لیا ہے وہ شریعت کے کمالات کو کیا جانیں اور طریقت وحقیقت کی اصلیت تک کیسے پہنچ سکتے ہیں یہ لوگ شریعت کو پوست خیال کرتے ہیں اور حقیقت کو مغز (گودا) جانتے ہیں اور نہیں جانتے کہ معاملہ کی حقیقت کیا ہے وہ صوفیوں کی (حالت سکر میں کہی ہوئی) باطل باتوں پر دھوکا کھائے ہوئے اور احوال ومقامات پر فریفتہ ہیں۔

مکتوب، ج،1، ن،40

کل قیامت کے روز شریعت کی بابت پوچھیں گے، تصوف کے متعلق نہیں پوچھیں گے

اور طالب علموں کے مقدم کرنے میں شریعت کو رواج دینا ہے (کیونکہ) شریعت کے اٹھانے اور قائم کرنے والے یہی لوگ ہیں اور احمد مصطفیٰ سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ کا مذہب وملت انہی کے ساتھ قائم ہے کل قیامت کے روز شریعت کی بابت پوچھیں گے تصوف کے متعلق نہیں پوچھیں گے جنت میں داخل ہونا اور دوزخ سے بچنا شریعت کے احکام بجالانے پر منحصر ہے انبیاء صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیہم نے جو کہ تمام کائنات میں سب سے بہتر ہیں۔ (اپنی اپنی) شریعتوں کی طرف دعوت دی ہے اور نجات کا انحصار اسی پر رہا ہے اور ان بزرگوں کی پیدائش سے مقصود شریعتوں کی طرف تبلیغ ہے پس سب سے بڑی نیکی شریعت کو رواج دینے اور اس کے حکموں میں سے کسی حکم کے زندہ کرنے میں کوشش کرنا ہے خصوصاً ایسے زمانے میں جبکہ اسلامی شعائر (نشانات وارکان) بالکل مٹ گئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ عزوجل کے راستہ میں کروڑوں روپیہ خرچ کرنا بھی شرعی مسائل میں سے کسی ایک مسئلہ کو رواج دینے کے برابر نہیں ہے کیونکہ اس فعل (شرعی مسائل کی ترویج) میں انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اقتدا (پیروی کرنا) ہے جو کہ مخلوقات میں سے سب سے زیادہ بزرگ ہیں اور اس فعل میں ان بزرگوں کے ساتھ شریک ہونا ہے اور یہ بات ثابت ہے کہ سب سے کامل نیکیاں انہی بزرگوں کو عطا ہوئی ہیں اور کروڑوں روپیہ خرچ کرنا تو ان بزرگوں کے علاوہ دوسروں کو بھی میسر ہے اور (ایک دلیل) یہ بھی ہے کہ احکام شریعت کے بجالانے میں نفس کی پوری پوری مخالفت ہوتی ہے کیونکہ شریعت نفس کے مخالف وارد ہوئی ہے اور اموال کے خرچ کرنے میں تو کبھی نفس بھی موافقت کر لیتا ہے ہاں البتہ اموال کا خرچ کرنا اگر شریعت کی تائید اور مذہب کی ترویج کیلئے ہو تو اس کو بہت بڑا درجہ ہے اور اس نیت کے ساتھ ایک جیتل (دام) کو خرچ کرنا کسی اور نیت سے کئی لاکھ (روپیہ) خرچ کرنے کے برابر ہے۔

مکتوب، ج، 1، ن، 48

اگر میں پیری مرشدی کروں تو دنیا میں کسی پیر ومرشد کو کوئی مرید نہ ملے

حضرت شیخ کبیر عبید اللہ خواجہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے "اگر من شیخی کنم ہیچ شیخے در عالم مرید نیابد اما مرا کار دیگر فرمودہ اندو آں ترویج شریعت وتائید ملت است" (یعنی اگر میں پیری مرشدی کروں تو دنیا میں کسی پیر ومرشد کو کوئی مرید نہ ملے لیکن مجھے کسی اور کام کا حکم ہے اور وہ شریعت کی ترویج اور مذہب کی تائید ہے) اسی لئے بادشاہوں کی صحبت میں جایا کرتے اور اپنے تصرف سے ان کو مطیع بنایا کرتے تھے اور ان کے ذریعہ سے شریعت کو رواج دیتے تھے (میں بھی) یہی التماس کرتا ہوں کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ نے اس بزرگ خاندان کے بزرگوں (حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے ساتھ آپ کی محبت کی برکت سے آپ کی بات میں تاثیر بخشی ہے اور آپ کی مسلمانی کی عظمت اہل زمانہ کی نظروں میں ظاہر ہوگئی ہے تو آپ کوشش فرمائیں کم از کم اتنا تو ہو کہ اہل کفر کے بڑے بڑے احکام (شعائر کفر) جو اسلام میں رائج ہو گئے ہیں۔ مٹ جائیں اور نیست ونابود جائیں۔ اور اہل اسلام ان خلاف شریعت امور سے محفوظ رہیں" جزاکم اللہ سبحانہ عنا وعن جمیع المسلمین خیر الجزاء " (اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری اور سب مسلمان کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے)۔

مکتوب، ج، 1، ن، 65

سرکار دوعالم ﷺ سے تشبیہ نہایت سعادت ہے

آپ (عندلیب گلشن راز مطلع انوار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) فرمایا کرتے تھے۔ کہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ کی پیروی اور اتباع سے عمدہ کوئی فضیلت نہیں ہے آنحضرت (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ) سے تشبیہ نہایت سعادت ہے چاہے وہ ظاہر تشبہ ہو۔ ایک مبارک سنت کی ناتمام پیروی اس ہزار شب بیداری سے بڑھ کر ہے جو اپنے طور پر کی جائے۔

حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، ص، 42

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

(ترجمہ) گلاب ومشک سے کتناہی منہ کو صاف کروں، ادب سے دور رہوں پھر بھی تیرا نام جو لوں

(ترجمہ نثر) میں اگر گلاب کے عطر اور مشک سے بھی اپنا منہ دھو کر خوشبودار (پاکیزہ و مطہر) کرلوں تب بھی آپ کا اسم گرامی زبان پر لانا بے ادبی ہوگی۔

عقیدہ ختم نبوت اور مجدد الف ثانی، ص، 157

چونکہ ''علم وراثت'' کی بحث درمیان میں آگئی ہے اس لئے چند کلمے وقتی ضرورت کی بنا پر تحریر کئے جاتے ہیں: حدیث شریف میں وارد ہے ''العلماء ورثۃ الانبیاء'' (علماء انبیاء کے وارث ہیں) واضح ہو کہ جو علم انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات سے باقی وجاری ہے دو قسم کا ہے۔ (ایک) علم احکام (دوسرا) علم اسرار اور (انبیاء کی) وراثت کا عالم (کہلانے کا مستحق) وہی شخص ہوسکتا ہے جو دونوں قسم کے علم سے بہرہ ور ہو نہ یہ کہ صرف ایک قسم کا علم حاصل ہو اور دوسری قسم سے محروم ہو یہ بات وراثت کے منافی ہے کیونکہ وراثت کو مورث کے ہر قسم کے ترکہ میں سے حصہ ملتا ہے نہ کہ بعض میں حصہ ہو اور بعض میں نہ ہو اور وہ شخص جس کا حصہ کسی خاص معین تک محدود ہو وہ (وراث نہیں بلکہ) غرما (قرض خواہ) میں داخل ہے جس کا حصہ اس کے حق کی جنس سے متعلق ہے اسی طرح حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ نے فرمایا ہے ''علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل'' (میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے مانند ہیں)

مکتوب، ج، 1، ن، 268

منقبت شریف

وہی سرہند جو رفعت پناہ تھا بادشاہوں کا

ازل سے ہے مرا دل جلوہ عالم کا شیدائی
کشش سرہند میں آوارہ الفت کو لے آئی
وہی سرہند جس کو جنت ماوئی نشاں کہئے
طریقت کی زباں میں قبلہ روحانیاں کہئے
وہی سرہند جو اسلام کی عظمت کا محور تھا
وہی جو کفر کے ظلمات میں ایمان کا گھر تھا
وہی سرہند جو رفعت پناہ تھا بادشاہوں کا
وہی جو منزل مقصود تھا ماضی کی راہوں کا
وہ جس کو دیو دیو نے پامال کر ڈالا
مگر قائم ہے جس کے سر پہ اب بھی نور کا ہالا

شیخ سرہند، ص، 132

شیطان جب طاعت ونصیحت کے راستہ سے (انسان میں) داخل ہوتا ہے

بزرگوں (رحمۃ اللہ علیہم) نے فرمایا ہے کہ دشمن لعین (شیطان) جب طاعت ونصیحت کے راستہ سے (انسان میں) داخل ہوتا ہے تو اس کا دفع کرنا بہت دشوار ہو جاتا ہے لہٰذا ہمیشہ التجا وزاری کرتے رہنا چاہئے اور حق سبحانہ وتعالیٰ سے شکستگی وزاری کے ساتھ طلب کرنی چاہئے تاکہ اس راہ (طاعت ونصیحت) سے اس کو خرابی نہ پہنچے اور اس کا استدراج مطلوب نہ ہو استقامت کا راستہ یہی

ہے جو سعادت ابدی کی طرف رہنمائی کرے۔

مکتوب، ج، 1، ن، 224

اپنے بندوں کے رزق کا خود کفیل ذمہ دار ہے

(نصیحت) یہ ہے کہ اس گروہ (صوفیاء کرام) کا جمال فقر و نامرادی میں ہے اور اس میں حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی ہے حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ اپنے کمال کرم سے اپنے بندوں کے رزق کا خود کفیل (ذمہ دار) ہے اور ہم کو اور آپ کو اس فکر و تردد سے فارغ کر دیا ہے جس قدر اشخاص زیادہ ہوں گے اسی قدر رزق بھی زیادہ ہوگا آپ اپنی ہمت کو جمع کر کے حق تعالیٰ و تقدس کی مرضیات حاصل کرنے میں متوجہ رہیں اور اپنے متعلقین کے غم کو حق سبحانہ وتعالیٰ کے کرم کے حوالہ کر دیں۔

مکتوب، ج، 1، ن، 224

بے ریش لڑکوں اور خوبصورت عورتوں کو دیکھنا منع ہے

یہی وجہ ہے کہ شریعت محمدی ﷺ میں بے ریش لڑکوں اور اجنبی عورتوں کے حسن اور کمینی دنیا کی زیب و زینت کی طرف رغبت و خواہش سے نظر کرنا منع فرما دیا گیا ہے کیونکہ یہ حسن و طراوت عدم کے مقتضیات سے ہے جو ہر شر و فساد کی جڑ ہے اگر اس حسن و جمال کا منشا کمالات وجودیہ ہوتے تو اس سے منع نہ فرماتے اس لئے کہ اصل کے موجود ہوتے ظل کی طرف توجہ کرنا برا اور مکروہ ہے اور یہ منع کرنا امتحان کے طور پر ہے نہ کہ واجب بر خلاف پہلے منع کرنے کے (جو کہ وجوبی ہے) لہٰذا وہ حسن جو دنیاوی مظاہر جمیلہ میں ظاہر ہوتا ہے وہ اس ذات تعالیٰ و تقدس کے حسن ظلال سے نہیں ہے بلکہ عدم کے لوازمات سے ہے جس نے حسن کی مجاورت (معیّت) کی وجہ سے ظاہر میں حسن پیدا کر لیا ہے اور حقیقت میں قبیح و ناقص ہے جیسے کہ زہر کو شکر کے غلاف میں ڈھانپ دیا جائے یا و نجاست پر سونے کا غلاف چڑھ دیں اور یہ جو خوبصورت عورتوں اور لونڈیوں سے نکاح کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ وہ اولاد حاصل کرنے اور بقائے نسل کیلئے ہے جو نظام عالم کو باقی رکھنے کے لئے ضروری ہے۔

مکتوب، ج، 1، ن، 234

اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا ہے اس کی طرف نظر نہیں کی

حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا ہے اس کی طرف نظر نہیں کی اور وہ حق تعالیٰ کی مبغوضہ ہے اور سب کچھ اس کی برائی ۔۔۔ شرارت ۔۔۔ اور فساد کی وجہ سے ہے جو عدم کے تقاضوں سے ہے جو کہ ہر شر و فساد کا محل ہے اور دنیاوی حسن و جمال اور اس کی شیرینی اور تازگی راستہ کے کوڑے کرکٹ کی مانند ہیں جو منظور نظر نہیں ہیں وہ تو آخرت کا جمال ہی ہے جو شایان نظر اور حق سبحانہ وتعالیٰ کی مرضی کا کام ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ دنیا داروں کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے: "تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيدُ الْاٰخِرَةَ" (تم دنیا کا مال و اسباب چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ (تمہارے لئے) آخرت چاہتا ہے) (یا اللہ! تو دنیا کو ہماری آنکھوں میں حقیر کر دے اور آخرت کی بزرگی اور بڑائی ہمارے دلوں میں ڈال دے، بحرمتہ حضور پرنور آقائے دوجہان ﷺ جنھوں نے فقر پر فخر کیا اور دولت مندی سے اجتناب کیا)۔

مکتوب، ج، 1، ن، 234

نفل کی فرض کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں

اے فرزند! سنو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے دعوت کو عالم خلق پر منحصر رکھا ہے "بنی السلام علیٰ خمس" (اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے) اور چونکہ قلب کی مناسبت عالم خلق سے زیادہ ہے لہٰذا اس کی تصدیق کیلئے دعوت کا حکم فرمایا اور قلب کے ماوریٰ کی نسبت کوئی بات نہیں فرمائی اور اس کو "کالمطروح فی الطریق" (راستہ میں پڑا ہوا کوڑا) کی طرح سمجھا اور اس کو مقاصد میں شمار نہیں کیا ہاں بہشت کی نعمتیں اور دوزخ کی مصیبتیں اور دیدار کی دولت اور محرومی کی بدنصیبی یہ سب عالم خلق سے وابستہ ہیں اور عالم امر کے ساتھ ان کا کچھ تعلق نہیں دوسرے وہ عمل جو فرض واجب اور سنت ہے ان کی بجاآوری اسی قالب سے تعلق رکھتی ہے جو عالم خلق سے ہے اور جو کچھ کہ عالم امر کا حصہ ہے وہ اعمال نافلہ سے متعلق ہے۔ پس وہ قرب جو ان اعمال کے ادا کرنے کا ثمرہ ہے وہ اعمال کے اندازے کے مطابق ہوگا۔ لہٰذا لازمی طور پر وہ قرب جو ادائے فرض کا ثمرہ ہے عالم خلق کا نصیب ہے اور وہ قرب جو ادائے نوافل کا ثمرہ ہے وہ عالم امر کا نصیب ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ نفل کی فرض کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں۔ کاش! اس کو دریائے محیط کے مقابلے میں قطرہ ہی کی نسبت ہوتی بلکہ سنت کے مقابلے میں بھی نفل کی یہی نسبت ہے اگرچہ سنت اور فرض کے درمیان بھی قطرہ اور دریا کی نسبت ہے۔ لہٰذا دونوں قربوں (قرب بالنوافل اور قرب بالفرض) کے درمیانی فرق کو اسی پر قیاس کر لینا چاہیے اور عالم خلق کا شرف عالم امر پر اسی فرق سے سمجھ لینا چاہیے۔ اکثر لوگ جو اس معنی سے بے نصیب ہیں اپنے فرائض کو خراب کر کے نوافل کی ترویج میں کوشش کرتے ہیں صوفیائے خام ذکر اور فکر کو اہم ترین ضروریات جان کر فرائض اور سنتوں کی بجاآوری میں سستی کرتے ہیں اور چلوں اور ریاضتوں کو اختیار کر کے جمعہ جماعت کو ترک کر دیتے ہیں وہ یہ نہیں جانتے کہ ایک فرض کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا ان کے ہزاروں چلوں سے بہتر ہے۔ ہاں آداب شرعیہ کی رعایت کے ساتھ ذکر و فکر میں مشغول ہونا بہت بہتر اور اہم ترین کام ہے۔

مکتوب، ج 1، ن 260

عبادات نافلہ کی، عبادات فرائض کے مقابلہ میں کوئی اہمیت نہیں

احکام فقہیہ کا معاملہ ہے اور فرائض کی ادائیگی میں بہت اہتمام کرنا چاہئے اور حلال وحرام میں بھی بہت احتیاط کرنی چاہیے عبادات نافلہ کی عبادات فرائض کے مقابلہ میں کوئی اہمیت نہیں وہ راستے میں پھینکے ہوئے کوڑے کی مانند ہیں اس زمانے کے اکثر لوگ نوافل کو رواج دیتے ہیں اور فرائض کی تخریب میں مشغول ہیں نفلی عبادتوں کی ادائیگی کا بہت اہتمام کرتے ہیں اور فرائض کو خورد بے اعتنا شمار کرتے ہیں تمام دولت موقع و بے موقع مستحق اور غیر مستحق کے اوپر خرچ کرتے ہیں لیکن ان کو ایک چتیل (پیسہ) زکوٰۃ کے طور پر ادا کرنا دشوار ہے یہ نہیں جانتے کہ زکوٰۃ کا ایک پیسہ دینا لاکھوں روپے صدقہ نافلہ سے بہتر ہے چونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں محض مولا جل سلطانہ کے حکم کی بجاآوری ہے اور صدقہ نافلہ کا منشا بسا اوقات نفسانی خواہشات ہوتا ہے لہٰذا فرض کی ادائیگی میں ریا کی گنجائش نہیں ہے اور نفل میں ریاکاری کے لئے وسیع میدان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ادائے زکوٰۃ میں ریا اظہار کرنا

بہتر ہے تا کہ اپنے سے تہمت کو دور کردے اور صدقہ نافلہ کو پوشیدہ طور پر دینا بہتر ہے جو قبولیت کے زیادہ لائق ہے غرض احکام شرعیہ کے التزام کے بغیر چارہ نہیں تا کہ دنیا کی تکالیف سے خلاصی متصور ہو اور اگر حقیقی طور پر دنیا کا ترک کرنا میسر نہ ہوسکے تو ترک حکمی میں تو کوتاہی نہ کرنی چاہئے اور وہ اقوال و افعال میں شریعت (محمدی ﷺ) کو اپنے اوپر لازم کرنا ہے۔

مکتوب، ج، 2، ن، 82

فرض اور نفل نمازوں کے بارے میں

اعمالِ مقرب یہ یعنی وہ اعمال جن سے درگاہ الٰہی میں قرب حاصل ہوتا ہے فرض ہیں یا نفل فرضوں کے مقابلے میں نفلوں کا کچھ اعتبار نہیں کسی ایک وقت میں فرضوں میں سے ایک فرض کا ادا کرنا ہزار سالہ نفلوں کے ادا کرنے سے بہتر ہے اگرچہ وہ نفل خالص نیت سے ادا کئے جائیں اور خواہ وہ نفل نماز و روزہ و ذکر و فکر وغیرہ کسی بھی قسم کا ہو بلکہ ہم (شمس العارفین حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کہتے ہیں کہ فرائض کی ادائیگی کے درمیان سنتوں میں سے اور مستحبات (آداب) میں سے مستحب (ادب) کی رعایت کرنا یہی حکم رکھتا ہے۔

مکتوب، ج، 2، ن، 82

دنیا دار عمل ہے اور دار جزا آخرت ہے

اے محبت کے طریقے والے! چونکہ یہ دنیا دار عمل ہے اور دار جزا آخرت ہے اس لئے اعمال صالحہ کی بجا آوری میں کوشش کرنی چاہئے (اعمال میں) بہترین عمل اور (عبادات میں) بہترین عبادت اقامت صلوٰۃ (دین کا ستون) ہے اور مومن کی معراج ہے اس لئے اس کے ادا کرنے میں بہت اہتمام کرنا چاہئے اور کامل احتیاط برتنی چاہئے تا کہ نماز کے ارکان و شرائط اور سنن و آداب کما حقہ ادا ہو جائیں طمانیت اور تعدیل ارکان کے بارے میں بار بار تاکید کی جاتی ہیں ان کی اچھی طرح محافظت کریں اکثر لوگ نماز کو ضائع کر دیتے ہیں اور طمانیت و تعدیل ارکان کو درہم برہم کر دیتے ہیں ایسے لوگوں کے حق میں بہت سی وعیدیں اور تہدیدیں وارد ہوئی ہیں جب نماز درست ہو جائے تو نجات میسر ہو جانے کی بڑی امید ہے کیونکہ نماز کے قائم ہونے سے دین قائم ہو جاتا ہے اور عروج کا مرتبہ اپنی معراج کو پہنچ جاتا ہے۔

بر شکر غلطید اے صفرائیاں — از برائے کوری سودائیاں
شکر کھائیں صفرائی — اندھے بنیں ہے سودائی

مکتوب، ج، 2، ن، 20

نماز کو عمدہ طریقے پر ادا کرنا چاہئے

اے فرزند عزیز! فرصت کے یہ لمحات غنیمت ہیں۔ چاہئے بیکار کاموں میں صرف نہ ہوں بلکہ فرصت کے تمام اوقات حق جل و علا کی خوشنودی کے مطابق صرف ہوں پانچوں وقت کی نماز جمعیت (قلب) کے ساتھ باجماعت اور تعدیل ارکان کے ساتھ

ادا کریں اور نماز تہجد کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیں صبح کے وقت استغفار کو بھی نہ چھوڑیں اور خواب خرگوش سے لذت حاصل نہ کریں اور عارضی وفانی آسائشوں پر فریفتہ نہ ہوں موت کے ذکر اور آخرت کے خوف کو اپنا نصب العین بنائیں مختصر یہ کہ دنیا سے روگردانی اختیار کریں اور آخرت کی طرف متوجہ رہیں اور بقدر ضرورت دنیا کے کاموں میں مشغول ہوں اور باقی تمام اوقات کو اور آخرت کے کاموں کی مشغولی سے معمور رکھیں حاصل کلام یہ کہ دل غیر اللہ کی گرفتاری سے آزاد ہو جائے اور ظاہر احکام شرعیہ سے آراستہ و مزین ہو جائے۔

مکتوب، ج،2، ن،31

کار این ست وغیر ایں ہمہ ہیچ

پس نماز کو عمدہ طریقے پر ادا کرنا چاہیئے اور تعدیل ارکان یعنی رکوع سجود قومہ اور جلسہ اچھی طرح بجالانا چاہیئے اور دوسرے لوگوں کو بھی ہدایت کرنی چاہیئے کہ وہ نماز کو کامل طور پر ادا کریں اور تعدیل ارکان کو طمانیت کے ساتھ ادا کرنے میں کوشش کریں۔ کیونکہ اکثر لوگ اس دولت سے محروم ہیں اور عمل متروک ہو رہا ہے اس عمل کا زندہ کرنا بھی دین کی اہم ضروریات میں سے ہے۔

مکتوب، ج،2، ن،69

اول عقیدہ درست کریں اور بعد میں اعمال کا بجالانا ضروری ہے

اعتقاد درست کرنے کے بعد اعمال کا بجالانا بھی ضروری ہے کیونکہ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: ① کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' (یعنی اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس کے رسول ہیں) اور ان تمام باتوں پر ایمان و اعتقاد رکھنا جو محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ کی تبلیغ سے ثابت ہے ② پانچوں وقت کی نمازوں کا ادا کرنا جو کہ دین کا ستون ہے ③ تیسرے مال کی زکوۃ ادا کرنا ④ چوتھے ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھنا ⑤ پانچویں بیت اللہ شریف کا حج کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے بعد عبادتوں میں بہترین عبادت ''نماز'' ہے اور اس میں ایمان کی طرح حسن لذاتیہ ہے بخلاف تمام عبادات کے، کہ ان میں ذاتی حسن نہیں ہے طہارت کاملہ کے بعد جیسا کہ شرع مبین کی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے بغیر کسی سستی و کاہلی کے نماز ادا کرنی چاہئے اور قرات۔ رکوع سجود قومہ جلسہ اور باقی تمام ارکان میں احتیاط کرنی چاہیئے تا کہ کامل درجہ احتیاط کے ساتھ ادا ہوں اور رکوع سجود قومہ اور جلسہ میں سکون و طمانیت کو لازم جاننا چاہیئے۔ اور سستی و لاپروائی سے نماز ادا نہ کریں اور نماز کو اول وقت میں ادا کریں۔ اور سستی اور جہالت کی وجہ سے تاخیر نہ کرنے چاہئے مقبول بندہ وہی ہے جو اپنے مولیٰ کا حکم ملتے ہی اس کی تعمیل میں لگ جائے کیونکہ حکم کی بجا آوری میں دیر کرنا سرکشی اور سوء ادب ہے۔

مکتوب، ج،3، ن،17

اگر وہ تمام رات سوتا رہتا اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتا

منقول ہے کہ ''ایک روز خلیفہ ثانی حضرت امیر المومنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فجر کی نماز جماعت سے فارغ

ہونے کے بعد مقتدیوں کی طرف دیکھا تو اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص (حضرت سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن ابی حثمہ) کو اس وقت موجود نہ پایا (دریافت) فرمایا کہ فلاں شخص جماعت میں حاضر نہیں ہوا۔ حاضرین نے عرض کیا کہ وہ رات کا اکثر حصہ جاگتا رہتا ہے گمان ہے کہ وہ اس وقت سو گیا ہوگا آپ (خلیفہ ثانی حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ اگر وہ تمام رات سوتا رہتا اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتا تو زیادہ اچھا ہوتا' پس کسی مستحب کی رعایت کرنا اور کسی مکروہ سے بچنا خواہ وہ مکروہ تحریمی نہ ہو بلکہ مکروہ تنزیہی ہی ہو ذکر وفکر اور توجہ ومراقبہ سے بہتر ہے۔ ہاں اگر ان امور (ذکر وفکر اور مراقبہ وغیرہ) کو مستحبات کی رعایت اور مکروہات سے بچنے کے ساتھ جمع کرے تو ''فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا'' (بہت ہی بڑی کامیابی ہے)

مکتوب، ج، 1، ن، 29

نماز کے قیام میں آنکھوں کو بند کرنا بدعت ہے

نماز کے قیام میں آنکھوں کو بند کرنا بدعت ہے اگر چہ حضوری کیلئے جائز کیا گیا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کی سماعت میں ہے کہ اگر خوش الحان شخص سے سنا جائے تو فوق کی نسبت ولایت کا ظہور ہوتا ہے اور اگر درست پڑھنے والے سے سنا جائے تو فوق کی نسبت حقائق ظہور کرے گی کیونکہ خوش آوازی سے قلب کو پوری پوری مناسبت ہے جو ضرور ظاہر ہوگی۔ اور اگر الفاظ کی فصاحت اور صحیح مخارج کی ادائیگی اور ترتیل کے ساتھ پڑھا جائے خواہ خوش آوازی بھی نہ ہو۔ تب بھی وہ حقائق فوقانی جلوہ گر ہوں گے۔

ہدایت الطالبین، ص، 107

اکثر خواص وعوام کے نوافل ادا کرتے ہیں اور فرض نمازوں میں سستی کرتے ہیں

جاننا چاہئے کہ اس زمانے میں اکثر خواص وعوام نوافل کے ادا کرنے میں تو بہت زیادہ اہتمام کرتے ہیں اور فرض نمازوں میں سُستی کرتے ہیں اور ان (فرائض) میں سنن ومستحبات کی رعایت بھی بہت کم کرتے ہیں نوافل کو عزیز جانتے ہیں اور فرائض کو ذلیل وخوار بہت کم لوگ ایسے ہیں جو فرائض کو مستحب وقتوں میں ادا کرتے ہوں۔ جماعت مسنونہ کی تکثیر (کثرت) میں بلکہ نفس جماعت کی بھی کوئی پابندی نہیں کرتے اور نفس فرائض کو غفلت وسُستی کے ساتھ ادا کرنے کو غنیمت جانتے ہیں۔ لیکن عاشورا (دسویں محرم) کے دن اور شب برات اور ماہ رجب کی ستائیسویں شب اور ماہ مذکور (رجب) کے اول جمعہ کی شب کو جس کا نام انھوں نے لیلتہ الرغائب (ماہ رجب کی پہلی شب جمعہ) رکھا ہے نہایت اہتمام کر کے نوافل بہت بڑی جمعیت کو اہتمام کے ساتھ باجماعت ادا کرتے ہیں اور اس کو نیک اور مستحسن خیال کرتے ہیں اور نہیں جانتے ہے کہ یہ (نوافل کو اہتمام کے ساتھ باجماعت ادا کرنا) شیطان کا مکر وفریب ہے جو کہ سیئات کو حسنات کی صورت میں ظاہر کرتا ہے (جیسا کہ) (1) حضرت شیخ الاسلام مولانا عصام الدین ہروی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ شرح وقایہ کے حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ نوافل کو باجماعت ادا کرنا اور فرضوں کی جماعت کو ترک کرنا شیطان کا مکر وفریب ہے۔

(2) جاننا چاہئے کہ نوافل کو کامل جمعیت اور جماعت کے ساتھ ادا کرنا مذمومہ و مکروہہ بدعتوں میں سے ہے اور ان (بدعتوں میں سے ہے جن کے متعلق حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ نے فرمایا ہے "من احدث فی دیننا ھذا افھو رد" (جس کسی نے ہمارے اس دین میں نئی بات نکالی وہ رد (مردود) ہے)۔

(3) جاننا چاہئے کہ نوافل کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا بعض فقہی روایتوں کی رو سے مطلق طور پر مکروہ ہے اور دوسری روایات میں کراہت تداعی و تجمیع (یعنی اعلان و اجتماع) کے ساتھ مشروط کہا گیا ہے اگر تداعی کے بغیر ایک دو آدمی مسجد کے گوشہ میں نفل (نماز) جماعت سے ادا کریں تو یہ بغیر کراہت کے جائز ہے تین آدمیوں (کی جماعت) میں مشائخ کا اختلاف ہے اور بعض روایات میں چار آدمیوں کی جماعت بالاتفاق مکروہ ہے اور بعض دوسری روایات میں اصح یہ ہے کہ مکروہ ہے۔

(4) فتاوی سراجیہ (مولانا مفتی سراج الدین اوشی بن عثمان بن محمد رحمۃ اللہ علیہ) میں ہے کہ "تراویح اور کسوف (سورج گرہن) کی نماز کے علاوہ دیگر نوافل کو باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے۔

(5) اور فتاوی غیاثیہ میں (حضرت شیخ محمد بن احمد بن سہل ابوبکر شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ رمضان کے علاوہ نماز نوافل کو جماعت سے ادا کرنا جبکہ تداعی (اعلانہ) کے طریق پر ہو مکروہ ہے لیکن جب ایک یا دو آدمی اقتدا کریں تو مکروہ نہیں اور تین میں اختلاف ہے اور چار میں بلاخلاف مکروہ ہے۔

(6) اور (فقہ کی مشہور کتاب) خلاصہ میں (عبدالعزیز بن احمد بن نصر بن صالح بخاری حنفی حلوائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہے کہ نفلوں کی جماعت جب تداعی کے طریق پر ہو تو مکروہ ہے لیکن اگر اذان و اقامت کے بغیر گوشہ مسجد میں ادا کی جائے تو مکروہ نہیں۔

(7) اور عبدالعزیز بن احمد بن نصر بن صالح بخاری حنفی حلوائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ جب امام کے علاوہ تین آدمی ہوں تو بالاتفاق مکروہ نہیں اور چار میں اختلاف ہے اور اصح یہی ہے کہ مکروہ ہے اور فتاوی شافیہ میں ہے کہ رمضان کے علاوہ نوافل کو جماعت سے ادا نہ کریں اور نوافل کو تداعی کے طور پر یعنی اذان اور اقامت کے ساتھ ادا کرنا مکروہ ہے لیکن ایک یا دو آدمی اقتدا کرلیں جو تداعی کے طور پر نہ ہوں مکروہ نہیں اور اگر تین اقتدا کریں تو اس میں مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کا اختلاف ہے اور اگر چار آدمی اقتدا کریں تو بالاتفاق مکروہ ہے اس قسم کی اور بھی بہت سی روایتیں ہیں اور فقہ کی کتابیں ان سے بھری ہوئی ہیں۔ اور اگر کوئی ایسی روایت مل جائے جس میں عدد کا ذکر نہ ہو اور اس سے مطلق طور پر نفل نماز کو جماعت سے ادا کرنا جائز ثابت ہوتا ہو تو اس کو مُقیّد پر محمول کرنا چاہئے جو دوسری روایات میں واقع ہے اور مطلق سے مقید مراد لینا چاہئے اور جواز کو دو یا تین پر منحصر کرنا چاہئے کیونکہ علماء حنفیہ اگرچہ اصول میں مطلق کو اپنے اطلاق پر ہی رکھنے کے قائل ہیں اور مُقیّد پر حمل نہیں کرتے لیکن روایات میں مطلق کو مُقیّد پر حمل کرنا جائز بلکہ لازم جانتے ہیں۔ اور اگر ہم بفرض محال حمل نہ بھی کریں اور اطلاق پر ہی رہنے دیں جبکہ یہ مطلق قوت (ثبوت) میں مقید کے برابر ہو تو وہ اس مقید کا معارض ہوگا حالانکہ قوت میں مساوات ممنوع ہے کیونکہ کراہت کی روایتیں باوجود کثرت کے مختار اور مفتیٰ بہا ہیں برخلاف اباحت کی روایتوں کے۔ اور اگر دونوں کی مساوات تسلیم کرلی جائے تو ہم

کہتے ہیں کہ کراہت واباحت کے دلائل باہم متعارض ہونے کی صورت میں کراہت ہی کو ترجیح ہے کیونکہ احتیاط کی رعایت اسی میں ہے جیسا کہ اصول فقہ کے جاننے والوں کے نزدیک مقرر ہے پس وہ لوگ جو روز عاشورا وشب برات اور لیلۃ الرغائب (ماہ رجب کی پہلی شب جمعہ) میں نماز نوافل کو جماعت ادا کرتے ہیں اور دو دو سو یا تین تین سو یا اس سے کم وبیش آدمی مساجد میں جمع ہوتے ہیں اور اس نماز واجتماع اور جماعت کو مستحسن خیال کرتا ہے ایسے لوگ باتفاق فقہاء امر مکروہ کے مرتکب ہیں۔ اور مکروہ کو مستحسن جاننا بڑے گناہوں سے ہے کیونکہ حرام کو مباح جاننا کفر تک پہنچا دیتا ہے اور مکروہ کو حسن نیک اور بہتر سمجھنا ایک درجہ اس سے کم ہے اس فعل کی برائی کو اچھی طرح ملاحظہ کرنا چاہئے اور کراہت کے رفع کرنے کے بارے میں ان کے پاس سند عدم تداعی ہے ہاں عدم تداعی بعض روایات کے مطابق کراہت کو دفع کرتی ہے لیکن ایک یا دو مقتدیوں کے ساتھ مخصوص ہے اور وہ بھی اس شرط پر کہ گوشہ مسجد میں ہو "وَبِدُوْنِهَا خَرْطُ الْقِتَادِ" (اس کے علاوہ بے فائدہ رنج اٹھانا ہے)۔ تداعی سے مراد نفل نماز کے ادا کرنے کیلئے ایک دوسرے کو خبر دینا اور یہ معنی ان جماعتوں میں متحقق ہیں جو عاشورا وغیرہ کے دن قبیلہ قبیلہ ایک دوسرے کو خبر کرتے اور بلاتے ہیں کہ فلاں شیخ یا فلاں عالم کی مسجد میں جانا چاہیے اور نفل نماز جماعت سے ادا کرنی چاہئے اور اس فعل کو بطریق عادت ادا کرتے ہیں اس قسم کی اطلاع دینا اذان واقامت بھی اَبْلَغْ (زیادہ بڑھکر) ہے۔ پس تداعی بھی ثابت ہوگئی اگر تداعی کو اذان واقامت پر ہی مخصوص رکھیں جیسا کہ بعض روایات میں واقع ہوا ہے اور اس سے اذان واقامت کی حقیقت مراد لیں تو پھر بھی جواب وہی ہے جو اوپر گذر چکا کہ (ایسی نماز) ایک یا دو (مقتدی) کے ساتھ مخصوص ہے وہ بھی دوسری شرط کے ساتھ جو اوپر مذکور ہو چکی ہے (یعنی مسجد کے گوشہ میں ہو)۔۔ جاننا چاہیئے کہ چونکہ ادائے نوافل کی بنیاد اخفاو تستر (پوشیدگی) پر ہے اس لئے کہ نوافل میں ریاوسمعہ کا گمان ہوسکتا ہے اور جماعت اخفا کے منافی ہے اور فرائض کے ادا کرنے میں اظہار واعلان مطلوب ہے کیونکہ یہ ریاوسمعہ کی آمیزش سے پاک ہے پس ان کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا مناسب ہے علاوہ بریں ہم یہ کہتے ہیں کہ کثرت اجتماع فتنہ پیدا ہونے کا محل ہے یہی وجہ ہے کہ نماز جمعہ ادا کرنے کیلئے سلطان یا اس کے نائب کا حاضر ہونا شرط قرار دیا گیا ہے تاکہ فتنہ پیدا ہونے سے امن رہے اور ان مکروہہ جماعتوں بھی فتنہ پیدا ہونے کا قوی اجتماع ہے پس یہ اجتماع بھی مشروع نہ ہوگا بلکہ منکر اور ممنوع ہوگا حدیث شریف "اَلْفِتْنَةُ نَائِمَةٌ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ اَيْقَظَهَا" (فتنہ سویا ہوتا ہے جو اس کو جگاتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے)۔ پس اسلام کے والیوں قاضیوں اور محتسبوں پر لازم ہے کہ اس طرح کے اجتماع سے (لوگوں کو) منع کریں اور اس بارے میں بہت ہی زجر وتنبیہ کریں تاکہ یہ بدعت جس سے فتنہ برپا ہونے کا اندیشہ ہے جڑ سے اکھڑ جائے "وَاللّٰهُ يُحِقُّ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ" (اور اللہ تعالیٰ ہی حق کو ثابت کرتا ہے اور وہی سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے)

مکتوب، ج،1، ن 288

نماز میں اشارہ سبابہ کرنا مسئلہ

اسی طرح آپ نے اشارہ سبابہ کے جائز ہونے کے بارے میں دریافت کیا تھا اور مولانا علم اللہ مرحوم کا لکھا ہوا رسالہ بھیجا ہے کہ اس باب میں آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کا کیا حکم ہے میرے مخدوم! حدیث نبوی ﷺ اشارہ سبابہ کے جائز ہونے کے بارے میں بہت زیادہ وارد ہوئی ہیں اور فقہ حنفیہ کی بعض روایات بھی اس بارے میں آئی ہیں جیسا کہ مولانا (علم اللہ) نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے لیکن جب فقہ حنفیہ کی کتابوں کو بغور ملاحظہ کیا جائے تو معلوم ہے کہ اشارہ کے جائز ہونے کی روایات اصول روایات کے خلاف اور ظاہر مذہب کے بھی خلاف ہیں۔اور یہ جو امام محمد شیبانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ ''حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ اشارہ کرتے تھے'' اور اسی طرح ہم بھی اشارہ کرتے ہیں جس طرح نبی (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ) کرتے تھے پھر انھوں نے (حضرت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے کہا کہ ''یہی میرا قول ہے اور یہی حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے'' یہ نادر روایات میں سے ہے نہ کہ روایات اصول میں ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ غرائب میں ہے کہ محیط میں لکھا ہے ''کیا نمازی اپنے دائیں ہاتھ کی انگشت سبابہ سے اشارہ کرے'' (لیکن) حضرت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اصل (مبسوط) میں اس مسئلہ کا ذکر نہیں کیا البتہ مشائخ نے اس میں اختلاف کیا ہے ان میں سے بعض نے کہا اشارہ نہ کرے اور بعض نے کہا اشارہ کرے پھر حضرت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت اصول کے علاوہ ایک حدیث شریف حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ) اشارہ کرتے تھے پھر (حضرت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ) یہی میرا اور حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے'' اور بعض نے کہا کہ یہ سنت ہے اور بعض نے کہا مستحب ہے پھر کہا کہ یہ وہ ہے جو (فتاویٰ غرائب میں) علماء کرام نے لکھا ہے اور صحیح یہ ہے کہ اشارہ حرام ہے اور (فتاویٰ) سراجیہ میں ہے کہ نماز میں ''اشھد ان لا الہ الا اللہ'' کہتے وقت سبابہ کا اشارہ مکروہ ہے کیونکہ یہی مختار مذہب ہے اور کبریٰ میں بھی یہی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے کیونکہ نماز کی بنا سکون و وقار پر ہے۔اور فتاویٰ غیاثیہ میں ہے کہ تشہد کے وقت انگشت سبابہ سے اشارہ نہ کرے یہی مختار ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور جامع الرموز میں ہے کہ نہ اشارہ کریں اور نہ عقد کریں'' اور ہمارے اصحاب کا یہی ظاہر اصول ہے جیسا کہ زاہدی میں ہے اور اسی پر فتویٰ ہے جیسا کہ مضمرات اور ولوالجی اور خلاصہ وغیرہ میں ہے۔اور ہمارے اصحاب سے منقول ہے کہ یہ سنت ہے جیسا کہ خزائنۃ الروایات میں تاتارخانیہ سے مذکور ہے کہ جب تشہد پہنچے اور ''لا الہ الا اللہ'' کہے تو کیا دائیں ہاتھ کی انگشت سبابہ سے اشارہ کرے لیکن حضرت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اصل (مبسوط) میں اس کا کوئی ذکر نہیں کیا البتہ مشائخ کا اس میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ اشارہ نہ کریں اور اسی طرح کبریٰ میں ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور بعض نے اس بارے میں کہا کہ اشارہ کریں اور غیاثیہ میں ہے کہ تشہد کے وقت انگشت سبابہ سے اشارہ نہ کریں یہی مختار ہے جب

معتبر روایات میں اشارہ کی حرمت واقع ہوئی ہے اور اس کی کراہت پر فتویٰ دیدیا گیا ہے اور اشارہ وعقد کو منع کیا ہے اس کو اصحاب کا ظاہر اصول کہتے ہیں تو پھر ہم مقلدوں کو مناسب نہیں ہے کہ احادیث کے تقاضوں کے مطابق عمل کر کے اشارہ (سبابہ) کرنے کی جرأت کریں اور اس قدر علمائے مجتہدین کے فتووں کے باوجود ایک امر حرام مکروہ اور منہی کے مرتکب ہوں (مذہب) حنفیہ میں سے اس امر (اشارۂ سبابہ) کا ارتکاب کرنے والا دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ ان علمائے مجتہدین (کے متعلق خیال کرتا ہے کہ ان) کو اشارہ کے اثبات کے جواز میں ان معروف احادیث کا علم نہیں تھا یا یہ کہ ان کو احادیث کا علم تھا لیکن ان بزرگوں کے حق میں ان احادیث پر عمل کرنا جائز تسلیم نہیں کرتا اور یہ خیال کرتا ہے کیا انھوں نے احادیث کے خلاف اپنی آراء کے موافق حرمت وکراہت کا حکم کیا ہے اور یہ دونوں شقیں فاسد ہیں ان کو سوائے بیوقوف اور دشمن کے اور کوئی جائز نہیں سمجھتا۔ اور جیسا کہ ترغیب الصلوٰۃ میں ہے کہ تشہد میں انگشت شہادت کا اٹھانا علمائے متقدمین کی سنت ہے لیکن علمائے متاخرین نے اس کا انکار کیا ہے جیسا کہ رافضیوں نے اس میں مبالغہ سے کام لیا ہے اس لئے سنیوں نے ترک کر دیا ہے۔ سنی سے رافضی کی تہمت کا دور کرنا روایات کتب معتبرہ کے مخالف ہے کیونکہ ہمارے اصحاب کا ظاہر اصول عدم اشارہ اور عدم عقد پر ہے لہٰذا عدم اشارہ علمائے متقدمین کی سنت ہے اور ترک کی وجہ تہمت کی نفی کا باعث نہیں ہے ان اکابرین کے ساتھ ہمارا حسن ظن یہ ہے کہ جبتک اس بارے میں حرمت یا کراہت کی دلیل ان پر ظاہر نہیں ہوئی انھوں نے حرمت یا کراہت کا حکم نہیں کیا کیونکہ وہ اشارہ کی سنت واستحباب کا ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ یہ فقہانے ذکر کیا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اشارہ حرام ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان بزرگوں کے نزدیک اشارہ کے سنت واستحباب کے دلائل صحت کو نہیں پہنچے بلکہ ان کی صحت کے خلاف پہنچے ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ ہم کو اس دلیل کا علم نہیں ہے اور یہ معنی اکابرین کے حق میں کسی عیب کو مستلزم نہیں ہیں اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ ہمارے پاس اس دلیل کے خلاف علم ہے۔

مکتوب، ج، 1، ن، 312

تو ہم کہتے ہیں کہ مقلد کا علم اس کے حلال وحرام ہونے کے ثبوت میں معتبر نہیں

بلکہ اس بارے میں مجتہد کا گمان معتبر ہے سب سے پہلے مجتہدین کے دلائل کو مکڑی کے گھر (جالے) سے بھی زیادہ کمزور کہنا بڑی جرات کی بات ہے اپنے علم کو ان اکابرین کے علم پر ترجیح دینا اور اصحاب کرام حنفیہ کے ظاہر اصول اور مفتی بہا معتبر روایات کو درہم برہم کرنا اور شاذ و نادر کہنا ہے۔ یہ اکابر احادیث کو عہد (نبوی ﷺ) کے قرب اور علم کی زیادتی اور ورع وتقوی حاصل ہونے کی وجہ سے ہم دور افتادوں سے بہتر جانتے تھے اور اس کی صحت وسقم اور نسخ وعدم نسخ کو ہم سے زیادہ جانتے تھے اور ان احادیث علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے موافق عمل کو ترک کرنے میں کوئی نہ کوئی وجہ موجبہ (معتبر دلیل) ضرور رکھتے ہوں گے ہم ناقص فہم والے صرف اس قدر جانتے ہیں کہ احادیث کے راوی اشارہ وعقد کی کیفیت میں بہت زیادہ اختلاف رکھتے ہیں اور ان کے کثرت اختلاف نے نفس اشارہ میں بھی اضطراب پیدا کر دیا ہے چنانچہ بعض روایات سے مفہوم ہوتا ہے کہ آپ (تاجدار مدینہ

سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) نے بغیر عقد کے اشارہ فرمایا ہے اور جو حضرات عقد کے ساتھ کہتے ہیں انھوں نے ترپن (۵۳) کے عدد جیسا عقد روایت کیا ہے اور بعض دوسری روایات میں تیس (۲۳) کا عدد جیسا عقد ہے اور بعض نے خنصر (چھنگلیا) اور بنصر (اس کے ساتھ والی انگلی) کے ساتھ قبضہ (بند) کرنے اور ابہام باوسطی (انگوٹھے کا درمیانی انگلی کے ساتھ حلقہ بنا کر) اشارہ سبابہ کی روایت کی ہے اور ایک روایت میں صرف انگوٹھے کو درمیانی انگلی پر رکھ دینے کو ہی اشارہ قرار دیا ہے اور ایک روایت میں اس طرح بھی آیا ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھ کر اور بائیں ہاتھ کو دائیں پاؤں پر رکھ کر اشارہ کرتے تھے اور دوسری روایت میں ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی پشت پر اور پہنچے کو پہنچے پر اور کہنی کو کہنی پر رکھ کر اشارہ کرتے تھے اور بعض روایات میں آیا ہے کہ تمام انگلیوں کو بند کر کے اشارہ فرماتے تھے اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سبابہ کی تحریک کے بغیر اشارہ کرتے تھے اور بعض حرکت کا ثبوت ظاہر کرتے ہیں اور اسی طرح بعض روایات میں واقع ہے کہ تشہد کے پڑھتے وقت کسی کلمے کے تعین کے بغیر اشارہ فرماتے تھے اور بعض دوسری احادیث میں آیا ہے کہ کلمہ شہادت کے الفاظ پڑھتے وقت اشارہ فرماتے تھے اور بعض راویوں نے اس کو دعا کے وقت میں مقید کر دیا ہے کہ آپ (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) فرماتے تھے: "**یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک**" (اے دلوں کو پھیرنے والے میرے قلب کو اپنے دین پر ثابت رکھ) اور جب علمائے حنفیہ نے اشارہ کرنے میں راویوں کے عمل کا اضطراب دیکھا تو ایک فعل زائد کو نماز میں قیاس کے برخلاف ثابت نہیں کیا۔

کیونکہ نماز کی بنا سکون و وقار پر ہے

اور اسی طرح جہاں تک ہو سکے تمام انگلیوں کو قبلہ کی طرف متوجہ رکھنا سنت ہے جیسا کہ تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فرمایا ہے: "**فلیو جه من اعضائه القبلة ما استطاع**" (نمازی کو چاہیئے جہاں تک ہو سکے اپنے تمام اعضاء کو قبلہ کی طرف متوجہ رکھے) **سوال ۔؟** اگر یہ کہیں کہ اختلاف کی کثرت اس وقت مضطرب کر دیتی ہے جبکہ روایات کے درمیان موافقت ممکن نہ ہو حالانکہ اس بارے میں موافقت ممکن ہے کیونکہ ہو سکتا ہے تمام روایات کو (سرور کائنات جان موجودات تاجدار مدینہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے) مختلف اوقات میں کیا ہو۔ **(جواب)** تو ہم یہ کہتے ہیں کہ اکثر روایات میں لفظ کان واقع ہوا ہے جو کہ منطقیوں کے نزدیک ادوات کلیہ (آلات کلیہ) میں سے ہے اس صورت میں موافقت ممکن نہیں۔ اور جو کچھ حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ "اگر میرے قول کے خلاف کوئی حدیث شریف مل جائے تو میرے قول کو ترک کر کے حدیث شریف پر عمل کرو" اس سے مراد وہ حدیث شریف ہے جو حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تک نہیں پہنچی ہے اور اس حدیث شریف کا علم نہ ہونے کی بنا پر اس کے خلاف حکم فرمایا ہے اور اشارہ کی احادیث اس قسم سے نہیں ہیں بلکہ معروف احادیث ہیں جو عدم علم کا احتمال نہیں رکھتیں **سوال ۔؟** اور اگر یہ

کہیں کہ علمائے حنفیہ نے اشارہ کے جواز کا بھی فتوی دیا ہے لہٰذا متعارض فتووں سے جس کے مطابق بھی عمل کیا جائے جائز ہوگا (جواب) ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر جواز اور عدم جواز اور حلت وحرمت میں تعارض (ٹکراؤ) واقع ہو جائے تو عدم جواز اور حرمت کی جانب کو ترجیح ہوگی نیز حضرت شیخ ابن ہمام نے رفع یدین کے بارے میں کہا ہے کہ رفع اور عدم رفع کی احادیث متعارض ہیں ہم قیاس کی بنا پر عدم رفع کی احادیث کو ترجیح دیتے ہیں کہ کیونکہ صلوٰۃ کی بنا سکون وخشوع پر ہے جو اجماع کے نزدیک مطلوب ومرغوب ہے اور حضرت شیخ ابن ہمام پر تعجب ہوتا ہے کہ انھوں نے (کس طرح) کہہ دیا کہ بہت سے مشائخ سے عدم اشارہ مروی ہے جو روایت ودرایت کے خلاف ہے اس طرح انھوں نے علمائے مجتہدین پر جہالت کی نسبت قائم کردی حالانکہ وہ قیاس سے دلیل لا رہے ہیں جو شرع کا چوتھا اصل ہے اور وہ (مذہب) حنفیہ کے نزدیک ظاہر مذہب اور ظاہر روایت ہے اور اسی شیخ نے راویوں کے کثرت اختلاف اور اضطراب کی وجہ سے حدیث شریف قلتین کو ضعیف قرار دیا ہے فرزند ارشد (حضرت قطب الا قطاب ردیف کمالات فرزند اعظم خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اس بارے میں ایک رسالہ لکھ رہے ہیں تیار ہونے پر انشاء اللہ روانہ کیا جائے گا نیز آپ نے دریافت کیا تھا کے طالبان طریقہ ہر طرف جمع ہیں اور کسی جگہ بھی دلیری نہیں کی اور نہ ہی کسی سے کہا کہ تم سرحلقہ ہو جو اشارہ ہو اور جس کو اس کا اہل سمجھیں حکم فرمائیں تا کہ اس کو جماعت کا سرحلقہ بنا دیا جائے۔ (جواب) یہ حکم آپ کی صوابدید پر موقوف ہے استخارہ اور توجہ کے بعد (جس کو مناسب سمجھیں) حکم کردیں۔ والسلام علیکم وعلیٰ من الدیکم۔

مکتوب، ج، 1، ن، 312

مسئلہ لباس

سوال۔؟ کا حاصل یہ ہے کہ پیراہن (کرتہ) کو اس مقام کے صوفیہ آگے کے چاک کے ساتھ پہنتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سنت یہی ہے اور حضرت میر (شیخ المشائخ محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے خدام کرتے کا چاک بطریق حلقہ بناتے ہیں اس کی تحقیق کیا ہے؟۔

(جواب) جاننا چاہیئے کہ ہم بھی اس بارے میں متردد ہیں کیونکہ اہل عرب آگے کے چاک والا کرتہ پہنتے ہیں اور اس کو سنت جانتے ہیں۔ اور حنفیہ کی بعض کتب معتبرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سامنے کے چاک والا کرتہ مردوں کو نہیں پہننا چاہئے کہ عورتوں کا لباس ہے حضرت امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ نے فرمایا ہے: "لُعِنَ الرَّجُلُ يَلْبَسُ لُبْسَ الْمَرْاَةِ وَالْمَرْاَةُ تَلْبَسُ لُبْسَ الرَّجُلِ" (لعنت ہے اس مرد پر جو عورتوں جیسا لباس پہنے اور اس عورت پر بھی (لعنت ہے) جو مردوں جیسا لباس پہنے) اور مطالب المومنین میں ہے کہ "عورت مرد کی مشابہت نہ کرے اور نہ مرد عورت کی مشابہت کرے کیونکہ دونوں فریقوں پر لعنت کی گئی ہے بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ پیش چاک والا کرتہ اہل دین اور اہل علم کا لباس نہیں ہے اسی لئے فقہانے اہل ذمہ (وہ کافر جو اسلامی

حکومت کے تحت ہوں) کے لئے اس لباس کو تجویز کیا ہے اور جامع الرموز میں محیط سے نقل کیا ہے کہ وہ لباس جو اہل دین اور اہل علم کے ساتھ مخصوص ہے جیسے چادر عمامہ اہل ذمہ نہ پہنیں بلکہ موٹے کپڑے کی قمیض پہنیں جس کے سینے پر عورتوں کی قمیض کی طرح چاک ہو اور بعض علماء کے قول کے مطابق پیش چاک قمیض نہیں ہے بلکہ ورع ہے اور ان کے نزدیک قمیض وہ ہے جو دونوں طرف (کندھوں کی طرف) سے کھلی ہو۔ اور جامع الرموز اور ہدایہ میں عورت کے کفن کے بیان میں لکھا ہے کہ قمیض کا بدل اور ورع ہے اور ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ ورع کا چاک سینے ہوتا ہے اور قمیض کا چاک دونوں شانوں کی طرف اور بعض نے دونوں کو ایک ہی قرار دیا ہے (کہ ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔)

فقیر (حضرت سلطان العارفین امام شریعت و طریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک یہ بہتر معلوم ہوتا ہے چونکہ مردوں کو عورتوں کے مشابہ لباس پہننے سے منع کیا گیا ہے لہٰذا چاہیئے کہ جہاں عورتیں پیش چاک والا کرتہ پہنتی ہیں وہاں مردوں کو عورتوں کی مشابہت کی وجہ سے (پیش چاک والا کرتہ) ترک کر کے حلقہ گریبان والا کرتہ پہنیں اور جس علاقہ کی عورتیں حلقہ گریبان والا کرتہ پہنتی ہوں وہاں مردوں کو ضرورۃ پیش چاک والا کرتہ پہننا چاہئے اور عرب کی عورتیں حلقہ گریبان والا کرتہ پہنتی ہیں اس لئے مرد ضرورۃ پیش چاک والا کرتہ پہنتے ہیں اسی طرح ماوراء النہر اور ہندستان میں عورتوں کا لباس پیش چاک والا کرتہ ہے لہٰذا مردوں کو حلقہ گریبان والا کرتہ پہننا چاہیئے۔ حضرت میاں شیخ (علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کہتے تھے کہ میں مکہ معظمہ میں تھا میں نے دیکھا کہ حضرت شیخ نظام نارنولی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید حلقہ (گول) گریبان والا کرتہ پہنے ہوئے کعبہ کا طواف کرر ہا ہے اور اہل عرب کی ایک جماعت اس کے کرتہ پر تعجب کر رہی تھی کہ وہ عورتوں جیسا کرتہ پہنے ہوئے ہے لہٰذا اعتبار عرف عام اور عادت کا ہے اس لئے اہل عرب کا عمل بھی صحیح ہے اور ہندوستان اور ماوراء النہر والوں کا عمل بھی درست ہے: ''لکل وجھۃ ھو مولیھا'' (ہر ایک کے لئے ایک سمت ہے جس طرف وہ اپنا منہ کرتا ہے) اگر پیش چاک کرتہ کا سنت ہونا ثابت ہوتا تو علمائے حنفیہ اس لباس کو اہل ذمہ کے لئے جائز قرار نہ دیتے اور اس کو اہل دین اور اہل علم کے ساتھ مخصوص رکھتے اور چونکہ عورتیں اس لباس میں پیش پیش ہیں لہٰذا یہاں مردوں کا لباس عورتوں کے لباس کے تابع کر دیا گیا۔

مکتوب، ج، 1، ن، 313

مسئلہ سود

آپ نے ایک بار فرمایا تھا کہ سود قرض ہیں صرف زیادتی والی رقم ربوا ہے اور بس (یعنی) دس تنکے قرض کے عوض بارہ تنکے (لینے دینے) کی صورت میں صرف یہی دو تنکے زیادتی والے حرام ہیں لیکن جب بعض کتب فقہیہ کی طرف رجوع کیا گیا تو ظاہر ہوا کہ شریعت میں ہر وہ معاملہ جس میں زیادتی ہو وہ بھی ربوا (سود) ہے پس اس طرح کا سودی قرضہ بھی حرام ہے اور جو کچھ حرام کے ذریعے حاصل کیا جائے گا وہ بھی حرام ہو گا اور وہ دس تنکے بھی ربا اور حرام ہوں گے۔

مکتوب، ج، 1، ن، 102

منقبت شریف

اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار

اُس خاک کے ذرّوں سے ہیں شرمندہ ستارے
اُس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحبِ اسرار

گردن نہ جھکی جسکی جہانگیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیِ احرار

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو
آنکھیں مری بینا ہیں ولیکن نہیں بیدار

آئی یہ ندا سلسلۂ فقر ہو بند
ہیں اہلِ نظر کشورِ پنجاب سے بیزار

عارف کا ٹھکانہ نہیں وہ خطہ کہ جس میں
پیدا کلۂ فقر سے ہو طرۂ دستار

باقی کلۂ فقر سے تھا ولولۂ حق!
طرّوں نے چڑھایا نشۂ خدمتِ سرکار

السیف الصارم، ص،53، منقبت

عید میلاد النبی کی خوشی مناؤ

حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ ذکر پاک کی محفل پہلے اللہ تعالیٰ نے سجائی پھر انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی امتوں میں محفل سجائی آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے محفل سجائی، پھر خود حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ اور صحابہ کرام

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے سجائی پھر اس سنت الٰہی اور سنت انبیاء علیہم السلام پر عمل کرتے ہوئے صلحاء امت نے محفلیں سجائیں شمس العارفین کعبۂ صفا کیشاں شیخ احمد کابلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایسی محافل کے انعقاد کی اجازت دیتے ہوئے فرماتے ہیں مجلس میلاد شریف اگر اچھی آواز کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کی جائے اور حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ کی نعت شریف اور منقبت کے قصیدے پڑھے جائیں تو اس میں کیا حرج ہے؟

پھر آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں ناجائز تو یہ ہے کہ قرآن مجید کے حروف میں تغیر وتحریف کر دی جائے اور قصیدے پڑھنے میں راگ اور موسیقی کے قواعد کی رعایت اور پابندی کی جائے تالیاں بجائی جائیں اگر اس طرح پڑھیں کہ کلمات قرآن مجید میں تبدیلی واقع نہ ہو اور قصیدے پڑھے جائیں تو اس میں کوئی ممانعت نہیں حضرت مجدد (شمس العارفین کعبۂ صفا کیشاں شیخ احمد کابلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے بعض مکاتیب میں مولود خوانی کو منع فرمایا ہے اس کی ایک وجہ تو یہ ہے جو آپ (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ) نے مندرجہ بالا مکتوب میں بیان فرمائی دوسری وجہ یہ ہے کہ عارف کامل اپنے مرید کا طبیب روحانی ہوتا ہے اور طبیب مریض کی صحت کی بقا کیلئے بعض لذیذ ونفیس ماکولات ومشروبات پر پابندی لگا دیتا ہے اور کوئی شخص اعتراض نہیں کرتا یہ پابندی عارضی ہوتی ہے جسمانی صحت کے بعد اجازت دے دی جاتی ہے اس طرح روحانی مریضوں کا حال ہے ان کی روحانی صحت کے بعد اجازت دے دی جاتی ہے۔

شمس العارفین کعبۂ صفا کیشاں شیخ احمد کابلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جس روز حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت فرمائی اہل خانہ کو خوشی منانے اور قسم قسم کے کھانے پکانے کی ہدایت فرمائی۔

مجدد ہزار دوم،ص،70

ایصال ثواب مردوں کو فائدہ

مرنے کے بعد انسان کی اپنی کمائی کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے ہاں حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ کے ارشاد کے مطابق دوسروں کی نیک کمائی سے مرنے والوں کو ضرور فائدہ پہنچتا ہے اسی لئے بزرگوں نے ایصال ثواب کا طریقہ اپنایا ہے اس کو روکنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی مجبور ومعذور انسان کی مدد یا مخدوموں کو تحفے تحائف پیش کرنے سے روکے اور یہ سراسر ظلم ہے۔ خواص اور اخص الخواص کی بات الگ ہے عام مرنے والے مسلمان اپنے عزیزوں کے اعمال خیر کے انتظار میں رہتے ہیں حضرت شمع بزم عرفاں برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ نے فرمایا کہ میت قبر میں اس ڈوبنے والے کی طرح ہے جو مدد کیلئے پکار رہا ہے وہ مردہ اپنے والد والدہ بھائی یا دوست کی طرف سے ہر وقت دعا کا منتظر رہتا ہے جب قبر میں کسی کی دعا پہنچ جاتی ہے تو وہ اس کے نزدیک دنیا ومافیھا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے بہت سی احادیث مبارکہ سے ایصال ثواب کی تاکید ہوتی ہے حضرت قیوم اول غوث دوراں مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے کہ وہ بچشم خود ملاحظ فرماتے ہیں کہ ایصال ثواب سے مرحومین مستفیض ہو رہے ہیں حضرت قیوم اول غوث دوراں مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ خود بھی کھانا پکا کر ایصال ثواب کیا کرتے تھے اور فاتحہ مروجہ بھی دیا کرتے تھے چنانچہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں آپ نے جو نیاز درویشوں کیلئے روانہ کی تھی وہ مل گئی ہے اور اس پر سلامتی کیلئے فاتحہ بھی پڑھ دی گئی ہے۔

ہمارے معاشرے میں بھی ایصال ثواب کا رواج ہے اس کیلئے قرآن خوانی ہوتی ہے کلمہ طیبہ اور درود شریف ہوتا ہے اور مرحوم کیلئے جانور ذبح کر کے کھانے کا اہتمام کیا جاتا ہے بعض ایسے ذبیحہ کے گوشت کو محض اس لئے حرام کہتے ہیں کہ وہ کسی کے نام کیا گیا گو ذبح کرتے وقت اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا قرآن مجید میں ایسے گوشت کی حلت کیلئے واضح حکم کو چھوڑ کر اپنے دل سے فیصلہ کر لیتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے ''وما لکم الا تاکلون مما ذکر اسم اللہ علیه وقد فصل لکم ما حرم علیکم الا ما اضطررتم الیہ وان کثیرا لیضلون با ھواء ھم بغیر علم ان ربک ھو اعلم بالمعتدین'' (ترجمہ) اور تمہیں کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا وہ تم سے مفصل بیان کر چکا جو کچھ تم پر حرام ہوا مگر جب تمہیں اس سے مجبوری ہو اور بیشک بہتیرے اپنی خواہشوں سے گمراہ کرتے ہیں بے جانے بے شک تیرا رب حد سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے۔

مجدد ہزار دوم، ص، 86

اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیے

یہ آیت شریفہ بالکل واضح ہے کسی تفسیر و تشریح کی ضرورت نہیں اس کی روشنی میں ہمیں اپنے طرز عمل کا جائزہ لینا چاہئے اور اپنے گریبان میں جھانکنا چاہئے ہم عقیقہ کرتے ہیں بچہ کے نام کا بکرا ہی ہوتا ہے ہم قربانی کرتے ہیں اپنے نام ہی سے کرتے ہیں مگر ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہیں سب کھاتے کوئی اعتراض نہیں کرتا جب صاف حکم ہے کہ جس جانور کو اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو حلال ہے تو ہم موشگافیاں کر کے اپنے من سے حلال کو حرام نہ بنانا چاہئے اس قسم کے ذبیحہ سے نفرت کی بنا پر کہیں لوگ یہ گمان نہ کرنے لگیں کہ جس ذات سے اس جانور کو نسبت دی گئی ہے نفرت کرنے والے کو اس سے نفرت تو نہیں (نعوذ باللہ) بہرحال ایصال ثواب اور فاتحہ مروجہ حضرت شمع بزم عرفاں برہان حقیقت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک جائز ہے اور وہ خود اس پر عامل رہے ہیں۔

مجدد ہزار دوم، ص، 87، 88

گذرے ہوئے لوگوں کی (ایصال ثواب کے ذریعے) امداد و اعانت فرمائیں

احباب اور دوستوں سے امید و التجا ہے کہ گذرے ہوئے لوگوں کی (ایصال ثواب کے ذریعے) امداد و اعانت فرمائیں اور مرحوم کے فرزندوں اور متعلقین کی خدمت گاری اور دل جوئی کرنا محبوں اور مخلصوں پر لازم ہے اور اس امر میں بہت کوشش کریں کہ مولانا مرحوم کے فرزند تعلیم جاری رکھیں اور علوم شرعیہ سے آراستہ ہو جائیں مرحوم کے احسان کا بدلہ ان کے بیٹوں پر احسان کرنا ہے۔

''ھل جزاء الاحسان الا الاحسان'' (آیت) (احسان کا بدلہ احسان ہی ہے)

مکتوب، ج، 2، ن، 61

کلام اللہ، نماز نفل پڑھنا اور تسبیح و تہلیل کرنا

نیز آپ نے دریافت کیا ہے کہ کلام اللہ تعالیٰ کا ختم کرنا نماز نفل پڑھنا اور تسبیح و تہلیل کرنا اور اس کا ثواب ماں باپ استاد یا بھائیوں کو بخشنا بہتر ہے یا کسی کو نہ بخشنا بہتر ہے واضح ہو کہ بخشنا بہتر ہے کیونکہ اس صورت میں دوسروں کو بھی نفع پہنچتا ہے اور خود کو بھی اور عجب نہیں کہ اس عمل کو دوسروں کے طفیل قبول کر لیں اور نہ بخشنے میں اپنا ہی نفع ہے۔

مکتوب، ج، 2، ن، 77

میت اپنی طرف سے صدقہ کو تحفہ اور ہدیہ کے طور پر سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کرے گا

''الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى ''ایک دن (فقیر (حضرت عالی امام ربانی کمالات نبوت وولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے) دل میں خیال آیا کہ اپنے قریبی رشتہ دار مردوں میں سے بعض کی روحانیت کیلئے صدقہ کیا جائے اسی اثنا میں ظاہر ہوا کہ اس نیت سے اس میت مرحوم کو خوشی اور سرور حاصل ہوا اور وہ (میت) خوش وخرم نظر آئی جب اس صدقے کے دینے کا وقت آیا تو پہلے محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ کی روحانیت کے لئے اس صدقے کی نیت کی جیسا کہ کہ عادت تھی بعد ازاں اس امیت کی روحانیت کی نیت کر کے صدقہ دے دیا تو اس وقت اس میت میں رنج اور اندوہ محسوس ہوا اور کلفت وکدورت ظاہر ہوئی اس حال سے بہت تعجب ہوا اور رنج وکلفت کی کوئی وجہ معلوم نہ ہو سکی۔ حالانکہ محسوس ہوا کہ اس صدقے سے بہت برکتیں اس میت کو پہنچی ہیں لیکن وہ خوشی اور سرور ظاہر نہیں ہوا (جو پہلے ظاہر ہوا تھا) اسی طرح ایک دن کچھ رقم آنسرو ﷺ کی نذر کی اور اس نذر میں تمام انبیائے کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کو بھی شامل کر لیا اور ان محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ کا طفیلی بنایا تو اس امر میں محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ کی رضامندی معلوم نہ ہوئی۔ اس طرح بعض اوقات جو درود شریف میں بھیجتا تھا اگر اس میں انبیاء علیہم السلام کو بھی اس درود میں شامل کر لیتا تو اس میں آنسرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مرضی ظاہر نہ ہوئی تھی حالانکہ معلوم ہو چکا ہے کہ اگر ایک کی روحانیت کے لئے صدقہ کر کے تمام مومنوں کو اس میں شریک کر لیں تو سب کو پہنچ جاتا ہے اور اس شخص کے اجر سے کہ جس کی نیت سے دیا گیا ہے کچھ کم نہیں ہوتا' ان ربک واسع المغفرۃ'' (آیت (بیشک تیرا رب بڑی بخشش والا ہے)۔

مدت تک یہ اشکال دل میں کھٹکتا رہا کہ اس تقدیر پر خوش نہ ہونے اور رضامندی ظاہر نہ ہونے کی وجہ کیا ہے آخر کار خداوند جل شانہ کے فضل سے ظاہر ہوا کہ ناخوشی اور کلفت کی وجہ یہ ہے کہ اگر بے شرکت غیرے کسی میت کے نام پر صدقہ دیا جائے تو وہ میت اپنی طرف سے اس صدقہ کو تحفہ اور ہدیہ کے طور پر محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کرے گا اور اس کے وسیلے سے برکات وفیوض حاصل کرے گا اور اگر صدقہ دینے والا خود محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ کی نیت کرے گا تو میت کو کیا نفع ہوگا شرکت کی صورت میں اگر صدقہ قبول ہو جائے تو میت کو صرف اسی صدقہ کا ثواب ملے گا اور عدم شرکت کی صورت میں اگر صدقہ قبول ہو جائے تو اس صدقہ کا ثواب بھی ملے گا اور اس صدقہ کے تحفہ اور ہدیہ کرنے کے فیوض وبرکات بھی محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ کے پاس سے پائے گا۔ اسی طرح ہر اس شخص کے لئے کہ جس کو شریک کریں یہی نسبت کارفرما ہے کہ شرکت میں ایک درجہ ثواب ہے اور عدم شرکت میں دو درجہ کیونکہ میت اس کو اپنی طرف سے محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کرتی ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جو ہدیہ وتحفہ کوئی غریب کسی بزرگ کی خدمت میں لے جائے تو اس تحفہ کا بغیر کسی کی

شراکت کے اگر چہ وہ طفیلی ہی ہو خود پیش کرنا بہتر ہے یا شرکت کے ساتھ کچھ شک نہیں کہ شرکت کے بغیر بہتر ہے اور وہ بزرگ اپنے بھائیوں کو اپنی طرف سے دے تو یہ اس بات سے بہتر ہے کہ یہ شخص بے فائدہ دوسروں کو اس میں داخل کرے اور اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ کے عیال کی طرح ہیں اگر ان کو حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ کے ہدیہ میں طفیلی کے طور پر شامل کریں تو پسندیدہ اور مقبول نظر آتا ہے ہاں عادت جاریہ یہ ہے کہ ہدیات مروجہ میں اگر کسی بزرگ کے ساتھ اس کے ہمسروں کو شریک کریں تو ادب اور اس کی رضا مندی سے دور معلوم ہوتا ہے۔ اور اگر اس کے خادموں کو اس کا طفیلی بنا کر ہدیہ بھیجیں تو وہ اس کو پسند کرتا ہے کیونکہ خادموں کی عزت کرنا اسی کی عزت ہے پس معلوم ہوا کہ مردوں کی زیادہ رضا مندی صدقہ تنہا بھیجنے میں ہے صدقہ کے اشتراک میں نہیں۔ لیکن چاہیئے کہ جب بھی کسی میت کے لئے صدقہ کی نیت کریں تو اول حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ کی نیت سے کچھ ہدیہ جدا کرلیں بعد ازاں میت کیلئے صدقہ کریں کیونکہ حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ کے حقوق دوسروں کے حقوق سے بڑھ کر ہیں اور اس صورت میں حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ کے طفیل اس صدقہ کے قبول ہونے کا احتمال زیادہ ہے۔ یہ فقیر (حضرت عالی امام ربانی کمالات نبوّت وولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) مردوں کے بعض صدقات میں نیت کے درست کرنے میں اپنے آپ کو عاجز پاتا ہے تو اس سے بہتر کوئی علاج نہیں جانتا کہ اس صدقہ کو حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ کی نیت سے متعین کرے اور اس میت کو آپ کا طفیلی بنائے امید ہے کہ حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ کے واسطہ کی برکت سے قبول ہو جائے گا علماء نے فرمایا ہے کہ حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ پر درود شریف اگر چہ ریا وسمعہ سے بھی پڑھا جائے تو بھی مقبول ہے اور حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ کی خدمت میں پیش ہو جاتا ہے اگر چہ اس کا ثواب درود بھیجنے والے کو نہ ملے کیونکہ اعمال کا ثواب نیت کے درست کرنے پر موقوف ہے اور حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ کیلئے جو کہ مقبول ومحبوب ہیں صرف بہانہ ہی کافی ہے آیت کریمہ: ”وکان فضل اللہ علیک عظیما“ (اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر بہت بڑا فضل ہے) حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ وعلی جمیع اخوانہ الکرم من الانبیاء والملائکۃ العظام الیٰ یوم القیام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

مکتوب، ج، 3، ن، 28

(مرنے والوں) کی صدقہ۔ دعا۔ اور استغفار۔ کے ذریعہ امداد و اعانت کریں

اس فرزند کو چاہیئے کہ شیوۂ صبر اختیار کرتے ہوئے آگے جانے والوں (یعنی مرنے والوں) کی صدقہ دعا اور استغفار کے ذریعہ امداد و اعانت کریں کیونکہ مردوں کو زندوں کی طرف سے امداد کی سخت ضرورت ہوتی ہے حدیث نبوی ﷺ میں ہے: (یعنی میت کی مثال ڈوبنے والے اور فریاد کرنے والے کی مانند ہے وہ ہر وقت دعا کی منتظر رہتی ہے جو اسے باپ ماں بھائی دوست اور متعلقین کی طرف سے پہنچتی ہے جب اس کو ان میں سے کسی کی طرف سے دعا پہنچتی ہے تو وہ اس کو دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب

ہوتی ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ زمین والوں کی دعا سے اہل قبور پر پہاڑوں کی مانند رحمت نازل فرماتا ہے اور زندوں کا مردوں کے لئے ہدیہ یہ ہے کہ ان کیلئے استغفار کریں) باقی نصیحت یہ ہے کہ ہمیشہ ذکر کی کثرت اور فکر کی مداومت میں رہیں کیونکہ وقت بہت کم ہے اور اس کو بہت ضروری کاموں میں صرف کرنا چاہیئے۔

مکتوب، ج،1، ن،159

مصطفیٰ کریم ﷺ کی پیروی کے وسیلے کے بغیر ہمیں ہزار تبتل اور انقطاع قبول نہیں

ہم ماہ رمضان کے عشرۂ اخیرہ کے اعتکاف کیلئے بیٹھے دوستوں کو جمع کر کے ہم نے کہا کہ وہ رسول اللہ (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کی پیروی کے سوا کوئی دوسری نیت نہ کریں کیونکہ ہمارا تبتل اور انقطاع (دنیا سے الگ تھلگ ہونا) کیا ہوسکتا ہے ہمیں (حضور انور حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی) ایک پیروی حاصل ہو جائے تو ہم سو گرفتاریاں قبول کرنے کو تیار ہیں لیکن حضور انور (حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کی پیروی کے وسیلے کے بغیر ہمیں ہزار تبتل اور انقطاع قبول نہیں۔

آنرا کہ در سرائے نگار یست فارغ ست ۔۔۔ از باغ وبوستاں وتماشائے لالہ زار

موجود جس کے گھر میں ہو محبوب گلزار ۔۔۔ حاجت نہیں ہے کچھ اسے باغ وبہار کی

اللہ سبحانہ ہمیں آپ کی کمال متابعت عطا فرمائے آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر مکمل ترین اور کامل ترین درود اور سلام ہوں۔

مبدأ ومعاد، ص، 179

اس مہینے میں کسی فرض عبادت کا ادا کرنا دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے برابر ہے

جاننا چاہیئے کہ رمضان المبارک کا مہینہ بہت بزرگی والا مہینہ ہے نفلی عبادات نماز ذکر اور صدقہ وغیرہ جو اس مہینے میں ادا کی جائے وہ دوسرے دنوں کے فرض ادا کرنے کی برابر ہے اور اس مہینے میں کسی فرض عبادت کا ادا کرنا دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے ادا کرنے کے برابر ہے۔ ایک فضیلت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس مبارک مہینے میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے تو اس کو بخش دیتے ہیں اور اس کی گردن کو دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیتے ہیں اور اس (افطار کرنے والے) کو اس روزہ دار کے اجر کے برابر اجر عطا فرماتے ہیں بغیر اس کے کہ اس روزہ دار کے اجر میں سے کچھ کم کریں۔ اور اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے غلاموں سے خدمت لینے میں کمی کرے تو حق سبحانہ وتعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے اور اس کو دوزخ کی آگ سے آزاد فرمادیتا ہے رمضان المبارک کے مہینے میں حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم قیدیوں کو آزاد فرمادیا کرتے تھے اور جو شخص حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے جو کچھ مانگتا آپ (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) اس کو عطا فرمادیتے تھے۔ اگر کسی شخص کو اس ماہ مبارک میں خیرات اور اعمال صالحہ کی توفیق حاصل ہو جائے تو تمام سال اس کو ان اعمال کی توفیق شامل حال رہتی ہے اور اگر کسی کا یہ مہینہ اعمال صالحہ سے پراگندگی وکوتاہی میں گذرا تو اس کا تمام سال پراگندگی وکوتاہی میں گذرتا ہے (لہٰذا) جہانتک ہوسکے اس مہینے

میں اعمال صالحہ پر جمعیت و پابندی میں کوشش کرنی چاہیے اور اس مہینے کو غنیمت جاننا چاہیے ۔۔اور اس ماہ مبارک کی ہر رات میں کئی ہزار دوزخ کے مستحق آدمیوں کو آزادی ملتی ہے اور اس مہینے میں بہشت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دروزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا اور رحمت کے دروازے کھول دیتے ہیں اور افطار میں جلدی کرنا اور سحری کھانے میں تاخیر کرنا سنت ہے اور اس بارے میں احمد مصطفیٰ سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ مبالغہ (یعنی بہت تاکید) فرماتے تھے اور شاید سحری کھانے میں تاخیر اور افطار میں جلدی کرنے میں اپنے عاجز و محتاج ہونے کا اظہار ہے جو کہ بندگی کے مقام کے مناسب ہے اور کھجور یا چھوہارے سے افطار کرنا سنت ہے احمد مصطفیٰ سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ افطار کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے "ذَهَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَ جُرُاِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی" (یعنی پیاس دور ہوگئی اور رگیں تر ہوگئیں اور اجر ثابت ہو گیا انشاء اللہ تعالیٰ) اس ماہ مبارک میں نماز تراویح کا ادا کرنا اور (نماز تراویح میں) قرآن مجید کا ختم کرنا سنت موکدہ ہے اور اس سے بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں "وفقنا الله سبحانه بحرمة حبيبه عليه و على اله الصلوات والتسليمات او لتحيات" (اللہ سبحانہ اپنے حبیب علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات والتحیات کے طفیل ہم کو ان کاموں کی توفیق عطا فرمائے)۔

مکتوب، ج، 1، ن، 45

منقبت شریف

امیر حلقۂ احرار شان وجان محبوبی

رخ توحید کے زیور مجدد الف ثانیؒ ہیں
نوید ظل پیغمبرؐ مجدد الف ثانیؒ ہیں

جمال ذات صدیقیؓ، جلال ذات فاروقیؓ
کف عثمانؓ، ید حیدرؓ مجدد الف ثانیؒ ہیں

شہنشاہِ طریقت، حجۃ اللہ ہادیٔ دوراں
امام و پیشوا، رہبر مجدد الف ثانیؒ ہیں

دلیل جادۂ حق و صداقت شمع لافانی
سپہر دین کے نیر مجدد الف ثانیؒ ہیں

امیر حلقۂ احرار، شان و جان محبوبی
صف اخیار کے افسر مجدد الف ثانیؒ ہیں

اکھیڑا بیخ و بن سے اکبری فتنہ زمانے سے
مٹائے جس نے کفر و شر مجدد الف ثانیؒ ہیں

فقط اس بات پر میں خوش و نازاں ہوں اے ناظم
کہ میرے آقا و سرور مجدد الف ثانیؒ ہیں

حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، ص، 3

اختیار اور جبر کا مسئلہ

اس (حمد وصلوٰۃ) کے بعد واضح ہو کہ مسئلہ قضا وقدر (کی تحقیق) میں اکثر لوگ حیرت اور گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں اور اکثر ناظرین پر اس مسئلہ کے وہم وخیال غالب رہتے ہیں حتیٰ کہ جو کچھ افعال بندہ سے اختیار کے ساتھ صادر ہوتے ہیں ان کے بارے میں بعض (یعنی جبریہ) نے کہا ہے کہ یہ محض جبر ہے اور بعض (یعنی قدریہ) بندہ کے افعال کو خدائے واحد وقہار کی طرف منسوب نہیں ہوتے ان دونوں گروہوں (یعنی جبریہ وقدریہ) میں سے ہر ایک نے اعتقاد میں جو کہ صراط مستقیم اور راہ راست ہے (اعتدال اور میانہ روی کو چھوڑ کر) افراط وتفریط کو اختیار کر لیا ہے اور اس اعتدال ومیانہ روی کے راستے سے فرقہ ناجیہ نے موافقت کی ہے جو کہ اہل سنت وجماعت رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعن اسلافہم واخلافہم ہیں لہٰذا ان حضرت نے افراط وتفریط کو چھوڑ کر اعتدال ومیانہ روی کو اختیار کیا ہے۔ حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت امام جعفر صادق بن محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کیا کہ اے فرزند رسول اللہ ﷺ! ـــــ کیا اللہ تعالیٰ نے کوئی امر (معاملہ) اپنے بندوں کے سپرد کر دیا ہے انھوں (حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ بن محمد باقر رضی اللہ عنہ) نے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے عظیم اور برتر ہے کہ اپنی ربوبیت کو اپنے بندوں کے سپرد کر دے پھر (حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے عرض کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر بندوں کو مجبور پیدا کیا ہے (حضرت امام جعفر صادق بن محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ یہ بات بھی اللہ تعالیٰ کی شان عدالت سے بعید ہے کہ بندوں کو پہلے کسی بات پر مجبور کر دے پھر ان کو اس پر عذاب دے پھر (حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) عرض کیا کہ اس معاملہ کی اصل حقیقت کیا ہے (حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ بن محمد باقر رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ (حقیقت معاملہ) اس کے بین بین (درمیان) ہے نہ بالکل جبر ہے۔ نہ تفویض (بالکل مختار) اور نہ کراہ (مجبور کرنا) ہے نہ تسلیط (کسی حکم کا مسلط کر دینا) (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں اسی لئے اہل سنت نے فرمایا کہ بندوں کے اختیاری افعال خلق وایجاد کی حیثیت سے حق تعالیٰ کی قدرت کی طرف منسوب ہیں اور دوسری حیثیت یعنی کسب واکتساب کی رو سے بندوں کی قدرت کی طرف منسوب ہیں لہٰذا بندوں کی حرکت کو حق تعالیٰ کی قدرت کی طرف نسبت کے اعتبار سے مخلوق اور ایجاد کہتے ہیں۔ اور بندہ کی قدرت کے ساتھ ربط اور تعلق کے اعتبار سے کسب واکتساب کہتے ہیں۔ (لیکن اہل سنت جماعت میں حضرت امام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا رجحان اس طرف ہے کہ بندوں کے اختیار کو ان کے افعال میں کچھ دخل نہیں ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ حق سبحانہ بطریق جری العادت (یعنی عادت اللہ اسی طرح جاری ہے) کہ ان (بندوں) کے اختیار کے بعد ان کے افعال کو وجود میں لے آتا ہے اسی لئے ان (حضرت امام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے نزدیک قدرت حادثہ (بندے کا اختیار) کوئی تاثیر نہیں رکھتی اور یہ مذہب جبر کی طرف مائل ہے

اسی لئے اس کو ''جبر المتوسط'' کے نام سے رتعبیر کیا جاتا ہے اور استاذ ابو اسحاق اسفرئنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ اصل فعل اور حصول فعل میں قدرت حادثہ کی تاثیر کو دخل ہے۔ اور (بندے کا فعل) دونوں قدرتوں (یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت اور بندے کی قدرت) کے مجموعے سے وجود میں آتا ہے۔ اور انھوں نے اثر واحد کیلئے دو مختلف جہتوں کے لحاظ سے دو موثروں کا جمع ہونا جائز قرار دیا ہے۔ اور حضرت قاضی ابو بکر الباقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وصف فعل میں قدرت حادثہ (بندے کی قدرت) کی تاثیر کے بایں طور قائل ہیں جبکہ فعل کو طاعت و معصیت (دونوں) کے ساتھ موصوف کر دیا جائے اور اس بندۂ (حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) ضعیف کے نزدیک مختار یہ ہے کہ اصل فعل اور وصف فعل دونوں میں (بیک وقت) قدرت حادثہ کی تاثیر کو دخل ہے کیونکہ قدرت حادثہ کی تاثیر کے بغیر وصف میں تاثیر کے کوئی معنی نہیں۔ کیونکہ وصف کا اثر اصل پر متفرع ہوتا ہے۔ لیکن وہ اصل فعل کی تاثیر پر ایک زائد تاثیر کا محتاج ہے۔ کیونکہ وصف کا وجود اصل کے وجود پر زائد ہے اور بندے کی قدرت تاثیر کے قول میں کوئی محذور گناہ نہیں ہے۔ اگرچہ یہ بات اشعری (حضرامام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ) پر گراں ہوگی کیونکہ قدرت حادثہ میں تاثیر کا وصف بھی اللہ تعالیٰ سبحانہ کی ایجاد سے ہے جیسا کہ ''نفس قدرت'' بھی اس بزرگ تعالیٰ کی ایجاد سے ہے اور قدرت حادثہ کی تاثیر کا قول وہی ہے جو صواب کے نزدیک ہے اور اشعری (حضرامام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ) کا مذہب فی الحقیقت دائرۂ جبر میں داخل ہے کیونکہ ان کے نزدیک بندے کا حقیقت میں کوئی اختیار نہیں ہے اور نہ ہی اس کی قدرت حادثہ میں کوئی تاثیر ہے مگر یہ کہ جبریہ کے نزدیک فعل اختیاری کو بھی فاعل کی طرف حقیقی طور پر منسوب نہیں کیا جاتا بلکہ مجازی طور پر نسبت کرتے ہیں لیکن اشعری (حضرامام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک فاعل (یعنی بندہ) کے ساتھ حقیقتاً نسبت کی جاتی ہے اگرچہ اس کیلئے خاص طور پر کوئی اختیار ثابت نہیں۔ کیونکہ فعل حقیقی طور پر بندے کی قدرت کی طرف منسوب ہوتا ہے خواہ یہ قدرت کسی درجہ میں مؤثر ہو جیسا کہ اشعری (حضرامام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ) کے علاوہ اہل سنت (وجماعت) کا مذہب ہے تا مدار محض ہو جیسا کہ اس (حضرامام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ) کا مذہب ہے اور اسی فرق کے اعتبار سے اہل حق کا مذہب اہل باطل کے مذہب سے ممتاز ہو جاتا ہے لیکن فعل کا فاعل سے حقیقی طور پر نفی کرنا اور مجازی طور پر اس کا اثبات کرنا جیسا کہ جبریہ کا مذہب ہے کفر محض اور بدیہی امر کا انکار ہے۔۔ صاحب تمہید (یعنی ابوالعین معمون بن محمد النسفی الحنفیؒ) نے فرمایا ہے کہ جبریہ میں سے بعض اس بات کے قائل ہیں کہ بندے سے کسی فعل کا صادر ہونا ظاہری اور مجازی طور پر ہے حقیقتاً اس کو کوئی استطاعت و طاقت حاصل نہیں ہے بلکہ بندہ ایک درخت کی مانند ہے کہ جب ہوا اس کو حرکت دیتی ہے تو وہ متحرک ہو جاتا ہے اسی طرح بندہ بھی درخت کی طرح مجبور محض ہے اور یہ قول کفر ہے اور جس نے ایسا اعتقاد رکھا وہ کافر ہو گیا اور نیز (صاحب تمہید ابوالعین معمون بن محمد النسفی الحنفیؒ نے) یہ بھی فرمایا کہ جبریہ میں ان کے قول کے مطابق بندوں (کے اپنے افعال) میں سے کوئی فعل حقیقتاً نہ خیر ہے نہ شر اور (بندے) جو کچھ کرتے ہیں ان کا فاعل وہی حق سبحانہ ہے یہ بھی کفر ہے اگر کوئی سوال کرے کہ جب بندہ کی قدرت کے لئے افعال میں کوئی تاثیر نہیں اور نہ حقیقتاً اس کو کوئی اختیار ہے تو پھر

اشعری (حضرامام ابوالحسن اشعری رحمتہ اللہ علیہ) کے نزدیک بندہ کی طرف حقیقتاً افعال کی نسبت کرنے کے کیا معنی ہیں ہم (حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ) اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ اگر چہ بندے کی قدرت افعال کے صدور میں کوئی تاثیر نہیں ہے لیکن حق سجانہ نے اس کو وجود افعال کا مدار بنادیا ہے اس طریقہ پر حق سجانہ اپنی عادت جاریہ کے مطابق بندوں کو افعال کی طرف ان کے اپنے اختیار اور قدرت صرف کردینے کے فوراً بعد افعال کو پیدا کردیتا ہے اور بندہ کی قدرت وجود افعال کے لئے علت عادیہ بن جاتی ہے لہٰذا اس طرح عادت کے طور پر افعال کے صادر ہونے میں قدرت کا خاص دخل ثابت ہے کیونکہ افعال بندے کی قدرت کے بغیر عادۃ وجود میں نہیں آسکتے اگر چہ افعال کے صادر ہونے میں اس کی کوئی تاثیر ثابت نہیں ہے لہٰذا علت عادیہ کے اعتبار سے بندوں کے افعال کو حقیقت ان کی طرف نسبت کی جاتی ہے اور مذہب اشعری (حضرامام ابوالحسن اشعری رحمتہ اللہ علیہ) کی تصحیح میں کلام کی نہایت یہی ہے لیکن اب بھی یہ کلام محل تأمل ہے۔ جاننا چاہئے کہ اہل سنت (وجماعت) قدر (تقدیر) پر ایمان رکھتے ہیں اور اس امر کے قائل ہیں کہ قدر خواہ خیر ہو یا شر شیریں ہو یا تلخ۔ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کیونکہ قدر و تقدیر کے معنی احداث اور ایجاد کے ہیں اور معلوم ہے کہ سب امور کا محدث اور موجد اللہ سجانہ وتعالیٰ ہے۔ اور اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ'' (سورۃ انعام) (نہیں کوئی معبود مگر وہ جو ہر چیز کا خالق ہے پس اسی کی عبادت کرو) اور معتزلہ اور قدریہ نے قضا وقدر کا انکار کیا اور انھوں نے دعویٰ کیا ہے کہ بندوں کے افعال محض بندے کی قدرت کی وجہ سے وجود میں آتے ہیں اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر اللہ سجانہ وتعالیٰ شر کا فیصلہ کرے اور پھر اس پر عذاب دے تو یہ بات اس ذات عالی کی طرف سے جور و ستم ہے اور یہ قول ان کی جہالت کا باعث ہے کیونکہ حق سجانہ وتعالیٰ کی قضا بندے سے قدرت اور اختیار کو سلب نہیں کرتی بلکہ اس طرح قضا فرمائی ہے کہ بندہ اپنے اختیار کے ساتھ وہ کرے یا نہ کرے خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایسی قضا (بندے کے) اختیار کو لازم اور واجب قرار دیتی ہے اور اس کے اختیار کو ثابت کرتی ہے وہ ہر گز اس کے منافی نہیں (اور معتزلہ کا قول حق تعالیٰ کے افعال کے بھی خلاف ہے) ہے کیونکہ قضا کے اعتبار سے حق سجانہ وتعالیٰ کے افعال یا تو واجب ہیں یا ممتنع کیونکہ اگر قضا وجود سے تعلق ہے تو واجب ہے اور اگر عدم وجود سے ہے تو ممتنع ہے۔ لہٰذا اگر اختیار کے ساتھ فعل کا واجب ہونا اختیار کے منافی ہوتا تو باری تعالیٰ اپنے افعال میں خود مختار نہ رہے گا اور یہ بات کفر ہے اور یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں ہے کہ اس بات کا قائل ہونا کہ بندے کیلئے کمال ضعف کے باوجود اپنے افعال کی ایجاد میں مستقل طور پر قدرت تسلیم کرنا نہایت بے وقوفی ہے اور کمال نادانی اس کا منشا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ماوراء النہر کے مشائخ شکر اللہ تعالیٰ سعیھم نے اس مسئلہ میں ان (معتزلہ وقدریہ) کی تضلیل (گمراہی) کے بارے میں بہت مبالغہ کیا ہے اور یہاں تک کہہ دیا کہ مجوس کا حال ان کے حال سے بہتر ہے کیونکہ مجوس نے ایک شریک کے علاوہ دوسرے کا اثبات نہیں کیا اور معتزلہ نے بے شمار شریک ثابت کر دیئے ہیں۔۔۔ اور جبریہ نے دعویٰ کیا ہے کہ بندہ کا ہر گز اس کا اپنا کوئی فعل نہیں ہے ''قدرت'' نہ ارادہ اور نہ اختیار اس کی حرکات جمادات کی طرح ہیں اور کہا ہے کہ بندے کو نہ تو اس کے اچھے کام پر کوئی ثواب دیا جائے گا اور نہ بُرے کام پر

کوئی عذاب کیا جائے گا اور کفار اور گنہ گار لوگ معذور ہیں اس لئے ان سے کوئی باز پرس نہ ہوگی کیونکہ تمام افعال اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور بندہ اس میں مجبور محض ہے اور یہ قول بھی کفر ہے۔ اور یہ گروہ مرجیہ ملعون ہے کیونکہ یہی ہیں جو کہتے ہیں کہ معصیت کوئی ضرر نہیں پہنچاتی اور عاصی کو کوئی سزا نہیں ہوگی۔۔۔ اور حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا! ''لُعِنَتِ الْمُرْجِئَۃُ عَلٰی لِسَانِ سَبْعِیْنَ نَبِیًّا'' (مرجیہ (فرقہ پر) ستر انبیاء کی زبان سے لعنت کئے گئے ہیں) اور ان کا مذہب ظاہر طور پر باطل ہے اس لئے کہ ''حرکت بطش'' (اپنے اختیار سے حرکت دینے) اور ''حرکت ارتعاش'' (مرض رعشہ سے حرکت پیدا ہونے)۔۔۔۔۔ میں فرق ظاہر ہے اور ہم یہ بات قطعی طور پر جانتے ہیں کہ پہلی حرکت اختیاری ہے اور دوسری غیر اختیاری نصوص قطعیہ بھی اس مذہب کی نفی کرتی ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا! ''جزاء بما کانوا یعملون'' (سورۃ واقعہ) (یہ ان اعمال کی جزا ہے جو وہ کرتے تھے)۔ اور نیز حق تعالیٰ نے فرمایا! ''فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر'' (سورۃ کہف) (جو شخص چاہے مؤمن بن جائے اور جو چاہے کافر بن جائے) وغیرہ۔ اور جاننا چاہیئے کہ اکثر لوگ اپنی کم ہمتی اور ناقص نیتوں کی وجہ سے حیلے اور عذر تلاش کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اپنے نفس سے آخرت کے سوال و جواب کو نکال دیں اور باز پرس سے بچ جائیں لہٰذا وہ اشعری (حضرت امام بوالحسن اشعری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے مذہب بلکہ جبریہ کے مذہب کی طرف مائل ہیں اور کبھی وہ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ بندے کو حقیقتاً کوئی اختیار حاصل نہیں اور فعل کی نسبت بھی اس کی طرف مجازاً ہے اور کبھی بندے کے ضعف اختیار کے قائل ہوتے ہیں جس سے جبر لازم آتا ہے۔ اور اسی طرح اس مقام میں بعض صوفیہ کرام کے کلام کو سنتے ہیں (کہ وہ کہتے ہیں) کہ تمام کاموں کا فاعل ایک ہی ہے اور بس اور بندے کی قدرت کو اس کے اپنے افعال و حرکات میں کوئی دخل نہیں ہے اور اس کی حرکات جمادات کی حرکات کی مانند ہیں بلکہ بندے کا وجود ذات وصفت کی رو سے سراب کی مانند ہے جیسے پیاسا آدمی ہموار چمکدار زمین کو (دور سے) پانی گمان کرتا ہے یہاں تک کہ جب وہ اس کے نزدیک پہنچتا ہے تو وہاں کوئی چیز نہیں پاتا البتہ اپنے نزدیک اللہ تعالیٰ کی ذات کو پاتا ہے (صوفیہ کرام کی) اس قسم کی باتوں نے ان کو اپنے قول و فعل میں مداہنت وسستی پر دلیر کر دیا ہے لہٰذا ہم اس مقام میں تحقیق کے طور پر کہتے ہیں کہ اللہ سبحانہ ہی حقیقت حال سے خوب واقف ہے اگر حقیقتاً بندہ کیلئے اختیار ثابت نہ ہوتا جیسا کہ اشعری (حضرت امام ابوالحسن اشعری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کا مذہب ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ظلم کی نسبت بندوں کی طرف نہ کرتا۔ کیونکہ اشعری (حضرت امام ابوالحسن اشعری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے نزدیک نہ ہی بندوں کو کچھ اختیار حاصل ہے اور نہ ہی ان کی قدرت کیلئے کچھ تاثیر ہے بلکہ ان کی قدرت وتاثیر ان کے نزدیک مدار محض ہے حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب مجید میں متعدد مقامات (حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''ولکن کانوا انفسھم یظلمون ۔۔ فبظلم من الذین ھادوا ۔۔۔ انکم ظلمتم انفسکم ۔۔۔ واللہ علیم بالظالمین) پر ظلم کو بندوں کی طرف منسوب کیا ہے اور تاثیر کے بغیر قدرت کا محض مدار ہوتا اگر چہ فی الجملہ ہی ہو ظلم کا ذمہ دار نہیں بنایا۔ ہاں حق سبحانہ وتعالیٰ کا بندوں کو تکلیف یا عذاب دینا بغیر اس

امر کے کہ ان کیلئے اختیار ثابت ہو ہرگز ظلم نہیں ہے۔ کیونکہ وہ سبحانہٗ مالک علی الاطلاق (مطلق طور پر مالک) ہے اور جس طرح چاہتا ہے اپنی مطلق ملک میں تصرف کرتا ہے لیکن ان (بندوں) کے ساتھ ظلم کی نسبت سے ان کے اختیار کا ثبوت لازم آتا ہے اور اس مسئلہ میں مجاز کا احتمال متبادر (فوراً ذہن میں آنے والا) کے خلاف ہے لہٰذا بلاضرورت اس کا ارتکاب نہیں کرنا چاہئے لیکن ضعف اختیار کا قائل ہونا دو حال سے خالی نہیں اگر ضعف سے مراد یہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کے اختیار کی نسبت بندہ کا اختیار ضعیف ہے تو یہ بات مسلم ہے۔ اور اس میں کوئی جھگڑا نہیں۔ اور اگر ضعف کے یہ معنی ہیں کہ افعال کے صدور میں بندہ کا استقلال نہیں تو یہ بھی تسلیم ہے لیکن ضعف کے یہ معنی مسلم نہیں کہ صدور افعال میں بندہ کے اختیار کو کچھ دخل نہیں ہے اور یہ اول مسئلہ ہے (جس میں نزاع ہے) اور منع کی سند تفصیلی طور پر پہلے گذر چکی ہے اس بات کو جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو طاقت کے اندازے اور استطاعت کے مطابق تکلیف دی ہے اور اس تکلیف میں بھی رعایت رکھی ہے کیونکہ انسان کی خلقت ضعیف ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے "یرید اللہ ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا"۔ (سورۃ نساء) (اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور انسان کو ضعیف (کمزور) پیدا کیا گیا ہے)۔ تخفیف کیوں نہ کرے جبکہ وہ سبحانہ وتعالیٰ حکیم (حکمت والا) روف (مہربانی کرنے والا) اور رحیم (بڑا مہربان) ہے لہٰذا اس کے لئے سزاوار نہیں کہ وہ اپنے بندے کو ایسی تکلیف دے جو اس کی استطاعت سے باہر ہو۔ چنانچہ اس نے اپنے بندے کو بڑے بھاری پتھر اٹھانے کا حکم نہیں دیا جس کو وہ اٹھا نہ سکے۔ بلکہ ایسی چیزوں کا مکلف کیا ہے جس کو بندہ آسانی سے انجام دے سکتا ہے جیسے "نماز" جس میں قیام رکوع سجود اور قرات میسرہ (آسان قرات) شامل ہیں اور سب نہایت ہی آسان ہیں اور اسی طرح روزہ اس میں بھی بہت سہولت ہے اور "زکوٰۃ" کا بھی یہی حال ہے جس کا چالیسواں حصہ (سال گذرنے پر) مقرر ہے سارا یا نصف مال دینا نہیں کیا جو بندہ پر دشوار ہو اور یہ بھی اس کمال رافت ومہربانی ہے کہ اس نے عذر کی موجودگی میں مامور بہ (فرض وواجب) کا بدل وعوض بھی مقرر فرمادیا چنانچہ وضو کا بدل تیمم کو مشروع کردیا اور اسی طرح حکم دیا کہ اگر کوئی کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ بیٹھ کر ادا کرے اور جو کوئی بیٹھنے کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو وہ پہلو پر لیٹ کر نماز ادا کرے اور جو شخص رکوع وسجود کی قدرت نہ رکھتا ہو وہ اشارے سے ادا کرو غیرہ و اس کے علاوہ بھی بہت سہولتیں ہیں جو اس شخص پر پوشیدہ نہیں جو احکام شرعیہ کو اعتبار کی نظر سے دیکھنے والا ہے غرض ان تمام تکلیفات شرعیہ میں بہت زیادہ آسانی اور سہولت ہے اور تکلیفات والے اوراق میں حق سبحانہ وتعالیٰ کی اپنے بندوں پر کمال درجہ رافت ظاہر ہوتی ہے ان تکلیفات شرعیہ کے آسان ہونے کی تصدیق اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ عوام اور زیادہ تکلیفات شرعیہ کی آرزو کرتے ہیں یعنی چاہتے ہیں کہ فرض روزے مامورات شرعیہ سے زیادہ ہوتے یا فرض نمازیں زیادہ ہوتیں علی ہذا القیاس اور اس قسم کی تمنا وآرزو کی وجہ صرف یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال مہربانی سے رعایت وتخفیف فرمائی ہے اور ان احکام شرعیہ کی بجا آوری میں آسانی پیدا کی ہے اور بعض لوگوں ان احکام میں آسانی محسوس نہ ہونے کی وجہ ان کے نفس امارہ کی خواہشات اور" نفسانی ظلمتیں" اور طبعی کدورتیں" ہیں جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی دشمنی میں کھڑی رہتی ہیں جیسا کہ اللہ سبحانہ

وتعالیٰ کا ارشاد ہے ''کبر علی المشرکین ماتدعوھم الیہ''۔ (مشرکین پر وہ بات بہت گراں ہے جس کی طرف تم ان کو بلاتے ہو) نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے ''وانھا لکبیرۃ الا علی الخاشعین'' (اور بیشک وہ (نماز) سب پر گراں ہے مگر جن کے اندر خشوع ہو) لہٰذا جس طرح ظاہری مرض میں فرائض کی ادائیگی مشکل کا سبب بنتی ہے اسی طرح باطنی مرض بھی دشواری کا باعث ہو جاتا ہے حالانکہ روشن شریعت (محمدی ﷺ) نفس امارہ کی انہی رسومات اور خواہشات کے ازالہ کے لئے وارد ہوئی ہے لہٰذا ہوائے نفس اور متابعت شریعت (محمدی ﷺ) دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں پس لازمی طور پر اس دشواری کا وجود ہوائے نفس کے وجود پر دلایت کرتا ہے لہٰذا (اتباع شریعت میں جس قدر دشواری محسوس ہوگی اسی اندازے کے مطابق ہوائے نفس کی موجودگی جاننا چاہئے اور جب ہوائے نفس پورے طور پر ختم ہو جائے گی تو احکام شرع میں بھی کوئی تنگی باقی نہ رہے گی۔ لیکن بعض صوفیہ کرام کے کلام سے جو اختیار کی نفی میں یا اس کے ضعف میں پہلے بیان ہو چکا ہے اس کے متعلق جاننا چاہئے ۔کہ اگر ان (صوفیہ کرام) کا کلام شریعت (محمدی ﷺ) کے مطابق نہیں ہے ۔تو اس کا ہرگز اعتبار نہیں ہے لہٰذا وہ نہ حجت ہے اور نہ تقلید کے قابل کیونکہ حجت اور تقلید کے لائق تو علمائے اہل سنت (وجماعت) کے اقوال ہیں لہٰذا صوفیوں کے جو اقوال ان (علمائے اہل سنت وجماعت) کے اقوال کے مطابق ہوں وہ قابل قبول ہیں اور جو ان کے اقوال کے مخالف ہیں وہ غیر مقبول ہیں اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ مستقیم الاحوال صوفیہ شریعت (محمدی ﷺ) سے تجاوز نہیں کرتے نہ احوال میں نہ اعمال میں نہ اقوال میں اور نہ علوم ومعارف میں وہ جانتے ہیں کہ شریعت (محمدی ﷺ) سے تھوڑی سی مخالف کا باقی رہنا بھی حال کی خرابی اور دل کے خلل کی وجہ سے ہوتا ہے اگر حال درست وصادق ہوتا تو شریعت حقہ (شریعت محمدی ﷺ) کی ہرگز مخالف نہ ہوتی۔ مختصر یہ کہ شریعت (محمدی ﷺ) کے خلاف ہونا بے دینی کی دلیل اور الحاد کی علامت ہے اور خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اگر کسی صوفی سے غلبہ حال میں اپنے کشف اور سکروقت کی وجہ سے کوئی ایسا کلام صادر ہوا ہو جو شریعت (محمدی ﷺ) کے مخالفت ہو تو اس میں وہ معذور ہے اور اس کا کشف صحیح نہیں ہے لہٰذا وہ تقلید کے قابل بھی نہیں ہے بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس کے کلام کو ظاہری معنوں سے پھیر کر صحیح معنوں کی طرف لٹا دیا جائے کیونکہ اہل سکر کا کلام کو ظاہری معنوں سے پھرا ہوا ہوتا ہے ''ھذا ماتیسر لی فی ھذا المقام بعون اللہ سبحانہ وحسن توفیقہ تعالی'' (یہ ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد سے اور اس کی حسن توفیق سے اس مقام میں (حضرت رموز اسرار قرانیاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) مجھے میسر ہوا ہے)۔'' والحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی'' (تمام تعریفیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے ہیں) اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو۔ مکتوب، ج، 1، ن، 289

بندہ کی قدرت واختیار اور اس پر جزا کا مرتب ہونا

حق تعالیٰ سبحانہ کا ارشاد ہے اور حق تعالیٰ سے زیادہ سچی بات کہنے والا اور کون ہو سکتا ہے کہ ''وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ'' یعنی اور اللہ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا وہ تو خود ہی اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے اس آیت کریمہ میں حق سبحانہ

سے ظلم کی نفی اور ان لوگوں کیلئے ظلم کا ثابت ہونا ظاہر ہے کیونکہ (خدا کی جانب سے) ظلم کی تخلیق ان کے ارادہ کے بعد ہوئی ہے اور ان کا ارادہ اس علم کے بعد صادر ہوتا ہے جو انھیں بھلائی اور برائی کے متعلق حاصل ہے اور بھلائی و برائی دونوں کا شریعت میں وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے اور یہ بھلائی اور برائی دونوں یکساں طور پر ان کی قدرت میں ہوتی ہیں لہٰذا (پہلے) بندے خود ہی اس برائی کا ارادہ کرتے ہیں جس کا برا ہونا شریعت میں واضح کر دیا گیا ہے اس کے بعد جیسا کہ وہ ارادہ کرتے ہیں حق تعالیٰ اس برائی کو پیدا کر دیتا ہے اور وہ خود ہی اس خیر اور بھلائی کو چھوڑ دیتے ہیں جو ان کی قدرت میں ہوتی ہے اور جس کا بھلا ہونا شریعت کی رو سے انھیں معلوم ہے لہٰذا خدا نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنے نفسوں پر ظلم کر رہے ہیں۔اب یہ بات باقی رہ گئی کہ ان کی قدرت اور ارادہ بھی تو اللہ سبحانہ ہی کا پیدا کیا ہوا ہے تو یہ بات بھی ان (بندوں) سے ظلم کی نفی نہیں کر دیتی کیونکہ حق تعالیٰ سبحانہ نے جو قدرت پیدا فرمائی ہے اس کی نسبت بھلائی اور برائی دونوں کی طرف برابر ہے یہ بات نہیں ہے کہ خدا نے ان میں برائی ہی کی قدرت پیدا کی ہو اور بھلائی کی قدرت پیدا نہ فرمائی ہو جس سے وہ برائی کے کرنے پر مجبور ہو گئے ہوں یہی حال تخلیق کردہ ارادہ کا ہے کہ جب اسے خیر اور شر دونوں کا علم ہو چکا ہے تو اب وہ ان دونوں میں سے جس جہت کو چاہے ترجیح دے سکتا ہے پس بندہ شریعت کی رو سے برائی اور شر کو جانتے ہوئے بھی شر ہی کو اختیار کرتا ہے حالانکہ اس کی قدرت کی نسبت بھلائی اور برائی دونوں کی طرف یکساں طور پر تھی اسی طرح ارادہ کے اعتبار سے بھی دونوں زیر قدرت صورتوں میں سے کسی ایک صورت کو دوسری کے بجائے مخصوص کر لینا اس کیلئے درست تھا اس سے ظاہر ہے کہ اس پر جو کچھ ظلم ہوا ہے وہ خود اس کے نفس ہی نے کیا ہے اور حق تعالیٰ سبحانہ نے اس پر کوئی ظلم نہیں کیا۔

یہی حال ازلی علم اور ازلی قضا (تقدیر فیصلہ) کا بھی ہے کہ وہ دونوں بھی بندوں سے ظلم کی نفی نہیں کرتیں کیونکہ حق تعالیٰ نے جان لیا اور ازل میں فیصلہ بھی کر دیا کہ فلاں فلاں بندہ عمل کرنے میں اس کے شر کے پہلو کو اختیار کرے گا اور خیر کو چھوڑ دے گا اور یہ سب کچھ اپنے اختیار سے کرے گا لہٰذا علم اور قضا (تقدیر یہ فیصلہ) بندہ کے مختار ہونے کو مضبوط کرتے ہیں اس کی نفی نہیں کرتے یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی شخص کو بذریعہ کشف کے بعض غیب کی باتوں کا علم حاصل ہو جائے وہ معلوم کر لے اور فیصلہ کر دے کہ فلاں آدمی عنقریب اپنے اختیار سے یہ کام کرے گا تو (اس شخص کا) یہ علم اور فیصلہ جس طرح بندہ کے اختیار کی نفی نہیں کرتے "والله سبحانه اعلم بحقيقة الحال. و صلى الله تعالىٰ علىٰ سيدنا محمد و آله وسلم" اور یہ مسئلہ علم کلام کے پیچیدہ ترین مسائل میں سے ہے اس پر کچھ راسخ علماء کے سوا دوسرے لوگ واقف نہیں ہو سکے اور حق تعالیٰ سبحانہ ہی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔

سوال۔؟اگر لوگ دریافت کریں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کو اپنے قدیم علم میں یہ معلوم تھا کہ اس انداز کی ترکیب فساد اور خباثت کا باعث ہوگی تو اس نے اس ترکیب کو پیدا ہی کیوں فرمایا؟

جواب۔اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض اس گروہ پر وارد ہوتا ہے جو حق سبحانہ پر اس بات کو واجب سمجھتے ہیں کہ وہ صالح ترین چیز

ہی پیدا فرمائے لیکن ہم تو حق سبحانہ پر کسی چیز کو بھی واجب اور لازم نہیں سمجھتے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جس طرح چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے جو کچھ وہ کرتا ہے وہ اس کا جواب دہ نہیں ہے البتہ سب لوگ جواب دہ ہیں اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ پیدا ہونے کے بعد وہ مرکب کا اسی قسم کے خبث اور فساد کو مستلزم ہوگا اور اس لازم آنے والی چیز کو بھی حق سبحانہ وتعالیٰ نے ہی خود اپنے ارادہ سے پیدا فرمایا ہے بطور ایجاب اور محکومیت کے نہیں جب کہ بعض لوگوں نے خیال کرلیا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر پورا غلبہ اور تسلط رکھتا ہے لہٰذا بندوں کا اس پر کوئی حکم نہیں چلتا کہ جس سے وہ ان کا محکوم ہو جائے اور بندۂ محکوم اس کا حاکم بن جائے حاصل یہ ہے کہ سر چشمہ فساد صرف مخلوق ہی ہے اور بس اس کا پیدا کرنے والا حق تعالیٰ جس کی شان بہت ہی بلند ہے ظلم کی آمیزشوں، ایجاب کے لوازم اور محکومیت کے نقائص سے منزہ اور مبرا ہے جو کچھ عام لوگ اللہ تعالیٰ کے متعلق کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے پاک اور بہت ہی بلند ہے۔ وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَۃِ الْحَالِ۔

معارف لدنیہ، ص، 173، 174

مسئلہ قضا وقدر کے راز پر بھی اطلاع بخشی گئی

اور اس خادم (حضرت عالی امام ربانی کمالات نبوت وولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو مسئلہ قضا وقدر کے راز پر بھی اطلاع بخشی گئی اور اس کا اس طرح علم کرایا گیا کہ کسی طرح بھی روشن شریعت کے ظاہری اصول وقواعد سے مخالفت لازم نہیں آئی اور یہ (مسئلہ تقدیر) ایجاب (واجب اور لازم قرار دینا) کے نقص اور جبر (مجبور کرنا) کی آمیزش سے پاک وصاف ہے اور چودھویں رات کے چاند کی طرح ظاہر ہے تعجب ہے کہ مسئلہ (تقدیر) اصول شریعت کے مخالف نہیں ہے تو پھر اس کو پوشیدہ کیوں رکھا ہے اگر کچھ بھی مخالفت رکھتا تو اس کا چھپانا اور پوشیدہ رکھنا مناسب تھا (لیکن) ''لایسئل عما یفعل '' (سورۃ انبیاء) جو کچھ (حق سبحانہ وتعالیٰ) کرتا ہے اس کے متعلق پوچھا نہیں جاتا۔

کشاید زباں جز بہ تسلیم تو
کہ زہرہ آنکہ از بیم تو

کس کی طاقت ہے کہ تیرے خوف سے
ماسوا تسلیم کچھ بھی کہہ سکے

مکتوب، ج، 1، ن، 18

حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا مقولہ اختیار اور جبر کے بارے میں

حضرت امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے جبر۔ واختیار کی حدود پوچھی تھیں کہ اختیار کہاں تک ہے اور جبر کہاں سے شروع ہو جاتا ہے حضرت امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! کہ ''اپنی ٹانگ زمین سے اٹھاؤ'' اس شخص نے ایک ٹانگ اٹھالی تو حضرت امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ''اب دوسری ٹانگ بھی زمین سے اٹھالو'' اس نے جواب دیا ''یہ تو ممکن نہیں کہ میں دونوں ٹانگیں زمین سے اٹھا سکوں'' اس ''مجبوری'' پر حضرت امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ''یہی جبر واختیار ہے ایک ٹانگ اٹھا لینے کا تمہیں اختیار

ہے مگر دوسری ٹانگ بھی اٹھالینا تمہارے بس میں نہیں وہاں سے جبر شروع ہو جاتا ہے۔

جس شخص کا عقیدہ ہو سب کچھ خدا کرتا ہے مخلوق کچھ نہیں کرسکتی اللہ سے ہونے کا یقین مخلوق سے نہ ہونے کا یقین اس طرح کا عقیدہ جبریہ کا ہے اور جبریہ کا عقیدہ کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح عقیدہ اہل سنت و جماعت عطا فرمائے (آمین)

شیخ سرہندی، ص، 82

درس وتدریس کے علوم میں کسی طرح کوتاہی نہ کریں رات کی ساعتیں ذکر وفکر کیلئے

وصیت حضرت عالی امام ربانی سلطان طریقت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ایک ضروری نصیحت یہ ہے کہ درس وتدریس کے علوم میں کسی طرح کوتاہی نہ کریں اگر آپ تمام دن درس میں مشغول رہیں (تو کوئی حرج نہیں) ذکر وفکر کی ہوس نہ کریں کیونکہ رات کی ساعتیں ذکر وفکر کیلئے بڑی فراخ ہیں۔

مکتوب، ج،2، ن، 14

یزید بدنصیب نے بدبختی میں جو کام کیا

اور یزید بدنصیب اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے نہیں ہے اس کی بدبختی میں کس کو کلام ہے جو کام اس بدبخت نے کیا (یعنی واقعہ کربلا) کوئی کافر فرنگ بھی نہیں کرتا۔

مکتوب، ج،1، ن، 194

علماء سوء جو دین کے چور اور ڈاکوں ہیں

آپ کو معلوم ہے کہ زمانہ سابق (عہد اکبری) میں جو فساد پیدا ہوا تھا وہ علماء سوء کی بدبختی کی وجہ سے ظہور میں آیا تھا اس لئے امید ہے کہ پورے پورے متتبع (چھان بین کو) مدنظر رکھ کر دیندار علماء کا انتخاب کر کے پیش قدمی کریں گے علماء سوء جو دین کے چور اور ڈاکوں ہیں ان کا مقصود حب جاہ وریاست اور مخلوق کے نزدیک قدر و منزلت حاصل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے فتنہ سے بچائے۔

مکتوب، ج،1، ن، 54

"نَوْمُ الْعُلَمَاءِ عِبَادَةٌ" علماء کی نیند بھی عبادت ہے

وہ علماء جو دنیا سے بے رغبت ہیں اور جاہ (عزت) ومال اور بلندی (سرداری) کی محبت سے آزاد ہیں وہ علمائے آخرت میں سے ہیں۔ اور انبیائے عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں اور مخلوقات میں سے بہتر یہی علماء ہیں کہ کل قیامت کے دن ان کی سیاہی کو اللہ تعالیٰ کے رستے میں شہید ہونے والوں کے خون کے ساتھ وزن کریں گے اور اس سیاہی کا پلہ بھاری رہے گا اور "نَوْمُ الْعُلَمَاءِ عِبَادَةٌ" (علماء کی نیند بھی عبادت ہے) ان ہی کے حق میں ثابت ہے یہی وہ حضرات ہیں جن کی نظروں کو آخرت کا جمال پسند آیا ہے اور دنیا کی برائی اور اس کی خرابی ان کو ظاہر ہو چکی ہے انھوں نے اس (آخرت) کو بقا کی نظر سے دیکھا۔ اور اس (دنیا) کو زوال کے داغ سے داغ دار پایا اسی لئے اپنے آپ کو باقی کے سپرد کر دیا اور فانی سے اپنے آپ کو باز رکھا

آخرت کی عظمت کا مشاہدہ حق تعالیٰ کی عظمت کے مشاہدہ کا ثمرہ ہے اور دنیا و فیہا کو ذلیل رکھنا آخرت کی عظمت کے مشاہدہ کرنے کا نتیجہ ہے''لِاَنَّ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ ضَرَّتَانِ اِنْ رَضِیَتْ اِحْدٰھُمَا سَخِطَتِ الْاُخْرٰی'' (کیونکہ دنیا اور آخرت دونوں سوکنیں ہیں یعنی دو عورتیں ایک مرد کے نکاح میں ہونے کی مانند ہیں اگر ان میں سے ایک راضی ہوگی تو دوسری ناراض ہو جائیگی) اگر (کسی شخص کو) دنیا عزیز ہے تو آخرت ذلیل ہے اور اگر دنیا ذلیل ہے آخرت عزیز ہے ان دونوں کا جمع ہونا دو ضدوں کے جمع ہونے قسم سے ہے۔

مکتوب، ج، 1، ن، 34

مَا اَحْسَنَ الدِّیْنَ وَالدُّنْیَا لَوِ اجْتَمَعَا کیا ہی اچھا ہے کہ ہوں دین اور دنیا جمع

ہاں بعض مشائخ نے جو کہ اپنی خواہش اور ارادے سے پوری طرح نکل چکے ہیں بعض نیک و درست نیتوں کے ساتھ اہل دنیا کی صورت اختیار کی اور بظاہر دنیا میں رغبت کرنے والے معلوم ہوتے ہیں وہ حقیقت میں (دنیا سے) کوئی تعلق نہیں رکھتے اور سب فارغ و آزاد ہیں''رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ'' (آیت) یہ وہ لوگ ہیں جن کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں کرتی)۔ اور تجارت و بیع ان کو ذکر خدا سے نہیں روکتی اور ان امور کے ساتھ عین تعلق کی حالت میں ان امور سے بالکل بے تعلق ہیں۔ حضرت خواجہ خواجگان شیخ بہاء الدین والدین نقشبند مشکل کشاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں نے معنی کے بازار میں ایک تاجر کو دیکھا کہ اس نے کم و بیش پچاس ہزار دینار کی خرید و فروخت کی اور اس کا دل ایک لحظہ بھی حق سبحانہ و تعالیٰ سے غافل نہیں ہوا۔

مکتوب، ج، 1، ن، 34

عمر عزیز معاصی و تقصیرات، بیہودہ کاموں میں گزر رہی ہے

میرے مخدوم! عمر کا بہتر حصہ ہوا و ہوس میں گزر گیا اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں (نفس و شیطان) کی مرضی کے مطابق بسر ہو گیا اور عمر کا نکما حصہ باقی رہ گیا ہے اگر آج ہم اس کو بھی حق جل سلطانہ کی مرضیات کے مطابق صرف نہ کریں اور بہترین عمر کی (غفلتوں) کا تدارک باقی ماندہ نکمی عمر (میں عبادات) سے نہ کریں اور تھوڑی سی محنت اور تکلیف کو دائمی راحت کا ذریعہ بنائیں اور تھوڑی سی نیکیوں سے بہت سے گناہوں کا کفارہ نہ کریں تو کل قیامت میں حق سبحانہ و تعالیٰ کے حضور میں کس منہ سے پیش ہوں گے۔ اور کون سے حیلوں اور بہانوں کو اس کے سامنے پیش کریں گے۔ آخر خواب خرگوش میں کب تک پڑے رہیں گے اور غفلت کی روئی کب تک کانوں میں ٹھنسی رہے گی آخر ایک دن آنکھوں سے پردہ اٹھا دیا جائے گا اور غفلت کی روئی کو کانوں سے دور کر دیا جائے گا لیکن اس وقت کوئی فائدہ نہ ہوگا اور حسرت و ندامت کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوگا موت کے آنے سے پہلے ہی تیاری کر لینی چاہئیے اور''واشوقا'' (اے شوق) کہتے ہوئے مرنا چاہیے۔ چونکہ عمر عزیز معاصی و تقصیرات بیہود کاموں میں گزری ہے اس لئے مناسب ہے کہ توبہ و انابت کی نسبت کلام کیا جائے۔ اور ورع و تقوی کو بیان کیا جائے۔

مکتوب، ج، 1، ن، 210

ظاہری باطنی گناہوں کو چھوڑ دو توبہ کرو

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:''تُوبُوا اِلَی اللّٰهِ جَمِیعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُونَ''(سورۃ نور)۔(اے ایمان والو! تم سب مل کر اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ کرو تا کہ تم کو فلاح حاصل ہو)۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:''یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا، عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیُدْخِلَکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ''(اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کے سامنے سچے دل سے توبہ کرو امید ہے کہ تمہارا رب برائیوں کو تم سے دور کر دے اور تم کو ایسی جنت میں داخل کرے جس کے نیچے نہریں جاری ہیں) نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:''وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ''(سورہ انعام) (اور ظاہری و باطنی گناہوں کو چھوڑ دو)۔

مکتوب، ج، 2، ن، 66

پس گناہوں سے توبہ کرنا ہر شخص کے لئے واجب اور فرض عین ہے

کوئی بشر اس سے مستغنی نہیں ہوسکتا جب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تک توبہ سے مستغنی نہیں ہیں تو پھر اوروں کا کیا ذکر چنانچہ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرماتے ہیں:''اِنَّهٗ لَیُغَانُ عَلٰی قَلْبِیْ وَاِنِّیْ لَاَ سْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَةِ سَبْعِیْنَ مَرَّةً''(اس کو مسلم نے اغرالمزنی سے روایت کیا (تشید المبانی) (میرے دل پر بھی کچھ غبار سا آجاتا ہے اس لئے میں دن رات میں اللہ تعالیٰ سے ستر مرتبہ استغفار کرتا ہوں)۔

مکتوب، ج، 2، ن، 66

جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ ہے اور بندوں کے حقوق ادا کرے

پس اگر گناہ اس قسم کے ہیں کہ جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ ہے اور بندوں کے مظالم اور حقوق کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے جیسا کہ زنا شراب کا پینا سرود وملاہی۔(لہو ولعب) کا سننا غیر محرم کی طرف بنظر شہوت دیکھنا بغیر وضو قرآن مجید کو ہاتھ لگانا اور بدعت پر اعتقاد رکھنا وغیرہ وغیرہ تو ان امور کی توبہ ندامت اور استغفار اور حسرت۔وافسوس۔اور بارگاہ الٰہی عز وجل میں عذر خواہی کرنے سے ہے۔اور اگر فرائض میں سے کوئی فرض ترک ہوگیا ہو تو توبہ کے ساتھ ساتھ اس کا ادا کرنا بھی ضروری ہے اور اگر گناہ اس قسم کے ہیں جو بندوں کے مظالم اور حقوق سے تعلق رکھتے ہیں تو ان سے توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ بندوں کے حقوق ادا کرے۔اور (مظالم پر) معافی مانگے۔اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔اور ان کے حق میں دعا کرے اور اگر صاحب مال وآبر وفوت ہوگیا ہو۔تو اس کیلئے استغفار کرے اور اس کی طرف سے صدقہ کرے۔اور اس کا مال اس کے وارثوں اور اولاد کے سپرد کرے اگر اس کے وارث معلوم نہ ہوسکیں تو مال کے اندازہ کے مطابق صاحب مال اور اس شخص کی نیت کر کے جس کو ناحق ایذادی ہو فقراء اور مساکین پر صدقہ خیرات کرے۔

مکتوب، ج، 2، ن، 66

ہلاک ہوگئے۔وہ لوگ جو کہتے ہیں۔کہ ہم عنقریب توبہ کرلیں گے

خلیفہ رابع حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔کہ میں نے خلیفہ اول امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو صادق ہیں سنا ہے محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ:" مَا مِنْ عَبْدٍاَذْنَبَ ذَنْبًا نَقَامَ فَتَوَضَّأَ وَصَلّٰی وَ اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ مِنْ ذَنْبِهٖ اِلَّا كَانَ حَقًّاعَلَى اللّٰهِ اَنْ يَّغْفِرَ لَهٗ "(جب کسی بندہ سے گناہ سرزد ہو جائے تو وہ کھڑا ہو اور وضو کرے نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کے گناہ بخش دیتا ہے)۔اس لئے کہ اللہ جل وعلا خود فرماتا ہے:"ومن یعمل سوء او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجداللہ غفورا رحیما "(جو شخص برائی کرے یا اپنی پر جان پرظلم کرے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگے تو اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا رحم کرنے والا پائے گا)۔اور حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ نے ایک دوسری حدیث شریف میں فرمایا ہے:"مَنْ اَذْنَبَ ذَنْبًا ثُمَّ نَدِمَ عَلَيْهِ فَهُوَ كَفَّارَتُهٗ "(جس شخص نے کوئی گناہ کیا پھر اس گناہ پر نادم ہوا تو یہ ندامت اس کے گناہ کا کفارہ ہے) حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے:(جب آدمی کہتا ہے کہ میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیرے جناب میں توبہ کرتا ہوں پھر اس نے گناہ کیا اور پھر اسی طرح کہا پھر تیسری مرتبہ گناہ کیا اور معذرت کی پھر چوتھی بار کیا تو کبیرہ گناہ لکھا جاتا ہے)۔ایک اور حدیث شریف حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ نے فرمایا ہے:"هَلَكَ الْمُسَوِّفُوْنَ يَقُوْلُوْنَ سَوْفَ نَتُوْبُ "(ہلاک ہوگئے وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم عنقریب توبہ کرلیں گے) لقمان حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کو بطور نصیحت فرمایا"اے بیٹا! توبہ کرنے میں کل تک کی بھی تاخیر نہ کرنا کیونکہ موت اچانک آجاتی ہے حضرت مجاہد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص صبح شام توبہ نہ کرے وہ ظالموں میں سے ہے اور حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حرام کے ذریعے ایک پیسہ لیا ہوا واپس کر دینا سو پیسوں کے صدقہ کر دینے سے افضل ہے بعض بزرگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ایک رتی چاندی جو غلط طریقے سے حاصل کی گئی ہو اس،کا واپس کر دینا چھ سو مقبول حجوں سے افضل ہے"ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخسرین "(اے ہمارے رب(عزوجل)!ہم نے اپنی جانوں پرظلم کیا اگر تو نے ہم بخشش اور رحمت نہ فرمائی۔تو ہم خسارہ والوں میں سے ہو جائیں گے)۔۔حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ سے روایت ہے کہ اللہ فرماتا ہے:(میرے بندے!جو کچھ میں نے تجھ پر فرض کیا ہے اس کو ادا کر پس تو سب لوگوں سے زیادہ عابد ہو جائے گا اور جن باتوں سے میں نے تجھ منع کیا ہے ان سے باز رہ پس تو سب لوگوں زیادہ پرہیز گار ہو جائے گا اور جو کچھ میں نے تجھ کو رزق دیا ہے اس پر قناعت کر پس تو سب سے زیادہ غنی ہو جائے گا)۔اور حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا!"كُنْ وَرِعًا تَكُنْ اَعْبَدَالنَّاسِ "(تو پرہیز گار بن پس تو تمام لوگوں سے زیادہ عابد ہو جائے گا) حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک ذرہ کی برابر تقویٰ ہزار مثقال والے نماز روزوں سے بہتر ہے اور

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہمنشین پرہیزگار اور زاہد لوگ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی بھیجی کہ میرا تقرب حاصل کرنے کے لئے جس قدر ورع (پرہیزگاری) ضروری ہے اتنی کوئی اور چیز نہیں۔

مکتوب، ج،2،ن،66

بعض علمائے ربانی فرماتے ہیں کہ انسان ان دس چیزوں سے بچنا اپنے اوپر لازم کرے

اس وقت تک ورع (تقویٰ) حاصل نہیں ہوتا۔ (۱) غیبت سے زبان کو بچائے۔ (۲) بدگمانی سے بچے (۳) مسخرہ پن سے پرہیز کرے (۴) حرام چیزوں سے آنکھ بند رکھے (۵) سچ بولے (۶) ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا احسان جانے تاکہ نفس مغرور نہ ہو (۷) اپنا مال راہ حق (اللہ تعالیٰ) میں خرچ کرے اور باطل جگہ میں خرچ کرنے سے بچے (۸) اپنے نفس کیلئے بلندی اور بڑائی کا طالب نہ ہو (۹) نمازوں کی محافظت کرے۔ (۱۰) اہل سنت وجماعت (کے عقائد) پر استقامت اختیار کرے۔ ''ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شیء قدیر ه'' (آیت) (اے ہمارے پروردگار! تو ہمارے لئے نور کو کامل کردے اور ہم بخش دے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے)۔

مکتوب، ج،2،ن،66

جو چیز پوری کی پوری حاصل نہ ہوسکے اس کو بالکل ہی ترک نہ کرنا چاہیے

میرے مخدوم ومکرم!۔ اور اے شفقت ومکرمت کی نشانیوں والے! اگر تمام گناہوں سے توبہ میسر ہوجائے اور تمام محرمات ومشتبہات چیزوں سے ورع وتقویٰ حاصل ہوجائے تو یہ ایک بڑی نعمت اور اعلیٰ درجہ کی دولت ہے ورنہ بعض گناہوں سے توبہ کرنا اور بعض محرمات سے بچنا بھی غنیمت ہے شاید ان بعض کے برکات وانوار بعض دوسروں میں بھی اثر کرجائیں۔ اور تمام گناہوں سے توبہ اور ورع کی توفیق نصیب ہوجائے: ''مالا یدرک کله لایترک کله'' (جو چیز پوری کی پوری نہ حاصل ہوسکے اس کو بالکل ہی ترک نہ کرنا چاہئیے)۔

اللھم وفقنا لمرضاتک وثبتنا علی دینک وعلی طاعتک بصدقته سیدالمرسلین وقائد الغر المحجلین علیہ وعلیھم وعلی ال کل من الصلوات افضلھا ومن التسلیمات اکملھا'' (اے اللہ! ہم کو سیدالمرسلین، قائد الغر المحجلین وعلیہ وعلیہم وعلی آل کل من الصلوٰۃ افضلہا ومن التسلیمات اکملہا کے صدقہ میں اپنی رضامندی کی توفیق دے اور اپنے دین اور اپنی طاعت پر ثابت قدم رکھ (آمین)۔

مکتوب، ج،2،ن،66

دنیا کی مذمت

اے بھائی انسان کو دنیا میں مرغن اور لذیذ غذاؤں اور نفیس ومزین لباس پہننے کیلئے نہیں لائے اور عیش وعشرت اور کھیل کود کے لئے نہیں پیدا کیا بلکہ اس (انسان) کی پیدائش کا مقصود اپنے آپ کو عاجز وانکسار اور کمزور محتاج سمجھنا ہے جو کہ حقیقت بندگی ہے مگر وہ انکساری اور عاجزی جو جس کی شریعت حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجازت دی ہے کیونکہ اہل

باطل کی ریاضات ومجاہدات جو روشن شریعت (محمدی ﷺ) کے خلاف ہیں ان سے سوائے خسار اور شرمندگی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور سوائے حسرت وندامت کے اور کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔

مکتوب، ج، 1، ن، 206

اے فرزند! دنیادار اور دولت مند بلائے عظیم میں گرفتار ہیں

اور ایک بہت بڑی مصیبت میں مبتلا ہیں کیونکہ دنیا حق سبحانہ وتعالیٰ کی مبغوضہ ہے اور تمام نجاستوں میں نجس ترین ہے (لیکن) ان (دنیاداروں) کی نظروں میں زیب وزینت میں ظاہر کیا گیا ہے جس طرح کسی نجاست پر سونے کا ملمع کر کے آراستہ کر دیا جائے یا زہر کو شکر سے آلودہ کر دیں حالانکہ عقل دوراندیش کو اس کمینی دنیا کی برائیوں سے آگاہ کر دیا گیا ہے اور اس ناپسندیدہ دنیا کی برائیوں پر ہدایت ودلالت فرمائی ہے اسی وجہ سے علماء نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ وصیت کرے کہ ''میرے مال کو سب سے زیادہ عقلمند کو دیدیں'' تو زاہد کو دینا چاہئے کہ وہ دنیا سے بے رغبت ہے اور اس کی دنیا سے بے رغبتی اس کے کمال عقل کی دلیل ہے۔

مکتوب، ج، 1، ن، 215

مرغن اور شیریں لقموں پر فریفتہ نہ ہو جاؤ نفیس اور مزین لباسوں پر دھوکہ نہ کھاؤ

اے بھائی! لوگ اطراف وجوانب سے اسباب دنیوی کو چھوڑ چھاڑ کر مور وملخ (چیونٹی اور ٹڈی) کی طرح یہاں (سرہند شریف) آرہے ہیں اور تم ہو کہ گھر کی دولت کی قدر نہ جان کر اس کمینی دنیا کی طلب میں بڑے مزے کے ساتھ بھاگے پھر رہے ہو اور بڑے شوق کے ساتھ اس کے حصول میں لگے ہوئے ہو ''الحیاء شعبة من الایمان'' (حیا ایمان کی شاخ ہے) یہ حدیث نبوی ﷺ ہے اے بھائی اہل اللہ کا اس طریقہ پر اجتماع اور اس طرح للہ فی اللہ کی (خالص اللہ تعالیٰ کیلئے) جمعیت جو کہ آج کل سرہند شریف میں میسر ہے اگر تمام جہان کے چاروں طرف چکر لگاؤ تو بھی معلوم نہیں کہ اس دولت کا عُشرِ عشیر (دسواں حصہ) کہیں سکو اور ذرا سا بھی اس ماجرے کا حال معلوم کر سکو اور تم نے اس دولت کو مفت میں اپنے ہاتھ سے کھو دیا ہے اور عمدہ قسم کے جواہرات کو چھوڑ کر بچوں کی طرح اخروٹ ومنقی پر کفایت کی ہے۔ مصرعہ:

شرمت بادا ہزار شرمت بادا

شرم آئے ہزار شرم آئے

مکتوب، ج، 1، ن، 226

اے برادر! شاید قضا وقدر اس کے بعد پھر کبھی فرصت نہ دیں

اگر دیں بھی تو اس قسم کا اجتماع قائم نہ رہے اس وقت کیا علاج ہوگا اور کس طرح تدارک ہوگا اور کس چیز سے اس کی تلافی کر سکو گے تم نے خطا کی ہے اور غلط سمجھا ہے مرغن اور شیریں لقموں پر فریفتہ نہ ہو جاؤ نفیس اور مزین لباسوں پر دھوکہ نہ کھاؤ کہ ان کے نتائج دنیا وآخرت میں حسرت وندامت کے علاوہ کچھ نہیں۔ اپنے اہل وعیال کی رضامندی حاصل کرنے کیلئے اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالنا اور آخرت کا دائمی عذاب مول لینا عقل دوراندیش سے بہت دور ہے حق سبحانہ وتعالیٰ تم کو عقل دے اور غفلت

سے متنبہ کرے اے بھائی دنیا بے وفائی میں ضرب المثال ہے اور دنیا دار کمینگی اور بخیلی میں مشہور ہیں بڑے افسوس کی بات ہے کہ اپنی قیمتی عمر کو اس بے وفا اور کمینی دنیا کے پیچھے صرف کرے۔

مکتوب، ج، 1، ن، 236

دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے

''اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ''(شرح السنۃ میں اس روایت کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا)(دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے)اور قید خانہ کے مناسب حال تو درد والم اور اندوہ و مصیبت ہی ہیں تلون احوال (احوال کی تبدیلی) سے دل تنگ نہ ہوں اور امیدوں کے حاصل نہ ہونے سے بھی دل گیر نہ ہوں''فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا'' (آیت)(پس بیشک ہر سختی کے ساتھ آسانی ہے بیشک ہر سختی کے ساتھ آسانی ہے)اس جگہ ایک تنگی کے ساتھ دو آسانیاں ملا دی گئی ہیں شاید اس سے فراخی دنیا اور فراخی آخرت مراد ہو۔

مکتوب، ج، 2، ن، 64

اگر اغنیاء کی صحبت میں رہ کر دنیاوی ترقی بہت زیادہ کر لیں تو......؟

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ: برادرم میاں مریز خاں فقر کی تنگیوں سے بھاگ کر اغنیاء کے پاس اپنی التجا لے گئے اور ان کی لذتوں اور نعمتوں میں مشغول ہو گئے''انا للہ وانا الیہ راجعون'' آپ نے اچھی طرح غور نہیں کیا اگر اغنیاء کی صحبت میں رہ کر دنیاوی ترقی بہت زیادہ کر لیں تو''ہزاری''(منصب پر)ہو جائیں گے (راجہ) مان سنگھ پنج ہزاری یا ہفت ہزاری تھا اس سے بلند نہیں ہو سکتے اور اگر بالفرض مان سنگھ کے منصب پر بھی پہنچ گئے تو غور کیجئے کہ آپ نے کیا کام کیا اور کونسی بزرگی حاصل کر لی کیا فقر کی حالت میں روٹی نہیں ملتی تھی البتہ اب مرغن غذائیں کھا رہے ہو وہ حالت بھی گذر گئی اور یہ حالت بھی گذر جائے گی لیکن تصور تو کیجئے کہ آپ کے ہاتھ سے کیا کچھ نکل گیا اور جبتک زندگی ہے برابر نکلتا رہے گا اور زیادہ سے زیادہ مفلس ہوتے جائیں گے''اَلرَّاضِیُ بِالضَّرَرِ لَا یَسْتَحِقُّ لِلنَّظَرِ''(جو شخص اپنے نقصان پر راضی ہو وہ شفقت کے لائق نہیں)

مکتوب، ج، 3، ن، 55

لیکن تصحیح نیت بہت مشکل کام ہے

اب جب آپ اس میں مبتلا ہو گئے ہیں تو کوشش کیجئے کہ طریق کی استقامت اور شریعت کا التزام ہاتھ سے نہ جائے اور باطنی شغل میں بھی فتور واقع نہ ہو اگرچہ اس کو دنیا کے ساتھ جمع کرنا مشکل ہے کیونکہ یہ جمع ضدین ہے بس اتنا ہے کہ جو وضع آپ نے اختیار کی ہے اور جس خدمت پر آپ مامور ہوئے ہیں۔ اگر اس میں تصحیح نیت کر لیں تو جہاد میں داخل ہو کر نیک عمل بن جائے گا۔ لیکن تصحیح نیت بہت مشکل کام ہے آج یہ خدمت ہے جو فی الجملہ اچھی ہے۔ شاید کل کو کوئی دوسری خدمت دیدی جائے جو عین وبال ہو

غرضکہ یہ کام مشکل ہے ہوشیار رہیں خبردار کرنا شرط ہے۔ مکتوب، ج، 3، ن، 55

دنیا ظاہر میں میٹھی اور صورت میں تر و تازہ معلوم ہوتی ہے

لیکن حقیقت میں زہر قاتل و متاع باطل اور بے فائدہ گرفتاری ہے اس کا مقبول ذلیل و خوار اور اس کا عاشق مجنوں ہے اس کا حکم اس نجاست کی طرح ہے جس پر سونا منڈھا (چڑھا) ہوا ہو اور اس کی مثال اس زہر کے مانند ہے جس میں شکر ملی ہوئی ہو عقلمند وہ ہے جو ایسے کھوٹے متاع پر فریفتہ نہ ہو اور اس طرح کے خراب اسباب کا طالب نہ ہو۔ مکتوب، ج، 1، ن، 50

اگر کمینی دنیا کے کاموں کو کل پر ڈالیں

محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ''هَلَکَ الْمُسَوِّفُوْنَ سَوْفَ اَفْعَلُ'' (کہنے والے یعنی آج کل کرنے والے ہلاک ہو گئے) ہاں اگر کمینی دنیا کے کاموں کو کل پر ڈالیں اور آج آخرت کے اعمال میں مشغول ہو جائیں تو بہت ہی اچھا ہے جیسا کہ اس کے برعکس کرنا بہت ہی برا ہے (یعنی اعمال آخرت کو کل پر ڈالنا اور اعمال دنیا میں آج مشغول ہونا) اس نوجوانی کے وقت میں جبکہ دین کے دشمنوں یعنی نفس و شیطان کا غلبہ ہے تھوڑا عمل بھی اس قدر معتبر ہے کہ ان (دین کے دشمنوں) کا غلبہ نہ ہونے کے وقت اس سے کئی گنا زیادہ عمل بھی اتنا معتبر نہیں ہے سپاہ گری کے قاعدہ کے مطابق دشمنوں کے غلبہ کے وقت کام کے کرنے والے سپاہیوں کی بہت زیادہ قدر ہوتی ہے اس وقت ان کا تھوڑا سا تردد بھی اس قدر معتبر اور نمایاں ہوتا ہے کہ دشمنوں کی شرارت سے امن کے وقت میں اس کا اس قدر اعتبار نہیں ہوتا اے فرزند! انسان جو کہ خلاصہ موجودات ہے، اس کے پیدا کرنے کا مقصد صرف کھیل کود اور کھانا سونا نہیں ہے بلکہ اس سے مقصود بندگی کے معمولات کا ادا کرنا اور ذلت و انکساری و عاجزی و احتیاج اور حق سبحانہ و تعالیٰ کی جناب میں ہمیشہ التجا و گریہ و زاری کرنا ہے وہ عبادت جس کو حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شریعت نے بیان فرمایا ہے اور جس کے ادا کرنے سے مقصود بندوں کے فائدے اور مصلحتیں ہیں اور حق تعالیٰ جل شانہ کی مقدس بارگاہ کو اس سے کچھ نفع نہیں پہنچتا ان سب کو احسان مانتے ہوئے دل و جان سے ادا کرنی چاہیے اور نہایت فرمانبرداری کے ساتھ اوامر کے بجالانے اور نواہی سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے حق سبحانہ و تعالیٰ نے غنی مطلق ہونے کے باوجود اپنے بندوں کو اوامر و نواہی سے سرفراز فرمایا ہے ہم محتاجوں کو اس نعمت کا شکر پوری طرح ادا کرنا چاہیے اور نہایت احسانمندی کے ساتھ احکام کی بجا آوری میں کوشش کرنی چاہیے۔ مکتوب، ج، 1، ن، 73

اللہ تعالیٰ کے امر کی عظمت اور شان

وہ فرزند (یعنی آپ) جانتا ہے کہ دنیاداروں میں سے کوئی شخص جو ظاہری جاہ و شوکت رکھتا ہو اگر اپنے ماتحت متعلقین میں سے کسی کو کوئی خدمت سپرد کرے جبکہ اس خدمت میں حکم دینے والے کا بھی نفع ہو تو یہ ماتحت شخص اس حکم کو کس قدر عزیز رکھتا ہے اور جانتا ہے کہ ایک عظیم القدر شخصیت نے اس کو اس خدمت پر مامور فرمایا ہے لہٰذا اس کو نہایت احسان مندی کے ساتھ وہ خدمت

بجالانی چاہیئے تو پھر کیا مصیبت ہے کہ اس کو حق سبحانہ وتعالیٰ کی عظمت اس شخص کی عظمت سے بھی بہت کم نظر آتی ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کے احکام بجالانے میں کوشش نہیں کرتا شرم آنی چاہیئے اور اپنے آپ کو خواب خرگوش سے بیدار کرنا چاہیئے حق تعالیٰ جل شانہ کے حکموں کو بجالانا ان دو باتوں سے خالی نہیں ہے یا تو وہ شرعی خبروں کو جھوٹ جانتا ہے اور ان پر یقین نہیں کرتا یا اللہ تعالیٰ کے امر کی عظمت وشان اس کی نظر میں اہل دنیا کی عظمت وشان کی نسبت بہت حقیر ہے اس امر کی برائی کو اچھی طرح ملاحظہ کر لینا چاہیئے ۔۔اے فرزند! جس شخص کا جھوٹ بار ہا تجربہ میں آچکا ہو اگر وہ یہ کہے کہ دشمن پوری قوت کے ساتھ فلاں قوم پر شب خون ماریں گے (رات کے وقت اچانک قتال کریں گے) ۔ تو اس قوم کے عقلمند لوگ اپنی حفاظت کے در پے ہو جائیں گے اور اس مصیبت کے دور کرنے کی فکر کریں گے حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ خبر دینے والا شخص جھوٹ کے ساتھ بدنام ہے لیکن کہتے ہیں کہ خطرہ کے گمان کے وقت عقلمندوں کے نزدیک احتراز لازم ہے۔

مکتوب، ج،1، ن،73

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی امت کے مفلس

اور نیز محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون شخص ہے حاضرین اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس درہم واسباب کچھ نہ ہوں تو حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز روزہ اور زکوۃ سب کچھ لے کر آئے (لیکن ساتھ ہی) اس نے کسی کو گالی دی ہو کسی کو تہمت لگائی ہو کسی کا مال بھی کھایا ہو اور کسی کا خون بہایا ہو اور کسی کو مارا بھی ہو پس ہر ایک حقدار کو اس کی نیکیوں میں سے اس کے حق کی برابر نیکیاں دیدی جائیں گی اور اگر حقداروں کے حقوق پورے ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان حقداروں کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے ۔ پھر اس کو دوزخ میں دھکیل دیا جائے گا۔

مکتوب، ج،1، ن،76

ان سے بچو بچو پھر بچو

میرے فرزند شیخ بہاؤ الدین کو فقراء کی صحبت پسند نہیں آتی دولتمندوں اور منعموں کی طرف مائل وراغب ہے وہ نہیں جانتا کہ ان کی صحبت زہر قاتل ہے اور ان کے مرغن لقمے ظلمت کو بڑھانے والے ہیں الحذر الحذر اثم الحذر الحذر (ان سے بچو بچو پھر بچو بچو) حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صحیح حدیث شریف میں وارد ہے: ''مَنْ تَوَاضَعَ لِغَنِيٍّ لِغنَاهُ ذهب ثُلثادِينِه فويلٌ لّمن تواضعهُمْ لِغنَاهُمْ ''(جس شخص نے کسی دولت مند کی اس کی دولت کی وجہ سے تواضع کی اس کے دین کا دو تہائی حصہ تباہ ہو گیا پس افسوس ہے جس نے دولت مندوں کی ان کی دولت مندی کی وجہ سے تواضع کی)۔

مکتوب، ج،1، ن،85

جب تک نفس کی اس قید سے خلاصی نہ ہو جائے

قلبی امراض کے اطباء (یعنی مشائخ کرام) بھی پہلے مرض دور کرنے کا حکم فرماتے ہیں اور اس مرض سے مراد ما سوائے حق کی گرفتاری بلکہ اپنی خواہشات نفس میں پھنسا رہنا ہے کیونکہ ہر شخص جو کچھ چاہتا۔ ہے اپنے (نفس کے) لئے چاہتا ہے اگر بیٹے کو دوست رکھتا ہے تو بھی اپنے فائدے کے لئے، اسی طرح مال و دولت اور ریاست و سرداری چاہتا ہے تو بھی اپنے لئے پس درحقیقت اس کا معبود اس کی اپنی نفسانی خواہش ہے جبتک نفس کی اس قید سے خلاصی نہ ہو جائے نجات کی امید بہت مشکل ہے پس عقلمند علماء اور صاحب بصیرت حکماء پر لازم ہے کہ اس مرض کے ازالہ کی فکر کریں۔

درخانہ اگر کس است یک حرف بس است

ترجمہ: گھر میں کوئی ہو تو بس اک بات کافی ہے اسے

مکتوب، ج، 1، ن، 105

دولت مندوں کے ہاں کی صدر نشینی سے بہتر ہے

فقراء کے آستانوں کی خاکروبی دولت مندوں کے ہاں کی صدرنشینی سے بہتر ہے آج اگر یہ بات آپ کو معقول معلوم ہو یا نہ ہو۔ آخر کار معقول معلوم ہو جائے گی مگر اس وقت کچھ فائدہ نہ ہوگا مرغن غذائیں اور فاخرہ لباس کی تمنا اور آرزو نے تم کو اس مصیبت میں ڈالا ہے اب بھی کچھ نہیں بگڑا ہے اگر اصل کی طرف رجوع کرلیں جو چیز بھی حق سبحانہ، وتعالیٰ کی طرف رکاوٹ کا سبب ہو اس کو دشمن جانا کر اس سے فرار اختیار کریں اور پرہیز کریں۔

مکتوب، ج، 1، ن، 132

دنیا و آخرت کو جمع کرنا دو ضدوں کے جمع کرنے کے مانند ہے

میرے سعادت مند فرزند! اس کمینی اور مبغوضہ دنیا سے خوش نہیں ہونا چاہیئے اور حق سبحانہ، وتعالیٰ کی پاک بارگاہ کی طرف دائمی توجہ کے سرمایہ کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے اور اس بات کی فکر کرنی چاہیئے کہ ہم کیا چیز فروخت کررہے ہیں اور کیا خرید رہے ہیں۔ آخرت کو دنیا کے بدلے بیچنا اور حق سبحانہ، وتعالیٰ کی طرف سے روگردانی کر کے مخلوق میں پھنس جانا حد درجہ بے وقوفی اور کم علمی ہے دنیا و آخرت کو جمع کرنا دو ضدوں کے جمع کرنے کے مانند ہے (ہم خدا خواہی وہم دنیائے دوں۔ اس خیال است ومحال است وجنوں) (جیسا کہ کسی نے کہا ہے) "مَا اَحْسَنَ الدِّیْنَ وَالدُّنْیَا لَوِ اجْتَمَعَا" (کیا اچھا ہوتا اگر دین و دنیا جمع ہو جاتے) ان دونوں ضدوں میں سے جس کو چاہے اختیار کرلیں اور جس کے عوض میں چاہے اپنے آپ کو بیچ ڈالیں (لیکن خوب سمجھ لیں کہ)۔ آخرت کا عذاب ابدی ہے اور دنیا کا سامان (مال و دولت) قلیل ہے دنیا حق سبحانہ، وتعالیٰ کی مبغوضہ (قابل نفرت) ہے اور آخرت حق سبحانہ، وتعالیٰ کی پسندیدہ ہے۔

عِشْ مَاشِئْتَ فَاِنَّکَ مَیِّتٌ — وَالْزَمْ مَاشِئْتَ فَاِنَّکَ مُفَارِقُہٗ

جی لے آخر تجھ کو مرنا ہے ضرور — لے لے آخر ترک کرنا ہے ضرور

آخر ایک دن بیوی بچوں کو بھی چھوڑنا پڑے گا لہٰذا ان کی تدبیر (نگہداشت) کو حق سبحانہ، وتعالیٰ کے سپرد کر دینا چاہیئے اور آج سے

اپنے آپ کو مردہ تصور کر لینا چاہیئے اور تمام کاموں کو اس بزرگ ترین ہستی (یعنی حق سبحانہ وتعالیٰ) کے سپرد کر دینا چاہیئے (ارشاد باری تعالیٰ ہے) ''ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم فاحذروھم'' (آیت (بیشک تمہاری بعض بیویاں اور اولاد تمہاری دشمن ہیں پس ان سے بچتے رہو)۔ قطعی فیصلہ ہے جو آپ نے بار ہا سنا ہوگا یہ خواب خرگوش کب تک رہے گا آخر آنکھیں کھولنی چاہئیں دنیاداروں کی صحبت اور ان سے میل جول (سالک کے لئے) زہر قاتل ہے اس زہر کا مارا ہوا ابدی موت میں گرفتار ہے۔ ''اَلْعَاقِلُ تَکْفِیْهِ الْاِ شَارَةُ'' (عقلمندوں کے لئے اشارہ ہی کافی ہے) چہ جائیکہ صراحۃً اس کو مبالغہ کے ساتھ بار بار تاکید کی جائے (چونکہ) بادشاہوں کا مرغن لقمہ قلبی امراض میں اضافہ کرتا ہے تو ایسی صورت میں نجات کی کیا صورت ہوسکتی ہے۔
الحذر الحذر (بچو بچو بچو)

من آنچہ شرط بلاغ ست باتو می گویم	تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال
ہمارا کام ہے حق بات تجھ کو پہنچانا	قبول کرلے کہ رنجیدہ ہو یہ تیرا کام

مکتوب، ج،1، ن، 138

ان (دنیاداروں) کی صحبت سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہیں

کیونکہ شیر تو صرف دنیوی موت کا سبب بنتا ہے جو آخرت میں فائدہ مند ہے لیکن بادشاہ و امراء سے میل جول ہلاکت ابدی اور دائمی خسارہ کا باعث ہے لہٰذا ان کی صحبت سے بچو ان کے لقمے کھانے سے بچو ان کی محبت سے بچو۔ اور ان کے دیکھنے سے بھی بچو حدیث شریف میں وارد ہے (یعنی جس نے کسی دولتمند کی تواضع اس کی دولت کی وجہ سے کی تو اس کے دین کے دو حصے ضائع ہوگئے) آپ کو غور کرنا چاہیئے کہ یہ سب تواضع اور خوشامد ان اس کی دولت مندی کی وجہ سے ہے یا کسی اور وجہ سے اس میں شک نہیں کہ یہ سب کچھ ان کی دولت کی وجہ سے ہے اور اس کے نتیجہ میں دین کا دو تہائی حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔ ''فَاَیْنَ اَنْتَ مِنَ الْاِسْلَامِ وَاَیْنَ اَنْتَ مِنَ النَّجَاتِ'' (پھر کہاں تمہارا اسلام اور کہاں تمہاری نجات) یہ سب مبالغہ اور تاکید اس وجہ سے ہے کہ میں جانتا ہوں کہ لقمہ چرب اور صحبت ناجنس نے اس فرزند کے دل وعظ ونصیحت اور عقلی نصائح کے قبول کرنے سے دور کر دیا ہوگا اور کلام وکلمہ سے اثر پذیر نہیں ہوگا پس بچو بچو ان کی صحبت سے بچو ان کے دیکھنے سے بچو۔

مکتوب، ج،1، ن، 138

حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ جوانی میں توبہ کی توفیق عطا کردے

یہ کس قدر بڑی نعمت ہے کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ اپنے کسی بندے کو عنفوان شباب (جوانی) میں توبہ کی توفیق عطا کردے اور اس پر استقامت بخشے کہہ سکتے ہیں کہ تمام دنیا کی نعمتیں اس نعمت کے مقابلے میں ایسی ہیں جیسا کہ دریائے عمیق کے مقابلے میں شبنم کا قطرہ۔ کیونکہ وہ نعمت حق سبحانہ وتعالیٰ کی رضامندی کا موجب ہے جو کہ دنیوی واخروی نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔

"ورضوان من الله اکبر" (آیت (اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی سب سے بڑی نعمت ہے)۔ مکتوب، ج،1، ن،146

جو بے فائدہ کاموں میں وقت صرف کردے

فقیروں کے لباس میں رہ کر اللہ تعالیٰ جل شانہ، کی مبغوضہ (ناپسندہ دنیا) کی تلاش وجستجو میں لگا رہنا بہت ہی بری بات ہے تعجب ہے کہ یہ بری چیز تمہاری نظر میں کیسے بھلی معلوم ہوتی ہے دنیاوی کاموں کے حاصل کرنے میں ضرورت کے مطابق ہی کوشش کرنی چاہیئے تمام عمراس (دنیا طلبی) میں مصروف رہنا اور اپنی زندگی کو اسی کے پیچھے گذار دینا محض بے وقوفی ہے (چندروزہ) فرصت کو غنیمت جانیں ہزار افسوس اس شخص پر جو بے فائدہ کاموں میں (وقت) صرف کردے آگاہ کردینا شرط ہے "مَاعَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغ" (بررسولاں بلاغ باشد وبس، قاصد کے ذمہ صرف پہنچا دینا ہے)۔ مکتوب، ج،1، ن،149

وصیت لازم اور ضروری

جو کچھ ہم فقیروں پر لازم ہے (وہ یہ ہے کہ) (۱) ہمیشہ فقر کی حالت میں انکساری گریہ وزاری اور التجاو عاجزی کے ساتھ رہنا (۲) اور وظائف عبودیت کی ادائیگی (۳) حدود شرعیہ کی محافظت (۴) محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ کی روشن سنت کی متابعت۔ (۵) تصحیح نیت (یعنی نیک کام انجام دیتے وقت رضائے الٰہی کی نیت رکھنا) (۶) اپنے باطن میں اخلاص اور اپنے ظاہر کو اطاعت میں مشغول رکھنا (۷) اپنے عیبوں پر نظر رکھنا۔ (۸) اپنے گناہوں کے غلبہ کا مشاہدہ کر کے حق تعالیٰ علام الغیوب کی باز پرس سے خائف رہنا (۹) اپنی نیکیوں کو کم سمجھنا اگرچہ زیادہ ہوں (۱۰) اپنے گناہوں کو زیادہ خیال کرنا اگرچہ تھوڑے ہوں۔ (۱۱) مخلوق میں اپنے مقبول ہونے کی شہرت سے لرزاں وترساں رہنا جیسا کہ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ارشاد ہے: (آدمی کی برائی کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ لوگ دین اور دنیا میں (شہرت کی بناپر) اس کی طرف انگلیاں اٹھائیں مگر جس کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے)۔ (۱۲) اپنے افعال ونیتوں کو ناقص سمجھنا اگرچہ وہ روز روشن کی طرح واضح ہوں (۱۳) اپنے احوال ومواجید پر عدم توجہ کرنا اگرچہ وہ درست اور مطابق (شریعت) ہی کیوں نہ ہوں۔ (۱۴) صرف دین کی تائید اور ملت کی تقویت اور ترویج شریعت اور مخلوق کو حق جل وعلا کی طرف دعوت دینا (وغیرہ) ان پر کچھ اعتماد نہ کریں اور ان کو مستحسن نہ سمجھیں۔ جبتک کہ سنت کی متابعت پر اس کی استقامت واضح نہ ہوجائے کیونکہ اس طرح کی تائید کبھی کافر اور فاسق وفاجر سے بھی ہوجاتی ہے۔ جیسا کہ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا (بیشک اللہ تعالیٰ (کبھی) اس دین کی تائید فاسق فاجر آدمی سے بھی کرادیتا ہے) (۱۵) اگر کوئی مرید طلب کے ساتھ آئے اور مشغول رہنے کا ارادہ ظاہر کرے اس کو شیر ببر کی طرح سمجھنا چاہیئے اور اس سے ڈرتے رہنا چاہیئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس سے (پیر کے لئے) خرابی مطلوب ہو اور یہ امر اس کے لئے استدراج نہ ہوجائے اور اگر بالفرض کسی مرید کا آنا خوشی اور سرور کا باعث ہوتو اس کو کفر وشرک کی طرح براجانیں اور اس کا تدارک استغفار وندامت کے ذریعے اس حد تک کریں کہ فرحت وخوشی

کا اثر بالکل زائل ہو جائے بلکہ خوشی بجائے غم اور خوف دل پر بیٹھ جائے۔ (۱۶) (اپنے خلفاء کو) اس کی تاکید کریں کہ مرید کے مال میں طمع اور دنیاوی منافع کی توقع ہرگز نہ رکھیں کیونکہ یہ بات مرید کی ہدایت میں رکاوٹ اور پیر کی خرابی کا باعث ہے کیونکہ وہاں (یعنی حق تعالیٰ کے ہاں) خالص دین کا مطالبہ ہے "الا للہ الدین الخالص" (آیت (آگاہ رہو کہ خالص دین اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے)۔ اس کی پاک جناب میں شرک کی کسی طرح بھی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ (۱۷) اور جاننا چاہیئے کہ ہر قسم کی ظلمت وکدورت (میل کچیل) جو دل پر طاری ہو جائے اس کا ازالہ توبہ واستغفار اور شرمندگی اور التجا کے ذریعے آسانی سے کیا جا سکتا ہے لیکن جو ظلمت وکدورت کمینی دنیا کی محبت کے راستے سے دل پر طاری ہو جاتی ہے وہ دل کو غلیظ اور ناپاک کر دیتی ہے اس کے دور کرنے میں بہت دشواری پیش آتی ہے محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے صحیح فرمایا (دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے) اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو دنیا کی محبت اور دنیا داروں کی محبت اور ان کے میل وجول سے نجات دے کیونکہ یہ محبت زہر قاتل ہے اور ہلاک کرنے والا مرض ہے اور عظیم ترین بلا ہے اور پھیلنے والی بیماری ہے۔

مکتوب، ج،1،ن،171

نماز تہجد کو اپنے اوپر لازم کرنا

دوسری نصیحت جو دوستوں کے لئے کی جاتی ہے وہ نماز تہجد کو اپنے اوپر لازم کرنا ہے جو طریقے (عالیہ نقشبندیہ) کی ضروریات میں سے ہے۔ (یہ بات) بالمشافہ بھی آپ سے کہی گئی تھی اگر یہ چیز دشوار ہو اور بیدار ہونا خلاف عادت میسر نہ ہو تو اپنے متعلقین کی ایک جماعت کو اس کام کے لئے مقرر کر دیں تاکہ وہ وقت پر آپ کو طوعاً وکرہاً بیدار کر دیں اور آپ کو خواب غفلت میں نہ پڑا رہنے دیں جب چند روز ایسا کریں گے تو امید ہے کہ اس دولت پر بے تکلف مداومت میسر ہو جائے گی۔

مکتوب، ج،2،ن،69

منقبت شریف

تصوف کی کتابوں میں ہیں "مکتوبات" روشن تر

ثناء گو ابیض و اسود، مجدد الف ثانیؒ کا
ہے سب لوگوں کو نام امجد، مجدد الف ثانیؒ کا

تصور ایک مسلم قومیت کا آپ نے بخشا
کرم ہم پر ہے شیخ احمد، مجدد الف ثانیؒ کا

رہی احقاق حق، ابطال باطل زندگی ان کی
جو تھا احیائے دیں مقصد، مجدد الف ثانیؒ کا

تصوف کی کتابوں میں ہیں "مکتوبات" روشن تر
ہر اک مکتوب ہے سرمد، مجدد الف ثانیؒ کا

وہ پیکارِ مسلسل، جہد پیہم کے پیامی تھے
کرم ہے قوم پہ بے حد، مجدد الف ثانیؒ کا

جہاں سے "دینِ الٰہی" کا مٹا ڈالا
اثر تھا یہ بہ خدّ و مد، مجدد الف ثانیؒ کا

انہوں نے انفرادیت بھی سالک کی رکھی قائم
ولی ہر ایک ہے "اشہد" مجدد الف ثانیؒ کا

تمازت کفر و ظلمت کی ہمیں جھلسا رہی تھی جب
ہوا سایہ گناں برگد، مجدد الف ثانیؒ کا

رحیم اور رام کو اک ذات کہنے کی ہوئی سازش
تو تھا کردار رہ میں سد، مجدد الف ثانیؒ کا

ہوئی تھیں عام جس دم وحدت ادیان کی باتیں
اثر انگیز تھا بس رو، مجدد الف ثانیؒ کا

جہاں میں غلغلہ رشد و ہدایت کا انہی سے ہے
ہے سب نیکیوں کے سر پہ ید، مجدد الف ثانیؒ کا

وہ تھے بدعت سے نفریں، عشق تھا احیائے سنت کا
یہی واحد رہا مقصد، مجدد الف ثانیؒ کا

ہیں فاروقی امام اپنے مجدد دین و ملت کے
جو ہے محمود نام احمد، مجدد الف ثانیؒ کا

حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، ص،2

فضیلت امام اعظم ابو حنیفہ بزبان مجدد اعظم

جس کے زہد وتقویٰ کا یہ عالم ہو کہ دور جدید کے علماء کی ایک جماعت بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی وہ ملت کی امامت کے لائق نہ ہوگا تو کون ہوگا مفکر اسلام محدث الاعظم حضرت نعمان بن ثابت امام ابو حنیفہ نقشبندی صدیقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض یافتہ تھے خاندان نبوت کا یہی فیض ہے جس نے فقہ حنفی کو بہت بلند کر دیا ہے۔

مجدد ہزار دوم، ص، 95

حضرت شہباز لا مکانی مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے صاحبزادگان (حضرت قدوۃ السالکین خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) دونوں کے نام مکتوب گرامی لکھتے ہوئے انھیں حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ تلقین فرمائی۔

عجب معاملہ ہے کہ حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنت کی پیروی میں باقی سب ائمہ سے آگے ہیں اور اسی لئے مرسل احادیث مبارکہ کو مسند احادیث مبارکہ کی طرح لائق متابعت جانتے ہیں اور اپنی رائے سے بہر صورت مقدم رکھتے ہیں بلکہ اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے قول کو بھی اپنے رائے پر مقدم رکھتے ہیں کیونکہ وہ حضرات، خیر البشر ﷺ کی صحبت کے شرف سے مشرف ہیں اور یہ معاملہ دوسرے ائمہ کے یہاں نہیں ہے اس کے باوجود حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے مخالفین صاحب رائے جانتے ہیں اور ایسے لفظوں سے یاد کرتے ہیں کہ جو بے ادبی پر مبنی ہیں حالانکہ وہ سب آپ کے علمی کمال اور تقویٰ وورع سے مالا مال ہونے کے معترف ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایسے لوگوں کو توفیق بخشے کہ وہ دین کے سردار اور مسلمانوں کے رئیس کو ایذا نہ پہنچائیں اور مسلمانوں کے سواد اعظم کے دلوں کو نہ دکھائیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں۔ وہ جماعت جو اکابر دین کو اصحاب رائے جانتی ہے اگر ان کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ بزرگ اپنی رائے سے حکم دیتے ہیں اور کتاب وسنت کی متابعت نہیں کرتے تو اس طرح مسلمانوں کا سواد اعظم ان کے زعم فاسد کی رُو سے گمراہ اور بدعتی قرار پاتا ہے بلکہ وہ لوگ دائرۂ اسلام ہی سے خارج ہو جاتے ہیں۔ یہ عقیدہ نہ رکھے گا۔ مگر وہ جاہل جو خود اپنی جہالت سے بے خبر ہے یا زندیق ایسا عقیدہ رکھے گا۔ جو نصف دین کو باطل کرنا چاہتا ہے۔ بعض نیم ملا چند حدیثیں یاد کر کے شرعی احکام کو ان میں منحصر ٹھہرا لیتے ہیں اور جو چیزیں ان کی معلومات سے باہر ہیں ان کی نفی کرتے ہیں اور جو ان کے نزدیک ثابت نہیں ہے اس کا انکار کر دیتے ہیں۔

قائین کرام! یہ طویل عبارت کا ترجمہ آپ نے جو ملاحظہ فرمایا۔ آیئے ان باتوں کو نمبر وار دہراتے ہیں کہ حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا فرمایا ہے:

(1) حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنت کی پیروی میں تمام مسلمانوں بلکہ ائمہ دین سے بھی آگے ہیں۔

سے بھی آگے ہیں۔

(2) حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ احترام حدیث کے باعث مرسل احادیث مبارکہ پر مسند احادیث مبارکہ کی طرح عمل کرتے تھے۔

(3) آپ (حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اقوال صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھی اپنی رائے پر ترجیح دیتے تھے جبکہ باقی ائمہ کے ہاں ایسا نہیں ہے۔

(4) آپ مرسل احادیث مبارکہ کو اپنی رائے پر ترجیح دیتے تھے جبکہ باقی ائمہ ایسا نہیں ہے۔

(5) قول صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اپنی رائے پر مقدم رکھنا نبی کریم ﷺ کی صحبت کا احترام کرنا تھا۔

(6) حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالفین آپ (حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے علمی کمال کے معترف تھے۔

(7) مخالفین وحاسدین یہ جانتے تھے کہ حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورع وتقویٰ کی دولت سے مالامال ہیں۔

(8) حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دین کے سردار ہیں۔

(9) حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے رئیس ہیں۔

(10) حضرت سردار اولیاء وامامنا شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی دعا ہے کہ کوئی حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بدگوئی کر کے انھیں ایذا نہ پہنچائیں۔

(11) حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے سواد اعظم کے پیشوا ہیں۔

(12) اگر کوئی حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برائی کرے تو مسلمانوں کے دل دکھتے ہیں۔

(13) حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کا نور (نور ہدایت) ہیں۔

(14) حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بدگوئی کرنے والے اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں۔

(15) حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکابر دین سے ہیں۔

(16) جس کا یہ خیال ہے کہ حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب وسنت کی پیروی نہیں کرتے تھے بلکہ اپنی رائے سے حکم لگایا کرتے تھے۔ اس کا زعم فاسد ہے۔

(17) ایسا خیال رکھنے والا مسلمانوں کے سواد اعظم کو گمراہی اور بدعتی ٹھہرا رہا ہے حالانکہ احادیث مبارکہ میں سواد اعظم کے اتباع

کا حکم ہے۔

(18) ایسا خیال رکھنے والا حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور انھیں بزرگ ماننے والوں کو دائرۂ اسلام سے خارج کہہ رہا ہے۔

(19) جو یہ کہے کہ حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی رائے سے شرعی حکم لگایا کرتے تھے وہ ایسا جاہل ہے جو اپنی جہالت سے بے خبر ہے۔

(20) مذکورہ رائے رکھنے والا ایسا زندیق ہے جو نصف دین کو باطل کرنا چاہتا ہے۔

(21) حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بدگوئی کرنے والے ناقص العلم (نیم ملا) ہیں۔

حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مکتوب گرامی میں آپ (حضرت سیّدی سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) نے یہ بھی فرمایا تھا۔

حاسدوں کے بیجا تعصب اور فاسد نظر پر افسوس ہزار افسوس۔ حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ کے بانی ہیں۔ تین چوتھائی فقہ ان کیلئے مسلم ہے جبکہ باقی ائمہ ایک چوتھائی میں سارے شریک ہیں فقہ میں صاحب خانہ حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور باقی سب ان کے بال بچے ہیں باوجود اس کے کہ میں مذہب حنفی کا پابند ہوں لیکن مجھے امام شافعی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے گویا ذاتی محبت ہے اور انھیں بزرگ جانتا ہوں اس لئے بعض نفلی کاموں میں ان کی تقلید کر لیتا ہوں لیکن کیا کروں کہ دوسرے ائمہ مجتہدین کو علم اور کمال تقویٰ کے باوجود حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بچوں کی طرح دیکھتا ہوں۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ اس پیش کردہ عبارت میں حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا کچھ فرمایا ہے۔

(22) حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معترضین پر مجدد اعظم (حضرت عالی امام ربانی سلطان طریقت محبوب صمدانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے ہزاروں افسوس کیا ہے۔

(23) حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہی علم فقہ کے بانی ہیں

(24) تین چوتھائی فقہ کیلئے حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے اور باقی ایک چوتھائی دیگر ائمہ کو۔

(25) حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ میں صاحب خانہ ہیں۔

(26) دیگر ائمہ حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اہل وعیال (بچے) ہیں۔
(27) حضرت عالی امام ربانی سلطان طریقت محبوب صمدانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حنفی مذہب کے پابند تھے۔

حضرت عالی امام ربانی سلطان طریقت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حنفی مذہب کی حقانیت وقبولیت اور انفرادیت کو بیان کرتے ہوئے حضرت قطب الاقطاب ردیف کمالات فرزند اعظم خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی نائب حضرت مجدد الف ثانی خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ بتایا تھا

''بغیر تکلف کے یہ کہا جاسکتا ہے کہ کشف کی نظر سے اس مذہب حنفی کی نورانیت بہت بڑے دریا کی طرح دکھائی دیتی ہے اور باقی مذاہب حوضوں اور نہروں کی مانند نظر آتے ہیں اور ظاہر کی نظر سے دیکھیں تب بھی یہی کچھ دکھائی دیتا ہے کہ مسلمانوں کا سواد اعظم متبعین حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مشتمل ہے علیہم الرضوان اور پیروکاروں کی کثرت کے علاوہ یہ مذہب حنفی اصول وفروغ میں باقی تمام مذاہب سے ممتاز ہے اور استنباط مسائل میں اس کا طریقہ کار ہی نرالا ہے اور یہ اس کے برحق ہونے کی دلیل ہے۔''

قارئین کرام! اس عبارت سے پہلے ہم ستائیس باتیں مل جل کر گن چکے ہیں۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ مذکورہ عبارت میں حضرت مجدد الف ثانی محبوب صمدانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مزید کیا کچھ فرمایا ہے۔

(28) کشفی نظر میں حنفی مذہب دریائے عظیم اور دیگر مذاہب حوضوں اور نہروں کی طرح ہیں۔
(29) احناف کی اتنی تعداد ہے کہ یہ اکیلے ہی مسلمانوں کا سواد اعظم کہلائے جاسکتے ہیں۔
(30) مجدد اعظم حضرت محبوب صمدانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احناف کیلئے بھی علیہم الرضوان کہا ہے۔
(31) حنفی مذہب کا اصول وفروغ میں دیگر مذاہب سے عمدہ اور نرالا ہے۔
(32) حنفی مذہب کا طریقہ استنباط دیگر مذاہب سے عمدہ اور نرالا ہے۔
(33) حنفی مذہب حقانیت پر مبنی ہے (ذلک فضل اللہ یؤ تیہ من یشاء)

تجلیات امام ربانی، ص، 477

امام اعظم ابوحنیفہ کے بارے میں مجدد اعظم شیخ احمد فاروقی نے یہ تصریح فرمائی ہے

''بزرگ ائمہ کے بزرگ، امام اجل، پیشوائے اکمل حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

عظیم الشان مرتبے کے بارے میں کیا لکھوں جبکہ مجتہدین سے زیادہ علم والے اور زیادہ ورع وتقویٰ والے ہیں خواہ وہ امام شافعی و امام مالک ہوں یا امام احمد بن حنبل (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم) امام شافعی (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں کہ تمام فقہاء حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عیال ہیں منقول ہے کہ امام شافعی (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) جب حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کی زیارت کیلئے جاتے تو اپنے اجتہاد کو ترک کر دیا کرتے تھے اور اپنی رائے پر عمل نہیں کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ مجھے ان (حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سامنے شرم آتی ہے کہ ایسا عمل کروں جو ان کی رائے کے خلاف ہو وہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا چھوڑ دیتے تھے اور فجر کی نماز میں قنوت بھی نہ پڑھا کرتے حقیقت میں حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت شان کو امام شافعی (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) جانتے تھے کل جب حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول فرمائیں گے تو حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کی طرح عمل کریں گے جیسا کہ حضرت شیخ المشائخ غوث جہانیاں خواجہ محمد پارسا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فصول ستہ میں فرماتے ہیں اور حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے یہی بزرگی کافی ہے کہ ایک اولوالعزم پیغمبران کے مذہب کے مطابق عمل کرے دوسری سو بزرگیاں (قابل فخر باتیں) بھی اس ایک بزرگی کے برابر نہیں ہو سکتیں۔

آیئے پھر انھیں بھی گن لیتے ہیں۔

(34) حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قائم ائمہ کے یعنی بزرگوں کے بھی بزرگ ہیں۔

(35) حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام ربانی شمس العارفین شیخ احمد کابلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر میں امام اجل اور پیشوائے اکمل ہیں۔

(36) مجدد اعظم شمس العارفین شیخ احمد کابلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسم گرامی کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی لکھا ہے۔

(37) حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام مجتہدین سے زیادہ علم والے ہیں۔

(38) حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جملہ مجتہدین سے ورع وتقویٰ میں زیادہ ہیں۔

(39) امام شافعی (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر انور کی زیارت کیا کرتے تھے۔

(40) امام شافعی (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) بوقت حاضری صاحب قبر (حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شرمایا کرتے تھے۔

(41) امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مرتبہ دان حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

(42) امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب قبر (حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا احترام کیا کرتے تھے۔

(43) حضرت عیسیٰ علیٰ نبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مسلک بعد نزول مذہب حنفی جیسا ہوگا۔

(44) حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ شرف سیکڑوں بزرگوں سے زیادہ درجہ رکھتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی شمس العارفین شیخ احمد کابلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۔ اپنے صاحبزادوں یعنی حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی نائب حضرت مجدد الف ثانی خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت قطب الاقطاب ردیف کمالات فرزند اعظم خواجہ محمد سعید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام مکتوب گرامی لکھتے ہوئے انھیں حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ بھی بتایا:

حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے واپس تشریف لانے کے بعد شریعت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کریں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع بھی کریں گے کیونکہ اس شریعت کا نسخ جائز نہیں ہے قریب ہے کہ ظاہر بین علماء حضرات حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مجتہدات کا کمال دقت اور غموض ماخذ کے سبب کے خلاف جانیں گے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثال حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی ہے کہ ورع وتقویٰ کی برکت سے اور متابعت سنت کے باعث اجتہاد و استنباط میں اعلیٰ مقام پایا ہے کہ دوسروں کا فہم اس کے سمجھنے سے عاجز وقاصر ہے اور ان کے مجتہدات کو دقت معانی کے سبب کتاب وسنت کے خلاف جانتے ہیں اور انھیں اور ان کے ساتھیوں کو اصحاب رائے شمار کرتے ہیں یہ سب کچھ ان کے علم ودرایت کی حقیقت تک نہ پہنچنے اور ان کے فہم پر مطلع نہ ہونے کے باعث ہے حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فراست دیکھئے کہ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دقت فقاہت سے کچھ حصہ ملا تو بے ساختہ کہہ اٹھے کہ تمام فقہاء حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بال بچے ہیں افسوس ان قاصر نظر لوگوں کی جرأت پر ہے جو اپنے نقص کو دوسرے کے سر منڈھتے ہیں اور اسی مناسبت کے باعث جو حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام رکھتے ہیں یہ ہوگا۔ جیسا حضرت شیخ المشائخ خواجہ محمد پارسا رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فصول ستہ میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول کے بعد مذہب حنفی کے مطابق عمل کریں گے یعنی حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اجتہاد حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجتہاد سے موافقت رکھے گا یہ نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام حنفی مذہب کی تقلید کریں گے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان پیغمبری اس سے کہیں بلندتر ہے کہ وہ علمائے امت میں سے کسی کی تقلید

کریں۔

حضرت مجدد الف ثانی واقف اسرارِ متشابہات فرقانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک خاتون کے نام مکتوب گرامی لکھتے ہوئے یہ بھی تحریر فرمایا تھا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نزول فرمائیں گے تو خاتم الرسل ﷺ کی شریعت کا اتباع کریں گے حضرت شیخ المشائخ خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو حضرت خواجۂ خواجگان شیخ بہاء الدین والدین نقشبند مشکل کشاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کامل ترین خلفاء میں سے ہیں اور عالم ومحدِّث ہیں اپنی کتاب فصول ستہ میں معتمد نقل سے لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نزول کے بعد مذہب حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق عمل کریں گے اور ان کے حلال قرار دیئے ہوئے کو حلال ٹھہرائیں گے اور حرام قرار دی ہوئی چیزوں کو حرام ٹھہرائیں گے۔

حضرت امام ربانی حضرت شمع بزم عرفاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مکتوبات شریف میں جہاں بھی حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا بعد نزول مطابق مذہب حنفی کے عمل کرنا لکھا ہے تو حضرت قطب الاقطاب خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے دریں حالات ضروری نظر آیا کہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے منصب ولایت کے بارے میں کچھ عرض کر دیا جائے مکتوبات امام ربانی کے محشی، مولانا نور احمد امرتسری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سلسلے میں یہ لکھا ہے:

حضرت قطب الاقطاب خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ حضرت خواجۂ خواجگان شیخ بہاء الدین والدین نقشبند مشکل کشاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دوسرے خلیفہ ہیں جو علم وورع میں یگانہ روزگار تھے ان کا نام محمد بن محمود حافظ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے حضرت خواجۂ خواجگان شیخ بہاء الدین والدین نقشبند مشکل کشاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے اصحاب کے روبرو ان سے فرمایا تھا کہ جو امانت خلفائے خاندان سے اس ضعیف کو پہنچی اور جو کچھ اس راہ پر چلتے ہوئے میں نے کمایا وہ سب کچھ تیرے سپرد کیا اس میں سے مخلوق کا حق اس تک پہنچانا چاہیئے نیز فرمایا کہ دنیا میں میرے پیدا ہونے کا مقصد حضرت قطب الاقطاب خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تربیت کرنا تھا۔

حضرت امام ربانی حضرت واقف اسرارِ متشابہات فرقانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قراءت خلف الامام کے سلسلے میں التزام مذہب اور مذہب حنفی شافعی کے بارے میں حقیقت نفس الامری کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے:

مجھے ایک مدت تک اس کی آرزو رہی کہ کوئی معقول وجہ ایسی نکل آئے کہ مذہب حنفی میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کی قرأت کی جا سکے جبکہ نماز میں قرأت کو اس کی جگہ معقول نظر نہیں آتا تھا کیونکہ حدیث نبوی ﷺ میں بھی تو آیا ہے کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی لیکن بس اپنے مذہب کی رعایت کے سبب بے اختیار فاتحہ نہیں پڑھا کرتا تھا اور اس ترک کو ریاضت ومجاہدہ کی ایک قسم شمار کرتا تھا آخر کار اللہ سبحانہ تعالیٰ نے رعایت مذہب کی برکت سے کہ فقہی مذہب تبدیل کرنا ایک طرح کا الحاد ہے مذہب حنفی میں

مقتدی کے قرأت ترک کرنے کی حقیقت کو ظاہر فرما دیا اور بصیرت کی نظر سے دیکھا تو حکمی قرأت سے زیادہ زیبا نظر آئی کیونکہ امام اور مقتدی سب مقام مناجات میں کھڑے ہوتے ہیں حدیث شریف ہے کہ بے شک نمازی اپنے رب (عز وجل) سے مناجات کرتا ہے اور اس کام میں وہ امام کو اپنا پیشوا بناتے ہیں پس امام جو کچھ بھی پڑھتا ہے مثال کے طور پر جیسے کوئی جماعت کسی حاجت کے تحت اپنے عالی شان بادشاہ کے خدمت میں حاضر ہو اور وہ لوگ ایک کو اپنا پیشوا بنالیں تاکہ وہ سب کی زبان سے تنہا عرض حاجت کرے اس حالت میں جبکہ پیشوا گفتگو کرے تو دوسروں کا بولنا سوئے ادب اور بادشاہ کی ناراضگی کا باعث ہوگا پس اس جماعت کا حکمی تکلم جو پیشوا کی زبان سے بہتر ہے اسی طرح قرأت امام کے ساتھ قوم کی قرأت داخل شور وشغب ادب بعید تفرقے کا موجب اور اجماع کے منافی ہے اور حنفی وشافعی مذہب کے اکثر اختلافی مسئلے اسی قبیل سے ہیں کہ ان کی ظاہری صورت تو شافعی مذہب کو ترجیح دیتی ہے لیکن باطنی اور حقیقی لحاظ سے وہ مذہب حنفی کی موید ہوتی ہے اور اس فقیر (حضرت ردیف کمالات سبع مثانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) پر ظاہر فرمایا گیا ہے کہ مسائل کلامیہ کے اختلاف صفات میں بھی حق مذہب حنفی کی جانب مثلاً یہ تکوین کو صفات حقیقہ سے جانتے ہیں حالانکہ ظاہر میں یہ قدرت اور ارادے کی جانب رجوع ہے لیکن باریک نظر اور نور فراست سے معلوم ہوتا ہے کہ علیحدہ صفت ہے۔

گنتی چوالیس تک پہنچ گئی اس عبارت کی تازہ باتیں بھی نمبروار شمار کر لیتے ہیں۔

(45) اگر بفرض محال کوئی اور نبی مبعوث ہوسکتا تو اس کا دین فقہ حنفی کے مطابق ہوتا۔

(46) اگر شافعی مذہب کی مناسبت کمالات ولایت سے ہے تو حنفی کے مذہب کمالات نبوت سے مناسبت رکھتا ہے۔

(47) حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزاج پیغمبری مزاج کے بہت قریب ہے۔

(48) امام کے پیچھے مقتدیوں کا سورہ فاتحہ نہ پڑھنا ہی درست ہے۔

(49) ائمہ کے اختلافی مسائل میں ان کی باطنی اور حقیقی صورت حنفی مذہب کی مؤید ہے۔

(50) عقائد کلامیہ میں بھی مذہب حنفی سب سے زیادہ حق پر ہے۔

(51) مذہب حنفی روایت اور درایت دونوں کے معیار پر پورا اترتا ہے۔

(52) نگاہِ کشف میں بھی حنفی مذہب جملہ مذاہب سے کامل اور قرآن وسنت کی تعلیمات کا حامل ہے۔

تجلیات امام ربانی، ص، 480

حضرت امام المسلمین امام اعظم ابوحنیفہؓ اکابر امت کی نظر میں

حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مخالفین ومعاندین یعنی متبدعین زمانہ سے غیر مقلدین حضرات کی نظر میں کیا ہیں (2) حضرت عالی امام ربانی کمالات نبوت وولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں کیا ہیں یہ دونوں

قسم کی آراء گذشتہ سطور میں پیش کر دی ہیں (3) اب یہ پیش کرنا مقصود ہے کہ اکابرامت کی نظر میں حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام کیا ہے اس سلسلے میں ماقل وکفی کے تحت چند عبارتیں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں "وباللہ التوفیق"

حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وفور علم دقت معانی، علواجتہاد اور طریقۂ استنباط تک رسائی نہ ہونے کے باعث بعض لوگوں نے آپ (حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی حیات مبارکہ ہی میں آپ (حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر اعتراضات کرنے شروع کر دیئے تھے اور آپ (حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے خلاف یہ عام مشہور کیا جاتا تھا کہ وہ اپنی رائے کو ہر دلیل پر مقدم رکھتے ہیں آپ (حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ایسے لوگوں کے جواب میں فرمایا تھا: "عجباً الناس یقولون افتی بالرائی. ما افتی الا بالاثر" ان لوگوں پر تعجب ہے جو اپنی رائے سے فتویٰ دینے کا مجھ پر الزام لگاتے ہیں کیونکہ میں تو حدیث شریف سے فتویٰ دیتا ہوں۔

جلیل القدر محدث امام مسر بن کدام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۱۵۵ ہجری) حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم سبق تھے ان کا ایک بیان متعلقہ حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حافظ ذہبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۷۴۸ ہجری) نے یوں نقل کیا: میں نے حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ علم حدیث حاصل کیا تو وہ ہم پر غالب رہے زہد اختیار کیا تو وہی ہم پر فوقیت لے گئے اور ان کے ساتھ فقہ حاصل کی تو ان کا کمال تمہارے سامنے ہے۔

موتی کی قدر جوہری جانتا ہے آیئے جلیل القدر مُحدِث اور مایہ ناز بزرگ یعنی حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۱۸۱ ہجری) سے حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پوچھیں۔ موصوف کا ایک بیان مولانا علی قاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ یوں نقل کرتے ہیں: یوں نہ کہو کہ یہ حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے ہے بلکہ یوں کہو کہ یہ حدیث شریف کی تفسیر ہے۔

حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرجع علماء اور سرخیل محدثین ہونے کے بارے میں امام زفر بن ہذیل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۱۸۵ ہجری) کا یہ بیان جملہ حاسدین ومفسدین کو دعوت غور وفکر دے رہا ہے۔

اکابر محدثین جیسے زکریا بن ابی زائدہ، عبدالملک بن ابی سلیمان لیث ابی سلیم بن طریف حصین بن، عبدالرحمٰن (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم) یہ حضرات حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا کرتے اور ایسے لاینحل مسائل جو انہیں درپیش آئے ہوں حل کراتے نیز کسی حدیث میں اشتباہ ہوتا تو اس کی حقیقت معلوم کرتے۔

مشہور محدث یزید بن ہارون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۲۰۶ ہجری) اپنے حلقہ درس میں حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام

اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات سنا رہے تھے ایک شخص نے ان سے کہا کہ ہمیں صرف رسول اللہ (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کی حدیثیں سنائیے اور لوگوں کی یہ باتیں چھوڑ یئے یزید بن ہارون رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا جواب دیا ملاحظہ ہو۔

تمہارا مقصد صرف حدیثیں سننا اور جمع کرنا ہے اگر تمہیں علم حاصل کرنا مقصود ہوتا تو حدیث شریف کی تفسیر اور اس کے معانی اور مطالب بھی معلوم کرتے اور حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتابیں اور اقوال دیکھتے جو تمہارے لئے حدیث شریف کی تفسیر کرتے ہیں پھر اس آدمی کو جھڑکا اور اپنی مجلس سے نکال دیا۔

امام وکیع (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ حدیث شریف کے بارے میں جیسی احتیاط میں نے حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں دیکھی وہ کسی دوسرے میں نہیں پائی گئی۔

جرح وتعدیل کے عدیم المثال امام نامور محدث امام یحییٰ بن معین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۲۳۲ ہجری نے فرمایا ہے: عالم چار ہیں حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت امام احمد بن حنبل مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ، اور امام اوزاعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض وعناد رکھنے والے اور گستاخانہ رویہ اختیار کر کے اپنی عاقبت برباد کرنے والوں کو عقل سے کام لینا چاہئیے کیسے کیسے جلیل القدر حضرات ان کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان ہیں ایسے ہی ایک معترض کا واقعہ امام وکیع بن الجراح رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے پیش آیا تھا انھوں نے اس معترض کو جو جواب دیا وہ محمد بن عثمان بن کرامہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۲۵۶ ہجری کے لفظوں میں منقول ہو کر دعوت غور وفکر دے رہا ہے۔

کہا ایک روز ہم امام وکیع (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں حاضر تھے ایک شخص نے کہا حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فلاں مسئلے میں غلطی ہوگئی امام وکیع (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے غلطی کرتے جبکہ امام ابو یوسف (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) اور امام زفر (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) جیسے ماہرین قیاس یحییٰ بن ابی زائدہ حفص بن غیاث حبان اور مبذل جیسے حفاظ حدیث قاسم بن معین جیسا لغت اور مبذل اور عربی زبان کا جاننے والا اور حضرت داؤد طائی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ وحضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے صاحبان زہد وورع حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم مجلس تھے جس شخص کے ہمنشین ایسے حضرات ہوں وہ کیسے غلطی کر سکتا ہے اگر غلطی کرتے تو یہ حضرات روک لیتے۔

مذکورہ بالا واقعہ پیش کرنے کے بعد علامہ محمد بن محمود الخوازمی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۶۶۵ ہجری) امام وکیع بن جراح رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا فیصلہ ان لفظوں میں نقل فرمایا ہے جو ہر معترض کو لوح دل پر نقش کر لینا چاہئیے تاکہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آئے اور ممکن ہے کہ کسی کیلئے ذریعہ ہدایت بن جائے۔

پھر امام وکیع (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا جوایسی بات کہے وہ جانوروں کی طرح ہے یا ان سے بھی زیادہ گم کردہ منزل۔

مشہور محدث ابن عدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام فقہاء و مجتہدین سے زیادہ حدیث شریف کا علم رکھنے والا بتایا ہے جیسا کہ انھوں نے محدث کبیر امام اسد بن عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ (التوفی ۱۹۰ ہجری کے ترجمے میں لکھا ہے۔

فقہاء میں حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ اسد بن عمرو سے زیادہ حدیثیں جاننے والا کوئی نہیں ہوا۔

صدر الائمہ امام موفق نم احمد مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (التوفی ۱۹۰ ہجری کے سخت تر مخالفین حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلے میں ہدایت فرماتے ہوئے اپنی سند کے ساتھ امام عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یوں نقل پیش کی ہے۔

حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علمائے امت کے قاضی القضاۃ ہیں اور جو ان کے اس منصب عالی کے خلاف کوئی بات کہے تو اسے بنوسلیم کی کوڑی (غلاظت کے ڈھیر) پر پھینک دو۔

ائمہ مجتہدین کے بعض مخالف "قد بدت البغضاء من افواههم " کے تحت یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف ستر ۷۰ حدیثیں جانتے تھے امام مالک بن انس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المقوفی ۱۷۹ ہجری) اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (التوفی ۲۴۱ ہجری) کو صرف اتنی ہی حدیثیں یاد تھیں جتنی ان کی مؤطا امام مالک اور مسند احمد بن حنبل میں ہیں ایسے لوگوں کا تعاقب کرتے ہوئے مشہور مؤرخ علامہ ابن خلدون (التوفی ۸۰۸ ہجری) نے تحریر فرمایا ہے:

حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بعض لوگ کہتے ہیں کہ انھوں نے سترہ ۱۷ یا ان کے لگ بھگ حدیثیں روایت کی ہیں اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک صحیح حدیثیں صرف وہی ہیں جو موطا میں ہیں جن کی تعداد تین سو کے قریب ہے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مسند میں پچاس ہزار احادیث مبارکہ ہیں اور ان میں سے ہر ایک نے اپنے ذخیرہ معلومات کے اندر اجتہاد کیا ہے بغض وعناد رکھنے والے متعصب لوگ یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ ان حضرات کی علم حدیث میں پونجی ہی قلیل تھی اسی لئے تھوڑی حدیثیں روایت کر سکے لیکن اتنے بڑے اماموں کے بارے میں ایسے نظریات رکھنا بے سرو پا ہیں۔

حافظ ابوبکر بن ثابت المعروف بغدادی ۴۶۳ھ اور قاضی شمس الدین ابن خلکان سے جوش تنقید میں جو حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں تنقیص واقع ہوگئی اس فروگزاشت کے پیش نظر حافظ محمد ابراہیم الوزیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (التوفی ۸۴۰ ہجری) نے اہل حقیقت کا اظہار کر کے ان لوگوں کو دعوت غور وفکر دی ہے جو امام الائمہ جیسی عدیم

النظیر ہستی پر قلت حدیث اور قلت عربیت وغیرہ کے بدنما داغ لگانا چاہتے ہیں چنانچہ حاسدین حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ نے یوں فہمائش کی ہے: اور اگر حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاہل اور زیور علم سے محروم ہوتے تو احناف سے امام یوسف، قاضی القضاۃ، امام محمد بن حسن شیبانی، امام طحاوی امام ابوالحسن کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم جیسے علم کے پہاڑ اور ان کی طرح دیگر اکابر کبھی حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب سے اتفاق کرنا گوارا نہ کرتے اسی طرح وہ بے شمار حنفی علماء جو ہندوستان (پاکستان و بھارت) شام ـ ـ ـ ـ ـ مصر ـ ـ ـ ـ ـ یمن جزیرہ حرمین شریفین اور سارے عراق میں ۱۵۰ ہجری سے آج کی تاریخ تک اس چھ سوسال سے زائد عرصے میں ہوگزرے ہیں جو ہزاروں بلکہ شمار سے باہر ہیں ممالک مختلفہ میں رہنے کے باعث وہ اہل علم وفتویٰ اور صاحب ورع وتقویٰ اس کے باوجود معترض کسی طرح جرأت کرتا ہے اور ان بزرگوں کے حق میں جائز رکھتا ہے کہ وہ ایک عامی اور جاہل آدمی کے اتباع پر متفق ہوگئے۔

بعض حضرات جو حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منصب عالی کو نہ پہچان سکے اور ان کے مقام اجتہاد کی رفعتوں تک رسائی نہ ہونے کے باعث اعتراض کر بیٹھے ایسے بعض معترضین کی نشاندہی کر کے امام شمس الدین سخاوی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۹۰۲ ہجری) نے اہل اسلام کو اس سلسلے میں یوں ہدایت فرمائی ہے: اور جو حافظ ابوالشیخ نے اپنی کتاب السنہ میں بعض ایسی عبارتیں لکھی ہیں جو ان ائمہ دین کے خلاف ہیں جن کی تقلید کی جاتی ہے اسی طرح حافظ ابواحمد بن عدی نے کامل میں اور حافظ ابوبکر خطیب نے تاریخ بغداد میں اور کئی دوسرے حضرات نے بھی ان سے پہلے کلام کیا ہے جیسے ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میں ان حضرات کے ایسے کلام کو نقل کرنے سے پرہیز کرتا ہوں اگر وہ مجتہدین اور ان کا مقصد پاک ہے لیکن اس امر میں ان کی پیروی سے اجتناب کرنا چاہیے۔

علامہ خطیب بغدادی کی قابل اعتراض اور حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دل آزار روش پر احتجاج کرتے ہوئے حافظ محمد بن یوسف الصالحی الشافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۹۴۲ ہجری) نے سواد اعظم کی ترجمانی یوں فرمائی تھی: حافظ ابوبکر بن ثابت خطیب بغدادی نے جو حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کے خلاف باتیں نقل کی ہیں ان سے مسلمانوں کو دھوکہ نہیں کھانا چاہیے اگرچہ خطیب بغدادی نے تعریف کرنے والوں کا کلام پہلے نقل کیا ہے لیکن اس کے بعد حاسدین کا کلام نقل کر کے کتاب میں بہت بڑا عیب پیدا کر دیا ہے جس کے باعث وہ بڑے چھوٹوں کی ملامت کا نشانہ بن گئے یہ گندگی ہی ایسی سمندروں سے بھی نہیں دھل سکتی۔

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۹۷۳ ہجری) نے فرمایا تھا: یہ فصل ان لوگوں کے قول کی تضعیف میں ہے جو حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب یہ بات منسوب کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ

ﷺ کی حدیث شریف پر قیاس کو مقدم رکھتے تھے معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ بات حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تعصب رکھنے کے باعث اس شخص سے صادر ہوسکتی ہے جو دین میں شتر بے مہار ہو زبان کو بے لگام رکھتا ہو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی پروانہ کرتا ہو کہ بے شک کان آنکھ اور دل ان سب کے متعلق باز پرس ہوگی۔

حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس شرع کے بارے میں یہی امام شعرانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ یوں رقمطراز ہیں: خلاف شرع رائے کو دیکھ کر بیزار ہونے والوں میں حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سرفہرست ہیں اس کے برعکس بعض متعصب لوگ جو ان پر الزام تراشی کرتے ہیں انھیں قیامت کے روز بڑی رسوائی ہوگی جب وہ حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روبرو ہوں گے۔

حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر میں قیاس کا درجہ کیا ہے اور وہ اپنی رائے کو شرعی احکام میں کیا درجے دیتے تھے اس سلسلے میں جلیل القدر محدث امام ابن حجر مکی شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی ۹۷۳ ہجری) نے فرمایا ہے: اس ضروری بات کا تمہیں علم ہونا چاہیئے کہ ان علمائے کرام کے اقوال سے جنھوں نے حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو اصحاب الرائے کہا ہے یہ نہ سمجھ لینا کہ وہ آپ (حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر یہ الزام عائد کرتے تھے کہ معاذ اللہ امام صاحب اپنی رائے کو رسول اللہ ﷺ کی سنت اور اقوال صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر مقدم رکھتے تھے ان کا دامن اس سے پاک ہے حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریق اجتہاد ہم تک متعدد طرق سے پہنچا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سب سے پہلے وہ قرآن میں حکم تلاش کرتے اگر نہ پاتے تو سنت رسول (ﷺ) دیکھتے ایسی سنت نہ ملتی تو اقوال صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی سند پکڑتے اگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے درمیان اختلاف ہوتا تو اس قول کو لیتے جو قرآن وسنت کے زیادہ قریب ہوا اور اس دائرے سے باہر نہ نکلتے اگر کسی بھی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نہ ملتا تو تابعین میں سے کسی کے قول کی سند نہ پکڑتے بلکہ ان کی طرح خود اجتہاد کرتے بعض محدثین نے ائمہ مجتہدین وفقہائے دین کے کام کو اپنے مخصوص انداز فکر کے باعث پسندیدگی کی نظر سے نہ دیکھا وہ حضرات نقل کے تو خوب عاشق تھے لیکن دین میں عقل کے دخل کو اپنے مخصوص مزاج کے باعث برداشت کرنے کیلئے تیار نہ تھے فقہ کو برداشت نہ کرنے والے بد مذہب نہیں تھے اور نہ یہ بعض عناد کے جذبے کی کارفرمائی تھی بلکہ یہ محض ان بزرگوں کے مخصوص انداز فکر تقاضا تھا وہ حضرات پنساری تھے اور اس دکان میں تمام مفید جڑی بوٹیوں کو جمع کردینے کی خاطر اپنی زندگیاں وقف کیئے ہوئے تھے لیکن چونکہ وہ طبیب نہ تھے اس لئے طبیبوں کو اچھا نہ سمجھا پنساری جڑی بوٹیوں کو بڑی محنت سے جمع کرتا ہے سلیقے سے سنبھال کر رکھتا ہے لیکن طبیب انھیں کوٹتا پیٹتا اور چھانتا پھٹکتا ہے آخر دونوں میں بنے تو کس طرح بنے سب سے پہلا طبیب آیا بلکہ طبیب اعظم آیا نسخے تیار کرنے شروع کیے تو اکثر حضرات اس کے فن کی افادیت کو سمجھ گئے اور اسے سر آنکھوں پر جگہ دی اس کی راہ میں دلوں کا فرش بچھا دیا کہ ان کی محنت آج ٹھکانے لگی جمع

کی ہوئی جڑی بوٹیوں سے فائدے حاصل کرنے کا طریقہ اب معلوم ہوا۔ اب یہ معلوم ہوا اب یہ طبیب اعظم نسخے تجویز کرے گا اور دوسرے بے خوف وخطر انھیں استعمال کریں گے بعض پنساریوں کو اس طبیب اعظم کا یہ کارنامہ پسند نہ آیا کہ اتنی محنت سے جمع کی ہوئی جڑی بوٹیوں کو یہ کتنی بے دردی سے کوٹتا پیٹتا اور چھانتا پھٹکتا ہے جو متاع عزیز دکان میں بڑی سنبھال کے رکھی تھی یہ تو اس کے اجزا کی شکل ہی بگاڑ رہا ہے معجون جوارش سفوف شربت حبوب اقراص۔۔۔۔۔۔روح۔۔۔۔۔کمل۔ ضماد اور مرہم وغیرہ ناموں سے اور ہی چیزیں تیار کرتا جاتا ہے جس سے جڑی بوٹیوں کی صورتیں نہ صرف مسخ ہو کر رہ جاتی ہے بلکہ سارا وجود ان چیزوں میں ہی گم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا یہ جڑی بوٹیوں کا بدخواہ ہے ہرگز ان جواہر ریزوں کا قدردان نہیں بڑا بے رحم اور سنگ دل ہے اپنی عقل کو جڑی بوٹیوں کی صورت مسخ کرنے میں استعمال کرتا ہے بوٹیوں کے مقابلے میں اپنے تیار کردہ نسخوں کو استعمال کرنے کی ترغیب دیتا ہے دہائی ہے دہائی ہے۔

ان حضرات کا شور مچانا اس لحاظ سے درست کہا جا سکتا ہے کہ دراصل علم طب کی افادیت کا انھیں علم ہی نہ تھا انھوں نے اپنے مزاج کے تحت نتیجہ اخذ کیا اسی طرح کپڑا بننے والا کتنی محنت سے بُنتا ہے ایک دھاگا بھی کہیں ٹوٹ جائے تو فوراً اسے جوڑتا ہے کتنے ہی تھان اسی طرح بُنے جاتے ہیں اور دکان میں سنبھال کر رکھے جاتے ہیں لیکن یہ ساری محنت ٹھکانے اسی وقت لگتی ہے جب وہ کپڑا کسی درزی کے سپرد کیا جائے کسی کے زیب گلو ہونے کے قابل اسی وقت کپڑا بنتا ہے جب کسی ماہر درزی کی کاریگری اس میں اپنا دخل دکھائے درزی کس بے دردی سے کپڑے کو کاٹتا ہے یہ کسی کپڑا بننے والے سے پوچھے کپڑا بننے والا اور درزی اگر دونوں اکٹھے ہو جائیں درزی اپنا کام جاری رکھے تو اس کی قینچی کپڑے پر کم اور کپڑا بننے والے کے قلب و دیگر جگر پر زیادہ چل رہی ہوگی وہ اپنی جگہ ایک بار نہیں ہزار بار سچا سہی لیکن درزی کے کام کی افادیت سے کوئی عقل کا اندھا ہی انکار کرے گا۔

بعض محدثین حضرات کا فقہ سے انکار اور فقہاء و مجتہدین ہونا بھی اسی قبیل سے ہے ہمیں ان بزرگوں کی نیت پر قطعاً شبہ نہیں لیکن فقہ کی افادیت چونکہ مسلمہ ہے اس لئے یہی کہنا پڑے گا کہ معترضین سے غلطی واقع ہوگئی تھی اللہ تعالیٰ ہم سب کی کوتاہیوں سے درگزر فرمائے امین یا الہ العالمین اب جبکہ فقہ کی افادیت اظہر من الشمس ہے تو ایسے عالم آشکار میں معترض حضرات کی روش اختیار کرنا دین و دیانت اور عقل وخرد سے دشمن مول لینے کے مترادف ہے اب فقہ کی افادیت سے بے خبری دور ہرگز نہیں ہے مذکورہ پنساری کی طرح دہائی دینا یا اس کپڑا بننے والے کی طرح چیخنا چلانا کہاں کی دانشمندی ہے' واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم''

تجلیات امام ربانی ص، 508

حضرت شیخ المشائخ شیخ عبدالقدوس ایک مکتوب میں فرمایا ہے

ہے کہ ''کونوا مع الصدقین'' ہو جاؤ صادقوں کے ساتھ ایک ایسا فرمان ہے کہ بارگاہ خداوندی میں اللہ (تعالیٰ) کے دوستوں کی مدد اور اس کے واقفوں (عارفوں) کی مصاحبت کے بغیر رسائی دشوار ہے اگر چہ نیک اعمال لاکھ ہی ہوں۔

زبدۃ المقامات ص، 150

پیرومرشد کی تلاش میں جو بھی وسیلہ ہو سکے ماموریشرعی ہے

ولایت خاصہ تک منازل کا طے کرنا اعمال شریعت (محمدی ﷺ) کے ساتھ وابستہ ہے ذکر الٰہی جل شانہ جو اس راہ کا عمدہ طریقہ ہے وہ ماموراتِ شرعیہ سے ہے اور مناہی شرعیہ سے بچنا بھی اس راہ کی ضروریات میں سے ہے اور فرائض کی ادائیگی (حق تعالیٰ کا) مقرب بناتی ہے اور راہ بین وراہ نما (راستے کا جاننے والا اور راستہ دکھانے والا) پیرومرشد کی تلاش میں جو بھی وسیلہ ہو سکے ماموری شرعی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''وابتغوا الیہ الو سیلۃ'' (اس (اللہ تعالیٰ) تک پہنچنے کے لئے وسیلہ تلاش کرو)۔

مختصر یہ کہ شریعت (محمدی ﷺ) کے بغیر چارہ نہیں ہے خواہ شریعت کی صورت ہو یا شریعت کی حقیقت کیونکہ ولایت و نبوت کے تمام کمالات کی اصل و بنیاد ''احکام شرعیہ'' ہیں۔ ولایت کے کمالات صورت شریعت کے نتائج ہیں اور نبوت کے کمالات حقیقت کے ثمرات ہیں۔

مکتوب، ج،2،ن،50

(طالب) سب سے پہلے شیخ (کامل) تلاش کرے

یہ منازل طے کرنا اور درجات کا عروج ایسے شیخ کامل کی توجہ سے وابستہ ہیں جو مکمل طور پر راہ دان (راستے کا جاننے والا) اور راہ بین (راہ کا دیکھنے والا) اور راہ نما ہو اس کی نظر قلبی امراض کیلئے شافی اور اس کی توجہ خراب و ناپسندیدہ اخلاق دفع کرنے والی ہے لہٰذا (طالب) سب سے پہلے شیخ (کامل) تلاش کرے اگر محض فضل خداوندی جل شانہ سے شیخ تک پہنچ جائے تو شیخ کی معرفت وحصول کو نعمت عظمیٰ تصور کر کے اپنے آپ کو اس کا ملازم و خدمت گار بنا لے اور مکمل طور پر اس کا مطیع ہو جائے۔ شیخ الاسلام ہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''الٰہی یہ کیا عجیب ماجرا ہے جو تو نے اپنے دوستوں کے ساتھ کیا ہوا ہے کہ جس نے ان کو پہچان لیا تجھ کو پالیا اور جب تک تجھ کو نہ پایا ان کو نہ پہنچانا'' اور اپنے اختیارات کو کلی طور پر شیخ (پیر طریقت) کے اختیار میں گم کر دے اور اپنے آپ کو تمام مرادوں سے خالی کر کے اپنی ہمت کو اس کی خدمت میں صرف کرے اور شیخ (پیر طریقت) جو کچھ اس کو حکم فرمائے اس کو اپنی سعادت کا سرمایہ جان کر اس کی بجا آوری میں پوری کوشش کرے شیخ مقتدا اگر اس قابلیت کے مطابق کوئی ذکر مناسب سمجھے گا تو اس کا حکم دے گا اور اگر توجہ و مراقبہ اس کے حال کے مناسب دیکھے گا تو اس کا اشارہ کرے گا اور اگر صرف صحبت ہی میں رہنا کافی سمجھے گا۔ تو اس کا حکم کرے گا مختصر یہ کہ شیخ (شیخ طریقت) کی صحبت حاصل ہونے کی صورت میں اس راہ کی شرائط میں سے کسی شرط کے تحت ذکر کرنے کی حاجت نہیں (شیخ جو کچھ بھی طالب کے حال کے مناسب سمجھے گا اس کا حکم کرے گا۔ اور اگر راہ سلوک کی بعض شرائط میں سے کسی امر میں کوئی تقصیر یا کوتاہی واقع ہو جائے تو شیخ کی صحبت اس کمی کو پورا کر دے گی اور اس کی توجہ اس نقصان کی تلافی کر دے گی اور اگر کوئی ایسے شیخ مقتدا کی شرف صحبت سے مشرف نہ ہو تو پھر اگر وہ (حق تعالیٰ کی) مرادوں میں سے ہے تو (کارکنان قضا و قدر) اس کو جذب کر لیں گے اور محض عنایت بے غایت سے اس کے کام کو پورا کر دیں گے اور ہر وہ شرط و ادب جو اس کام میں درکار ہو گا اس کو خبردار کر دیں گے اور منازل سلوک کے قطع کرنے میں بعض اکابرین کی روحانیات کو

اس کی راہ کا وسیلہ بنا دیں گے کیونکہ عادت اللہ سبحانہ اسی طرح جاری وساری ہے کہ راہ سلوک کے طے کرنے میں مشائخ کی روحانیت کا واسطہ درکار ہوتا ہے اور اگر مریدوں میں سے ہے تو اس کا کام شیخ مقتدا (شیخ کامل) کے وسیلہ کے بغیر خطرہ میں ہے جب تک کہ شیخ (کامل) نہ مل جائے اس کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ حق سبحانہ کی بارگاہ میں التجا وتضرع اور زاری کرتا رہے تا کہ اس کو شیخ مقتدا تک پہنچا دیں۔ نیز اس کو چاہیے کہ راہ سلوک کی شرائط کی رعایت کو اپنے اوپر لازم جانے۔ ان شرائط کا ذکر مشائخ کی کتابوں میں تفصیل سے موجود ہے وہاں ملاحظہ کر کے اس کی پوری پوری رعایت کریں اس راہ (سلوک) کی سب سے عظیم ترین شرط نفس کی مخالفت ہے اور وہ مقام ورع وتقویٰ کی رعایت پر موقوف ہے جس سے مراد حرام چیزوں سے بچنا ہے اور حرام چیزوں سے اس وقت تک نہیں بچ سکتے، جب تک کہ ضرورت سے زیادہ مباحات سے پرہیز نہ کرے کیونکہ مباحات کے ارتکاب میں (نفس کی لگام ڈھیلی رکھنا) مشکوک اشیاء تک پہنچا دیتا ہے اور مشتبہ حرام کے نزدیک ہے (اس لئے) حرام میں مبتلا ہونے کا قوی احتمال ہے (حدیث شریف میں ہے) ''وَمَنْ حَامَ حَوْلَ الْحِمٰی یُوْشِکُ اَنْ یَّقَعَ فِیْہِ'' (جو شخص چراگاہ کے ارد گرد پھرتا ہے اس کا اس میں داخل ہونے کا احتمال ہے) لہٰذا المحرمات (حرام چیزوں) سے اجتناب کرنا فضول مباحات سے بچنے پر موقوف ہوا پس ورع وتقوی کے (حصول کے) لئے فضول مباحات سے بچنا بھی لازم ہوا اور ترقی وعروج ورع (تقوی) پر وابستہ ہے۔ اس کا بیان یہ ہے کہ ہر اعمال کے دو جزو ہیں ایک امتثال امر (احکام کا بجالانا) اور دوسرے احتراز از مناہی (منع کی ہوئی چیزوں سے پرہیز) اوامر کی بجا آوری میں تو قدسیاں (فرشتے) بھی (انسان کے ساتھ) شریک ہیں اگر صرف اوامر کی بجا آوری ہی سے ترقی واقع ہوتی تو قدسیوں (فرشتوں کے درجات میں) بھی ترقی واقع ہوتی (لیکن ان کے درجات میں ترقی نہیں ہوتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو بھی صرف اوامر کی بجا آوری سے ترقی نہ ہوگی جبتک کہ وہ مناہی سے باز نہ رہے اور فرشتوں کے لئے مناہی سے بچنے کا سوال ہی نہیں کیونکہ وہ فطرۃً (گناہوں سے) معصوم ہیں مخالفت کی مجال نہیں رکھتے کہ جس سے انھیں روکنے کی ضرورت پیش آئے لہٰذا اس بات سے لازم آیا کہ ترقی اسی جزو (دوم) پر وابستہ ہے اور یہ اجتناب سراسر نفس کی مخالفت ہے کیونکہ شریعت خواہش نفس کو دور کرنے اور ظلمانی رسومات کو دفع کرنے لئے وارد ہوئی ہے کیونکہ نفس کی طبیعت کا تقاضا یا تو حرام کا ارتکاب ہے یا ایسے فضول کاموں کا اختیار کرنا ہے جو حرام تک پہنچا دیتا ہے لہٰذا حرام اور فضول سے اجتناب عین مخالفت نفس ہے اگر سوال کریں کہ اوامر کی بجا آوری میں بھی نفس کی مخالفت ہے۔ کیونکہ نفس نہیں چاہتا کہ عبادات میں مشغول ہو۔ لہٰذا اوامر کی بجا آوری پر بھی ترقی ہونا لازم ہوا اور چونکہ فرشتوں میں امتثال اوامر (احکام کی بجا آوری) کی مخالفت مفقود ہے۔ اس لئے وہ ان کی ترقی کا سبب بھی نہیں فالقیاس مع الفارق (لہٰذا یہ غلط بات پر قیاس کرنا ہے) اس کا جواب یہ ہے کہ عبادت کی ادائیگی میں نفس کا راضی نہ ہونا اس وجہ سے ہے۔ کہ وہ اپنی فراغت وآرام کا خواہاں ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ اپنے آپ کو کسی چیز سے مقید کرے اور یہ فراغت اور عدم تقید (پابندی قبول نہ کرنا) بھی حرام یا فضول کاموں میں داخل ہے۔ لہٰذا اوامر کے بجالانے میں بھی نفس امارہ کی مخالفت اس حرام یا فضول سے اجتناب کی وجہ سے ہے نہ کہ صرف اوامر کی ادائیگی کی بنا پر کیونکہ یہ چیز ملائکہ کو بھی حاصل ہے۔

اجتناب کیا گیا ہے۔

مکتوب، ج،1،ن، 286

راہ طریقت پر چلنے والوں کیلئے

اچھی طرح جان لیں کہ اس راہ طریقت کے دیوانوں کو اتنی سی معیت سے تسلی حاصل نہیں ہوتی اور اس قرب نمابعد سے تسکین نہیں پاتے۔ وہ ایسا قرب چاہتے ہیں جو بُعد نما (بظاہر دوری) ہو اور ایسا وصل چاہتے ہیں۔ جو ہجر کے مانند ہو۔ وہ تسویف وتاخیر (ٹال مٹول) کو جائز قرار نہیں دیتے بیکاری اور دیر لگانے کو قبیح ومکروہ خیال کرتے ہیں۔ اور وقت کی دولت کو بے ہودہ باتوں میں صرف نہیں کرتے اور عمر کے سرمایہ کو بے فائدہ ملمع سازیوں پر ضائع نہیں کرتے اور عمدہ چیز کو چھوڑ کر خراب چیز کی طرف مائل نہیں ہوتے اور (حق تعالیٰ کی) پسندیدہ چیز کو چھوڑ کر غضب کی ہوئی چیز کو اختیار نہیں کرتے اور مرغن وشیریں لقموں پر اپنے آپ کو فروخت نہیں کرتے باریک وخوشنما کپڑوں کیلئے غلامی کی لذت حاصل نہیں کرتے وہ شرم کرتے ہیں کہ تخت شاہی (دل) کو تعلقات (دنیاوی) کی نجاستوں سے آلودہ کریں اور (اس بات سے) عار کرتے ہیں کہ خداوند جل سلطانہ کی ملکیت میں لات وعزیٰ کو شریک کریں۔

مکتوب، ج،1،ن، 174

اول عقیدہ دوم احکام شرعیہ سوم صوفیہ کرام کا طریقہ

اول لازم ہے کہ اہل سنت وجماعت کی صحیح آراء کے مطابق اپنے عقائد کو درست کریں دوم احکام شرعیہ فقہیہ کے موافق عمل کریں اور سوم صوفیۂ کرام کے بلند طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) پر سلوک حاصل کریں جس کو ان سب کی توفیق حاصل ہوگئی وہ دونوں جہان میں بڑا کامیاب ہوگیا اور جو ان سے محروم رہا اس کو بڑا خسارہ حاصل ہوا۔

سیرت مجدد الف ثانی،ص،205

یہ راہ سلوک کل سات قدم ہیں

یہ راہ (سلوک) جس کے طے کرنے کے ہم درپے ہیں سات قدم (منزل) ہے۔ دو قدم عالم خلق سے متعلق ہیں۔ اور پانچ قدم عالم امر سے وابستہ ہیں پہلا قدم جو سالک عالم امر میں رکھتا ہے اس میں تجلیٔ افعال ظاہر ہوتی ہے اور دوسرے قدم پر تجلیٔ صفات اور تیسرے قدم پر تجلیٔ ذاتیہ کا ظہور شروع ہوجاتا ہے۔ پھر اسی طرح درجات کے تفاوت کے ساتھ ترقی ہوتی جاتی ہے جیسا کہ ارباب بصیرت سے پوشیدہ نہیں ہے لیکن یہ سب کچھ حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم متابعت (پیروی) پر موقوف ہے۔ اور جن حضرات نے یہ فرمایا ہے کہ یہ راہ صرف دو خطوتہ (دو قدم) ہے۔ اس سے ان کی مراد

مختصر طور پر عالم خلق اور عالم امر ہے۔ تا کہ طالبوں کی نظر میں یہ کام آسان دکھائی دے ان ساتوں قدموں (منزلوں) میں سے ہر ایک قدم پر سالک اپنے سے دور اور حق سبحانہ وتعالیٰ سے نزدیک ہوتا جاتا ہے۔ اور ان قدموں کے طے کر لینے کے بعد فنائے اتم (کامل) ہے۔ کہ جس پر بقائے اکمل مرتب ہوئی ہے۔ اور ولایت خاصہ حضور پر نور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حاصل ہونا اسی فنا و بقا پر منحصر ہے۔

ایں کار دولت است کنوں تا کرا رسد　　　یہ کام ہے بڑا ازرادیکھیں کسے ملے

ہم (حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) بے مراد فقیروں کو ایسی باتوں سے کیا مناسبت ہے سوائے اس کے کہ اپنے کام ودہن کو اہل کمال کے زلال (آب خوش وشیریں) سے سیراب وشیریں کریں۔ رباعی۔

گر نداریم از شکر جز نام بہر　　　ایں بسے خوشتر کہ اندر کام زہر
آسماں نسبت بعرش آمد فرود　　　ورنہ بس عالی ست پیش خاک تود

(گر شکر حاصل نہیں ہے نام بس زہر کھانے سے ہے بہتر کام بس والسلام اول وآخر عرش سے نیچے ہے بیشک آسمان پھر بھی اونچا ہے زمین سے وہ مکان)

مکتوب، ج،1، ن، 196

وصول الی اللہ کے طریقہ کے دو جزو ہیں

جذبہ اور سلوک یا دوسرے لفظوں میں تصفیہ وتزکیہ جو جذبہ سلوک پر مقدم ہے وہ اصلی مقاصد میں سے نہیں ہے اور جو تصفیہ تزکیہ سے پہلے ہوتا ہے وہ بھی اصلی مطالب میں سے نہیں ہے ہاں وہ جذبہ جو سلوک کے تمام ہونے کے بعد ہوتا ہے اور وہ تصفیہ جو تزکیہ حاصل ہونے کے بعد ہوتا ہے جو کہ سیر فی اللہ میں ہے البتہ وہ مقاصد مطلوبہ میں سے ہے۔ سابقہ جذبہ اور تصفیہ جو سلوک کے راستوں کی آسانی کے لئے ہے سلوک کے بغیر مقصد حل نہیں ہوتا اور (سلوک کی) منزلیں طے کئے بغیر مطلوب کا جمال ظاہر نہیں ہوتا پہلا جذبہ دوسرے جذبے کے لئے (حقیقت کے بالمقابل) صورت کی مانند ہے حقیقت میں (یہ دونوں) ایک دوسرے کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں رکھتے۔

مکتوب، ج،1، ن، 62

اصل مقصود یہ ہے

اصل مقصود یہ ہے کہ اول اہل سنت وجماعت کی اراء کے موافق عقائد کو درست کرنا چاہئے کیونکہ فرقہ ناجیہ (نجات پانے والا گروہ) یہی ہے۔ دوسرے فقہی احکام کے موافق علم وعمل کو (اپنے اوپر) لازم کر لینا چاہئے ان اعتقادی وعملی دو پروں کے حاصل کرنے کے بعد عالم قدس (عالم ملکوت) کی طرف پرواز کرنے کا ارادہ کرنا چاہئے۔

کار این است وغیر ایں ہمہ ہیچ　　　ترجمہ: کام اصلی ہے یہی اس کے سوا سب ہیچ ہے

مکتوب، ج،1، ن، 91

یہ حالت فنا سے تعبیر کی گئی ہے

شریعت کے اعمال اور طریقت وحقیقت کے احوال سے مقصود نفس کا تزکیہ اور قلب کا تصفیہ ہے جب تک نفس کا تزکیہ نہ ہوجائے اور قلب میں سلامتی پیدا نہ ہوجائے ایمان حقیقی کہ جس پر نجات کا مدار ہے حاصل نہیں ہوتا۔ اور دل کی سلامتی اس وقت حاصل ہوتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے غیر کا خیال دل پر ہرگز نہ گذرے اگر ہزار سال بھی گذر جائیں تب بھی دل میں غیر اللہ کا خیال نہ گذرے کیونکہ اس وقت دل کو ماسوی اللہ کا نسیان پوری طرح حاصل ہو چکا ہے لہٰذا اگر تکلف کے ساتھ بھی اس کو (غیر اللہ کی) یاد دلائیں تو وہ یاد نہ کرے یہ حالت فنا سے تعبیر کی گئی ہے اور یہ اس راستے میں پہلا قدم ہے۔

مکتوب، ج، 1، ن، 91

یہ جملہ سکر کی حالت میں کہا گیا ہے۔ ارباب استقامت ایسا نہیں کہتے

شروع میں اور وسط میں (مرید) مطلوب حقیقی کو پیر (طریقت) کے آئینے کے بغیر نہیں دیکھ سکتا اور انتہا میں پیر کے آئینے کے بغیر مطلوب کا جمال جلوہ گر ہوجاتا ہے اور بے پردہ وصل حاصل ہوجاتا ہے۔ اور یہ جو کہا ہے کہ پیر بھی اگر اس وقت آجائے تو اس کا سرتن سے جدا کردوں یہ جملہ سکر کی حالت میں کہا گیا ہے۔ ارباب استقامت ایسا نہیں کہتے اور بے ادبی کا طریقہ اختیار نہیں کرتے اور اپنی مرادوں کو پیر ہی کے ذریعے حاصل کرتے ہیں۔

مکتوب، ج، 1، ن، 169

مجددیہ میں دس سال کے اندر سلوک مکمل ہوجاتا ہے

مرشد برحق (حضرت شیخ المشائخ شاہ غلام علی نقشبندی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ درمیانی استعداد والے طالب کو مرشد کامل کی توجہ سے اس مبارک سلسلہ یعنی عالیہ مجددیہ میں دس سال کے اندر سلوک مکمل ہوجاتا ہے۔

فیض نقشبند در المعارف، ص، 196

دائرہ امکان کا نصف (زیرین نصف حصہ) حصہ عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک ہے

جاننا چاہئیے کہ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) اور آپ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے متبعین نے تحقیق فرمائی ہے کہ انسان دس لطیفوں سے مرکب ہے پانچ عالم امر کے پانچ عالم خلق سے ہیں۔ عالم امر کے پانچ یہ ہیں۔ قلب، روح، سر، خفی۔ اور اخفی۔ اور عالم خلق کے پانچ لطائف یہ ہیں لطیفہ نفس۔ اور عناصر اربعہ (آگ، ہوا، پانی، خاک) عالم امر اس لئے کہتے ہیں کہ محض "کن"۔ کے امر سے ظہور میں آیا ہے اور عالم خلق بتدریج پیدا ہوا ہے۔ اور دائرہ امکان ان دونوں عالم کو ملاتا ہے۔ دائرہ امکان کا نصف (زیرین نصف حصہ) حصہ عرش سے لے کر تحت الثری تک ہے۔ اور اس کا دوسرا بالائی نصف حصہ عرش سے بالا بالا ہے۔ اور عالم امر اوپر کے نصف حصہ میں ہے۔ اور عالم خلق عرش کے نیچے

نصف حصہ ہے۔

ہدایت الطالبین، ص، 19

ستر ہزار پردوں کا ذکر

اور مشائخ کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ جن ستر ہزار پردوں کا ذکر حدیث شریف میں آیا ہے "اِنَّ اللّٰہَ سَبْعِیْنَ اَلْفَ حِجَابٍ مِّنْ نُّوْرٍ وَّ ظُلْمَۃٍ" (بیشک اللہ تعالیٰ کے لئے نور و ظلمت کے ستر ہزار پردے ہیں) تو یہ (پردے) سیر آفاقی میں اٹھ جاتے ہیں۔ کیونکہ ساتوں لطیفوں (قلب۔۔روح۔۔سر۔۔خفی۔۔اخفی۔۔نفسی۔۔قالب) میں سے ہر لطیفہ دس (10) دس (10) ہزار (1000) پردوں کو زائل کردیتا ہے۔ اور جب وہ سیر مکمل ہوجاتی ہے۔ تو سب کے سب حجابات بھی اٹھ جاتے ہیں۔ اور سالک سیر فی اللہ کے ساتھ متحقق ہوکر مقام وصل میں پہنچ جاتا ہے۔ یہ ہے ارباب ولایت کی سیر و سلوک کا حاصل اور ان کے کمال و تکمیل کا نسخہ جامعہ۔

مکتوب، ج، 2، ن، 42

سلوک کی راہ سے مقصود احکام فقہیہ کے ادا کرنے میں آسانی ہو

صوفیائے کرام (رحمتہ اللہ علیہم) کے طریقہ پر چلنے سے مقصود یہ ہے کہ معتقدات شرعیہ کا جو کہ ایمان کی حقیقت ہیں زیادہ یقین حاصل ہوجائے اور احکام فقہیہ کے ادا کرنے میں آسانی میسر ہوجائے اس کے علاوہ اور کوئی امر مقصود نہیں ہے کیونکہ رویت باری تعالیٰ کے آخرت میں ہونے کا وعدہ کیا گیا ہے اور وہ دنیا میں ہرگز واقع نہیں ہوگی وہ مشاہدات و تجلیات جن کے ساتھ صوفیہ خوش ہوتے ہیں وہ صرف ظلال سے آرام پانا اور شبہ و مثال سے تسلی حاصل کرنا ہے کیونکہ حق تعالیٰ ان سب سے وراء الوراء ہے عجب کاروبار ہے کہ اگر ان مشاہدات و تجلیات کی حقیقت پوری طرح بیان کردی جائے تو اس بات کا خوف ہے کہ اس راستے کے مبتدیوں کی طلب میں فتور اور ان کے شوق میں قصور واقع ہوجائیگا اور ساتھ ہی اس بات کا بھی ڈر ہے کہ اگر علم باوجود کچھ بھی نہ کہا جائے تو حق باطل کے ساتھ ملا رہے گا۔

مکتوب، ج، 1، ن، 270

یہ سب لہو و لعب میں داخل ہیں

طریقہ صوفیہ (کرام) کا سلوک بھی ضروری ہے لیکن اس غرض کیلئے نہیں کہ غیبی صورتیں اور شکلیں مشاہدہ کریں اور طرح طرح کے انوار اور رنگوں کا معائنہ کریں کیونکہ یہ سب لہو و لعب میں داخل ہیں حسی صورتیں اور انوار کیا کم ہیں کہ کوئی شخص ان کو چھوڑ کر ریاضتوں اور مجاہدوں کے ذریعے غیبی صورتوں اور انوار کی ہوس کرے حالانکہ یہ (حسی) صورتیں اور انوار اور وہ (غیبی) صورتیں اور انوار دونوں حق سبحانہ وتعالیٰ کی مخلوق ہیں اور حق تعالیٰ کے صانع ہونے پر روشن دلیلیں ہیں۔ سورج اور چاند کا نور جو کہ عالم مشاہدہ سے ہے اور طرح طرح کے ان انوار سے مزین ہے جو عالم مثال میں نظر آتا ہے اس سے کئی درجے افضل ہے لیکن چونکہ یہ (سورج اور چاند کے نور کا) دیکھنا دائمی ہے اور خاص و عام سب اس (کے دیکھنے) میں شریک ہیں اس لئے اس کو نظر اعتبار سے گرا کر انوار غیبی کی خواہش میں لگ جاتے ہیں۔

آب کہ رود پیش درت تیرہ نماید (تمہارے در پہ جو پانی بہے سیاہ نہیں)

مکتوب، ج،1، ن،210

مشکل دور ہو جائے جو نفس کی امارگی سے پیدا ہوتی ہے

بلکہ طریقہ صوفیہ (کرام) کے سلوک سے مقصود یہ ہے کہ شرعی اعتقادی امور میں زیادہ یقین حاصل ہو جائے تا کہ استدلال کی تنگی سے نکل کر کشف کے کھلے میدان میں آجائیں اور اجمال سے تفصیل کی طرف مائل ہو جائیں مثلاً واجب الوجود تعالیٰ وتقدس کا وجود اور اس سبحانہ کی وحدت جو پہلے استدلال یا تقلید کے طور کے طور پر معلوم ہوئی تھی اور اس کے اندازے کے موافق یقین حاصل تھا (لیکن) جب طریق صوفیہ (کرام) کا سلوک میسر ہو جاتا ہے تو یہ استدلال وتقلید کشف وشہود سے بدل جاتا ہے اور کامل ترین یقین حاصل ہو جاتا ہے تمام اعتقادی امور میں یہی قیاس ہے اور نیز (طریق صوفیہ کرام کے سلوک سے) مقصود یہ ہے کہ احکام فقہیہ کے ادا کرنے میں آسانی حاصل ہو جائے اور وہ مشکل دور ہو جائے جو نفس کی امارگی سے پیدا ہوتی ہے اور اس فقیر (حضرت عالی امام ربانی کمالات نبوت وولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کا یقین یہ ہیں کہ طریق صوفیہ (کرام) حقیقت میں علوم شرعیہ کا خادم ہے نہ کہ شریعت کے خلاف کوئی اور امر۔

مکتوب، ج،1، ن،210

آپ ان کو طریقہ سکھائیں

اور آپ نے دریافت کیا ہے بعض مرد اور عوتیں آتی ہیں اور طریقے کی خواہش ظاہر کرتی ہیں لیکن وہ سود کے کھانے پینے اور لباس سے پرہیز نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہم نے حیلہ شرعی سے اس کو آراستہ کر لیا ہے حکم فرمائیں کہ ان کو تعلیم طریقہ کی اجازت ہے یا نہیں۔ آپ ان کو طریقہ سکھائیں اور حرام چیزوں سے پرہیز کرنے کی ترغیب دیں شاید اس طریقے کی برکت سے وہ اس اشتباہ سے نکل آئیں۔

مکتوب، ج،2، ن،77

جو ان سے محروم رہا وہ بڑے خسارے میں پڑ گیا

(آغاز جوانی) کو غنیمت جانیں اور حتی الامکان اس کو حق تعالیٰ جل وعلا کی رضا مندی کے کاموں میں صرف کریں یعنی سب سے پہلے اپنے عقائد کو اہل سنت وجماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کی صائب آراء کے تقاضوں کے مطابق درست کریں۔ دوسرے یہ کہ احکام شرعیہ فقہیہ کے مطابق عمل کریں۔ تیسرے یہ کہ طریقہ عالیہ (نقشبندیہ) صوفیہ قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم کے طریقہ سلوک کو اختیار کریں جس کو ان سب باتوں پر عمل کی توفیق حاصل ہوگئی وہ دونوں جہان میں کامیاب ہو گیا اور جو ان سے محروم رہا وہ بڑے خسارے میں پڑ گیا۔

مکتوب، ج،1، ن،177

اگر چہ نفس مقام اطمینان میں پہنچ جاتا ہے لیکن اپنی سرکشی سے باز نہیں آتا

(مشائخ رحمۃ اللہ علیہم) کہتے ہیں اگر چہ نفس مقام اطمینان میں پہنچ جاتا ہے لیکن اپنی سرکشی سے باز نہیں آتا۔

ہر چند کہ مطمئنہ گردد ہرگز صفات خود نہ گردد
نفس گر مطمنہ بھی ہوجائے سرکشی سے وہ باز کب آئے

اور ''جہاد اکبر'' کہ جس کا ذکر حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حدیث شریف میں فرمایا ہے ''رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ'' (اب ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف آتا ہے)

اس سے مراد جہاد بالنفس ہے

اور جو کچھ کہ فقیر (حضرت ابومعصوم جان نثارِ سنتِ مصطفےٰ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے کشف میں آیا ہے اور وجدان سے پایا ہے وہ (مشائخ رحمۃ اللہ علیہم) کے اس مشہور بیان کے خلاف ہے (یعنی یہ فقیر (حضرت ابومعصوم جان نثارِ سنتِ مصطفےٰ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) اطمینان حاصل ہونے کے بعد نفس میں کسی قسم کی سرکشی نہیں پاتا اور نفس فرمانبرداری کے مقام میں معلوم ہوتا ہے بلکہ نفس مطمنہ کو قلب متمکن کی طرح ماسوا کو فراموش کیا ہوا پاتا ہے کیونکہ نفس اب غیر وغیریت کی دید ودانش سے گذر چکا ہوتا ہے اور حب جاہ وریاست اور لذت والم سے خلاصی پاچکا ہوتا ہے لہٰذا اس میں مخالفت کہاں رہی اور سرکشی کس سے اطمینان حاصل ہونے سے پہلے اگر چہ سر مو اختلاف کے متعلق جو کچھ کہا جائے اور وہ سرکشی اور طغیان کی گنجائش رکھتا ہے لیکن اطمینان حاصل ہونے کے بعد مخالفت اور سرکشی کی گنجائش نہیں فقیر (حضرت ابومعصوم جان نثارِ سنتِ مصطفےٰ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس بارے میں بہت گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے اور اس معما کے حل میں دور تک گیا ہے لیکن اللہ سبحانہ کی عنایت سے ان حضرات کی مقررہ بات کے خلاف ہی پایا اور نفس مطمئنہ میں بال برابر بھی مخالفت وسرکشی نہیں پائی اور اس میں اپنے استہلاک واضمحلال (ہلاکت ونیستی) کے سوا کوئی دوسری چیز نہیں پائی اور جب نفس خود کو اپنے مولائے جل سلطانہ پر قربان کردے تو پھر مخالفت کی کیا گنجائش رہتی ہے اور جب نفس حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ سے راضی ہوگیا اور حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ اس سے راضی ہوگیا تو طغیان کی کیا صورت باقی رہ گئی کیونکہ یہ بات ''رضا'' کے منافی ہے کہ جو حق جل شانہ کی مرضی ہو وہ ہرگز نا مرضی نہیں ہوسکتی اور (فقیر (حضرت ابومعصوم جان نثارِ سنتِ مصطفےٰ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک) جہاد اکبر سے مراد یہی ہے: ''اللہ سبحانہ اعلم بحقیقۃ الحال'' (اور اللہ سبحانہ ہی حقیقت حال سے خوب واقف ہے)

مکتوب، ج2، ن50

حضرت مولانا محمد صدیق نے آپ کا گرامی نامہ پہنچایا ''حَمْدُ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ'' (اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکر ہے) کہ ہم دور پڑے

ہوئے لوگوں کو آپ نے فراموش نہیں کیا۔ جو خطاب آپ نے ظاہر طور پر نفس کی طرف کئے ہیں واضح ہوئے ہاں نفس کی اماءگی (سرکشی) کے زمانے میں اس پر جو بھی اعتراض کریں وہ مسلم ہے

مکتوب، ج،1،ن،101

لیکن نفس کے مطمئنہ ہو جانے کے بعد اس پر اعتراض کرنے کی گنجائش نہیں ہے

کیونکہ نفس اس مقام میں پہنچکر حق سبحانہ وتعالیٰ سے راضی اور حق سبحانہ وتعالیٰ اس سے راضی ہو جاتا ہے پس جب وہ (حق سبحانہ وتعالیٰ کا) پسندیدہ ومقبول (بندہ) ہو گیا تو اس پر اعتراض جائز نہیں، کیونکہ اس کی مراد حق سبحانہ وتعالیٰ کی مراد ہو جاتی ہے کیونکہ اس دولت کا حاصل ہونا حق سبحانہ وتعالیٰ کے اخلاق کے ساتھ متخلق (متصف) ہونے کے وقت ہے اس کا مقدس میدان (صحن) ہم پست فطرت لوگوں کے اعتراض سے بہت بلند وبالا ہے ہم جو کچھ کہتے ہیں وہ ہماری طرف لوٹ آتا ہے۔

آنکہ ازخویشتن چونیست جنین چہ خبردار دارچنان وچنین

جو بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہے اسے اس کی خبر ہے نہ اس کی

اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جاہل لوگ اپنی حد درجہ جہالت کی وجہ سے نفس مطمئنہ کو نفس امارہ خیال کر لیتے ہیں اور نفس کی امارگی کے احکام نفس مطمئنہ پر جاری کر دیتے ہیں جیسا کہ کفار نے انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کو دوسرے انسانوں کی طرح خیال کر کے نبوت کے کمالات سے انکار کیا ہے حق سبحانہ وتعالیٰ ان اکابر بزرگوں نبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات اوران کے تابعداروں کے انکار سے بچائے۔

مکتوب، ج،1،ن،101

پس اس تقدیر پر کعبہ اولیاء کی زیارت کیلئے آتا ہے

سوال: کعبہ اولیاء کی زیارت کیلئے آتا ہے یا نہیں اور اگر آتا ہے تو یہ اشکال لازم آتا ہے کہ وہ زمین اس عرصہ میں کعبہ کی دیواروں سے خالی رہے گی جواب: (کعبہ زیارت کیلئے) آتا ہے اور (اس میں) کوئی اشکال نہیں ہے ہمارے حضرت عالی (کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے تحریر فرمایا ہے کہ کعبہ پتھر اور ڈھیلوں سے عبارت نہیں ہے چھت اور دیواریں (مراد) نہیں ہیں کیونکہ اگر چھت اور دیواریں درمیان میں نہ رہیں تب بھی کعبہ ہے اور مخلوق کا مسجود الیہ ہے پس اس تقدیر پر کعبہ اولیاء کی زیارت کیلئے آتا ہے اور اس کی دیواریں اپنی جگہ رہتی ہیں۔

مکتوبات معصومیہ، ج،2،ن،36

مطلوب حقیقی (اللہ تعالیٰ) تک پہنچنے کے مقابلے محض بیکار ہے

(آپ کا) پسندیدہ مکتوب موصول ہوا (یہاں آنے کے بارے) توقف کا جو عذر (والدین کی خدمت) آپ نے بیان کیا ہے وہ صحیح و درست ہے (اور اس سلسلہ میں) اس سے بھی زیادہ جس قدر ہو سکے کرنا چاہئیے (اور اس سب کے باوجود) اپنے آپ کو قصوروار اور کوتاہ عمل سمجھنا چاہئیے حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے ''و وصینا الانسان بوالدیه احسنا حملته امه کرها و وضعته کرها'' (آیت (یعنی ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی تاکید کی ہے اس کی ماں نے تکلیف

کے ساتھ اسے اٹھائے رکھا پھر تکلیف کے ساتھ جنا)۔ پھر دوسری جگہ ارشاد ہے: "ان اشکرلی ولوالدیک "(آیت (میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو) اس کے باوجود اعتقاد رکھنا چاہئیے کہ یہ سب کچھ مطلوب حقیقی (اللہ تعالیٰ) تک پہنچنے کے مقابلے میں محض بیکار ہے بلکہ منازل سلوک کے طے کرنے میں ایک طرح کا تعطل ہے "حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ" (ابرار کی نیکیاں مقربین کی برائیاں ہیں) آپ نے سنا ہوگا۔

ہر چہ جز عشق خدائے احسن است گر شکر خوردن بود جان کندن است

جو بھی ہے عشق الٰہی کے سوا اس میں ہے زہر ہلاہل کا مزہ

اللہ سبحانہ، وتعالیٰ کا حق تمام مخلوقات کے حقوق پر مقدم ہے اور ان (والدین) کے حقوق کی ادائیگی بھی حق سبحانہ، وتعالیٰ کے حکم کی فرنبرداری کی وجہ سے ہے ورنہ کس کی مجال ہے کہ اس کی خدمت کو چھوڑ کر دوسرے کی خدمت میں مشغول ہو لہٰذا ان کی خدمت حق تعالیٰ ہی کی خدمت میں سے ہے اگرچہ خدمت خدمت میں بڑا فرق ہے کاشتکار اور ہل چلانے والے بھی بادشاہوں کے خادم شمار ہوتے ہیں لیکن مقربین کی خدمت کچھ اور ہی چیز ہے ان کے نزدیک کھیتی باڑی اور ہل چلانے کا نام لینا بھی معصیت میں داخل ہے ہر کام کی اجرت اس کام کے اندازے کے مطابق ہوتی ہے ہل چلانے والے کو سخت محنت کے بعد ایک ٹکہ مزدوری کا ملتا ہے لیکن مقرب حضرت حق سبحانہ، وتعالیٰ کی حضوری حاصل ہونے کی ایک ساعت میں لاکھوں کا مستحق بن جاتا ہے اگرچہ اس کو لاکھوں سے کوئی تعلق نہیں ہوتا کیونکہ وہ تو صرف بادشاہ (حق تعالیٰ) کے قرب میں گرفتار ہے اور بس "شَتَّانَ بَیْنَهُمَا" (ان دونوں کے درمیان بڑا فرق ہے)

مکتوب، ج، 1، ن، 127

اس کی صحبت کو زہر قاتل جاننا چاہیے

اے شرافت ونجابت کے مرتبے والے تمام وعظوں کا خلاصہ اور تمام نصائح کا لُبِّ لباب دیندار لوگوں اور شریعت والے حضرات کے ساتھ میل جول میں خوش رہنا ہے دین اور شریعت کا پابند ہونا اہل سنت و جماعت کے طریقہ حقہ کے سلوک پر وابستہ ہے جو تمام فرقہ ہائے اسلامیہ کے درمیان "فرقہ ناجیہ" (کے نام سے منسوب) ہے ان بزرگوں کی اتباع و پیروی کے بغیر نجات ناممکن ہے اور ان لوگوں کی آرا کی پیروی کے بغیر فلاح دشوار ہے اس بات پر تمام عقلی ونقلی اور کشفی دلائل شاہد ہیں اور ان میں اختلاف کی کوئی گنجایش نہیں ہے اگر یہ معلوم ہوجائے کہ کوئی شخص ان بزرگوں (رحمتہ اللہ علیہم) کے صراط مستقیم سے رائی کے دانے برابر بھی ہٹ گیا ہے تو اس کی صحبت کو زہر قاتل جاننا چاہئے اور اس کی مجالست کو سانپ کا زہر سمجھنا چاہئے۔ بیباک (آزاد خیال) طالب علم خواہ کسی فرقہ سے ہوں دین کے چور ہیں ان کی صحبت سے پرہیز کرنا ضروریات دین میں سے ہے یہ فتنہ وفساد جو دین میں پیدا ہوگیا ہے اسی جماعت کی بدبختی کی وجہ سے ہے کیونکہ انھوں نے دنیاوی اسباب کی خاطر اپنی آخرت کو تباہ و برباد کردیا ہے "اولئک الذین اشترو الضللته بالھدی فمار بحت تجارتھم وما کانو مھتدین "(یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے

ہدایت کے بدلے گمراہی کو خرید لیا پس ان کی اس تجارت نے ان کو کچھ نفع نہیں دیا اور نہ ہی انھوں نے ہدایت پائی) کسی شخص نے ابلیس لعین کو دیکھا کہ آرام سے فارغ بیٹھا ہے اور گمراہ کرنے اور بہکانے سے اپنے ہاتھوں کو روکے ہوئے ہے اس کا سبب دریافت کیا تو اس ابلیس لعین نے جواب دیا کہ اس زمانے کے علماء سو میرا کام کر رہے ہیں اور گمراہی و بہکانے کے ذمہ دار بن گئے ہیں۔

مکتوب، ج،1، ن،213

وہ آپ کے احوال کا عکس ہیں

''الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی'' (اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام) آپ کا مکتوب شریف موصول ہوا! آپ نے لکھا تھا کہ میں اس جماعت صوفیہ عالیہ کے احوال و مواجید اور علوم و معارف اپنے اندر کچھ نہیں پاتا اس کے باجود اس راہ کے دو طالب شخصوں کو جب طریقے کی تعلیم دی تو وہ بہت زیادہ متاثر ہوئے اور ان کے اندر عجیب وغریب احوال پیدا ہوئے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: جاننا چاہئے کہ وہ احوال جو ان دو شخصوں میں پیدا ہوئے وہ آپ کے احوال کا عکس ہیں جو ان کی استعداد کے آئینوں میں ظاہر ہوئے چونکہ وہ دونوں شخص صاحب علم تھے اس لئے انھوں نے اپنے احوال کو معلوم کر لیا اور آپ کو بھی اس حال مستور کے حصول علم کی طرف رہنمائی کی جس طرح کہ آئینہ کسی شخص کے خفیہ کمالات کے حصول پر دلالت کرتا ہے اور اس کے پوشیدہ ہنروں کو ظاہر کر دیتا ہے لہٰذا مقصود تو احوال کا حاصل ہونا ہے اور ان احوال کا علم ہونا ایک علیحدہ دولت ہے۔ بعض کو اس کا علم دیدیتے ہیں اور بعض کو نہیں دیتے اس کے باوجود دونوں ارباب ولایت سے ہیں۔ اور قرب میں برابر ہیں۔ پھر بھی ہم میں سے بعض علم والے ہیں۔ اور بعض بے علم یہ قاعدہ اس جماعت کا مقررہ اصول ہے۔

مکتوب، ج،3، ن،16

تاکہ طالبوں کی زیادہ سے زیادہ ترقی کا باعث ہو

جس جماعت کو آپ نے اجازت دی ہے اس کو نرمی اور محبت سے سمجھائیں کہ اس طرح کی اجازت کمال پر منحصر نہیں ہے ابھی بہت کام کرنا باقی ہے۔ اس قسم کے احوال جو شروع میں ظاہر ہوتے ہیں ''اندراج نہایت در بدایت'' (ابتدا میں انتہا درج ہونے) کی قسم سے ہیں اور مناسب نصیحتیں جو ان کے مناسب حال ہوں اختیار کریں اور ان کے نقائص (عیب) سے ان کو مطلع کرتے رہیں اب چونکہ آپ نے ان کو اجازت دیدی ہے اس لئے طریقہ کی تعلیم سے ان کو منع نہ کریں ممکن ہے کہ آپ کی توجہ کی برکت سے ''مقام ارشاد'' کی حقیقت تک پہنچ جائیں۔ دوسرے یہ کہ جب آپ نے اس عظیم القدر کام شروع کر دیا ہے تو مبارک ہو اس کام میں بڑی سعی و کوشش کریں اور سرگرم رہیں۔ تاکہ طالبوں کی زیادہ سے زیادہ ترقی کا باعث ہو۔

مکتوب، ج،1، ن،225

اے یعقوب! جو کچھ ہم سے تمہیں پہنچا ہے وہ مخلوق کو پہنچاؤ

مشائخ طریقت نے اپنے بعض مریدوں کو ان کے سلوک کی تکمیل سے قبل تعلیم طریقت کی اجازت دی ہے حضرت خواجۂ خواجگان

شیخ بہاء الدین والدین نقشبند مشکل کشاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شیخ المشائخ مولانا یعقوب چرخی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو طریقت وسلوک کی تعلیم۔ اور بعض منازل سلوک طے کرانے کے بعد فرمایا ''اے یعقوب (حضرت شیخ المشائخ مولانا یعقوب چرخی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) ہر چہ از ما بتو رسیدہ است بخلق برساں'' (اے یعقوب! جو کچھ ہم سے آپ کو پہنچا ہے وہ مخلوق کو پہنچاؤ) حالانکہ آپ (حضرت خواجۂ خواجگان شیخ بہاء الدین والدین نقشبند مشکل کشاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے ان سے یہ بھی فرمایا کہ میرے بعد حضرت شیخ المشائخ خواجہ علاؤ الدین عطار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہنا چنانچہ (حضرت شیخ المشائخ مولانا یعقوب چرخی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے) اکثر امور (طریقہ تعلیم) حضرت شیخ المشائخ خواجہ علاؤ الدین عطار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں انجام دیئے۔ حتیٰ کہ حضرت شیخ المشائخ مولانا عبدالرحمٰن جامی نقشبندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے (اپنی تصنیف) نفحات الانس میں آپ (حضرت شیخ المشائخ مولانا یعقوب چرخی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کو پہلے حضرت شیخ المشائخ خواجہ علاؤ الدین عطار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں میں شمار کیا ہے اور دوسرے نمبر پر حضرت خواجۂ خواجگان شیخ بہاء الدین والدین نقشبند مشکل کشاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے نسبت دی ہے۔

مکتوب، ج، 1، ن، 119

طریقہ کے تعلیم دینے کی جو اجازت دی گئی ہے

اجازت نامہ کی تحریر میں جو اسقدر مبالغہ اور اہتمام رکھتے ہیں اس سے آپ کا کیا مقصد ہے آپ کو طریقہ کے تعلیم دینے کی جو اجازت دی گئی ہے اگر وہ کافی نہیں ہے تو اجازت نامہ کیا کام دے گا یہ ضروری نہیں ہے کہ جو کچھ دل میں خیال آجائے اس کے لئے ضرور کوشش کی جائے بہت سی ایسی باتیں دل میں گذرتی ہیں جن کا ترک کرنا انسب واولیٰ ہوتا ہے نفس بڑا ضدی ہے جس کام کو بھی چاہتا ہے اس کو پورا کرنے کے درپے ہو جاتا ہے اور اس کے حق وباطل کا لحاظ نہیں کرتا۔

مکتوب، ج، 1، ن، 229

ہرگز اس بات کو پسند نہیں کر سکتے تھے کہ ابتدا یا آخر (عمر) میں بغیر اجازت کے مرید کریں

حضرت خواجہ خاوند محمود رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو اور ماوراء النہر کے تمام لوگ ان کی بزرگی کے قائل تھے وہ ہرگز اس بات کو پسند نہیں کر سکتے تھے کہ ابتدا یا آخر (عمر) میں بغیر اجازت کے کسی کو مرید کریں اس قسم کا عمل خیانت (پیر کا مذاق اڑانا) میں داخل ہے۔ یک کم درجے کے مسلمان پر بھی اس قسم کا گمان نہیں کیا جا سکتا چہ جائیکہ اکابر دین پر (ایسا گمان کیا جائے)۔

مکتوب، ج، 1، ن، 180

اگر شیخ اظہارِ حق میں سستی کرے گا تو یہ خیانت ہوگی اور اگر مرید کو یہ بات پسند نہ آئے تو وہ بدنصیب ہے

اکابر طریقت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنے بعض مریدوں کو مقام شیخی تک پہنچنے سے پہلے کسی مصلحت کے پیش نظر ایک طرح کی اجازت دیدیتے ہیں اور ایک لحاظ سے تجویز فرماتے ہیں کہ وہ طالبوں کو طریقت کی تعلیم دیں اور ان کے احوال و واقعات سے مطلع رہیں اس طرح کی تجویز میں شیخ مقتدا پر لازم ہے کہ ان "مریدان مجاز" (اجازت یافتہ مریدوں) کو اس کام میں بڑی احتیاط سے کام کرنے کا حکم کریں۔ اور تاکید کے ساتھ غلط مقامات کی نشان دہی کریں اور بار بار ان کے نقص کی اطلاع دیتے رہیں اور مبالغہ کے ساتھ ان کے ناقص ہونے کو ظاہر کریں اس صورت میں اگر شیخ اظہار حق میں سستی کرے گا تو یہ خیانت ہوگی اور اگر مرید کو یہ بات پسند نہ آئے تو وہ بدنصیب ہے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ حق تعالیٰ کی رضا مندی شیخ کی رضا مندی سے وابستہ ہے اور حق تعالیٰ کا غضب شیخ کے غضب پر موقوف ہے اس پر کیا مصیبت ہے کہ وہ نہیں سمجھتا کہ ہم سے قطع تعلق کرنا اس کو کہاں تک پہنچادے گا اگر ہم سے قطع کرے گا تو اس کو کون ملادے گا حق سبحانہ وتعالیٰ کی پناہ اگر اس قسم کے خیالات اس کے دل میں آئیں تو فوراً توبہ کرے اور استغفار کرے اور حق سبحانہ وتعالیٰ کی درگاہ میں التجا وزاری کرے کہ وہ اس بڑی مصیبت (شیخ سے اعراض) میں اس کو مبتلا نہ کرے اور اس خطرناک بلا و آزمائش میں اس کو گرفتار نہ کرے۔

مکتوب، ج، 1، ن، 224

ان کی طلب میں سستی واقع ہو جائے گی

مخلوق کے ساتھ ضرورت سے زیادہ میل جول رکھنا فضول ہے اور لایعنی میں داخل ہے اور بہت ممکن ہے کہ اس بات سے بہت بڑا نقصان واقع ہو جائے اور شریعت وطریقت کے ممنوعات میں داخل ہو جائے۔ جو شیخ اپنے مریدوں کے ساتھ بہت زیادہ میل جول رکھے گا تو لازمی طور پر وہ اپنے مریدوں کو عقیدت وارادت سے باہر نکال دے گا اور ان کی طلب میں سستی واقع ہو جائے گی اس سے اللہ سبحانہ کی پناہ مانگتا ہوں اس معنی کی برائی کو خوب مدنظر رکھ کر طالبوں کے ساتھ ایسا سلوک اختیار کریں جو انس والفت کا سبب ہو نہ کہ ان کی نفرت و ناشناسائی کو موجب ہو مخلوق سے یکسوئی ضروری ہے کیونکہ ضرورت سے زیادہ دوستی ان کے لئے زہر قاتل ہے۔

مکتوب، ج، 3، ن 102

بزرگوں نے کہا ہے کہ پیر کو چاہئے کہ مرید کی نظر میں خود کو شان وشوکت سے رکھے

برادرم مولانا یار محمد قدیم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو بھی اس بات سے آگاہ کر دیں اور بہت تاکید کے ساتھ کہہ دیں کہ تعلیم طریقت میں جلدی نہ کریں (پیری مریدی کی) دکان کھولنا مقصود نہیں ہے بلکہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی مرضی کو ملحوظ رکھنا چاہئے اطلاع دینا ہمارا کام ہے دوسرے آپ (مولانا یار محمد قدیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے مریدوں کی شکایت کی تھی تو اس شکایت کی بجائے اپنی وضع

(اپنے طریقہ زندگی) کا گلہ کیجئے کیونکہ آپ (مولانا یار محمد قدیم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) اس جماعت کے ساتھ اس طرح زندگی بسر کرتے ہیں جس کے نتیجے میں آپ (مولانا یار محمد قدیم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کو آزار و تکلیف کا سامنا کرنا پڑا بزرگوں نے کہا ہے کہ پیر کو چاہیے کہ مرید کی نظر میں خود کو شان و شوکت سے رکھے نہ یہ ان سے خلط ملط کا دروازہ کھول دے اور مصاحبانہ سلوک کر کے شکوہ و شکایت کا ہنگامہ کھڑا کر دے۔ والسلام

مکتوب، ج، 1، ن 209

شیخ حسن کو بھی چاہیے کہ اپنے پیر بھائیوں کے دل کی محافظت کریں

برادرم حضرت خواجہ اویس (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) یہ بات دوستوں کو ذہن نشین کرا کر حلقہ مشغولی کی طرف رہنمائی کریں اور حضرت شیخ حسن (رحمتہ اللہ علیہ) کی طرف ترغیب و تربیت فرمائیں۔ حضرت شیخ حسن (رحمتہ اللہ علیہ) کو بھی چاہیے کہ اپنے پیر بھائیوں کے دل کی محافظت کریں اور برادری کے حقوق اچھی طرح بجالائیں اور فقہ کی کتابوں کا مطالعہ نہ چھوڑیں احکام شریعت کی اشاعت کریں اور سنت سنیہ کی متابعت کی ترغیب دیں اور بدعت سے ڈرائیں اور ہٹائیں اور التجا و تضرع وزاری کے طریق کو ہاتھ سے نہ چھوڑیں ایسا نہ ہو کہ نفس امارہ دوستوں پر تقدیم و ریاست حاصل ہونے کی وجہ سے ہلاکت میں ڈال دے اور خراب وابتر کر دے لہٰذا ہر وقت اپنے آپ کو قاصر و ناقص جان کر کمال کے طالب رہیں اور نفس و شیطان جو دو بڑے دشمن گھرت میں لگے ہوئے ہیں ایسا نہ ہوا کہ راستے سے بھٹکا دیں اور محروم و خاسر کر دیں۔

همه اندرز من بتو ایں است　　　که تو طفلی وخانه رنگیں است

یہ نصیحت مگر ہے تیرے لئے　　　کہ تو بچہ ہے گھر ہے رنگ برنگ

مکتوب، ج، 1، ن، 61

ایسا نہ ہو کہ اس امر میں آپ کا استدراج مطلوب ہو

جاننا چاہیے کہ جب کوئی طالب (سالک) آپ کے پاس ارادت سے آئے تو اس کو طریقہ سکھانے میں بہت تامل کرنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ اس امر میں آپ کا استدراج مطلوب ہو اور خرابی منظور ہو خصوصاً جب کسی مرید کے آنے پر کچھ خوشی و سرور پیدا ہو تو چاہیے کہ اس بارے میں التجا و تضرع کا طریق اختیار کر کے چند مرتبہ استخارہ کریں تاکہ یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ اس کو طریقہ سکھانا چاہیے اور (اس میں) خرابی و استدراج مراد نہیں ہے کیونکہ حق تعالیٰ کے بندوں میں تصرف (توجہ) کرنا اور اپنے وقت کو ان کے پیچھے ضائع کرنا اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر جائز نہیں "لتخرج الناس من الظلمت الی النور باذن ربھم" (تاکہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے نور کی طرف اللہ تعالیٰ کے اذن سے نکالیں) اسی معنی پر دلالت کرتی ہی ایک بزرگ فوت ہو گئے تو ان کو خطاب ہوا کہ تو وہی ہے جس نے میرے دین میں میرے بندوں پر زرہ پہنی تھی (یعنی شیخ کامل کی اجازت کے بغیر راہ ارشاد اختیار کی تھی) انھوں نے کہا کہ فرمایا! کہ تو نے میرے بندوں کو میری طرف تفویض کیوں نہ کیا اور دل سے میری طرف متوجہ نہ ہوا اور وہ اجازت جو آپ کو اور دوسروں کو دی گئی ہے چند شرائط پر مشروط ہے اور حق تعالیٰ کی رضامندی کا علم حاصل

کرنے پر موقوف ہے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ مطلق اجازت دیدی جائے وقت آنے تک شرائط کو اچھی طرح مدنظر رکھیں اطلاع دینی شرط ہے۔

مکتوب، ج، 1، ن، 211

فیض و برکات کی دولت بظاہر کہیں سے بھی پہنچے

حقیقتاً اس کو اپنے شیخ (پیرومرشد) ہی کی طرف سے سمجھنا چاہیئے تاکہ توجہ کا قبلہ پراگندہ نہ ہو اور اس کارخانہ میں خلل نہ پڑے جہاں سے بھی کچھ ملے اس کو اپنے پیر ہی کی طرف سے جانے کیونکہ وہ جامع ہے اور جس صورت میں بھی اس کی تربیت ظہور پائے وہ حقیقتاً اسی کی طرف سے ہے اور یہ مقام طالبوں کے قدم پھسلنے کا ہے اس مقام سے واقف رہنا چاہیئے تاکہ دشمن لعین راہ نہ پاسکے اور پراگندہ نہ کرے آپ نے سنا ہوگا۔ جو ایک جگہ ہوتا ہے۔ وہ ہر جگہ ہوتا ہے اور جو ہر جگہ ہوتا ہے وہ کہیں نہیں ہوتا۔

مکتوب، ج، 3، ن، 20

مشائخ کی صورتیں حقیقۃً شیخ مقتدا کے لطائف ہیں

آپ سے بار بار کہا گیا ہے کہ مشائخ (رحمتہ اللہ علیہم) کی روحانیات۔ اور ان کی امداد سے (دھوکے میں نہ پڑ جائیں اور اس پر) مغرور نہ ہوں کیونکہ مشائخ (رحمتہ اللہ علیہم) کی صورتیں حقیقۃً شیخ مقتدا کے لطائف ہیں جو کہ ان شکلوں میں ظاہر ہوئے ہیں قبلہ توجہ کے لئے وحدت شرط ہے توجہ کو پراگندہ کرنا نقصان کا باعث ہے "عِیَاذًا بِاللّٰہِ سُبْحَانَہٗ" (حق تعالیٰ سبحانہ کی پناہ

مکتوب، ج، 1، ن، 149

صوفیاءِ کرام کے فضائل

مقبول یزدانی شیخ کبیر مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں صوفیاءِ کرام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو خدا پرست صاحب کشف اور شمع نبوت سے نور حاصل کرتے ہیں زمین ان کے سہارے قائم ہے اور انہی کے فیوض و برکات اہل زمین پر نزول رحمت کا باعث ہوتے ہے انہی کی وجہ سے لوگوں پر بارش برسائی جاتی ہے اور انہی کی بدولت ان کو رزق دیا جاتا ہے اور ان کے پاس بیٹھنے والا کبھی بدنصیب نہیں ہوتا۔

رسالہ تہلیلیہ، ص، 24

جہاں کہیں سے بھی فیض و نسبت مشاہدہ کیا جائے اس کو اپنے پیر کی طرف راجع کرنا چاہیئے

صوفی۔ عبداللہ کابلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو لکھا تھا جو آپ نے ہمارے حضرت عالی امام ربانی سلطان طریقت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت خواجۂ خواجگان شیخ بہاء الدین والدین نقشبند مشکل کشاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ اکابر آپ کی تربیت کیلئے آئے ہیں اور (ان میں سے) ہر ایک سے نسبتیں پہنچی ہیں اور انھوں نے خلعتیں عنایت فرمائی ہیں عمدہ اور مبارک ہے لیکن اس قدر جان لینا

چاہئیے کہ جہاں کہیں سے بھی فیض ونسبت مشاہدہ کیا جائے اس کو اپنے پیر کی طرف راجع کرنا چاہئیے کہ جس نے کسی بزرگ کی صورت میں متشکل ہوکر نسبت کا فیض جاری کیا ہے۔

مکتوب معصومیہ، ج،3، ن،42

مرشد کی صحبت اور ملاقات

سلسلہ مشائخ کبرویہ اس مرید کو جو تین دن تک اپنے احوال وواقعات شیخ (شیخ طریقت پیر کامل) کی خدمت میں پیش نہ کرے ''کف پائے'' (پاؤں کا تلوا یا چپل) کہتے ہیں خیر جو کچھ ہوا سو ہوا آئندہ ایسا نہ کرے اور جو کچھ ظاہر ہوتا رہے اس کو لکھتے رہا کریں۔

مکتوب، ج،1، ن،223

باعاشقاں نشین وہمہ عاشقی گزیں
باہر کہ نیست عاشق بااومشو قریں

عاشقوں کے ساتھ بیٹھ اور کامل عاشقی اختیار کر جو شخص عاشق نہیں ہے اس کے قریب مت جا۔

مکتوب معصومیہ، ج،3، ن،223

معرفت سے قبل ارتکاب کردہ گناہوں سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا

حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ خداوند کریم (کی ذات) سے جس کی مغفرت بڑی ہی وسیع ہے یہی امید رکھتا ہوں کہ ایسے عارف کو جو اسلام کی حقیقت سے واقعی آشنا ہو چکا ہو معرفت سے قبل ارتکاب کردہ گناہوں سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اگرچہ یہ گناہ مظالم اور حقوق العباد کی قسم ہی سے کیوں نہ ہوں کیونکہ حق تعالیٰ سبحانہ ہی مالک مطلق ہے اور بندوں کے قلوب اس کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں وہ انھیں جس طرح چاہتا ہے الٹتا پلٹتا رہتا ہے اور مطلق اسلام کا قبول کرنا ہی گناہوں کو ختم کر دیتا ہے سوائے مظالم اور بندوں کے حقوق کے جیسا کہ ظاہر ہے پس بیشک حقیقت اور کمال کو ایسی برتری اور فضیلت ہوتی ہے جو اس چیز کو مطلق صورت میں حاصل نہیں ہوتی۔

مبدا ومعاد، ص،148

حضرت مجدد الف ثانی مریدوں کو نصیحت کرتے ہیں

آپ (حضرت عالی امام ربانی کمالات نبوت وولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) ہمیشہ اپنے مریدوں کو کثرت ذکر دوام حضور اور مراقبہ کی پابندی کے لیے ترغیب دلایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ دنیا دار العمل ہے اور کھیتی بونے اور اس کے لیے کام کرنے کی جگہ ہے اس لیے حضور باطن کو ظاہری آداب واعمال کے ساتھ اپنے کام میں لگائے رکھو۔

حضرات، ص،165

ایسا جذب طاری ہوا کہ رات ہی کو میں دیوانہ وار دشت وصحرا میں چلا گیا

ایک درویش نے کہ جس میں جذب کے آثار بے نفسی کی علامات اور آزادی وبے نیازی کی نشانیاں موجود تھیں بیان کیا کہ میں بنگال سے اکبرآباد (آگرہ) آیا ہوا تھا اور حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس وقت اس شہر میں

تشریف رکھتے تھے ایک رات آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور التماس کی کہ مجھے تعلیم ذکر فرمادیں آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے قبول فرمالیا (لیکن) اسی وقت مجھ پر ایسا جذب طاری ہوا کہ رات ہی کو میں دیوانہ وار وہاں سے باہر نکلا اور دشت وصحرا میں چلا گیا اور مدت تک کوہ وبیاباں میں پھرتا رہا اور مجھے سونے کھانے اور آرام کرنے کی خبر نہ رہی کیا کہوں کہ اس زمانے میں کیا کیا میں نے دیکھا اور کیا کیا حاصل کیا۔

حضرات القدس، ص، 181

بُری صحبت کے اثرات ونتائج

ایک سید صاحب جو صحیح النسب اور سعید تھے اور شمس العارفین شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ان کا حال یہاں تک پہنچ چکا تھا کہ زمین وآسمان کے طبقات ان پر کھل گئے تھے اور عجیب وغریب واردات ان پر ہوا کرتے تھے بیان کرتے تھے کہ ایک دن مجھے خیال آیا کہ ان دنوں میں تو حضرت سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کوئی کرامت ظہور میں نہیں آئی محض اس خیال کے آتے ہی میرے احوال میں انقباض ہو گیا اور میں سمجھ گیا کہ اس انقباض کا سبب وہی براخیال ہے۔ پس معافی مانگنے کے لیے اپنی دستار کو گردن میں ڈال کر خود کو حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں میں ڈال دیا اور تضرع اور زاری کی مگر اس خیال کو ظاہر نہیں کیا اور اپنی زبان سے وہ بات نہیں بتائی حضرت سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک لمحے کے بعد میرا سر اوپر کیا اور فرمایا کہ، سید صاحب نے کرامات طلب کی ہیں اور یہ براخیال فلاں کی صحبت سے پیدا ہوا تھا اور آپ (حضرت زبدۃ العارفین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اس شخص کا نام بھی بتایا جس کے ساتھ بیٹھنے کی وجہ سے ایسا خیال پیدا ہوا تھا۔

حضرات القدس، ص، 182

جمعیت (قلب) کو اجتماع میں تلاش کیا ہے

اس راہ سلوک میں دوستوں کا (ایک جگہ) جمع ہونا باطن کے اطمینان کے حصول کیلئے ہے نہ کہ پرگندیٔ خاطر کیلئے لہٰذا انجمن (اجتماع) کو گوشہ نشینی پر ترجیح دی گئی ہے اور جمعیت (قلب) کو اجتماع میں تلاش کیا ہے وہ اجتماع جو تفرقے کا باعث ہو اس سے بچنا لازم ہے باطنی جمعیت (اطمینان) کیلئے جو کچھ مل جائے مبارک ہے اور اگر میسر نہ ہو تو وہ منحوس ونامبارک ہے (غرض) اس طرح زندگی گذارنی چاہیے کہ پاس بیٹھنے والے بھی صحبت ومجلس سے جمعیت قلب حاصل کریں نہ کہ اس میں پراگندگی وافتراق کا اضافہ ہو اپنی زندگی کی کتاب کے اوراق کو بار بار ملاخطہ (دیکھنا) کرنا چاہیے اور باتیں بنانے کی نسبت خاموش رہ کر اپنا محاسبہ کرنا چاہیے اب شعروشاعری کا وقت نہیں ہے اور نہ بیت بازی کا۔

چہ وقت مدرسہ وبحث کشف وکشاف است (اب مدرسہ کا اور کشف وکشاف کی بحثوں کا وقت نہیں ہے)

مکتوب، ج، 1، ن، 176

وہ عمل جو عرف وعادت کے طور پر ہے

نیز آپ نے دریافت کیا تھا کہ (اکابر نقشبندیہ) ذکر جہر سے منع کرتے ہیں کہ یہ بدعت ہے حالانکہ اس سے ذوق وشوق پیدا ہوتا ہے اور دوسری چیزوں سے جو کہ حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں نہیں تھیں مثلاً لباس فرجی شال اور شلوار سے منع نہیں کرتے۔ میرے مخدوم! حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عمل دو قسم کا ہے: ایک عبادت کے طریقہ پر ہے اور دوسرا عرف وعادت کے طور پر وہ عمل جو عبادت کے طریقے پر ہے اس کے خلاف کرنا بدعت منکرہ جانتا ہوں اور اس کے منع کرنے میں مبالغہ کرتا ہوں۔ کہ یہ دین میں نئی نئی باتیں پیدا کرنا ہے اور وہ مردود ہے اور وہ عمل جو عرف وعادت کے طور پر ہے اس کے خلاف کرنا بدعت منکرہ نہیں جانتا اور اس کے منع کرنے میں مبالغہ نہیں کرتا کیونکہ اس کا تعلق دین سے نہیں اور اس کا ہونا نہ ہونا عرف وعادت پر موقوف ہے نہ کہ دین وملت پر جس طرح کہ بعض شہروں کا عرف دوسروں کے عرف خلاف ہے اسی طرح ایک شہر میں زمانے کے تفاوت کے اعتبار کی وجہ سے عرف میں تفاوت ظاہر ہے البتہ عادی سنت کی رعایت بھی بہت سے فائدوں اور سعادتوں کا باعث ہے اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کل من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا کی متابعت پر ثابت قدم رکھے۔

مکتوب، ج،1، ن،231

بدعت کو اچھا سمجھ کر دین کے ساتھ ملا لیا ہوگا

منقول ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی سلطنت کے زمانے میں جب دین کی ترویج کریں گے اور احیائے سنت کا حکم دیں گے تو مدینہ منورہ کا عالم جس نے بدعت پر عمل کرنا اپنی عادت بنالی ہوگی اور اس (بدعت) کو اچھا سمجھ کر دین کے ساتھ ملا لیا ہوگا وہ تعجب سے کہے گا کہ اس شخص (حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ہمارے دین کو ختم کر کے ہماری ملت کو مار ڈالا ہے حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس عالم کے قتل کا حکم فرمائیں گے اور اس کے حسنہ (اچھائی) کو سیئہ (برائی) خیال کریں گے "ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو العظیم" (سورۃ جمعہ) یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے)

مکتوب، ج،1، ن،255

دو چیزیں راسخ اور مضبوط ہوں شیخ مقتدا کی محبت اور اخلاص اور مدنی تاجدار ﷺ کی متابعت

دو چیزوں کی محافظت کرنا لازم وضروری ہے: ایک صاحب شریعت حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متابعت اور دوسرے شیخ مقتدا کی محبت واخلاص ان دو چیزوں کے ساتھ اور کچھ دیں سب ہی نعمت ہے اور اگر کچھ بھی نہ دیں لیکن یہ دو چیزیں راسخ اور مضبوط ہوں تو پھر کچھ غم نہیں آخر کار دیدیں گے اور اگر نعوذ باللہ ان دو چیزوں میں سے کسی ایک میں خلل پڑ جائے اور اس کے باوجود احوال اور ذواق بدستور اپنے حال پر رہیں تو ان کو استدراج جاننا چاہئے اور اپنی خرابی وبربادی خیال

کرنا چاہئیے استقامت کا یہی طریقہ ہے''واللہ سبحانہ الموفق ،ولسلام''

مکتوب، ج،1، ن، 280

نقشبندیہ کا دار و مدار دو اصلوں پر ہے

اے بھائی آپ سے کئی دفعہ کہا گیا ہے کہ اس طریق (عالیہ نقشبندیہ) کا دار و مدار دو اصلوں پر ہے ایک یہ کہ شریعت پر اس حد تک استقامت اختیار کرنا کہ اس کے چھوٹے سے چھوٹے آداب کے ترک پر بھی راضی نہ ہوں۔ دوسرے یہ کہ شیخ طریقت کے محبت واخلاص اس طرح راسخ وثابت ہو جائے کہ اس (کے حکم) پر کسی قسم کے اعتراض کی ہرگز گنجایش نہ رہے بلکہ اس (شیخ طریقت) کے تمام حرکات وسکنات مرید کی نظر میں پسندیدہ ومحبوب دکھائی دیں ان دو اصلوں کے متعلق جو امور ہیں ان میں سے کسی امر میں بھی خلل واقع ہونے سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اور اگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عنایت سے یہ دونوں اصل درست ہو گئیں تو دنیا وآخرت کی سعادت''نقد وقت''ہے۔

مکتوب، ج،1،ن، 228

جس نے ان کو پہچانا تجھ کو پالیا

اس گروہ (اولیاء کرام) کی محبت جو ان کی معرفت پر مترتب ہوتی ہے حق سبحانہ وتعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے دیکھئے کس صاحب نصیب کو اس نعمت سے مشرف فرماتے ہیں حضرت شیخ الاسلام ہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ''الٰہی تو نے اپنے دوستوں کے ساتھ یہ کیا معاملہ کیا ہے کہ جس نے ان کو پہنچانا تجھ کو پالیا اور جب تک تجھ کو نہ پایا ان کو نہیں پہنچانا''اس گروہ کے ساتھ بغض وعناد رکھنا زہر قاتل ہے اور ان پر طعن کرنا (نیک کاموں سے) ہمیشہ کی محرومی کا باعث ہے''نَجَّانَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَاِیَّاکُمْ عَنْ ھٰذَا الْاِبْتِلَاءِ''(اللہ سبحانہ، وتعالیٰ ہم کو اور آپ کو اس آزمائش سے بچائے) حضرت شیخ الاسلام ہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا''الٰہی جس کو تو اپنے دربار سے مردود کرنا چاہتا ہے اس کو ہمارا مخالف بنا دیتا ہے۔

بے عنایات حق وخاصان حق ۔۔۔ گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

لطف حق اور لطف خاصاں کے بغیر ۔۔۔ ہو فرشتہ بھی عمل اس کا تباہ

یہ رجوع وانابت جو حق سبحانہ، وتعالیٰ نے آپ کو از سر نو کرامت فرمائی ہے اس کو بڑی نعمت خیال فرمائیں اور حق سبحانہ وتعالیٰ سے اس پر استقامت کے طالب ہوں۔

مکتوب، ج،1، ن، 106

توجہ کا مجددی طریقہ

طالبوں کے سینے کے ساتھ اپنا سر لگا کر توجہ دینا حضرت خواجہ محمد زبیر خلیفۃ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا طریقہ ہے اس سے پہلے طریقہ اکابر نقشبندیہ میں یہ رواج نہ تھا بلکہ زانو بہ زانو بٹھا کر القائے نسبت کیا کرتے تھے ایک روز اس بارے میں، میں نے اپنے قبلہ گاہ سے دریافت کرنی چاہی تو بیان کرنے سے پہلے ہی آنحضرت (حضرت خواجہ محمد زبیر خلیفۃ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے بہ نور باطنی معلوم کر کے فرمایا کہ حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بعثت سے پہلے اولیاء گذشتہ میں توجہ

دینے کا طریقہ نہ تھا کیونکہ حضرت رسالت مآب احمد مصطفیٰ ﷺ کے عہد کا قرب تھا ہر شخص میں اس قدر قابلیت تھی کہ صرف شیخ (کامل) کی مجلس سے ہی فیض حاصل کر لیا کرتا تھا محمد مصطفیٰ سرور کائنات ﷺ کے عہد مبارک کو ہزار سال کا عرصہ ہوگیا تو لوگوں کی استعدادیں کم ہوگئیں اس واسطے حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بذریعہ کشف طریق توجہ معلوم کر کے اسے رواج دیا نیز جو کمالات حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حاصل تھے وہ شیخ (کامل) کی توجہ کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے اس واسطے طریقہ احمدیہ میں توجہ کی رسم جاری ہوئی حضرت سردار اولیاء و امامنا شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانے سے لے کر اب تک بھی بہت عرصہ گذر چکا ہے اس واسطے لوگوں کی استعداد اور بھی کمزور ہوگئی ہے چونکہ آنحضرت (حضرت ابو معصوم عروۃ الوثقیٰ جان نثار سنت مصطفےٰ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) امام وقت تھے اور طبیب مرض کے مطابق علاج کرتا ہے اس واسطے اس قسم کی توجہ جو مطلوب کے ملنے کی سب سے قریب کی راہ سے تجویز فرمائی۔

روضۃ القیومیہ، ج،4،ص،330،331

اگر ایک خشک لکڑی پر توجہ دوں

(آپ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے تھے کہ) اللہ تعالیٰ نے اپنی بے انتہا عنایت سے اس فقیر (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو اتنی قدرت عطا فرمائی ہے کہ اگر ایک خشک لکڑی پر توجہ دوں تو ایک عالم سے منور ہو جائے گا لیکن اس آخر زمانے میں اس طرح کی توجہ کے اظہار کیلئے اللہ تعالیٰ کی مرضی نہیں ہے۔

حضرات القدس، ص،180

ایک توجہ ایک سو چالیس سالہ عبادت سے بہتر ہے

حضرت شیخ شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قبلہ گاہا! عجیب معاملہ ہے۔ عالی جناب (حضرت شیخ شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے شوق کے وقت گویا کھڑکی کھل جاتی ہے جس سے آنجناب (حضرت شیخ شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے فیوض و برکات اس کمترین (حضرت علامہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ) پر ابر نیساں کی طرح برستے ہیں۔ شوق جس قدر زیادہ ہوتا ہے ان کی بارش بھی زیادہ ہوتی ہے احقر (حضرت علامہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ) کو یقین ہے کہ کمترین (حضرت علامہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ) کی باطنی فتوحات جس قدر ہیں وہ سب آپ (حضرت شیخ شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی توجہ سے مربوط ہیں آنجناب (حضرت شیخ شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی ایک توجہ ایک سو چالیس سالہ عبادت سے بہتر ہے۔

گر از جانب معشوق نباشد کششے
کوشش عاشق بیچارہ بجائے نرسد

انفاس العارفین، ص،119،120

تصرف وتوجہ سے شیخ (کامل) کی رنگت اختیار کر جائے

حضرت سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ نے از راہ لطف وکرم حضرت سردار اولیاء و امامنا شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنا مکون و مزور بنایا مکون اور مزور اس شخص کو کہتے ہیں کہ جب شیخ کامل چاہے کہ اپنے کمالات خاصہ کو مرید میں القا کرے تو مرید اس کے تصرف وتوجہ سے شیخ (کامل) کی رنگت اختیار کر جائے اور اس کے حقائق ودقائق سے متحقق ہو جائے حتی کہ مرید کی صورت بھی شیخ (کامل) کی صورت ہو جائے۔

سیرت مجدد الف ثانی، ز، 186

لذیذ چیز کھاؤ اگر بیمار نہیں رہو

آیت قرآنی کی لطیف تشریح: (عربی عبارت کا ترجمہ ملاحظہ ہو) حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے یا یھا الذین امنوا کلوا من طیبات ما رزقنکم واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون "یعنی اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں بطور رزق عطا فرمائی ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو اس آیت میں یہ احتمال ہے کہ یہ شرط (کہ اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو) اس امر کیلئے لگائی گئی ہو جو کھانے کیلئے فرمایا گیا ہے (یعنی پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ) یعنی جو کچھ ہم نے تمہیں رزق دیا ہے اس میں سے لذیذ چیزیں کھاؤ بشرطیکہ تمہاری طرف سے یہ بات صحیح ہو کہ تم اپنی عبادت کیلئے خدا ہی کی ذات کو مخصوص کرتے ہو اور اگر تمہاری جانب سے یہ بات صحیح نہ ہو بلکہ تم اپنے نفس کی لہو ولعب میں ڈالنے والی خواہشات کی بندگی بھی کر رہے ہو تو ان تمام لذیذ چیزوں کو نہ کھاؤ کیونکہ اس صورت میں تم بیمار ہو اور باطنی مرض میں گرفتار ہو اور جو چیزیں بطور رزق کی دی گئے ہے ان میں سے لذیذ چیزوں کا کھانا تمہارے لئے زہر قاتل ہے ہاں جب تمہارا باطنی مرض جاتا رہے تو ان لذیذ چیزوں کا کھانا تمہارے لئے درست ہو جائے گا صاحب کشاف (علامہ زمخشری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے شکر کے مطالبہ کا لحاظ کرتے ہوئے اس جگہ طیبات کی تفسیر مستلذات (لذیذ اور دل پسند چیزوں) سے کی ہے۔

مبدأ ومعاد، ص، 145، 146 منھا، ن، 16

قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ سے عقیدت

ہم (حضرت رموز اسرار قرانیاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) چار آدمی اپنے خواجہ (قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں ایسے تھے کہ لوگوں کی نگاہوں میں باقی تمام دوستوں میں ہمیں خاص امتیاز حاصل تھا قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسبت ہم میں سے ہر ایک کا اعتقاد علیحدہ تھا اور معاملہ بھی جدا تھا یہ فقیر (حضرت رموز اسرار قرانیاں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) تو یقین کے ساتھ یہ سمجھتا تھا کہ اس قسم کی صحبت اور یکجائی اور اس طرح کی تربیت اور ہدایت آنسرورعلیہ او علیٰ آلہ الصلوات و التسلیمات کے زمانہ کے بعد سے کبھی بھی کسی کو حاصل نہیں ہوئی اور حق تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا کرتا تھا کہ اگر چہ خیر البشر علیہ و علیٰ آلہ الصلوات و السلام کے

شرف صحبت سے مشرف نہیں ہو سکا تاہم اس صحبت کی سعادت سے محروم نہیں رہا اور ہمارے حضرت خواجہ (قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ان دوسرے تین دوستوں کے متعلق یوں فرمایا کرتے تھے کہ فلاں آدمی تو مجھے صاحب تکمیل سمجھتا ہے لیکن صاحب ارشاد نہیں سمجھتا اور اس کے نزدیک ارشاد کا مرتبہ تکمیل سے زیادہ ہوتا ہے فلاں آدمی ہم سے کوئی سروکار نہیں رکھتا اور اس اس تیسرے کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ وہ ہماری نسبت انکار رکھتا ہے چنانچہ ہم میں سے ہر ایک اس کے اعتقاد کے اندازہ کے مطابق ہی حصہ ملا۔

مبدو معاد، ص، 201، 202، منھا، ن، 46

جس شخص کا شیخ میرے شیخ کی طرح کامل مکمل ہو

حضرت شیخ المشائخ حضرت خواجہ مظہر جانجاناں حبیب اللہ شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ فقیر (حضرت شیخ المشائخ حضرت خواجہ مظہر جانجاناں حبیب اللہ شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سلوک حاصل کرنے کے زمانہ میں اپنے مشائخ (رحمۃ اللہ علیہم) سے اس قدر قوی اعتقاد و عظیم محبت رکھتا تھا کہ اگر حضرت امام مہدی موعود علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام ظاہر ہو جاتے تو بھی اپنے مشائخ (رحمۃ اللہ علیہم) کی اتباع کو ترک نہ کرتا اور بلند ہمتی اس قدر تھی کہ دل میں پکا ارادہ رکھتے تھے کہ حضرت شیخ المشائخ سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ صوفیہ کے سرداروں کے سردار تھے سے انشاء اللہ تعالیٰ سلوک میں اگر سبقت نہ لے جاؤنگا تو میں اپنے کو ضائع و تلف خیال کروں گا۔ لہٰذا جس شخص کا شیخ کامل مکمل میرے مشائخ کی طرح ہو اس کو چاہیئے کہ دوسرے شیخ کی طرف رجوع نہ کرے لیکن پیر ناقص سے خود کو رجوع (دور) کرنا ضروری ہے کہ وہ اس قابل نہیں ہے کہ اس سے صحبت رکھی جائے بلکہ اس کے ساتھ صحبت رکھنے میں اپنی استعداد کا ضائع کرنا ہے۔

معمولات مظہریہ، ص، 140

کیا معرفت کے بعد کوئی لغزش نقصان دہ نہیں ہوتی؟

بعض مشائخ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کا ارشاد ہے کہ جس نے خدا کی معرفت حاصل کر لی اسے کوئی گناہ نقصان نہیں دیتا اس کا مطلب یہ ہے اس نے معرفت حاصل کرنے سے پہلے جن گناہوں کا ارتکاب کر لیا تھا وہ اسے نقصان نہیں دیتے کیونکہ اسلام قبول کرنے سے پہلے جو گناہ ہو چکے ہوں انھیں اسلام بالکل ختم کر دیتا ہے اور صوفیہ کے طریقے پر حقیقی اسلام فنا اور بقا کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی معرفت ہی ہے لہٰذا اس معرفت کا حصول، ان گناہوں کو جو اس سے پہلے سرزد ہو چکے ہوں ختم کر دیتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ گناہ سے مراد وہی گناہ ہوں جو اس معرفت کے بعد سرزد ہوں تو اس صورت میں گناہ سے مراد صغیرہ گناہ ہوں گے کبیرہ نہیں ہوں گے کیونکہ اولیاء اللہ کبیرہ گناہوں سے محفوظ ہوتے ہیں صغیرہ گناہ اس لئے نقصان نہیں دیتے کہ عارف ان پر اصرار نہیں کرتا اور بغیر کسی فصل کے فوراً ہی اس کا تدارک توبہ اور استغفار سے کر لیتا ہے نیز یہ بھی ممکن ہے کہ اس کا مطلب یہ ہو کہ عارف سے کوئی گناہ صادر ہی نہیں ہوتا کیونکہ گناہوں کا صادر نہ ہونا اور ان کا نقصان نہ دینا اس کیلئے ملزوم ہے۔ اور ان کا نقصان نہ دینا (یعنی جب کوئی شخص گناہ ہی نہیں کرے گا تو لازماً سے ان کا نقصان بھی نہیں پہنچے گا) لہٰذا لازم کو ذکر کر کے ملزوم مراد

لیا گیا ہے اور جو کچھ ملحدوں نے اس عبارت سے تو ہم کیا ہے کہ۔ عارف کیلئے گناہوں کا ارتکاب کرنے کی گنجائش ہے کیونکہ وہ اسے نقصان نہیں دیتے تو تو ہم قطعاً باطل ہے اور صریحاً زندقہ ہے"اولئک حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان هم الخاسرون" ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذهدیتنا وهب لنا من دلدنک رحمة انک انت الوهاب" ایسے لوگ شیطان کی ٹولی والے ہیں خبردار ہو کہ شیطان کی ٹولی والے ہی خسارہ میں رہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! تو ہمارے دلوں کو ہدایت عطا فرمانے کے بعد کجی کی طرف مائل نہ فرما اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما یقیناً تو بہت عطا فرمانے والا ہے اور حق تعالیٰ اپنی رحمتیں سلامتیاں اور برکتیں نازل فرمائے ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر۔

مبدأ و معاد، ص، 147، 148 منھا، ن، 17

صورت ایمان اور حقیقت ایمان

"لا الــه الا اللـه" کے ذکر سے مقصود باطل معبودوں کی نفی کرنا ہے خواہ وہ آفاقی ہوں اور خواہ انفسی آفاقی معبودوں سے مراد کافروں اور فاجروں کے باطل معبود ہیں مثلاً لات اور عزیٰ اور معبودان انفسی سے مراد نفسانی خواہشات ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے" افرأیت من اتخذ الهه هواه "تو کیا آپ نے ان لوگوں کو دیکھا جنھوں نے اپنی خواہشات ہی کو اپنا خدا بنالیا ہے ایمان یعنی تصدیق قلبی جس کا ہمیں ظاہر شریعت نے مکلف بنایا ہے آفاقی معبودان باطل کی نفی کیلئے کافی ہے لیکن انفسی معبودان باطل کی نفی کیلئے نفس امارہ کا تزکیہ درکار ہے جو اہل اللہ کے راستے پر چلنے (سلوک) کا حاصل ہے ایمان حقیقی ان دونوں قسم کے معبودان باطل کی نفی سے وابستہ ہے لیکن ایمان کے متعلق ظاہر شریعت کا حکم محض معبودان آفاقی کے ابطال ونفی سے بھی ثابت ہو جاتا ہے مگر اس قسم کا ایمان محض ایمان کی صورت ہوتی ہے ایمان کی حقیقت تو معبودان انفسی کے ابطال پر ہی منحصر ہے صورت ایمان کے تو زائل ہونے کا احتمال ہے لیکن حقیقت ایمان اس احتمال سے محفوظ ہے کیونکہ صورت ایمان میں اول تو نفس امارہ ہی اپنے انکار اور کفر سے باز نہیں رہتا (صورت ایمان میں) اس سے زیادہ کچھ حاصل نہیں ہوتا کہ نفس امارہ کی مخالفت کے باوجود قلب میں ایک گونہ تصدیق پیدا ہو جاتی ہے لیکن ایمان حقیقی میں خود نفس امارہ جو اپنی ذات کے اعتبار سے سرکش ہے مطیع وفرمانبردار ہو کر سرکشی سے باز آجاتا اور شرف ایمان سے مشرف ہو جاتا ہے ان تکلیفات شرعیہ سے مقصود بھی نفس کو عاجز کرنا اور اسے خراب کرنا ہے کیونکہ قلب تو بذات خود احکام الٰہی جل شانہ کا مطیع وفرمانبردار ہی ہوتا ہے اگر قلب میں کسی قسم کی خباثت پیدا ہوتی تو وہ نفس کی ہمسائیگی ہی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

تواضع زگردن فرازاں نکوست | گدا گر تواضع کند خوئے اوست

بہت اچھی ہے عادت سربلندی میں تواضع کی،،، گدا گر تواضع (عاجزی) کرے تو اس کی عادت ہے

لہذا تزکیہ نفس ضروری ٹھہرا تا کہ ایمان کی حقیقت حاصل ہو سکے اور وہ زوال سے محفوظ ہو جائے تزکیہ نفس کا تعلق درجہ ولایت

سے ہوتا ہے جس سے مراد فنا اور بقا ہے جب تک کوئی آدمی درجہ ولایت تک نہ پہنچ جائے اطمینان نفس ممکن نہیں ہے اور جب تک نفس اطمینان سے وابستہ نہ ہو جائے حقیقت ایمان کی بو بھی مشام جان (جان کے دماغ) تک نہیں پہنچ سکتی اور وہ زوال کے اندیشہ سے محفوظ نہیں رہ سکتا "الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم و لا هم یحزنون" یاد رکھو جو لوگ اللہ کے دوست ہیں نہ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

معارف لدنیہ، ص، 144، 145

از پے ایں عیش و عشرت ساختن　صد ہزاراں جاں بباید باختن

اس جہاں کے عیش و عشرت کیلئے　چاہئیں تحفے ہزاروں جان کے

خدا کی ذات مشاہدہ رویت وہم اور خیال میں نہیں آ سکتی

ہم ایسے خدا کی ہرگز پرستش نہیں کرتے جو شہود کے احاطہ میں آسکے جو دیکھا جاسکے جو معلوم ہو سکے اور جو وہم و خیال میں سما سکے کیونکہ مشہود مرئی معلوم موہوم اور خیال میں آجانے والی چیز مشاہدہ کرنے والے دیکھنے والے جاننے والے وہم کرنے والے اور خیال کرنے والے کی طرح مخلوق اور پیدا شدہ ہے۔

آں لقمه که در دهاں نگنجد طلبم　سما سکتا نہیں منہ میں، میں اس لقمہ کا طالب ہوں

سیر و سلوک کا مقصد ہی پردوں کو چاک کرنا ہے خواہ یہ پردے وجوبی ہوں یا امکانی تاکہ بے پردہ وصال میسر آسکے یہ نہیں کہ مطلوب کو اپنی قید میں لائیں اور اپنا شکار بنالیں

عنقا شکار کس نہ شود دام　باز چیں کاینجا ہمیشہ باد بدست است دام را

اُٹھا لے جال عنقا کب کسی کے ہاتھ آتا ہے لگاتا ہی یہاں جو جال خالی ہاتھ جاتا ہے۔

رہ گئی یہ بات کہ آخرت میں رویت کا ہونا برحق ہے تو ہمارا اس پر ایمان ہے لیکن ہم اس بات کے درپے نہیں ہوتے کہ اس کی کیفیت کیا ہوگی کیونکہ عوام کی فہم اس کے ادراک سے قاصر ہے اس وجہ سے نہیں کہ خواص بھی اس کا ادراک نہیں کر سکتے کیونکہ ان کیلئے تو اس مقام سے اس دنیا میں بھی حصہ ہوتا ہے اگرچہ اس کا نام رویت نہیں رکھا جاتا اور سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔

مبدا و معاد، ص، 153، 154 منہا، ن، 20

مزید توضیح

جو چیز دید و دانش میں آسکے وہ مقید ہوتی ہے اور اطلاق محض کے درجہ سے فروتر ہے اور مطلوب وہ ہے جو کہ تمام قیود سے مبرا اور منزہ ہو لہٰذا اس مطلوب یعنی ذات حق کو دید و دانش سے ماورا میں تلاش کرنا چاہئے یہ معاملہ نظر عقل کے انداز سے پرے (وراء) کی چیز ہے کیونکہ عقل ایسی چیزوں کی تلاش کو ناممکن سمجھتی ہے جو دید و دانش سے ماوراء ہوں۔

راز درون پردہ ز رندان مست پرس کیں حال نیست صوفیٔ عالی مقام را

راز درون پردہ تو مستوں سے پوچھئے یہ حال کب ہے صوفیٔ عالی مقام کا

اطلاق محض

مبداُومعاد، ص، 154 منہا، ن، 21

ذات مطلق اپنے اطلاق محض پر موجود ہے اس کے ساتھ کسی قسم کی قید کو دخل نہیں ہے لیکن چونکہ اس کا ظہور مقید (مخلوق) کے آئینوں میں ہوتا ہے لہٰذا اس کا عکس ان آئینوں کے احکام میں رنگ جاتا ہے (یعنی وہی رنگ اختیار کر لیتا ہے) اور مقید و محدود نظر آنے لگتا ہے اس طرح وہ لامحالہ دید و دانش میں آ جاتا ہے لہٰذا دید و دانش پر اکتفا کر لینا دراصل اس مطلوب کے کسی ایک عکس پر اکتفا کرنا ہوگا لیکن جو لوگ عالی حوصلہ اور بلند ہمت ہوتے ہیں وہ اخروٹ اور منقی سے سیری حاصل نہیں کرتے اللہ تعالیٰ بلند ہمت لوگوں کو ہی دوست رکھتا ہے حق تعالیٰ سبحانہٗ ہمیں سید البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰات والتسلیمات کے طفیل بلند ہمت لوگوں میں سے بنائے۔

مبداُومعاد، ص، 145، 155 منہا، ن، 22

معراج نبوی ﷺ اور عروج اولیاء میں بڑا فرق ہے

لیکن اتنی بات سمجھ لینی چاہئیے کہ یہ حالات حضور اکرم ﷺ کے جسم اور روح دونوں کو پیش آئے تھے اور جو مشاہدات ہوئے تھے وہ بصارت اور بصیرت دونوں سے ہوئے تھے لیکن دوسرے لوگوں کو جو (بہرحال) طفیلی ہیں اگر یہ حالت بطور تبعیت کے پیش آتی ہے تو وہ صرف روح تک ہی محدود رہتی ہے اور بصیرت کے ساتھ مخصوص ہوا کرتی ہے۔ (جسم اور ظاہری آنکھوں کے ساتھ نہیں)

در قافلہٗ کہ اوست دانم نرسم ایں بسکہ رسد ز دور بانگ جرسم

وہ ہے جس قافلے میں جانتا ہوں میں نہ پہنچوں گا، یہی کافی ہے آواز جرس تو مجھ تک آتی ہے

علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰات والتسلیمات اتمہا واکملہا۔

مبداُومعاد، ص، 189

مقام صدیقیت کا منتہٰی

بعض اکابر مشائخ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم نے فرمایا ہے کہ صدیقین کے دماغوں سے جو چیز سب سے آخر میں نکلتی ہے وہ حب جاہ اور حب ریاست ہے بعض لوگوں نے اس جاہ و ریاست سے متعارف و مشہور معنی کے خلاف معنی مراد لئے ہیں اور کہا ہے کہ حب جاہ و ریاست کا نکل جانا صدیقیت کے پہلے قدم میں ہوا کرتا ہے لیکن اس حقیر (شیخ کبیر ابو عیسیٰ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے نزدیک جو بات تحقیق کو پہنچی ہے وہ یہ ہے کہ حب جاہ اور حب ریاست کی ایک قسم ایسی بھی ہے کہ اس کا تعلق نفس سے ہوتا ہے اور اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ جب تک یہ برائی نفس سے دور نہ ہو جائے وہ تزکیہ یافتہ نہیں ہو سکتا اور جب تک وہ تزکیہ حاصل نہ کر لے مقام ولایت تک نہیں پہنچ سکتا مقام صدیقین تک پہنچنا تو بڑی بات ہے کہنے والے کی مراد اس قسم کی جاہ و ریاست نہیں ہے جاہ کی ایک اور قسم بھی ہے جس کا تعلق لطیفہ قالب سے ہوتا ہے کہ اس (قالب) کا آتشی جزو بلندی اور تعلق کا

خواستگار ہوتا ہے اور اس کی فطرت سے ''اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ'' میں اس سے بہتر ہوں کی صدائیں بلند ہوتی رہتی ہیں اس قسم کی جاہ (کا دماغ سے نکل جانا) اطمینان نفس کے حاصل ہو جانے اور مرتبۂ ولایت تک پہنچ جانے بلکہ مرتبۂ صدیقیت کے حاصل ہو جانے کے بعد متحقق (ثابت) ہوا کرتا ہے اور کہنے والے کی مراد جاہ و ریاست کی یہی قسم ہوگی کہ اس کا (دماغ سے) نکل جانا صدیقیت کے مقام کی آخری حد ہے اور محمدی المشرب اولیاء کرام کے ساتھ مخصوص ہے۔

اور جس شیطان کے اسلام کے متعلق سید الانبیاء علیہ و علیھم الصلوٰۃ و السلام نے اپنے اس ارشاد میں خبر دی ہے کہ ''اَسْلَمَ شَیْطَانِیْ'' ''میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے اس کا تعلق اسی بلند مقام سے ہے جیسا کہ ارباب سلوک پر مخفی نہیں ہے یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے ہی فضل والا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں برکتیں اور سلامتیاں نازل ہوں ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اور آپ (رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کے تمام آل و اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر۔

معارف لدنیہ، ص، 176، 177

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدنی تاجدار ﷺ کی خدمت میں اپنے بُرے وساوس کی شکایت کی

درویشوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی (اتفاق سے) طالبان طریقت کے خطرات و وساوس کے بارے میں گفتگو شروع ہوگئی اسی ضمن میں ایک حدیث شریف کا ذکر آیا کہ ایک روز حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے بعض نے حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں اپنے بُرے خطرات (وساوس) کی شکایت کی۔ حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ''ذٰلک من کمال الایمان'' (یہ کمال ایمان میں سے ہے) اس وقت اس حدیث شریف کے معنی اس فقیر (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے دل میں اس طرح آئے۔ اور حقیقت حال کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی زیادہ جانتا ہے کہ کمال ایمان سے مراد کمال یقین ہے اور کمال یقین کمال قرب پر مترتب ہے اور قلب اور اس سے اوپر کے لطائف (روح۔۔سر۔۔خفی۔۔اور اخفی) کو قرب الٰہی جل شانہ جس قدر زیادہ حاصل ہوگا اسی قدر ایمان و یقین بھی زیادہ ہوگا اور قالب کے ساتھ اس کی بے تعلقی زیادہ ہو جائیگی اس وقت خطرات قالب میں بہت زیادہ ظاہر ہوں گے اور بہت نامناسب وسوسے نمایاں ہوں گے پس لازماً بُرے خطرات کا سبب کمال ایمان ہوگا لہذا نہایت النہایت کے منتھی کو خطرات جسقدر زیادہ اور نامناسب ہوں گے ایمان کی اکملیت اسی قدر زیادہ ہوگی کیونکہ کمال ایمان اس امر کا مقتضی ہے کہ تمام لطائف سے الطف لطیفہ کو لطیفہ قالب کے ساتھ کامل بے مناسبتی ہو اور یہ بے مناسبتی جس قدر زیادہ ہوگی قالب اسی قدر زیادہ خالی اور ظلمت و کدورت سے زیادہ نزدیک ہوگا اور اس میں خطرات و وساوس اسی قدر زیادہ ہوں گے بخلاف مبتدی اور متوسط کے کہ اس

قسم کے خطرات ان کے لئے زہر قاتل اور باطنی مرض کو زیادہ کرنے والے ہیں "فلا تکن من القاصرین" (پس تو (ہمارے کلام کے سمجھنے میں) قصور کرنے والوں میں سے نہ ہو) یہ معرفت اس فقیر (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے دقیق معارف میں سے ہے۔

مکتوب، ج، 1، ن، 182

منقبت شریف

وہ چشمۂ انوار وہ گنجینۂ سرمد

موضوعِ سخن آج ہیں سرہند کے احمدؒ — شایاں ہے جنھیں سیدِ کونین کی مسند

بدعات کی ظلمات میں وہ نیرِ سنت — الحاد کے آشوب میں وہ نعرہ اشہد

وہ ابرِ گہر بار، وہ دریائے معارف — وہ چشمۂ انوار وہ گنجینۂ سرمد

وہ شیخِ طریقت، وہ حدی خوانِ شریعت — وہ ساقیٔ میخانۂ حق عالمِ مجید

وہ مطلعِ فاروقؓ کے مہتاب درخشاں — وہ آئینہ سیرت و تعلیمِ محمدؐ

شمشیرِ دو دم کفر کے حق میں قلم اُن کا — حاصل جسے ہر حال میں تھی نصرتِ ایزد

توحید کا پرچم کبھی خم نہ ہونے پائے — ہر حال میں تھا پیشِ نظر اُن کے یہی مقصد

تبلیغ تھی کس مردِ حق آگاہ کی جس سے — لوٹ آئے رہِ حق پہ کبھی ملحد و مرتد

اک ضربتِ ایمان سے توڑا اسے کس نے — جس قلعۂ اوہام میں ملت تھی مقید

بے باکی و حق گوئی کے تریاق سے تابہ — زائل کیا کس نے اثرِ زہرِ خوشامد

حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، ص، 4

آداب مریدین جو لازم اور ضروری ہے

جاننا چاہیئے کہ اس راہ کے سالک دو حال سے خالی نہیں ہیں: یا تو وہ مرید ہیں یا مراد ہیں اگر مراد ہیں تو ان کے لئے مبارک بادی ہے کیونکہ (کارکنان قضاوقدر) ان کو انجذاب ومحبت کی راہ سے کشاں کشاں لے جائیں گے اور مطلب اعلیٰ پر پہنچادیں گے اور ہر ادب جو بھی درکار ہوگا وہ توسط سے یا بلاتوسط ان کو سکھا دیں گے اور اگر کوئی لغزش واقع ہوگئی تو جلد ان کو آگاہ کر دیا جائے گا اور اس کا مواخذہ نہیں کیا جائے گا اور اگر ظاہری پیر کی ضرورت ہوگی تو بغیر کسی کوشش کے ان کو اس دولت (مرشد کامل) کی طرف رہنمائی فرمادیں گے مختصر یہ کہ عنایت ازلی جل سلطانہ ان بزرگوں کے حال کی متکفل ہوتی ہے (حق تعالیٰ کسی ذریعے سے) سبب اور بلا سبب ان کے کام کی کفایت فرماتا ہے ''اللہ یجتبی الیہ من یشاء'' (اللہ تعالیٰ اپنے لئے منتخب کرلیتا ہے جس کو چاہتا ہے) اور اگر مریدوں میں سے ہیں تو ان کا کام پیر کامل ومکمل کے توسط کے بغیر دشوار ہے بلکہ (ان کے لئے) ایسا پیر ہونا چاہیئے جو ''دولت جذبہ وسلوک'' سے مشرف کیا گیا ہو اور ''فناوبقا'' کی سعادت سے بھی بہرہ مند ہو چکا ہو ''سیر الی اللہ سیر فی اللہ، سیر عن اللہ، سیر باللہ اور سیر فی الاشیا باللہ کے تمام مرحلوں کو طے کرچکا ہو اگر اس کا جذبہ اس کے سلوک پر مقدم ہے اور وہ مراد (والے حضرت) کی تربیت کا پروردہ ہے تو وہ (مرشد) کبریت احمر (سرخ گندھک یعنی اکسیر) کی مانند ہے اس کا کلام دوا ہے اور اس کی نظر شفا ہے مردہ دلوں کو زندہ کرنا اس کی توجہ شریف پر وابستہ ہے اور پروردہ ہے جانوں کی تازگی اس کے التفات لطیف سے مربوط ہے اگر اس قسم کا صاحب دولت شیخ میسر نہ ہو تو سالک مجذوب بھی غنیمت ہے اس سے بھی ناقصوں کی تربیت ہو جاتی ہے اور اس کے توسط سے فناوبقا کی دولت تک پہنچ جاتے ہیں۔

آسماں نسبت بعرش آمد فرود ورنہ بس عالی ست پیش خاک تود

عرش سے نیچے ہے بیشک آسماں پھر بھی اونچا ہے زمین سے وہ مکاں

اگر خداوند سلطانہ کی عنایت سے کسی طالب کو ایسے پیر کامل ومکمل کی طرف رہنمائی نصیب ہو جائے تو اس کے وجود شریف کو غنیمت جانے اور پورے طور پر اپنے آپ کو اس کے سپرد کردے اور اس کی مرضیات میں اپنی سعادت سمجھے اور اس کی خلاف مرضیات کو اپنی شقاوت وبدنصیبی جانے خلاصہ یہ کہ خواہش اس کی رضا کے تابع کر دے۔ حدیث نبوی ﷺ میں ہے ''لَنْ یُؤْمِنَ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَاهُ تَبَعاً لِمَا جِئْتُ بِهٖ'' (تم میں سے کوئی شخص اس وقت مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنی خواہش کو اس امر کے تابع نہ کردے جس کو میں لایا ہوں) جاننا چاہیئے کہ صحبت (شیخ) کے آداب کی رعایت اور شرائط کو مدنظر رکھنا اس راہ (سلسلہ عالیہ نقشبندیہ) کی ضروریات میں سے ہے، تاکہ افادہ اور استفادہ کا راستہ کھل جائے اور (آداب کی رعایت کے بغیر) صحبت سے کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوگا اور اس کی مجلس سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا (اس لئے) بعض ضروری آداب وشرائط لکھے جاتے ہیں گوش ہوش سے سننے چاہئیں: جان لیں کہ طالب کو چاہیئے کہ اپنے ''چہرۂ دل'' کو تمام اطراف وجوانب سے ہٹا کر

اپنے مرشد (گرامی) کی طرف متوجہ کرے اور پیر کی خدمت میں رہتے ہوئے اس کی اجازت کے بغیر نوافل واذکار میں بھی مشغول نہ ہو اور نہ ہی اس کے حضور میں اس کے علاوہ کسی اور کی طرف التفات کرے اور پوری طرح اسی کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا رہے۔ حتی کہ جب تک وہ حکم نہ کرے ذکر میں مشغول نہ ہو اور اس کی خدمت میں رہتے ہوئے نماز فرض وسنت کے علاوہ کچھ ادا نہ کرے سلطان وقت (جہانگیر) کا واقعہ منقول ہے کہ اس کا وزیر اس کے سامنے کھڑا تھا اسی اثناء میں اتفاقاً وزیر کی نظر اس کے اپنے کپڑے پر پڑی اور وہ اس کے بند کو اپنے ہاتھ سے درست کرنے لگا اسی حال میں تھا کہ اچانک بادشاہ کی نظر وزیر پر پڑ گئی کہ وہ اس کے غیر (یعنی اپنے کپڑے) کی طرف متوجہ ہے تو بادشاہ نے نہایت عتاب آمیز لہجہ میں کہا کہ "میں اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا کہ میرا وزیر میرے حضور میں اپنے کپڑے کے بند کی طرف توجہ کرے" سوچنا چاہئیے کہ جب کمینی دنیا کے وسائل (مثلاً بادشاہ) کیلئے چھوٹے چھوٹے آداب ضروری ہیں تو وصول الی اللہ کے وسائل (مثلاً پیر ومرشد) کیلئے ان آداب کی کامل درجہ رعایت نہایت ہی ضروری ہوگی لہٰذا جہاں تک ممکن ہو سکے ایسی جگہ کھڑا نہ ہو کہ اس کا سایہ پیر کے کپڑوں یا سایہ پر پڑے اور اس کے مصلے پر پاؤں نہ رکھے اور اس کے وضو کی جگہ پر وضو نہ کرے اور اس کے خاص برتنوں کو استعمال نہ کرے اور اس کے حضور میں پانی نہ پئے کھانا نہ کھائے اور نہ کسی سے گفتگو کرے بلکہ کسی دوسرے کی طرف متوجہ بھی نہ ہو اور پیر کی غیبت (غیر موجودگی) میں جہاں پیر رہتا ہے اس جگہ کی طرف پاؤں نہ پھیلائے اور نہ اس کی طرف تھوکے اور جو کچھ پیر سے صادر ہو اس کو صواب (درست) جانے اگر چہ بظاہر درست معلوم نہ ہو وہ جو کچھ کرتا ہے الہام سے کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے کرتا ہے لہٰذا اس صورت میں اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہے اگر چہ بعض صورتوں میں اس کے الہام میں خطا کا ہونا ممکن ہے لیکن "خطائے الہامی" "خطائے اجتہادی" کے مانند ہے۔۔۔ اس پر ملامت واعتراض جائز نہیں۔ اور نیز چونکہ اس مرید کو اپنے پیر سے محبت پیدا ہو چکی ہے اس لئے جو کچھ محبوب (پیر) سے صادر ہوتا ہے۔ محبّ (مرید) کی نظر میں محبوب دکھائی دیتا ہے لہٰذا اعتراض کی گنجائش نہیں ہے کھانے پینے پہننے سونے اور طاعت کرنے کے ہر چھوٹے بڑے کاموں میں پیر کی اقتدا کرنی چاہئیے نماز کو بھی اسی طرز پر ادا کرنا چاہئیے اور فقہ کو بھی اسی کے عمل سے اخذ کرنا چاہئیے۔

آں را کہ در سرائے نگار یست فارغ است　　از باغ و بوستاں و تماشائے لالہ زار

جو شخص ہو نگار کے گھر سب ہے اس کے پاس　　باغ اور لالہ زار کی حاجت نہیں اسے

اور اس (پیر) کی حرکات وسکنات پر کسی قسم کے اعتراض کو دخل نہ دے اگر چہ وہ اعتراض رائی کے دانے کی برابر ہو کیونکہ اعتراض سے سوائے محرومی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ بدبخت وہ شخص ہے جو اس بزرگ گروہ (نقشبندیہ) کا عیب میں ہے (عیب دیکھنے والا) اللہ تعالیٰ ہم کو اس بلائے عظیم سے بچائے اور اپنے پیر سے خوارق وکرامات طلب نہ کرے اگر چہ وہ طلب خطرات (قلبی) اور وساوس کے طریق پر ہوں کیا آپ نے سنا ہے کہ کسی مومن نے اپنے پیغمبر سے معجزہ طلب کیا ہے (یعنی ایسا کبھی نہیں ہوا) معجزہ طلب کرنے والے کافر اور منکر لوگ ہوتے ہیں:

معجزات از بہر قہر دشمن است ‏ بوئے جنسیت پئے دل بردن است

موجب ایماں نباشد معجزات ‏ بوئے جنسیت کند جذب صفات

معجزہ ہے عجز دشمن کے لئے ‏ اپنے اپنا یت سے ہیں اپنے بنے

موجب ایماں نہیں ہیں معجزات ‏ بلکہ اپنا یت سے ہے جذب صفات

اگر دل میں کسی قسم کا شبہ پیدا ہو تو اس کو بلا توقف (پیر کی خدمت میں) عرض کردے (پھر بھی) اگر حل نہ ہو تو اپنی تقصیر سمجھے اور پیر کی طرف کسی قسم کی کوتاہی یا عیب ونقص منسوب نہ کرے اور جو واقعہ بھی ظاہر ہو پیر سے پوشیدہ نہ رکھے اور واقعات، کی تعبیر اسی سے دریافت کرے اور جو تعبیر خود طالب پر منکشف ہو وہ بھی عرض کردے اور صواب وخطا کو اسی سے طلب کرے اور اپنے کشفوں پر ہرگز بھروسہ نہ کرے کیونکہ اس دار فانی میں حق باطل کے ساتھ ملا ہوا ہے اور خطا صواب کے ساتھ ملی جلی ہوئی ہے اور بے ضروریات اور بلا اجازت اس سے جدا نہ ہو کیونکہ اس کے غیر کو اس کے اوپر اختیار کرنا ارادت کے منافی ہے اور اپنی آواز کو اس کی آواز سے بلند نہ کرے اور بلند آواز سے اس کے ساتھ گفتگو نہ کرے کہ بے ادبی میں داخل ہے اور ظاہر وباطن میں جو فیض وفتوح اس کو پہنچے اس کو اپنے پیر ہی کے ذریعے سمجھے اور اگر واقعہ میں دیکھے کہ فیض دوسرے مشائخ (پیروں) سے پہنچا ہے اس کو بھی اپنے پیر ہی سے جانے اور یہ سمجھے کہ چونکہ پیر تمام کمالات کے وفیوض کا جامع ہے اس لئے پیر کا خاص فیض مرید کی خاص استعداد کے مناسب اس شیخ کے کمال کے موافق جس سے یہ صورت افاضہ ظاہر ہوئی ہے مرید کو پہنچا ہے اور وہ پیر کے لطائف میں سے ایک لطیفہ ہے جو اس فیض سے مناسبت رکھتا ہے اور اس شیخ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے ابتلا وآزمائش کی وجہ سے مرید نے اسے دوسرے شیخ کی طرف سے خیال کیا ہے اور فیض کو اس کی طرف سے جانا ہے یہ بڑا بھاری مغالطہ (غلطی) ہے حق سبحانہ وتعالیٰ اس لغزش سے محفوظ رکھے اور حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل پیر کے ساتھ حسن اعتقاد اور اس کی محبت پر ثابت قدم رکھے۔ (آمین)

غرض ''الطریق کلہ ادب'' (طریقت سراپا ادب ہے) مثل مشہور ہے کوئی بے ادب خدا تک نہیں پہنچا اور اگر مرید بعض آداب کے بجالانے میں اپنے آپ کو عاجز جانے اور ان کو کما حقہ ادا نہ کر سکے اور کوشش کرنے کے بعد بھی اس سے عہدہ برآنہ ہو سکے تو قابل معافی ہے لیکن اس کو اپنے قصور کا اقرار ضروری ہے اور اگر اعاذنا اللہ سبحانہ آداب کی رعایت بھی نہ کرے اور اپنے آپ کو قصوروار بھی نہ جانے تو وہ ان بزرگوں کی برکات سے محروم رہتا ہے۔

ہرکرا روئے بہ بہبود نہ بود ‏ دیدن روئے نبی سود نہ بود

جس کی قسمت میں نہ وہ بہبود تھی .... دید پیغمبر ﷺ اسے بے سود تھی

ہاں اگر کوئی مرید اپنے پیر کی توجہ کی برکت سے فنا وبقا کے مرتبہ پر پہنچ جائے اور اس پر الہام وفراست کا طریقہ کھل جائے اور پیر بھی اس کو تسلیم کرلے اور اس کے کمال کی گواہی دے تو اس مرید کیلئے جائز ہے کہ وہ بعض الہامی امور میں اپنے پیر کے خلاف کرے

اوراپنے الہام کے تقاضے پرعمل کرے اگر چہ پیر کے نزدیک اس کے خلاف ہی متحقق ہو چکا ہو کیونکہ مرید اس وقت پیر کی تقلید کے حلقہ سے باہرنکل آیا ہے اوراس کے حق میں تقلید کرنا خطا ہے کیاتم نہیں دیکھتے کہ اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بعض اجتہادی اموراور غیر منزلہ احکام میں حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اختلاف کیا ہے اور بعض اوقات صواب اور صحیح ہونا ان اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف ظاہر ہوا ہے جیسا کہ ارباب علم سے پوشیدہ نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ مرتبہ کمال پر پہنچنے کے بعد مرید کو پیر سے اختلاف کرنا جائز ہے اور سوء ادب سے مبرا ہے بلکہ اس جگہ پر تو یہی ادب ہے ورنہ اصحاب (پیغمبر ﷺ) کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہ جو کمال ادب میں مؤدب تھے سوائے تقلید امر کے کوئی کام نہ کرتے حضرت امام ابو یوسف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کیلئے مرتبہ اجتہاد پر پہنچنے کے بعد حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقلید کرنا خطا ہے بلکہ اپنی رائے کی متابعت صواب ہے نہ کہ حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے میں حضرت امام ابو یوسف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مشہور قول ہے ''میں حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ مسئلہ خلق قرآن میں چھ مہینے تک جھگڑتا رہا'' آپ نے سنا ہوگا کہ ''ایک صنعت کی بہت سے افکار کے ملنے سے تکمیل ہوتی ہے''۔ اگر (فن اور علم) ایک ہی فکر پر قائم رہتے تو ان میں کوئی اضافہ نہ ہوتا۔ وہ علم نحو جو حضرت امام النحو امام سیبویہ کے زمانے میں تھا آج (نحویوں کی) مختلف آراء اور بہت سے نظائر کے ملنے سے ہزار گنا زیادہ کامل ہو چکا ہے لیکن چونکہ اس کی بنا (حضرت امام النحو امام سیبویہ) نے رکھی ہے اس لئے فضیلت اسی کیلئے ہے (یعنی) فضیلت متقدمین کیلئے ہے لیکن کمال ان (متاخرین) کیلئے ''مَثَلُ اُمَّتِیْ کَمَثَلِ الْمَطَرِ لَایُدْرٰی اَوَّلُھُمْ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُھُمْ'' (میری امت کی مثال بارش کی مانند ہے نہیں معلوم کہ اس کا اول اچھا ہے یا آخر) حدیث نبوی ﷺ ہے۔

مکتوب، ج،1، ن،292

تتمہ: بعض مریدوں کے شبہ دور کرنے کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ بزرگوں نے کہا ہے کہ ''اَلشَّیْخُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ'' (شیخ زندگی بھی دے سکتا ہے اور مار بھی سکتا ہے) (یعنی احیا اور اماتت مقام شیخی کے لوازمات میں سے ہے لیکن اس ''احیا'' سے مراد احیائے روحی ہے نہ کہ جسمی اور اسی طرح ''اماتت'' سے مراد بھی روحانی موت ہے نہ کہ جسمانی اور حیات وموت سے مراد فنا وبقا ہے جو مقام ولایت وکمال کو پہنچاتا ہے اور شیخ مقتدا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اذن سے ان دونوں امر کا کفیل وضامن ہے لہٰذا شیخ کیلئے اس احیا اور اماتت کے بغیر چارا نہیں ہے "یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ" کے معنی "یُبْقِیْ وَیُفْنِیْ" ہیں (یعنی باقی رکھنا اور فنا کرنا) جسمانی احیاء اماتت کو منصب شیخی سے کوئی سروکار نہیں ہے شیخ مقتدا کہربا (مقناطیس) کی طرح ہے جس کو اس سے مناسبت ہوگی۔ وہ خس وخاشاک کی طرح اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے اور اپنا حصہ اس کے ذریعے حاصل کر لیتا ہے۔ خوارق وکرامات مریدوں کے جذبہ کرنے کیلئے نہیں ہیں بلکہ

باطنی مریدین تو معنوی مناسبت سے اس کی جانب کھنچے چلے آتے ہیں۔ اور جو شخص ان بزرگوں سے نسبت نہیں رکھتا وہ ان کے کمالات کی دولت سے بھی محروم رہتا ہے اگرچہ وہ ہزار معجزے اور خوارق و کرامات دیکھے ابوجہل اور ابولہب کا حال اس معنی اور مطلب کے لئے شاہد ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کفار کے حق میں فرمایا ہے:۔''وان یروا کل ایۃ لا یومنوا بھا حتی اذاجاو ک یجاد لونک یقول الذین کفرو ان ھذ االا اساطیر الاولین '' (یہ لوگ خواہ کتنی ہی نشانیاں اور معجزات دیکھ لیں تو بھی ایمان نہ لائیں گے حتی کہ جب وہ آپ کے پاس آئیں گے تو آپ سے جھگڑا کریں گے اور کافر لوگ کہیں گے کہ یہ تو پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں)۔ والسلام

مکتوب، ج، 1، ن، 292

اس کو اپنی خرابی کے علاوہ کچھ نہیں سمجھنا چاہیے

جاننا چاہیئے کہ اس جماعت کا انکار زہر قاتل ہے اور ان بزرگوں کے اقوال وافعال پر اعتراض کرنا افعی سانپ کا زہر ہے جو ابدی موت کو پہنچا دیتا ہے اور دائمی طور پر ہلاک کر دیتا ہے خاص طور پر جبکہ یہ انکار اور اعتراض اپنے پیر پر کیا جائے اور پیر کی ایذا کا سبب بنا ہو اس جماعت کا منکر ان کی دولت سے محروم ہے اور ان پر اعتراض کرنے والا ہمیشہ بے بہرہ اور نقصان میں رہنے والا ہے جب تک پیر کی تمام حرکات وسکنات مرید کی نظر میں مستحسن اور زیبا نظر نہ آئیں پیر کے کمالات سے بے بہرہ رہتا ہے۔ اگر کچھ کمال حاصل بھی کرتے تو وہ استدراج ہے کہ اس کا انجام خرابی ورسوائی ہے۔ مرید اپنے پیر کی کمال محبت واخلاص کے باوجود اگر اپنے آپ میں بال برابر بھی پیر پر اعتراض کی گنجائش پائے تو اس کو اپنی خرابی کے علاوہ کچھ نہیں سمجھنا چاہیئے لہٰذا (ایسا مرید اپنے) پیر کے کمالات سے بے نصیب رہتا ہے اگر بالفرض مرید کو پیر کے افعال میں سے کسی فعل پر شبہ پیدا ہو جائے اور کسی طرح دفع نہ ہو تو چاہیئے کہ اس طرح اسکو دریافت کرے کہ اعتراض کی آمیزش سے پاک اور انکار کے گمان سے مبرا ہو کیونکہ اس دنیا میں حق باطل کے ساتھ ملا ہوا ہے اگر اتفاقاً پیر سے کوئی امر خلاف شریعت صادر ہو جائے تو مرید کو چاہیئے کہ اس امر میں پیر کی تقلید نہ کرے اور جہاں تک ممکن ہو سکے اس کو حسن وظن کے ساتھ نیک وجہ پر محمول کرے اور اس امر کی صحت ودرستی کی وجہ تلاش کرتا رہے اور اگر صحت کی وجہ ظاہر نہ ہو تو چاہیئے کہ اس امتحان کے دور کرنے میں حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ سے ملتجی ہو اور گریہ وزاری کے ساتھ پیر کی سلامتی کی درخواست کرے اور اگر مرید کو پیر کے حق میں کسی امر مباح کے ارتکاب میں شبہ پیدا ہو جائے تو اس شبہ کا کچھ اعتبار نہ کرے کیونکہ مالک الامور جل سلطانہ نے مباح کام کے بجالانے میں منع نہیں فرمایا اور اعتراض نہیں کیا تو دوسرے کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اپنی طرف سے اعتراض شروع کر دے بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بعض جگہ اولیٰ کام کے بجالانے سے اس کو ترک کرنا بہتر ہوتا ہے حدیث نبوی ﷺ میں ہے کہ ''اِنَّ اللّٰہَ کَمَا یُحِبُّ اَنْ یُّوْتٰی بِالْعَزِیْمَۃِ یُحِبُّ اَنْ یُّوتیٰ بِالرُّخْصَۃِ'' (بیشک اللہ تعالیٰ جس طرح عزیمت کا بجالانا پسند کرتا ہے اسی طرح رخصت پر عمل کرنا بھی پسند کرتا ہے)۔

مکتوب، ج، 1، ن، 313

علم ظاہر پر علم باطن کی برتری اور آداب پیر و استاد

علم کی فضیلت ،معلوم کے شرف اور رتبہ کے اندازہ کے مطابق ہوتی ہے معلوم جس قدر اشرف ہوگا اس کا علم بھی اسی قدر بلند تر ہوگا لہٰذا علم باطن جس کے ساتھ حضرات صوفیہ (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم) امتیاز رکھتے ہیں علم ظاہر سے افضل ہوگا جو علمائے ظواہر کا حصہ ہے بالکل اسی طرح جیسا کہ علم ظاہر کو علم حجامت اور خیاطت (بال بنانے اور کپڑا بننے کے علم) پر فضیلت ہوتی ہے لہٰذا پیر کے آداب کی رعایت کہ جس سے علم باطن کو حاصل کرتے ہیں اس استاد کے آداب کی رعایت سے کئی گنا زیادہ ہوگی جس سے کہ علم ظاہر کا استفادہ کرتے ہیں اور اسی طرح علم ظاہر کے استاد کے آداب کی رعایت اس استاد کے آداب سے کئی گناہ زیادہ ہے جس سے بال بنانا اور کپڑا بنا سیکھتے ہیں اور یہی تفاوت علم ظاہری کی تمام اصناف میں جاری ہے چنانچہ علم کلام اور فقہ کا استاد علم نحو وصرف کے استاد سے زیادہ اولیٰ اور زیادہ مقدم ہے اور نحو وصرف کا استاد علوم فلسفہ کے استاد سے زیادہ اولیٰ ہے اس لئے کہ علوم فلسفہ معتبرہ میں داخل نہیں ہیں اس کے اکثر مسائل بے سود اور لا حاصل ہیں اور بہت کم مسائل ہیں جنہیں انھوں نے کتب اسلامیہ سے اخذ کیا ہے اور ان میں تصرفات کر ڈالے ہیں وہ بھی جہل مرکب سے خالی نہیں ہیں کیونکہ اس مقام میں عقل کیلئے کوئی گنجائش ہی نہیں ہے نبوت کا انداز عقل نظری کے انداز سے بالکل الگ چیز ہے۔

جاننا چاہیے کہ پیر کے حقوق تمام حقوق والوں کے حقوق سے اوپر ہوتے ہیں بلکہ پیر کے حقوق کو دوسروں کے حقوق سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے حضرت سبحانہ وتعالیٰ کے انعامات اور اس کے رسول علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات کے احسانات کے بعد پیر کے حقوق کا درجہ ہے بلکہ سب کے پیر حقیقی تو خود رسول (حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) ہی ہیں اگر چہ ظاہری پیدائش والدین سے ہوتی ہے مگر معنوی پیدائش پیر ہی کے ساتھ مخصوص ہے ولادت صوری کی حیات تو چند روزہ ہے ولادت معنوی کیلئے حیات ابدی ہے پیر ہی تو ہے جو اپنے قلب وروح سے معنوی گندگیوں کی صفائی کرتا ہے اور اس کے اندرونی حصوں کو پاک وصاف کرتا ہے ان توجہات میں جو کہ بعض مریدوں کی نسبت واقع ہوتی ہیں محسوس ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی باطنی آلائشوں کی تطہیر (پاک کرنے) میں ایک گونہ تلوث (آلودگی) خود صاحب توجہ تک سرایت کر جاتا ہے اور اسے ایک عرصے تک مکدر (گدلا) رکھتا ہے پیر ہی ہے جس کے وسیلے سے لوگ خدائے عزوجل تک پہنچتے ہیں جو تمام دنیوی اور اخروی سعادتوں سے بلند تر چیز ہے پیر کے وسیلے سے نفس امارہ جو اپنی ذات کے اعتبار سے خبیث واقع ہوا ہے تزکیہ حاصل کر لیتا اور پاک وصاف ہو جاتا ہے اور امارگی سے اطمینان کے مقام تک پہنچتا ہے اور جبلی (طبعی) کفر سے اسلام حقیقی تک رسائی پاتا ہے۔ ع:

گر بگویم شرح ایں بے حد شود　　　جو اس کی شرح کروں بے حساب ہو جائے

لہٰذا اگر پیر کسی مرید کو قبول کرلے تو اسے اپنی سعادت سمجھنی چاہیے اور اگر وہ کسی مرید کو رد کر دے تو اسے اپنی بدبختی شمار کرنی چاہیے ہم اس چیز سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں حق سبحانہ کی رضا کو پیر کی رضا کے پس پردہ رکھا گیا ہے جب تک مرید اپنے آپ کو پیر

کی رضامندیوں میں گم نہ کردے حق سبحانہ کی رضامندیوں تک نہیں پہنچ سکتا مرید کی سب سے بڑی آفت پیر کو آزار دینے میں ہے ہر لغزش جو اس کے بعد ہو اس کا تدارک کر لینا ممکن ہے لیکن آزار پیر کا تدارک کسی چیز سے بھی نہیں ہو سکتا آزار پیر مرید کیلئے شقاوت اور بدبختی کی بنیاد ہے اس سے حق سبحانہ و تعالیٰ کی پناہ اعتقادات اسلامیہ میں بڑا خلل اور احکام شرعیہ کی بجا آوری میں بڑا فتور اسی کا نتیجہ اور ثمرہ ہوتا ہے احوال اور وجدانیات جن کا تعلق باطن سے ہوتا ہے ان کا تو پوچھنا ہی کیا ہے اگر باوجود پیر کی آزار رسانی کے احوال کا کوئی اثر باقی رہ جائے تو اسے استدراج (اور مہلت) میں سے شمار کرنا چاہئیے۔ کہ آخر میں وہ لامحالہ خرابی ہی لائے گا اور سوائے نقصان کے اور کوئی نتیجہ نہیں دے گا۔ اور سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔

مبدأ و معاد، ص، 180 سے 183 منہا، ن، 38

تقلید و اتباع کی فضیلت

صوفیہ کے طریق سے بلکہ ملت اسلام سے بڑا حصہ اسی شخص کیلئے ہے جس میں تقلید کی فطرت اور پیروی کی عادت سب سے زیادہ ہے یہاں تو کام کا دارو مدار صرف تقلید پر اور اس مقام میں معاملے کا انحصار محض پیروی پر ہے انبیاء علیہم الصلوٰات والتسلیمات کی تقلید بلند ترین درجوں تک پہنچا دیتی ہے اور اصفیا کی پیروی بڑی بڑی معراجوں تک لیجاتی ہے حضرت امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں چونکہ یہ فطرت سب سے زیادہ پائی جاتی تھی تو بے توقف تصدیق نبوت کی سعادت میں انھوں نے سبقت فرمائی اور صدیقوں کے رئیس بنے اور ابوجہل لعین چونکہ تقلید اور پیروی کی استعداد سب سے کم تر رکھتا تھا لہذا سعادت سے بہرہ اندوز نہ ہو سکا اور ملعونوں کا پیشوا بنا۔

مبدأ و معاد، ص، 209 منہا، ن، 51

مرید صادق کا کمال مرشد کی تقلید سے ہے

مرید جس کمال کو بھی حاصل کرتا ہے وہ اپنے پیر کی تقلید ہی سے حاصل کرتا ہے پیر کی غلطی بھی مرید کے صواب (درست) سے بہتر ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت پیغمبر علیه الصلوٰة و السلام کے سہو و نسیان کی آرزو کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ: ''یٰلیتنی کنت سهو محمد ''یعنی اے کاش میں محمد ﷺ کا سہو بن جاتا اور (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) نے مؤذنِ رسول (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ ''سین بلال عند الله شین ''بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا سین خدائے تعالیٰ کے نزدیک شین ہے چونکہ مؤذنِ رسول (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عجمی (حبشی) تھے اس لئے وہ اذان میں سین مہملہ کے ساتھ اسهد کہا کرتے تھے اور خدائے عزوجل وعلا کے نزدیک ان کا اسهد کہنا اشهد هی تھا لهذا مؤذنِ رسول (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ غلطی دوسروں کے صواب سے بہتر ہوگی۔ ع:

بر اشهد تو خنده زند اسهد بلال رضی اللہ عنہ

اشہد پہ تیرے ہنستا ہے اسہد بلال رضی اللہ عنہ کا

میں (حضرت مقبول یزدانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے ایک عزیز سے سنا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ بعض دعائیں جو مشائخ سے منقول ہیں اور اتفاقاً ان مشائخ نے ان میں سے بعض دعاؤں میں کوئی غلطی کردی ہے اور اسے محرف کرکے (بگاڑ کر) پڑھ دیا ہے تو اگر ان کے پیروکار، ان دعاؤں کو اسی تحریف کے ساتھ پڑھتے ہیں جس کے ساتھ ان کے مشائخ نے پڑھ دیا تھا، تو وہ دعائیں تاثیر بخشتی ہیں اور اگر انھیں درست کرکے پڑھتے ہیں تو وہ تاثیر سے خالی رہ جاتی ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے انبیاء علیہم الصلوٰات والتسلیمات کی عظمت و حرمت کے طفیل ثابت قدم رکھے۔

مبدأ و معاد، ص، 209، 210 منہا، ن، 51

درراہ خدا جملہ ادب باید بود — تاجاں باقیست درطلب باید بود
دریا دریا اگر بکامت ریزند — گم باید کرد و خشک لب باید بود

اللہ کے راستے میں ادب لازم ہے — جب تک ہے دم میں دم طلب لازم ہے
دریا کے دریا اگر پلادیں تم کو — پیاسے ہی رہو خشکیٔ لب لازم ہے

زبدۃ المقامات، ص، 54

شیخ کی محبت میں غلو نہیں کرنا چاہیئے

جاننا چاہیئے کہ مرید کا اپنے پیر کے افضل اور اکمل ہونے کے متعلق اعتقاد محبت کے ثمرات اور اس مناسبت کے نتائج میں سے ہوتا ہے جو افادہ (فائدہ پہنچانے) استفادہ (فائدہ حاصل کرنے) کا سبب بنتی ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ آدمی اپنے پیر کو ان حضرات پر فضیلت نہ دے جن کی بزرگی اور عظمت شریعت میں مقرر ہو چکی ہے کیونکہ یہ چیز محبت افراط کا باعث ہو جاتی ہے اور یہ بات مذموم ہے فرقۂ شیعہ کی خرابی اہل بیت کے ساتھ اسی افراط محبت کی وجہ سے ہے اور نصاریٰ نے بھی اسی افراط محبت کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنا دیا ہے اور اس کی وجہ سے ابدی خسارہ میں پڑ گئے ہیں لیکن اگر ان حضرات کے علاوہ (جن کی فضیلت شریعت سے ثابت ہے) دوسرے لوگوں پر (اپنے شیخ کو) فضیلت دے تو یہ جائز ہے بلکہ طریقت میں واجب ہے اور یہ فضیلت دینا کچھ مرید کے اپنے اختیار سے نہیں ہوتا بلکہ اگر مرید صاحب استعداد ہے تو بے اختیار اس میں یہ اعتقاد پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اس وسیلے سے پیر کے کمالات کا اکتساب کرتا ہے اگر یہ فضیلت دینا خود مرید کے اپنے اختیار سے ہو اور وہ تکلف کے ساتھ اس اعتقاد کو پیدا کرے تو یہ جائز نہیں ہے اور نہ کوئی نتیجہ پیدا کر سکتا ہے۔

مبدا و معاد، ص، 202 منہا، ن، 46

مشائخ عظام کا آدب

اسی مجلس میں ایک شخص حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ شیخ احمد (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے مکتوب میں یہ بات لکھی ہے مرشد برحق (حضرت شیخ المشائخ شاہ غلام علی نقشبندی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) نے پوچھا شیخ احمد (رحمۃ اللہ علیہ) کون ہے اس آدمی نے جواب دیا کہ شیخ احمد سرہندی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) (حضرت شیخ المشائخ شاہ غلام علی نقشبندی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) فرمایا میری مجلس سے چلے جاؤ میرے روبرو میرے پیر (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کی اس درجہ بے ادبی کرتے ہو الغرض اس آدمی کو مجلس سے نکال دیا گیا۔ آج کل ہم لوگ بھی اپنے مشائخ کا ادب کرتے ہیں سوچنے کا مقام ہے۔

فیض نقشبند در المعارف، ص، 88

وحدۃ الشہود کا نظریہ

حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان افراد میں سے ہیں جن پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے علم ظاہر اور علم باطن کے ابواب کھول دیئے تھے آپ (حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اسرار دینیہ احکام شرعیہ سے کما حقہٗ واقف ہونے کے ساتھ طریقت اور حقیقت کے رموز سے بھی پوری طرح باخبر تھے آپ (حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) حضرت قطب الاقطاب شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک سے نہ

صرف از روئے کتب واقف تھے بلکہ آپ (حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) پر وہ احوال گزرے تھے آپ (حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اپنے مکاتیب میں اس کا ذکر فرمایا ہے اور جب آپ (حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے بعض مسائل میں حضرت قطب الاقطاب شیخ الشیوخ واقفِ رموزِ اسرار شیخ محی الدین ابن العربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اختلاف کیا تو بعض افراد آپ (حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کو توحید وجودی کا مخالف سمجھنے لگے چنانچہ آپ (حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) اس سلسلہ میں دفتر اوّل کے مکتوب شریف نمبر ۲۹۰ میں تحریر فرماتے ہیں تعجب ہے کہ یہ جماعت (یعنی توحید وجودی والے) اس درویش (حضرت عالی امام ربانی غوث صمدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کو توحیدِ وجودی کا قائل نہیں سمجھتے بلکہ توحید وجودی کے مخالف علماء میں سے شمار کرتے ہیں البتہ آپ (حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے حضرت شیخ الشیوخ واقفِ رموزِ اسرار شیخ محی الدین ابن العربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے بعض مسائل میں اختلاف فرمایا ہے اس سلسلہ میں آپ (حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) دفتر دوم کے مکتوب نمبر ۴۲ میں لکھتے ہیں امور خلافیہ جیسے مسئلہ توحید وغیرہا میں علماء کا مشائخ سے اختلاف از راہ نظر و استدلال ہے اور فقیر (حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کا اختلاف مشائخ سے از راہ کشف وشہود ہے علماء ان امور کے قبح کے قائل ہیں اور یہ فقیر (حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) بے شرط عبور ان امور کے حسن کا قائل ہے الخ مع ہذا آپ (حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) حضرت شیخ الشیوخ واقفِ رموز واسرار شیخ محی الدین ابن العربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق دفتر دوم کے پہلے مکتوب میں لکھتے ہیں اس جماعت میں حضرت شیخ الشیوخ واقفِ رموز اسرار شیخ محی الدین ابن العربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے پہلے ان علوم واسرار میں کسی نے زبان نہ کھولی تھی اور اس حدیث کو اس طریقہ سے کسی نے بیان نہ کیا تھا اگرچہ احوال سکر میں ان کی زبان پر "انا الحق" اور "سبحانی" جاری ہوا لیکن اتحاد کی وجہ اور توحید کی منشا کو وہ نہ پاسکے لہٰذا حضرت شیخ الشیوخ واقفِ رموز واسرار شیخ محی الدین ابن العربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس جماعت کے متقدمین کیلئے برہان اور متاخرین کیلئے حجت ہیں اور آپ (حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے دفتر سوم کے مکتوب نمبر ۸۹ میں تحریر فرمایا ہے ان شطح نما عبارات میں (یعنی سکر آمیز کلمات میں جیسے انا الحق اور سبحانی اور مافی جبتی الا اللہ میں) نہ حلول ہے اور نہ اتحاد ہے صرف ظہور کی وجہ سے حمل ہے اعتبار کی وجہ سے نہیں ہے جس طرح پر سمجھا لیا ہے اور حلول واتحاد کی طرف لے جایا گیا ہاں یہ مسئلہ توحید کا متقدمین کے زمانے میں اچھی طرح تحریر نہ ہوا تھا جو شخص مغلوب الاحوال ہوتا تھا اس کی زبان پر ایسے کلمات آجاتے تھے اور وہ غلبہ سکر کی وجہ سے اس کے بھید کو نہیں پاتا تھا جب شیخ بزرگوار حضرت شیخ الشیوخ شیخ محی الدین ابن العربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی نوبت آئی تو انہوں نے اس دقیق مسئلہ کو پوری طرح شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا اور علم نحو وصرف کی طرح مبوّب اور مفصل کر کے مدوّن کر دیا پھر بھی ایک جماعت ان کا مطلب نہ

سمجھی اور اس نے آپ (حضرت واقفِ رموز اسرار شیخ محی الدین ابن العربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کو خطا وار قرار دیتے ہوئے مطعون اور ملوم کیا حالانکہ اس مسئلہ میں حضرت واقفِ رموزِ اسرار شیخ محی الدین ابن العربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی اکثر تحقیقات میں حق پر ہیں اور ان پر طعن کرنے والے صواب سے دور ہیں بلکہ مسئلہ کی تحقیق سے جناب حضرت قطب الاقطاب شیخ الشیوخ شیخ محی الدین ابن العربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی بزرگی اور وفورِ علم کو سمجھنا چاہیئے نہ یہ کہ ان کا رد اور ان پر طعن کیا جائے آپ (شیخ الشیوخ شیخ محی الدین ابن العربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی بزرگی اور ولایت کے معترف ہیں حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ مقبولانِ بارگاہ کبریا میں سے ہیں۔

شیونات جمع الجمع کا صیغہ ہے اس کا مفرد شان ہے اور شیون اس کی جمع ہے شان کے معنی حال اور امر کے ہیں حضرات صوفیہ (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم) نے شان کی تعریف کیا کی ہے اس کا بیان حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ رسالہ معارف الدنیہ کی معرفت نمبر ۲۰ میں اس طرح کرتے ہیں۔

''اللہ تبارک وتعالیٰ کی شیونات اس ذات کی فرع ہیں اور اس کی صفات شیونات پر متفرع ہیں اور اس کے اسماء جیسے خالق و رازق صفات پر متفرع ہیں اور اس کے افعال اسماء پر متفرع اور تمام موجودات افعال کے نتائج اور ان پر متفرع ہیں''۔ واللہ اعلم۔

اس بیان سے معلوم ہو گیا کہ شیون الگ ہیں اور صفات الگ ہیں خارج میں شیون عین ذات ہیں اور صفات زائد برذات ہیں اس فرق کا جس کو علم نہیں ہے وہ سمجھ بیٹھا ہے کہ شیون عین ذات ہیں اس قول سے صفات کا اور اہل حق کے اجماع کا انکار لازم آتا ہے اہل حق کے نزدیک صفات کا وجود خارج میں زائد برذات ہے۔''واللہ یحق الحق وھو یھدی السبیل''

حضرت مجدد (حضرت شمع بزم عرفاں برہان حقیقت واقف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) دفتر دوم کے پہلے مکتوب میں لکھتے ہیں: اکثر صوفیہ اور خاص کر متاخرین ممکن کو عین واجب سمجھ بیٹھے ہیں اور ممکن کے صفات و افعال کو واجب تعالیٰ کے افعال و صفات کا عین سمجھ لیا ہے وہ کہتے ہیں (قدوۃ الاولیاء حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی نقشبندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں)۔

ہمسایہ وہم نشین وہمرہ ہمہ اوست — در دلق گدا و اطلس شہ ہمہ اوست
در انجمن فرق و نہان خانہ جمع — باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست

ان افراد نے اگر چہ غیر کو وجود میں شریک کرنے سے اپنے کو بچایا ہے اور دوئی سے اجتناب کیا ہے لیکن غیر وجود کو وجود سمجھ لیا ہے۔ اور نقائص کو کمالات سمجھ بیٹھے ہیں وہ کہتے ہیں کسی شیٔ میں ذاتی قباحت اور شرارت نہیں ہے جو کچھ ہے صرف نسبتی اور اضافی ہے انسان کیلئے اگر زہر ہلاہل میں ہلاکت ہے تو اس حیوان کیلئے جس میں یہ زہر پیدا ہوتا ہے آب حیات اور تریاق ہے ان افراد کا اس

بحث میں کشف وشہود پر مدار ہے جتنا ان پر ظاہر کیا گیا اس کو انہوں نے سمجھا اے اللہ! تو ہم پر اشیاء کے حقائق پوری طرح ظاہر فرما

اس فقیر (حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) پر جو کچھ ظاہر کیا گیا ہے تفصیل کے ساتھ اس کو بیان کرتا ہے پہلے حضرت شیخ الشیوخ واقفِ رموزِ اسرار شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک بیان کیا جاتا ہے جو کہ متاخرین صوفیہ کے امام اور مقتدا ہیں اور پھر اس کا بیان آئے گا جو کہ اس فقیر (حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) پر مکشوف ہوا ہے تاکہ دونوں مسالک کا فرق پوری طرح ظاہر ہو جائے اور ایک دوسرے میں مسائل کا خلط نہ ہو

حضرت شیخ الشیوخ شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے متبعین کہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسماء اور صفات اس کی ذات ہیں اور اسماء وصفات آپس میں بھی ایک دوسرے کی عین ہیں مثلاً علم اور قدرت جس طرح یہ دونوں عین ذات باری ہیں آپس میں بھی یہ دونوں ایک دوسری کی عین ہیں اس مقام (غیب الغیب) میں کسی نام اور کسی طریقہ سے تعدد اور تکثر اور تمایز وتباین نہیں ہے غایۃ مافی الباب ان اسماء اور صفات اور شیون اور اعتبارات نے علم الٰہی میں تمایز اور تباین اجمالاً اور تفصیلاً پیدا کیا اجمالی تمایز کو تعین اول اور تفصیلی تمایز کو تعین دوم کہتے ہیں تعین اول کا نام "وحدت" رکھا ہے اور اس کو حقیقت محمدی (ﷺ) سمجھتے ہیں اور تعین دوم کو "واحدیت" کہتے ہیں اور اس کو تمام ممکنات کی حقیقت سمجھتے ہیں اور حقائق ممکنات کو اعیان ثابتہ کہتے ہیں ان دونوں علمی تعینات کیلئے جو کہ وحدت اور واحدیت ہیں مرتبہ وجوب ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اعیان کو خارج کی ہوا تک نہیں لگی ہے خارج میں بجز احدیت مجرّدہ کے اور کچھ نہیں ہے جو کچھ خارج میں نظر آتا ہے وہ اعیان ثابتہ کا عکس ہے آئینہ وجود کے ظاہر میں یہ عکس نمودار ہوا ہے اور اس عکس نے تخیلی وجود پیدا کر لیا ہے جیسا کہ آئینہ میں کسی کا عکس ظاہر ہوتا ہے اور وہ تخیلی ہوتا ہے آئینہ میں کسی شئے کا حلول نہیں ہوا کرتا اور نہ اس پر کچھ منقش ہوتا ہے اگر نقش ہے تو وہ صرف تخیل میں ہے یہ بزرگوار کہتے ہیں چوں کہ یہ تخیل اور یہ توہم صُنعِ باری جل شانہٗ ہے لہٰذا اس میں اتقان تام ہے ایسا کامل اتقان کہ وہم اور تخیل کے ہٹ جانے پر بھی زائل نہیں ہوتا اور اس پر ثواب وعذاب ابدی مرتب ہوتا ہے۔

خارج میں جو کثرت نظر آتی ہے وہ تین قسم پر ہے تعین روحی تعین مثالی تعین جسدی تعین روحی کا تعلق عالم شہادت سے ہے ان تینوں تعینات کو تعینات خارجیہ کہتے ہیں اور ان کا اثبات مرتبہ امکان میں کرتے ہیں پہلے دو علمی تعینات اور یہ تین خارجی تعینات پانچ تنزلات ہیں اور ان کو پانچ حضرات بھی کہتے ہیں۔

چونکہ ان افراد کے نزدیک علم میں اور خارج میں صرف اللہ (عزوجل) ہی کی ذات اور اسماء وصفات کا وجود ہے اور اسماء وصفات بھی ان کے نزدیک عین ذات وصفات تعالیٰ ہیں اور انہوں نے علمی صورتوں اور شکلوں کو صاحب علم جل شانہٗ کی عین صورت سمجھ لیا ہے نہ اس کی پرچھائیں یا مثال اور اعیان ثابتہ کا آئینہ ظاہر میں جو نمودار اور ظہور ہوا ہے عین اعیان تصور کر لیا ہے نہ اس کی شبہ یا مثال لہٰذا ناچار اتحاد کا حکم کر دیا اور ہمہ اوست کے قائل ہو گئے یعنی سب کچھ وہی ہے۔

مسئلہ وحدۃ الوجود میں مختصر طور پر حضرت شیخ الشیوخ واقف رموز اسرار شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک بیان

ہوا یہ اور اس کے امثال وہ علوم ہیں جن کو حضرت شیخ الشیوخ واقفِ رموز اسرار شیخ محی الدین ابن العربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ''خاتم الولایت'' سے مخصوص سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان علوم کو ''خاتم النبوۃ'' خاتم الولایت سے اخذ کرتے ہیں اور اس قول کی توجیہ میں فصوص کے شرّاح تکلفات سے کام لیتے ہیں قصہ مختصر اس جماعت میں حضرت شیخ الشیوخ شیخ محی الدین ابن العربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے پہلے ان علوم اور اسرار میں کسی نے زبان نہ کھولی تھی۔

اور اس بات کو اس طریقہ سے کسی نے بیان نہیں کیا تھا اگرچہ متقدمین کی زبان پر سکر اور مدہوشی کی حالت میں توحید اور اتحاد کے الفاظ جاری ہوئے تھے کسی نے انا الحق اور کسی نے سبحانی کہا لیکن کسی کو اتحاد کی وجہ معلوم نہ ہو سکی اور توحید کے منشا کو کوئی نہ سمجھا لہٰذا حضرت شیخ الشیوخ واقفِ رموز اسرار شیخ محی الدین ابن العربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس جماعت کے متقدمین کیلئے برہان اور متاخرین کیلئے حجت ہیں باوجود اس کے بہت سے دقائق اس مسئلہ میں پوشیدہ رہ گئے ہیں اور بہت سے سربستہ اسرار منظر پر نہیں آئے ہیں اور فقیر (حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کو ان کے اظہار کی توفیق ملی ہے اور فقیر (حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) ان کے بیان کرنے پر مامور ہوا ہے ''واللہ یحق الحق وھو یھدی السبیل'' مخدوما اہل حق کے نزدیک اللہ تبارک وتعالیٰ کی آٹھ صفات خارج میں موجود ہیں لہٰذا وہ خارج میں حضرت ذات سے متمیز ہیں ان کی تمیز بے چون و بے چگونی ہے اور یہ صفات بھی ایک دوسرے سے متمیز بے چوں و بے چگون ہیں یہ تمیز بے چونی اور بے چگونی، حضرت ذات بھی ثابت ہے ''لانہ الواسع بالواسع المجھول الکیفیۃ'' وہ جل وعلا مجہول الکیفیت پر حاوی ہے ہمارے فہم وادراک کی تمیز اس جناب سے مسلوب ہے وہاں تبعض وتجزی کیلئے کوئی گنجائش نہیں ہے اور نہ وہاں تخیل وترکیب کا تصور کیا جا سکتا وہاں حالیت اور محلیت مفقود ہے خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ممکن کے اعراض وصفات اس جناب قدس سے مسلوب ہیں وہ اپنی ذات اپنی صفات اور اپنے افعال میں لیس کمثلہ شیٔ ہے باوجود اس تمیز بے چونی اور وسعت بے کیفی کے اس اسماء وصفات خانہ علم واجبی میں تفصیل اور تمایز پیدا کر کے منعکس ہوئے۔

ہر اسم اور صفت متمیز کا مرتبہ عدم میں ایک مقابل اور نقیض ہے عدم میں علم کا مقابل عدم علم ہے جس کو جہل کہتے ہیں اور قدرت کا عدم قدرت ہے جس کو عجز کہتے یہی کیفیت تمام صفات کی ہے ان مقابلات عدمیہ نے بھی علم واجبی میں تفصیل اور تمیز پیدا کی ہے اور وہ اپنے متقابل اسماء صفات کیلئے آئینے بنے اسماء وصفات واجبی کا ان پر عکس پڑا اس فقیر (حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے نزدیک عدمی آئینوں پر جو عکس پڑا ہے وہ حقائق ممکنات ہیں عدمات بمنزلہ اصل اور مواد کے ہیں اور اسماء صفات کا عکس تمیز بمنزلہ صُور حالہ کے حضرت شیخ الشیوخ شیخ محی الدین ابن العربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک اسماء وصفات متمیزہ ہی ممکنات کے حقائق ہیں اور فقیر (حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے نزدیک ممکنات کے حقائق وہ عدمات ہیں جو اسماء وصفات کے نقائض ہیں البتہ ان عدمات کے ساتھ اسماء وصفات کے وہ ظلال بھی شامل ہیں جو آئینہ عدمات میں ظاہر ہوئے ہیں قادر مختار جب چاہتا ہے کہ موجود خارجی کا ظہور ہو تو وہ اس ماہیت عدمی سے جو کہ اسماء

وصفات کے ظل سے ممتزج ہے اس کا مبدا بنا دیتا ہے اسماء وصفات کا جو ظل ہے وہ حضرت وجود تعالیٰ وتقدس کا پرتو ہے لہٰذا ممکن کا وجود کیا علم میں اور کیا خارج میں حضرت وجود کا پرتو ہے اور ممکن کے صفات حضرت وجود کے کمالات کے پرتو ہیں ممکن کا علم علم الٰہی کا پرتو ہے علمِ الٰہی اپنے مقابل میں منعکس ہوا ہے اسی طرح ممکن کے تمام صفات اور اس کا وجود صفات الٰہیہ اور حضرت واجب الوجود کا پرتو ہیں جو مرآت عدم پر ظاہر ہوئے ہیں۔

تو دادی ہمہ چیز ومن چیز تست　　　نیاوردم از خانہ چیزے نخست

لہٰذا فقیر (حضرت محبوب صمدانی غوث یزدانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک نہ ممکن عین واجب ہے اور نہ ممکن اور واجب میں حمل ثابت ہے کیونکہ ممکن کی حقیقت عدم ہے اور جو عکس اسماء وصفات کا اس ممکن پر پڑا ہے وہ اسماء وصفات کا شبہ اور مثال ہے عین اسماء وصفات نہیں ہے اس صورت میں ہمہ اوست کا قول یعنی سب کچھ وہی ہے کہنا درست نہیں بلکہ ہمہ از وست کا قول درست ہے یعنی سب کچھ اسی سے ہے جو کچھ ممکن کا ذاتی ہے وہ عدم ہے جو کہ شرارت اور نقص اور خباثت کا منشا ہے اور جو کچھ اس میں از قسم کمالات ہے وہ حضرت واجب جل شانہٗ سے مستفاد ہے اور اس کے کمالات کا پرتو ہے وہ ہی جل شانہٗ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس کے علاوہ سب ظلمت ہے اور اس کا ماسویٰ کیوں کر ظلمت نہ ہو جبکہ عدم فوق الظلمات ہے۔

اس مبحث کی پوری تحقیق اس مکتوب میں ہے جو میرے فرزند اعظم مرحوم کے نام ہے اس خط میں حقیقت وجود اور ماہیات ممکنہ کی تحقیق کی گئی ہے اس کو طلب فرمائیں۔

آپ (حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے جس خط کا حوالہ دیا ہے وہ دفتر اول کا مکتوب نمبر ۲۳۴ ہے آپ نے اس میں تحریر فرمایا ہے: اے فرزند مرتبۂ ذات غیب الغیب میں کمالات ذاتیہ عین میں حضرات ہیں اس مرتبہ میں صفت علم عین ذات ہے اور یہی کیفیت قدرت وارادت اور باقی صفات کی ہے یہ صورت نہیں ہے کہ ذات مقدسہ کا کچھ حصہ علم ہے اور کچھ کچھ دیگر صفات اس مرتبہ میں تجزی کیلئے کوئی گنجائش نہیں ہے یہ کمالات گویا کہ حضرت ذات سے نکلے ہیں اور مرتبہ علم میں انہوں نے تمیز اور تفصیل حاصل کر لی ہے ذات پاک اُسی اجمالی اور وحدانی صرافت پر باقی ہے یہ مرتبۂ اجمال ہے اس کے بعد مرتبہ تفصیل ہے اس مرتبہ میں ہر شئے متمیز ہو جاتی ہے وہ تمام کمالات جو عین ذات تھے مرتبہ تفصیل میں آ گئے یہ تفصیل بھی صرف مرتبہ علم میں ہے ان کمالات مفصلہ نے ظلی وجود حاصل کیا اور ان کا نام صفات ہوا ان صفات کا قیام حضرت ذات سے ہے جو کہ ان کی اصل ہے صاحب فصوص (حضرت شیخ الشیوخ شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے نزدیک یہی کمالات مفصلہ اعیان ثابتہ ہیں جن کا وجود صرف علمی ہے اور اس فقیر (حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے نزدیک حقائق ممکنات وہ عدمات ہیں جو کہ ماوائی شر ونقص ہیں مع ان کمالات کے جو ان میں منعکس ہوئے ہیں۔ الخ

آپ (حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے مکتوب سابق میں اپنے اور حضرت شیخ الشیوخ

واقفِ رموزِ اسرار شیخ محی الدین ابن العربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کے فرق کو اس طرح واضح کیا ہے کہ آپ (حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے نزدیک عالم خارج میں وجودِ ظلی کے ساتھ موجود ہے جس طرح پر کہ وجودِ اصلی کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ خارج میں موجود ہے خارجی عالم اس کے وجودِ خارجی کا ظل ہے لہٰذا عالم کو عین حق نہیں کہہ سکتے کیوں کہ ظل شخص نہیں جناب حضرت قطب الاقطاب شیخ محی الدین ابن العربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ظل کا ثبوت صرف وہم اور خیال میں ہے ان کے نزدیک ظل کو خارج کی ہوا تک نہیں لگی ہے خارج میں احدیت مجردہ کا وجود تسلیم کرتے ہیں ان کے نزدیک صفات ثمانیہ کا وجود بھی صرف خانۂ علم میں ہے خارج میں نہیں ہے وہ کثرت موہومہ کو وحدت موجود کا ظل قرار دیتے ہیں اور چوں کہ وہ ظل کا اثبات خارج میں نہیں کرتے اس لئے وہ ظل کو اصل پر حمل کرتے ہیں علماء اہل سنت نے صفات ثمانیہ کا اور ممکن کا اثبات خارج میں کیا ہے جناب حضرت شیخ الشیوخ واقفِ رموزِ اسرار شیخ محی الدین ابن العربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور علماء نے میانہ روی کے طرفین کو لیا ہے۔

میانہ روی کا وسط اس فقیر (حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کو ملا ہے اگر جناب حضرت شیخ محی الدین ابن العربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ خارج میں وجودِ اصلی کا ظل پا لیتے تو عالم کے وجودِ خارجی سے انکار نہ کرتے اور علماء اس بھید اور رمز سے آگاہ ہو جاتے تو خارج میں ممکن کا وجودِ اصلی نہ ثابت کرتے۔

یہ عاجز (مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی) کہتا ہے کہ حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ وجود اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات ہے اور وہ نور ہے "اللہ نور السموت والارض" اس کا سوا عدم ہے اور وہ ظلمت ہے بلکہ فوق الظلمات ہے یہ عدم ممکنات کی اصل ہے عدمی آئینہ پر اسماء و صفات کا واجبی عکس پڑا اور وہ حقائق ممکنات ہوئے علامات بہ منزلہ اصل اور مواد کے ہیں اور اسماء و صفات کا عکس صُوَرِلہٗ ہیں ممکن کا ذاتی عدم ہے اور وہ ظلمت ہے اور نقصان ہے اور جو کچھ اس میں از قسم کمال ہے وہ اسماء و صفات کا پرتو ہے "ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک" "یعنی جو بھلائی تم کو پہنچی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس کے اسماء و صفات کی تجلیات کے آثار سے ہے اور جو برائی تم کو پہنچی ہے وہ تمہارے اپنے نفس کی طرف سے ہے وہ عدمی مرآت کا اثر ہے ترمذی شریف نے جامع کے باب افتراق ھذ الأمۃ میں جو کہ ابواب العلم سے پہلا باب ہے یہ حدیث شریف حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کو فرماتے سنا (ترجمہ) یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو ظلمت میں پیدا کیا پھر ان پر اپنا نور ڈالا جس پر اس نور میں سے کچھ نور پڑا اس نے ہدایت پائی اور جس پر نور نہیں پڑا گمراہ ہوا الخ۔ حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پر جو مکشوف ہوا ہے حدیث شریف میں بھی وہی ہے اور آیت شریفہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے اگر ممکن کی حقیقت صرف ظل اسماء و صفات واجبی ہو تو پھر من نفسک سے کونسی شے مراد ہے مرآت عدمیہ پر جن اسماء و صفات واجبی کا ظل پڑا ان سے وہ بہرہ مند ہوئے قلم نے اس کا بیان کر دیا یعنی محفوظ میں۔

حضرت شمع بزم عرفاں مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ دفتر اول کے مکتوب نمبر ۲۶۶ میں لکھتے ہیں''اللہ تبارک وتعالیٰ غنی مطلق ہے وہ اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے غنی ہے وہ کسی امر میں کسی کا محتاج نہیں ہے وہ جس طرح اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہیں اسی طرح اپنے ظہور میں بھی کسی کا محتاج نہیں بعض صوفیہ کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے اسمائی اور صفاتی کمالات کیلئے ہمارا محتاج ہے اس فقیر (حضرت شمع بزم عرفاں مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) پر یہ بات نہایت شاق گزرتی ہے یہ فقیر (حضرت شمع بزم عرفاں مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) تو یہ سمجھتا ہے کہ آفرینش اور پیدائش کا سبب خلق کو کمالات سے سرفراز کرنا ہے نہ یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو کوئی کمال حاصل ہو آیت شریفہ''وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون. ای لیعرفون''سے اس کلام کی تائید ہوتی ہے یعنی میں نے جن اور انس کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ ان کو میری معرفت حاصل ہو اور وہ کمال کے مرتبہ پر پہنچیں نہ یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو کوئی کمال حاصل ہو حدیث قدسی فخلقت الخلق الاعرف کا بھی یہی مطلب ہے کہ میں نے خلق کو پیدا کیا تاکہ میری معرفت حاصل کی جائے مخلوق مجھ کو پہچان لے نہ یہ کہ خلق کی وجہ سے مجھ کو کمال حاصل ہو" تعالیٰ الله عن ذالک علوا کبیرا" اللہ تعالیٰ اس بات سے بہت ہی بلند وبالا ہے الخ اور آپ (حضرت شمع بزم عرفاں مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے دفتر دوم کے مکتوب نمبر ۹۸ میں لکھا ہے:

اللہ تعالیٰ کا وجود ہر خیر وکمال کا مبدا اور ہر حسن وجمال کا منشا ہے اس کا مقابل عدم ہے جو کہ ہر شر ونقص کا مبدا اور ہر قبح وفساد کا منشا ہے جو بھی وبال ہے اسی سے ہے اور جو بھی کوئی ضلال ہے اسی سے ہے باوجود ان خرابیوں کے اس میں خوبیاں بھی ہیں چنانچہ وہ اپنے وجود کو وجود مطلق کے مقابلے میں نیست ونابود قرار دیتا ہے اور یہ اس کی خوبیوں میں سے ہے اور اسی طرح اپنے کو وجود مطلق کی پناہ میں سپرد کرنا اور شر ونقص کو اپنے پر لینا اس کے اچھے ہنروں میں سے ہے اور اپنے آپ کو آئینہ بنانا اور اس میں وجود مطلق کے کمالات کو بیرون از خانۂ علم دیکھنا اور ان کو ایک دوسرے سے ممتاز کرنا اور اجمال سے تفصیل میں لانا بھی اس کے اچھے اوصاف میں سے ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ حضرت وجود کی خدمت گاری عدم کے وجود سے ہے حضرت وجود کا حسن وجمال وکمال اس کے قبح وشر ونقص سے ظاہر ہے اس کا استغناء اس کے افتقار سے اس کی عزت اس کی ذلت سے اس کی عظمت وکبریائی اس کی خساست ودناءت سے اس کی شرافت اس کی رذالت سے اس کی خواجگی، اس کی بندگی سے ظاہر ہے۔

منم کا ستاد را استاد کردم   غلامم خواجہ را آزاد کردم

(حضرت شمع بزم عرفاں مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) دفتر اول کے مکتوب نمبر ۲۹۱ میں لکھتے ہیں''اکثر افراد کیلئے توحید وجودی کے ظہور کا سبب توحیدی مراقبات اور کلمۂ توحید'' لاالہ الا اللہ '' کی بکثرت مزاولت بہ معنی لاموجود الا الله ہوا کرتی ہے کیونکہ اس معنی کے ساتھ کلمہ توحید کی مزاولت سے سلطان خیال میں یہ نقش جم جاتا ہے لہٰذا اس بنا پر جو توحید ظاہر ہوئی ہے وہ معلول ہے اور اس کا صاحب، ارباب احوال میں سے نہیں ہے ارباب احوال اصحاب قلوب ہیں اور اس طرح کی توحید والا مقام

قلب سے بے خبر ہے اس کی علمی توحید ہے اور علم کے بھی درجات ہیں بعضہا فوق بعض اور بعض افراد کیلئے توحید وجودی کے ظہور اور منشا کی وجہ انجذ اب اور قلبی محبت ہے ابتدا میں یہ لوگ اذکار و مراقبات کا شغل کرتے ہیں لیکن بلا تخیل معنی توحید اور پھر اپنی جدجہد کی وجہ سے یا محض عنایت ازلیہ کی وجہ سے مقام قلب کو پہنچ جاتے ہیں اور ان میں جذبہ پیدا ہو جاتا ہے اب اس مقام میں اگر ان پر توحید وجودی کا جمال ظاہر ہو جاتا ہے تو اس کی وجہ محبوب کی محبت کا غلبہ ہے غلبۂ محبت نے اس کی نظر سے بجز محبوب کے سب کو پوشیدہ کر دیا ہے اب جب کہ یہ لوگ محبوب کے سوا نہ کسی کو دیکھتے ہیں اور نہ کسی کو پاتے ہیں تو لامحالہ وہ محبوب کے سوا کسی کو موجود نہیں سمجھ سکتے یہ توحید تخیل اور توہم کے شائبہ اور علت سے پاک وصاف اور از توحید احوال ہے اور توحید کے اصحاب ارباب قلوب ہیں اگر یہ افراد اسی مقام سے عالم کو رجوع کریں تو عالم ذرہ ذرہ میں اپنے محبوب کو دیکھیں گے اور موجودات کو اپنے محبوب کے حسن و جمال کیلئے مثل آئینہ کے پائیں گے اگر مقلب القلوب جل وعلا کے فضل و کرم سے ان افراد کا مقام مقام قلب سے عبور ہو جائے تو یہ کیفیت رد بہ زوال ہو جائے گی جتنا عروج ہوتا جائے گا اسی قدر یہ کیفیت کم ہوتی جائے گی یہاں تک کہ اس کیفیت سے مناسبت تک باقی نہ رہے گی بلکہ بعض افراد اس حد پر پہنچ جاتے ہیں کہ وہ اس جماعت پر انکار اور طعن کرنے لگتے ہیں جیسا کہ حضرت شیخ المشائخ رکن الدین ابو المکارم علاء الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا ہے اور بعض افراد اس کیفیت کے زائل ہونے کے بعد کچھ نہیں کہتے نہ وہ اس کیفیت کی نفی کرتے ہیں اور نہ اثبات یہ کاتب سطور ارباب توحید وجودی پر انکار کرنے اور ان پر طعن کرنے سے اپنے کو بچاتا ہے انکار اور طعن کی گنجائش اس وقت ہو سکتی ہے کہ اس مقام اور کیفیت رکھنے والوں کا اپنا کوئی مقصد یا کسی قسم کا اختیار ہو جب کہ یہ کیفیت بلا اختیار ظاہر ہوتی ہے تو یہ لوگ مجبور و معذور ہیں مجبور و معزور پر رد نہیں کیا جا سکتا۔ الخ۔

حضرت مجدد (حضرت سردار اولیاء و امامنا شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) دفتر اول کے مکتوب نمبر ۲۷۲ میں تحریر فرماتے ہیں توحید وجودی والے بے نہایت ارباب کا اثبات کرتے ہیں اور تمام ارباب کو رب الارباب کا ظہور تخیل کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں کتاب وسنت سے دلیل لاتے ہیں کتاب سے "هو الاول والاخر والظاهر والباطن" وہی اول آخر اور ظاہر اور باطن ہے اور "وما رميت ولكن الله رمى" جب تم نے پھینکا تھا وہ تم نے نہیں پھینکا تھا بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے پھینکا تھا "ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله يد الله فوق ايديهم" یقیناً جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے اور سنت سے "اللهم انت الاول فليس قبلك شي وانت الاخر فليس بعدك شي وانت الظاهر فليس فوقك شي وانت الباطن فليس دونك شي" اے اللہ تو ہی اول ہے تجھ سے قبل کوئی شی نہیں ہے اور تو ہی آخر ہے تیرے بعد کوئی شئے نہیں ہے اور تو ہی ظاہر ہے اور تیرے اوپر کوئی شئے نہیں ہے اور تو ہی باطن ہے تجھ سے ورے کوئی شئے نہیں ہے لیکن ان تمام تمسکات میں ان لوگوں کیلئے کوئی استشہاد نہیں ہے یہ عبارتیں ماسوا سے کمال وجود کو نفی کرنے کیلئے اور حصر کرنے ہیں اصل وجود کی نفی کرنے کیلئے نہیں ہیں جس طرح پر لا صلوة الا بفاتحة

الکتاب'' بغیر فاتحۃ الکتاب کے نماز نہیں ''لا ایمان لمن لا امانۃ لہ'' جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں وارد ہے ایسی عبارتیں کتاب وسنت میں بہت ہیں اور ان کا جو بیان علماء نے کیا ہے وہ تاویل نہیں ہے بلکہ ان نصوص کو کمال بلاغت کے نہج پر حل کرنا ہے کسی شخص کی سفارت کو اگر اہمیت دی جاتی ہے تو محاورہ میں کہا جاتا ہے کہ اس کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے اس بات سے یہ حقیقت منظور نہیں ہوتی کہ اس کا ہاتھ ہو گیا بلکہ اس مقام پر مقصود مجاز ہے اور یہ مجازی تعبیر حقیقت سے زیادہ بلیغ ہے اگر کوئی غلام یا خادم اپنی قدرت اور طاقت سے زیادہ کام کر لیتا ہے اور اس کام میں مالک بہت اہتمام کرتا ہے تو مالک کو حق ہے کہ اپنے غلام اور خادم سے کہہ دے کہ یہ کام تم نے سرانجام نہیں دیا ہے بلکہ یہ کام میں نے کیا ہے اس بات سے نہ اتحاد فعل مراد ہے اور نہ اتحاد ذات ان لوگوں نے شاید انبیاء علیہم السلام کے مذاق اور طریقہ کو نہیں سمجھا ہے ان حضرات کی دعوت کا مدار ہی دوئی پر ہے غیر اور غیریت کے بیان کو جو کہ حضرات کے کلام میں واقع ہے توحید اور اتحاد کے رنگ میں پیش کرنا بجز تکلف باردہ کے اور نہیں۔ الخ۔

شمس العارفین کعبۂ صفا کیشاں شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۲۲ میں تحریر فرماتے ہیں اس فقیر (حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک نہ کوئی تعین ہے اور نہ کوئی متعین وہ کون سا تعین ہو سکتا ہے جو لاتعین کو متعین کرے یہ الفاظ حضرت شیخ الشیوخ واقفِ رموزِ اسرار شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اتباع کے مذاق پر ہیں اگر اس فقیر (حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی عبارت میں اس قسم کے الفاظ واقع ہوئے ہیں تو وہ از قسم صنعت مشاکلہ ہیں الخ یعنی مناسبت کی وجہ سے کسی معنی کو دوسرے لفظ سے ذکر کرنا جیسے جزاء سیئۃ سیئۃ میں عقوبت کے معنی میں سیئۃ آیا ہے اور آیا آپ (حضرت شمس العارفین قطب العارفین الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے دفتر اول کے مکتوب نمبر ۲۶۶ میں تحریر فرمایا ہے صوفیہ وجودیہ نے تنزلات کے جن پانچ مراتب کا بیان کیا ہے وہ مرتبۂ وجوب میں تغیر اور تبدیل کے قسم میں سے نہیں ہیں اس مرتبۂ وجوب میں تغیر اور تبدیل کفر اور ضلالت ہے ان مراتب کا اعتبار کمالات کے ظہور کیلئے کیا گیا ہے بغیر اس کے کہ اللہ کی ذات وصفات اور افعال میں کوئی تغیر یا تبدیل واقع ہو چونکہ انسان عالم شہادت میں داخل ہے اس لئے بعض حضرات نے تنزلات کے پانچ مراتب بیان کئے ہیں حضرت مجدد (حضرت عالی امام ربانی سلطان طریقت محبوب صمدانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بھی پانچ مراتب بیان فرماتے ہیں۔

حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ اکبر (حضرت قطب الاقطاب شیخ الشیوخ شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اور حضرت مجدد (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا مسلک آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے مکاتیب ورسائل سے عاجز نے بیان کیا ہے انحصار کے پیش نظر صرف اصولی اور اہم اختلافات کا ذکر کیا گیا ہے فروعی اور جزئی اختلافات کو ترک کر دیا ہے دونوں حضرات (حضرت قطب الاقطاب شیخ الشیوخ شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (حضرت عالی امام ربانی سراج السالکین کمالات نبوت وولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے مسلک میں اصولی اور حقیقی اختلاف موجود ہے اور اس عاجز کو ان

افراد پر تعجب ہوتا ہے جو ان دونوں حضرات (حضرت قطب الاقطاب شیخ الشیوخ شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (حضرت عالی امام ربانی سراج السالکین کمالات نبوت وولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کے اختلاف کو صرف لفظی اختلاف سمجھتے اور ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

رسالہ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود، ص، 9 سے 80 حاشیہ زید فاروقی

(تصور شیخ) رابطہ کی سنیت اور اولویت روزِ روشن کی طرح ثابت ہے

(۱) سورہ یوسف کی آیت چوبیس میں ہے "لو لا ان رای برھان ربہ" اگر یہ نہ ہوتا کہ دیکھتے قدرت اپنے رب (عزوجل) کی۔ اس آیت کی تفسیر میں عبد الرزاق۔ ابن جریر، ابن منذر۔ ابن ابی حاتم۔ ابوالشیخ اور حاکم نے۔ حضرت (عبداللہ) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی تصحیح کی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت دیکھی حاکم نے اس روایت کی ہے کہ اور ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں ابن عباس۔ سعید۔ مجاہد، جبیر ابن سیرین۔ حسن۔ قتادہ ابو صالح ضحاک۔ ابن اسحاق۔ وغیرہ ہم (رضی اللہ عنہم) سے روایت کی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھا کہ انگلی دانت سے پکڑے ہوئے ہیں۔ اور یہی رابطہ (تصور شیخ) ہے۔

(۲) سورہ توبہ کی آیت ایک سو بیس میں ہے "یا ایھا الذین امنوا اتقو االلہ وکونوا مع الصادقین"۔ (ترجمہ) اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے اور ہو ساتھ سچوں کے اس آیت شریفہ سے صادقین کی معیت (ساتھ رہنا بیٹھنا) مطلوب ہے ۔ان کے حضور میں معیت ظاہری ہے اور غیبو بت میں ان کا خیال معیت باطنی ۔ اور معنوی ہے جس کو حضرات خواجگان رابطہ (تصور شیخ) کہتے ہیں۔

(۳) ترمذی نے اس مبارک دعا کی روایت کی ہے "اللھم ارزقنی حبک وحب من ینفعنی حبہ عندک الخ" (ترجمہ) اے میرے اللہ مجھ کو اپنی محبت۔ اور اس کی محبت جس کی محبت میرے لئے تیرے نزدیک نفع بخش ہو عنایت کر۔
محبت دل کے تعلق اور لگاؤ کو کہتے ہیں اس مبارک دعا میں اللہ (عزوجل) سے دل کا لگاؤ اور ہر اس شخص سے لگاؤ جس کی موصل الی اللہ ہو مطلوب ہے۔ محبت جتنی زیادہ ہوگی "کانک تراہ" گویا کہ تم اللہ کو دیکھتے ہو۔ کی کیفیت بیشتر حاصل ہوگی جو درجہ احسان کا اعلیٰ تر مقام ہے۔

(۴) بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت مبارکہ میں عرض کی کہ کسی کو ایک جماعت سے محبت ہے لیکن وہ ان جیسا نہیں آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) نے فرمایا! "المرء مع من احب" جو شخص جس سے محبت رکھتا ہے وہ اسی کے ساتھ ہے۔ یعنی جس کا خیال دل میں رہے گا اسی کے ساتھ اس کا حشر ونشر

ہوگا۔ یہی تصور ہے اور یہی رابطہ۔ (اسی کو تصور شیخ کہتے)

(۵) حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ کی دنیا سے پردہ (کرنا کے بعد) کے وقت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوردسال تھے حلیہ نبویہ ﷺ پوری طرح حافظۂ خیال میں ثبت نہ تھا بڑے ہوکر انہوں نے اپنی والدہ (محترمہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ماموں سے کہا جو حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ کے حلیہ مبارکہ بیان کرنے میں یکتا تھے" انا اشتھی ان یصف لی منھا شیئاً اتعلق بہ " میں چاہتا ہوں کہ وہ آپ کے سراپا کا کچھ بیان کریں تاکہ اس سے میرا تعلق ہو یعنی آپ کا حلیہ مبارکہ میرے خانۂ قلب کو مجلّٰی ومطہر ومنور کرتا رہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے

بہ چہ تسکیں بدہم دیدۂ و دل را کہ مدام　　دل ترا می طلبد دیدہ ترا می خواہد

ابن ماجہ اور طبرانی نے نیک بندوں کی یہ نشانی روایت کی ہے" اذا رُاُوْ ذکر اللہ "وہ جب دیکھے جائیں تو اللہ یاد آئے اور بغوی کی روایت حدیث قدسی کی ہے" اولیائی من عبادی الذین یذکرون بذکری و اذکر بذکرھم "۔میرے بندوں میں سے اولیاء وہ ہیں کہ میری یاد کے وقت ان کی یاد اور ان کی یاد کے وقت میری یاد آتی ہو یعنی وہ مبارک ہستی جس کی فنا اور بقا اللہ ہی سے ہے وہ اللہ کی یاد کا ذریعہ ہے جس کو ایسا ذریعہ ملے وہ خوش نصیب ہے اور حضرت سیدُنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی سعادت کو حاصل کرنا چاہا حضرات صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اس دولت عظمیٰ اور سعادت علیا سے پوری طرح آراستہ و پیراستہ تھے۔ وہ جس وقت اپنے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ کا ذکر شریف کرتے تھے بے ساختہ ان کی زبان پر" کانی انظر الیٰ رسول اللہ "آ تا تھا یعنی گویا کہ میں حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ کو دیکھ رہا ہوں ان عاشقان پاک باطن کی آنکھوں کے سامنے وہی خیال مبارک تھا جو ان کے نگارخانۂ دل میں ہمہ وقت محفوظ رہتا تھا۔

حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، ص، 47 سے 49

تصور شیخ شرک نہیں محرابوں اور مسجدوں کی نفی کیوں نہیں کرتے

حضرت خواجہ محمد اشرف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نسبت رابطہ (تصور شیخ) کی مشق کے بارے میں لکھا تھا کہ اس حد تک غالب ہوگئی ہے کہ نماز میں اس کو اپنا مسجود جانتا اور دیکھتا ہے اور اگر بالفرض اس کی نفی کرنا چاہے تو وہ رابطہ (تصور شیخ) نفی نہیں ہوتا اے محبت کے نشان والے طالبان حق جل وعلا اسی دولت کی تمنا کرتے ہیں مگر ہزاروں میں سے کسی ایک کو نصیب ہوتی ہے اس کیفیت والا شخص صاحب استعداد اور کامل مناسبت والا ہوتا ہے اور ہوسکتا ہے کہ وہ شیخ مقتدا کی تھوڑی سی صحبت سے اس کے تمام کمالات کو جذب (حاصل) کرے اور رابطہ (تصور شیخ) کی نفی کی کیا ضرورت ہے کیونکہ وہ تو مسجود الیہ ہے نہ کہ مسجود لہ محرابوں اور مسجدوں کی نفی کیوں نہیں کرتے اس قسم کی دولت کا ظہور سعادت مندوں کو حاصل ہوتا ہے تاکہ وہ تمام احوال میں صاحب رابطہ (مرشد) کو اپنا

وسیلہ جانیں اور تمام اوقات میں اسی کی طرف متوجہ رہیں نہ کہ ان بدبخت لوگوں کی طرح جو اپنے آپ کو مستغنی (یعنی تصور شیخ سے بے نیاز) جانتے ہیں اور اپنی توجہ کے قبلہ کو اپنے شیخ (مرشد) سے ہٹا لیتے ہیں اور اپنے معاملے کو خراب کر لیتے ہیں۔

مکتوب، ج،2،ن،30

(تصور شیخ) سے زیادہ قریب ترین طریق کوئی نہیں ہے

جاننا چاہیئے کہ مرید کو تکلف اور بناوٹ کے بغیر اپنے شیخ (پیرومرشد) کے ساتھ رابطہ (تصور شیخ کرنا) کا حاصل ہونا پیر اور مرید کے درمیان اس کامل مناسبت کی علامت ہے جو افادہ واستفادہ (فائدہ پہنچانے اور فائدہ حاصل کرنے) کا سبب ہے اور وصول الی اللہ کیلئے رابطہ (تصور شیخ) سے زیادہ اقرب ترین طریق کوئی نہیں ہے دیکھیں کس دولت مند کو اس سعادت سے بہرہ مند کرتے ہیں غوث المحققین شیخ کبیر حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ''فقرات'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ: ع

سایۂ رہبر بہ است از ذکر حق　　(صحبت شیخ ذکر سے بہتر)

اس کو بہتر کہنا نفع کے اعتبار سے ہے یعنی رہبر کا سایہ مرید کیلئے ذکر کرنے سے زیادہ فائدہ مند ہے کیونکہ (ابتدا میں) مرید کو ابھی مذکور (حق جل وعلا) کے ساتھ کامل مناسبت حاصل نہیں ہے۔ کہ (جس سے) وہ ذکر کے طریق سے پورا پورا نفع حاصل کر سکے

مکتوب، ج،1،ن 187

مرشد کی صورت

اگر ذکر (الٰہی) کرتے وقت پیر کی صورت (تصور شیخ) بے تکلف ظاہر ہو تو اس کو بھی قلب کی طرف لے جانا چاہیئے اور قلب میں نگاہ رکھ کر ذکر کرنا چاہیئے۔

مکتوب، ج،2،ن،190

(تصور شیخ) نظر قلبی امراض کو شفا بخشتی ہے

جاننا چاہئے کہ اس طریقہ عالیہ کا سلوک ایسے شیخ مقتدا کی محبت کے رابطہ پر وابستہ ہے جس نے سیر مرادی سے اس راہ کو طے کیا ہو اور قوت انجذاب سے ان کمالات کے ساتھ رنگا ہوا ہو اس کی نظر قلبی امراض کو شفا بخشتی ہے اور اس کی توجہ باطنی امراض دور کرتی ہے۔

مکتوب، ج،2،ن،260

عجائب وغرائب کے ظہور کا یہی ذریعہ ہے

جاننا چاہیئے کہ تمام طریقوں میں رابطہ (تصور شیخ) کا راستہ تمام راستوں کی نسبت بہت ہی نزدیک راستہ ہے اور عجائب وغرائب کے ظہور کا یہی ذریعہ ہے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ بغیر رابطہ (تصور شیخ) اور بغیر فنا فی الشیخ کے تنہا ذکر وصل تک نہیں پہنچاتا۔ لیکن تنہا رابطہ (تصور شیخ) آداب صحبت کی رعایت کے ساتھ کافی ہوتا

ہے۔

بدایت الطالبین ،ص،31

"ھذا حرام" "یہ تو حرام ہے"

(حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی صاحب) ابھی دو سال کا واقعہ ہے کہ دہلی میں ایک جگہ نجد، کویت اور شام کے چار فضلا کے ساتھ ہندوستان کے چار علماء کا اجتماع تھا۔ اس مختصر لیکن موقر اجتماع میں میری (حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی صاحب) شرکت بھی ہوئی۔ ہندوستان کے علماء میں سے دو صاحبان کا تعلق طریقہ طیبہ چشتیہ سے تھا۔ مجھ کو بعد میں معلوم ہوا کہ کویت کے فاضل کا تعلق حضرات مشائخ کے کسی سلسلہ سے تھا۔ اس پاکیزہ اور باوقار محفل میں سلاسل مبارکہ کا ذکر آیا اور فاضل کویت نے رابطہ (تصور شیخ) کے متعلق کچھ کہا فاضل نجد نے رابطہ (تصور شیخ) کے متعلق دریافت کیا اور جب ان کو معلوم ہوا کہ رابطہ تصور شیخ کو کہتے ہیں تو انہوں نے کہا "ھـــــذا حـــــرام" "یہ تو حرام ہے میں نے ان سے کہا (بہ عربی) جناب من ۔رابطہ (تصور شیخ) تو حضرات صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کا معمول رہا ہے وہ سالہا سال بعد حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ کا مبارک ذکر شریف کرتے وقت کس شوق و محبت سے کہا کرتے تھے "کانی انظر الیٰ رسول اللہ ﷺ" گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں جس وقت وہ یہ الفاظ فرماتے تھے وہ اس مبارک خیال کو دیکھا کرتے تھے جو ان کے نہاں خانہ دل میں محفوظ تھا یہی وہ رابطہ (تصور شیخ) ہے جو موصل الی اللہ ہے۔ وہ حضرات نقشبندیہ اس پر عامل ہیں میری بات سن کر فاضل نجد خاموش بیٹھ گئے ان کے بُشـــرہ سے ظاہر ہو رہا تھا کہ ان کی خاموشی جامہ تفکر پہنے ہوئے ہے اور فاضل کویت کے چہرے پر آثار مسرت ظاہر تھے۔ حسن اتفاق سے دوسرے دن ایک بڑا اجتماع میں یہ دونوں صاحبان بہت مسرت سے ملے اور کچھ علمی گفتگو ہوئی۔

تصور

تصور ہے وہ نسخہ کیمیا — کہ جس نے مس دل کو کندن کیا
تصور ہے بوئے سوز و گداز — ہے مہر و محبت ہی راہ نیاز
تصور ہے معمول مردان دیں — جو سمجھے تھے کو نوا مع الصادقین
تصور ہے شمع فروزان راہ — زہے قول عاشق کانی اراہ
تصور نے ان کے کیا یہ اثر — کھلا لی مع اللہ کا وہ بستہ در
تصور ہے بے شک وہ راہ وصول — پہنچتی ہے جو بارگاہ رسول
ہوا جو گرفتار عشق نبی — وہ دوزخ سے یکسر ہوا ہے بری
جو نار محبت کا ہو سوختہ — نہ ہو گا وہ دوزخ کا اندوختہ
قتیل وفا پر ہو رحمت مدام — بہشت بریں ہو گا اس کا مقام
نہ اس میں خفا ہے نہ تنکیر ہے — مع من احب کی یہ تفسیر ہے

تعجب ہے کہ مولوی سید احمد بریلوی نے

(اپنی کتاب) صراط مستقیم میں حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ کے تصور کو ہی فساد نماز کا سبب قرار دیا ہے (نعوذ باللہ) حضرت مجدد (شمس العارفین تاج اولیاء شیخ احمد کابلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے ایسے لوگوں کو" بے دولت" ۔۔۔۔۔۔ فرمایا ہے

حضرت مجدد الف ثانی، M، 103

تصور شیخ کا احسن طریقہ

حضرت خواجہ عبداللہ امام اصفہانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام جو (جو حضرت علامہ مولانا عبدالرحمن جامی صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی) نفحات الانس میں مذکور ہے اسی سلسلے میں وہ (حضرت شیخ تاج صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اس شخص کا تصور کریں جس سے یہ نسبت حاصل کی ہے حضرت شیخ تاج صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں پس چاہیئے کہ تو شیخ کی صورت کو اپنے دائیں مونڈھے پر اپنے خیال میں رکھے اور اپنے مونڈھے سے اپنے دل کی طرف ایک لمبا امر سوچے اور حضرت شیخ صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس امر پر لائے اور اس کو اپنے دل میں رکھے پھر توقع ہے کہ اس کے ذریعے تجھے غیبت کا حصول ہو جائیگا۔

زبدۃ المقامات، ص، 121

جس بزرگ سے تلقین ذکر ہوئی ہو

(جس شخص سے ذکر لیا ہو)۔ اس کی صورت کا تصور (تصور شیخ) اپنے دل کے اندر دل کے مقابلہ میں رکھنا۔ خطرات کے دور کرنے کیلئے پوری طرح مؤثر ہے شیخ کی صورت کے اسی تصور کو ذکر رابطہ کہتے ہیں۔

محال است سعدی کہ راہ صفا   تواں رفت جز در پئے مصطفیٰ ﷺ

ہدایت الطالبین، ص، 23

شیخ کے اذن۔ واجازت کے بغیر۔ دعویٰ مشیخیت کرنے والا

شیخ کی اجازت اور اس کے اذن کے بغیر جو شخص شیخ و پیر ہونے کا دعوی کرے تو ایسے شخص کی بیعت درست نہیں۔ بلکہ ایسا شخص خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے جیسا کہ

درمنیر فی تعداد پیر، ص، 30

انوار قدسیہ میں ہے

جو شخص اپنے شیخ کے اذن کے بغیر پیر بن بیٹھے وہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے لہٰذا ایسے خود ساختہ پیر سے بھی

اجتناب لازم ہے اور دوسرے شیخ کامل مکمل کی طرف رجوع لازم وواجب ہے۔

مشائخ کبار (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے نزدیک فنائے قلب اور ولایت کی واردات اور تہذیب اخلاق کے بغیر مرید کرنا (مسندِ شیخیت سجانا) حرام ہے۔

مقامات مظہری، ص، 249

آج کل کے ناقص پیر

حضرت مخدوم شیخ المشائخ محمد زمان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز آپ (حضرت شیخ المشائخ ابوالمساکین شیخ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ سندھ کے اکثر مشائخ اور پیر ایسے ہیں کہ جو اپنے آپ کو کامل اور منتہی سمجھ کر رشد وہدایت کا کام شروع کردیتے ہیں حالانکہ وہ طریقت کی ابجد سے بھی واقف نہیں ہوتے ایسے پیر اور مشائخ لائق تعریز ہیں ان کو سزا دینی چاہئے۔

حضرت مخدوم شیخ المشائخ محمد زمان صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس وقت میرے دل میں یہ خیال آیا کہ کہیں میں بھی اسی گروہ سے نہ ہوں اس خیال کا آنا ہی تھا کہ حضرت (شیخ المشائخ ابوالمساکین شیخ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے میری طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور فرمایا کہ تم ان میں سے نہیں ہو وہ دوسرے لوگ ہیں۔

سندھ کے صوفیاء نقشبند، ج، 1، ص، 103

پیری ومریدی، کلاہ وشجرہ پر موقوف نہیں

طریق (عالیہ نقشبندیہ مجددیہ) میں پیری ومریدی طریقے کی تعلیم وتعلم پر موقوف ہے کلاہ وشجرہ پر موقوف نہیں جو کہ اکثر مشائخ کے سلسلوں میں رسم بن گئی ہے یہاں تک کہ ان کے متاخرین نے پیری مریدی کو صرف کلاہ وشجرہ پر منحصر کردیا ہے یہی وجہ ہے کہ پیر کہلوانا پسند نہیں کرتے اور طریقت کے معلم کو مرشد کہتے ہیں پیر نہیں جانتے اور پیری کے آداب کی رعایت اس کے حق میں بجا لاتے یہ بات ان کی کمالجہالت ونادانی کی وجہ سے ہے وہ نہیں جانتے کہ ان کے مشائخ نے پیر تعلیم وپیر صحبت کو بھی پیر ہی کہا ہے اور پیر کہلوانا جائز قرار دیا ہے بلکہ پیر اول کی عین حیات ہی میں اگر طالب (رشید) اپنی ہدایت کسی دوسری جگہ (دوسرے پیر کے پاس) دیکھے تو اس کیلئے جائز ہے کہ پیر اول کے انکار کے بغیر دوسرا پیر اختیار کرلے۔

مکتوب، ج، 1، ن، 221

پیر کی اجازت کے بغیر اس شخص کے پاس جائے

بسم اللہ الرحمن الرحیم ''حمد وصلوٰۃ اور تبلیغ دعوات کے بعد واضح ہو کہ جو گرامی نامہ آپ نے ارسال کیا تھا موصول ہوا آپ نے دریافت کیا تھا کہ اپنے پیر کی زندگی ہی میں اگر کوئی طالب کسی دوسرے شیخ کے پاس چلا جائے اور اس سے حق جل وعلا کی طلب کرے تو یہ جائز ہے یا نہیں۔ جاننا چاہئے کہ (اصل) مقصود حق سبحانہ ہے اور پیر حق سبحانہ وتعالیٰ کی جناب قدس تک پہنچنے کا وسیلہ ہے اگر طالب اپنی ہدایت کسی دوسرے شیخ کے پاس دیکھے اور اپنے دل کو اس کی صحبت میں حق سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ خاطر جمع پائے۔ تو جائز ہے کہ طالب پیر کی زندگی ہی میں پیر کی اجازت کے بغیر اس شخص کے پاس جائے اور اس سے رشد وہدایت طلب

کرے لیکن چاہئے کہ پیر اول کا بھی انکار نہ کرے اور اس کو نیکی کے ساتھ یاد رکھے اس زمانے میں خصوصاً پیری و مریدی محض رسم و عادت کے طور پر رہ گئی ہے۔ جبکہ اس وقت اکثر پیروں کو اپنی ہی خبر نہیں ہے اور ایمان و کفر میں امتیاز تک نہیں کر سکتے تو پھر وہ خدائے جل شانہ سے متعلق کیا خبر دیں گے اور مرید کو کونسا راستہ دکھائیں گے۔

آگہ از خویشتن چونیست جنین — کے خبردار داز چنان وچنیں

جب وہ خود ہی خبر نہیں رکھتے — دوسروں کو وہ کیا بتائیں گے

مکتوب، ج،2،ن،63

ایسے مرید پر افسوس ہے

کہ اس طرح کے (ناقص) پیر پر اعتقاد کر کے بیٹھ جائے اور کسی دوسرے پیر کی طرف رجوع نہ کرے اور خداوند جل شانہ کا راستہ معلوم نہ کرے یہ شیطانی خطرات ہیں جو ناقص پیر کی زندگی کی راہ سے آکر طالب کو حق سبحانہ وتعالیٰ سے ہٹائے رکھتے ہیں۔ جس جگہ بھی ہدایت اور دل جمعی پائے بلاتوقف ادھر رجوع کرنا چاہیئے اور شیطانی وسوسوں سے پناہ مانگنی چاہیئے۔

مکتوب، ج،2،ن،63

زمین کا ضائع و بیکار کرنا دو طرح پر ہے

ایک یہ کہ اس میں کوئی چیز کاشت ہی نہ کی جائے اور دوسرے یہ کہ اس میں گھٹیا (نکما) اور خراب بیج ڈالا جائے اور یہ دوسری قسم ضائع کرنے میں پہلی قسم سے زیادہ شدید نقصان دہ اور بہت زیادہ خرابی والی ہے جیسا کہ یہ بات پوشیدہ نہیں ہے اور بیج کا نکما اور خراب ہونا اس طرح پر ہے کہ کسی ناقص سالک (ناقص پیر) سے طریقہ اخذ کرے اور اس کے مسلک (راستے) پر چلے اس لئے کہ ناقص سالک (ناقص پیر) اپنی خواہشات نفسانی کی پیروی کرتا ہے اور جو شخص خواہشات نفسانی کے تابع ہوتا ہے اس کا اپنا کچھ نہیں ہوتا۔ اور اگر (بالفرض) کوئی اثر ہوتا بھی ہو تو وہ خواہشات نفسانی ہی کی مدد کرے گا پس اس سے سیاہی پر مزید سیاہی حاصل ہوگی اور اس لئے بھی کہ ناقص (پیر) ان طریقوں میں جو حق سبحانہ وتعالیٰ تک پہنچانے والے ہیں اور ان طریقوں میں حق سبحانہ وتعالیٰ تک نہیں پہنچاتے تمیز نہیں کر سکتا کیونکہ وہ خود واصل نہیں ہے اور اسی طرح وہ طالبان طریقت کی مختلف استعدادوں کے درمیان تمیز نہیں کر سکتا اور جب وہ جذبہ (سیر انفسی) اور سلوک (سیر آفاقی) کے طریقوں میں تمیز نہیں کر سکتا تو بسا اوقات طالب کی استعداد ابتدا میں طریقہ جذبہ کے مناسب ہوگی اور طریقہ سلوک مناسب نہیں ہوگی اور ناقص پیران دونوں طریقوں اور طالبین کی مختلف استعدادوں میں تمیز نہ کر سکنے کی وجہ سے ابتدا میں سلوک کے طریقہ پر چلائے گا پس جس طرح وہ خود طریقہ سے بھٹکا ہوا (گمراہ) ہے اسی طرح اس طالب کو بھی راہ حق سے بھٹکا دے گا۔

مکتوب، ج،1،ن،23

غوث الاعظم دستگیر کے بھی متعدد مشائخ اور پیر تھے

چنانچہ حضرت علامہ مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ تعالیٰ نفحات الانس میں رقمطراز ہیں کہ حضرت غوث الاعظم محی الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ۔ ایک بار چالیس روز گزر گئے کہ میں نے کچھ نہ کھایا چالیس دن کے بعد ایک آدمی تھوڑا سا کھانا لایا اور رکھ کر چلا گیا۔قریب تھا کہ میرا نفس شدت بھوک کی وجہ سے کھانے کی طرف آ جاتا۔ میں نے کہا کہ واللہ جو عہد میں نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہے اس کی حفاظت کروں گا میں نے سنا کہ میرے باطن سے کوئی بلند آواز سے فریاد کر رہا ہے الجوع الجوع الجوع (بھوک بھوک بھوک) اچانک حضرت شیخ المشائخ ابوسعید مخزومیؒ میرے پاس سے گزرے اور اس آواز کو سن کر فرمایا کہ اے عبدالقادر یہ (حضرت سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کیا ہے میں نے کہا یہ نفس کا اضطراب وفریاد ہے لیکن روح اپنی جگہ برقرار اور مشاہدہ خداوندی سبحانہ میں مستغرق ہے کچھ آگے چل کر فرمایا۔ اس کے بعد حضرت شیخ المشائخ ابوسعید مخزومی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے خرقہ پہنایا اور میں نے آپ (حضرت شیخ المشائخ ابوسعید مخزومی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی صحبت کو لازم پکڑا چند سطور کے بعد حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ المشائخ حماد دباس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے جملہ مشائخ میں سے ہیں اور آپ (حضرت شیخ المشائخ حماد دباس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) امی (ان پڑھ) تھے آپ (حضرت شیخ المشائخ حماد دباس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) پر اسرار ومعارف کے دروازے کھل گئے یہاں تک کہ آپ (حضرت شیخ المشائخ حماد دباس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) بڑے بڑے مشائخ کے پیشوا بن گئے۔

اس عبارت سے بالکل واضح ہو گیا کہ حضرت غوث الثقلین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھی متعدد مشائخ تھے اس طرح آپ (حضرت غوث الثقلین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے عمل سے تعدد مشائخ کے جواز کا مسئلہ ثابت ہو گیا اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے تعدد شیخ کا واقعہ نقل کر کے اپنی طرف سے کوئی تردید اور انکار نقل نہیں فرمایا اور ''سکوت در معرض بیان دلالت علی البیان'' کے مطابق حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا نقل وسکوت بھی اس مسئلہ کے جواز پر مزید دلیل بن گیا۔

نفحات الانس، ص، 508، 509 درمنیر فی تعداد پیر، ص، 12، 13

حضرت شیخ المشائخ شاہ غلام علی نقشبندی مجددی دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اس کے بعد حضرت شیخ غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیروں کا ذکر آیا آپ (حضرت شیخ المشائخ شاہ غلام علی نقشبندی مجددی دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ حضرت شیخ غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے چار مرشد تھے:

(۱) حضرت شیخ المشائخ شیخ حماد دباس (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) (۲) حضرت شیخ المشائخ شیخ ابوالوفاء (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ)

③ ان کے والد حضرت شیخ المشائخ سید شیخ ابو الصالح (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) ④ شیخ المشائخ حضرت شیخ ابو سعید مخزومی (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ)۔

درالمعارف، ص، 213

حضرت شیخ المشائخ امام عبدالوھاب الشعرانی کے بھی متعدد پیر تھے

اپنے متعدد مشائخ اوران سے طریقہ اخذ کرنے کے متعلق سند تلقین صوفی کے تحت اپنا شجرہ طریقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔۔یعنی فقیر عبدالوہاب بن احمد الشعرانی (رحمتہ اللہ علیہ) (مولف کتاب) نے (شیخ المشائخ) شیخ محمد سروی (رحمتہ اللہ علیہ) اور (شیخ المشائخ) شیخ علی المرصفی (رحمتہ اللہ علیہ) سے بیعت ہوکر ذکر اخذ کیا اور وہ دونوں ۔(شیخ المشائخ حضرت) شیخ محمد (رحمتہ اللہ علیہ) کے مرید ہیں ۔پھر فرماتے ہیں پھر میں نے سیدی شیخ المشائخ حضرت شیخ محمد شناوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت ہوکر ذکر اخذ کیا آگے فرماتے ہیں میرا ایک اور شجرہ طریقت بھی ہے جو سند کے لحاظ سے مذکورہ بالا شجرہ سے زیادہ قریب ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے حضرت شیخ الاسلام زکریا انصاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت کی اور وہ (شیخ المشائخ) حضرت سیدی محمد الغمر (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) سے بیعت ہیں جو (شیخ المشائخ) حضرت شیخ محمد الزاہد (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے مرید اور حضرت (شیخ المشائخ) شیخ مدین (رحمتہ اللہ علیہ) کے رفیق (پیر بھائی) ہیں پس میرے اور (شیخ المشائخ) حضرت شیخ زاہد (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے درمیان صرف دو حضرات ہیں اس سند کے لحاظ سے میں اور (شیخ المشائخ) شیخ محمد سروی (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) جو میرے (شیخ المشائخ) شیخ حضرت محمد شناوی (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے شیخ ہیں دونوں برابر ہیں ۔لیکن مریدوں کی تربیت کی اجازت مجھے میرے شیخ حضرت شیخ المشائخ محمد الشناوی (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے علاوہ کسی نے نہیں دی کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں یعنی مجھے ایک اور طریقہ بھی حاصل ہے ۔وہ میں نے (شیخ المشائخ) حضرت سیدی علی الخواص رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اخذ کیا ہے مذکورہ بیانات سے واضح ہوا کہ مئولف ''انوار قدسیہ'' حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھی متعدد مشائخ اور پیر تھے۔

درمنیر فی تعداد پیر، ص، 14، 15

ایک بات کو یہاں واضح کردیتا ہوں

کہ مرید کیلئے جائز نہیں کہ دوسرے مشائخ کے پاس جائے اور کسب طریقت کرے بشرطیکہ اس کا شیخ کامل ومکمل ہو مگر جب کوئی شیخ ناقص یا مقلد سے بیعت کر بیٹھا ہو تو اس کیلئے لازم ہے کہ کسی کامل مکمل شیخ کے پاس حاضر ہو خواہ وہ کسی علاقے میں ہو اور اس سے کسب طریقت کرے تاکہ معرفت حق جل سطانہ اسے حاصل ہوجائے اور اپنی عمر کو شیخ ناقص یا مقلد کے پاس ضائع نہ کرے۔

نثار الحق نقشبندی

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اور حضرت مجدد الف ثانی میں فرق

سید صالح نے بتایا کہ میں نے ایک رات حضرت خواجہ مقبول یزدانی معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو واقعے میں دیکھا کہ گویا آپ (حضرت خواجہ مقبول یزدانی معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ایک راستے سے تشریف لے جا رہے ہیں اور ان کے آگے ایک فوج ہے اور حضرت خواجہ مقبول یزدانی معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے جاہ و جلال اور شان وشوکت کے ساتھ تشریف لے جا رہے ہیں اور میں بھی اُن کے قریب چل رہا ہوں اسی اثناء میں ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ تمہارے آباء واجداد تو سلسلۂ (عالیہ) چشتیہ میں (مرید) ارادت رکھتے تھے تم کیوں سلسلۂ (عالیہ) نقشبندیہ میں داخل ہوگئے۔ اور حضرت شیخ المشائخ تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہوگئے میں نے کہا کہ ایک کتے کو روٹی کا ٹکڑا جہاں مل جائے وہیں بیٹھ جاتا ہے اور دوسری جگہ نہیں جاتا۔ اس شخص نے پوچھا کہ حضرت خواجہ مقبول یزدانی معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت شیخ الاسلام والمسلمین کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے طریقے میں تم نے کیا فرق دیکھا جو ان کی خدمت اختیار کرلی اور اپنے اجداد کے پیروں سے الگ ہوگئے میں نے کہا کہ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور میرے آباء واجداد میں وہی فرق ہے جو حبیب اللہ (مدنی تاجدار سرکار دو عالم ﷺ) اور کلیم اللہ (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کے درمیان ہے۔

اک پرتو صفات سے موسیٰؑ نے کھوئے ہوش اور آپ ﷺ عین ذات بھی دیکھیں تو ہنس پڑیں

حضرت خواجہ مقبول یزدانی معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس شخص کو غصے سے فرمایا کہ ان کو کچھ مت کہو کیونکہ ان کے پیر نہایت متشرع (شریعت کے پابند) ہیں اور بے حد رسوخ اور استقامت والے ہیں۔ (حضرات القدس، ص، 66، 67)

حضرت امام رفیع الدین بن نصیر الدین

آپ اپنے زمانے کے اعلیٰ مشائخ کرام میں سے تھے باپ کے خلافت انہیں ملی کہتے ہیں کہ آپ کو چار سو مشائخ کرام سے خلافت ملی سب سے اخیر آپ سید جلال الدین بخاری المعروف بہ مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفے بنے آپ بہت مدت سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہے آپ ایسے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان میں سکونت اختیار کی دار الارشاد سرہند شریف کی بنا بھی آپ ہی سے ہوئی۔ (روضۃ القیومیہ، ج، 1، ن، 76)

حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کے سجادہ نشین شیخ محمد یوسف حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی کے مرید ہوئے

آپ (سجادہ نشین حضرت شیخ محمد یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا کہ اپنے جد بزرگوار کو خواب میں دیکھا

جوفرماتے ہیں کہ محمد یوسف (سجادہ نشین حضرت شیخ محمد یوسف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) تم قیوم وقت خواجہ محمد معصوم (حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں جاؤ وہاں تمہیں بہت سی نعمت ملے گی ہمارے حق میں بھی ان سے دعا کیلئے التماس کرنا آپ (سجادہ نشین حضرت شیخ محمد یوسف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) دوسرے روز اپنی مشخیت کو ترک کر کے آنحضرت (حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے آپ (سجادہ نشین حضرت شیخ محمد یوسف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) پر بدرجہ کمال مہربانی کی۔

روضۃ القیومیہ، ج،2،ن،229، 230

حضرت علامہ شیخ نورالحق رحمتہ اللہ علیہ کے متعدد پیر

آپ حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے ہیں بہت بڑے عالم اور فقیہ تھے والد ماجد سے علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد سلسلہ قادریہ شریفہ میں مرید ہو کر خلافت پائی پھر حضرت عروۃ الوثقی قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوں اور پھر سلسلہ نقشبندیہ حاصل کیا۔

تذکرہ علماء ہند مکتوب،ن، 100 کے حاشیہ پر،Z،ص،292

حضرت شیخ المشائخ قطب الدین بختیار کاکی حضرت شیخ المشائخ خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی سوانح شریفہ میں

اپنی کتاب دلیل العارفین میں فرماتے ہیں کہ آپ متعدد مشائخ سے فیض یاب ہوئے ہے خدا کی طلب میں مسافر ہوئے پہلے سمرقند گئے اور وہاں حفظ قرآن اور علوم ظاہری کی تعلیم حاصل کی اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے عراق کی جانب رخ کیا اور نیشاپور کے نواحی قصبے ہارون میں پہنچے وہاں حضرت شیخ المشائخ خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جو اپنے وقت کے کبائر مشائخ میں سے تھے ان کے مرید ہوئے اور کئی سال تک ان کی خدمت میں مصروف رہے باطنی علوم مکمل کرنے کے بعد وہاں سے خرقہ حاصل کیا۔ پھر اس کے بعد بغداد روانہ ہوئے راستے میں سجان نامی قصبے میں پہنچے اور حضرت شیخ المشائخ خواجہ نجم الدین کبری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہاں سے کوہ جودی پر جہاں طوفان کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ٹھہر گئی تھی گئے اور وہاں حضرت غوث الاعظم سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت کرنے کا شرف حاصل کیا آپ سرکار (حضرت غوث الاعظم سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے ساتھ جیلان سے ہو کر بغداد پہنچے آپ (حضرت شیخ المشائخ خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے آنحضرت (حضرت غوث الاعظم سلطان العارفین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی صحبت سے کچھ فیض حاصل کیا اور بغداد میں حضرت شیخ المشائخ شیخ ضیاالدین پیر روشن ضمیر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ الشیوخ حضرت خواجہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت سے مشرف ہوئے اس دوران حضرت خواجہ (حضرت شیخ المشائخ خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) اور شیخ

الشیوخ حضرت خواجہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے صحبتیں اور کئی رابطے قائم ہوئے اس کے بعد حضرت شیخ المشائخ محبوب سبحانی خواجہ واحدالدین کرمانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی باعظمت خدمت میں حاضر ہوئے اور خرقہ خلافت پایا۔ اس کے بعد صمدان میں آ گئے اور شیخ المشائخ مقبول یزدانی حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے باطنی طور پر استفادہ کیا یہاں سے تبریز کی جانب گئے اور وہاں حضرت شیخ المشائخ ابوسعید تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ حضرت شیخ المشائخ جلال الدین تبریزی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیر طریقت تھے کی زیارت سے مشرف ہوئے اور ان کی صحبت سے بہت فائدہ اٹھایا وہاں سے اصفہان میں رونق افروز ہوئے، اور وہاں حضرت محبوب رحمانی شیخ المشائخ شیخ محمود اصفہانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ اپنے وقت کے قطب تھے کچھ فیض حاصل کیا اس کے بعد مہند تشریف لے گئے اور حضرت شیخ المشائخ خواجہ ابوسعید مہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس گئے پھر استر آباد میں پہنچ کر حضرت شیخ المشائخ خواجہ ناصر الدین استر آبادی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ عظیم القدر اور کامل الولایت شیخ تھے اور حضرت سلطان العارفین بایزید بُسطامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد میں سے تھے کی زیارت سے مشرف ہوئے اس وقت آپ (شیخ المشائخ شیخ لعرفاں خواجگان حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ) کی عمر مبارک ۱۲۷ سال تھی اور حضرت شیخ المشائخ شیخ ابوالخیر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت شیخ المشائخ شیخ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے اس کے بعد غزنی میں آئے اور کچھ دن حضرت شمس العارفین شیخ المشائخ شیخ عبدالواحد غزنوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ شیخ المشائخ شیخ نظام الدین ابوالمویدرحمتہ اللہ علیہ کے پیر تھے صحبت میں رہے ان عالی مرتبت حضرات (رحمتہ اللہ علیہم اجمعین) کے علاوہ دیگر سینکڑوں اولیاء اللہ اور مشائخ (عظام) سے باطنی فیض حاصل کیا اور جناب ربانی (شیخ المشائخ شیخ لعرفاں خواجگان حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ) سے ہندوستان کی جانب روانہ ہوئے اور لاہور میں حضرت شیخ المشائخ زبدۃ الواصلین مخدوم سید علی ہجویری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ لاہوری کے مزار شریف پر انوار پر دو مہینے اعتکاف کیا اور دس محرم ۵۶۰ ہجری کو دارالخیر اجمیر شریف میں رونق افروز ہوئے وہاں پر جس شخص نے سب پہلے آپ (شیخ المشائخ شیخ لعرفاں خواجگان حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ) کے حلقہ ارادت میں داخلہ لیا وہ حضرت شیخ المشائخ پیر سید حسن خنگ سوار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تھے پہلے ان کا شیعہ مذہب تھا پھر توبہ کر کے مرید ہوئے اور اعلیٰ درجات تک پہنچے۔

دلیل العارفین، ص، 65، 66 ہدایت السالکین وغیرہا

اپنے پانچ سو مریدوں کو چھوڑ کر حضرت فرید عصر شاہ غلام علی دہلوی کے پاس آ گئے

حضرت شیخ المشائخ فرید عصر شاہ غلام علی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کے حال پر اس قدر عنایت

کیوں ہے وہ یہ نہیں سمجھتے کہ یہاں ابو سعید وہ ہیں جو اپنے پانچ سو (500) مریدوں کو چھوڑ کر میرے (حضرت شیخ المشائخ فرید عصر شاہ غلام علی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ) پاس آ گئے ہیں اور اس سے پہلے دوسرے مشائخ سے خرقہ خلافت پایا تھا پس اپنے مرشد کی زندگی ہی میں خلافت و اجازت چھوڑ کر اخلاص کیساتھ میری (حضرت شیخ المشائخ فرید عصر شاہ غلام علی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ) بیعت کا حلقہ اپنی گردن میں ڈال لیا ہے اور پیری سے مریدی کی جانب بڑھے تو کیوں مورد عنایت و مصدر ہمت نہ ہوں۔

درالمعارف، ص، 102، 103 فضائل نقشبندیہ، ص، 55

ہمارا طریقہ سب طریقوں سے زیادہ قریب ہے لیکن سنت کو لازم پکڑنا بہت مشکل کام ہے طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں وصول لازم ہے (یعنی معرفت)

میرے مخدوم طریقہ عالیۂ نقشبندیہ رحمتہ اللہ علیہم کے بزرگواروں رحمتہ اللہ علیہم نے اسی نا مسلوک راستہ کو اختیار کیا ہے اور یہ غیر مقررہ راستہ ان بزرگواروں رحمتہ اللہ علیہم کے طریقہ میں مقررہ راہ بن گیا ہے۔ اور بے شمار لوگوں کو اسی راہ سے توجہ وتصرف کے ساتھ مطلب (حقیقی) تک پہنچاتے ہیں اس طریق (عالیہ نقشبندیہ) کے لئے وصول لازم ہے بشرطیکہ پیر مقتداء کے آداب (یعنی آداب پیر مرشد مربّی) کو مدنظر رکھا جائے کیونکہ اس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ مجددیہ) میں بوڑھے (عمر ۶۰ سال کا) اور جوان (۲۵ یا ۳۰ سال کا) اور عورتیں اور بچے (۲ سال سے ۱۰ سال تک) وصول (حاصل کرنے) میں برابر (کے شریک) ہیں۔ بلکہ مردے بھی اس دولت فیضان سے امیدوار ہیں۔

مکتوب، ج، S، 1، ن، 200

ہمارا مقصود دوستوں کو شوق دلانا ہے

حضرت عندلیب گلشن راز شہباز لامکانی الشیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اپنے ایک مرید سے کہ وہ سبق جو طریقہ عالیۂ نقشبندیہ مجددیہ سے اخذ کیا ہے (یعنی حاصل کیا) اس کا تکرار کریں کیونکہ ان بزرگواروں (نقشبندیوں رحمتہ اللہ علیہم) کے طریق میں انتہا ابتداء میں درج ہے اور ان کی نسبت سب نسبتوں سے اعلیٰ ہے کوتاہ اندیش ان باتوں کا یقین کریں یا نہ کریں فقیر (حضرت عندلیب گلشن راز شہباز لامکانی الشیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ) کا مقصود دوستوں کو رغبت اور شوق دلانا ہے مخالف اس بحث سے خارج ہیں۔

ہر کہ افسانہ بخواند افسانہ ایست　　　ہر کہ نقدش دید خود مردانہ ایست

جس نے اسے افسانہ قرار دیا وہ خود افسانہ ہے یعنی بے حقیقت ہے اور جس نے اسے اپنا مقصد قرار دیا وہ مرد ہے۔

مکتوب، ج، S، 1، ن، 206

"واما بنعمت ربک فحدث" (تم اپنے رب کی نعمت کا ظہار کرو)

"واما بنعمت ربک فحدث" (تم اپنے رب کی نعمت کا ظہار کرو) کے تحت (یہ حقیر (حضرت رموزِ اسرار قرانیاں مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) بعض پوشیدہ اسرار کو معرض میں لایا ہے حق سبحانہ وتعالیٰ طالبان حق کو ان سے بہرہ مند فرمائے اگرچہ (یہ فقیر (حضرت رموزِ اسرار قرانیاں مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) جانتا ہے کہ منکروں کو انکار کی زیادتی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا لیکن مقصود طالبوں کو فائدہ پہنچانا ہے اور منکر اس بحث سے خارج ہیں اور مطمحِ نظر (مقصد) سے باہر ہیں "یضل به کثیرا ویهدی به کثیرا" (اس سے بہت لوگ گمراہ ہوتے ہیں اور بہت لوگ ہدایت پاتے ہیں)۔ ارباب بصیرت پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ مصلحت کی بنا پر ایک طریقے کو اختیار کرنے سے دوسرے طریقے پر اس کی فضلیت لازم نہیں آتی اور نہ دوسرے طریقے کا نقص ظاہر ہوتا ہے۔

دروازۂ شہر راتواں بست نتواں دہن مخالفاں بست

شہر کا دروازہ ہوسکتا ہے بند دشمنوں کا بند منہ ہو کس طرح

مکتوب، ج،1، ن،Z، 251

اس طریقہ عالیہ کی تمام خوبیاں بزرگی وعلوشان متابعت نبوی ﷺ کو لازم جاننے کی وجہ سے ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ واسلام علی سید المر سلین والہ واصحابہ الطیبین الطاھرین' (سب تعریف اللہ رب العالمین کے لئے ہے اور حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آل واصحاب (کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) طیبین وطاہرین پر صلوۃ وسلام ہو) جاننا چاہیئے کہ وہ طریقہ جو اقرب (بہت قریب والا) اسبق (جلد پہنچانے والا) اوفق (کتاب وسنت کے زیادہ موافق) اَوثق (زیادہ معتبر ومضبوط)۔ اسلم (تسلیم شدہ) احکم (سب پر غالب) اصدق (زیادہ سچا)۔ اول (زیادہ رہنمائی والا) اعلیٰ (سب سے بلند) اجل (زیادہ بزرگی والا) ارفع (زیادہ بلند) اکمل (زیادہ کامل ومکمل) ہے وہ طریقہ عالیہ نقشبند یہ ہے' قدس اللہ تعالیٰ ارواح اھالیھا واسر ار مو الیھا" (اللہ تعالیٰ ان کی ارواح کو پاک کرے اور ان کے اسرار کی حفاظت فرمائے)

اس طریقے کی یہ تمام بزرگی اور اس سلسلے کے بزرگوں کی یہ علوشان روشن سنت حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی متابعت کو لازم جاننے اور ناپسندیدہ بدعتوں سے پرہیز کرنے کی وجہ سے ہے یہی (نقشبندی بزرگ) ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اللہ تعالیٰ اجمعین من الملک المنان کی طرح ان کے کام کی ابتدا ہی میں انتہا مندرج ہوگئی ہے۔ اور ان کے حضور وآگاہی نے دوام پیدا کر کے درجہ کمال تک پہنچنے کے بعد ان کی آگاہی دوسروں کی آگہی پر فوقیت لے گئی ہے۔

مکتوب، ج،1، ن،Z، 290

"فَطُوْبیٰ لِمَنْ تَوَسَّلَ بِهِمْ وَاقْتَدیٰ بِهُدَیهِمْ"

تو مبارک ہیں وہ لوگ کہ جنہوں نے ان (نقشبندیوں) کے ساتھ وسیلہ پکڑا اور ان کی ہدایت کا راستہ اختیار کیا

حضرت شیخ المشائخ مولانا عبدالرحمٰن جامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند — کہ برند ازرہ پنہاں بحرم قافلہ را

از دل سالک رہ جاذبہ صحبت شاں — می بردو ،وسوسہ خلوت و فکر چلہ را

قاصرے گر کند ایں طائفہ را طعن و قصور — حاش للہ کہ برآرم بزباں ایں گلہ را

ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند — روبہ از حیلہ چسا بگسلد ایں سلسلہ را

ترجمہ: نقشبندی بزرگ عجیب قافلہ سالار ہیں جو چپکے سے قافلے کو حرم تک پہنچا دیتے ہیں
سالک کے دل سے ان کی صحبت کی کشش ۔وسوسہ خلوت اور فکر چلہ کشی سے بے نیاز کر دیتی ہے اگر کوئی کوتاہ فہم ان کو ناقص جانے یا ان پر زبان طعن دراز کرے تو اس کی مرضی میں تو۔ خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ ایسا گلہ شکوہ زبان پر لاؤں۔ جہان کے تمام شیر اسی سلسلہ سے بندھے ہوئے ہیں لومڑی اپنے رکیک حیلوں سے اس سلسلہ کو درہم برہم نہیں کر سکتی۔

مکتوب، ج، 2،S، ن، 278

نقشبندیوں کا تخم تو بخارا اور سمر قند سے لایا گیا سرہند شریف کی زمین میں بویا گیا

''یہ وہ طریقہ ہے جس سے حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اس فقیر (حضرت غوث یزدانی محبوب ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو ممتاز فرمایا ہے بدایت سے نہایت تک اور اس طریقے کی بنیاد نسبت نقشبندیہ پر ہے جس میں نہایت درج ہے بدایت میں اسی بنیاد پر عمارتیں بنائی گئیں اور محل بنالئے گئے ہیں اگر یہی بنیاد نہ ہوتی تو معاملہ یہاں تک نہ بڑھتا کہ تخم تو بخارا اور سمر قند سے لایا گیا اور سرہند (شریف) کی زمین میں بویا گیا جس کا خمیر حرمین شریفین سے ہے اور اللہ پاک کے فضل کے پانی سے اس کی زمین کو برسوں سیراب کیا گیا اور احسان (سلوک) کی تربیت سے اس کی پرورش کی گئی جب وہ کھیتی کمال کو پہنچی تو ان علوم ومعارف کے پھل حاصل ہو گئے''۔

مکتوب، ج، 1،S، ن، 260

وہ شخص بہت ہی بدقسمت ہے جو اس طریق (عالیہ نقشبندیہ) میں داخل ہو اور استقامت اختیار نہ کرے

حضرت شیخ الاسلام مقبول یزداں خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ ؒ سے منقول ہے کہ یہ طریقہ کیونکر اقرب (زیادہ قریب خدا تک پہنچانے میں) اور موصل نہ ہو جب کہ انتہا اس کی ابتداء میں مندرج ہے وہ شخص بہت ہی بدقسمت ہے جو اس طریق (عالیہ نقشبندیہ) میں داخل ہو اور استقامت اختیار نہ کرے اور بے نصیب چلا جائے۔

آئینہ صورت از سفر دورست　　　کاں پزیر اے صورت از نو رست

آئینہ جو صورت قبول کرتا ہے حرکت و سفر کرنے سے دور ہے بلکہ وہ صورت کو اپنی نورانیت کی وجہ سے قبول کرتا ہے۔

زبدۃ المقامات، ص، 43 فضائل نقشبندیہ، ص، 2

آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر شمس دین طعنہ زند بردہ! سُخرہ کند بر چلہ

(حضرت مطلع انوار عندلیب گلشن راز مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) کہ میرے پیر (حضرت تاج الاولیاء خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) اور بخدا میرے رہنما (حضرت تاج الاولیاء خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) جن کے وسیلہ سے میں (حضرت مطلع انوار عندلیب گلشن راز مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس راستے (طریق عالیہ نقشبندیہ) میں آنکھیں کھولیں ہیں اور انکے توسط (وسیلہ) سے طریقت میں لب کشائی کی ہے۔ اور طریقت میں الف و با کا سبق انہی سے لیا ہے۔ اور مولویت کا ملکہ بھی میں نے انہی کی توجہ (تصرف) شریف سے حاصل کیا ہے اگر مجھ میں علم ہے۔ تو انہی کے طفیل اور اگر معرفت ہے تو وہ بھی انہی کے التفات (نظر) کا اثر ہے میں نے اندراج النہایہ فی البدایہ کا طریقہ انہی سے سیکھا ہے اور قیومیت کے طریقہ پر نسبت انجذاب بھی انہی سے اخذ کی ہے اور ان کی ایک نگاہ سے میں (حضرت مطلع انوار عندلیب گلشن راز مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے وہ کچھ دیکھا ہے کہ لوگ چالیس دن کے چلہ میں بھی نہیں دیکھ سکتے اور ان کے ایک التفات (نظر) سے میں (حضرت مطلع انوار عندلیب گلشن راز مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے وہ کچھ پایا کہ دوسرے سالہا سال میں بھی حاصل نہیں کر سکتے۔

آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر شمس دین　　　طعنہ زند بردہ! سُخرہ کند بر چلہ

شمس دین نے تبریز میں جو کچھ ایک نگاہ میں پایا وہ دس روزہ خلوت پر طعنہ زن اور چالیس روزہ چلے کا مذاق اڑاتا ہے۔

مکتوب، ج، 2، S، ن، 43

نقشبند ندوے بند بہر نقش نیند　　　ہردم از بوالعجبی نقش دگر پیش آرند

نقشبند انے ولیک از نقش پاک　　　نقش ماہم گرچہ پاک از لوح خاک

نقشبند کہلاتے ہیں مگر کسی نقش میں بند نہیں ہیں اپنے کمال اور بو العجبی سے ہر ساعت نہایت عمدہ نقش پیش کرتے ہیں۔
نقشبند کہلاتے ہیں لیکن ہر نقش سے پاک ہیں اگرچہ ہمارا نقش بھی لوحِ خاک سے پاک ہے۔

مکتوب، ج،2، ن،42

نقشبندیوں کیلئے تین چیزوں کا ہونا لازمی

حضرت شیخ کبیر شیخ المشائخ خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے طریقۂ عالیہ نقشبندیہ کا مدار ان تین چیزوں پر ہے اہلسنت و جماعت کے عقیدوں پر پکا ہونا دوسرے دوامِ حضور تیسرے عبادت جس کسی میں ان تینوں میں سے ایک میں بھی فتور آ گیا وہ ہمارے طریقۂ عالیہ (نقشبندیہ) سے نکل گیا۔ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں کہ عزت دیکر پھر ذلیل نہ کرے اور قبول کر کے رد نہ کرے۔

مکتوبات باقی باللہ، ن،3، ص، 35

نقشبندی کیلئے سنی ہونا لازم ہے

عقیدہ کے بارے میں حضرات نقشبند (رحمۃ اللہ علیہم) فرماتے ہیں عقائد اور عمل علمائے اہل سنت و جماعت کے موافق چاہئے کہ وہ علوم نبی (مدنی تاجدار سرکار دو عالم ﷺ) سے اخذ کیا گیا ہے حضرت شہباز لامکانی زبدۃ الواصلین خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تمام احوال کرامات مواجید ہمیں دے دیں اور حقیقت کو اہل سنت و جماعت کے عقائد کے ساتھ آراستہ نہ کریں تو سوائے خرابی کے ہم کچھ نہیں جانتے اور جہاں تک ممکن ہو سکے احکام شریعت کے اجراء میں کوشاں رہیں ہزار ہا عبادتوں سے بہتر ہے حضرت نبی کریم (محمد مصطفیٰ ﷺ) نے اصحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو مخاطب کر کے فرمایا تم ایسے زمانے میں ہو کہ اگر اوامر ونواہی میں سے دسویں حصہ کو ترک کر دو تو ہلاک ہو جاؤ اور تمہارے بعد ایسے لوگ آئیں گے کہ اوامر ونواہی میں سے دسویں حصہ کو بجا لائیں گے تو خلاصی پائیں گے اب یہ وقت وہی ہے اور یہ آدمی وہی آدمی ہیں۔

مکتوب، ج،1، ن،193

سالکوں کو بھاری نفلی ریاضتوں سے نجات مل گئی

آپ (حضرت سلطان المشائخ خواجۂ خواجگان شیخ بہاء الدین والدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے تصوف میں تربیت ظاہراً شیخ المشائخ حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کی اور باطناً اویسی طور پر حضرت شہنشاہ طریقت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے آپ (حضرت سلطان المشائخ خواجۂ خواجگان شیخ بہاء الدین والدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) پہلے سلوک کی ابتداء میں زبانی ذکر شامل تھا جس کو آپ (حضرت خواجۂ خواجگان شیخ بہاء الدین والدین نقشبند مشکل کشاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے الہام کی بنا پر بند کیا اور قلبی مخفی ذکر سے شروعات کروائی اور اس کو نسبت ''یادداشت'' تک پہنچایا اس سے فائدہ یہ ہوا کہ سالکوں کو بھاری نفلی ریاضتوں سے نجات مل گئی اور آسانی سے ''وصل الٰہی'' نصیب ہونے لگا جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا طریقہ تھا تصوف کا یہ طریقہ (نقشبندی) اور طریقوں سے بہت زیادہ مقبول ہوا ہے۔

کلمات قدسیہ،ص،4

فنافی اللہ اور بقا باللہ اور ولایت خاصہ

حضرت قیوم اول شہباز لامکانی مجدّد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں مخدوم گرامی۔ جس راستے کو ہم طے کرنے کے درپے ہیں وہ سارا سات قدم ہے جس طرح انسان کے سات لطیفے ہیں (قلب روح سرخفی اخفی۔ نفسی قالب) دو قدم تو عالم خلق میں ہیں۔۔۔۔۔ جو قالب (بدن) اور نفس سے تعلق رکھتے ہیں اور پانچ قدم عالم امر میں ہیں جو (قلب روح سر خفی اور اخفی) سے تعلق رکھتے ہیں ان سات قدموں میں سے ہر ایک قدم میں دس ہزار (10000) حجابات اٹھاتے ہیں یہ حجابات نورانی ہوں یا ظلماتی (سیاہ) "اِنَّ لِلّٰہِ سَبْعِیْنَ اَلْفُ حِجَابٌ مِّنْ نُّوْرٍ وَّ ظُلْمَۃٍ" بیشک اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ستر ہزار (70000) پردے ہیں نور اور ظلمت کے اوّل قدم جو عالم امر میں رکھتے ہیں تجلی افعال ظاہر ہوتی ہے اور دوسرے قدم پر تجلی صفات تیسرے قدم پر تجلیاتِ ذاتیہ کا آغاز ہو جاتا ہے پھر تجلیات کے فرق کے مطابق آگے ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ جیسا کہ اہل معرفت سے پوشیدہ نہیں اور ان سات قدموں میں سے ہر ایک قدم پر بندہ اپنے سے دور اور حق سبحانہٗ تعالیٰ کے نزدیک ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ ان قدموں کے مکمل ہونے کیساتھ ہی قرب الٰہی بھی مکمل ہو جاتا ہے اس وقت وہ (شخص) فنا اور بقا (فنافی اللہ اور بقا باللہ) سے مشرف کر دیا جاتا ہے اور ولایت خاصہ کے درجہ تک پہنچا دیا جاتا ہے۔

طریقۂ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ (عظام رحمتہ اللہ علیہم) نے اس سیر کی ابتداء عالم امر سے اختیار کی ہے اور عالم خلق کو بھی اس سیر کے ضمن میں طے کر لیتے ہیں بخلاف دوسرے سلاسل کے مشائخ کرام رحمتہ اللہ علیہم کے لہٰذا طریقۂ نقشبندیہ وصول کے لئے دوسرے سب طریقوں سے زیادہ قریب ہے تو ضروری طور پر دوسروں کی انتہا ان کی ابتداء میں درج ہے۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

میرے گلستان سے۔ میری بہار کا اندازہ کرلو

تو سوچنا چاہئیے کہ جس گروہ کی ابتداء میں دوسروں کی نہایت درج ہے ان کی اپنی انتہا کیسی ہوگی اور دوسروں کے علم میں ان کی نہایت کیسے آ سکتی ہے۔

"وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ"

"اور اللہ کے لشکروں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا" (القرآن)

قاصرے گر کند ایں طائفہ را طعن و قصور — حاش للہ کہ برآرم بزباں ایں گلہ را

ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند — روبہ از حیلہ چسا بکسلد ایں سلسلہ را

اگر کوئی کوتاہ فہم ان کو ناقص جانے یا ان پر زبان طعن دراز کرے تو اس کی مرضی

میں تو خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ ایسا گلہ شکوہ زبان پر لاؤں

جہان کے تمام شیر اسی سلسلہ سے بندھے ہوئے ہیں

لومڑی اپنے رکیک حیلوں سے اس سلسلہ کو درہم برہم نہیں کر سکتی

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اس نادرالوجود گروہ (نقشبندیوں) کی صحبت ومحبت نصیب فرمائے۔ مکتوب، ج، 1، S، ن، 58

نقشبندیوں کا طریقہ نہایت بدایت میں درج ہے

حضرت خواجگان نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ نہایت کے ابتداء میں اندراج پر مبنی ہے اور یہ طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) بعینہٖ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا طریقہ ہے کیونکہ ان بزرگوں (یعنی اصحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کو حضور اکرم (مدنی تاجدار ﷺ) کی پہلی ہی صحبت میں وہ کچھ میسر آ گیا کہ اولیاءِ امت رحمۃ اللہ علیہم کو نہایت النہایۃ میں جا کر اس کمال کا تھوڑا سا حصہ ہاتھ آتا ہے لہٰذا ایک شخص نے حضرت (شیخ المشائخ) عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو آپ (حضرت (شیخ المشائخ) عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے جواب دیا وہ غبار جو حضور اکرم (احمد مصطفیٰ ﷺ) کی معیت (صحبت) (قرب) میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا وہ کئی مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے افضل و بہتر ہے تو ناچاران حضرات کا سلسلہ سلسلۃ الذہب قرار پایا اور طریقہ (عالیہ) نقشبندیہ کی فضیلت و برتری دوسرے تمام سلاسل پر اسطرح مضبوط دلائل کے ساتھ ثابت ہو چکی ہے جیسے اصحابِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے زمانے کی فضیلت دوسرے تمام زمانوں پر ہے وہ جماعت (گروہِ صوفیاء نقشبند) جسے آغاز ہی میں کمالِ فضل سے حصہ عطا کر دیا گیا ہو ان کے کمالات کی حقیقت پر دوسروں کا مطلع (باخبر) اور آگاہ ہونا بہت ہی مشکل ہے ان کی نہایت تمام کی نہایت سے فائق و اعلیٰ ہے۔

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

میرے باغ کی رعنائی سے میری بہار کی اچھائی کا اندازہ کر لو مکتوب، ج، 1، ن، 66

طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں رفعت التزام سنت اور بدعت سے اجتناب

حضرت مخدوم زادہ (شیخ المشائخ خواجہ سیدنا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ) کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس بلند طریقہ عالیہ نقشبندیہ اور طبقہ نقشبندی کی رفعت التزام سنت اور بدعت سے اجتناب کے باعث ہے اس لئے اس بلند طریقہ نقشبندیہ کے اکابر نے ذکر جہر سے اجتناب فرمایا ہے اور ذکر قلبی کی تلقین کی ہے اور سماع ورقص وجد تواجد سے جو آنحضور (حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ میں نہیں تھا منع کیا ہے اور خلوت نشینی اور چلہ کشی جو زمانہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین میں نہیں تھی اس کے بجائے خلوت در انجمن کو اختیار کیا ہے تو لازماً اس التزام و پابندی (شریعت) پر نتائج عظیمہ مرتب ہوئے ہیں اور بدعت سے بچنے پر ثمرات کثیرہ حاصل ہوئے ہیں اسی بناء پر یہ بات ہے کہ دوسروں کی نہایت

ان کی ہدایت میں درج ہے اور ان کی نسبت دوسروں کی نسبتوں سے فائق واعلیٰ ہے ان کا کلام امراض قلبیہ کیلئے دوا۔۔۔۔اور ان کی نظر علل معنویہ سے شفاء بخشتی ہے اور ان کی اعلیٰ توجہ طالبوں کو کونین کی گرفتاری سے نجات عطا کرتی ہے اور ان کی بلند ہمت مریدوں کو پستیِ امکان سے بلندی وجوب تک پہنچاتی ہے۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار انند — کہ برند ازرہ پنہاں بحرم قافلہ را

از دل سالک رہ جاذبہ صحبت شاں — می بردو ،وسوسہ خلوت و فکر چلہ را

نقشبندی بزرگ عجیب قافلہ سالار ہیں جو پوشیدہ راستے سے قافلہ کو حرم تک پہنچا دیتے ہیں۔
سالک راہ کے دل سے ان کی صحبت کا جاذبہ وسوسہ خلوت اور فکر چلہ کشی کو مٹا دیتا ہے۔ مکتوب، ج،1، ن،168

نقشبندی سلسلہ میں زبان سے ذکر کرنا بدعت فی الطریقہ

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں لسانی ذکر بدعت فی الطریقہ ہے۔حضرت مبارک مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ تمام امور زبان حال سے متعلق ہیں طریقۂ عالیہ نقشبندیہ شریفہ میں کوئی سبق قال (زبان) سے متعلق نہیں ہے بلکہ لسانی اذکار کو صوفیاء نقشبندیہ شریف سے مسمیٰ کرنا (شامل کرنا) بدعت فی الطریقت ہے۔ ہدایت السالکین،ص،377

فضیلت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور پیر ہدایت علی

طریقۂ عالیہ نقشبندیہ کے سر حلقہ حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کا مرتبہ تمام مخلوق میں بعد الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام ہے اور ان کی بزرگی بوجہ قوتِ ایمانی ونسبت باحق تعالیٰ ہے لہٰذا یہ بزرگ اپنی نسبت طریقۂ عالیہ (نقشبندیہ) کو اوروں کے مقابلہ میں زیادہ ترجیح دیتے ہیں اور حضرت خواجہ خوجگان قبلہ درویشاں بہاءالدین والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ ہم نہایت کو (یعنی دوسروں کی انتہا) ابتداء میں درج کرتے ہیں خلوت درانجمن سے یہ مراد ہے کہ کل خیالات کو دل سے دور کیا جائے اور انجمن (لوگوں) میں دل خدا کے ساتھ رہے اور اس طریق میں جذبہ سلوک پر مقدم ہے اور سیر کی ابتداء عالم امر (یعنی قلب، روح، سر، خفی، اخفی) سے ہے اور دوسرے طریقوں میں عالم خلق سے ہے اور یہاں عالم خلق کی سیر خود بخود طے ہو جاتی ہے حضرت خواجہ خوجگان قبلہ درویشاں بہاء الدین والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارا طریق سب طریقوں سے اقرب (یعنی قریب) ہے اور (حضرت خواجہ خوجگان قبلہ درویشاں بہاءالدین والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) فرمایا۔ کہ حق تعالیٰ سے میں نے ایسا طریق طلب کیا ہے جو بیشک موصل ہے اور آپ (حضرت خواجہ خوجگان قبلہ درویشاں بہاء الدین والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) کی یہ التجا قبول ہوگئی ہے رشحات میں حضرت سلطان طریقت مقبول یزداں خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ یہ طریقہ کیونکر اقرب (قریب) اور موصل نہ ہو جب کہ انتہا اس کی ابتداء میں درج ہے وہ شخص بہت ہی بدنصیب ہے جو اس طریق (عالیہ نقشبندیہ) میں داخل ہو اور استقامت اختیار نہ کرے اور بے

نصیب چلا جائے اس طریق (عالیہ نقشبندیہ) کے بزرگواروں نے احوال ومواجید کرامات وغیرہ کو شریعت سے تابع کیا ہے احکام شرعیہ کے قیمتی موتیوں کو بچوں کی طرح وجد وحال کے جوز ومویز کے عوض ہاتھ سے نہیں دیا ہے سماع اور رقص کو پسند نہیں کرتے ہیں ذکر جہر کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ یہ بزرگ جیسے نسبت کے عطا کرنے پر قادر ہیں ویسے ہی نسبت سے سلب کرنے کی بھی طاقت رکھتے ہیں اور اس طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) میں زیادہ تر فائدہ استفادہ خاموشی میں ہے ان بزرگوں (نقشبندیوں) نے فرمایا جس نے ہماری خاموشی سے فائدہ نہ اٹھایا وہ بات کر کے کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے اور ان بزرگواروں کی توجہ ابتداء ہی سے احدیت مجردہ کی طرف ہے اور اسم وصف سے سوائے ذات کے کچھ نہیں چاہتے اور معلوم ہو کہ اس توجہ کے مناسب اور اس مقام کے موافق خاموشی اور گونگا ہونا لازمی ہے۔

مَنْ عَرَفَ اللّٰهُ كَلَّ لِسَانِهٖ جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اس کی زبان گونگی ہوگئی۔

مکتوب، ج،1، ن،221 (ہدایت علی)

چاروں سلاسل میں سے کونسا سلسلہ اختیار کرنا چاہیے

تمام طریقوں میں سے طریقۂ عالیہ نقشبندیہ کا اختیار کرنا بہت مناسب اور بہتر ہے۔ کیونکہ ان بزرگواروں (نقشبندیوں) نے سنت کی متابعت کو لازم پکڑا ہے اور بدعت سے کنارہ کیا ہے یہی وجہ ہے کہ اگر متابعت (سنت کی تابعداری) کی دولت ان کو حاصل ہو اور احوال (کشف وغیرہ) کچھ نہ رکھتے ہوں تو خوش ہیں اور اگر باوجود احوال (کشف) کے متابعت میں قصور معلوم کریں تو ان احوال کو پسند نہیں کرتے حضرت خواجہ احرار (حضرت قطب الاقطاب زبدۃ الواصلین خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ اگر تمام احوال ومواجید کرامات ہمیں دے دیں اور ہماری حقیقت کو اہل سنت وجماعت کے اعتقاد سے نہ نوازیں تو سوائے خرابی کے کچھ نہیں جانتے اور اگر اہل سنت وجماعت کا اعتقاد ہم کو دے دیں اور احوال وکرامات وغیرہ دے نہ دیں تو پھر کچھ غم نہیں ہے اور نیز اس طریقۂ عالیہ نقشبندیہ میں نہایت بدایت میں مندرج ہے پس اس بزرگ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے حضرات پہلے قدم میں وہ کچھ حاصل کر لیتے ہیں جو دوسرے سلاسل (عالیہ قادریہ۔ عالیہ چشتیہ۔ عالیہ سہروردیہ) والوں کو نہایت میں جا کر حاصل ہوتا ہے اگر فرق ہے تو صرف اجمال وتفصیل اور شمول وعدم شمول کا فرق کا ہے یہ نسبت بعینہ اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نسبت ہے کیونکہ اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت خیر البشر (تاجدار مدینہ سرور کائنات ﷺ) کی پہلی صحبت میں وہ کچھ حاصل کر لیتے جو اولیاءِ امت رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو نہایت میں بھی شاید ہی حاصل ہو یہی وجہ ہے کہ حضرت شیخ الاسلام مقبول یزداں خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ جو خیر التابعین ہیں لیکن حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرتبہ کو نہیں پہنچتے جن کو صرف ایک ہی دفعہ خیر البشر (تاجدار مدینہ احمد مصطفیٰ ﷺ) کی صحبت نصیب ہوئی کیونکہ صحبت کی بزرگی تمام فضیلتوں اور کمالوں سے بڑھکر ہے اس لئے کہ ان کا ایمان شہودی ہے اور دوسروں کو یہ دولت ہرگز

نصیب نہیں ہوئی۔

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

مکتوب، ج، 1، S، ن، 210

تمام طریقوں میں زیادہ قریب نقشبندیہ طریقہ ہے

خواجگان نقشبندیہ رحمتہ اللہ علیہ کا طریقہ حق تعالیٰ تک پہنچانے والے طریقوں میں سب سے زیادہ قریب ہے اور دوسروں کی نہایت ان بزرگواروں رحمتہ اللہ علیہم کی بدایت میں درج ہے اور ان کی نسبت تمام نسبتوں سے بلند ہے یہ سب کچھ اس بناء پر ہے کہ اس سلسلۂ عالیہ (نقشبندیہ) میں التزام سنت نبوی (ﷺ) اور بدعت سے اجتناب ہے یہ بزرگ رحمتہ اللہ علیہم حتی الامکان رخصت پر عمل کرنا جائز نہیں رکھتے اگرچہ بظاہر باطنی طور پر اسے نفع بخش ہی پائیں اور عزیمت پر عمل کرنے کو ہاتھ سے نہیں دیتے اگرچہ صورت کے لحاظ سے سیرت اور طریقہ میں نقصان وہ ہی محسوس کریں ان بزرگوں رحمتہ اللہ علیہم نے احوال ومواجید کو احکام شرعیہ کے تابع کیا ہے اور اذواق ومعارف کو علوم شرعیہ کا خادم تصور کیا ہے شرع شریف کے نفیس موتیوں کو بچوں کی مانند وجد وحال کے اخروٹ اور انگور کے عوض نہیں لیتے اور صوفیہ کی بے اصل باتوں سے مغرور اور فتنہ میں نہیں پڑتے نصوص شرعیہ کے مقابلہ میں نصوص الحکم (ابن عربی کی کتاب) کی باتوں کو اختیار نہیں کرتے اور فتوحات مدنیہ (نبی علیہ السلام کی سنت) کو چھوڑ کر فتوحات مکیہ (ابن عربی قدس اللہ سرہٗ کی کتاب) کی طرف التفات نہیں کرتے ان کا حال دائمی ہے اور ان کا وقت پائدار ہے وہ تجلی ذاتی جو دوسروں کو بجلی کی چمک کی طرح نصیب ہوتی ہے ان بزرگواروں رحمتہ اللہ علیہم کو دائمی طور پر نصیب ہے وہ حضور جو تھوڑی دیر بعد باقی نہ رہے ان (بزرگوں) کے ہاں اعتبار سے ساقط ہے۔

"رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ"

''وہ ایسے لوگ ہیں جنہیں تجارت اور سوداگری اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کرسکتی'' (القرآن)

لیکن ہر ایک کا فہم ان کے مذاق تک نہیں پہنچ سکتا بلکہ ممکن ہے کہ اس طریقۂ عالیہ نقشبندیہ رحمتہ اللہ علیہم کے کوتاہ اندیش لوگ ان کے کمالات کا انکار ہی کر بیٹھیں۔

قاصرے گر کند ایں طائفہ را طعن وقصور　　حاش للہ کہ برآرم بزباں ایں گلہ را

اگر کوئی کوتاہ ہمت اس گروہ نقشبندیہ پر اعتراض کرے تو وہ جانے میں تو اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ اس گلہ کو زباں پر لاؤں

مکتوب، ج، 1، ن، 131

حضرات نقشبند کا طریقہ بہت آسان اور قریب ہے

حضرات نقشبند رحمتہ اللہ علیہم کا طریقہ سب طریقوں سے آسان اور اقرب ہے احکام شرعیہ کے نفیس موتیوں (جواہر) کو بچوں کی طرح وجد وحال کے جوز ومویز کے عوض نہیں دیتے اور صوفیہ (سکر) کی بیہودہ باتوں پر مغرور وفریفتہ نہیں ہوتے نص (یعنی قرآن

مجید) کو چھوڑ کر فص (یعنی فصوص الحکم کتاب) کی طرف نہیں جاتے اور فتوحات مدنیہ (یعنی حدیث نبوی ﷺ) سے قطع نظر کر کے فتوحاتِ مکیہ (یعنی تصنیف حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ) کی طرف نہیں جاتے بعض متاخرین خلفاء نے اس طریقۂ عالیہ (نقشبندیہ) میں نئی نئی باتیں نکالی ہیں اور ان بزرگواروں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اصل راستہ کو چھوڑ دیا ہے جس کو وہ باعثِ ترقی سمجھ رہے ہیں حقیقۃً وہ باعث دوری ہے۔

مکتوب، ج،1، ن، 131 (ہدایت علی)

عزیمت پر عمل رخصت سے اجتناب

طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں نفس کی مخالفت زیادہ ہے اس لئے یہ طریقہ سب سے بڑھا ہوا ہے کیونکہ ان بزرگوں رحمۃ اللہ علیہم نے عزیمت پر عمل اختیار کیا ہے اور، رخصت سے اجتناب کرتے ہیں اور سب جانتے ہیں کہ عزیمت میں دو جزؤں (حرام اور فضول سے اجتناب) کی رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے بخلاف رخصت کے کہ اس میں صرف حرام سے اجتناب ہے۔ پس نفس کی مخالفت اس طریقہ میں بدرجۂ اتم ہے لہٰذا یہی طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) سب سے اقرب ہے اسلئے طالب کے لئے یہ طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) اختیار کرنا اولیٰ (بہت اچھا) اور انسب ہے کیونکہ یہ نہایت ہی قریب ترین راہ ہے اور ان بزرگوں رحمۃ اللہ علیہم کا مطلوب ومقصود بھی کمال بلندی پر واقع ہے۔ ان نقشبندی بزرگوں (رحمۃ اللہ علیہم) کے متاخرین خلفاء کی ایک جماعت نے (اس وقت حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی قدس اللہ سرہ) کے وقت میں (ابھی تو درجنوں جماعتیں اس طرح کرتی ہیں خدا امان میں رکھے) ان بزرگوں (رحمۃ اللہ علیہم) کے طور اطوار چھوڑ کر بعض نئی نئی باتیں اس طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) میں نکالیں اور سماع ورقص اور ذکر جہر اختیار کیا اس کا منشاء اس بزرگ خانوادہ رحمۃ اللہ علیہم کے اکابر کی نیتوں کی حقیقت تک نہ پہنچنا ہے ان متاخرین کا خیال ہے کہ محدثات اور مبتدات سے اس طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) کی تکمیل وترویج کر رہے ہیں جبکہ اس طرح یہ اس طریقۂ عالیہ (نقشبندیہ) کی تخریب اور اس کو ضائع کرنے میں کوشاں ہیں۔

وَاللّٰهُ يُحِقُّ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ

مکتوب، ج،2، ن، 286

اکابرین نقشبندیوں کی عبارات ہماری نسبت تمام نسبتوں سے فائق ہے

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے اکابرین رحمۃ اللہ علیہم کی عبارات میں جو واقع ہوا ہے کہ ہماری نسبت تمام نسبتوں سے فائق ہے اس سے مراد حضور وآگاہی کی نسبت ہے جو حضور ان کے ہاں معتبر ہے وہ حضور بے غیبت ہے جس کو انہوں نے یادداشت سے تعبیر کیا ہے لہٰذا ان عزیزوں (نقشبندیوں) کی نسبت یادداشت سے عبارت ہے اور یادداشت جو اس فقیر (حضرت تاج صوفیاء وعلماء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے فہم قاصر میں قرار پا چکی ہے وہ اسی تفصیل پر مبنی ہے۔۔ اور تجلی ذاتی حضرت ذات تعالیٰ وتقدس کے ظہور نیز حق سبحانہ وتعالیٰ کے اسماء صفات۔ شیون اور اعتبارات کے ملاحظہ کے بغیر حضور ذات سے عبارت ہے اور اسی تجلی کو تجلی برقی کہتے ہیں یعنی لمحہ بھر کے لئے شیون واعتبارات اُٹھ جاتے ہیں پھر شیون واعتبارات کے پردہ میں وہ ذات پوشیدہ ہو

جاتی ہے۔اس تقریر و بیان کے مطابق حضور بے غیبت متصور نہیں ہو سکتا بلکہ لحہ بھر کے لئے حضور نصیب ہوتا ہے اور اغلب و اکثر اوقات غیبت رہتی ہے اس طرح کی وقتی نسبت ان بزرگوں (نقشبندیوں رحمتہ اللہ علیہم) کے ہاں کوئی اعتبار نہیں رکھتی ہاں جب یہ حضور دوام اختیار کر لے اور پوشیدہ ہونے کو بالکل قبول نہ کرے اور ہمیشہ اسماء صفات، شیون اور اعتبارات کے پردہ کے بغیر ہی ظاہر اور متجلی رہے تو یہ حضور بے غیبت کہلائے گا تو ان اکابر (نقشبندیوں رحمتہ اللہ علیہم) کی نسبت کو دوسروں کی نسبتوں پر قیاس کر کے موازنہ کرنا چاہئے اور بے تکلف تمام نسبتوں سے فائق و اعلیٰ جاننا چاہئے اس قسم کا حضور اگرچہ اکثر لوگوں کے نزدیک بعید امر ہے لیکن یعنی ارباب نعمت کو نعمتیں گوارا ہیں،، عاشق مسکین کیلئے صرف وہی ہے جو گھونٹ، گھونٹ پی رہا ہے

یہ بلند نسبت اس حد تک اور اس طرز پر ندرت و قلت اختیار کر چکی ہے۔کہ اگر بالغرض اس بزرگ (نقشبندیوں رحمتہ اللہ علیہم) سلسلہ کے لوگوں کے سامنے بیان کی جائے تو احتمال ہے کہ اکثر اس کا انکار ہی کر دیں اور یقین نہ کریں وہ نسبت جو آجکل اس بزرگ خانوادہ (نقشبندیوں رحمتہ اللہ علیہم) کے اصحاب میں مشہور و متعارف ہے وہ حق تعالیٰ کے اس شہود سے عبارت ہے جو شاہدی اور مشہودی کے وصف سے پاک و منزہ ہے اور وہ ایک توجہ ہے جو چھ جہات متعارفہ سے خالی اور معرا ہے اگرچہ جہت فوق کا وہم پڑتا ہے اور بظاہر دائی ہوتی ہے اور جہت صرف مقام جذبہ میں پائی جاتی ہے اور اس جہت کی فوقیت کی کوئی وجہ ظاہر ہے بخلاف یادداشت کے جو بمعنی سابق ہے کیونکہ اس کا حصول جہت جذبہ اور مقامات سلوک کے بعد ہے اور اس کے درجے کی بلندی کسی بھی شخص پر مخفی نہیں ہے اور اخفا ہے تو وہ صرف اس کے حصول میں ہے حاسد اگر حسد کی وجہ سے اس کا انکار کرے اور ناقص رہنے کے باعث نہ مانے تو معذور ہے۔

قاصرے گر کند ایں طائفہ را طعن و قصور	حاش للہ کہ برآرم بزباں ایں گلہ را
ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند	روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

اگر کوئی قاصر شخص اس طائفہ (نقشبندیوں) پر قصوروار ہونے کا عیب رکھے تو اس کی مرضی میں تو خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ ایسا گلہ شکوہ زبان پر لاؤں جہان کے تمام شیر اسی سلسلہ سے بندھے ہوئے ہیں لومڑی اپنے رکیک حیلوں سے اس سلسلہ کو درہم برہم نہیں کر سکتی۔

مکتوب، ج، 1، ن، 27

نقشبندیوں نے سیر کی ابتداء عالم امر سے کی

طریقہ عالیہ (نقشبندیہ رحمتہ اللہ علیہم) کے مشائخ نے اپنی سیر کی ابتداء عالم امر (قلب، روح، سر، خفی، اخفیٰ) سے اختیار کی ہے اور عالم خلق کو اس ضمن میں طے کیا ہے۔ بخلاف دوسرے سلاسل (قادری، چشتی، سہروردی وغیرہ) کے مشائخ کہ ان کی سیر کی ابتداء عالم خلق (نفس، قالب، بدن، ہوا، خاک) سے ہوتی ہے۔ عالم خلق طے کرنے کے بعد عالم امر میں قدم رکھتے ہیں اور مقام جذبہ تک پہنچتے ہیں۔ لہذا (یہ) طریقہ عالیہ نقشبندیہ وصول میں تمام طریقوں سے زیادہ قریب ہے اور دوسروں کی انتہاء ان کی

ابتداء میں درج ہے۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

میرے باغ کی رعنائی سے میری بہار کا اندازہ کرلو

مکتوب، ج،1، ن،145

نقشبندیوں کو دیگر سلاسل پر کئی وجوہ سے فضیلت ہے

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کو صوفیاءِ کرام (رحمۃ اللہ علیہم) نے دوسرے سلاسل طریقت (عالیہ قادری عالیہ چشتی عالیہ سہروردی) پر کئی وجوہ سے فضیلت دی ہے اس سلسلہ (نقشبندیہ) میں ذکر قلبی ہے جس میں جذب ربانی ہے جبکہ ذکر ربانی میں سلوک ہے یعنی جذب اور سلوک دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں سلوک میں بندہ ذکر اذکار اور ریاضت کے ذریعہ خدا تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے جبکہ جذب میں جو ذکر قلبی کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے خدا خود اُس کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک انسان پیدل سفر کرے اور دوسرے کو کار یا جہاز خود لیجائے تو جس طرح دوسری صورت میں آسانی ہے اسی طرح ذکر قلبی میں بھی آسانی اور جلدی ہے۔

سندھ کے صوفیا نقشبند، ج،1، ص،30

اللہ عزوجل میں ذوق یافت ہے نہ کہ یافت یہ بات نہایت کے ہدایت میں اندراج کے مناسب ہے

اس بلند طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) کے مشائخ رحمۃ اللہ علیہم کی عبارات میں واقع ہوا ہے کہ اس حضرت جل سلطانہ میں ذوق یافت ہے نہ کہ یافت یہ بات نہایت کے بدایت میں اندراج کے مناسب ہے جو ان بزرگوں کے جذبہ خاص کے مقام کے مناسب ہے اس مقام میں یافت کی حقیقت ہے کیونکہ وہ انتہا کے ساتھ مخصوص ہے لیکن جبکہ نہایت کو بدایت میں درج کرنے کی چاشنی ان بزرگوں (نقشبندیوں) رحمۃ اللہ علیہم نے اس میں ڈال دی ہے اس لئے ذوق یافت یہاں میسر آجاتا ہے اور جب جذبہ سے معاملہ باہر آتا ہے اور ابتداء سے وسط میں آتا ہے تو ذوق یافت بھی یافت کی طرح عدم کی جانب رخ کر لیتا ہے نہ یافت رہتی ہے اور نہ ذوق یافت اور جب کام نہایت تک پہنچتا ہے تو یافت میسر آجاتی ہے اور ذوق یافت مفقود ہو جاتا ہے اور جب منتہی کے حق میں ذوق یافت مفقود ہے تو التذاذ اور حلاوت بھی اس کے حق میں کمتر ہے منتہی ذوق وحلاوت کو اول قدم میں ہی چھوڑ چکا ہے اور آخر کار بے حلاوتی اور بے مزگی کے گوشۂ گمنامی میں چلا جاتا ہے حدیث شریف "رسول کریم (سرور کائنات ﷺ) ہمیشہ غمگین و متفکر رہتے تھے"۔

سوال۔؟ جب منتہی کو مطلوب کی یافت میسر آگئی تو ذوق یافت کیوں مفقود ہو گیا اور مبتدی جب کہ یافت سے بے بہرہ ہے تو اسے ذوق یافت کہاں سے میسر آگیا؟

جواب:۔ یافت کی دولت منتہی کے باطن کیلئے ہے جس سے اپنے ظاہر سے تعلق منقطع کرنے سے مشرف ہوا ہے اور جب اس سے

باطن کو اسکے ظاہر سے تعلق بہت کم رہ گیا ہے تو لازماً باطنی نسبت ظاہر میں سرایت نہیں کرتی اور باطن کی یافت سے ظاہر کو کچھ ذوق ولذت نصیب نہیں ہوتی پس منتہی کے باطن کو مطلوب کی یافت حاصل ہوتی ہے اور اس کے ظاہر کو ذوق یافت نہیں ہوتا باقی رہا ذوق باطن کہ یافت اس کا حصہ ہے جب باطن نے بے چونی سے حصہ پایا ہے تو اس کا وہ ذوق بھی بے چونی کے جہاں سے ہوگا اور ظاہر کے ادراک میں جو سراسر چون ہے نہیں آئے گا لہٰذا بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ظاہر باطن کے ذوق کی نفی کرتا ہے اور باطن کو بھی اپنی طرح بے حلاوت جانتا ہے کیونکہ چوں کا ذوق اور ہے اور بے چوں کا ذوق اور اور جبکہ منتہی کا ظاہر بھی اس کے باطن سے بے خبر ہے تو ظاہر بین (ظاہری لوگوں، عوام) عوام منتہی کے باطن سے کیا واقف ہونگے اور انکار کے سوا انکے حصے میں کیا آئے گا جو ذوق ان کے فہم میں آتا ہے ظاہر کا ذوق ہے جو عالم چوں سے ہے یہی وجہ ہے کہ سماع رقص با ہوا اور بے قراری وغیرہ جو ظاہر کے احوال۔ اور صورت کے اذواق ہیں ان کے نزدیک بڑے نادر الوجود اور عظیم القدر ہیں بلکہ بہت ممکن ہے کہ اذواق ومواجید کو انھیں مذکورہ امور میں منحصر جانیں اور ولایت کے کمالات صرف انہی امور کو گمان کریں اللہ سبحانہٗ انھیں سیدھی راہ دکھائے ظاہر کے احوال باطنی احوال کی نسبت اس طرح ہیں جسطرح چوں بے چوں کے سامنے تو ثابت ہوگیا کہ منتہی کا باطن یافت بھی رکھتا ہے اور ذوق یافت بھی صرف اتنی بات ہے کہ جب وہ ذوق بے چونی کے عالم سے بہرہ ور ہے تو اس کے ظاہر کے ادراک میں نہیں آسکتا بلکہ ظاہر اس ذوق کی نفی کا فیصلہ کرتا ہے اگرچہ یافت باطن کی ظاہر کو اطلاع ہے لیکن اس یافت کے ذوق کو نہیں پاسکتا پس نظر بظاہر کہا جاسکتا ہے کہ منتہی کو یافت میسر ہے لیکن ذوق یافت مفقود ہے اور اس بلند طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) سے سمجھ دار مبتدی کیلئے جو فقدانِ یافت کے باوجود ذوق یافت ثابت کرتے ہیں تو وہ اس وجہ سے ہے کہ بزرگ (رحمتہ اللہ علیہم) ابتداء میں انتہا کی چاشنی درج کرتے ہیں انعکاس کے طور پر مبتدی رشید کے باطن میں نہایت کا پرتو ڈالتے ہیں اور جب مبتدی کا ظاہر اس کے باطن سے مرتبط ہے اور اس کے ظاہر وباطن میں قوت تعلق ثابت ہے تو لازماً نہایت کا وہ پرتو اور وہ چاشنی ولایت باطن سے مبتدی کے ظاہر کی طرف دوڑ آتی ہے اور ظاہر کو اس کے باطن کی طرح رنگین کردیتی ہے اور یافت کا ذوق بے اختیار اس کے ظاہر میں نمایاں ہوجاتا ہے تو یہ بات درست ثابت ہوگئی منتہی کا باطن یافت بھی رکھتا ہے۔ اور ذوق یافت بھی صرف اتنی بات کہ جب وہ ذوق بے چونی کے عالم سے بہرہ ور ہے۔ تو اس کے ظاہر کے ادراک میں نہیں آسکتا بلکہ ظاہر اس ذوق کی نفی کا فیصلہ کرتا ہے اگرچہ یافت باطن کی ظاہر کو اطلاع ہے۔ لیکن اس یافت کے ذوق کو نہیں پاسکتا۔ پس نظر بہ ظاہر کہا جاسکتا کہ منتہی کو یافت میسر ہے۔ لیکن ذوق یافت مفقود ہے۔ اور اس بلند طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) سے سمجھ دار مبتدی کیلئے جو فقدان یافت کے باوجود ذوق یافت ثابت کرتے ہیں۔ تو وہ اس وجہ سے ہے۔ کہ بزرگ ابتداء میں انتہا کی چاشنی درج کرتے ہیں۔ انعکاس کے طور پر مبتدی رشید کے باطن میں نہایت کا پرتو ڈالتے ہیں اور جب کہ مبتدی کا ظاہر اس کے باطن سے مرتبط ہے۔ اور اس کے ظاہر وباطن میں قوت تعلق ثابت ہے۔ تو لازماً نہایت کا وہ پرتو اور وہ چاشنی ولایت باطن سے مبتدی کے ظاہر کی طرف دوڑ آتی ہے اور ظاہر کو اس کے باطن کی طرح رنگین کردیتی ہے۔ اور یافت کا ذوق بے اختیار اس کے ظاہر میں نمایاں ہوجاتا ہے۔ تو یہ بات

درست ہوگئی کہ مبتدی میں حقیقت یافت مفقود اور ذوق یافت موجود ہے اس بیان سے اکابرین نقشبندیہ رحمتہ اللہ علیہم کے طریقہ کی عظمت اور ان کی اعلیٰ نسبت کی رفعت معلوم ہوتی ہے اور مریدوں اور طالبوں کے حق میں ان بزرگوں (رحمتہ اللہ علیہم) کے حسن تربیت اور کمال اہتمام کا پتہ چلتا ہے اور پہلے قدم میں ہی جو کچھ خود رکھتے ہیں طالب صادق مرید رشید کو حوصلے کے مطابق عطا کردیتے ہیں۔ اور ربط حبی کے تعلق کی بنیاد پر التفات وانعکاس سے اس کی تربیت کرتے ہیں۔ دوسرے سلاسل (عالیہ قادری عالیہ چشتی عالیہ سہروردی (وغیرہ) کے بعض مشائخ (کرام) رحمتہ اللہ علیہم کو ان بزرگوں (نقشبندیوں رحمتہ اللہ علیہم) کے صادر شدہ قول یعنی اندراج النہایۃ فی البدایۃ میں اشتباہ ہے اور انھیں اس بات کی حقیقت میں شک وتردد ہے اور وہ اس کو جائز قرار نہیں دیتے کہ اس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ رحمتہ اللہ علیہم) کا مبتدی دوسرے طریقوں کے منتہی کے برابر ہوجائے تعجب ہے کہ اس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ رحمتہ اللہ علیہم) کے مبتدی کی دوسرے طریقوں کے منتہی حضرات کیساتھ مساوات (برابری) انھوں نے کہاں سے سمجھی ہے نقشبند بزرگوں رحمتہ اللہ علیہم نے نہایت کو بدایت میں درج کرنے سے زیادہ کچھ نہیں کہا یہ عبارت مساوات پر دلالت کرتی ہے اور (اس قول سے ان بزرگوں رحمتہ اللہ علیہم) کا مقصود یہ ہے کہ اس طریقہ (عالیہ نقشبندیہ رحمتہ اللہ علیہم) میں شیخ (طریقت) منتہی اپنی توجہ وتصرف سے انعکاس کے طور پر اپنی نہایت کی دولت کی چاشنی سے مبتدی رشید کو عطا فرماتا ہے اور اس کی بدایت میں اپنی نہایت کا نمک ملادیتا ہے۔ مساوات کی جائے اشتباہ کہاں ہے اور اس کی حقیقت میں شک کی گنجائش کہاں ہے اور اندراج بڑی دولت ہے اس طریقہ (عالیہ نقشبندیہ رحمتہ اللہ علیہم) کا مبتدی اگرچہ منتہی کا حکم نہیں رکھتا تاہم نہایت کی دولت سے بے نصیب نہ رہے گا اور نمک کا وہ ذرہ اسے مکمل طور پر ملیح اور نمکین کردے گا بخلاف دوسرے طریقوں کے مبتدیوں کے کہ نہایت سے بہت دور ہیں اور منزلوں اور مسافتوں کے طے کرنے میں زیر بار ہیں افسوس ہزار افسوس اگر انھیں ان منازل کے قطع کرنے کی فرصت نہ دیں اور مسافتوں کے طے کرنے کو ان کے حق میں تجویز نہ کریں اور جب اس طریق (عالیہ نقشبندیہ رحمتہ اللہ علیہم) کے مبتدی اور دوسرے طریقوں کے مبتدیوں کے درمیان فرق واضح ہوگیا اور اس مبتدی (نقشبندی) کی فضیلت دوسرے ارباب سلسلہ بدایت پر ظاہر ہوگئی تو یہ جاننا چاہیے کہ اس طریق کے منتہیوں اور دوسرے طریقوں کے منتہیوں میں بھی اسقدر فرق ہے اس منتہی کی دوسرے طریقوں کے مسنتہیوں پر اسی مقدار میں یہ بات ثابت ہے بلکہ اس طریقۂ عالیہ نقشبندیہ (رحمتہ اللہ علیہم) کی نہایت دوسرے تمام طریقوں کے (حضرات) مشائخ (رحمتہ اللہ علیہم) کی نہایت سے وراءُالوراء ہے میری اس بات کا انھیں یقین آئے یا نہ آئے اگر انصاف سے کام لیا جائے تو شاید باور (یقین) کرلیں وہ نہایت جس کی بدایت نہایت آمیز ہو دوسروں کی نہایت سے البتہ ممتاز ہوگی اور بہر حال باقی تمام نہایتوں کی نہایت ہوگی۔

سالیکہ نکوست از بہارش پیدا است

دوسرے سلاسل (عالیہ چشتی عالیہ قادری عالیہ سہروردی وغیرہ) کے متعصب لوگوں کی ایک جماعت ہمیں کہتی ہے کہ ہماری نہایت وصول بحق سبحانہٗ ہے اور تم اسے اپنی بدایت کہتے ہو تو حق سبحانہٗ سے آگے کہاں جاؤ گے اور حق تعالیٰ سے آگے تمہاری نہایت کیا

چیز ہوگی ہم (نقشبندی) کہتے ہیں کہ ہم حق تعالیٰ سے حق جل سلطانہٗ کی طرف جاتے ہیں اور شائبہ ظلیت سے بھاگ کر اصل الاصل کی طرف دوڑتے ہیں اور تجلیات سے اعراض کر کے متجلی کو طلب کرتے ہیں اور ظہورات کو پیچھے چھوڑ کر ظاہر کو بطن بطون میں چاہتے ہیں اور جبکہ ابطنیت میں مختلف مراتبہ ہیں اسلئے ایک ابطنیت سے دوسری ابطنیت کی طرف جاتے ہیں اور اس دوسری ابطنیت سے سر ابطنیت کی طرف قدم بڑھاتے ہیں اسی طرح آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں جہاں تک اللہ تعالیٰ چاہے حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ اگرچہ بسیط حقیقی ہے۔

مکتوب، ج2، S، ن43

میں خواجہ نقشبند کی کلام سے متفق نہیں ہوں

حضرت والد ماجد (حضرت شیخ شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے تھے۔ کہ شیخ میرٹھی نے مجھ سے سوال کیا کہ نقشبندی کہتے ہیں کہ ہمارا آغاز منتہی لوگوں کا انجام ہے میں خواجہ نقشبند کے کلام سے متفق نہیں ہوں کہ ان کا اول قدم بایزید کا انتہائی قدم ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ جس شخص نے پچاس یا ساٹھ سال مجاہدہ کیا ہے وہ امروزہ مبتدی کے برابر کیسے ہو جائیگا میں (حضرت شیخ شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے کہا تم لوگ یعنی سلسلہ شطاریہ کے پیروکار منازل سلوک کس طرح طے کرتے ہو اس نے کہا پہلے دوضربی اسم ذات۔ پھر چارضربی پھر اسی طرح سے شغل نفی واثبات کرتے ہیں میں نے پوچھا پھر کیا کرتے ہو اس نے کہا شغل امہات اور اسمائے ملتفہ کا ذکر کرتے ہیں میں نے پوچھا پھر کہا شغل کو بکو میں نے پوچھا اس کے بعد کیا کرتے ہو اس نے کہا ہائے ہویت میں غرق ہو جاتے ہیں میں نے کہا نقشبندی سب سے پہلے ہائے ہویت میں غرق ہوتے ہیں اور شیخ نقشبندی کے کلام کا یہی مطلب ہے نہ یہ کہ صوفیاء کرام کے تمام احوال وآثار آغاز سلوک میں ان پر طاری ہو جاتے ہیں۔

انفاس العارفین، ص، 124

نقشبندی کسی ریا کار اور رقاص کے ساتھ نسبت نہیں رکھتے اور توجہ کی برکت

اس بلند مرتبہ۔ طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) کے بزرگوں (رحمۃ اللہ علیہم) کی نظر ہمت بہت بلند واقع ہوئی ہے کسی ریا کار اور رقاص کے ساتھ یہ لوگ نسبت نہیں رکھتے اس لئے دوسروں کی نہایت ان کی ابتداء میں مندرج ہے اور اس طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) کا مبتدی دوسرے طریقوں (عالیہ قادریہ عالیہ چشتیہ عالیہ سہروردیہ وغیرہ) کے منتہی کا حکم رکھتا ہے اور ان کا سفر ابتداء سے ہی وطن میں مقرر ہو چکا ہے اور خلوت در انجمن ان کو حاصل ہو چکی ہے اور دوام حضور ان کا نقد وقت ہے یہی ہیں کہ طالبوں کی تربیت ان کی بلند صحبت سے وابستہ ہے اور ناقصوں کی تکمیل ان کی توجہ شریف سے متعلق ہے ان کی نظر امراض قلب کو شفا بخشتی ہے اور ان کا التفات (توجہ) معنوی (باطنی) بیماریوں کو دور کرتا ہے ان کی ایک توجہ سو چلوں کا کام کرتی ہے اور ان کی ایک نظر سالہا سال کی ریاضات ومجاہدات کے برابر ہے۔

مکتوب، ج2، S، ن23

صحبت وانجذاب کا طریقہ نقشبندیہ

حضرات خواجگان رحمۃ اللہ علیہم کی نسبت خود قدیم ہے۔ وہ کیا چیز ہے جو حضرات شیخ المشائخ ردیف کمالات بہاء الحق رحمۃ اللہ علیہ

نے اس کیساتھ ملائی ہے۔جس کے باعث سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مشہور ہوگیا۔فرمایا کہ بعض تعلیمات اور کیفیات زیادہ کی ہیں جیسے کہ حضرت مقبول یزدانی قدوۃ السالکین ناصرالدین عبیداللہ خواجہ احرار رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ نسبت کے ختم کرنے والے کامل طور پر آپ (حضرات شیخ المشائخ ردیف کمالات بہاءالحق رحمتہ اللہ علیہ) ہی تھے اور خاتم وہ شخص ہے جو پورا کرنے کے بعد ختم کر دیتا ہے حضرات شیخ المشائخ ردیف کمالات بہاءالحق رحمتہ اللہ علیہ آپ نے (خود) بھی فرمایا ہے کہ میں نے ایک ایسا طریقہ اختیار کیا ہے جو بیشک موصل یعنی اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والا ہے اور وہ ایک خاص طور پر محبت وانجذاب کا طریقہ ہے جو اس طریق میں معمول ہے پھر اسکے بعد حضرات شیخ المشائخ ردیف کمالات بہاءالحق رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انجذاب ومحبت کا طریقہ بے شک موصل الی اللہ ہے اور اس کا رخ صرف ذات کی طرف ہے برخلاف دوسرے طریقوں (عالیہ قادری عالیہ چشتی عالیہ سہروردی) کے کہ انوار کی طرف بھی رُخ رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ بعض الٰہی انوار میں رہ جاتے ہیں اور یہ انجذاب و محبت تمام اس سلسلۂ عالیہ (نقشبندیہ) میں واقع ہے اس سلسلۂ عالیہ (نقشبندیہ) میں اسی انجذاب کی تربیت کرتے ہیں۔

مکتوبات خواجہ باقی باللہ،ص 50

نقشبندیوں کا شروع ہی میں دل ذاکر ہو جانا

حضرت کاشف رموزات سبحانی مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اس نعمت کا حصول اور اس میں شمول یعنی اس طریقے (عالیہ نقشبندیہ) کے طالبوں کا شروع ہی میں دل سے ذاکر ہو جانا اور جذب کو حاصل کر لینا ہمارے حضرت (حضرت قبلہ درویشاں تاج الاولیاء خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ) کے مبارک الہامات کا فیض ہے اگرچہ سابق اکابر رحمتہ اللہ علیہم کا یہ معمول نہ تھا ایک روز میں (حضرت کاشف رموزات سبحانی مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) نے اس حصول اور شمول کا راز حضرت قبلہ درویشاں تاج الاولیاء خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ سے دریافت کیا تو آپ (حضرت قبلہ درویشاں تاج الاولیاء خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ پہلے زمانے کے مقابلہ میں اب کے مریدوں میں طلب اور شوق کی بہت کمی اور خامی ہوگئی ہے اور ان میں حوصلہ بھی نہیں رہا اسلئے شفقت کا تقاضہ یہ ہے کہ بغیر مجاہدہ اور بغیر کوشش وتردد کے ان کو مقصود کی طرف پہنچا دیا جائے تا کہ ان کی برودت حرارت (اور جوش) میں تبدیل ہو جائے اللہ پاک حضرت قبلہ درویشاں تاج الاولیاء خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کو ہم سب کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

حضرات القدس،ص 179

اس میں فیض نبوت کا غلبہ ہے

حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ کا فیض دو طرح کا ہے فیض نبوت اور فیض ولایت فیض نبوت کے مظہر اتم حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور فیض ولایت کے مظہر اتم حضرت امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم

ہیں تو جس طرح نبوت ولایت سے افضل و برتر ہے اسی طرح فیض ولایت سے فیض نبوت افضل و برتر ہے یہ طریقہ حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہونے کی وجہ سے اس میں فیض نبوت کا غلبہ ہے اسی بناء پر دوسرے طرق سے افضل و برتر ہے۔ (السیف الصارم،ص، 33)

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ چند فضیلتوں کے اعتبار سے

باقی تمام سلسلوں سے ممتاز ہے اور اس طریقۂ عالیہ کو باقی تمام طریقوں پر ترجیح ہونا ظاہر ہے یہ سلسلۂ عالیہ برخلاف دوسرے سلسلوں کے حضرت امیر المؤمنین خلیفہ اوّل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ختم ہوتا ہے جو انبیاء علیھم السلام کے بعد تمام بنی آدم میں سب سے افضل ہیں اس طریقے میں برخلاف باقی طریقوں کے آغاز ہی میں انجام مندرج ہوتا ہے (اندراج نہایت در بدایت) علاوہ ازیں برخلاف دوسرے سلسلوں کے ان بزرگوں کے نزدیک جو شہود معتبر ہے وہ شہود دائمی ہے جسے ان حضرات نے یادداشت سے تعبیر فرمایا ہے اور جو شہود دوام پذیر نہ ہو وہ ان حضرات کے نزدیک نا قابل اعتبار ہے اور اس طریق کی منزلوں کو طے کرنا صاحب شریعت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام کی مکمل پیروی کے بغیر میسر نہیں ہوتا برخلاف دوسرے سلسلوں اور طریقوں کے کہ کسی قدر پیروی کے ساتھ یہ لوگ ریاضتوں اور مجاہدوں کی مدد سے انقطاع (دنیا سے بے تعلقی) کے مقام تک پہنچ جاتے ہیں اس دعوے کیلئے دلیل کی ضرورت ہے اور دلیل یہ ہے کہ یہ بزرگ محض جذبہ کی مدد سے راہ کو طے کرتے ہیں اور دوسرے طریقوں میں پر مشقت ریاضتوں اور شدید مجاہدوں کے ذریعے سے منزلیں قطع کرتے ہیں اور جذبہ، محبوبیت کی صفت کو چاہتا ہے جب تک آدمی محبوب نہ بن جائے اسے جذب نہیں کرتے اور محبوبیت کی حقیقت محبوب رب العالمین علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کی متابعت اور پیروی سے وابستہ ہے آیت کریمہ "فاتبعونی یحببکم اللہ" لہٰذا میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائے گا اسی مضمون پر شاہد ہے لہٰذا جس قدر متابعت کامل تر ہوگی اسی قدر جذبہ زیادہ ہوگا اور جس قدر جذبہ زیادہ ہوگا اسی قدر منازل کو قطع کرنا آسان تر اور تیز تر ہوگا لہٰذا کامل متابعت اور پیروی ان بزرگوں کے طریقہ کی شرط ہے اس لئے جہانتک ممکن ہو سکا ان حضرات نے عزیمت پر ہی عمل فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ ذکر بالجہر کو بھی جو اس راہ میں بڑی عمدہ چیز ہے ان حضرات نے منع کر دیا ہے اور سماع اور رقص سے بھی جو ارباب احوال کا مرغوب ترین خلاصہ ہے ان حضرات نے اجتناب فرمایا ہے۔

نیز ظاہر ہے کہ جو کمال، متابعت پر مرتب ہوگا وہ تمام دوسرے کمالات سے بلند درجہ ہوگا یہی وجہ ہے کہ ان بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ہماری نسبت تمام نسبتوں سے بلند تر ہے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بڑے ہی فضل والا ہے لہٰذا طالبان حق کیلئے اس طریق کو اختیار کرنا زیادہ بہتر اور زیادہ مناسب ہوگا کہ یہ راستہ انتہائی نزدیک تر ہے اور مطلوب انتہائی طور پر بلند ہے اور اللہ سبحانہ ہی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔ (معارف لدنیہ،ص، 180، 181)

اپنے طریقہ (عالیہ نقشبندیہ مجددیہ) کو لازم پکڑیں

اور طریقہ میں کوئی نیا امر (کوئی نیا کام) پیدا نہ کریں طریقہ (عالیہ نقشبندیہ مجددیہ) کے فیوض و برکات اس وقت تک جاری ہیں جب تک کہ طریقہ (عالیہ نقشبندیہ مجددیہ) میں کوئی نیا امر پیدا نہ ہوا ہو ورنہ فیوض کا راستہ بند ہوجاتا ہے اور طریقہ (عالیہ نقشبندیہ مجددیہ) سکھانے کی اجازت بھی طریقہ (عالیہ نقشبندیہ مجددیہ) میں نئی بات پیدا نہ کرنے اور اتباع سنت اور مشائخ (سلسلہ پیروں) کی محبت پر استحکام کے ساتھ مشروط (شرط) ہے یہ محبت جس قدر زیادہ ہوگی شیخ (شیخ طریقت) کے باطن سے فیض کا اخذ اسی قدر زیادہ ہوگا چونکہ جہر (بلند آواز سے ذکر کرنا) ہمارے طریقہ (عالیہ نقشبندیہ مجددیہ) میں نہیں ہے (اس لئے) دوستوں کو جہر کی طرف رہنمائی نہیں کرنی چاہیئے اور ذکر جہر کا حلقہ منعقد نہیں کرنا چاہیئے۔

مکتوب معصومیہ، ج،2، ن،55

طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا قلیل

دوسرے طریقوں کے کثیر سے بہتر و پسندیدہ ہے یہ طریقہ سب طریقوں سے اقرب (قریب) ہے اور لازمی طور پر پہنچانے والا ہے طالب صادق اگر پیر کامل کی صحبت میں رہے تو امید ہے کہ وہ راستہ میں نہیں رہے گا اور اگر ناقص کی صحبت میں رہے تو طریقہ کا قصور نہیں ہے کیونکہ (جب) وہ خود واصل نہیں ہے کوئی دوسرا شخص اس کی صحبت میں کس طرح واصل ہوگا اور اس کے طریقے میں اندراج نہایت در بدایت ہے اس طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) کا مبتدی رُشید نہایت کی چاشنی سے بہرہ نہیں ہیں لیکن ہمارے طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) کا دارومدار صحبت اور پیر کی توجہ پر ہے ترقی اسی کے ساتھ وابستہ ہے سعادت مند مرید اگرچہ پیر کی غیر موجودگی میں اس کے باطن سے (اپنی) محبت وعقیدت کے مطابق بہرہ ور ہوتا ہے اور فیوض و برکات اخذ کرتا ہے لیکن صحبت اور غیبت میں سینکڑوں گناہ فرق ہے اور جو دقائق کہ ہمارے حضرت عالی (شیخ الاسلام کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اس طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) میں بیان فرمائے ہیں اور اس طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) کی تحقیقات و تدقیقات کہ جن پر انھوں نے عمل فرمایا ہے اور معاملہ کو پستی سے بلندی تک پہنچایا ہے اور جس نسبت و طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) کے ساتھ حضرت عالی (سردار اولیاء و امامنا شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ممتاز ہیں اور وہ نسبت ہزار سال کے بعد ظہور کے تخت پر جلوہ افروز ہوئی ہے اور از سر نو تازہ ہوئی ہے اور اتنی مدت تک پوشیدہ رہی ہے اور کام کے چہرہ سے نقاب نہیں اُٹھایا تھا جیسا کہ حضرت عالی (سردار اولیاء و امامنا سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے رسائل و مکاتیب سے اس کا کچھ حصہ واضح ونمایاں ہے۔

مکتوب معصومیہ، ج،3، ن،47

ہزار سالہ کمالات مجدد الف ثانی کی زبان سے

جاننا چاہئے کہ حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحلت فرمانے کے ہزار سال بعد آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی امت کے جن اولیاء کا ظہور ہوگا اگرچہ ان کی تعداد بہت قلیل ہوگی

لیکن وہ کامل واکمل ہوں گے تا کہ اس شریعت (محمدی ﷺ) کو پورے طور پر تقویت دے سکیں حضرت مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ جن کی تشریف آوری کی نسبت حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بشارت فرمائی ہے ہزار سال کے بعد ظاہر ہوں گے اور حضرت عیسٰی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام خود بھی ہزار سال کے بعد نزول فرمائیں گے مختصر یہ کہ اس گروہ (نقشبندیہ) کے اولیاء کے کمالات اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے کمالات کے مانند ہیں۔ اگرچہ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کیلئے فضیلت و بزرگی ہے لیکن یہ ایک ایسا مقام ہے کہ مشابہت کے کمال کی وجہ سے ایک کو دوسرے پر فضیلت نہیں دے سکتے اور ہوسکتا ہے کہ اسی وجہ سے حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "لایُدرٰی اَوَّلُھُمْ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُھُمْ" (نہیں معلوم ان میں سے پہلے (زمانہ) والے بہتر ہیں یا آخر والے) یہ نہیں فرمایا! "لَا اَدْرِیْ اَوَّلُھُمْ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُھُمْ" (میں نہیں جانتا کہ ان میں سے پہلے والے بہتر ہیں یا آخر والے) کیونکہ آپ (حضرت محمد مصطفٰی احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو فریقین میں سے ہر ایک کا حال معلوم تھا اسی وجہ سے آپ (حضرت محمد مصطفٰی احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا! "خیر القرون قرنی" (سب زمانوں سے بہتر میرا زمانہ ہے) لیکن چونکہ کمال مشابہت کی وجہ سے شک وشبہ کی گنجائش تھی اس لئے لایدری فرمایا۔ اگر کوئی دریافت کرے کہ حضرت محمد مصطفٰی احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانے کے بعد تابعین کے زمانے کے خیر (بہتر) فرمایا ہے اور تابعین کے زمانے کے بعد تبع تابعین کے زمانے کے بعد بھی خیر فرمایا ہے لہٰذا خیریت انہی دو زمانوں کے لوگوں کے اوپر یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے، پس اس گروہ (نقشبندیہ) کی اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین کے کمالات کے ساتھ کس طرح مشابہت ہوگی جواب میں ہم (حضرت ردیف کمالات سبع مثانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ اس قرن کا اس طبقہ سے بہتر ہونا اس اعتبار سے ہو کہ (اس میں) اولیاء اللہ (رحمتہ اللہ علیہم) کا ظہور کثرت سے ہوگا اور اہل بدعت اور ارباب فسق وفجور کی کمی ہوگی اور یہ بات اس کے ہرگز منافی نہیں ہے کہ اس طبقہ کے اولیاء اللہ (رحمتہ اللہ علیہم) میں سے بعض افراد دونوں قرنوں کے اولیاء اللہ (رحمتہ اللہ علیہم) سے افضل ہوں جیسے کہ حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام: ع

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید　　　دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحای کرد

(وحی کا فیض اگر پھر سے میسر آجائے دوسرے بھی وہ کریں جو کچھ مسیحا نے کیا

لیکن اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا زمانہ ہر لحاظ سے خیر ہے اور اس بارے میں گفتگو کرنا فضول ہے۔ آگے والے آگے والے ہی ہیں اور جنت نعیم میں وہ مقرب ہیں یہ وہ حضرات ہیں کہ دوسروں کا پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنا ان کے ایک مد جو خرچ کرنے کے برابر نہیں "واللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَاءُ" اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص کر لیتا ہے)

مکتوب، ج، 1، Z، ن، 209

نقشبندیہ میں ریاضتوں سے منع کرتے ہیں

سوال دوم۔؟ یہ ہے کہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں سنت کی پیروی لازم ہے حالانکہ احمد مصطفیٰ سرکار دوعالم حضرت محمد ﷺ نے عجیب وغریب ریاضتیں اور شدید بھوک و پیاس کی تکلیفیں برداشت کی ہیں (لیکن) اس طریق (عالیہ نقشبندیہ) میں ریاضتوں سے منع کرتے ہیں بلکہ صورتوں کے کشف کی وجہ سے ریاضتوں کو مضر جانتے ہیں یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے کہ سنت کی متابعت میں نقصان کا احتمال کیسے متصور ہوسکتا ہے۔

جواب: اے محبت کے نشان والے! کس نے کہہ دیا کہ اس طریقے (عالیہ نقشبندیہ) میں ریاضات منع ہیں اور کہاں سے سن لیا ہے کہ (یہ حضرات نقشبندی) ریاضتوں کو مضر جانتے ہیں اس لئے کہ اس طریقے (عالیہ نقشبندیہ) میں نسبت کی دائمی حفاظت اور متابعت سنت احمد مصطفیٰ سرکار دوعالم حضرت محمد ﷺ کو لازم جاننا اور اپنے احوال کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرنا میانہ روی اختیار کرنا اور کھانے پینے اور لباس وغیرہ میں حد اعتدال کی رعایت کرنا (یہ سب) ریاضات شاقہ اور مجاہدات شدیدہ میں سے ہیں خلاصہ کلام یہ ہے کہ عوام کالانعام (وہ عوام جو چوپاؤں کے مانند ہیں) ان امور کو ریاضات میں شمار نہیں کرتے اور مجاہدات میں سے نہیں جانتے ان کے نزدیک ریاضات ومجاہدات کا انحصار بھوک (پیاس) میں منحصر ہے اور بھوکا پیاسا رہنا ان کی نظر میں بہت بڑی بات ہے کیونکہ درندہ صفت لوگوں کے نزدیک کھانا پینا ہی سب سے زیادہ ضروری اور بڑے مقاصد میں سے ہے لہٰذا اس کا ترک کرنا ان کے نزدیک لازمی طور پر ریاضت شاقہ اور مجاہدات شدیدہ ہیں بخلاف نسبت کی دائمی حفاظت اور متابعت سنت احمد مصطفیٰ سرکار دوعالم حضرت محمد ﷺ کو لازم رکھنے کے یہ امور عوام کی نظر میں قابل قدر اور شمار کے قابل نہیں تاکہ ان کے ترک کو منکرات سمجھیں اور ان امور (پیروی سنت محمدی ﷺ) کے حصول کو ریاضتیں شمار کریں۔ لہٰذا اس طریقے (عالیہ نقشبندیہ) کے اکابرین پر لازم ہے کہ احوال کے پوشیدہ رکھنے کی کوشش کریں اور ایسی ریاضتوں کو ترک کر دیں جو عوام کی نظر میں عظیم القدر اور مخلوق میں مقبولیت کا باعث اور شہرت کے لئے لازم ہیں کہ ان آفت اور شرارت پوشیدہ ہے احمد مصطفیٰ سرکار دوعالم حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے: "بحسب امرء من الشران یشار الیه بالا صابع فی دین او دنیا الا من عصمه الله" (مشکوۃ شریف) (آدمی کیلئے یہی شر کافی ہے کہ دین و دنیا میں لوگ اس کی طرف انگشت نمائی کریں مگر جس کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے)۔۔۔فقیر (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے نزدیک ماکولات (کھانے پینے) کی چیزوں میں حد اعتدال کی رعایت کو مدنظر رکھنے کی نسبت گرسنگیہائے دور دراز (عرصے تک بھوکا پیاسا رہنا) زیادہ سہل ہے اور اس میں آسانی ہی آسانی۔ ہے یہ فقیر (حضرت سردار اولیاء وامامنا شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ میانہ روی کی رعایت کی ریاضت کثرت جوع کی ریاضت سے زیادہ مفید ہے۔۔۔ حضرت والد بزرگوار (حضرت شیخ الشائخ مخدوم شیخ عبدالاحد) رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے علم سلوک میں ایک رسالہ

دیکھا ہے جس میں لکھا ہوا تھا کہ کھانے پینے میں اعتدال کی رعایت رکھنا اور میانہ روی کی حد پر نگاہ رکھنا وصول مطلب کیلئے کافی ہے اس رعایت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ذکر وفکر کی زیادہ حاجت نہیں۔ اور سچی بات یہ ہے کہ کھانے پینے اور پہننے بلکہ تمام امور میں توسط حال اور میانہ روی پر قائم رہنا بہت اچھی بات ہے۔

نہ چنداں بخور کز دہانت برآید　　نہ چنداں کہ از ضعف جانت برآمد

نہ کھا اتنا کہ منہ سے باہر آجائے　　نہ کم اتنا کہ کمزوری سے مرجائے

حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے ہمارے حضرت پیغمبر (آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو چالیس مردوں کی قوت عطا فرمائی تھی جس قوت کے سبب آپ (آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) شدید بھوک پیاس کو برداشت کر لیتے تھے اور اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی حضرت خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام والتحیۃ کی صحبت کی برکت سے اس بوجھ کو اٹھا لیتے تھے اور ان کے اعمال وافعال میں کسی قسم کی سستی اور خلل واقع نہیں ہوتا تھا بلکہ بھوک شدت کے باوجود دشمنوں کے خلاف جنگ کرنے کی ایسی طاقت وقدرت رکھتے تھے کہ سیر شکموں کو اس کا دسواں حصہ بھی میسر نہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ صابروں میں سے بیس آدمی دو سو کفار پر غالب آجاتے تھے اور سو آدمیوں کو ہزار کافروں پر غلبہ حاصل ہوجاتا تھا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے علاوہ دوسرے بھوک پیاس برداشت کرنے والوں کا تو یہ حال ہے کہ سنتوں کے آداب بجالانے میں عاجز آجاتے ہیں بلکہ بہت سے ایسے ہیں کہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں مشکل سے عہدہ برآ ہوتے ہیں طاقت کے بغیر اس امر میں اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تقلید کرنا اپنے آپ کو فرائض وسنت کے بجالانے میں عاجز بنانا ہے منقول ہے کہ خلیفہ اول امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تقلید میں صوم وصال (یعنی بغیر افطار کئے مسلسل کئی دن روزے رکھنا) اختیار کیا اور ضعف وناتوانی کی وجہ سے زمین پر گر پڑے تو محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعتراض کے طور پر فرمایا کہ "تم میں سے کون ہے جو میری مانند (مثل) ہو میں تو رات کو اپنے پروردگار کے پاس ہوتا ہوں اور وہی مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے" لہٰذا آپ (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بغیر طاقت کے تقلید اختیار کرنے کو مستحسن نہیں سمجھتے تھے۔ اور نیز اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت کی وجہ سے زیادہ بھوک پیاس کے خفیہ نقصانات سے محفوظ و مامون تھے اور دوسروں کو یہ حفظ وامن میسر نہیں اس کا بیان یہ ہے کہ کثرت جوع (زیادہ بھوک) اگرچہ صفائی بخش ہے اور ایک جماعت کو صفائے قلب بخشتی ہے اور دوسری جماعت کو صفائی نفس حاصل ہوتی ہے صفائے قلب ہدایت افزا اور نور بخش ہے اور صفائی نفس ضلالت نما اور ظلمت افزا ہے فلاسفہ یونان اور ہندستان کے جوگیوں اور برہمن نے بھوک پیاس کی ریاضت سے صفائی نفس حاصل کر کے ضلالت اور نقصان کی راہ میں پڑ گئے بے عقل افلاطون نے اپنے نفس کی صفائی پر بھروسہ کر کے اور اپنی خیالی کشفی صورتوں کو اپنا مقتدا بنا کر عجب ونخوت اختیار کی

اور حضرت عیسیٰ روح اللہ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جو اس وقت حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے تھے اس نے ان کی فرمانبرداری اختیار نہیں اور کہنے لگا "ہم ہدایت یافتہ قوم ہیں ہم کو کسی ہدایت دینے والے کی ضرورت نہیں" اگر اس میں یہ ظلمت بڑھانے والی صفائی نہ ہوتی تو یہ خیالی کشفی صورتیں اس کے راستے میں حائل نہ ہوتیں اور وصول مطلب کے لئے اس کی مانع نہ ہوتیں اس (افلاطون) نے اپنی صفائی کے گمان پر اپنے آپ کو نورانی خیال کیا اور یہ نہ جانا کہ یہ صفائی نفس امارہ کی باریک کھال سے آگے نہیں بڑھی اور اس کا (نفس) امارہ اسی اپنی خباثت اور نجاست پر قائل ہے (اس کی حقیقت ایسی ہے جیسے) نجاست مغلظہ پر شکر کا باریک غلاف چڑھا دیا گیا ہو قلب جو اپنی ذات کی حد میں پاکیزہ اور نورانی ہے اس کے چہرے پر نفس ظلمانی کی ہمسائیگی کی وجہ سے اگر زنگ آ جائے تو وہ تھوڑے سے تصفیہ کے بعد اپنی اصلی حالت پر رجوع کر لیتا ہے اور نورانی ہو جاتا ہے بخلاف نفس کے کہ وہ اپنی ذات کی حد میں خبیث ہے اور ظلمت اس کی صفت ہے جب تک قلب کی سیاست بلکہ سنت کی متابعت اور اتباع شریعت (محمدی ﷺ) بلکہ محض فضل خداوندی جل سلطانہ سے مزکی اور مطہر نہ ہو اس وقت تک اس کا ذاتی خبث زائل نہیں ہو سکتا اور اس سے فلاح و بہبود متصور نہیں ہو سکتی افلاطون نے کمال نادانی کی وجہ سے اپنی صفائی کو جس کا تعلق اس کے (نفس) امارہ سے تھا قلب عیسوی (حضرت عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کی صفات کے مانند خیال کر لیا اور لازمی طور پر اس نے اپنے آپ کو ان کی طرح مہذب اور مطہر خیال کر کے ان (حضرت عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کی دولت متابعت سے محروم رہا اور ابدی خسارہ کے داغ سے داغدار ہو گیا۔ "اعاذنا اللہ سبحانہ من ھذا البلاء" (اللہ سبحانہ ہم کو اس بلا سے اپنی پناہ میں رکھے)۔

اور چونکہ یہ ضرر (نقصان) بھوک کی تہ میں پوشیدہ ہے اس لئے طریقہ عالیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے اکابرین نے بھوک پیاس کی ریاضت کو ترک کر کے کھانے پینے میں اعتدال کی ریاضت اور میانہ روی کے مجاہدے کی راہ اختیار کی اور بھوک پیاس کے نفع کو اس عظیم خطرے کے نقصان کے احتمال کی وجہ سے ترک کر دیا اور دوسرے لوگوں نے بھوک کے فائدوں کو ملاحظ کر کے اس نقصانات سے آنکھیں بند کر لیں اور بھوک کی طرف ترغیب دینے لگے عقلمندوں کے نزدیک یہ بات مقرر ہے کہ نقصان کے احتمال کی وجہ سے بہت زیادہ منافع کو چھوڑ سکتے ہیں اسی مقولہ کے قریب قریب وہ امر ہے جو علماء شکر اللہ تعالیٰ سعیہم نے فرمایا ہے کہ "اگر کوئی امر سنت اور بدعت کے درمیان دائر ہو تو اس سنت کے بجا لانے کی نسبت ترک بدعت بہتر ہے۔" یعنی بدعت میں نقصان کا احتمال اور سنت میں منافع کی توقع ہے تو ضرر (نقصان) کے احتمال کو منافع کی توقع پر ترجیح دے کر بدعت کو ترک کر دینا چاہئیے تا کہ ایسا نہ ہو کہ سنت کے بجا لانے میں دوسری راہ سے نقصان پیدا ہوئے۔۔ اس بات کی حقیقت یہ ہے کہ وہ سنت گویا کہ اس حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے کے ساتھ ملی ہوئی ہے چونکہ ایک جماعت اس کی باریکی اور پوشیدگی کی وجہ معلوم نہ کر سکی اس لئے اس کی تقلید کرنے میں سبقت کی اور دوسری جماعت نے اس کو موقت (حضرت آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے کے ساتھ مخصوص) جان کر اس کی تقلید اختیار نہیں کی

''وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ بِحَقِيْقَةِ الْحَالِ''

سوال ۔؟ کا حاصل یہ ہے کہ اس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ) کے اکابرین کی کتابوں میں درج ہے کہ ہماری نسبت خلیفہ اول امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے بخلاف باقی تمام طریقوں (قادریہ۔ چشتیہ۔ سہروردیہ) کے اگر کوئی مدعی یہ کہے کہ اکثر طریقے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتے ہیں اور (خود حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خلیفہ اول امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہیں لہٰذا دوسرے سلاسل کیوں خلیفہ اول امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ اول امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی نسبت رکھتے ہیں اور خلیفہ رابع حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی۔ اور ان دونوں نسبتوں کے اجتماع کے باوجود حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہر نسبت کے کمالات جدا ہیں اور وہ ایک دوسرے سے ممتاز ہیں ایک جماعت نے صدیقی نسبت کے واسطے سے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ''نسبت صدیقیہ'' اخذ کی اور وہ خلیفہ اول امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہو گئے اور دوسری جماعت نے مناسب امیری (خلیفہ رابع حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے باعث ''نسبت امیریہ (خلیفہ رابع حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)'' اخذ کی اور وہ خلیفہ رابع حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہوگئی یہ فقیر (حضرت غوث یزدانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) ایک تقریب کے سلسلے میں پرگنہ بنارس گیا ہوا تھا جہاں دریائے گنگا و دریائے جمنا کے پانی باہم ملتے ہیں اور اس اجتماع کے باوجود محسوس ہوتا ہے کہ گنگا کا پانی علیحدہ ہے اور جمنا کا علیحدہ اور ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ گویا دونوں کے درمیان کوئی ایسا برزخ حائل ہے کہ ایک کا پانی دوسرے کے ساتھ خلط ملط نہیں ہوتا ایک گروہ جو دریائے گنگا کے پانی کی طرف واقع ہے وہ اس مجتمع پانی کو پیتا ہے اور دوسری جماعت جو دریائے جمنا کی طرف رہتی ہے وہ دریائے جمنا کا پانی پیتی ہے۔

سوال ۔؟ اگر یہ کہیں کہ شیخ کبیر حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسالہ قدسیہ میں تحقیق کی ہے کہ خلیفہ رابع حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس طرح حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تربیت حاصل کی ہے اسی طرح خلیفہ اول امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی تربیت حاصل کی ہے لہٰذا خلیفہ رابع حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت عین خلیفہ اول امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت ہے۔ پھر ان دونوں میں کیوں فرق ہو۔

جواب ہم کہتے ہیں اتحاد نسبت کے باوجود محل ومقام کے تعدد کی خصوصیات اپنے حال پر ہیں کیونکہ ایک ہی پانی متعدد مقامات (سے گذرنے کے) باعث مختلف امتیازی کیفیت پیدا کر لیتا ہے اسی طرح یہ بات بھی جائز ہے کہ خصوصیت کی نظر سے

ہرایک طریقہ اس کی طرف منسوب ہو۔

مکتوب، ج، 2، Z، ن، 113

دوسری بات یہ ہے کہ اخوی حضرت میاں شیخ نور محمد نے آپ کی جانب سے ظاہر کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ہم کو دوسرے سلاسل کے مشائخ سے اجازتیں حاصل ہیں لہٰذا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی جانب سے بھی اجازت مل جائے (تو اچھا ہے) میر مخدوم ومکرم! طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں پیروی مریدی کا تعلق تعلیم وتعلم کے طریقے پو موقوف ہے نہ کہ کلاہ وشجرہ پر جیسا کہ دوسرے سلاسل میں متعارف ومروج ہے ان بزرگوں کا طریقہ (شیخ کامل کی) صحبت ہے اوران کی تربیت انعکاسی ہے اسی لئے ان کی ابتدا میں دوسروں کی انتہا درج ہے اور یہ راستہ قریب ترین راستہ ہے۔ ان بزرگوں کی نظر امراض قلبیہ کے لئے شفا ہے اور ان کی توجہ باطنی بیماریوں کو دفع کرتی ہے۔

مکتوبات شریف ج 2 ن 18

یہاں کی ایک گھڑی دوسروں کے یہاں تمام عمر رہنے سے بہتر ہے

حضرت میاں ابوالحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت غوث جہاں فرید عصر مخدوم ابوالقاسم نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شہرت سنی تو اپنے طبعی شوق کی بنا پر کشاں کشاں حضرت (حضرت غوث جہاں فرید عصر مخدوم ابوالقاسم نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں چلے آئے۔ اور تعجب کی بات یہ کہ تین، چار چلے تو درکنار ایک چلہ بھی پورا نہ کیا بلکہ زیادہ سے زیادہ چار پانچ روز حضرت (حضرت غوث جہاں فرید عصر مخدوم ابوالقاسم نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی صحبت میں رہے اور فائز المرام ہو کے اپنے گھر کی طرف واپس آ گئے اس مختصر سے عرصہ میں حضرت غوث جہاں فرید عصر مخدوم ابوالقاسم نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کو اجازت وخلافت سے سرفراز فرمادیا جب وہ اپنے گھر پہنچے تو وہاں کے لوگوں کو خلاف عادت آپ (حضرت میاں ابوالحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے اتنے جلد آنے پر بڑا تعجب ہوا اور لوگوں نے ان سے پوچھا کہ تمہارا طریقہ تو یہ ہے کہ کسی بھی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہو تو کم از کم ایک چلہ (چالیس دن۔ 40) تو ضرور ان کی صحبت کر کے آتے ہو لیکن اس دفعہ کیا بات ہے کہ تم نے ایک چلہ بھی وہاں پورا نہیں کیا! تمہارا دل وہاں نہیں لگا یا وہ جگہ تمہیں پسند نہ آئی اور تمہارے معیار کے مطابق نہیں تھی (حضرت میاں ابوالحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرمانے لگے، آہ! یہ تم کیا کہہ رہے ہو اتی جی ھک گھڑی بین جی جھار'' یعنی، ایک ایسی بارگاہ میں پہنچا تھا اور مجھے ایک ایسی صحبت نصیب ہوئی تھی جہاں کی ایک گھڑی دوسروں کے یہاں تمام عمر رہنے سے بہتر ہے۔'' یعنی وہ گوہر جس کی مجھے تلاش تھی اور جس کی طلب میں میں دربدر کی ٹھوکریں کھاتا تھا وہ مجھے الحمد للہ اس آستانہ (عالیہ نقشبندیہ مجددیہ) پر تین چار روز میں ہی مل گیا۔

سندھ کے صوفیاء نقشبند، ج، 1، ص، 567

"رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ" کی مختصر تفسیر

رجال:۔ خدا کی پاکی بیان کرنے والے اور نماز پڑھنے والے اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ مقام شہود میں انتہائی استغراق کی وجہ سے۔

لاَ تُلْھِیْھِمْ: مشغول نہیں کرتی اور اُن کو نہیں روکتی۔

تِجَارَۃٌ: سوداگری یعنی ایسے سامان کا خریدنا کہ جس میں نفع کی امید ہو۔

وَّلاَ بَیْعٌ:۔اور نہ اُنکا بیچنا یعنی لین دین اور خرید و فروخت اُن کو نہیں روکتی۔

عَنْ ذِکْرِاللّٰہِ: خدا کی یاد کرنے سے۔

وَاِقَامَ الصَّلٰوۃِ:۔اور نماز کے قائم کرنے سے۔

وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ:۔اور زکوٰۃ کے دینے سے اور محقق اس امر کے قائل ہیں کہ جب خرید و فروخت جو کہ دنیا کے بڑے کاروبار میں سے ہے جب اُن کو خدا کی یاد سے نہیں روک سکتی تو اور کام اور بھی نہیں روک سکتے صاحب کشف الاسرار نے نقل کیا ہے کہ اُن کا ظاہر تو مخلوق کیساتھ ہے اور اُن کا دل حق تعالیٰ کے اسماء و صفات کے شہود میں ہے اور دراصل ماوراء النہر کے صوفیاء باصفا کی روش ہے نقل ہے کہ ملک حسین ہرات کے بادشاہ نے حضرت قبلہ خواجہ قطب الاقطاب سیّد الواصلین امام الاولیاء والمتقین خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ (حضرت قبلہ خواجہ قطب الاقطاب سیّد الواصلین امام الاولیاء والمتقین خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) کے طریقہ میں ذکر جہر و خلوت (زور اور آہستہ سے) اور سماع (قوالی) ہوتی ہے یا نہیں (حضرت قبلہ خواجہ قطب الاقطاب سیّد الواصلین امام الاولیاء والمتقین خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) فرمایا کہ نہیں ہوتی پھر کہا کہ آپ (حضرت قبلہ خواجہ قطب الاقطاب سیّد الواصلین امام الاولیاء والمتقین خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) کے طریقہ کی بنیاد کس پر ہے (حضرت قبلہ خواجہ قطب الاقطاب سیّد الواصلین امام الاولیاء والمتقین خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) فرمایا کہ خلوت در انجمن (بظاہر مجلس میں بیٹھے ہوئے بھی خدا کی یاد میں مشغول رہنا ایک لحظہ بھی اُس بے نیاز سے غافل نہ ہونا) بظاہر خلق کیساتھ اور بباطن حق تعالیٰ کیساتھ۔

"بیت"

از درون شو آشنا و ز برون بیگانہ وش	این چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہان

اندر (باطن) سے واقف کار ہو جا (ظاہر) سے انجان بن جا ایسی عمدہ چال دنیا میں کم لوگوں کی ہوتی ہے وہ جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "رِجَالٌ لاَّ تُلْھِیْھِم تِجَارَۃٌ وَّلاَ بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ" اسی مقام کی طرف اشارہ ہے اور حضرت حقائق پناہی (حضرت قبلہ خواجہ قطب الاقطاب سیّد الواصلین امام الاولیاء والمتقین خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) نے اسی طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) کے بیان میں فرمایا ہے۔

رباعی

در رشتہ دولت اے برادر بکف آر	دین عمر گرامی بخسارت مگذار
دائم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ حال	میدار نہفتہ چشم دل جانب یار

اے جان برادر دولت کا سراقبضہ میں کرنے اس قیمتی زندگی کو ٹولے میں نہ صرف کر ہر جگہ ہر شخص کیساتھ ہر حال میں ہمیشہ سب سے بچا کر دل کی نظر یار (حق تعالیٰ) کی جانب رکھ۔

تفسیر حسینی، ج،2،ص 109

چلنے میں اور لیجانے میں بہت ہی بڑا فرق ہے

طریقۂ (عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ) میں خصوصیت کے ساتھ طالب کیلئے شیخ کی صحبت بہت ضروری ہے کہ اس کے بغیر اس راہ (عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ) میں کوشش کا پاؤں لنگ ہوجاتا ہے اور اپنی ریاضت یا مجاہدہ کام نہیں آتا۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے۔ جیسا کہ میں نے (حضرت ابوسعید فاروقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) شیخ و امام (میری جان و دل ان پر فدا ہو) کی صحبت میں بار ہا تجربہ کیا ہے وہ توجہ کی برکات میں سے ایک یہ بھی ہے۔ اس طریقے (عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ) میں جذبہ کو سلوک پر مقدم کرنے کی وجہ سے راستہ میں ایک طرح کی سہولت پیدا ہوگئی ہے کیونکہ چلنے میں اور لیجانے میں بہت ہی بڑا فرق ہے اور تمام سلوک کا خلاصہ کہ جس سے مراد دس مشہور مقامات کو طے کرنا ہے یعنی توبہ انابت زہد۔ ریاضت ورع (تقوی) قناعت۔ توکل تسلیم۔ صبر۔ اور رضا۔ یہ سب اسی کے ضمن میں طے ہوتے ہیں۔

ہدایت الطالبین، ص،35

پیر پٹھاں پر (40 دن کی) چلہ کشی اور نقشبندیوں کی ایک نظر برابر ہے

منقول ہے ایک شخص نے درگاہ حضرت پیر پٹھاں (رحمتہ اللہ علیہ) میں تصوّف کے کسی خاص مقام کے حصول کیلئے ایک چلہ کھینچا جب چالیسویں رات ہوئی تو تحصیل مراقبہ میں حضرت پیر پٹھاں رحمتہ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا کہ بابا نہ اس زمانہ میں لوگوں کی وہ محنت ہے اور نہ وہ طلب کرنے والے ہیں تم جس مقام کے طالب ہو وہ تمہیں بغیر محنت کے کیسے حاصل ہوسکتا ہے بیچارہ بد دل اور خوار ہوکر وہاں سے لوٹا اور حضرت شیخ المشائخ قدوۃ السالکین مخدوم ابوالقاسم نقشبندی مجدّدی رحمتہ اللہ علیہ کی شہرت سن کر آپ (حضرت شیخ المشائخ قدوۃ السالکین مخدوم ابوالقاسم نقشبندی مجدّدی رحمتہ اللہ علیہ) کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تھوڑے ہی دنوں میں تصوّف کے جس مقام کا وہ طالب تھا اس سے بلند تر مقامات پر فائز المرام ہوا ایک روز اس نے تنہائی میں حضرت شیخ المشائخ قدوۃ السالکین مخدوم ابوالقاسم نقشبندی مجدّدی رحمتہ اللہ علیہ سے درگاہ حضرت پیر پٹھاں رحمتہ اللہ علیہ پر چلہ کشی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضرت پیر پٹھاں رحمتہ اللہ علیہ نے تو ایسا فرمایا تھا اور میں آپ (حضرت شیخ المشائخ قدوۃ السالکین مخدوم ابوالقاسم نقشبندی مجدّدی رحمتہ اللہ علیہ) کی خدمت میں رہ کر چند دن میں اس مقام سے کہیں بالاتر گزر چکا ہوں آپ (حضرت شیخ المشائخ قدوۃ السالکین مخدوم ابوالقاسم نقشبندی مجدّدی رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا بیشک بابا پیر پٹھاں رحمتہ اللہ علیہ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ صحیح ہے جو کچھ بھی انسان کو حاصل ہوتا ہے محنت سے حاصل ہوتا ہے مگر یہاں (نقشبندیوں کے پاس) خدا کی رحمت کا بحر بیکراں جوش میں آیا ہوا ہے جو ہر خشک زمین کو سیراب کر رہا ہے حقیقت یہ ہے کہ وہب ایک دوسری چیز ہے اور کسب ایک اور چیز سبب خواہ درزی ہو یا کہ دھوبی اگر تم اس سے سوال کرو کہ تم ایک لاکھ روپیہ جمع کر سکتے ہو تو وہ بغیر تامل کے جواب دیگا کہ

میرے لئے یہ ناممکنات میں سے ہے لیکن وہ شخص جس کو بادشاہ وقت نے طلب کر کے اپنی مہربانی سے ایک ہی وقت میں دس روپیہ دے دیا ہوا گر اس سے بھی سوال کیا جائے تو وہ بھی جواب دے گا کہ اگر خون چاہئیے تو یہ ایک منٹ میں ممکن ہے۔ (تحفۃ الزائرین، ص، 366، 367) ۔

نقشبندیوں کو پہچاننا اور نقشبندیوں کی حقیقت

حضرت تاج المشان زبدۃ الواصلین مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا!

تو نقش نقشبنداں راچہ دانی　　تو شکل و پیکرِ جان راچہ دانی

گیاہِ سبز داند قدرِ باراں　　تو خشکی قدرِ باراں چہ دانی

ہنوز از کفر و ایمانت خبر نیست　　حقائقہائے ایمان راچہ دانی

(یعنی) تو حضراتِ نقشبندیہ کے بزرگوں (رحمۃ اللہ علیہم) اوران کے نقش یعنی کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے اور دوسروں کو کرانے کے متعلق کیا جانتا ہے تجھے ان کے متعلق کچھ خبر نہیں تو ان حضرات (نقشبندیوں رحمۃ اللہ علیہم) کی متشرع شکل وصورت اور تعلق باللہ کے بارے میں کیا جانتا ہے تجھے ان کے حالات کا پتہ نہیں اے بے خبر سبز گھاس تو خود کو سرسبز اور برقرار رکھنے کیلئے بارش کی قدر و قیمت جانتا ہے کہ وہ اس کی بقاء کیلئے کس قدر ضروری ہے مگر تو تو خشک گھاس کی مانند ہے جس کیلئے بارش کا برسنا یا نہ برسنا برابر ہے اسلئے تو بارش کی قدر و قیمت کیا جانے اے غافل تو اب تک کفر وایمان کی حقیقت سے بے خبر ہے اسلئے ایمان کی حقیقتوں کے بارے میں تو کیا جانے اگر تو کفر کے تباہ کن حالات اور ایمان کی دولت سے ملنے والی نعمتوں سے آگاہ ہوتا تو حضرات نقشبندیہ (رحمۃ اللہ علیہم) کی خدمت میں رہ کر کتاب (قرآن مجید) وسنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کر کے اور بدعات وکفر سے بچ کر اپنا ایمان بچالیتا۔

حضرت شیخ العرفاء نورالدین عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

قدر گل دل بادہ پرستان جانند　　نہ خود منشا ں و تنگدستان دانند

از نقش تواں بسوئے بے نقش شدن　　کیں نقش غریب نقشبنداں دانند

گل یعنی عشق اللہ کی قدر و قیمت بادہ پرستان یعنی عاشق جانتے ہیں نہ کہ خود بیں ومفلس لوگ اس کو جانتے ہیں نقش (ماسوا) سے بے نقش یعنی باری تعالیٰ کی طرف ہو سکنے کو اور اس کے نقش (طریقے) کو غریب نقشبند لوگ جانتے ہیں اس ذرہ بے مقدار کو کیا طاقت وہمت کہ اس بلند طریقۂ عالیہ نقشبندیہ کی تعریف کی چھت پر پرواز کرے یا اسکی خوبیوں کے مجموعہ کے فضائل وکمالات کے بارے میں لب کشائی کرے یعنی بات کرے لیکن اسقدر جانتا ہے کہ اس خاندان کے عزیزوں کی خاک اور نبوت ﷺ کی طینت کے کمالات کا پرورش کیا ہوا ہے ہر کمال جو اس سے ظاہر ہوتا ہے ان کمالات کا نمونہ و پرتو ہے جو کہ بہت زیادہ محبت اور پیروی

رسول ﷺ کے سبب سے ان کے باطن پہ تجلی کرتی اور پرتو ڈالتی ہے حضرت سلطان المشائخ خواجہ سیدی بہاؤالدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہمارے طریقہ سے منہ کا پھیر لینا دین کیلئے خطرہ کا سبب ہے مزید یہی وجہ ہے کہ عقلمندوں کی ایک جماعت نے حضرت شیخ المشائخ مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ طریقہ مجددیہ اختیار کرنے میں دوسرے مشائخ کے طریقوں (عالیہ قادریہ۔۔عالیہ چشتیہ۔۔عالیہ سہروردیہ وغیرہ) سے کونسی فضیلت ہے آپ (حضرت شیخ المشائخ مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ یہ طریقہ مجددیہ ہے جس کو میں نے کتاب وسنت پر عمل کے مطابق پایا ہے اسلئے کہ یہ سبقت قطعی ہے یہ کہ ہر چیز جو کہ قطعی پر منطبق (موافق و برابر) ہے وہ بھی قطعی ہے مزید اسی سبب سے فرمایا کہ ہماری نسبت قرون اولی (یعنی اوّل زمانہ) کے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے مثل ومشابہ ہے اس راستہ میں بالکل تبدیلی نہیں ہوئی ہے اگر قطرہ ہے تو وہ بھی اسی چشمہ سے ہے اور اگر ایک گھونٹ پیئے تو وہ بھی اسی شراب خانہ (معرفت الہی) سے ہے۔

مزید یہی سبب ہے کہ حضرت عالی امام ربانی شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارا طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) قیامت کے واقع ہونے تک ہوگا بشرطیکہ اس میں کسی (غیر شرعی) چیز کی ملاوٹ نہ ہو الحمدللہ اس زمانہ تک یہ بلند طریقہ عالیہ نقشبندیہ جیسا کہ چاہیئے بدعت کے تمام طریقوں سے اب تک محفوظ ہے اور ان عزیزوں (بزرگوں رحمۃ اللہ علیہم) کی برکت سے انشاء اللہ قیامت تک محفوظ رہے گا جیسا کہ میرے حضرت شیخ المشائخ مخدوم مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ حضرات خواجگان رحمۃ اللہ علیہم کے گروہ کے ذکر کے بعد نفحات میں فرماتے ہیں کہ حضرات خواجگان رحمۃ اللہ علیہم کے خاندان کے بعض احوال واقوال اور ان کے روشن طریقہ کے بیان کے ذکر سے خصوصاً حضرت سلطان المشائخ خواجہ سیدی بہاءالدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب رحمۃ اللہ علیہم کی خدمت سے معلوم ہوا کہ ان کا طریقہ اہل سنت و جماعت کے اعتقاد شریعت کے احکام کی اطاعت اور سید المرسلین ﷺ کی سنتوں کی پیروی اور دوام عبودیت (ہمیشہ کی بندگی) کہ جس سے مراد دوام آگاہی (ذکر) غیر اللہ کے وجود کے شعور کی مزاحمت کے بغیر اللہ تعالی کی جناب میں ہے پر منحصر ہے بس ایک گروہ جوان بزرگ صوفیاء نقشبند (رحمۃ اللہ علیہم) کا انکار کرتا ہے اس سبب سے ہوسکتا ہے کہ ان کے ظاہر و باطن کو ہوس اور بدعت کی گمراہی نے پکڑ لیا ہے اور ان کی بصیرت کی آنکھ کو حسد و تعصب نے اندھا کر دیا ہو اس لئے ناچار وہ لوگ ان بزرگوں (رحمۃ اللہ علیہم) کی ہدایت کے انوار اور ولایت کے آثار نہ دیکھتے ہوں اور اپنے اس نابینا ہونے یعنی نہ دیکھنے کے سبب ان آثار و انوار کو جو کہ مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے ہیں کا دیدہ و دانستہ انکار کرتے ہیں افسوس صد افسوس۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار انند ۔۔۔ کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را

از دل سالک رہ جاذبہ صحبت شاں ۔۔۔ می بردو ،وسوسہ خلوت و فکر چلہ را

قاصرے گر کند ایں طائفہ را طعن و قصور ۔۔۔ حاش للہ کہ برآرم بزباں ایں گلہ را

ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند　　روبہ از حیلہ چسا بگسلد ایں سلسلہ را

تشریح: نقشبندی بزرگ (رحمۃ اللہ علیہم) عجیب قافلہ سالار ہیں کہ جو طریقت کے مسافروں کے قافلہ کو حرم کعبہ یعنی ہدایت و کامرانی تک پوشیدہ راستہ سے لے جاتے ہیں راستہ کے سالک یعنی مرید کے دل سے اپنی صحبت کے جذبہ یعنی کشش کے ذریعہ وسوسہ خلوت یعنی گوشہ نشینی اور فکر چلہ یعنی چلہ کشی سے باہر لے جاتے ہیں یعنی ان کی ضرورت نہیں رہتی ہے مقصود سوائے بغیر گوشہ نشینی اور چلہ کشی کے ان کی صحبت سے حاصل ہو جاتا ہے وہ کوتاہ فہم جو اس گروہ کے اولیاء اللہ پر قصور یعنی کمی کے بارے میں ملامت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ اگر میں ایسا گلہ شکوہ زبان پر لاؤں ان کے طعنے قابل التفات اور زبان پر لانے کے قابل نہیں جہان کے تمام شیر یعنی خواجگان نقشبند رحمۃ اللہ علیہم اس سلسلہ سے بندھے ہوئے ہیں لومڑی اپنے رکیک حیلوں سے اس سلسلہ (عالیہ نقشبندیہ) کو درہم برہم نہیں کر سکتی اور کتاب اللہ و سنت رسول ﷺ کے صحیح راستے سے نہیں ہٹا سکتی۔

معمولات مظہریہ، ص، 321، 325

جو طریقہ زیادہ قریب ہوگا وہ سنت کا اتباع کریگا

حضرت شیخ المشائخ فرید عصر شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں دو چیزیں اختیار کرتے ہیں ایک اتباع سنت ﷺ دوسرے قلب کی جانب توجہ جیسا کہ اصحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا طریقہ تھا اور اصحاب عظام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) تمام اولیاء رحمۃ اللہ علیہم امت سے افضل اور کمالات میں قابل سند ہیں کیونکہ ان کے کمالات اصل کی حیثیت رکھتے ہیں اور کمالات اولیائے رحمۃ اللہ علیہم فروع اور ان کا عکس ہیں پس جس طریقہ میں اصحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اطوار اور ڈھنگ پائے جائیں وہی دوسرے طریقوں سے افضل ہوگا۔

درمعارف، ص، 22

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی عظمت

- حضرت شیخ المشائخ فرید عصر شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا قدماء کا طریقہ ریاضت و مجاہدات تھا لیکن خواجوں کے خواجہ پیروں کے پیر زخمی دلوں کیلئے مرہم خاص حضرت شیخ المشائخ خواجہ سیدی بہاؤالدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کر کے راہ کو آسان بنا دیا جو جب ایں آیۃ کریمہ۔

"یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہارے حق میں آسانی چاہتے ہیں اور یہ نہیں چاہتے کہ تم دشواریوں میں مبتلا ہو۔

محنت، ریاضتوں سے منع کر کے ہم کم ہمت لوگوں پر بہت بڑا احسان فرمایا اور اس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ) میں بغیر محنت کے صرف اکابر (رحمۃ اللہ علیہم) کی توجہات سے فیض حاصل ہوتا ہے اور سالک ہر مقام سے بہرہ ور ہوتا ہے سبحان اللہ خواجۂ خواجگان رحمۃ اللہ علیہم کی شان بھی عجیب ہے کہ زبان اس کے بیان قاصر ہے۔

نقشبند کا لقب اور اس کی حقیقت

حضرت شیخ المشائخ سلطان العارفین خواجہ بہاء الدین شاہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کی جانب نقشبند کا لقب غیب و آسمانی تھا اور سلسلہ سے منسوب بعض بزرگوں (رحمتہ اللہ علیہم) نے اس کی دو وجوہ بیان فرمائی ہیں ایک یہ کہ آپ (حضرت شیخ المشائخ سلطان العارفین خواجہ بہاء الدین شاہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ) جب کسی طالب کو ذکر قلبی کی تعلیم فرماتے تو اُس کے قلب پر اللہ کا نقش بٹھا دیتے تھے اور یہ اس درجہ قوی ہوتا کہ عوارض قلیلہ سے زائل نہ ہوتا آپ (حضرت شیخ المشائخ سلطان العارفین خواجہ بہاء الدین شاہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ) یہ اپنے بعد اپنے خلفاء کبار کے سپرد فرما گئے۔ یہاں تک کہ آج تک کیلئے یہ اس سلسلہ کا معمول بن گیا دوسری وجہ بزرگوں (رحمتہ اللہ علیہم) نے یہ بیان فرمائی کہ آپ (حضرت شیخ المشائخ سلطان العارفین خواجہ بہاء الدین شاہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ) ابتداء ہی میں ہر مرید رشید کے قلب کے آئینہ پر اپنے کامل تصرف اور مکمل توجہ سے نقوش کونیہ کی راہ بند فرما دیا کرتے تھے اور اس طرح صورتوں کا نقش ذکر قلبی میں مخل نہ ہوا کرتا تھا۔

نقش بند است کہ از یک نظرش تادم حشر در مرایائے خواطر نہ فتد نقش صور

آپ (حضرت شیخ المشائخ سلطان العارفین خواجہ بہاء الدین شاہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ) نقشبند ہیں کہ آپ (حضرت شیخ المشائخ سلطان العارفین خواجہ بہاء الدین شاہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ) کی ایک نظر کی برکت سے دلوں کے آئینہ میں تادم حشر صورتوں کا نقش نہ پڑا کرتا تھا۔

(نسیمات القدس، ص، 31، 32)

طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی فضیلت اور القاب

یہ طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) حضرت امیر المومنین سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی طرف منسوب ہے مختلف زمانوں میں اس کے مختلف القاب رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت امیر المومنین سیدُنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت شیخ المشائخ شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ تک اِسے صدّیقیہ کہتے تھے اور حضرت شیخ المشائخ شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت شیخ المشائخ خواجہ جگان عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ تک طیفوریہ اور حضرت شیخ المشائخ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت شیخ المشائخ خواجہ سیدی بہاء الدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ تک خواجگانیہ کہلاتا تھا اور حضرت شیخ المشائخ خواجہ سیدی بہاء الدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت عالی امام ربانی مقبول یزدانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تک نقشبندیہ کے نام سے موسوم تھا۔ اور حضرت امام ربانی مقبول یزدانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے سے نقشبندیہ مجدّدیہ۔ کہلاتا ہے انسان پر لازم ہے کہ اپنے آقا و مولا کریم جلّ جلالہٗ کے اوامر کو بجالائے اور نواہی سے باز رہے اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایک اخلاص کا حکم دیا۔ جیسے حدیث

جبریل علیہ السلام میں احسان سے تعبیر کیا گیا ہے یہ دوام عبودیت یا دوام آگاہی فناء ومحبت ذاتیہ کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی اسلئے صوفیاء کرام نے فناء ومحبت ذاتیہ کی تحصیل کے لئے مختلف طریقے بیان کئے ہیں جن میں طریقۂ (عالیہ) نقشبندیہ امتیازی حیثیت رکھتا ہے اس طریقۂ عالیہ (نقشبندیہ) کا مدار متابعت سنت ﷺ کے التزام اور بدعت سے اجتناب پر ہے اوراد واذکار بھی اگر ہیں تو وہی جو ماثورہ ہیں حضور سیّد المرسلین ﷺ نوع بشر بلکہ ملائکہ سے بھی اکمل الاکملین ہیں ظاہر و باطن اور صفات جبلی وکسبی میں اور علم واعتقاد وعمل وعبادات اور عادات ومعاملات میں جو شخص حضور سیّد المرسلین ﷺ سے جس قدر زیادہ مشابہت پیدا کرے اُسے اُسی قدر کامل جاننا چاہئے اور جو شخص مشابہت میں ان اشیاء میں سے کسی چیز میں قاصر ہوا سے اُسی قدر ناقص جاننا چاہئے کمال اتباع سنت جو حضرات نقشبندیہ (رحمۃ اللہ علیہم) نے اختیار کیا ہے اُس کے سبب سے وہ دوسروں پر سبقت لے گئے ہیں اور کمال متابعت کی وجہ سے یہی کمال مشابہت اُن کی افضلیت کی دلیل ہے وہ عمل پر عزیمت کو حتی المقدور ہاتھ سے نہیں دیتے اور رخصت پر عمل تجویز نہیں کرتے اور احوال ومواجید کو احکام شریعہ کے تابع رکھتے ہیں اور اذواق ومعارف کو علوم دینیہ کا خادم سمجھ کر جواہر نفیسہ شرعیہ کے عوض میں وجد وحال کے جوز ومویز کو نہیں لیتے اور صوفیہ کے ترہات پر مغرور نہیں ہوتے اسی واسطے اُن کا وقت وحال۔ دوام واستمرار پر ہے نقش ماسوا ان کے دل سے اس طرح محو ہو جاتا ہے کہ اگر ہزار سال ماسوا کے حاضر کرنے میں تکلف کریں تو حاضر نہ ہوسکے وہ تجلی جو دوسروں کیلئے مثل برق کے ہے ان بزرگوں (نقشبندیوں رحمۃ اللہ علیہم) کیلئے دائمی ہے وہ حضور جس کے پیچھے غیبت ہوان کے نزدیک اعتبار سے ساقط ہے "رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ" ان کی صفت ہے۔

حضرت شیخ المشائخ خواجہ سیدی بہاء الدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہ رب العزت میں۔ دعا کی تھی کہ الٰہی مجھے ایسا طریقہ عطا ہو جو اقرب طرق اور البتہ موصل ہو اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ المشائخ خواجہ سیدی بہاالدین شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی دعا قبول فرمائی اور ان کو سلوک پر جذبہ کی تقدیم کا الہام ہوا دوسرے طریقوں میں سلوک کو جذبہ پر مقدم کرتے ہیں یعنی پیر اپنے مرید کو پہلے ریاضات (اربعین و بیداری وگرسنگی وغیرہ) کا حکم دیتا ہے اور ان ریاضتوں سے مرید کے عناصر ونفس کو مصفا کرتا ہے جب مرید اپنے نفس وعناصر کی طہارت اپنے سے باہر عالم مثال میں دیکھتا ہے مثلاً ستارے یا ہلال یا ماہ۔ ناقص یا بدر کامل یا آفتاب تو اس وقت شیخ اُس مرید کو فنا۔ وتصفیہ نفس وعناصر کی بشارت دیتا ہے اسے سلوک کہتے ہیں اور سیر کو سیر آفاقی کہتے ہیں کیونکہ طالب اپنے سے خارج عالم مثال میں جو منجملہ آفاق ہے اپنا احوال وانوار دیکھتا ہے اس کے بعد شیخ محض اپنی توجہ سے مرید کے لطائف عالم امر (قلب۔۔ روح۔۔ سر۔۔ خفی۔۔ اخفی) کے تزکیہ میں مشغول ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ فناء و بقاء حاصل کر لیتا ہے اسے جذبہ کہتے ہیں اور اس سیر کو سیر انفسی کہتے ہیں کیونکہ اس سیر میں طالب جو کچھ (استتارت وترقی وصول باصل وفناء) دیکھتا ہے اپنے اندر دیکھتا ہے بناء برتوجیہ حضرت شیخ المشائخ غوث یزادنی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس سیر کو سیر انفسی اس واسطے کہتے ہیں کہ انفس اسماء وصفات باری تعالیٰ کے ظلال وعکوس کے آئینے ہو جاتے ہیں نہ یہ کہ سالک کی سیر سیر

انفس میں ہوتی ہے یہاں حقیقت میں ظلال اسماء کی سیر ہے انفس کے آئینوں میں طریقۂ (عالیہ) نقشبندیہ میں جذبہ کو سلوک پر مقدم کرتے ہیں اور ابتداء لطائف عالم امر (قلب۔۔روح۔۔سر۔۔خفی۔۔اخفی) سے کرتے ہیں سلوک جذبہ کے ضمن میں اور سیر آفاقی سیر انفسی کے ضمن میں طئے ہو جاتی ہے حضرت شیخ المشائخ غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس کی توضیح وتشریح یوں فرماتے ہیں کہ سلوک اور جذبہ وتصفیہ سے مقصود نفس کا اخلاقی رذیلہ اور اوصاف رذائلہ سے پاک کرنا ہے انفس کی گرفتاری اور مرادات نفس کا حصول سب سے بڑی برائی ہے آفاق کی گرفتاری انفس کی گرفتاری کے سبب سے ہے کیونکہ جس چیز کو کوئی شخص دوست رکھتا ہے اپنی دوستی کے سبب سے دوست رکھتا ہے مثلاً اگر فرزند و مال کو دوست رکھتا ہے تو اپنے فائدے کے لئے دوست رکھتا ہے چونکہ سیر انفسی میں محبت خدا تعالیٰ کے غلبہ کے سبب سے اپنی دوستی زائل ہو جاتی ہے اس لئے اس کے ضمن میں فرزند و مال کی دوستی بھی زائل ہو جاتی ہے پس ثابت ہوا کہ اپنی ذات کی گرفتاری کے دور ہو جانے سے دوسروں کی گرفتاری بھی دور ہو جاتی ہے اس طرح سیر انفسی کے ضمن میں سیر آفاقی بھی قطع ہو جاتی ہے اس صورت میں سیر انفسی اور سیر آفاقی کے معنی بھی بلا تکلف درست رہتے ہیں کیونکہ حقیقت میں سیر انفسی میں بھی ہے۔ اور آفاق میں بھی انفس کے تعلقات کا قطع بتدریج انفس میں سیر ہے۔ اور آفاق کے تعلقات کا قطع جو سیر انفسی کے ضمن میں ہوتا ہے آفاق میں سیر ہے دیگر مشائخ (رحمتہ اللہ علیہم) نے جو ان دونوں کے معنی بیان کئے ہیں ان میں تکلف ہے پس طریقۂ (عالیہ) نقشبندیہ میں راہ اقرب ہوا اسی واسطے کہا گیا ہے کہ دوسروں کی نہایت ان بزرگوں (رحمتہ اللہ علیہم) کی بدایت مندرج ہے واضح رہے کہ سیر انفسی و سیر آفاقی دونوں ولایت کے رکن ہیں شہود انفسی کو کمال بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اپنے سے باہر شہود یافت نہیں مگر حضرت شیخ المشائخ غوث یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مطلوب جو بیچون وبچگون ہے آفاق وانفس سے باہر ہے آفاق وانفس کے آئینوں میں اس کی ذات اور اسماء و صفات کی گنجائش نہیں ان میں جو ظاہر ہوتا ہے وہ ظلال اسماء وصفات ہے بلکہ اسماء وصفات کی ظلیت بھی ان دونوں سے باہر ہے چونکہ آفاق وانفس وسلوک وجذب سے باہر ولایت اولیاء کا گزر نہیں اس لئے اکابر نقشبندیہ (رحمتہ اللہ علیہم) نے بھی آفاق وانفس اور سلوک وجذب۔ سے باہر کی خبر نہیں دی ہے اور کمالات ولایت کے مطابق فرمادیا ہے کہ اہل اللہ فناء وبقاء کے بعد جو کچھ دیکھتے ہیں اپنے میں دیکھتے ہیں اور ان کی حیرت اپنے وجود میں ہے "وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ" مگر الحمد للہ کہ ان بزرگوں (رحمتہ اللہ علیہم) نے اگرچہ انفس سے باہر کی خبر نہیں دی مگر وہ گرفتار انفس بھی نہیں وہ انفس کو بھی آفاق کی طرح "لا" کے تحت میں لاکر اُس کی نفی کرتے ہیں چنانچہ حضرت شیخ المشائخ خواجہ سیدی بہاء الحق بزرگ رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ جو کچھ دیکھا گیا اور جو کچھ سنا گیا اور جانا گیا وہ سب غیر ہے حقیقت کلمہ "لا" سے اُس کی نفی کرنی چاہئے۔

نقشبند ند و لے بند بہر نقش نیند ہر دم از بوالعجبی نقش دگر پیش آرند
نقشبند ا نے ولیک از نقش پاک نقش ماہم گرچہ پاک از لوح خاک

نقشبند کہلاتے ہیں مگر کسی نقش میں بند نہیں ہیں اپنے کمال اور بوالعجبی سے ہر ساعت نہایت عمدہ نقش پیش کرتے ہیں نقشبند کہلاتے ہیں لیکن ہر نقش سے پاک ہیں اگرچہ ہمارا نقش بھی لوح خاک سے پاک ہے۔

طریقہ (عالیہ) نقشبندیہ کے اقرب ہونے کی ایک اور وجہ بھی ہے وہ یہ ہے کہ حضرات نقشبندیہ (رحمۃ اللہ علیہم) کا وسیلہ حضور سرور انبیاء ﷺ کی جناب میں حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہیں ظاہر ہے کہ وسیلہ جس قدر زیادہ قوی ہو گا راہ وصول اقرب ہو گا اور قطع منازل بہت جلدی ہو جائیگا وہ جو اس سلسلہ عالیہ (نقشبندیہ) کے اکابر کی عبارت میں واقع ہے کہ ہماری نسبت سب نسبتوں سے بلند و بالا ہے بالکل درست ہے کیونکہ اُن کی نسبت (یعنی دوام حضور یا دوام آگاہی) حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی نسبت ہے جو پیغمبروں علیہم السلام کے بعد افضل البشر ہیں اور حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی آگاہی یقیناً سب آگاہیوں سے ارفع و اعلیٰ ہے یہ طریق (عالیہ نقشبندیہ) البتہ موصل ہے عدم وصول کا احتمال یہاں نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ اس راہ کا پہلا قدم جذبہ ہے جو وصول کی دہلیز ہے سالک کے وصول کا مانع یا جذب محض ہے جس میں سلوک نہیں یا سلوک محض بغیر جذبہ کے یہ دونوں مانع نہیں پائے جاتے کیونکہ اس طریق (عالیہ نقشبندیہ) میں نہ سلوک خاص ہے نہ جذب محض بلکہ جذبہ ہے متضمن سلوک لہٰذا اس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ) میں وصول کا سد راہ سوائے طالب کی سستی کے اور کوئی چیز نہیں طالب صادق اگر پیر کامل کی صحبت میں رہے اور شرائط طلب جو اکابر (بزرگوں رحمتہ اللہ علیہم) سلسلہ نے قرار دی ہیں بجالائے تو امید ہے کہ البتہ واصل ہوگا اگر پیر ناقص سے کسی کا پالا پڑ جائے تو چونکہ وہ خود واصل نہیں دوسرے کو کیسے واصل بنا سکتا ہے اس صورت میں طریق (عالیہ نقشبندیہ) کا کیا قصور ہے۔

حضرت قبلہ درویشاں زبدۃ الواصلین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سلسلۂ عالیہ (نقشبندیہ) کی تاریخ میں ایک نیا دور پیدا کر دیا ہے ولایت کبریٰ کے اوپر کے تمام مقامات آپ (حضرت قبلہ درویشاں زبدۃ الواصلین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہی پر منکشف ہوئے ہیں اور آپ (حضرت قبلہ درویشاں زبدۃ الواصلین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے علوم و معارف جدیدہ پر شریعت کی مہر تصدیق ہے چنانچہ آپ (حضرت قبلہ درویشاں زبدۃ الواصلین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) مکتوب ۲۶۰ جلد اوّل میں اپنا طریق (عالیہ نقشبندیہ) بیان کر کے یوں رقم طراز ہیں۔

''یہ ہے بیان اس طریق (عالیہ نقشبندیہ) کا بدایت سے نہایت تک جس کے ساتھ حق سبحانہ تعالیٰ نے اس حقیر (حضرت قبلہ درویشاں زبدۃ الواصلین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو ممتاز فرمایا اس طریق کی بنیاد نسبت نقشبندیہ ہے جو متضمن اندراج نہایت در بدایت ہے اس بنیاد پر عمارتیں اور محل بنائے گئے اگر یہ بنیاد نہ ہوتی تو معاملہ یہاں تک نہ بڑھتا بخارا اور سمرقند سے بیج زمین ہند میں جس کا مایہ خاک یثرب و بطحا (ﷺ) سے ہے بویا گیا اور اس کو سالوں آب فضل سے سیراب رکھا گیا اور تربیت احسان سے پرورش کیا گیا جب وہ کھیتی کمال کو پہنچی تو یہ علوم و معارف کا پھل لائی''۔

ایک اور مکتوب (مکتوب ۲۸۱ جلد اوّل) میں آپ (حضرت زبدۃ الواصلین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) یوں ارشاد

فرماتے ہیں ۔"اس طریق (عالیہ نقشبندیہ) میں ایک قدم رکھنا دوسرے طریقوں (عالیہ قادریہ عالیہ چشتیہ عالیہ سہروردیہ وغیرہ) کے سات قدموں سے بہتر ہے وہ راستہ جو بطریق تبعیت و وراثت کمالات نبوت کی طرف کھلتا ہے اس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ) سے مخصوص ہے دوسرے طریقوں (عالیہ قادریہ عالیہ چشتیہ عالیہ سہروردیہ وغیرہ) کی نہایت کمالات ولایت کی نہایت تک ہے وہاں سے کمالات نبوت کی طرف کوئی راستہ کھلا نہیں"۔

تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص، 488، 492

جس نقشبندی کے پاس تو بیٹھا اور تیری دلجمعی نہ ہو تو اس نقشبندی سے بھاگو

حضرت شیخ المشائخ قطب عالم خواجہ علی عزیزاں رامیتی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا!

با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت
وزتو نرمید زحمت آب و گلت
زنہا ز صحبتش گریزاں می باش
ورنہ نکند روح عزیز ان بحلت

جس شخص کے پاس تو بیٹھا اور تیری دلجمعی نہ ہوئی اور تیری آب وگل کی کدورت تجھ سے دور نہ ہوئی اگر تو اُس کی صحبت سے بیزار نہ ہوگا تو عزیزاں کی روح تجھے کبھی معاف نہ کرے گی۔

زآفات زماں دل تنگ زارم
مدد کن یا مجدد الف ثانی (قدس اللہ سرہٗ)

آداب سالکین، ص، 33

نقشبندیہ طریقہ عروۃ الوثقیٰ ہے

حضرت عندلیب گلشن راز خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہمارا طریقہ عروۃ الوثقیٰ ہے تاجدار مدینہ ﷺ کی کوئی سنت ایسی نہیں ہے جس پر ہمارا عمل نہ ہو اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا کوئی طریقہ ایسا نہیں ہے جس کی ہم پیروی نہ کریں جو شخص ہمارے طریقہ سے روگردانی کرتا ہے اس کے ایمان کے تلف ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اور آپ (حضرت عندلیب گلشن راز خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں۔ حضرات مشائخ نقشبندیہ (رحمتہ اللہ علیہم) کا مقولہ ہے کہ سلوک کے راستہ میں ابتداء میں قبولیت اور آخر میں یافت ہوتی ہے قبولیت ① یعنی مرید مشائخ کی نظروں میں مقبول ہو جائے ② قبولیت سے یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اصحاب حقیقت کی معرفت مرید کے دل میں پیدا ہو جائے یافت یعنی حق تعالیٰ جل جلالہ کا وصال حاصل ہو جائے۔ (یعنی معرفت)

حیات باقی باللہ، ص، 12

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی فضیلت مثالی طریقے سے

یافت اور ذائقہ یافت کی تمثیل (مثال) یہ ہے کہ جیسے کسی کے ہاتھ میں لیموں ہے اور وہ کاٹ کر چکھتا بھی رہا ہے تو جس کے ہاتھ

میں لیموں ہے اس کو لیموں کی یافت حاصل ہے اور ذائقہ لیموں بھی میسر ہے اور جو کھڑا دیکھ رہا ہے لیموں کے کاٹنے سے اس کے منہ میں پانی آ رہا ہے تو اس کو یافت نصیب نہیں لیکن ذائقہ کی یافت ضرور نصیب ہے اس میں طالب مبتدی وہ ہے جس کو صرف دور سے اثر ذائقہ سے منہ میں پانی آ رہا ہے اور متوسط وہ ہے کہ جس کے ہاتھ میں لیموں ہے اور لیموں کا ذائقہ چکھتا بھی رہا ہے اور منتہی وہ ہے جو ذات بے چون و بے چگون کے دریائے معرفت و حیرت میں حیران ہے اور اس کو مثل زنان مصر حضرت یوسف علیہ السلام کے دیدار میں نہ ہاتھ کی خبر ہے نہ لیموں کی نہ چھری کی نہ زخم کی اور نہ درد کی اسی طرح قرب ذات حق میں نہ یافت کی خبر ہے نہ ذائقہ یافت کی یہی خاصہ نسبت نقشبندیہ مجددیہ رحمتہ اللہ علیہ کا ہے یہ مثال قرب رب (عزوجل) کے معاملہ میں بے مثالی کی مانند ہے اور معاملات عقل و دانش سے وراء ہے۔

مکتوب، ن، 43 حاشیہ پر (ہدایت علی)

چار نہریں عالیہ نقشبندیہ۔ عالیہ قادریہ۔ عالیہ چشتیہ۔ عالیہ سہروردیہ

حضرت شیخ المشائخ فرید عصر شاہ غلام علی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اسرار الٰہیہ کی چار نہریں (عالیہ نقشبندیہ۔۔ عالیہ قادریہ۔۔ عالیہ چشتیہ۔۔ عالیہ سہروردیہ) دو نہریں نقشبندی ایک قادری نصف چشتی اور نصف سہروردی ہیں۔

درالمعارف، ص، 270

نقشبندیو ہوشیار لحہ بہ لحہ

حضرت خواجہ سلطان طریقت سیدی کعبہ صفا بزرگ بہاؤ الدین رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ دل کی نگرانی کا لحاظ ہر حالت میں رکھے کھانے پینے کہنے سننے چلنے پھرنے خرید و فروخت عبادت کرنے نماز پڑھنے قرآن شریف پڑھنے کتابت کرنے سبق پڑھنے ۔وعظ کرنے غرضیکہ پلک جھپکنے میں بھی خدائے وحدہٗ لاشریک سے غافل نہ رہے تاکہ مقصود حاصل ہو۔

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی — شاید کہ نگاہ کند آگاہ نباشی

یعنی ایک پلک جھپکنے کی مقدار بھی اس دوست سے غافل نہ ہو شاید وہ نظر لطف کرے اور تجھ کو خبر نہ ہو۔

سیرت مجدد الف ثانی، Z، 123

تمام کمالات نقشبندیوں کے حوالے کردیے

حضرت عالی امام ربانی مقبول یزادنی الشیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ اپنے والد محترم الشیخ (وحید دوران شیخ العرفاء عبدالاحد رحمتہ اللہ علیہ) کی زبانی بیان فرماتے ہیں کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس دائرہ (سلوک و احسان) کا مرکز اور اس بادیہ کی شاہراہ اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے حوالے کر دی گئی ہے اور اس کی نسبت کو تمام نسبتوں سے اُوپر بتایا کرتے تھے اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ: چند ہم نے اس طریقۂ عالیہ (نقشبندیہ) کے اکابر کے رسائل سے ان کے طور طریقے اور ان کے اسرار معلوم کیے لیکن ہمیشہ یہ

خواہش رہی کہ اللہ پاک اس سلسلے کے راہنما اور کارشناسا کو ہمارے شہر میں پہنچا دے یا ہم ہی اُس کے شہر میں پہنچ جائیں تا کہ اس کی صحبت کی برکتوں سے ہم اقتباس انوار (حاصل) کر سکیں۔

زبدۃ المقامات، ص، 174

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو چھوڑ کر دوسرے سلسلہ میں مرید ہونا

ایک دن مشائخ نقشبندیہ رحمتہ اللہ علیہم کی غیرت کی نسبت گفتگو ہو رہی تھی کہ اس اثناء میں اس بات کا بھی ذکر درمیان میں آیا کہ اُن لوگوں کا کیا حال ہوگا جنھوں نے اپنے آپ کو ان بزرگواروں (نقشبندیوں) رحمتہ اللہ علیہم کی جماعت میں داخل کیا ہے (یعنی مرید ہوئے) یا اُن کے ضمن میں اپنے آپ کو لائے اور انہوں نے (یعنی صوفیاء نقشبندؒ نے) قبول فرمایا اور پھر بلا وجہ و بے سبب ان بزرگواروں رحمتہ اللہ علیہم (نقشبندیوں) سے تعلق کاٹ لیا اور ظن وگمان سے دوسرے کے دامن کو جا پکڑا ہے اس ضمن میں آپ کا اور قاضی سنام کا بھی ذکر ہوا تھا یہ بات ٹھیک معلوم نہیں شاید ایک لحہ تک ہوتی رہی ہوگی اور وہ بھی خاص موقع پر مبنی تھی بعد ازاں خدا نہ کرے کہ فقیر (حضرت تاج الاولیاء شیخ العرفاء مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) نے کسی مسلمان کو تکلیف دینے کا ارادہ کیا ہو یا دل میں کینہ چھپا رکھا ہو اپنی خاطر شریف کو اس بات سے جمع رکھیں آپ کو معلوم ہوگا کہ ہمارا طریقہ (نقشبندیہ مجددیہ) دعوت اسماء کا طریق نہیں ہے اس طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) کے بزرگواروں رحمتہ اللہ علیہم نے ان اسماء کے مسمّیٰ میں فنا ہونا اختیار کیا ہے اور ابتداء ہی سے ان کی توجہ شریف احدیت صرف کی طرف ہے اور اسم وصفت سے سوائے ذات کے اور کچھ نہیں چاہتے یہی وجہ ہے کہ اوروں کی نہایت ان کی بدایت میں مندرج ہے۔

مکتوب، ج، 1، S، ن، 202

قیاس کن زگلستان من بہار مرا　　میرے باغ سے میری بہار کا اندازہ کرلو

نقشبندی حضرات، مرید اور خلفاء اپنے مشائخ کے سامنے اپنے خواب اور واقعات کا بھروسہ نہیں کرتے

صوفیاءِ نقشبند رحمتہ اللہ علیہم اپنے وقائع کا کوئی اعتبار نہیں انہوں نے یہ بیت اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔

چوں غلام آفتابم ہم از آفتاب گویم　　نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

میں آفتاب کا غلام ہوں ہر بات آفتاب کے متعلق ہی کہوں گا میں نہ رات ہوں اور نہ رات کا پرستار ہوں کہ خواب کی باتیں بیان کروں

مکتوبات معصومیہ، فضائل نقشبندیہ، ص، 9

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بعض دوستوں کو جلد اثر نہیں ہوتا اس کا علاج

اس بلند طریقہ عالیہ (نقشبندیہ) کے کچھ طالب ایسے ہوتے ہیں کہ باوجود ان کی سیر کی ابتداء عالم امر سے ہوتی ہے تاہم وہ جلد اثر

پذیر نہیں ہوتے اور لذت وحلاوت جوجذبہ اور کشش کا ہراول دستہ ہے اپنے اندر جلدی پیدا ہی نہیں کرتے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں عالم امر عالم خلق کی نسبت کمزور ہوتا ہے اور یہی ضعف وکمزوری جلد اثر پذیری میں رکاوٹ اور سد راہ ہوتی ہے اثر پذیر ہونے میں یہ تاخیر اور دیر اس وقت تک موجود رہتی ہے جب تک ان میں عالم امر عالم خلق پر غلبہ اور قوت حاصل نہ کر لے اور معاملہ برعکس نہ ہو جائے اس ضعف کا علاج اس طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) کے مناسب یہ ہے کہ مکمل تصوف والا مرشد (کامل مکمل شیخ) پورے تصرف (توجہ) سے کام لے اور دوسرے طریقوں (سلسلہ عالیہ قادریہ۔ عالیہ چشتیہ۔ عالیہ سہروردیہ وغیرہ) کے مناسب اس مرض کا علاج یہ ہے کہ پہلے تزکیہ نفس کیا جائے اور ریاضات ومجاہدات شاقہ موافق شریعت علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام اختیار کئے جائیں یہ بات بھی ذہن میں ہونی چاہئے کہ دیر سے اثر پذیر ہونا استعداد کے ناقص ہونے کی علامت نہیں مکمل استعداد والے گروہ کے متعلق بھی یہ ممکن ہے کہ اس بلا میں مبتلا اور گرفتار ہو۔

مکتوب، ج،1،S،ن، 145

نقشبندیوں کی قدرت اور طاقت

بزرگ صوفیاء نقشبند رحمۃ اللہ علیہم جس طرح نسبت کے عطا کرنے پر کامل قدرت رکھتے ہیں اور تھوڑے وقت میں طالب صادق کو حضور وآگاہی بخش دیتے ہیں اس طرح نسبت کے سلب (لے لینے) کے لئے بھی پوری طاقت رکھتے ہیں اور ایک ہی التفات (توجہ) سے صاحب نسبت کو مفلس کر دیتے ہیں ہاں سچ ہے جو دیتے ہیں وہ لے بھی لیتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے غیظ وغضب اور اولیاء کرام کے غیظ وغضب سے بچائے۔ (آمین)

اپنے خلیفہ پر یقین اور ایک ہفتہ میں ولایت فنا فی اللہ بقا باللہ ولایت خاصہ

حضرت شیخ الاسلام زبدۃ الواصلین خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خاص مرید نے جو کہ سیّد زادہ تھے نہایت تضرع اور نیاز مندی سے آپ (حضرت شیخ الاسلام زبدۃ الواصلین خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) کی خاص توجہ کیلئے التماس کی تو آپ (حضرت شیخ الاسلام زبدۃ الواصلین خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ انشاء اللہ جب وہ (حضرت سردار اولیاء شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) سرہند شریف سے آئیں گے تو میں (حضرت شیخ الاسلام زبدۃ الواصلین خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) ان سے التماس کروں گا کہ تمہارا کام ایک ہفتے میں پورا کر دیں اور درجہ ولایت تک تم کو پہنچا دیں لیکن اس ارشاد کے بعد اتفاق یہ ہوا کہ حضرت شیخ الاسلام زبدۃ الواصلین خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہمارے حضرت (حضرت سردار اولیاء شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی ملاقات نہ ہو سکی آخر جب ہمارے حضرت (حضرت سردار اولیاء شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی تشریف آوری حضرت شیخ الاسلام زبدۃ الواصلین خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد دہلی شریف میں ہوئی اور جب آپ (حضرت سردار

اولیاء شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت شیخ الاسلام زبدۃ الواصلین خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد (توجہ کے متعلق) سنا تو آپ (حضرت سردار اولیاء شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ اگر صدق دل سے اور پورے اعتقاد سے آؤ تو (انشاء اللہ) حضرت شیخ الاسلام زبدۃ الواصلین خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق تمہارا کام ایک ہفتے میں پورا کرادوں گا لیکن افسوس کہ اس شخص کو پھر یہ سعادت نصیب نہ ہوئی۔

اب اگر ہمارے مرشدِ گرامی (مدظلہُ العالی) کسی کو ایک ہفتے میں ولایت یا کسی خاص درجے تک پہنچادیں اور ارشاد خط دے دیں تو حاسدین کو حسد ہوتا ہے کہ ایک ہفتے میں آدمی کو پیر بنا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں حاسدین سے نجات عطا فرمائے اور ہمیں صوفیاء نقشبند رحمۃ اللہ علیہم اور خصوصی اپنے پیرو مرشد سے محبت اور اعتقاد کامل عطا فرمائے صوفیاء نقشبند کو وہ لوگ جانتے ہیں جو فیض اور برکات سے مستفیض ہوں اور جن کو فیض اور برکات ملی ہوں۔

حضرات القدس، ص، 43، 44

بشپ جان اے سبحان نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی سیرت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے

یہ شخص لوگوں پر اس حد تک اثر انداز ہوا کہ ایک زمانہ تھا جب کہ یہ معلوم تھا کہ ہندوستان میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ دوسرے سلاسل پر چھا جائے گا اس سلسلے کی اہمیت کا اندازہ روز کے اس بیان سے ہوتا ہے: سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تاریخ صرف اس لئے دل چسپ نہیں کہ اس نے اسلامی فکر میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے بلکہ اس کی اہمیت اس لئے بھی ہے کہ اس نے ہندوستان کے سیاسی انقلابات کو بے حد متاثر کیا۔

سیرت امام ربانی، ص، 121

اپنے کمال کے حصول اور سلوک کی تکمیل کی خبر بھی دے دی

حضرت مولانا محمد یوسف سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے وقت کے بڑے عالموں میں سے تھے قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی تربیت حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے فرما دی تھی سلوک طے کرنے کے زمانے میں ان کی موت کا وقت آ گیا اور وہ جان کنی کے عالم میں تھے کہ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) ان کے سرہانے پہنچ گئے اور ان کے سلوک کی تکمیل کیلئے توجہ فرمائی اور ان کو اس معاملے میں اطلاع بھی دے دی اور ہر لمحہ ان کا حال بھی دریافت فرما رہے تھے اور وہ بھی اپنی ترقیات اور تلقیات جو آپ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی توجہ سے حاصل ہو رہی تھیں آپ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) سے عرض کر رہے تھے یہاں تک کہ آپ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے تصرف (توجہ شریف) سے ان کا کام تکمیل کو پہنچ گیا اور انھوں نے بھی اپنے کمال کے حصول اور سلوک کی تکمیل کی خبر بھی دے دی بس اسی دم ان کا انتقام ہو گیا (حقیر حضرت علامہ شیخ المشائخ بدرالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو) فخر حاصل ہے کہ آپ (حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی

رحمۃ اللہ علیہ) نے برسوں کا کام ایک آن میں (اس شخص کیلئے) مکمل کر دیا۔ کریموں پر نہیں کام مشکل،

کرم ہو آپ کا اک لحظہ بھی تو بہتر ہے ہزار سال کی تسبیح اور نوافل سے

حضرات القدس، ص، 180

سلطان شاہ جہاں کے بڑے بیٹے دارا شکوہ کا حشر

حضرت خواجہ قیوم ثانی مقبول یزدانی محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ جب حرمین الشرفین کے متبرک مقامات پر پہنچے تو ان مقامات کی محبت کا آپ (حضرت خواجہ قیوم ثانی مقبول یزدانی محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ) پر اتنا غلبہ ہوا کہ دیار ہند کی طرف واپس جانے میں خاصا توقف اور تردّد فرمایا جب قافلہ کے مدینہ منورہ سے روانہ ہونے کا وقت قریب آیا تو حضرت خواجہ قیوم ثانی مقبول یزدانی محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ روضہ منورہ پر حاضر ہوئے کہ سرور کائنات (مدنی تاجدار ﷺ) کی مرضی مبارک معلوم کریں کہ بندہ کی درگاہ معلّیٰ پر اقامت منظور ہے یا وطن واپسی تو کمالِ رضا کے ساتھ واپسی کا امر ہوا اور رخصت کا واضح اشارہ فرمادیا اسی اثناء میں حضرت خواجہ قیوم ثانی مقبول یزدانی محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں آیا کہ سلطان وقت (شاہ جہاں) کا بڑا بیٹا (دارا شکوہ) جو شریعت مصطفےٰ ﷺ کا دشمن اور متشرع اصحاب خصوصاً سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ سے منسلک اور خاندان حضرت عالی امام ربّانی قبلہ درویشاں مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے خاص عداوت رکھتا ہے اور اس جماعت کو نقصان پہنچانے کے در پے ہے تو تردّد ہوا اس لئے معاملہ میں آپ (حضرت خواجہ قیوم ثانی مقبول یزدانی محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ) نے جناب معلّیٰ (حضور انور ﷺ) میں التجا کی فرماتے ہیں کہ ایسا محسوس ہوا کہ حضرت رسالت مآب خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات دست مبارک میں برہنہ تلوار لئے ہوئے ظاہر ہوئے اور دارا کے قتل کیلئے اشارہ فرمایا چنانچہ آپ (حبیب کبریا ﷺ) نے جو اشارہ فرمایا تھا ایسا ہی ہوا۔ اس واقعہ سے چند سال قبل حضرت خواجہ قیوم ثانی مقبول یزدانی محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت مسرّت کیساتھ روضۂ حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سرہند شریف میں اس معاملہ کے ظہور کی امیر المؤمنین اورنگ زیب کو بشارت دی تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا جس کا مشاہدہ کیا گیا تھا یہ حضرت قبلہ (حضرت خواجہ قیوم ثانی مقبول یزدانی محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ) کی کرامت بھی ہے اور حضرت نبی کریم ﷺ کا معجزہ بھی۔

حسنات الحرمین، ص، 252

آپ کی طبیعت سنبھلنی شروع ہوگئی

حضرت مولانا مقیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر سلسلۂ سہروردیہ میں بڑے راسخ تھے اچانک اتنے سخت بیمار ہوئے کہ زندگی سے مایوس ہو گئے حضرت مولانا محمد امین رحمۃ اللہ علیہ مذکور ان سے سسرالی رشتہ رکھتے تھے ایک بار ان کی عیادت کو آئے ان سے اشارۃً فرمایا منت مانو کہ اگر حق سبحانہ، وتعالیٰ تمہیں شفاء کرامت دے دے تو تم سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ سے منسلک ہو جاؤ گے انہوں نے بخوشی قبول فرمالیا اس روز سے آپ کی طبیعت سنبھلنی شروع ہوگئی یہاں تک کہ کامل صحت نصیب ہوئی

چنانچہ اس منت اور عہد کی رو سے آپ نے حضرت مولانا محمد امین نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ کی صحبت کی برکت سے ان بزرگوں (نقشبندی رحمۃ اللہ علیہم) کی نسبت شریفہ حاصل کی۔

نسیمات القدس، ص، 105

خلفاء حضرات سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا ہدایت کی صلاحیت کے باوجود سلسلہ کا کام نہ کرنا

خلیفہ حضرت غوث یزدانی محبوب ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! (حضرت شیخ المشائخ) حاجی خضر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت غوث یزدانی محبوب ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے خلوت میں بلوا کر اجازت۔۔ارشاد اور خلافت عطا فرما کر بنور کیلئے روانہ فرما دیا وہاں میں نے محض حکم کی تکمیل میں کچھ لوگوں کو ذکر کا طریقہ بتایا لیکن میرا دل مسند شیخیت پر بیٹھنے کو راغب نہ ہوتا تھا حتیٰ کہ کچھ عرصے کے بعد حضرت غوث یزدانی محبوب ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضری سے مشرف ہوا تو حضرت غوث یزدانی محبوب ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کشف سے معلوم فرمالیا کہ مجھے اس کام میں سرگرمی نہیں ہے۔ فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ تم سے پوچھے گا کہ ہدایت دینے کی صلاحیت کے باوجود تم نے ہدایت دینے سے الگ کیوں رکھا" چنانچہ حضرت غوث یزدانی محبوب ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کام کیلئے تاکید فرمائی اور اصرار بھی فرمایا تو میں مجبوراً اس کام میں سرگرمی سے مصروف ہوگیا اس بات سے مسند ارشاد حضرات عبرت پکڑیں اور لوگوں کی اصلاح کریں تاکہ فیض و برکات زیادہ حاصل ہوں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیر بزرگوں کے فرمان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین اور جو امین کہے خدا اُس کو بھی کامیاب فرمائے۔

حضرات القدس، فضائل نقشبندیہ، ص، 31

وصل اعدام تجھ سے گر ہو جائے۔ شاہ مردوں کا کام مرد دانائی سے ہو جائے

مشائخ رحمۃ اللہ علیہم کے طریقوں میں سب سے زیادہ قرب والا اور سب سے بلند طریقہ احرار یہ نقشبندیہ کا ہے کہ اول ان کا داخلہ ادراک بسیط میں ہے جو خلقیت پر جہت حقیقت کا غلبہ ہے اور انوار ذات کی تجلی کا محل ہے اور ایک خاص جہت کا ظہور ہے اس معنی کے ابتدائی حصے کو جو کہ ادراک مرکب کی مغلوبیت ہے اور وصل کی صبح سعادت کی سفیدی ہے حضور و آگاہی کہا جاتا ہے اور جب کشش اور انجذاب کے غلبوں میں سارے ادراکات رخصت ہو جائیں بلکہ آگاہی کی صفت کا بھی شعور نہ رہے تو اس کو فنا اور فنائے فنا سے تعبیر کرتے ہیں اور اس نسبت کے تواتر کے وجود کو عدم کہتے ہیں بلکہ اس نسبت متواترہ کے ظہور کو عظیم سمجھتے ہیں۔

وصل اعدام اگر توانی کرد — کار مردان مردتانی کرد

وصل اعدام اگر توانی کرد — کار مردان مردانی کرد

وصل اعدام تجھ سے گر ہو جائے — شاہ مردوں کا کام سرہو جائے

وصل اعدام تجھ سے گر ہو جائے — شاہ مردوں کا کام مرد دانائی سے ہو جائے

زبدۃ المقامات، ص، 86

نقشبندی مشائخ صحیح معنوں میں شریعت کے عالم و مبلغ ہیں

نقشبندی مشائخ (رحمتہ اللہ علیہم) پیر خرقہ پیر کلاہ وشجرہ نہیں ہوتے وہ صحیح معنوں میں شریعت کے عالم ومبلغ ہوتے ہیں اسلئے شریعت کے مرشد اور طریقت وسلوک کے رہنما ہوتے ہیں لیکن دوسرے سلاسل (عالیہ قادریہ عالیہ چشتیہ عالیہ سہروردیہ وغیرہ) میں ایسا نہیں ہوتا ان کے حلقے میں تعلیم وتسلیم پر سب سے زیادہ زور دیا جاتا ہے۔

ایمانیات،ص،169

ایک ہفتہ میں فنا اور ایک ماہ میں سلوک باطن

حضرت قیوم ثانی شمس العارفین خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ سالک کوئی بھی آپ (حضرت قیوم ثانی شمس العارفین خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ) کے پاس صرف ایک ہفتہ رہنے سے فنا حاصل کر لیتا اور ایک ماہ میں باطنی سلوک ختم کر کے خلافت لے لیتا۔

روضۃ القیومیہ، ج،2،ص،266۔فضائل نقشبندیہ،ص،38

اس دور جدید میں ہمارے مرشد ومربی مدظلہٗ العالی بھی اسطرح لوگوں کو ہفتہ مہینہ سہ ماہ سال میں فارغ کر دیتے ہیں اور خلیفہ بنالیتے ہیں تو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ پیر صاحب تو اتنی جلدی سے خلافت دیتے ہیں اور ہمارے پیر تو مجاہدہ اور ریاضات وغیرہ کرواتے ہیں اور پھر بھی سو میں سے کسی ایک کو خلیفہ بناتے ہیں میرے بھائی اس میں اعتراض کی کیا بات ہے جس کے پاس جتنا فیض ہوگا اتنا دوسروں کو دیگا جو خود ہر چیز سے صاف ہوگا تو دوسروں کو کیا دیگا۔

نثار الحق نقشبندی

خوارق کرامات پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے ولایت بڑی نعمت ہے

بزرگ شہباز لامکانی خواجہ بہاء الدین والدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہٗ فرماتے ہیں کہ ولایت بڑی نعمت ہے ولی کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو ولی سمجھے تاکہ اس نعمت کا شکر ادا کر سکے ولی محفوظ ہوتا ہے عنایت الٰہی اس کو اس کے حال پر نہیں چھوڑتی اور بشریت کی آفت سے اس کو محفوظ رکھتی ہے خوارق وکرامات کے ظاہر ہونے پر کوئی اعتماد نہیں کرنا چاہئے معاملہ استقامت سے متعلق ہے اس لئے استقامت کا طالب بن کرامت کا طالب نہ بن کیونکہ استقامت اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور کرامت نفس کی طلب ہے۔

اب زیر غور بات یہ ہے کہ ولی کو چاہئے کہ اپنے آپ کو ولی سمجھے ولی کس کو کہتے ہیں ولی وہ ہے جو شریعت مصطفےٰ ﷺ کا پابند ہو قلب روح سر خفی اخفی نفسی قالب حاصل کیا ہو جیسے کہ اس سے پہلے صفحات میں گزرا ہے اب ہمارے (مرشد) مربی مدظلہ العالی کسی کو نہیں کہ یہ خدا کا ولی ہے تو لوگوں پر شاق گزرتا ہے کہ اپنے مریدوں کو ولی بناتے پھرتے ہیں میرے بھائی ہم اس ولی کی بات نہیں کرتے جیسے کہ تبلیغی جماعت کے لوگ آپس میں ایک دوسرے کو ولی کہتے ہیں میں تو اس ولی اللہ کی بات کرتا ہوں جو خدا کا حقیقی دوست ہو شریعت کا پابند ہو قلب۔ روح۔ سر۔ خفی۔ اخفی۔ نفسی۔ قالب۔ نفی اثبات چھتیس (۳۶) مراقبات اور آگے کے مقامات طے کر چکا ہو اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی امان میں رکھے۔ (آمین) (نثار الحق نقشبندی) سیرت مجدد الف ثانی،ص،36

موافقت کرنے والوں کی صحبت

عزلت از اغیار باید نے زیار
(غیر سے دوری نہ ہر گز یار سے)

کیونکہ ہمرازوں کے ساتھ صحبت رکھنا اس طریقۂ عالیہ کی سنتِ مؤکدہ ہے حضرت خواجۂ خواجگان شیخ بہاء الدین والدین نقشبند مشکل کشاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ ''ہمارا طریق صحبت ہے کیونکہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت'' اور صحبت سے ان کی مراد طریقت سے موافقت کرنے والوں کی صحبت ہے نہ کہ مخالفین طریقت کی صحبت کیونکہ ایک کا دوسرے میں فانی ہونا صحبت کی شرط ہے جو موافقت کے بغیر میسر نہیں ہوتا۔

ایمانیات، ص، 170

سلسۂ عالیہ نقشبندیہ رحمتہ اللہ علیہم بلا جواز عزلت نشینی پر زور نہیں دیتا حضرت امام ربّانی کاشف رموزات سبحانی الشیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں عزلت سے مراد یہ ہے کہ غیروں کی رفاقت و محبت سے پرہیز کیا جائے نہ کہ ہم خیال دوستوں سے حضرت شیخ المشائخ مولانا جلال الدین رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

عزلت از اغیار باید نے زیار

حضرت شیخ المشائخ خواجہ بزرگ بہاء الدین شاہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمرازوں کی رفاقت اختیار کرنا۔ اس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ) میں سنت مؤکدہ کے برابر ہے۔ (حضرت مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا! عزلت سے مراد یہ ہے کہ غیروں کی رفاقت و محبت سے پرہیز کیا جائے نہ کے ہم خیال دوستوں سے۔)

ایمانیات، ص، 170

خلوت و صحبت ایک دوسرے کی ضد ہیں

حضرت خواجہ سلطان طریقت سیدی کعبہ صفا بزرگ بہاؤ الدین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمارا طریقۂ عالیہ (نقشبندیہ) سب سے۔ ملے جلے رہنے کا ہے کیونکہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت ہے اور خیریت جمعیت میں ہے اور جمعیت صحبت میں ہے اور خلوت و صحبت ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

سیرت مجدد الف ثانی، Z، 123

سلسلہ عالیہ قادریہ افضل ہے یا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ افضل ہے

سوال۔؟ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ تمام سلاسل میں سلسلۂ (عالیہ) قادریہ افضل ہے یا (سلسلہ عالیہ) نقشبندیہ جب کہ سلسلہ (عالیہ) قادریہ کی ابتداء حضرت سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے اور آپ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی اولاد میں سے ہیں یعنی حسینی سید ہیں اور آپ (سلطان العارفین غوث یزادنی سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ) کا ارشاد ہے۔ ''قدمی ھذا علیٰ رقبۃ کل اولیاء اللہ'' جس پر تمام اولیاء کاملین نے اپنے سر کو خم کر دیا اور تسلیم کیا؟

بینو توجہ السائل محمد اسلم نعیمی

نقشبندی مشائخ صحیح معنوں میں شریعت کے عالم و مبلغ ہیں

نقشبندی مشائخ (رحمۃ اللہ علیہم) پیر خرقہ پیر کلاہ و شجرہ نہیں ہوتے وہ صحیح معنوں میں شریعت کے عالم و مبلغ ہوتے ہیں اسلئے شریعت کے مرشد اور طریقت و سلوک کے رہنما ہوتے ہیں لیکن دوسرے سلاسل (عالیہ قادریہ عالیہ چشتیہ عالیہ سہروردیہ وغیرہ) میں ایسا نہیں ہوتا ان کے حلقے میں تعلیم و تسلیم پر سب سے زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ ایمانیات،ص،169

ایک ہفتہ میں فنا اور ایک ماہ میں سلوک باطن

حضرت قیوم ثانی شمس العارفین خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ سالک کوئی بھی آپ (حضرت قیوم ثانی شمس العارفین خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس صرف ایک ہفتہ رہنے سے فنا حاصل کر لیتا اور ایک ماہ میں باطنی سلوک ختم کر کے خلافت لے لیتا۔ روضۃ القیومیہ، ج،2،ص،266۔فضائل نقشبندیہ،ص،38

اس دور جدید میں ہمارے مرشد و مربی مدظلہ العالی بھی اسطرح لوگوں کو ہفتہ مہینہ سہ ماہ سال میں فارغ کر دیتے ہیں اور خلیفہ بنا لیتے ہیں تو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ پیر صاحب تو اتنی جلدی سے خلافت دیتے ہیں اور ہمارے پیر تو مجاہدہ اور ریاضات وغیرہ کرواتے ہیں اور پھر بھی سو میں سے کسی ایک کو خلیفہ بناتے ہیں میرے بھائی اس میں اعتراض کی کیا بات ہے جس کے پاس جتنا فیض ہوگا اتنا دوسروں کو دیگا جو خود ہر چیز سے صاف ہوگا تو دوسروں کو کیا دیگا۔ نثار الحق نقشبندی

خوارق کرامات پر اعتقاد نہیں کرنا چاہیے ولایت بڑی نعمت ہے

بزرگ شہباز لامکانی خواجہ بہاء الدین والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ولایت بڑی نعمت ہے ولی کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو ولی سمجھے تاکہ اس نعمت کا شکر ادا کر سکے ولی محفوظ ہوتا ہے عنایت الٰہی اس کو اس کے حال پر نہیں چھوڑتی اور بشریت کی آفت سے اس کو محفوظ رکھتی ہے خوارق و کرامات کے ظاہر ہونے پر کوئی اعتقاد نہیں کرنا چاہئے معاملہ استقامت سے متعلق ہے اس لئے استقامت کا طالب بن کرامت کا طالب نہ بن کیونکہ استقامت اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور کرامت نفس کی طلب ہے۔

اب زیر غور بات یہ ہے کہ ولی کو چاہئے کہ اپنے آپ کو ولی سمجھے ولی کس کو کہتے ہیں ولی وہ ہے جو شریعت مصطفےٰ ﷺ کا پابند ہو قلب روح ۔سر۔خفی اخفی نفسی قالب حاصل کیا ہو جیسے کہ اس سے پہلے صفحات میں گزرا ہے اب ہمارے (مرشد) مربی مدظلہ العالی کسی کو کہیں کہ یہ خدا کا ولی ہے تو لوگوں پر شاق گزرتا ہے کہ اپنے مریدوں کو ولی بناتے پھرتے ہیں میرے بھائی ہم اس ولی کی بات نہیں کرتے جیسے کہ تبلیغی جماعت کے لوگ آپس میں ایک دوسرے کو ولی کہتے ہیں میں تو اس ولی اللہ کی بات کرتا ہوں جو خدا کا حقیقی دوست ہو شریعت کا پابند ہو قلب ۔روح ۔سر۔خفی ۔اخفی نفسی ۔قالب ۔نفی اثبات چھتیس (۳۶) مراقبات اور آگے کے مقامات طے کر چکا ہو اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی امان میں رکھے۔(آمین) (نثار الحق نقشبندی) سیرت مجدد الف ثانی،ص،36

وصل عریانی کا دم مارنہ بلکہ مطلوب کے حاصل ہونے سے ناامیدی

اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ رحمتہ اللہ علیہم کی نہایت اگر میسر ہو جائے تو وصل عریانی ہے جس کے حاصل ہونے کی علامت مطلوب کے حاصل ہونے سے ناامیدی کا حاصل ہونا ہے پس اس سے سمجھ لے کیونکہ ہمارا کلام وہ اشارات ہیں جن کو خواص بلکہ اخص میں سے بھی بہت تھوڑے سمجھتے ہیں اس اعلیٰ دولت کے حاصل ہونے کی علامت اس واسطے بیان کی ہے کہ اس گروہ میں سے بعض نے وصل عریانی کا دم مارا ہے اور بعض مطلوب کے حاصل ہونے سے ناامیدی کے قائل ہوئے ہیں لیکن اگر دونوں دولتوں کو جمع ہونا ان کے پیش کیا جائے تو نزدیک ہے ان کے جمع ہونے کو جمع ضدین خیال کریں۔

مکتوب، ج،2،ن،221

مردوں کو بھی اپنی نسبت عطا فرما دیا کرتے تھے

حضرت علامہ مولانا مرتضیٰ صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے تھے کہ میرے والد نے (انتقال کے وقت) وصیت کی تھی کہ میری نعش کو حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں لے جانا اور عرض کرنا مجھے سلسلے میں داخل فرمالیں آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کا طریقہ بھی تھا کہ مردوں کو بھی اپنی نسبت عطا فرما دیا کرتے تھے میں والد صاحب کے انتقال کے بعد ان کی وصیت پر عمل کیا والد صاحب کا جنازہ آپ (حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں نماز جنازہ کیلئے لایا اور والد صاحب کی وہ التماس بھی عرض کی فرمایا کہ کل حلقۂ ذکر میں معلوم کر لینا چنانچہ دوسرے دن جب میں حلقۂ ذکر میں بیٹھا ہوا تھا مجھے استغراق ہو گیا میں نے دیکھا کہ حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف فرما ہیں اور میرے والد صاحب اس حلقۂ ذکر میں حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک آدمی کے فاصلے پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ذکر میں مشغول ہیں۔ میں شکر خدا بجالایا۔

حضرات القدس، ص،116

مرید کو وفات کے بعد خدا کا ولی بنایا

حضرت اقدس (حضرت تاج الاولیاء شیخ العرفاء رضی الدین بقاباللہ رحمتہ اللہ علیہ) کے مریدوں کا مرید جان محمد جب فوت ہوگیا تو اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا تھا کہ جان محمد تمہیں معلوم ہے کہ مراقبہ اور ذکر قلبی کے پابند نہ تھے اب مردوں میں تمھاری کیا حالت ہے اس نے عرض کی کہ خوشحال ہوں جب مجھے قبر میں رکھا گیا تو سیدی (حضرت تاج الاولیاء شیخ العرفاء رضی الدین بقاباللہ رحمتہ اللہ علیہ) نے آ کر مجھے اولیاء میں داخل کر دیا۔

یہ ہیں کامل اولیاء جو موت کے بعد بھی نسبت اور ولایت دینے پر قدرت رکھتے اور اللہ تعالیٰ ہمیں صوفیاء نقشبند (رحمتہ اللہ علیہم) کے ساتھ استقامت عطا فرمائے۔

مقامات احمدیہ ملفوظات معصومیہ، ص، 95

آتش دوزخ سے آزاد ہے۔ مجھے بشارت دی گئی ہے

شیخ مجدد (حضرت ابو معصوم جان نثار سنت مصطفےٰ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے تھے کہ میرے سلسلہ کے تمام مرید اور خادم جو قیامت تک مجددیہ احمدیہ طریقہ میں داخل ہوں گے اس کی مجھے اطلاع کی جاچکی ہے اور سب کا نام مجھے بتا دیے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو کوئی بھی مجددی سلسلہ میں ہے۔ آتش دوزخ سے آزاد ہے مجھے بشارت دی گئی ہے کہ جب حضرت مہدی علیہ السلام آخر الزمان مبعوث ہوگا تو وہ تیرے سلسلہ کی نسبت میں ہوگا۔

خزینۃ الاصفیاء، ص، 159

جو کوئی اس راہ روشن (طریقہ بسلسلہ نقشبندیہ) پر ہوگا میں نے ان سب کو بخش دیا

بصیرت کے واقعات میں سے ہے کہ جب حضرت شیخ المشائخ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۵۵۲ھ) کی عمر آخر ہوئی بعض اصحاب (یعنی مریدین اور خلفاء حضرات) رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم حضرت خواجہ (حضرت شیخ المشائخ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے سرہانے موجود تھے نیک عمل کرنے کی وصیت کی اور فرمایا کہ اے میرے دوستوں تم کو خاص طور سے بشارت ہو کہ حق تعالیٰ کی طرف سے یہ بشارت ملی ہے کہ جو کوئی اس راہ روشن (طریقہ بسلسلہ نقشبندیہ) پر ہوگا میں نے ان سب کو بخش دیا کوشش کرو کہ اس راہ (طریقہ عالیہ نقشبندیہ) پر چلو اور اس طریقہ (عالیہ نقشبندیہ) سے دور نہ ہو جاؤ کچھ دیر بعد غیب سے آواز آئی۔ ''اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف آ کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی ہے۔''

عارف نامہ، ص، 25

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ (مجددیہ) کی بخشش

ایک دن صبح کے حلقے میں آپ (حضرت غوث یزدانی محبوب ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) مراقب تھے اور آپ (حضرت غوث یزدانی محبوب ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) پر اپنے اعمال کی خامی کا تصور غالب تھا اور انکسار و تضرع کا

غلبہ تھا۔ حدیث پاک '' مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ '' (جوخدا کیلئے تواضع کرتا ہے خدا اسے بلند کرتا ہے) کے مصداق اللہ تعالیٰ '' غَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُیُوْبِ '' کی طرف سے خطاب ہوا کہ '' میں نے تم کو بخش دیا اور اس کو بھی جو تمہارا وسیلہ اختیار کرے بالواسطہ یا بلاواسطہ قیامت تک سب کو بخش دیا '' اور اس بشارت کے اظہار کا حکم بھی دے دیا ہے۔

حضرات القدس، ص، 114

غیب کی خبر

حضرت عندلیب گلشن راز مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو شخص بھی ہمارے طریقے (عالیہ نقشبندیہ مجددیہ) میں داخل ہوا اور داخل ہوگا قیامت تک بالواسطہ اور بلا واسطہ مردوں میں سے یا عورتوں میں سے وہ سب میری نظروں میں لائے گئے اور ان کا نام نسب مولد اور مسکن بھی مجھے بتایا گیا۔ اگر چاہوں تو سب کو بیان کرسکتا ہوں۔

خزینۃ الاصفیاء، ص، 159

پہلے مریدوں کو بہشت میں پہنچائیں گے بعد میں پیر صاحب جائیں گے

حضرت تاج الاولیاء شیخ العرفاء رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقامات میں لکھا ہے حضرت شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جب ہمارے خواجہ (حضرت تاج الاولیاء شیخ العرفاء رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) کو دفن کیا گیا بہشت سے ایک دریچہ کھلا اور نورانی حوروں نے اندر آ کر سلام عرض کیا کہ ہم آپ (حضرت تاج الاولیاء شیخ العرفاء رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) ہی سے ہیں حضرت خواجہ (حضرت تاج الاولیاء شیخ العرفاء رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے میرا عہد و پیان ہو چکا ہے کہ جب تک میں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف نہ ہوں گا اور اپنے سارے مریدوں کی شفاعت نہ کرلوں گا کسی کی طرف ہرگز ہرگز متوجہ نہ ہوں گا۔

مقامات احمدیہ ملفوظات معصومیہ ص، 96

حضرت مجدد الف ثانی ہاتھ میں عصاء لئے ہوئے پل صراط پر کھڑے ہیں

ایک نیک بخت کا بیان ہے کہ میں نے واقعہ صحیحہ میں قیامت اور پل صراط کو خوفناک دیکھا کیا دیکھتا ہوں کہ سیدی (حضرت قبلہ درویشاں سرتاج اولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) ہاتھ میں عصاء لئے ہوئے پل صراط پر کھڑے ہیں طریقے (عالیہ نقشبندیہ مجددیہ) کا جو مخلص و محب آتا ہے اسے بجلی کی طرح گزار دیتے ہیں اور جو منکر آتا ہے اس سے تغافل کرتے ہیں (یہاں تک) کہ نقشبندی مرید (مریدین) گروہ کے گروہ سب گزر گئے۔

مقامات احمدیہ ملفوظات معصومیہ، ص، 94

نقشبندی دوسرے طریقہ سے پہلے جنت میں جائینگے

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے حضرت عندلیب گلشن راز مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ کو باقی طریقوں سے

افضل بنایا اور اس طریقہ مجددیہ والے باقی طریقہ والوں کی نسبت بہشت میں پہلے داخل ہوں گے۔

روضۃ القیومیہ، ص، 426

حضرت شیخ المشائخ شاہ غلام علی دہلوی ﷫ دعا فرماتے ہیں

ہاتھ اٹھائے اور دعا مانگی۔ یاالٰہی۔ زندگی میں۔ نزع میں اور قبر میں اس نسبت شریفہ (نقشبندی مجددی طریقہ میں) مشرف رکھنا اور حشر ونشر میں بھی اسی نسبت (نقشبندیہ مجددیہ) کے ساتھ محشور فرمانا (امین)

بس کنم خود زیر نراایں بس است　　بانگِ دو کردم اگر دردہ کس است

در دنیا بدحال پختہ ہیچ خام　　پس سخن کو تاہ باید والسلام

میرے لئے یہی کافی ہے کہ میں خود کو ان (نقشبندیوں) کے زیرفرمان کردوں اگر دس میں سے کوئی ایک ہے تو میں اسی کا نعرہ ماروں اور فرمایا کاملین کے مرتبہ کو نا تجربہ کار دنا پختہ کیا سمجھے پس گفتگو مختصر کر کے والسلام کہنا ہی بہتر ہے۔

ازیں درنہ داریم روئے گزر　　اگر چہ از دو عالم گزر کردہ ایم

بیان نمکہائے ایں میگسار　　حوالہ بریش جگر کردہ ایم

(ترجمہ) نہ جائیں گے اس در کو ہم چھوڑ کر۔۔ کہ ہم ہیں دو عالم کو دیکھے ہوئے

نمک سب جو اس میگساری میں تھے۔۔ وہ زخم جگر کے حوالے ہوئے

در معارف فیض نقشبند، ص، 89

ردشیعہ

افضلیت شیخین رضی اللہ عنہما

شیعیت کا پہلا زینہ حضرت امیرالمسلمین سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت مطلقہ کا اعتقاد ہے اور چالاک روافض عوام سنیوں کو سب سے پہلے اسی عقیدے پر جمانے کی کوشش کرتے ہیں اور رسول اللہ (رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفٰی ﷺ) سے حضرت امیرالمسلمین سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرابت قریبہ اور بعض دوسری وجوہ سے وہ اس ابلہ فریبی میں کسی قدر آسانی سے کامیاب بھی ہو جاتے ہیں پھر جب ایک شخص اتنی بات کو مان لیتا ہے کہ حضرت امیرالمسلمین سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلا استثنا، تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے افضل تھے تو لازمی طور پر وہ اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے خلافت کے انتخاب میں ان کے ساتھ ناانصافی کی یا کم از کم یہ کہ صحیح انتخاب نہیں کیا اور جمہور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بدظنی اور بغض وعداوت ہی شیعی مذہب کا سنگ بنیاد ہے بہرحال شیعیت کا پہلا دروازہ یہی عقیدہ تفضیل ہے۔

حضرت علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شمس العارفین تاج اولیاء شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالہ ''ردالرفضہ'' عربی میں شرح لکھی ہے اس میں تحریر فرماتے ہیں: الرسالة التی انشاها اوحد زمانه و فرید اوانه الجهبذ الراسخ فی الشریعه و الطریقه والطوادالشامخ فی المعرفة والحقیقة 'ناصر السنه قامع البدعة سراج الله الموضوع یستضی به من شاء من عباده المؤمنین وسیف الله المسلول علیٰ اعداء لا من الکفره وامبتدعین الا مام العارف العالم الا لمعی مولانا الشیخ احمد الفاروقی الماتریدی الحنفی النقشبندی السرهندی. (ترجمہ) یہ رسالہ ایسے یکتائے زمانہ فرید وقت اور کامل الفن نے تصنیف کیا ہے جو شریعت اور طریقت پر ثابت قدم ہے معرفت وحقیقت میں ایک بلند پہاڑ کی مانند ہے ناصر سنت اور قامع بدعت ہے خدا کا روشن چراغ ہے اس کے مؤمن بندوں میں سے جو چاہتا ہے اس سے روشنی حاصل کرتا ہے دشمنان خدا' کفار اور بدعتیوں کیلئے وہ اللہ تعالیٰ کی ننگی تلوار ہے امام عارف ہے روشن دماغ عالم ہے جس کا نام مولانا شیخ احمد فاروقی ماتریدی حنفی نقشبندی سرہندی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہے۔

سنہ ۱۰۰۲ ہجری؍ ۱۵۹۳ء میں کوائف مذہب شیعہ کے تاریخی نام سے۔ روافض کا رد لکھا۔

جب فتنوں اور بدعتوں کا دنیا میں ظہور ہوا اور میرے اصحاب (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) پر سب وشتم ہونے لگے تو ہر عالم کو چاہیئے کہ وہ (اس دینی مکدر رفضا کے دفعیہ کیلئے) اپنے علم کا ہتھیار کام میں لائے اور جس نے ایسا نہیں کیا اس پر اللہ فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہوگی اور اس کی توبہ اس کا فدیہ اور اس کے فرائض ونوافل درجہ قبولیت کو نہیں پہنچیں گے یہ ساری باتیں خیال میں آتے ہی میرے (حضرت عالی امام ربانی کمالات نبوت وولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) دل نے یہ فیصلہ کیا کہ جب تک شیعوں کے اغراض ومقاصد کو تحریر وکتابت میں ظاہر نہ کیا جائے پورے پورے فائدے اور عام نفع کی صورت متصور نہیں ہوسکتی چنانچہ میں (حضرت عالی امام ربانی کمالات نبوت وولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے تحریر کا سلسلہ چھیڑا اور اس اہم کام میں اللہ تعالیٰ ہی سے مدد کا خواستگار ہوا کیوں کہ وہ بے پرواذات ہے اپنے بندوں کا خیر خواہ ودوست ہے ان کو ذلت ورسوائی سے بچاتا ہے سچا آقا ہے عنایت وتوفیق بھی اسی کے ہاتھ ہے اور تحقیق ہر امر کی اسی کے پاس ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت دے یوں سمجھے کہ شیعہ حضرت پیغمبر علیہ السلام (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کے بعد امام حق حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جانتے ہیں اور اس عقیدے کے پیرو ہیں کہ امامت ان میں اور ان کی اولاد میں سے باہر نہیں جاتی اور اگر جاتی ہے تو محض ظلم وتعدی سے جب غیر لوگ اس ظلم سے اپنا ہاتھ رنگتے ہیں یا اس صورت سے کہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا آپ (حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی اولاد تقیہ سے کام لے شیعوں کے چند در چند اقسام واصناف کو اگر سمیٹا جائے تو ان کے فرقوں کی تعداد بائیس کے قریب ٹھہرتی ہے یہ ایک دوسرے پر کفر کا الزام لگاتے ہیں اور ان کے بدنتائج اور بدکرداریوں کو طشت از بام

کرتے ہیں سچ ہے اللہ تعالیٰ نے ان میں خود جنگ وقتال کی وبا پھیلا کر مسلمانوں کو ان کے ساتھ لڑائی بھڑائی سے سبکدوش فرمایا
اب ہم اصل مقصود سے پہلے ان کے چند فرقوں کا بیان تحریر میں لاکر ان کے اصل مقاصد سے آگاہ کرتے ہیں تاکہ ان کے مذہب
کی حقیقت پوری ذہن نشین ہو جائے اور حق باطل سے بالکل ممتاز ہو کر سامنے آجائے ان شیعوں کا سرغنہ اور گروگھنٹال عبداللہ بن
سبا تھا جس کو حضرت امیر (حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مدائن کی طرف نکال دیا تھا
چنانچہ یہ عقائد اسی کے دماغ کی ایجاد ہیں کہ ابن ملجم نے حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل نہیں
کیا بلکہ شیطان کو جو آپ (حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی شکل اور روپ میں نمودار ہوا تھا
آپ (حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ابر میں روپوش ہیں رعد آپ (حضرت امیر المؤمنین
سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی آواز ہے اور بجلی آپ کا کوڑا اور اسی عبداللہ کے متبعین جب گرج کی آواز سنتے ہیں تو
کہتے ہیں "عَلَیْکَ السَّلَامُ یَا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ" فرقہ کاملیہ کے افراد یعنی اصحاب ابو کامل حضرت پیغمبر علیہ السلام (حضرت محمد
مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) کے اصحاب (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کو کافر کہتے ہیں اور حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی
ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی کافر ٹھہراتے ہیں اصحاب (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کو اس لئے کہ انھوں نے حضرت
امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت نہیں کی اور خود حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وجہ سے کہ انھوں نے حق طلبی نہیں کی یہ تناسخ اور آواگون کے قائل ہیں بیانیہ فرقہ کے لوگ اصحاب بیان بن
سمعان کہتے ہیں کہ خدا انسانی شکل رکھتا ہے وہ تمام ہلاک ہو جائے گا مگر اس کی ذات خدا کی روح نے حضرت امیر المؤمنین سیدنا
علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حلول کیا ان کے بعد ان کے صاحبزادہ محمد بن حنفیہ میں ان کے بعد ان کے صاحبزادہ
ہاشم ہیں ان کے بعد بیان میں فرقہ مغیرہ کے لوگ جو اصحاب مغیرہ بن سعید عجلی ہیں کہتے ہیں کہ خدا ایک نورانی آدمی کی شکل رکھتا
ہے اس کے سر پر نور کا تاج ہے دل اس کا حکمت کا سرچشمہ ہے اصحاب عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر ذوالجناحین یعنی فرقہ
جناحیہ کے لوگ بھی تناسخ کے قائل ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ خدا کی روح نے پہلے حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حلول
کیا پھر حضرت شیث علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پھر اسی طرح حضرات انبیاء وائمہ کے قالبوں میں سرائیت کرتی چلی آئی یہاں
تک کہ آخر میں اس نے حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ (حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی
ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی اولاد میں حلول کیا اس کے عبداللہ کے قالب میں روح خدا نے جگہ لی یہ قیامت کو نہیں مانتے
ممنوعات شریعت مثلاً شراب مردار زنا وغیرہ کو حلال جانتے ہیں فرقہ منصوریہ کے لوگ ابو منصور عجلی کے پیرو ہیں یہ حضرت امام محمد
باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں تھا جب حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے بیزاری ظاہر کی اور اس کو اپنے
پاس سے نکال باہر کیا تو یہ خود مدعی امامت بن بیٹھا اس فرقہ کے لوگ کہتے کہ ابو منصور آسمان پر گیا تھا اور حق سبحانہ نے اس کے سر پر
ہاتھ پھیرا اور کہا اے بیٹے جا اور ہمارا پیغام پہنچا اس کے بعد وہ زمین پر اتر اچنانچہ اسی کو اس آیت میں کسف سے تعبیر کیا گیا ہے اور

اگر دیکھتے ہیں ایک ٹکڑا آسمان سے گرتا ہوا تو کہتے ہیں بادل بہتہ بتہ'' ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ رسالت کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوتا اور جنت امام سے عبارت ہے جس کے ساتھ محبت کا رشتہ رکھتے پر ہم مامور ہیں اور دوزخ سے اس شخص کی طرف اشارہ جس کے ساتھ دشمنی رکھنے کا ہم کو حکم ہے جیسے حضرت امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی طرح کہتے ہیں کہ فرائض سے وہ لوگ مراد ہیں جن کے ساتھ محبت رکھنے کا ہم کو حکم ہے اور محرمات سے وہ لوگ مقصود ہیں جن کے ساتھ دشمنی رکھنے کا ہم کو امر کیا گیا ہے فرقہ خطابیہ کے لوگ ابی خطاب اسدی کے اصحاب ہیں یہ حضرت امام محمد جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہتا تھا حضرت امام محمد جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب معلوم کیا کہ یہ ان کی ذات کے بارے میں مبالغہ سے کام لیتا ہے تو آپ (حضرت امام محمد جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس سے بیزار ہو گئے اور اپنی صحبت سے اس کو باہر کیا تب اس نے خود اپنی امامت کا نعرہ لگایا یہ کہتے ہیں کہ تمام ائمہ خدا تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور ان کی خوبیوں کا ذریعہ حضرت امام محمد جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں لیکن ابوالخطاب ان سے اور حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہے یہ لوگ جھوٹی گواہی کو روا رکھتے ہیں جبکہ مخالفین کے مقابلے میں اس کی ضروریات پیش آئے ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ دنیا کی نعمتوں کا نام جنت ہے اور اس کی تکلیفوں کا نام دوزخ اور دنیا فنا کا منہ ہرگز نہیں دیکھے گی یہ محرمات پر عمل اور ترک فرائض کو جائز رکھتے ہیں ان میں غرابیہ فرقہ والے کہتے ہیں کہ ایک کوے کو، کوے سے مکھی کو مکھی سے جس قدر مشابہت ہوتی ہے حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ کو حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس سے بھی زائد مشابہت تھی حق تعالیٰ وسبحانہ نے وحی دراصل حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجی تھی مگر حضرت جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام انتہائی مشابہت کی وجہ سے دھوکا کھا گئے اور وحی حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ کے پاس لے گئے ان کا ایک شاعر کہتا کہ حضرت جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غلطی کی کہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑ کر وحی حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ کو پہنچادی یہ حضرت جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لعنت بھیجتے ہیں فرقہ ذمیہ کے لوگ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ کی برائی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدا ہیں انھوں نے محمد (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کو اپنی طرف دعوت دینے کیلئے لوگوں کے پاس بھیجا تھا مگر حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ نے خود اپنی ذات کی طرف لوگوں دعوت دی بعض ذمیہ محمد (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کو خدا مانتے ہیں پھر ان میں دو فریق ہیں بعض حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی خدا مانکر محمد (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ) کو خدائی میں افضل جانتے ہیں اور بعض حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برتر خیال کرتے ہیں ان میں کا ایک گروہ اصحاب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کا قائل ہے کہ محمد (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ) علی (حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فاطمہ (حضرت خاتون

جنت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) حضرت امام حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شہید کربلا حضرت امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ پانچ بزرگ درحقیقت شخص واحد ہیں ایک ہی روح سب میں یکساں حلول کئے ہوئے ہے کسی پر فوقیت وبرتری نہیں یہ لوگ اسم فاطمہ کو تائے تانیث سے ادا نہیں کرتے تاکہ ان کی ذات تانیث کے داغ سے محفوظ رہے طائفہ یونسیہ یونس بن عبد الرحمٰن قمی کا پیرو ہے یہ کہتے ہیں کہ خدا عرش پر رونق افروز ہے گو فرشتے اس کو اٹھائے ہوئے ہیں لیکن وہ فرشتوں سے قوی تر ہے مثل کلنگ کے کہ اپنے دونوں پاؤں پر پھرتا ہے اور اپنے دونوں پاؤں سے بڑا اور قوی تر ہے ان میں سے مفوعہ فرقہ کے لوگ کہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے دنیا پیدا فرما کر اس کو حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ کے سپرد کر دیا اور دنیا کی ہر چیز کو آپ (حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کیلئے جائز اور مباح قرار دیا ان میں سے بعض اس کے قائل ہیں کہ دنیا حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کی گئی اسماعیلیہ فرقہ کے لوگ قرآن مجید کے باطن کو مانتے ہیں ظاہر کو نہیں کہتے کہ باطن کی نسبت ظاہر کی طرف ایسی ہے جیسے گودے اور مغز کی نسبت چھلکے کی طرف اور جو ظاہر قرآن مجید کو حجت بتاتا ہے وہ اوامر کی تعمیل اور نواہی سے اجتناب کے عذاب ومشقت میں اپنے کو گرفتار رکھتا ہے باطن قرآن مجید ترک عمل ظاہر کا تقاضا کرتا ہے یہ اپنے خیال پر اس آیت کریمہ سے حجت لاتے ہیں فرمایا عزوجل نے پس لگایا جاوے گا ان کے درمیان کوٹ جس کیلئے دروازہ ہے اس کے اندر کی طرف رحمت ہے اور باہر کی جانب عذاب یہ حرام چیزوں کو حلال جانتے ہیں ان کا قول ہے کہ حامل شریعت پیغمبر سات ہیں حضرت آدم (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) حضرت نوح (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) حضرت ابراہیم (خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) حضرت موسیٰ (کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) حضرت عیسیٰ (روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) محمد (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) اور حضرت محمد مہدی علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی رسول جانتے ہیں اصل دعوت ان کی یہ ہے کہ یہ شریعتوں کو باطل کرتے ہیں ان کے احکام میں شبہے اور شکوک پیدا کرتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں کہ: عورت بحالت حیض روزہ کیوں قضا کرتی ہے اور نماز کیوں نہیں پڑتی منی سے غسل کیوں واجب ہوتا ہے اور پیشاب سے کیوں نہیں بعض نمازوں میں چار بعض میں تین اور بعض میں دو رکعتیں فرض کیوں ہیں امور شریعہ میں تاویلات کرتے ہیں امام کی دوستی کو وضو اور رسول کی ذات کو نماز جانتے ہیں اور دلیل اس آیت سے لاتے ہیں البتہ نماز بے حیائی اور نامعقول بات سے روکتی ہے کہتے ہیں کہ نااہلوں کو واقف اسرار کرنا احتلام ہے اور تازہ وعدہ کرنا غسل ہے دین کی معرفت سے نفس کو پاک کرنا زکوٰۃ ہے نبی کعبہ ہیں اور دروازہ علی، محمد صفا ہیں اور علی مروہ ساتوں ائمہ کے ساتھ موالات سات طواف ہیں جنت بدن کے آرام اور تکلیف سے چھٹکارے کا نام ہے اور دوزخ ہمیشہ تکالیف سے بدن کی مشقت سے عبارت ہے غرض اور اسی قسم کی خرافات کے قائل ہیں یہ بھی کہتے ہیں کہ خدا نہ موجود ہے نہ معدوم نہ عالم نہ جاہل نہ قادر نہ عاجز جب حسن بن محمد صباح ظاہر ہوا تو اس نے دعوت کو زندہ کیا اور خود کو امام کا نائب ٹھہرایا کیونکہ ان کا گمان ہے کہ کوئی زمانہ امام سے خالی نہیں یہ عوام کو خواص کے علوم سے باز رکھتے ہیں اور خواص کو کتب متقدمین میں غور وخوض سے تاکہ ان کے فضائح اور قبائح پر ان کو اطلاع نہ ہو یہ فلسفہ کی روشنی میں چلتے

ہیں اور شریعتوں پر مذاق اُڑاتے ہیں طائفہ زیدیہ جو زید بن علی بن زین العابدین کی طرف منسوب ہے تین گروہوں میں بٹا ہوا ہے ایک گروہ کا نام جارودیہ یا (جارور یہ) ہے یہ نص خفی علی کی امامت کے قائل ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو کافر ٹھہراتے ہیں کیونکہ انھوں نے بعد پیغمبر علیہ السلام (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت نہیں کی دوسرا فرقہ سلمانیہ کہلاتا ہے یہ امامت کا دارومدار شوریٰ پر رکھتے ہیں حضرت امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام جانتے ہیں البتہ ان لوگوں کو خطا کار خیال کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودگی میں ان دو بزرگوں سے بیعت کی لیکن اس خطا کو فسق کی حد تک نہیں پہنچاتے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کافر کہتے ہیں تیسرا فرقہ تبریہ کے نام سے مشہور ہے یہ فرقہ سلمانیہ کے ساتھ متفق العقیدہ ہیں البتہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت ماننے میں تامل کرتے ہیں آجکل اکثر زیدیہ اصول میں معتزلہ کے پیرو ہیں اور فروع میں حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متبع البتہ چند مسائل میں مختلف الخیال ہیں ان میں سے امامیہ فرقہ کے لوگ نص جلی سے حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کو مانتے ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو کافر کہتے ہیں امامت کا سلسلہ حضرت امام محمد جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک چلاتے ہیں ان کے بعد امام منصوص میں اختلاف کرتے ہیں ان میں اکثر اس سلسلہ امامت کے قائل ہیں کہ امام محمد جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد آپ (امام محمد جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے صاحبزادہ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے بعد حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے بعد محمد بن علی التقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے بعد حضرت حسن بن علی الزکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے بعد حضرت محمد بن الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یہی امام منتظر کہلاتے ہیں پھر زمانہ گزرنے پر ان کے اگلوں کے دو فریق ہو گئے بعض نے معتزلہ کی طرف رجوع کر لیا اور بعض فرقہ مشبہ میں جا ملے یہ ہیں ان شیعہ کے گمراہ اور گمراہ کن فرقے ان کے بعض اور فرقوں کو نظر انداز اس لئے کیا گیا کہ وہ اصول وعقائد میں مذکورہ فرقوں کے ساتھ موافقت رکھتے ہیں گو چند مسائل میں ان کو اختلاف بھی ہے یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ ان شیعہ کے مقاصد کچھ ایسے موہوم بین الفساد اور ظاہر البطلان ہیں کہ جو شخص بھی ذرا عقل وتمیز رکھتا ہے اور ان کے مطالب کی حقیقت سے موافق ہوتا ہے بغیر دلیل معلوم کیے فوراً ان کے لغو اور لچر ہونے کا حکم لگاتا ہے یہ ان کی جہالت ہی کا تقاضا ہے کہ خود کو اہل بیت اور ائمہ اثنا عشر

(1) حضرت علی مرتضیٰ (2) حضرت امام حسن (3) حضرت امام حسین

(4) حضرت امام زین العابدین (5) حضرت امام محمد باقر (6) حضرت امام جعفر صادق (7) حضرت امام موسیٰ کاظم

(8) حضرت امام علی رضا (9) حضرت امام محمد تقی (10) حضرت امام علی نقی (11) حضرت امام حسن عسکری

(12) حضرت امام محمد مھدی .... رضی اللہ عنہم سے منسوب کرتے ہیں اور ان کے ساتھ موالات کا دم بھرتے ہیں خدا کی پناہ یہ بزرگ تو خود ان کی مبالغہ آمیز محبت سے بیزار ہیں اور ان کی متابعت پر راضی نہیں بلکہ ان بدکیشوں کی

محبت نصاریٰ کی محبت سے ملتی جلتی ہے جو وہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رکھا کرتے تھے کہ آخر اپنی انتہائی گمراہی کے باعث ان کو خدا کے ساتھ پوجنے لگے حالانکہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اس محبت سے بیزار تھے چنانچہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت اس کی تائید کرتی ہے کہ فرماتے ہیں ارشاد فرمایا! حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ نے تم میں حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشابہت ہے کہ یہودیوں نے ان کو برا سمجھا یہاں تک کہ ان کی والدہ پر زنا کی تہمت لگائی اور نصاریٰ نے ان کو ناپسندیدہ اور محبوب قرار دیا کہ ان کو اس درجے پر پہنچایا جو ان کیلئے ثابت نہیں ہے (یعنی خدا کا بیٹا کہا) پھر فرمایا میرے (حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) معاملے میں دو جماعتیں ہلاک ہوں گی ایک تو وہ جو حد سے زیادہ مجھ سے محبت رکھنے والے ہوں گے اور مجھ میں وہ خوبیاں بتائیں گے جو مجھ میں نہ ہوں گی دوسرے وہ میرے دشمن ہوں گے اور مجھ سے دشمنی ان کو اس پر آمادہ کرے گی کہ وہ مجھ پر بہتان باندھیں اور اللہ تعالیٰ کا فرمان جبکہ بیزار ہو گئے وہ لوگ کہ پیشوا تھے ان لوگوں سے کہ پیروی کرتے تھے ان کے حال کی صحیح ترجمانی ہے اے پروردگار جب ہمیں ہدایت دے تو ہم کو تو نہ بھٹکا ہمارے دلوں کو اور بخش ہم کو اپنے پاس سے رحمت البتہ تو رحمت دینے والا ہے اب ہم (حضرت عالی امام ربانی کمالات نبوت وولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) ان کے واہی تباہی اعتراضات کے جوابات کا سلسلہ چھیڑتے ہیں اور خدائے برتر پر بھروسہ کرتے ہیں جو سب سے بڑا بادشاہ ہے جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے اور اپنے بندے کی دعا کو قبول فرماتا ہے حضرات علماء ماوراء النہر نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرما کہ جناب پیغمبر (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) نے حضرات خلفاء ثلٰثہ کی بڑی تعظیم وتوقیر ظاہر فرمائی ہے اور ہر سہ بزرگوں کی مدح وتعریف میں بہت سے حدیثیں منقول ہیں اور آنحضرت (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) کے اقوال وافعال بموجب آیۂ کریمہ ''اور نہیں بولتے آپ (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) خواہش سے وہ صرف وحی ہے جو بھیجی جاتی ہے'' سراسر وحی ہیں اور شیعہ جب ان بزرگوں کی مذمت کرتے ہیں تو گویا وحی کی مخالفت کرتے ہیں اور وحی کی مخالفت کھلا کفر ہے شیعہ اس کے جواب میں بطور معارضہ کہتے ہیں کہ دلیل سے خلفاء کی شان میں قدح اور ان کی خلافت کا بطلان لازم آتا ہے کیونکہ شرح مواقف میں آمدی (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کا یہ قول نقل کیا ہے جو اکابر اہل سنت میں سے ہیں کہ پیغمبر (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) کی وفات کے وقت اہل اسلام میں آراء کا اختلاف پیدا ہو گیا پہلا اختلاف یہ تھا کہ حضرت پیغمبر (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) نے مرض موت میں ارشاد فرمایا میرے پاس کاغذ لاؤ کہ میں تمہارے لئے لکھدوں تاکہ تم میرے بعد نہ بہکو حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات پر راضی نہیں ہوئے کہا کہ آپ (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) پر مرض کا غلبہ ہے اور ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب موجود ہے جو ہم کو کافی ہے غرض صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس بارے میں اختلاف کیا اور ایک شور وغل کی آواز پیدا ہوئی اس کیفیت سے آنحضرت (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) آزردہ خاطر ہوئے فرمایا اُٹھو میرے

سامنے جھگڑا مناسب نہیں دوسرا اختلاف یہ تھا کہ واقعہ معلومہ کے بعد پیغمبر (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) نے ایک جماعت کو نامزد فرمایا کہ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ سفر پر روانہ ہوں اس جماعت میں سے بعض نے تعمیل میں سستی برتی جب آنحضرت (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کو اس کی خبر ملی تو آپ (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) نے بڑے اصرار سے فرمایا حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کو تیار کرو جو اس سے جان چرائے اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو اس تاکید کے باوجود بعض نے تعمیل کیلئے قدم نہیں اُٹھایا اور آپ (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کی بات نہ مانی لہٰذا ہم کہتے کہ جس امر کے لکھ لینے کی آنجناب (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) نے وصیت فرمائی وہ آیت مذکورہ کے بموجب وحی ہے اور حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس امر کو روکا تو وہ رد وحی ہوا اور رد وحی کفر ہے اس کاتم کو بھی اعتراف ہے پھر اللہ تعالیٰ کا یہ کلام بھی اسی پر دال ہے کہ جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے اُتارے ہوئے فرمان کے مطابق فیصلہ نہیں کیا وہ کافر ہیں اور کافر پیغمبر (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کی خلافت کی اہلیت نہیں رکھتا اور نیز جیش حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں شریک ہونے سے جان چرانا بموجب دلیل کفر ہے اور باتفاق رائے حضرات خلفاء ثلثہ ہی شرکت سے بچے اور کنارہ کش رہے بعدازاں جب حضرات علماء اعتراف کر چکے ہیں کہ آنحضرت (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ) کا فعل وحی ہے اور حقیقت میں ہے بھی ایسا ہی تو ہم کہتے ہیں کہ آنجناب (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ) کا مروان کو مدینہ سے نکال دینا لازمی وحی ہے پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس کو بلا لینا معاملات اس کے سپرد کرنا اور اس کی عزت کرنا دو وجھوں سے کفر ہے اول اسی دلیل کی رو سے جو ابھی حضرات کرام نے بیان فرمائی دوسرے بموجب فرمان الٰہی ''نہ پائیں گے آپ کسی قوم کو جو ایمان لاتے ہوں اللہ تعالیٰ اور دن آخرت پر دوستی کریں اس شخص سے کہ مقابلہ کرتا ہے اللہ (عزوجل) اور اس کے رسول (ﷺ) کا اگرچہ ہوں باپ ان کے یا بیٹے ان کے یا بھائی ان کے یا کنبا ان کا'' اب ہم توفیق الٰہی پر بھروسہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم کو تسلیم نہیں کہ آنحضرت (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کے تمام اقوال وافعال بروئے وحی ہیں اور آیت کریمہ سے شہادت پیش کرنا مفید مطلب نہیں کیونکہ وہ قرآن مجید کے ساتھ مخصوص ہے حضرت قاضی بیضاوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی ''وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْھَوٰیٓ'' اس مطلب کی طرف مشیر ہے کہ قرآن مجید کی کوئی بات اپنی خواہش سے ادا نہیں فرماتے اور اگر ایسا ہوتا کہ آپ (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کے تمام اقوال وافعال وحی کے بموجب ہوتے تو بعض اقوال وافعال حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ پر اعتراض نہ ہوتا اور حضرت عزاسمہٗ سے عتاب وارد نہ ہوتا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ''اے نبی ﷺ کیوں آپ حرام کرتے ہیں اس کو جو اللہ تعالیٰ نے آپ (حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کیلئے حلال کیا کیا آپ (حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) ازواج (مطہرات) کی مرضی چاہتے ہیں'' یا فرمان الٰہی ہے ''اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کیا' آپ نے ان کو کیوں اجازت دی'' یا ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اور نبی ﷺ کو نہیں چاہیے کہ اس کے قیدی ہوں مگر

یہ کہ خون گرا دے زمین میں تم دنیا کا سامان چاہتے ہو' اور فرمان خداوندی ہے ''اور نہ نماز پڑھے کسی پر ان میں سے جو مر جاوے''
ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ منافق پر آنحضرت (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) کے نماز پڑھنے کے بعد یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور دوسری سے پتہ چلتا ہے کہ نماز سے پہلے مگر ارادۂ نماز کے بعد اس آیت کا نزول ہوا بہر حال فعل سے نہی کا ثبوت بہم پہنچتا ہے خواہ وہ اعضائے بدنی کا فعل ہو یا دل کا اس قسم کی مثالیں قرآن مجید میں بہت ہیں تو ہوسکتا ہے آنجناب (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) کے بعض افعال و اقوال رائے اور اجتہاد سے ہوں حضرت قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آیت ''ما کان النبی الخ'' کی تفسیر کے ذیل میں کہتے ہیں یہ آیت کریمہ اس امر کی دلیل ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اجتہاد کرتے ہیں اور اجتہاد کبھی خطا ہوتا ہے لیکن وہ اس اجتہاد پر قائم نہیں رہتے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین عقلی اور اجتہادی امور و احکام میں اختلاف کی گنجائش اور خلاف کا حق رکھتے تھے بعض اوقات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی رائے پر وحی نازل ہوتی چنانچہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے پر وحی آئی اور یہ اس لئے کہ آں سرور (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) کی توجہ مبارک امور عقلیہ کی طرف کم تھی حضرت قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ روایت ہے کہ آنحضرت (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) کے پاس یوم بدر میں ستر (70) قیدی لائے گئے جن میں عباس اور عقیل بن ابی طالب بھی تھے آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) نے ان کے بارہ میں مشورہ فرمایا حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے یہ آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) کی قوم ہے آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) کے اہل ہیں ان کو باقی رکھئے شاید اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے اور ان سے فدیہ قبول فرمائے جس سے آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) کے اصحاب قوت حاصل کریں حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ان کی گردن اُڑائیے کیونکہ یہ کافروں کے پیشوا ہیں اور آپ (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) کو اللہ تعالیٰ نے فدیہ سے بے نیاز کیا ہے فلاں مجھ کو سپرد کیجئے اور حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے بھائی حوالے کیجئے ہم ان کا سر قلم کریں آنجناب (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) کو یہ رائے پسند نہ آئی فرمایا اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کے دلوں کو دودھ سے زائد نرم کر دیتا ہے اور بعض کے دلوں کو پتھر سے زائد سخت بنا دیتا ہے۔
اور اے حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہاری مثال حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی سی ہے جنھوں نے فرمایا جس نے میری پیروی کی وہ میری امت ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو گناہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے اور اے حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہاری مثال حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی سی ہے جنھوں نے فرمایا اے رب کسی کافر کو زمین پر بسنے والا نہ چھوڑ پس آپ نے اپنے اصحاب کو اختیار دیا (خواہ فدیہ لیں) انھوں نے فدیہ لیا پس یہ آیت کریمہ اتری ''ما کان النبی'' اس کے بعد حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ

تعالیٰ عنہ آنجناب (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کے پاس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) اور حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو رہے ہیں حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے یارسول اللہ ﷺ رونے کا راز مجھے بھی بتلایئے اگر رونا آئے روؤں ورنہ رونی صورت تو کم ازکم بناؤں آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) نے فرمایا کہ میں اپنے اصحاب پر رورہا ہوں کہ انھوں نے فدیہ لے لیا اور مجھ پر ان کا عذاب پیش کیا گیا جو اس درخت سے بھی قریب تر تھا حضرت قاضی بیضاوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہ آنحضرت (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) سے یہ بھی روایت ہے کہ آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) نے فرمایا کہ اگر عذاب نازل ہوتا تو سوائے حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوئی نہ بچتا کیونکہ انھوں نے بھی قتل کا مشورہ دیا تھا پس ہم کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ آنحضرت (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کا کاغذ منگوانے کیلئے حکم دینا یا جیش اسامہ کی تیاری کیلئے فرمایا اور اسی طرح آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) مروان کونکلوانا بطریق وحی نہ ہو بلکہ محض رائے اور اجتہاد سے ہو لہٰذا ان امور کی مخالفت کو ہم کفر تسلیم نہیں کرتے ہیں کیونکہ اس طرح کی مخالفت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت ہے جیسا کہ ابھی گزرا اور باوجود اس کے کہ نزول وحی کا سلسلہ جاری تھا کوئی عتاب یا انکار اس پر حضرت باری سے وارد نہیں ہوا حالانکہ آنحضرت (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کی شان والا میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف سے ذرا سی بے ادبی واقع ہونے پر حق سبحانہ وتعالیٰ کی جانب سے نہی وارد ہوتی اور مرتکبین بے ادبی پر وعید نازل ہوتی چنانچہ حضرت عزاسمہ فرماتے ہیں" اے ایمان والوں اپنی آوازوں کو نبی (حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کی آواز سے اونچا نہ اٹھاؤ اور گفتگو بلند آواز سے جیسا کہ آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو نہ کیا کرو ایسا نہ ہو کہ تمہارے عمل ضائع ہوجائیں اور تم کو علم بھی نہ ہو" شارح مواقف نے آمدی (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) سے نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ کی وفات کے وقت مسلمان ایک ہی عقیدہ پر قائم تھے سوائے ان لوگوں کے جو نفاق کو چھپاتے تھے اور موافقت کو ظاہر کرتے تھے پھر ان میں آپس میں اختلاف رونما ہوا پہلے ان امور اجتہادیہ میں جن سے نہ تو ایمان واجب ہو نہ کفر واجب ہو اور ان کی غرض اس سے دین کے مراسم کو قائم کرنا اور شریعت کے طرق کی پائداری تھی چنانچہ ایک اختلاف ان کا وہ تھا جو حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ کے مرض موت میں آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کے فرمان "اِئْتُوْنِیْ بِقِرْطَاسٍ الخ" کے ذیل میں رونما ہوا یا وہ اختلاف جو جیش اسامہ سے پیچھے رہنے میں واقع ہوا بعض نے اتباع کو واجب قرار دیا بموجب حکم علیہ السلام "جھزو اجیش اسامہ لعن اللہ من تخلف عنہ" اور بعض حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ کی بیماری کا انجام دیکھنے کے انتظار میں پیچھے رہے اگر اس پر اعتراض کرے اور اسی مقدمہ کو جس پر منع وارد کیا گیا ہے ثابت کرنے لگے کہ آں سرور (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کے اجتہاد کا ثبوت بھی وحی سے ہوا

ہے پس صادق آیا کہ جمیع افعال واقوال آنحضرت (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کے بموجب وحی ہی ہوں کیونکہ احکام اجتہادیہ اس صورت میں بذریعہ وحی ثابت ہوئے ہیں جواب میں ہم کہتے ہیں کہ جمیع افعال واقوال سے مراد ہر فعل اور ہر قول آنحضرت (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کا خاص خاص طور پر تفصیلاً ہے جیسا کہ سمجھدار دقیق النظر انسان پر پوشیدہ نہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ مجتہدین کے تمام اقوال وافعال بموجب وحی ہوں کیونکہ ان کا اجتہاد بھی تو وحی سے ثابت ہے عقلمند اس سے عبرت حاصل کریں علاوہ اس کے ہم کہتے ہیں کہ اس مقدمہ کا اثبات کوئی نفع نہیں دیتا اس لئے کہ اس کی کنجی دوسرا ایک مقدمہ ہے وہ یہ کہ حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ کے جمیع افعال واقوال وحی سے ثابت ہونے کی تقدیر پر ان کی مخالفت کا کفر ہونا ہے اور اس کا حال گزر چکا اب علماء ماوراء النہر کی عبارت میں ان کے اس قول سے مراد کہ آپ (حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کے تمام افعال واقوال بموجب وحی ہیں وہ امور ہیں جو امور اجتہادیہ کے علاوہ آپ (حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) سے صادر ہوئے خواہ وہ وحی خفی سے ہوں یا وحی جلی سے اور اسی قدر تعمیم ان کے مقصد میں کافی ہے ظاہر ہے وہ احادیث جو خلفائے ثلٰثہ کی مدح وستائش میں وارد ہیں ان کا شمار غیب کی خبروں میں ہے اور غیب بطریق وحی معلوم ہوسکتا ہے رائے اور اجتہاد کو اس میں کوئی دخل نہیں خدائے عزوجل نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں ان کو سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''وہ غیب کا جاننے والا ہے اپنے غیب پر کسی کو آگاہ نہیں کرتا مگر جس کو چاہے اپنے رسولوں میں سے'' لیکن بدیں صورت لازم آتا ہے کہ آیہ کریمہ ''وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی'' سے وہ عام معنی مراد ہوں جو قرآن اور وحی خفی ہر دو کو شامل ہے اور شک نہیں کہ اس قسم کے اقوال وافعال سے انکار اور ان کی مخالفت سے وحی کی مخالفت اور اس کا انکار لازم آتا ہے اور وحی کی مخالفت کفر ہے اور وہ احادیث مبارکہ جو ان بزرگوں کی مدح وستائش میں وارد ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص سرمایہ علم بخشتی ہیں کثیر تعداد میں ہیں یہاں تک کہ اگر ان کی کثرت طرق وتعداد رواۃ کا لحاظ کیا جائے تو وہ شہرت کی حد تک یا معنی تواتر کے درجہ تک پہنچتی ہیں ہم ان میں سے چند کا ذکر کرتے ہیں مثلاً ایک وہ ترمذی شریف حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ سے بدیں معنی بیان کرتے ہیں کہ آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ) نے حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ تم میرے غار کے ساتھی ہو اور حوض کوثر پر میرے رفیق یا انھیں ترمذی شریف کی بیان کردہ حدیث شریف کہ آپ (آقائے دوجہاں مدنی تاجدار ﷺ) نے فرمایا حضرت جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس میں میری امت کے لوگ داخل ہوں گے حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے یارسول اللہ ﷺ میری آرزو ہے کہ میں آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کے ساتھ ہوتا اور اس دروازہ کو دیکھتا آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) نے فرمایا حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم تو جنت میں سب سے پہلے داخل ہوگے بخاری ومسلم میں حدیث شریف نقل ہے کہ حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ نے فرمایا کہ میں جنت میں گیا اور وہاں میں نے ایک محل دیکھا

جس کے صحن میں ایک چھوکری تھی میں نے پوچھا یہ کس کی ہے کہا گیا کہ یہ حضرت امیر المؤمنین سیدُ نا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے میرا ارادہ ہوا کہ اس کے اندر جا کر لونڈی کو دیکھوں لیکن اے حضرت امیر المؤمنین سیدُ نا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہاری غیرت مجھ کو یاد آئی حضرت امیر المؤمنین سیدُ نا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) پر قربان ہوں کیا آپ (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) پر مجھے غیرت ہوسکتی ہے ابن ماجہ روایت کرتے ہیں کہ حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ نے فرمایا وہ شخص میری امت کا جنت میں سب سے بلند درجہ کا ہوگا حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم اس شخص سے مراد سوائے حضرت امیر المؤمنین سیدُ نا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی کو نہیں جانتے تھے یہاں تک کہ انھوں نے وفات پائی یہاں وہ حدیث شریف بھی قابل لحاظ ہے جو ابو علی عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے حضرت امیر المؤمنین سیدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر المؤمنین سیدُ نا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقدم نہیں بنایا بلکہ خود خدا تعالیٰ نے ان کو مقدم ٹھہرایا یا وہ حدیث شریف جو حضرت ابو علی عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ نے میرے پاس حضرت جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے میں نے ان سے کہا کہ حضرت امیر المؤمنین سیدُ نا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل بیان کیجئے انھوں نے جواب دیا اگر میں ان کے فضائل اس قدر مدت بیان کروں جس قدر مدت حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قوم میں رہے تو بھی ان کے فضائل ختم نہ ہوں اور حضرت امیر المؤمنین سیدُ نا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امیر المؤمنین سیدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں یہاں وہ حدیث شریف بھی قابل لحاظ ہے جس کو ترمذی شریف اور ابن ماجہ شریف حضرت امیر المؤمنین سیدُ نا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ نے فرمایا کہ حضرت امیر المؤمنین سیدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت امیر المؤمنین سیدُ نا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں جنت کے ادھیڑ عمر والوں کے سردار ہیں اولین سے آخرین تک سوائے انبیاء علیہم السلام اور مرسلین کے یہاں وہ حدیث شریف بھی قابل غور ہے جو بخاری و مسلم شریف، حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا میں مدینہ کے ایک باغ میں حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ تھا ایک شخص آیا انھوں نے دروازہ کھلوانا چاہا آپ نے فرمایا دروازہ کھولو اور اندر آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو میں نے دروازہ کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت امیر المؤمنین سیدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں میں نے ان کو خوشخبری دی انھوں نے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا پھر ایک شخص نے دروازہ کھلوانا چاہا حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ نے مجھ سے پھر فرمایا دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری سناؤ میں نے دروازہ کھولا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت امیر المؤمنین سیدُ نا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں میں نے ان کو خوشخبری سنائی انھوں نے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا پھر ایک آدمی نے دروازہ

کھلوانا چاہا آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) نے فرمایا دروازہ کھلوا اور بلوے میں جو مصیبت پہنچنے والی ہے اس کے بدلے میں ان کو جنت کی خوشخبری سناؤ، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں میں نے ان کو خوشخبری سنائی انھوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور کہا اللہ مددگار ہے۔

نیز اگر مان بھی لیا جائے کہ مروان کا نکالنا بروئے وحی تھا تو ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ اس کا نکالنا اور جلاوطنی ہمیشہ کیلئے تھی اور آنحضرت (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) کی یہی منشا تھی ایسا کیوں نہ ہو کہ اخراج وقتی ہو جلاوطنی مقرر مدت تک ہو جیسا کہ آنحضرت (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) نے حد زنا میں فرمایا کنوارے کی کنواری کے ساتھ زنا پر سو کوڑے اور ایک ایک سال کی جلاوطنی ہے اب چونکہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اخراج کی مدت کا پتہ تھا سزا اور جلاوطنی کی مدت ختم ہونے پر آپ اس کو مدینے میں لے آئے اور اس میں کوئی قباحت نہیں ہے رہی آیت کریمہ ''لاتجد قوما'' الخ: تو یہ کفار کی دوستی سے روکتی ہے اور مروان کا کفر ثابت نہیں کہ اس کی دوستی ممنوع قرار پائے لہٰذا سمجھو انصاف کرو اور سینہ زوری نہ کرو تا کہ اندھی اونٹنی کی طرح بھٹکنے لگو نیز شیعہ نے بطریق منع اور مناقضہ کہا کہ خلفائے ثلثہ کی مدح جو آنحضرت (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) سے ثابت ہے وہ متفق علیہ فریقین نہیں کیوں کہ شیعہ کی کتابوں میں ان کا نشان تک نہیں اور جو احادیث مبارکہ مذمت پر دلالت کرتی ہیں مثلاً گزشتہ روایتیں (کاغذ اور جیش اسامہ) یہ دو فریق کی کتابوں میں درج ہیں یہ بھی کہتے ہیں کہ بعض اہل سنت وضع حدیث شریف کو مصلحت کی خاطر جائز قرار دیتے ہیں لہٰذا غیر متفق علیہ حدیث شریف پر سے اعتماد لازمی اُٹھ جاتا ہے دفع اشکال میں بطریق اثبات مقدمہ ممنوعہ ہم کہتے ہیں کہ جب شیعہ انتہا کی تعصب وعناد سے اسلاف پر طعن اور خلفائے ثلثہ پر سب وشتم بلکہ ان کو کافر کہنے کو اسلام اور اپنی عبادت خیال کرتے ہیں تو لامحالہ احادیث مبارکہ صحاح جو ان کے مناقب میں واقع ہیں ان میں بے سند و بے دلیل جرح وقدح کرتے ہیں اور ان میں تحریف و تصرف سے کام لیتے ہیں یہ تو کلام اللہ جس پر مدار اسلام ہے اور قرن اول سے بتواتر نقل ہے اور کسی شبہ کی اس میں گنجائش نہیں اور مطلق زیادتی ونقصان کا اس میں احتمال نہیں اس میں بھی گھڑی ہوئی آیتیں اور بناوٹی کلمے ملا دیتے ہیں اور آیات قرآنی میں تصحیف کورو وار کھتے ہیں چنانچہ آیہ کریمہ ''اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ''میں تصحیف اس طرح کر ڈالی اور اس طرح تحریف کا قلم چلایا ''انّ علياً جمعهٗ وقرُ ابته فَاِذَا قَرَاْتَهٗ فاتَّبِعْ قُرابته ''انتہائی گمراہی کا شکار ہو کر یہاں تک کہہ جاتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان بعض آیات قرآنی کو چھپا لیا ہے جو اہل بیت کی مدح میں وارد تھیں اور ان کو قرآن مجید میں شامل نہیں کیا یہ بات بھی اوپر گزر چکی ہے کہ ان شیعہ کا ایک فرقہ اپنے گروہ کے نفع اور بہبود کیلئے جھوٹی گواہی کو روا رکھتا ہے انھیں برائیوں سے یہ لوگ طعن کے نشانہ بنے اور ان پر سے اعتماد اُٹھ گیا اور ان کی عدالت ختم ہو گئی ان کی تصنیف شدہ کتابیں اعتبار نہیں رکھتیں اور ان کا درجہ تحریف شدہ توریت وانجیل سے زائد نہ رہا اہل سنت کی کتب صحاح میں مثلاً بخاری شریف جو اصح الکتب بعد القرآن ہے یا مسلم وغیرہ میں خلفائے ثلثہ کی مدح وستائش کے علاوہ کچھ نہیں اب یہ اپنے فساد طبع اور

خرابی مزاج سے اس کو مذمت خیال کر بیٹھے یہ ان کا سراسر خیال فاسد اور تصور باطل ہے کوئی صفراوی مزاج والا جس طرح شکر کو کڑوا جانتا ہے بس یہی حال ان کا ہے اس کی تحقیق اوپر گزر چکی اور جو کج طبع ہیں متشابہات کی تابعدار فتنہ انگیزی کی غرض سے کرتے ہیں اور شیعہ کا یہ کہنا کہ بعض اہل سنت وضع حدیث شریف کو مصلحت کی بنا پر جائز سمجھتے ہیں اور اسی لئے غیر متفق علیہ حدیث شریف پر اعتبار اُٹھ گیا تو ۔ یہ بات جب وقعت رکھتی کہ اہل سنت نے اس قسم کے لوگوں کے کلام کو رد نہ کیا ہوتا اور تردید کا پہلو اختیار نہ کرتے اور ان کے کذب کو بے نقاب نہ کرتے لیکن اس کے برخلاف واقعہ تو یہ ہے کہ اہل سنت نے اپنی کتابوں میں ان کے کذب و افتراء کو وضاحت سے بیان کیا اور ان کے کلام کو درجہ اعتبار سے گرادیا لہٰذا اب اہل سنت کی طرف کونسا قصور عائد ہوسکتا ہے اب تو حق باطل سے نکھر کر صاف جدا ہو گیا نیز شیعہ نے جواب میں بطریق منع کہا کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ خبر واحد کی مخالفت کفر ہے کیونکہ ثابت ہے کہ مجتہدین نے خبر احاد کی مخالفت کی ہے واضح رہے کہ وہ احادیث مبارکہ جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مدح وستائش میں وارد ہیں اگرچہ باعتبار الفاظ احاد ہیں لیکن بلحاظ کثرت رواۃ اور تعدد طرق وہ تواتر معنوی کی حد تک پہنچ چکی ہیں جیسا کہ گزرا اس میں تو بہر حال شک کی گنجائش نہیں کہ ان کے مطلب و مفہوم سے انکار کفر ہے اور اس قسم کی احادیث مبارکہ سے مخالفت مجتہدین سے ثابت نہیں ہے بلکہ حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جو رئیس اہل سنت ہیں نہ صرف خبر واحد کو بلکہ اقوال صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھی قیاس پر مقدم رکھتے ہیں اور ان کی مخالفت کو روا نہیں رکھتے نیز شیعہ خلفائے ثلثہ کی مدح میں وارد احادیث مبارکہ کو مانتے ہوئے جواب میں کہتے ہیں اور مقدمہ صحیحہ کو رد کرتے ہیں کہ آنحضرت (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) کی تعظیم و توقیر جو خلفائے ثلثہ کی شان میں واقع ہے یہ مخالفت کے وقوع سے پہلے پہلے کی تھی اس سے نتیجہ کی سلامتی و بہتری کا پتہ نہیں چلتا کیونکہ وہ گناہ جو ابھی صادر نہ ہوا ہو باوجود یہ کہ اس کا صدور معلوم ہو اس کی سزا قبل صدور مناسب نہیں چنانچہ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن ملجم کی بدکرداری کا پتہ دے دیا تھا لیکن بایں ہمہ اس کو سزا نہیں دی۔

واضح ہو کہ جو احادیث مبارکہ ان کی مدح میں وارد ہیں ان کی عاقبت کی درستی اور بہتری کی کھلی دلیل ہیں اور ان کے پرامن خاتمہ کو بتاتی ہیں ان احادیث مبارکہ کا مضمون صاف اس کی طرف مشیر ہے اور اس قسم کی صحیح اور حسن حدیثیں بہت سی ہیں اور جس طرح گناہ کے سرزد ہونے سے پہلے یا اس قصور سے پہلے جس کا سرزد ہونا معلوم ہو عقوبت مناسب نہیں اسی طرح جس کی برائی معلوم ہو اور سزاوار عقوبت ٹھہرتا ہو اس کی مدح وستائش بھی روا نہیں لہٰذا مدح و تعظیم ان بزرگوں کی ان کی اچھائی پر صاف دال ہے فی الوقت بھی اور آئندہ بھی یہی وجہ تھی کہ حضرت امیر نے ابن ملجم کو اگر سزا نہیں دی تو اس کی تعریف و توصیف بھی نہیں کی اور اس کی تعظیم و توقیر کو روا نہ رکھا اس مبحث کی تحقیق آیہ کریمہ ''لقد رضی اللہ عن المؤمنین'' الخ، کے ذیل میں آئے گی۔

علمائے ماوراء النہر رحمہم اللہ نے فرمایا کہ بمقتضائے آیہ کریمہ ''لقد رضی اللہ عن المؤمنین'' الخ، خلفائے ثلثہ رضا مندی حق سے مشرف ہو چکے ہیں لہٰذا ان کو گالی دینا کفر ہوگا۔

شیعہ نے جواب میں بطریق مناقضہ کہا اور ان کی رضا مندی کے استلزام کو رد کیا کہا کہ اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو اس آیت کریمہ سے ایک مخصوص فعل (بیعت) پر حضرت عزاسمہ کی رضا مندی کا پتہ چلتا ہے اور اس سے کسی کو انکار نہیں کہ خلفائے ثلثہ سے بعض افعال حسنہ صادر ہوئے ہیں گفتگو اس میں ہے کہ بعض افعال قبیحہ بھی ان سے سرزد ہوئے جو بیعت وعہد کے مخالف ہیں جیسا کہ خلافت کے بارے میں حضرت پیغمبر (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کی نص کی مخالفت کی اور خلافت کو چھین بیٹھے خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزردہ دل کیا حالانکہ صحیح بخاری شریف میں مذکور ہے اور مشکوٰۃ شریف میں مناقب کے بیان میں خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں منقول ہے کہ آنحضرت (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) نے فرمایا جس نے ان کو اذیت پہنچائی تو اس نے مجھ کو اذیت پہنچائی اور جس نے مجھ کو اذیت پہنچائی اس نے گویا اللہ تعالیٰ کو ستایا پھر اس کلام صادق کا مضمون البتہ وہ لوگ جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں لعنت کی صاف اس امر پر گواہ ہیں خلاصہ کلام یہ ہے کہ بواسطہ ان افعال قبیحہ کے اور وصیت حضرت پیغمبر (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کو رد کردینے اور جیش اسامہ سے پیچھے رہنے سے وہ طعن و مذمت کا نشانہ بنے کیونکہ عاقبت کی سلامتی اعمال کے خاتمہ کی اچھائی پر موقوف ہے اور عہد حضرت پیغمبر (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کو وفا کرنے پر۔ ہم کہتے ہیں کہ جس مقدمہ کو وہ رد کرتے ہیں اسی کو ہم ثابت کرتے ہیں اور بیان استلزام کا یہ ہے کہ آیت کریمہ کا مفہوم بعد تحقیق و تدقیق یہ ٹھہرتا ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی رضا مندی مومنین کے ساتھ اسی وقت سے ثابت ہے جبکہ وہ نبی (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) بیعت کر رہے تھے زیادہ سے زیادہ یہ ہے اور تدقیق سے بھی یوں معلوم ہوتا ہے بیعت ان کی نبی (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی علت ہے پس بیعت کا فعل حسن ہونا اور پسندیدہ ہونا اس سے خود سمجھ میں آسکتا ہے کیوں کہ وہ رضا مندی کی علت ہے چنانچہ جب یہ لوگ بیعت کرنے والے اس بیعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی سے مشرف ہو چکے ہیں تو بیعت بطریق اولیٰ پسندیدہ ہوگی لیکن بیعت کا پسندیدہ ہونا اصالۃً بغیر اس کے بیعت کرنے والے پسندیدہ لوگ ہوں جیسا کہ شیعہ گمان کرتے ہیں فہم سے بالکل بعید بات ہے جو اسالیب کلام سے ذرا واقفیت رکھتا ہے اس سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں اور جب حق تک ان کی رسائی نہ ہو سکی تو انھوں نے اپنی خطا کا نام تدقیق رکھ لیا لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ وہ جماعت جس سے حق سبحانہ وتعالیٰ راضی ہو گیا ہو ان کے اندرونی اور چھپے حالات سے واقف ہو ان پر سکینہ اور طمانیت اتار چکا ہو جیسا کہ فرمایا پس جانا ان کے دل کی چیز کو پس نازل کی سکینہ اور نیز اس جماعت کو آں سرور (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ) نے جنت کی خوشخبری سنادی ہو وہ جماعت لامحالہ خاتمہ کی برائی اور نقض عہد و بیعت سے محفوظ و مامون ہوگی۔

اس کے علاوہ اگر آیت کریمہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ان کے فعل خاص بیعت سے ہو جیسا کہ شیعہ کو دھوکہ لگا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ جب حق سبحانہ وتعالیٰ ان کی بیعت سے راضی ہوا اور ان کے اس فعل کو مستحسن سمجھا تو وہ جماعت جو اس رضا مندی کے

شرف سے مشرف ہوئی پسندیدہ اور محمود العاقبہ ہوگی اور اس وقت کفار کے افعال سے راضی نہیں [illegible]
انعال سے بھی راضی نہیں جو مذموم العاقبہ ہے اگر چہ پسندیدہ افعال اس سے سرزد ہوں اور وہ افعال [illegible]
ہی لوگوں کے اعمال کے بارے میں ارشاد باری ہے اور وہ لوگ جو کافر ہیں ان کے اعمال سراب (دھوکے) کی طرح [illegible]
میدان میں ہو پیاسا اس کو پانی سمجھتا ہے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آتا ہے اس کو کچھ نہیں پاتا اور [illegible]
میں سے اپنے دین سے مرتد ہو جائے پس وہ مرجائے کافر ہو کر وہی لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا و آخرت میں ضائع [illegible]
لہٰذا وہ فعل جو آخرت میں کام نہ آوے اور وہاں ناچیز ہو جائے اس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کوئی معنی نہیں رکھتی [illegible]
قبولیت کے آخری درجہ سے عبارت ہے اور اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کو رد کرنا یا قبول باعتبار مآل اور نتیجے کے ہے کیونکہ [illegible]
ہوتا ہے اور خلافت حضرت امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضرت پیغمبر (حضور [illegible]
ئے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) سے کسی نص کا وارد ہونا ثابت نہیں ہوا بلکہ امتناع ورود پر دلیل قائم ہے کیونکہ اگر نص وارد ہوتی تو
بتواتر نقل ہوتی کہ اس کے دواعی (اسباب) بہت ہیں مثلاً اگر کسی خطیب کا منبر پر قتل ہو جائے تو وہ مشہور اور متواتر ہوتا ہے نیز
حضرت امیرؓ اس نص کو دلیل میں پیش کرتے اور حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت سے روک
دیتے جس طرح حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انصار کو خلافت سے روک دیا اور حدیث شریف
امام قریش میں سے ہوں گے پیش کی انصار نے اس کو قبول کیا اور امامت سے دست کش ہو گئے شارح تجرید نے کہا جس کو دین
سے ذرا سا بھی لگاؤ ہو وہ کیسے ایسا گمان کرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جنھوں نے آنحضرت (حضرت محمد مصطفیٰ احمد
مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) کی نصرت کی خاطر شریعت کو برقرار رکھنے کیلئے اور آنجناب (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم
ﷺ) کی تعمیل حکم اور اتباع طریقہ کی خاطر اپنی جانیں قربان کیں اپنا مال و دولت لٹا ڈالا اپنے عزیز و اقارب اور کنبے والوں قتل کیے
وہ آنجناب (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) کو دفن کرنے سے پہلے آپ کی مخالفت کر بیٹھیں پھر جبکہ مقصود پر نصوص
قطعیہ ظاہر الدلالت موجود ہوں بلکہ اس جگہ اشارات اور روایات اور بھی ہیں کہ بہت دفعہ ان کے جمع ہونے سے علم قطعی ہوتا ہے
جبکہ وہ ان نصوص قطعیہ کے مثل نہ ہوں اور وہ یہ کہ وہ نصوص قطعیہ (جو امامت حضرت امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ہیں) محدثین میں سے کسی ثقہ شخص سے ثابت نہیں ہیں باوجود یہ کہ ان کو امیر المومنین سے شدید محبت ہے
اور انھوں نے بہت سی وہ احادیث مبارکہ نقل کی ہیں جو آپ کے مناقب اور امور دنیا و آخرت میں آپ کے کمالات سے تعلق رکھتی
ہیں نیز آپ خطبوں رسائل فخر و مباہات کے کلاموں مخاصمات میں اور اس، اس وقت کہ لوگ آپ بیعت سے رکے ان کی نقل
ثابت نہیں بلکہ آپ نے امر خلافت کو چھ آدمیوں کے مشورہ پر موقوف رکھا اور خود حضرت امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شوریٰ میں داخل ہوئے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا آپ ہاتھ بڑھایئے میں آپ سے بیعت کروں تاکہ لوگ کہیں کہ آنحضرت (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ

سرکار دو عالم ﷺ) کے چچا نے اپنے بھتیجے سے بیعت کرلی تو آپ کی بیعت سے دو آدمی بھی نہ پھر سکیں اور حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کاش میں رسول اللہ ﷺ سے اس امر خلافت کے بارے میں دریافت کرلیتا پھر جو ہوتا اس میں ہم جھگڑا نہ کرتے پھر حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں کے بیعت کرنے میں مباحثہ کیا لیکن کوئی نص نبی ﷺ پیش نہیں کی۔

اور خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آزار رسانی سے جو بظاہر ممانعت حدیث شریف میں وارد ہے وہ مطلق بہر وجہ مراد نہ ہوگی کیونکہ بعض وقت خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت امیر (علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے آزردہ دل ہوئیں چنانچہ احادیث مبارکہ وآثار اس پر دال ہیں نیز حضرت پیغمبر (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) نے بعض ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے فرمایا مجھ کو حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارہ میں ایذا نہ دو کیونکہ وحی مجھ پر سوائے حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کسی کے لحاف میں نہیں آتی لہٰذا آنحضرت (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) نے حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آزار وآزردگی کو اپنا آزار قرار دیا ہے اور شک نہیں کہ حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت امیر (علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے آزردہ دل تھیں لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ احادیث مبارکہ میں جس ایذا رسانی کی ممانعت ہے ہوسکتا ہے کہ وہ خواہش نفسانی کے ساتھ مخصوص ہو اور ارادہ شیطان کے ساتھ وہ مشروط ہو اور وہ آزار وآزردگی جو کلمہ حق کے اظہار سے واقع ہو جو مطابق حدیث شریف و نص ہو تو وہ ممنوع نہ ہو پھر اس کا بھی سب کو علم ہے کہ خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آزردگی حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بدین باعث تھی کہ آپ نے فدک سے ارث کو روک دیا تھا اور حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس ممانعت میں حدیث نبوی سے حجت لاتے تھے کہ آنجناب (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) نے فرمایا ہم انبیاء علیہم السلام کے گروہ ہیں ہم ورثہ نہیں چھوڑتے جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے آپ خواہش نفسانی کے تابع نہ تھے لہٰذا آپ وعید میں داخل نہیں ہوں گے اگر کوئی کہے کہ جب حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث شریف حجت لائے اور آپ نے آنحضرت (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) کا دیا ہوا حکم نقل کیا تو خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیوں غصہ ہوئیں کیوں آزردہ خاطر ہوئیں کہ آپ (حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی آزردگی آنحضرت (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) کی آزردگی تھی جس سے ممانعت ہے اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا غصہ اور آپکی آزردگی اختیار وقصد نہ تھی بلکہ بتقاضائے بشری و جبلت عنصری تھی اور بشریت کے تقاضے اختیار وقصد سے باہر ہیں اور ممانعت اور نہی ان کو شامل نہیں۔

علماء ماوراء النہر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت پیغمبر (حضور پرنور

آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کا صاحب قرار دیا ہے لہٰذا آپ (حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مستحق ملامت وذم نہیں ٹھیر سکتے شیعہ اس کے جواب میں بطریق منع کہتے ہیں کہ آیت کریمہ (کاکہ) اس نے اپنے صاحب سے اور وہ جواب وسوال کر رہا تھا کہ تو نے کفر کیا دلالت کرتی ہے کہ مسلم اور کافر میں مصاحب ہوسکتی ہے اور آیت کریمہ اے میرے قید خانہ کے صاحبوں کیا مختلف رب بہتر ہیں یا اللہ واحد القہار بھی اسی مطالعہ کی تائید کرتی ہے گویا حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جو پیغمبر ہیں دونوں آدمیوں کو اپنا صاحب کہتے ہیں جو بت پرست تھے اس سے صاف ظاہر ہوا کہ پیغمبر کا صرف صاحب ہونا خوبی کی نشانی نہیں جس کے نصیب میں فلاح وبہبود نہ تھی اس کو نبی کا چہرہ دیکھنا سودمند نہ ہوا۔

ہم مقدمہ ممنوعہ کو ثابت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مصاحبت بشرط مناسبت بلاشبہ مؤثر ہے اور اس کی تاثیر کا انکار کرنا بات کو ٹھکرانا ہے اور عرف وعادت سے مقابلہ کرنا ہے چنانچہ ایک بزرگ کیا خوب کہتے ہیں جو صحبت کے آثار کا منکر ہے اس کی جہالت ہمارے نزدیک ثابت ہے اب چونکہ مسلم وکافر میں مناسبت نہ کی، ایک دوسرے کی صحبت کا اثر لینے سے محروم رہ گئے اور یہ جو منقول ہے کہ وہ دو بت پرست حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کی برکت سے مسلمان ہو کر مشرکین کی عادات سے بیزار ہوگئے تو حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پوری مناسبت رکھنے کے باوجود آنحضرت (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کی صحبت باسعادت سے کیوں سعادت اندوز نہ ہوں اور آنجناب (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کے کمال ومعارف سے کس طرح محروم ہوں چنانچہ آنسرور (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) خود ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ میں جو بھی چیز ڈالی وہ میں نے حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ میں ڈال دی۔ ظاہر ہے جس قدر مناسبت زیادہ اسی قدر فائدۂ صحبت زیادہ لہٰذا اس طرح حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے افضل ٹھہرے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کوئی بھی آپ (حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے درجہ تک نہ پہنچ سکا یہ اسی لئے کہ آپ (حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو آنحضرت (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) سے سب سے زیادہ مناسبت تھی۔

آنحضرت (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) نے فرمایا کہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کثرت نماز وروزہ سے فضیلت نہیں دی گئی بلکہ اس چیز کی وجہ سے جو ان کے دل میں ڈالی گئی ہے علماء کرام نے فرمایا ہے کہ وہ چیز محبت اور فنافی حب رسول (ﷺ) ہے پس انصاف کو سامنے رکھتے ہوئے پیغمبر (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کے ایسے ساتھی کو کس طرح قابل ذم ولعن قرار دیا جائے ان کے مونہوں سے بہت بڑی بات نکلتی ہے یہ لوگ جھوٹ کے سوا کچھ منہ سے نہیں نکالتے۔

علماء ماوراء النہر نے فرمایا کہ حضرت امیر (حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) باوجود انتہائی بہادر

ہونے کے جب خلفاء ثلٰثہ سے لوگوں نے بیعت کی تو آپ (حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے منع نہیں فرمایا بلکہ خود بھی متابعت میں حصہ لیا لہٰذا یہ بات بھی بیعت کے حق ہونے پر کھلی دلیل ہے ورنہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں فرق آتا ہے۔

شیعہ نے اس کے جواب میں بطریق نقض کہا اور الزام مشترک جاری کیا لیکن اس کی بھی توجیہہ بطریق منع ہوسکتی ہے جس کو مناظرہ کے فن سے ذرا سا مذاق ہے اس کے نزدیک یہ بات ظاہر ہے شیعہ نے اس طرح کہا کہ پہلے اس کے حضرت امیر (حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آنحضرت (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ) کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوں خلفاء ثلٰثہ نے ثقیفہ بنی ساعدہ میں اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو جمع کیا اور حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اب جب حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کی خبر پائی تو متبعین کی کمی اور اہل حق کی بلاوجہ خونریزی سے ڈر کر یا کسی اور امر کی بنا پر مزاحمت پر آمادہ نہ ہوئے تو یہ حقیقت حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے حق ہونے کو نہیں بتاتی دیکھئے حضرت امیر (حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) باوجود اس کے کہ بڑے بہادر تھے اور حضرت پیغمبر (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ) کی خدمت میں حاضر اور آپ (حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے علاوہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی آنجناب (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ) کی ہمراہی میں موجود لیکن پھر بھی کفار قریش سے جنگ کے بغیر مکہ معظمہ سے آنجناب (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ) نے ہجرت فرمائی پھر ایک مدت بعد جب واپس مکہ معظمہ کی طرف پھرے تو حدیبیہ میں پہنچ کر صلح کی اور لوٹ کر چلے گئے لہٰذا جو سبب آنحضرت (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ) حضرت امیر (حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا کفار قریش سے جنگ نہ کرنے کا ہوسکتا ہے وہی سبب حضرت امیر (حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے جنگ نہ کرنے کا ہوسکتا ہے بلکہ مزید برآں کفار قریش کی سچائی کا وجود ہی نہ تھا مگر حضرت امیر (حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے مقابل کے لوگ تو پھر بھی سچائی رکھتے تھے (تو ان کے خلاف حضرت امیر (حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیسے اُٹھتے) اہل تحقیق جانتے ہیں کہ یہ نقض اُٹھ کر اوپر بھی جاتا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے) کیونکہ فرعون چار سو سال تک تخت سلطنت پر بیٹھا دعویٰ خدائی کرتا رہا اسی طرح شداد نمرود وغیرہ سالہا سال تک اس باطل دعوے میں غلطاں و پیچاں رہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو باوجود اپنی کمال قدرت کے ہلاک نہیں کیا لہٰذا جب اللہ تعالیٰ کے حق میں دشمن کے دفعیہ میں تاخیر اور ڈھیل کی گنجائش ہے تو بندہ کے حق میں تو لامحالہ اس کی گنجائش ہوگی اور یہ جو کہا ہے کہ حضرت امیر (حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے خلفائے ثلٰثہ سے بیعت کی تو اس کا وقوع بغیر جبر اور تقیہ کے ناقابل تسلیم ہے۔

(جواب) اس اشکال کے حل کیلئے ہمارا یہ کہنا ہے کہ علمائے ماوراء النہر نے حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی حقیقت پر دونوں امور ملحوظ رکھے ہیں یعنی حضرت امیر (حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوبارہ خلافت جنگ نہ کرنا اور ساتھ ساتھ ان کی متابعت و بیعت میں حصہ لینا لہٰذا اس میں شک نہیں کہ اس صورت میں کوئی نقض وارد نہیں ہوتا۔ نہ اس میں قباحت کہ حضرت پیغمبر (احمد مصطفیٰ سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ) نے کفار قریش سے جنگ کرنے میں تاخیر کیوں فرمائی نہ اس میں کوئی خرابی کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون شداد نمرود کو ہلاک کرنے میں درنگ کیوں فرمائی کیونکہ یہاں دوسری صورت کا سرے سے وجود ہی نہیں بلکہ اس کا نقیض موجود ہے ظاہر ہے حضرت پیغمبر (احمد مصطفیٰ سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ) نے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کفار کی برائی و مذمت ہی فرمائی اور ان کو بغیر برائی کے کبھی یاد نہیں کیا تو کہاں یہ معاملہ اور کہاں وہ (یعنی حضرت امیر (حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے تو حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف فرمائی اور ان سے بیعت لی) پھر حضرت امیر (حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بیعت (حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے چونکہ بطریق تواتر نقل ہوئی ہے اور اس سے انکار گویا بداہت کا انکار ہے اس لئے جب شیعہ کو اس سے انکار کا موقع نہ مل سکا تو گھبرا کر اکراہ اور تقیہ کے قول سے آڑ پکڑی اور حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے بطلان کیلئے اس سے بہتر لب کشائی کا کوئی راستہ ان کو نہ سوجھا جب ان کی خلاصی کا صرف یہ ایک ہی راستہ رہ گیا تو ہم اسی اکراہ و تقیہ کے احتمال کو باطل کرنے اور خلافت حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق بتانے کیلئے کہتے ہیں کہ اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وفات آنحضرت (احمد مصطفیٰ سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ) کے بعد اور دفن سے پہلے انتخاب امام کے مسئلے میں لگ گئے اور امام کے تقرر کو انھوں نے ختم زمانہ نبوت کے بعد واجب بلکہ اہل واجبات جانا کیونکہ آنسرور (احمد مصطفیٰ سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ) فرما چکے تھے کہ حدود قائم کی جائیں سرحدات پر حفاظتی امور عمل میں لائے جائیں جہاد و حفاظت اسلام کیلئے فوجوں کو تیار کیا جائے تو یہ احکام واجب ہوئے اور ان کو سرانجام کرنا بغیر امام کے ممکن نہیں لہٰذا جس چیز کے بغیر واجب کا وجود نہ ہو سکے، اور وہ دائرہ قدرت میں بھی ہو تو وہ چیز بھی واجب ہوتی ہے پس انتخاب امام بھی واجب ہوا لہٰذا حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے لوگوں جو شخص محمد (احمد مصطفیٰ سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ) کی عبادت کیا کرتا تھا تو محمد (احمد مصطفیٰ سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ) وفات فرما گئے اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو وہ زندہ ہے نہیں مرے گا پس اس خلافت کا کوئی ذمہ دار مہیا ہونا چاہیے اور اب تم اس پر غور کرو اور اپنی اپنی رائے پیش کرو سب نے کہا کہ آپ (حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خلافت کے اہل ہیں اس کے بعد حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے ہاتھ بڑھایا بیعت کی بعد میں تمام مہاجر و انصار نے بیعت کیلئے ہاتھ بڑھایا بیعت لینے سے فراغت کے بعد حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ

عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حاضرین پر نظر ڈالی حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان میں نہ پا کر آپ (حضرت امیر المؤمنین سیدّ نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہیں ہوئے تو آپ (حضرت امیر المؤمنین سیدّ نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو طلب فرمایا اور ان سے فرمایا کہ کیا تم اجماع مسلمین کو توڑنا چاہتے ہو انھوں نے جواب دیا یا خلیفہ رسول اللہ ﷺ ہرگز نہیں اور پھر خود حضرت امیر المؤمنین سیدّ نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی حضرت امیر المؤمنین سیدّ نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر حاضرین پر نظر ڈالی تو حضرت امیر (حضرت امیر المؤمنین سیدّ نا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو نہ پایا آپ (حضرت امیر المؤمنین سیدّ نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ان کو بھی طلب فرمایا جب حضرت امیر (حضرت امیر المؤمنین سیدّ نا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آگئے تو حضرت امیر المؤمنین سیدّ نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا کہ آپ (حضرت امیر المؤمنین سیدّ نا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اجماع امت توڑنا چاہتے ہیں انھوں نے بھی یہی جواب دیا اے خلیفۂ رسول ﷺ ہرگز نہیں پھر خود بھی بیعت کی اب حضرت امیر (حضرت امیر المؤمنین سیدّ نا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وزبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے تاخیر بیعت کا عذر بدیں الفاظ ظاہر فرمایا ہمیں صدمہ صرف یوں ہے کہ ہم مشورہ سے پیچھے رہے ورنہ ہم حضرت امیر المؤمنین سیدّ نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام لوگوں میں زیادہ حق دار خلافت جانتے ہیں کیونکہ وہ آنحضرت (رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کے غار کے ساتھی ہیں اور ہم ان کے شرف وبزرگی کے قائل ہیں اور رسول اللہ (رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) نے اپنی زندگی میں ان کو نماز کیلئے سب لوگوں میں منتخب فرمایا امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ سب لوگوں نے باتفاق خلافت حضرت امیر المؤمنین سیدّ نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منظور کی کیونکہ وہی سب میں فضیلت ومرتبہ والے تھے اور جب روئے زمین پر انھوں نے حضرت امیر المؤمنین سیدّ نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کسی کو بھلا نہیں پایا تو بلا چون وچرا سب نے ان کے سامنے سر اطاعت خم کر دیا پھر یہ بھی ہے کہ اجماع امت حضرت امیر المؤمنین سیدّ نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحضرت امیر المؤمنین سیدّ نا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے کسی ایک پر ہوا تھا ان میں سے جب حضرت امیر المؤمنین سیدّ نا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر المؤمنین سیدّ نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جھگڑا نہیں کیا بلکہ خود بھی بیعت کر لی تو گویا اب اجماع امت امامت حضرت امیر المؤمنین سیدّ نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خود بخود قائم ہو گیا ظاہر ہے کہ اگر حضرت امیر المؤمنین سیدّ نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق دار امامت نہ ہوتے تو حضرت امیر المؤمنین سیدّ نا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے نزاع کرتے چنانچہ حضرت امیر المؤمنین سیدّ نا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نزاع کیا اگرچہ اس وقت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شوکت وشان کے مالک تھے مگر بایں ہمہ آپ (حضرت امیر المؤمنین سیدّ نا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے اپنا حق طلب فرمایا حتی کہ بڑی خونریزی تک نوبت آئی حالانکہ اس وقت طلب حق کرنا زیادہ دشوار تھا بہ نسبت پہلے موقعہ کے (یعنی ابتداء خلافت میں) کیونکہ اس وقت نبی (ﷺ) سے زمانہ قریب تر تھا اور آپ کے احکام کے نفاذ کی طرف لوگوں کو رغبت بھی بیشتر تھی اور یہ بات بھی فراموش کرنے کے قابل نہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر (علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بیعت طلب کی حضرت امیر (علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اس کو قبول نہیں فرمایا اگر حضرت امیر المؤ منین سیدُ نا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کو حق جانتے تو ان کی فرمائش کو کبھی نہ ٹالتے اور حال یہ تھا کہ حضرت زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جیسے شجاع کامل آپ (حضرت امیر المؤمنین سیدُ نا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ساتھ تھے اور بنی ہاشم اور ایک جماعت کثیر ان کے ساتھ متفق تھی اور خلافت حضرت امیر المؤمنین سیدُ نا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقیقت کے ثبوت کیلئے اجماع کافی گو نص اس سلسلہ میں وارد نہیں جیسا کہ جمہور علماء کرام کا قول ہے بلکہ اجماع نصوص غیر متواتر سے زیادہ قوی ہے کیونکہ اجماع کی دلالت قطعی ہے اور نصوص کی دلالت ظنی یا ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ حقیقت خلافت حضرت امیر المؤمنین سیدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نصوص بھی وارد ہیں جیسا کہ اہل تحقیق محدثین و مفسرین کا مسلک ہے پس جمہور علماء اہل سنت کے قول کا مطلب ان بعض محققین کے نزدیک یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کیلئے نص نہیں فرمائی یعنی اس کا حکم کسی کو نہیں دیا پس ان مذکورہ دلائل سے حضرت امیر المؤمنین سیدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا حق پر ہونا ثابت ہو گیا اور اکراہ اور تقیہ کا احتمال باطل ہو گیا پھر تقیہ کا احتمال تو اس وقت نکل سکتا ہے کہ اہل زمانہ حق کے پیرو نہ ہو اور خیر القرون قرنی کی سعادت سے مشرف نہ ہو (لیکن یہاں معاملہ اس کے خلاف ہے) چنانچہ ابن صلاح اور منذری نے کہا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سب کے سب عادل و ثقہ ہیں ابن حزم نے کہا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کل قطعی جنتی ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا! ''فتح مکہ سے پہلے جن صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے دین کی نصرت میں اپنا مال خرچ کیا اور جہاد کیا ان کا درجہ ان لوگوں سے بڑا ہے جنھوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے سب سے حسنیٰ کا وعدہ فرمایا ہے'' اب اس سے خطاب انہی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ہے تو ان کیلئے حسنیٰ (جنت) کا ثبوت ملا پھر یہاں یہ وہم پیدا نہ ہو کہ خرچ و جہاد کی قید اس فرمان سے ان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو نکالتی ہے جن سے یہ دونوں امر صادر نہیں ہوئے کیونکہ یہ قیدیں بطور غالب احوال کے لگی ہیں لہٰذا ان کیلئے مفہوم مخالف نہیں علاوہ اس کے انفاق وقتال سے مراد بالا رادہ و بالقوہ انفاق وقتال بھی ہو سکتا ہے علاوہ ازیں یہ نہیں سوچتے کہ اکراہ و تقیہ کا احتمال تو حضرت امیر (حضرت امیر المؤمنین سیدُ نا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی ذات اقدس میں نقص پیدا کرتا ہے کیونکہ اکراہ کی صورت میں ترک افضلیت ہے اور تقیہ کی شکل میں حق پوشی ہے اور یہ دونوں ممنوع ہیں جب عام مومن حتی الامکان بہتر چیز کے چھوڑنے پر راضی نہیں ہوتے اور ممنوع بات کا ارتکاب نہیں کرتے تو کس طرح شیر خدا رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کے شوہر شجاعت و بہادری میں بے نظیر ایسے ناشائستہ امور کے مرتکب ہوں اور یہ شیعہ انتہائی جہالت و گمراہی کے باعث نقص

آنحضرت (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) کو تعریف گمان کرتے ہیں اور آپ (حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی کمزوری کو آپ (حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا کمال جانتے ہیں کیا جس کو برے اعمال اچھے کر کے دکھائے جائیں اور وہ ان کو واقعی اچھا سمجھنے لگے علمائے ماوراء النہر نے فرمایا کہ جب شیعہ حضرات شیخین ذی النورین اور ازواج مطہرات کو گالی دیتے ہیں اور ان پر لعنت بھیجتے ہیں تو بروئے شرع کافر ہوئے لہٰذا بادشاہ اسلام اور نیز عام لوگوں پر بحکم خداوندی اور اعلاء کلمۃ الحق کی خاطر واجب لازم ہے کہ ان کو قتل کریں ان کا قلع قمع کریں ان کے مکانات کو برباد و ویران کریں ان کا مال ومتاع چھین لیویں یہ سب مسلمانوں کیلئے جائز و روا ہے۔ شیعہ نے اس کے جواب میں بطریق منع کہا کہ شارع عقائد نسفی نے اس امر پر کہ شیخین کو گالی دینا کفر ہے اشکال پیش کیا ہے صاحب جامع لاصول نے شیعہ کو اسلامی فرقوں میں شمار کیا ہے اور صاحب مواقف نے بھی یہی لکھا غزالی زماں حضرت امام محمد غزالی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک شیخین کو گالی دینا کفر نہیں اور شیخ اشعری شیعوں کو بلکہ تمام اہل قبلہ کو کافر نہیں جانتے لہٰذا یہ حضرات جو شیعوں کو کافر کہتے ہیں نہ مومنین کے ساتھ ان کا خیال ملتا ہے نہ قرآن وحدیث کی رو سے یہ اپنے خیال میں حق بجانب ہیں۔

جواب ہم اسی رد کئے ہوئے مقدمہ کو کہ سب شیخین کفر ہے اور احادیث صحیحہ اس پر دال ہیں ثابت کرتے ہیں ان میں سے ایک وہ حدیث شریف ہے جس کی روایت محاملی طبرانی اور حاکم عویم بن ساعدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کرتے ہیں آنجناب (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو پسند فرمایا اور میرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو میرے لئے بعض کو ان میں سے وزیر بنایا بعض کو مددگار اور بعض کو رشتہ دار اب جو ان کو گالی دے گا اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی اور اللہ تعالیٰ نہ اس کی توبہ اور فدیہ قبول فرمائے گا نہ فرض ونوافل اس کے درجہ قبولیت کو پہنچیں گے اسی طرح دار قطنی حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) نے فرمایا کہ میرے بعد ایسی قوم آئے گی جن کو رافضی کہیں گے اگر تم ان کو پاؤ تو ان کو قتل کرو کیونکہ وہ مشرک ہوں گے (حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان کی نشانی اور پہچان کیا ہے آنجناب (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ) نے فرمایا آپ (حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی شان میں ایسی صفات بیان کر کے بڑھائیں گے جو آپ (حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں نہیں ہوں گی نیز سلف پر طعن کریں گے اور اسی حدیث شریف کی روایت دوسرے طرق سے بھی کی ہے اور ایک روایت میں اس طرح زیادتی بھی ہے کہ ان کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی دیں گے اور جو میرے اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو گالی دے اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اور اسی طرح کی بہت احادیث مبارکہ نقل ہیں

۔جو اس رسالہ میں نہیں سما سکتیں۔

نیز شیخین کو گالی دینا ان کے ساتھ بغض رکھنے کا موجب ہے اور ان کے ساتھ بغض رکھنا کفر ہے دلیل یہ حدیث شریف ہے جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا جس نے ان کو اذیت پہنچائی اس نے مجھ کو اذیت دی اور جس نے مجھ کو اذیت دی اس نے خدا کو اذیت پہنچائی حضرت ابن عساکر رسول اللہ ﷺ سے یوں روایت کرتے ہیں کہ آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سر کار دو عالم ﷺ) نے فرمایا کہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ محبت ایمان ہے اور ان کے ساتھ بغض رکھنا کفر ہے حضرت عبداللہ بن احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) نے فرمایا میں اپنی امت کے واسطے حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ محبت رکھنے میں اسی ثواب کی امید رکھتا ہوں جو امید مجھے ان کے "لا الہ الا اللہ" کہنے میں ہے اب ان کے ساتھ بغض رکھنے کو ان کی محبت پر قیاس کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ دونوں ایک دوسرے کے نقیض ہیں۔ نیز مومن کو کافر ٹھیرانا کفر کا سبب ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث شریف میں ہے کہ جس نے کسی پر کفر کی تہمت لگائی اور کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے حالانکہ وہ ایسا نہیں ہے اگر وہ ایسا ہے تو خیر ورنہ یہ تہمت اسی پر لوٹتی ہے اور ہم یقین سے جانتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مومن ہیں اور خدائے تعالیٰ کے دشمن نہیں اور ان کو جنت کی خوشخبری دی گئی ہے لہٰذا ان کو کافر کہنے سے کفر کہنے والے کی طرف لوٹے گا اور اس پر یہی حدیث شریف دال ہے پس ان پر کافر ہونے کا حکم لگایا جائے گا یہ حدیث شریف گو خبر واحد ہے لیکن ان کی تکفیر کا حکم اس سے معلوم ہوتا ہے اگرچہ اس کا منکر کافر نہیں ہوتا اجل شیوخ اسلام امام عصر ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب تم کسی کو آنحضرت (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) کے کسی صحابی کی تنقیص کرتے دیکھو تو جان لو کہ وہ زندیق ہے اور یہ اس لئے کہ قرآن حق ہے رسول حق ہیں اور جو آپ لائے ہیں وہ حق ہے اور یہ سب کچھ ہمیں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہی سے پہنچا ہے۔ اب ان پر کوئی جرح کرتا ہے تو وہ گویا کتاب اور سنت کو رد کرتا ہے لہٰذا جرح اسی پر زیادہ موزوں ہے اور اس پر زندیق، گمراہ، جھوٹا اور معاند ہونے کا حکم لگایا جائے گا فرمایا سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے جن کا علم زہد، معرفت اور جلالت شان محتاج تعارف نہیں کہ جس کو اصحاب رسول ﷺ کے ساتھ خوش عقیدگی نہ ہو وہ گویا رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہیں لایا حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا (اور آپ کی ذات بھی علم و جلالت شان میں محتاج بیان نہیں) کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ نے کہا کہ وہ جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کے ناک میں داخل ہوا جبکہ وہ آنجناب (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) کے ہمرکاب تھے بہتر ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے گویا آپ نے اس سے اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا کہ نبی (حضور پرنور آقا

دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) کے ساتھ صحبت اور آپ (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) کی رویت کا مقابلہ کوئی چیز نہیں کر سکتی پھر یہ ذکر ان کا ہے جو اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نہیں ہیں اور آپ (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کو دیکھنے کا شرف ان کو نصیب ہے پھر ذرا خیال تو کرو کہ جنھوں نے آپ (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کو دیکھنے کے باوجود آپ (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کی ہمراہی میں جہاد کیا ہو یا آپ (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کے زمانہ میں آپ (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کے حکم سے جہاد میں شرکت کی ہو یا آپ (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کے بعد آنے والوں تک شریعت کی کوئی بات پہنچائی ہو یا صرف نبی (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) کی خاطر اپنا کچھ مال خرچ کیا ہو تو ایسے بزرگوں کی فضیلت تک ذہن کی رسائی ممکن نہیں اور اس میں شک نہیں کہ شیخین اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے ہیں بلکہ افضل صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں پس ان کو کافر ٹھیرانا بلکہ ان کی تنقیص کرنا کفر و زندقہ اور گمراہی کا باعث ہے نماز کے مسئلہ محیط میں حضرت امام محمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ رافضیوں کے پیچھے نماز جائز نہیں کیونکہ وہ خلافت حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منکر ہیں حالانکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا آپ (حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی خلافت پر اتفاق ہے خلاصہ میں ہے جو حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سے انکار کرے وہ کافر ہے اور ہر صاحب خواہش اور صاحب بدعت کے پیچھے نماز مکروہ ہے رافضیوں کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں پھر صاحب خلاصہ کہتے ہیں کہ ہر وہ خواہش جو کفر کی حد تک پہنچا دے اس خواہش والے کے پیچھے نماز جائز نہیں اگر کفر کی حد تک نہ پہنچائے تو نماز جائز ہے لیکن مکروہ، اور اصح قول پر یہی حکم اس شخص کا ہے جو حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سے انکار کرتا ہے لہٰذا جب ان کی خلافت سے انکار کفر ٹھہرا تو اس کا کیا حال ہوگا جو ان کو گالی دے یا ان پر لعنت بھیجے اس تقریر سے صاف ظاہر ہوا کہ شیعہ کو کافر ٹھہرانا احادیث صحاح کے مطابق اور طریق سلف کے موافق ہے اب اہل سنت سے عدم تکفیر شیعہ کا جو خیال نقل ہے اگر اس کو صحیح مانکر عدم تکفیر پر اس کی دالالت کو مان لیا جائے تو اس کو کسی تو جیہہ و تاویل پر محمول کریں گے تاکہ وہ احادیث مبارکہ اور مذہب جمہور علماء کرام کے مطابق ہو نیز شیعہ حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سب و لعن سے انکار کر کے مخالفت نص قرآنی کی بنا پر آپ (حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پر طعن و تشنیع ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس خبث و فحش کلامی کا حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں شیعہ پر الزام لگایا جاتا ہے خدا کی پناہ (ہم اس سے بری ہیں) ہاں البتہ جب حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حکم خداوندی ''و قرن فی بیوتکن'' اور رہو اپنے گھروں میں مخالفت کی اور بصرہ میں آکر حضرت امیر (حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے خلاف صف آراء ہوئیں جب کہ بمطابق حدیث شریف تمہارا ساتھ لڑائی میرے ساتھ لڑائی ہے تو گویا حضرت امیر (حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی

اللہ تعالیٰ عنہ) سے جنگ کرنا خود حضرت پیغمبر (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) سے جنگ کرنا ہے اور آنجناب (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) سے جنگ کرنے والا یقیناً مقبول نہیں لہٰذا اس بنا پر حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا طعن تشنیع کا نشانہ نہیں جواب اور پوشیدہ نہ رہے کہ گھروں میں رہنے کا حکم اور ان سے نکلنے کی ممانعت مطلق مراد نہیں کہ تمام حالات اور زمانوں کو شامل ہو کیونکہ بعض ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا خود آنجناب (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) کے ساتھ بعض شعروں میں جانا اس پر دلالت کرتا ہے لہٰذا گھروں میں رہنے کی خاص خاص اوقات و احوال سے تخصیص ہوگئی اور عام مخصوص البعض کے زمرہ میں آ گیا اور عام مخصوص البعض کا مفہوم ظنی ہوتا ہے مجتہد کیلئے اختیار رہتا ہے کہ وہ دوسرے افراد کو علۃ مشترکہ کے ذریعہ اس سے خارج کرے اور بلاشبہ حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عالمہ مجتہدہ تھیں چنانچہ ترمذی ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت لاتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ ہم اصحاب رسول ﷺ کو کسی بھی حدیث شریف کے بارے میں کوئی اشکال ہوتا اور ہم نے اس کو حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے پیش کیا تو ہم نے اس کے متعلق ان کے پاس پورا پورا علم پایا اور اسی طرح ترمذی موسیٰ ابن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت لاتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ میں نے کسی کو حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ فصیح نہ پایا پس ہوسکتا ہے کہ حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بعض اوقات یا بعض حالات میں کچھ منافع و مصالح کی بنا پر اپنے نکلنے کو اس حکم سے مخصوص کرلیا ہو اور اس میں کوئی قباحت نہیں اور اس پر کوئی طعن نہیں کیا جاسکتا علاوہ اس کے ہم کہتے ہیں کہ آیت سے بظاہر بلا ستر و حجاب نکلنے سے ممانعت کا پتہ چلتا ہے چنانچہ بعد کا کلام "وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ" اس پر صاف دال ہے لیکن اگر ستر و حجاب کی پوری رعایت سے نکلنا ہو تو وہ نہی سے خارج ہے۔

ظاہر ہے حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکلنا اصلاح کیلئے تھا نہ لڑائی کیلئے محققین کی یہی تحقیق ہے اور اگر لڑائی کیلئے بھی ہوتا جیسا کہ مشہور ہے تو اس میں بھی مضائقہ نہیں کیونکہ وہ اجتہاد کی بنا پر تھا نہ خواہش نفسانی کے باعث چنانچہ شارح مواقف آمدی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے نقل کرتے ہیں کہ جنگ جمل و صفین کے واقعات اجتہاد پر مبنی تھے اور مجتہد گو اپنے اجتہاد میں غلطی پر ہو اس پر گرفت نہیں حضرت قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آیۃ "لَوْلَا كِتَابٌ" "مِّنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ" کے ذیل میں کہتے ہیں کہ اگر لوح محفوظ میں یہ حکم پہلے سے لکھا ہوا نہ ہوتا تو تم سب کو عذاب آن پکڑتا اور وہ لکھا ہوا یہ ہے کہ مجتہد کو اس کی اجتہادی غلطی پر سزا نہ دی جائے گی بلکہ ہم کہتے ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ مجتہد کی غلطی خدا کے نزدیک ہدایت ہے جیسا کہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا کہ میں نے اپنے رب سے اپنے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اختلاف کے بارے میں سوال کیا جواب میں وحی آئی اے محمد (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) تمہارے اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میرے نزدیک آسمانی ستاروں کی مانند ہیں بعض بعض سے قوی تر ہیں اگرچہ سب کے سب پرنور ہیں پس جس نے ان کے پاس سے کچھ لیا تو وہ ہدایت پر ہے پھر کہا میرے

اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مثل ستاروں کے ہیں جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے رہی حدیث شریف "حرب حربی" تو ہوسکتا ہے۔ یہ حدیث شریف حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نزدیک پایہ ثبوت تک نہ پہنچی ہو یا کسی خاص لڑائی کے ساتھ مخصوص ہو کیونکہ ہوسکتا ہے (حربک) میں اضافت عہد کیلئے ہو (یعنی خاص فلاں لڑائی جو حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کرے گا وہ میرے ساتھ لڑائی کرے گا۔) (اعتراض شیعہ بر کتب اہل سنت) نیز اپنی کتابوں کو رواج دینے اور کتب اہل سنت کو کمزور بنانے کیلئے شیعہ نے بیان کیا ہے کہ اہل تشیع تو یہ کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت ابن ام مکتوب نابینا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خدمت آنحضرت (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) میں تھے آپ کی اہل حرم میں سے کسی کا گذر ہوا آنجناب (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) نے اس پر اعتراض فرمایا انھوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ شخص تو اندھا ہے آنجناب (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) نے فرمایا کہ تم تو اندھی نہیں ہو اور (اب ذرا دیکھو) اہل سنت اپنی کتابوں میں بیان کرتے ہیں کہ پیغمبر (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) نے حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے شانہ مبارک پر اُٹھایا تاکہ وہ اس جماعت کا تماشا دیکھیں جو گلی میں سازنوازی کر رہی تھی پھر ایک مدت بعد فرمایا اے حمیرا (لقب حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کیا تم تماشے سے سیر ہوئیں اس فعل کی نسبت رذیل ترین انسان کی طرف بھی نہیں کر سکتے۔ (جواب)

پوشیدہ نہ رہے کہ ہوسکتا ہے یہ واقعہ آیت حجاب کے نزول سے پہلے کا ہو اور حضرت ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پردہ کرنے کا حکم بعد کا اسی طرح ہوسکتا ہے کہ وہ کھیل جائز ہو اور ممنوع نہ ہو چنانچہ صحیح احادیث مبارکہ سے اس کی تائید بھی ملتی ہے جو عنقریب زیر تحریر آئیں گی کہ آنحضرت (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) کی مسجد میں نیزہ بازی ہوا کرتی تھی اور اس کی حیثیت تیراندازی کی سی ہے کیونکہ دونوں کرتب جہاد کے آلے ہیں اور تیراندازی لامحالہ مشروع ہے بس ضرور نیزہ بازی بھی اسی شمار میں آئیگی پھر مسجد میں اس کھیل کا کھیلا جانا اس امر کی صاف دلیل ہے کہ یہ کھیل جائز و مشروع تھا اگر ہم تسلیم بھی کر لیں کہ یہ واقعہ بعد نزول آیت حجاب کا ہے تو ہم کو یہ کہنے کا حق ہے کہ اس وقت حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کم سن تھیں مکلفہ نہ تھیں (کہ پردہ کی ذمہ داری ان پر آتی) جیسا کہ بخاری و مسلم کی اس روایت سے ظاہر ہے جو وہ حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ فرماتی ہیں البتہ حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ میرے حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہو جاتے اور حبشی لوگ مسجد میں پٹہ کھیلتے ہوتے آنجناب (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) مجھ کو اپنی چادر کے آڑ میں لے تاکہ میں حبشیوں کا کھیل آپ (حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار ﷺ) کے شانے اور کان کے درمیان سے دیکھوں پھر میں ہی ہوں کہ آپ میری ہی وجہ سے کھڑے رہتے حتی کہ میں ہی واپس لوٹتی لہٰذا اس سے اندازہ کیجئے ایک کم سن کھیل کی ایسی لڑکی کے شوق کا۔

جان لیجئے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے معاملات میں دخل دینا اور ان کے اختلافات میں فیصلہ کرنا حد درجہ کی بے

ادبی اور انتہائی بدنصیبی ہے اس میں سلامتی کا پہلو یہ ہے کہ ان بزرگوں کے درمیان جو اختلافات اور جھگڑے رونما ہوئے ہیں ان سب کو حق سبحانہ کے علم کے سپرد کریں اور ان سب کو نیکی سے یاد کریں اور ان کے ساتھ محبت کو حضرت پیغمبر (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کے ساتھ محبت جانیں جیسا کہ صحیح حدیث میں وارد ہے۔ جس نے ان کے ساتھ محبت کی اس نے میرے ساتھ محبت ہونے کی وجہ سے ان سے محبت کی۔

حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اور یہ دراصل حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ ان صحابہ کے وہ خون ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا، پس چاہئیے کہ ہم ان سے اپنی زبان کو پاک رکھیں لیکن چونکہ بداصل شیعہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو برائی سے یاد کرتے ہیں اور ان پر سب و لعن کرنے کی جرأت کرتے ہیں اس لئے علمائے اسلام پر واجب و لازم ہے کہ ان کی پرزور تردید کریں اور ان کے مفاسد کو طشت ازبام کریں چنانچہ اس حقیر (حضرت عالی امامِ ربانی کمالات نبوّت وولایت الشیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ) کی چند باتیں جو تحریر میں آئی ہیں وہ اسی زمرہ کی ہیں جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔

"اے رب ہمارے نہ پکڑ ہم کو اگر بھول جائیں ہم یا چوک جائیں اور اے ہمارے پروردگار نہ رکھ ہم پر بوجھ جیسا کہ رکھا تو نے ان پر جو ہم سے پہلے تھے اور اے ہمارے رب نہ اُٹھوا ہم سے وہ چیز کہ نہ ہو طاقت ہم میں اس کی اور معاف کر ہم کو اور بخشش کر ہماری اور رحم فرما ہم پر تو ہے ہمارا آقا پس مدد فرما ہماری قوم کافرین پر یہ ہے" جو کچھ مجھ (حضرت مقبول یزدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کو ان شیعوں کے رد میں میسر آسکا اور ان کی برائی کے اظہار میں مہیا ہو سکا اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی مدد معاونت کے طفیل اب ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے دلوں کو اپنے دین پر قائم و ثابت رکھے اور اپنے حبیب (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کی متابعت کی توفیق عنایت فرمائے اور اب اس رسالہ کو ہم اچھے خاتمہ سے ختم کرتے ہیں اور اہل بیت کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مناقب ومحاسن مدائح وفضائل بھی اس کے ساتھ ضم کرتے ہیں۔

قال اللہ سبحانہ "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھر تطھیراً"

فرمایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اے اہل بیت تم کو اللہ تعالیٰ نجاست سے پاک کرنا چاہتا ہے اور تم کو پاک کرے گا اکثر مفسرین کا خیال ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور نواسہ رسول (ﷺ) حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں نازل ہوئی ہے کیونکہ اس میں ضمیر "عنکم" کی مذکر ہے اور جو بعد کی ضمیریں ہیں وہ بھی مذکر کی ہیں۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حق میں اتری ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے "واذکرن مایتلیٰ فی بیوتکن" یعنی ان آیتوں کو یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں یہ تفسیر ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف منسوب ہے بعض کا کہنا ہے کہ اس سے مراد صرف حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ ہیں حضرت امام احمد رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے ابی سعید خذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت پانچ بزرگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم ﷺ حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت امام حسن رضی اللہ اور امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام ثعلبی کہتے ہیں کہ آیت کریمہ میں اہل سے مراد بنی ہاشم ہیں جس سے مراد گناہ اور ارکان ایمان میں شک کرنا ہے اور اسی روایت کے بعض طریقوں میں ''لیذھب عنکم الرجس '' سے مراد اہل بیت پر آگ کو حرام کرنا ہے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت کریمہ ''مباھلہ ندع ابنائنا و ابناء کم '' نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور فرمایا اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں حضرت مسورہ بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرے گوشت کا ٹکڑا ہیں جس نے ان کو غصے کیا اس نے مجھ کو غصے کیا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جو چیز ان کو بے چین کرتی ہے وہ مجھ کو بے چین و بے قرار کرتی ہے اور جو ان کو اذیت پہنچاتی ہے وہ مجھ کو اذیت پہنچاتی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دن کے ایک حصہ میں باہر نکلا جب آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر پہنچے تو فرمایا کیا یہاں لڑکا ہے کیا یہاں بچہ ہے یعنی نواسہ رسول (ﷺ) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھوڑی ہی دیر گزری ہوگی کہ نواسہ رسول (ﷺ) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور آپ (حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کے گلے سے لپٹ گئے اور آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) بھی ان سے لپٹ گئے پھر آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) نے فرمایا اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر اور اس شخص سے بھی تو محبت کر جو اس سے محبت کرے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نواسہ رسول (ﷺ) حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے مشابہہ کوئی شخص نہیں تھا اور نواسہ رسول (ﷺ) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت بھی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ وہ بھی رسول اللہ ﷺ سے بہت مشابہہ تھے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم ان کو مضبوط پکڑے رہے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے ان میں ایک چیز دوسری سے بڑی ہے ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جو آسمان سے زمین تک ایک لٹکی ہوئی رسی ہے اور دوسری میری اولاد اور اہل بیت ہیں اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گی یہاں تک کہ حوض کوثر پر آئیں گی پس تم دیکھو میرے بعد تم ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو انہیں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنجناب (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) نے فرمایا کہ جو حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑے میں اس سے لڑنے والا ہوں اور جو شخص ان سے مصالحت رکھے میں اس سے مصالحت رکھنے والا ہوں جمیع بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ہمراہ حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا پس میں نے پوچھا رسول اللہ ﷺ کو سب میں کون زیادہ عزیز ہے انھوں نے کہا خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پھر اچھا مردوں میں کون سب سے زیادہ محبوب ہے فرمایا ان کے شوہر (حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنجناب (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) نے فرمایا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا کے دو پھول ہیں حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے سینہ سے سر تک سب سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جسم کے زیریں حصہ میں آنجناب (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) سے سب سے زیادہ مشابہہ ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے کہا کہ اے بچے تو بڑی اچھی سواری پر سوار ہے حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ نے فرمایا سوار بھی تو بہت اچھا ہے۔

حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگ ہدیئے بھیجنے کیلئے اس دن کے انتظار میں رہتے جبکہ آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) میرے ہاں ہوتے اور اس سے محض آنجناب (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کی خوشنودی مقصود ہوتی، فرماتی ہیں کہ ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دو گروہ تھے ایک گروہ میں حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں اور دوسرے گروہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سب بیویاں تھیں پس حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گروہ نے ان سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے کہیں کہ آنجناب (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) لوگوں سے فرمادیں کہ جو شخص بھی خدمت میں ہدیہ پیش کرنا چاہے وہ پیش کر دے خواہ آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کسی بھی بیوی کے ہاں تشریف رکھتے ہوں آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) نے جواب دیا کہ مجھ کو حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں مت ستاؤ اس لئے کہ وحی میرے پاس کسی عورت کے لحاف میں نہیں آتی سوائے حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بولیں یا رسول اللہ ﷺ میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتی ہوں کہ میں آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کو تکلیف پہنچاؤں پھر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گروہ نے مطلب براری میں خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو

واسطہ ڈال کران کو آنجناب (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کے پاس بھیجا انھوں نے آنجناب (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) سے اس بارہ میں بات چیت کی آنجناب (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) نے فرمایا اے بیٹی کیا تم اس سے محبت نہیں رکھتیں جس سے میں محبت رکھتا ہوں انھوں نے کہا بیشک آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) نے فرمایا بس تو تم حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے محبت رکھو۔

حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ کو رسول اللہ ﷺ کی بیویوں سے کسی بھی بیوی پر اس قدر رشک نہیں ہوتا تھا جس قدر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ہوتا تھا حالانکہ میں نے ان کو دیکھا بھی نہیں تھا لیکن حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ ان کو اکثر و بیشتر یاد فرمایا کرتے تھے اور جب آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کے گوشت کے ٹکڑے کر کے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی سہیلیوں کو بھیجتے اور بہت دفعہ میں کہہ دیا کرتی کہ آپ (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) کے نزدیک سوائے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دنیا میں کوئی عورت ہی نہیں اس کے جواب میں آپ (تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) فرماتے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایسی تھیں اور ان کے بطن سے میری اولاد ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تم خدائے تعالیٰ سے اس لئے محبت کرو کہ وہ غذا اور اپنی نعمتیں عطا کرتا ہے اور مجھ سے اس لئے محبت کرو کہ تم خدائے تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو اور میرے اہل بیت کو میری محبت کی وجہ سے محبوب رکھو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعبہ کے دروازہ کو پکڑے ہوئے کہتے تھے کہ میں نے حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میرے اہل بیت تمہارے لئے حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی کشتی کے مانند ہیں جو شخص اس کشتی میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو کشتی میں سوار ہونے سے پیچھے رہ گیا وہ ہلاک کا لقمہ ہوا بس رسالہ اسی پر ختم ہوتا ہے۔

الٰہی بحق بنی فاطمہ رضی اللہ عنہا　　کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ورقبول　　من ودست داماں آل رسول ﷺ

اے میرے معبود بنی فاطمہ کے طفیل ایمان پر میرا خاتمہ کر اگر میری دعا قبولیت کو نہ پہنچی تو میں آل رسول ﷺ کا دامن تھام لوں گا

''الحمد للہ سبحانہ علی الاختتام والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ محمد النبی الامی سید الانام الیٰ یوم القیام''

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اور سلام اس کے برگزیدہ بندوں پر اے اللہ نبی عربی (ﷺ) اور اہل بیت کے صدقہ میں میری اور میرے والدین کی بخشش فرما اور تمام احباب حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ اوران کے اہل بیت کے طفیل میرے والدین اور مجھ کو احسان سے نواز اب خاتمہ پر ساری تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے اور صلوٰۃ وسلام اس کے حبیب محمد نبی امی (حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ) پر جو قیامت تک کے لوگوں کیلئے سردار وآقا ہیں۔

سیرت مجدد الف ثانی، ص، 449۔ مکمل رسالہ ردشیعہ۔ مکتوب، ج، 1، ن، 251

حکایت: حضرت ابو عبد اللہ کا کہنا ہے

کہ ایک سال میں حج کیلئے گیا تو حرم شریف میں ایک ایسے شخص سے ملاقات ہوئی جو پانی نہیں پیتا تھا میں نے اس سے وجہ دریافت کی کہ تم پانی کیوں نہیں پیتے تو اس نے بتایا کہ میں حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے محبت کا مدعی ہوں اور حضرت امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض رکھتا تھا ایک رات میں سویا اور میں نے دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور لوگ بڑے پریشان ہیں اور مجھے سخت پیاس لگ رہی ہے پیاس بجھانے کیلئے میں حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حوض کوثر پر پہنچا تو وہاں میں نے حضرت امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیکھا جو پیاسوں کو پانی پلا رہے تھے میں سیدھا حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس پہنچا اور پانی مانگا تو حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنا منہ پھیرلیا پھر حضرت امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا تو انھوں نے بھی منہ پھیر لیا پھر میں حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا تو انھوں نے بھی منہ پھیرلیا میں بڑا پریشان ہوا اور حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تلاش کی چنانچہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دوعالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میدان محشر میں تشریف فرما نظر آئے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت کی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مجھے سخت پیاس لگ رہی ہے اور میں حوض کوثر پر گیا اور حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے پانی مانگا تو انھوں نے منہ پھیرلیا اور پانی نہیں پلایا حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا میرا علی (حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تمھیں پانی کیسے پلائے جب تم میرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بغض رکھتے ہو میں عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میرے لئے توبہ کی گنجائش ہے یا نہیں فرمایا ہاں ہے سچے دل سے توبہ کرو اور

میرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے محبت رکھو پھر میں تمہیں ابھی ایسا جام پلاؤں گا کہ عمر بھر تمہیں پیاس نہ لگے گی چنانچہ میں نے بغض صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے توبہ کی تو حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مجھے ایک جام دیا جو میں نے پیا پھر میری آنکھ کھلی تو مجھے قطعاً پیاس نہ تھی اور اب پیاس لگتی بھی نہیں پانی پیوں یا نہ پیوں برابر ہے اب میں سچے دل سے حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے چاروں یاروں کا محب ہوں۔

تزکیۃ القلوب، ص، 288

اس فقیر (حضرت رموزِ اسرار قرانیاں مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو جب تک کہ اپنے پیغمبر (رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کی متابعت کے باعث مقام نبوت کے کمالات تک نہیں پہنچا دیا گیا اوران کمالات سے پورا پورا حصہ نہیں دیدیا گیا اس وقت تک فضائل شیخین کو کشف کے طریقے پر اطلاع نہیں بخشی گئی اور تقلید کے علاوہ اور کوئی راہ نہیں دکھائی گئی ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ'' (تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جس نے ہم کو اس کی ہدایت دی اگر اللہ تعالیٰ ہم کو ہدایت نہ دیتا تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے بیشک ہمارے رب (عزوجل) کے رسول (ﷺ) حق (سچائی) کے ساتھ آئے ہیں۔)

مکتوب، ج، 1، ن، 251

حضرت شہباز لامکانی قبلہ درویشاں مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراضات و جوابات مختصر تحریر کئے جاتے ہیں اگر کسی کو زیادہ شوق ہو تو حضرات القدس شیخ المشائخ فرید عصر ملا بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجدّد اوران کے ناقدین مولانا ابوالحسن زید فاروقی زبدۃ المقامات شیخ المشائخ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ یا مکتوبات شریف کا مطالعہ کرے باقی حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے سلسلہ مجدّدیہ کے دیوانوں نے تقریباً تین سو ساٹھ (360) رسالہ لکھے ہیں۔

پہلا باعث

ایک تو یہ کہ حضرت سردار اولیاء کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک مرید حسن خان افغانی حضرت قطب زماں فرید عصر مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منحرف ہو کر مکتوبات شریف کے کچھ مسوّدات حضرت شیخ الشیوخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے چرا کر لے بھاگا تھا اس نے ان میں ترمیم و تحریف کر کے ان کی متعدد نقول بغرض اغواء عمائد وقت کے پاس بھیج دیں جس نے ان کو پڑھا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا غیر معتقد ہو گیا بعض بعض نے تردید بھی لکھی مگر حسن خان افغانی کے واقعہ کا لوگوں کو علم ہو گیا جس جس نے تردید لکھی تھی آخر میں معذرت طلب کی چنانچہ حضرت شیخ فتح محمد فتح پوری چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب مناقب العارفین میں لکھتے کہ حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے مولانا نورالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے معلوم ہوا کہ حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نے حضرت قطب العارفین مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوبات شریف کے رد میں ایک رسالہ لکھا تھا جب ان کو حسن خان کی تحریف کے واقعہ کا معلوم ہوا تو انہوں نے معذرت کا مکتوب لکھا۔

دوسرا باعث

دوسرا باعث یہ ہوا کہ جب حضرت محبوب صمدانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا شہرہ عالمگیر ہوگیا تو حاسدین جل گئے اُن کی آتش حسد بھڑک اٹھی چنانچہ حضرت شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوبات شریف کی تردید میں کوشاں ہوئے محمد صالح گجراتی نے ایک رسالہ بنام اشتباہ لکھا پھر اس نے محمد عارف اور عبداللہ سورتی کو اغوا کر کے ان سے کچھ روپیہ فراہم کیا اور سید محمد برزنجی کے پاس پہنچ کر اس سے بھی حضرت کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوبات شریف کا رد لکھوایا اور اس کا نام ''ایراد البرزنجی'' رکھا قشاشی نے بھی بعد اور حضرت شہباز لامکانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ حضرت قطب مدینہ شیخ آدم بنوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوبات کے رد میں ایک رسالہ لکھا اور اس کا نام ''اسرار المناسک'' رکھا۔

جوابات

ان تردیدات کے جوابات بھی نہایت شرح وبسط کے ساتھ لکھے گئے اگرچہ حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے معذرت کر لینے کے بعد ان کے رسالہ کی تردید کی ضرورت باقی نہ تھی لیکن حضرت مولانا وکیل احمد سکندر پوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا جواب شافی ہدیہ مجددیہ اور اشتباہ محمد صالح کا دندان شکن جواب ''انوار احمدیہ'' تحریر کیا اور اس میں ضمناً قشاشی کے رسالہ ''اسرار المناسک'' کا جواب بھی دیدیا۔

''ایراد البرزنجی'' اگرچہ ایک نہایت ہی غیر معتبر اور بالکل ہی بے حقیقت رسالہ تھا حرمین شریفین کے سب علماء نے اس کی صحت کی تصدیق پر مہریں ثبت کرنے سے کلیۃً انکار کر دیا تھا تاہم حضرت مولانا عبدالحکیم قطب سیالکوٹ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا مفصل جواب ''الکلام المنجی فی رد ایراد البرزنجی'' لکھا علاوہ ازیں علامہ وقت شیخ نورالدین محمد بیگ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی رد برزنجی میں ایک رسالہ لکھا اس رسالہ کی صحت پر علمائے حرمین شریفین مثلاً عبداللہ الافندی شیخ احمد الہشبشی سید اسعد المفتی المدنی الحنفی امام العلی البطری المفتی الشافعی عبدالرحمٰن بن محمد صالح امام المالکی محمد بن القاضی الحنفی حسن الحنفی مرشد الدین بن احمد المرشدی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے دستخط کئے اور مہریں ثبت کیں۔

علاوہ ازیں شیخ المعظم سید محمد آفندی شیخ الاسلام مفتی مکہ معظمہ شیخ عبداللہ آفندی نے تقریظیں لکھیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ محمد صالح نے حضرت شیخ المشائخ قطب عالم ابوصادق الشیخ احمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوبات شریف میں بہت کچھ تحریف اور کمی بیشی کرنے کے بعد ان کا عربی میں ترجمہ کرا کے زر کثیر کے ساتھ سید محمد برزنجی مدنی کے پاس رد لکھنے کی غرض سے بھیجے برزنجی نے بطمع

نفسانی رد لکھ دیا فوراً ہی فاضل اجل شیخ نور الدین محمد بیگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت محبوب صمدانی غوث یزدانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے اصل مکتوبات شریف ہندوستان سے منگوا کر مقابلہ کیا تو معلوم ہوا کہ محمد صالح نے مکتوبات شریف میں تحریف کی ہے فی الحقیقت حضرت ابوسعید راز دار کمالاتِ صوفیاء الشیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوبات شریف اسرار و معارف کا مخزن ہیں اسلئے ان پر عمل کرنا چاہیئے۔

سیرت امام ربانی، ص، 197 سے 200

مشائخ نقشبندیہ مجددیہ نے مجدد الف ثانی کے حق میں تین سو ساٹھ رسالے لکھے

تمام مشائخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ان شبہات کے رد میں رسالے لکھے جو مخالفوں نے حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام پر کئے سب سے پہلے حضرت محمد نقشبند حجۃ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک رسالہ تصنیف کیا جس میں اس قسم کی عقلی اور نقلی صحیح ساطعہ و براہین قاطعہ مندرج فرمائی جنھیں پڑھ کر ثابت ہو جاتا تھا ۔کہ ہر ایک مسلمان پر حضرت عالی امامِ ربانی سراج السالکین کمالات نبوّت و ولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کے کلام اور کمالات کا ماننا واجب ہے اسی طرح حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خواجہ شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خواجہ صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور میرے (مصنف، خواجہ محمد احسان مجدّدی) جدِ امجد حضرت پیر طریقت شیخ محمد ہادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتابیں اور رسالے تصنیف کئے چنانچہ حضرت عالی امامِ ربانی سراج السالکین کمالات نبوّت و ولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد نے بہتّر رسالے لکھے اس طریقہ کے خلفاء نے بھی مختلف رسالے لکھے سب کی مجموعی تعداد تین سو ساٹھ تھی۔

روضۃ القیومیہ، ج،3، ن، 116

حضرت مجدد الف ثانی کے معترضین اور اُن کی تردید

جواب مولانا سیّد زوار حسین شاہ لکھتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:'' و کذٰلک جعلنا لکل نبی عدواً شیطین الانس و الجنّ یوحی بعضھم الیٰ بعض زخرف القول غروراً ''(القرآن مجید) اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کیلئے کچھ آدمی اور جن دشمن بنا دیئے جن میں سے بعض دوسرے بعضوں کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:'' و کذٰلک جعلنا لکل نبی عدواً من المجرمین ''(القرآن مجید)''اور ہم نے اسی طرح ہر نبی کیلئے مجرم لوگوں میں سے دشمن بنا دیئے ہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ سنت قدیمہ ہے کہ کفار و مشرکین اور منافقین خواہ وہ انسانوں میں سے ہوں یا جنوں میں سے انبیاء کرام علیہم السلام و مرسلین عظام علیہم السلام کے ساتھ عداوت کرتے رہتے ہیں اور تفسیر روح المعانی میں ہے کہ یہ جو صوفیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نزدیک مسلّم ہے کہ ہر ولی کسی ایک نبی کے زیر قدم ہوتا ہے تو اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ ہر ولی کا بھی ایک عدو ہوتا ہے اور اس میں ایسے شخص کی بدحالی کی طرف بھی اشارہ ہے جو اولیاء

اللہ سے عداوت رکھے اسی لئے کہا گیا ہے کہ ان حضرات کی عداوت سوء خاتمہ کی علامت ہے (العیاذ باللہ)

روی البخاری رحمہ اللہ عن انس وابی ھریرۃ رضی اللہ عنھما انہ ﷺ قال عن اللہ تبارک وتعالیٰ من اھان لی ولیا فقد بارزنی بالمحاربۃ "تاجدار مدینہ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میرے کسی ولی کی اہانت کی اس نے مجھ سے جنگ کی۔

"وعن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت قال رسول اللہ ﷺ قال اللہ تعالیٰ من اذی لی ولیا فقد استحل محاربتی الحدیث اخرجہ الامام احمد فی مسند و ایضاً عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان تعالیٰ قال من عادیٰ لی ولیا فقد اذیتہٗ بالحرب الحدیث رواہ البخاری والا امام احمد

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی میں اس کیلئے اعلان جنگ کرتا ہوں

التاج جلد 5 کتاب الزہد والرقاق فی الفصل الخامس

حضرت امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زواجر میں فرمایا "یہ اعلان جنگ منجانب اللہ سخت وعید سود خوار اور دشمنان اولیاء کیلئے وارد ہوئی ہے اس قسم کا شخص فلاح سے محروم ہے"

حضرت امام زرکشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول بھی اسی قسم کا ہے:

بس تجربہ کردیم دریں دیر مکافات ‎ ‎ ‎ ‎ با دُردکشاں ہر کہ درافتاد برافتاد

ولی کامل شیخ طریقت

اولیاء کی تنقیص کرنے والوں سے انتقام لینے کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی سنت جاریہ قدیمہ یہ ہے کہ جو شخص کسی عالم کی بے ادبی وگستاخی کرتا ہے اس کا دل طبعی موت سے پہلے مردہ ہو جاتا ہے پس جو لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فیصلہ سے ڈرتے ہیں ان کو چاہیے کہ فتنہ وفساد ابتلا اور عذاب الیم سے خائف رہیں۔

ہیچ قومے راخدا رسوا نہ کرد ‎ ‎ ‎ ‎ تا دلے صاحب دلے نامد بدرد

قوت القلوب میں مرقوم ہے کہ جو شخص عارفوں کے کسی مقام یا منقبت کا منکر ہوگا اس کا احسن حال ضعف یقین اور ابتر حال کفر ونفاق وکینہ ہوگا اس کی سزا محرومیٔ وجد وفقدان شہود ہوگی۔

مثل مشہور ہے کہ جہاں پھول ہوتا ہے وہاں کانٹا بھی ہوتا ہے اور جہاں خزانہ ہوتا ہے وہاں سانپ بھی ہوتا ہے صالحین ومصلحین قوم کی مخالفت بعض افراد انسانی کی فطرت میں داخل ہوتی ہے یہ سلسلہ ہمیشہ سے چلا آرہا ہے انبیاء کرام علیہم السلام ومرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات بھی ان معترضین کے طعن وتشنیع سے اوران کے انکار سے نہیں بچ سکے حتی کہ ان محرومان قسمت نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو بھی اپنے مزعومات باطلہ کا ہدف بنایا۔ ولنعم ما قیل

قیل ان الالٰہ ذوولد
قیل ان الرسول قد کہنا
ماانجی اللہ والرسول معا
من لسان الوری فکیف انا

ہر زمانے میں جہاں انبیائے کرام علیہم الصلوٰت والتسلیمات پر ایمان لانے والے اور اولیائے عظام قدس اللہ اسرارہم کے دامن سے وابستگی پیدا کرنے والے لوگ موجود ہوتے ہیں ان حضرات کے مخالفین کی بھی ایک جماعت معرکہ آرائی اور انگشت نمائی پر آمادہ رہتی ہے ان مصلحین میں سے حضرت عالی امام ربانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات گرامی بھی ہے معاندین ومعترضین نے ان پر اعتراضات کئے اور الزامات لگائے ہیں تاریخ ان کج فہموں کی ستم ظریفی کو کبھی معاف نہیں کر سکتی۔

حضرت عالی امام ربانی الشیخ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عبدی (عبداللہ المعروف بہ عبدی خویشگی خلیفہ چشتی قصوری) کی عناد ومخالفت کے چند وجوہ معلوم ہوتے ہیں اول یہ کہ وہ شیخ نعمت لاہوری کا شاگرد ہے جو حضرت عالی امام ربانی سراج السالکین کمالات نبوّت وولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر کے فتوؤں میں شریک رہا ہے دوم عبدی (عبداللہ المعروف بہ عبدی خویشگی خلیفہ چشتی قصوری) کے مشائخ وہ صاحت اکثر غالی وحدۃ الوجود صوفیہ ہیں سوم عبدی (عبداللہ المعروف بہ عبدی خویشگی خلیفہ چشتی قصوری) کے شیوخ میں سے شیخ عبداللطیف برہانپوری ہے جو حضرت عالی امام ربانی سراج السالکین کمالات نبوّت وولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ وحضرت شیخ آدم بنوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے نسبت رکھنے والوں کو نعوذ باللہ ملحد وزندیق کہتا تھا چہارم قاضی نور الدین قاضی قصور نے بھی حضرت عالی امام ربانی سراج السالکین کمالات نبوّت وولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف فتویٰ پر اپنی مہر ثبت کی تھی عبدی (عبداللہ المعروف بہ عبدی خویشگی خلیفہ چشتی قصوری) اس کی صحبت میں رہا ہے پنجم عبدی (عبداللہ المعروف بہ عبدی خویشگی خلیفہ چشتی قصوری) قصور سے بسلسلہ ملازمت اورنگ آباد (دکن) چلا گیا تھا جو خاندانِ مجددیہ کی مخالفت کا مرکز رہا تھا خاندان مجددیہ کے شدید ترین دشمن ومخالف سید محمد بن سید رسول برزنجی کی اولاد اورنگ آباد میں آکر مقیم ہوگئی تھی یہی وجہ ہے کہ حضرت عالی امام ربانی سراج السالکین کمالات نبوّت وولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف زیادہ تر مواد عبدی (عبداللہ المعروف بہ عبدی خویشگی خلیفہ چشتی قصوری) کی کتاب ''معارج الولایت'' ہی میں ملتا ہے یہ کتاب اس نے ۱۰۹۲ ہجری میں اورنگ آباد ہی میں مکمل کی اور مذکورہ مخالف مواد معارج الولایت کے بالکل اختتام ہی میں درج ہے ششم حضرت شیخ کبیر محی الدین ابن العربی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے گہری عقیدت اور اپنے مشائخ سے موروثی واکتسابی طور پر نظریہ توحید وجودی پانے کے باعث غلو وغیر سلامتی کی راہ پر گامزن ہوگیا اور حضرت عالی امام ربانی سراج السالکین کمالات نبوّت وولایت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت اختیار کی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

حضرت مجدد الف ثانی، Z، ص، 477 سے 485

حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریفہ کی بعض عبارتوں پر اعتراضات کئے گئے ہیں وہ یا تو عناد کی بنا پر ہیں۔ یا اہل تصوف کے اصول واصطلاحات اور ان کے علوم ومعارف سے ناواقفیت کی بنا پر اور ان مقامات عالیہ پر نارسائی کے باعث ہیں۔ اس قسم کے جس قدر اعتراضات حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ

احمد رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ میں کئے گئے۔ اور آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کو ان کی اطلاع ہوئی تو ان کا مدلل وشافی وتسلی بخش جواب آپ (حضرت سلطان العارفین امام شریعت وطریقت الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے خود بہ نفس نفیس اپنے مکتوبات شریف کے ذریعہ یا کمالات "خفی علی من طالعها" جس کے بعد اہل علم و فہم حضرات کی تشفی ہوگئی اور اکثر وبیشتر یہ فتنہ اسی زمانہ میں فرو ہوگیا۔

عصر حاضر کے سکھ محققین نے اپنی جانبدار اور جذباتی تحریرات میں اعتراف کیا ہے

کہ سکھوں کے خلاف حکمران طبقہ کے ذہنوں کو جو لوگ مسموم کررہے تھے وہ سرہند (شریف) کے یہی نقشبندی تھے بلکہ گرو ارجن کا قتل بھی اسی کا نتیجہ ہے بقول ڈاکٹر گنڈا سنگھ:

The Naqshbandis of Sirhind, had been poisoning the minds of the ruling junto in their spheres ever since the begining of seventeenth century. It was as a result of their conspiracies that ... Guru Arjun, the fifth Guru of the sikhs, had been tortured to ..... death under the order of emperor Jahangir.

مقامات مظہری، ص، 47

حضرت قطب الاقطاب خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

حضرت خواجہ قطب الاقطاب رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد اظہار غم کیلئے دہلی تشریف لائے تو حضرت خواجہ قطب الاقطاب رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اصحاب نے حسب دستور حضرت عالی امام ربانی سلطان طریقت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا استقبال کیا اور حضرت عالی امام ربانی سلطان طریقت محبوب صمدانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حلقہ اور مراقبہ میں حاضر ہوئے اور حد سے زیادہ ادب بجالائے اور از سرنو حضرت عالی امام ربانی سلطان طریقت محبوب صمدانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت کی اسی اثنا میں شیطان نے بہتوں کو ورغلا کر گمراہ کیا اور قیومیت کا منکر بنادیا اور صحبت منغض ہوگئی یعنی وہ لطف جاتا رہا حضرت شیخ الاسلام والمسلمین تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں بہت سمجھایا وعظ ونصیحت کی لیکن بے سود نہ صرف اتنے پر اکتفا کی بلکہ بعض تو حضرت خواجہ قطب الاقطاب رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر جاکر حضرت سلطان طریقت محبوب صمدانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہلاکت کی دعائیں کرنے لگے حضرت عالی امام ربانی قیوم اول مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان بے جا تجاوز کرنے والوں کی نسبت سلب کرلی جب پھر بھی وہ باز نہ آئے پھر حضرت عالی امام ربانی سلطان

طریقت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انہیں اپنے حال پر چھوڑ کر سرہند شریف چلے گئے۔
وحیدالزماں شیخ الشیوخ حضرت شیخ تاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ایسے لوگوں کے پیش پیش تھے ان کے دل میں بھی ان کی باتیں سن سن کر شک سا آ گیا تھا وہ اپنے وطن چلے گئے اثنائے ختم میں ایک صاحب کشف اہل ختم نے خواب میں دیکھا کہ ہر ایک درویش نے ایک ایک چراغ روشن کیا ہے اچانک ایک بجلی کوندی جس سے تمام چراغ بجھ گئے اتنے میں غیب سے آواز آئی کہ یہ چراغ حضرت عالی امام ربانی سلطان طریقت محبوب صمدانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مخالف درویشوں کی توجہات ہیں اور وہ بجلی حضرت عالی امام ربانی قیوم اول مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توجہ ہے جب وحیدالزماں شیخ الشیوخ حضرت شیخ تاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے وطن پہنچے تو اپنے باطن کی طرف بڑی توجہ دی لیکن باطنی احوال کا نام ونشان تک نہ پایا وحید الزماں شیخ الشیوخ حضرت شیخ تاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت مغموم ہوئے جب متوجہ ہوئے تو خواب میں دیکھا کہ اولیائے امت کی ایک بڑی بھاری مجلس منعقد ہے وحیدالزماں شیخ الشیوخ حضرت شیخ تاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اس مجلس کے ایک کونے میں بیٹھے ہیں ان میں سے ایک نے وحیدالزماں شیخ الشیوخ حضرت شیخ تاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کیا تم اولیائے امت میں سب سے افضل کے منکر ہو گئے ہو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس عزیز کا منکر ہونا دینی و دنیوی تباہی کو دعوت دینا ہے اور اس حالت میں ایمان کا سلب ہونا یقینی ہے اس کا انکار چھوڑ دو اور توبہ کرو اس مجلس کے تمام اولیاء کرام نے فرداً فرداً وحیدالزماں شیخ الشیوخ حضرت شیخ تاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہی عتاب کیا وحیدالزماں شیخ الشیوخ حضرت شیخ تاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حیران تھے کہ یاالٰہی وہ کونسا بزرگ ہے جو تمام اولیائے امت سے افضل ہے اور میں کب اس کا منکر ہوا ہوں کہ تیرے غضب وقہر کا مستوجب ہو گیا ہوں ناگاہ وحیدالزماں شیخ الشیوخ حضرت شیخ تاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیا دیکھتے ہیں کہ اس مجلس کے صدر نشین (حضرت شہباز لامکانی ابوصادق مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہیں اور تمام اولیائے امت کا رخ حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف ہے اور اس مجلس کے سردار خود آپ (حضرت سیّدی سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) ہی ہیں۔ بعد ازاں تمام اولیائے امت نے متفق ہو کر کہا کہ یہی تمام اولیائے امت سے افضل ہیں وحیدالزماں شیخ الشیوخ حضرت شیخ تاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گھبرا کر بڑی عاجزی کے ساتھ حضرت سردار اولیاء و امامنا شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی کہ چونکہ میں آپ (حضرت سیّدی سردار اولیاء الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کے مخالفوں میں بیٹھا تھا اس لئے میرے دل میں شامت نفس اور اغوائے شیطان سے شک وشبہ آ گیا تھا اب میں معافی کا خواستگار ہوتا ہوں حضرت عالی امام ربانی سلطان طریقت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تم جیسے شخص سے یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے تین مرتبہ حضرت شیخ الاسلام کاشف اسرار سبع مثانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وحیدالزماں شیخ الشیوخ حضرت شیخ تاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کان پکڑ کر یہی فرمایا جب وحیدالزماں شیخ الشیوخ حضرت شیخ تاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حد سے زیادہ عجز وزاری کی تو حضرت سردار اولیاء و امامنا شیخ الاسلام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

وحید الزماں شیخ الشیوخ حضرت شیخ تاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقصیرات معاف فرمائیں (غور کرو جو لوگ اپنے بزرگوار کے مخالف لوگوں کے ساتھ بیٹھتے ہیں یا محبت کرتے ہیں)

وحید الزماں شیخ الشیوخ حضرت شیخ تاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ واقعہ دیکھ کر سخت شرمسار ہوئے اس شبہ سے جو شمس العارفین کعبۂ صفا کیشاں شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسبت ان کے دل میں تھا سخت نادم ہوئے اور توبہ کی پھر جب اپنے احوال کی طرف توجہ کی تو اپنے احوال میں کامل رشد پایا بعد ازاں ایک خط اپنے پیر بھائیوں خصوصاً مولانا محمد قلیج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف جو حضرت خواجہ قطب الاقطاب رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سالار تھے اور مرزا حسام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف مضمون لکھا کہ تم سب ضرور (مقبول یزدانی قیوم اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں عریضہ لکھو اور اس عریضہ میں مجھ فقیر کا دعا و سلام بھی عرض کرو کیونکہ انھوں نے خواب میں میرے قصور معاف فرمایا ہے اب امید کرتا ہوں کہ ظاہر میں بھی میرے قصور کو معاف فرمادیں گے دوسرے دہلی کے یاروں کو بھی واضح رہے کہ جس شخص نے پہلے کی خدمت میں رجوع کیا اور ابھی تک حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا منکر ہے وہ مرتد ہے اور جو بن رجوع منحرف ہو گیا ہے وہ بھی مرتد ہے کیونکہ ایسے شخص کا منکر جو تمام اولیائے امت سے افضل ہو مرتد ہوتا ہے یہ دو روزہ زندگی آسان ہے لیکن یاد رکھو جو اس انحراف کی حالت میں فوت ہو جائے گا آخری وقت میں اس کا ایمان ضرور بالضرور سلب ہو جائے گا تم سب اپنے پیر بھائیوں کو اطلاع دے دو جب کچھ مدت بعد وحید الزماں شیخ الشیوخ حضرت شیخ تاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دہلی میں آ کر حاجی کے حجرہ میں ٹھہرے اور ملا حسن جعفر بیگ اور خواجہ محمد صدیق آپ کی خدمت میں آئے تو انہوں نے آپ سے پوچھا کہ آیا جناب کی طرف سے اس مضمون کا ایک خط آیا تھا یا یار لوگوں کی بنائی ہوئی بات ہے وحید الزماں شیخ الشیوخ حضرت شیخ تاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا واقعی خط میری طرف سے تھا معاملہ کی حقیقت یوں ہے کہ میں آپ (حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کا منکر ہو گیا تھا سو آنجناب (حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے ہاتھ سے میری گوشمالی ہوئی اور پھر میں معتقد بنا اور دہلی کے یاروں کی طرف متوجہ ہوا تو ان کے باطنی احوال میں رشد و ہدایت دکھائی نہ دی میں نے توجہ کی لیکن مقصد ہاتھ نہ آیا انہوں نے جو خواب (حضرت عالی سلطان طریقت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے بارے میں دیکھا تھا بیان کیا۔

حضرت خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی ایک خواب میں دیکھا تھا کہ حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ منبر پر جلوہ فرما ہو کر حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ثنا و ستائش کا اعلان فرما رہے ہیں اور حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ کے فصیح کلمات سے۔ حضرت شیخ کبیر امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مدح مترشح ہے بلکہ حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار ﷺ از روئے فخر فرماتے ہیں۔ کہ مجھے اس بات کا فخر حاصل ہے کہ میری امت میں ایسا بزرگ ظاہر ہوا ہے جس نے میرے دین کی تجدید کی ہے۔ اور یہ بزرگ تمام اولیائے امت سے افضل ہے یہ سن کر تمام

یاروں نے توبہ کی اور اپنے اپنے بدعقیدہ سے سخت نادم ہوئے۔

روضۃ القیومیہ، ج،1، ص، 213 سے 216

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر مخالفین کے رد میں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کے مدائح کے بیان میں

واضح ہو کہ حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کمال صحو اور نہایت اتباع سنت کے باوجود کبھی کبھی غلبہ حال کی وجہ سے زبان خامہ عنبریں شمامہ سے سکر آمیز کلمات بھی نکل گئے ہیں چنانچہ بعض مشائخ نے آپ (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں لکھا ہے کہ آپ (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سراپا صحو ہیں پھر سکر آمیز کلمات آپ (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے کیونکر ادا ہوئے آپ (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اس کے جواب میں فرمایا ہے کہ صحو خالص تو عوام کو ہوتا ہے جو چوپایوں کی طرح ہیں لیکن اس جماعت (صوفیہ) کو ہر چند صحو ہوتا ہے لیکن وہ بغیر سکر کے نہیں ہوتا اور صحو ان تمام علوم کے اظہار کی تاب نہیں لاسکتا اور آپ (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) تو اس اظہار کیلئے مامور بھی تھے (جب وہ بات تم نے جان لی تو یہ بھی سن لو)

حضرات القدس، ص، 123

شبہ اول: بعض مخالفین اپنی زبان پہ یہ شبہ لاتے ہیں

کہ آپ (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اپنے پیر بزرگوار قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں مکتوب یازدھم (دفتر اول) میں لکھا ہے:

ثانیاً یہ عرض ہے کہ اس مقام کو ملاحظہ کرتے ہوئے دوسری مرتبہ چند دوسرے مقامات بھی ظاہر ہوئے جو بعض سے بعض بلند تر ہیں پھر عاجزی اور تضرع کی توجہ کرنے سے جب سابق مقام سے آگے والے مقام پر رسائی ہوئی معلوم ہوا کہ یہ مقام امیر المؤمنین حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اور دوسرے خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی وہاں سے عبور فرما چکے ہیں اور یہ مقام بھی تکمیل و ارشاد کا مقام ہے اور اسی طرح آگے کے دو دوسرے مقامات بھی ہیں کہ جن کا ذکر اب کیا جاتا ہے اور اس مقام (سابقہ) سے اوپر ایک اور مقام نظر آیا جب اس مقام میں رسائی ہوئی معلوم ہوا کہ وہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام ہے اور دوسرے خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھی وہاں عبور ہو چکا ہے اور اس مقام سے آگے حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام ظاہر ہوا۔ وہاں بھی رسائی ہوئی اور اپنے مشائخ میں سے حضرت خواجہ خواجگان شیخ بہاء الدین والدین نقشبند مشکل کشاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہر مقام میں اپنے ساتھ پایا اور اس مقام میں دوسرے خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھی عبور ہو چکا ہے اس میں کوئی فرق نہیں تھا سوائے

عبور، مقام، مرور اور ثبات کے اور اس مقام سے اونچا کوئی دوسرا مقام سمجھ میں نہیں آیا سوائے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مقام کے اور حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام کے برابر ایک نورانی مقام بہت عجیب کہ اس جیسا کبھی دکھائی نہیں دیا تھا ظاہر ہوا اور وہ کچھ اس مقام سے اونچا تھا جیسا کہ زمین سے اونچا چبوترہ بنایا جاتا ہے معلوم ہوا کہ وہ مقام محبوبیت ہے اور وہ مقام رنگین اور منقش بھی تھا خود کو بھی اس مقام کے پرتو سے رنگین اور منقش پایا پھر اس کیفیت سے خود کو لطیف پایا اس قدر کہ ہوا یا ابر کے ٹکڑے کی طرح آفاق میں منتشر دیکھا اور بعض اطراف کو میں نے لے لیا اور حضرت خواجۂ خواجگان شیخ بہاء الدین والدین نقشبند مشکل کشاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام میں نظر آئے اور میں خود کو اس مقام کے برابر اس کیفیت کے ساتھ پاتا ہوں کہ جس کا ذکر عرض کیا گیا۔،،

حضرات القدس، ص، 125، 126

جن کے دلوں میں بیماری ہے

ان کلمات مبارکہ سے اُن لوگوں نے جن کے دلوں میں بیماری ہے یہ مطلب لیا ہے کہ آپ (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) خود کو حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بلند تر سمجھتے ہیں (وہ کلمات یہ ہیں: حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام کے برابر ایک نورانی مقام ظاہر ہوا۔

حضرات القدس، ص، 125، 126

جواب: اعتراض محض اس لیے ہے

میں یہ کہتا ہوں کہ اعتراض محض اس لیے ہے کہ تدبر اور تفکر سے کام نہیں لیا گیا اور اس لیے بھی ہے کہ اصطلاح صوفیہ سے ناواقفیت ہے کیونکہ یافت اور چیز ہے اور وصول اور چیز ہے بہت مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک گدا خود کو مستی اور سکر میں بادشاہ سمجھنے لگتا ہے حالانکہ وہ بادشاہی کے درجے کو وصول نہیں کرتا اور حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تو صرف اتنا فرمایا ہے کہ اس مقام کے عکس سے میں نے خود کو رنگین پایا آپ (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نے وہ مقام حاصل کر لیا (یا میں اس مقام پر پہنچ گیا) (یوں سمجھے کہ) سورج فلک چہارم میں ہے اور اس کا عکس زمین پر روشن ہے تو یہ نہیں کہا جا سکتا زمین سورج کے مقام پر پہنچ گئی اور آپ (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے تو اس عرضداشت میں (اپنے پیر بزرگوار (قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ) کو) اس عبارت سے پہلے لکھا ہے کہ اس مقام میں دوسرے خلفائے راشدین کو بھی عبور ہو چکا ہے اس میں کوئی فرق نہیں تھا سوائے عبور مقام، مرور اور ثبات کے یہ جواب کافی ہے ان لوگوں کیلئے جو امراض قلبیہ میں مبتلا ہیں یعنی حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام وہ تھا اور

دوسرے خلفاءِ راشدین کو'' مرورِ عبورِ زمانی '' حاصل ہوا حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس عبارت کے باعث جہانگیر بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ نے آپ (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) سے پوچھا کہ'' ہم نے سنا ہے کہ آپ (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے یوں لکھا ہے کہ میرا مرتبہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہے آپ (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اس کو یہی جواب دیا اور ایک مثال بھی بتائی کہ مثلاً آپ (بادشاہ جہانگیر) ایک ادنیٰ درجے کے آدمی کو اپنے پاس بلائیں اور اس پر عنایت فرما کر اس کے کان میں کچھ کہیں ظاہر ہے کہ وہ لامحالہ پنج ہزاری امیروں سے آگے جا کر آپ (جہانگیر بادشاہ) تک پہنچے گا اس کے بعد وہ اپنے مقام پر واپس جا کر کھڑا ہو جائے گا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا مرتبہ پنج ہزاری امیروں سے زیادہ ہو گیا جہانگیر کا غصہ یہ جواب سن کر فرد ہو گیا لیکن اسی اثنا میں ایک شخص جو خدا کو بھول چکا تھا بادشاہ جہانگیر سے کہنے لگا کہ آپ (بادشاہ جہانگیر) نے اس شیخ (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کا غرور کہ اس (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے آپ (بادشاہ جہانگیر) کو جو ظل اللہ اور اللہ کے خلیفہ ہیں سجدہ نہیں کیا بلکہ اس تواضع کو بھی چھوڑ دیا جو آپس میں لوگ کیا کرتے ہیں بادشاہ اس بات کو سن کر مشتعل ہو گیا اور آپ (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کو قلعۂ گوالیار کی قید کا حکم دے دیا۔ اس واقعے سے پہلے شاہزادۂ دین پناہ شاہجہاں نے جو آپ (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) سے کمال عقیدت رکھتا تھا بڑے بڑے علماء یعنی افضل خاں اور مفتی خواجہ عبدالرحمٰن کو کتب فقہ کے ساتھ آپ کی خدمت میں بھیج چکا تھا (اس مقصد سے) کہ سجدۂ تعظیمی بادشاہوں کیلئے جائز ہے اگر آپ (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) بادشاہ کو ایسا سجدہ کریں تو پھر بادشاہ سے آپ (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کوئی گزند نہ پہنچے گا میں (شاہجہاں) اس بات کا ضامن اور ذمہ دار ہوں آپ (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ یہ مسئلہ رخصت کا ہے عزیمت یہ ہے کہ غیر اللہ کو سجدہ نہ کریں۔

حضرات القدس، ص، 126

اس اعتراض کے جواب میں مزید یہ بھی کہا جا سکتا ہے

حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے پیر بزرگوار (قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) کے نام اس عرض داشت میں یہ بھی لکھا تھا کہ فقیر (حضرت عالی

امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) خود سے ایک کافر فرنگ اور ملحد زندیق کو بدرجہا بہتر جانتا ہے اور سب سے بدتر خود کو سمجھتا ہے پس جب آپ (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا تواضع اور عاجزی اس درجہ بھی تو یہ گمان کرنا کہ آپ (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے خود کو حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد سب سے افضل ہیں) سے افضل جانا عقل وفراست سے دور ہے۔

اور آپ (حضرت عالی امام ربانی کاشف رموزات سبحانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے حضرت شیخ حمید بنگالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک مکتوب میں لکھا ہے واضح ہو کہ صوفیہ کی ایک غلطی یہ بھی ہے کہ سالک کبھی مقامات عروج میں اپنے کو دوسروں سے جن کے افضلیت بالا جماع ثابت ہو چکی ہے بلند و بالا پاتا ہے حالانکہ یقینی طور پر اس سالک کا مقام ان بزرگواروں کے مقامات سے بہت کم ہے بلکہ ایسا اشتباہ کبھی کبھی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سلسلے میں بھی واقع ہو جاتا ہے جو قطعی طور پر بہترین خلائق ہیں (عیاذا باللہ سبحانہ من ذالک) اس غلطی کا سبب یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء رحمہ اللہ علیہم میں سے ہر ایک کا عروج پہلے ان اسماء تک ہوتا ہے جو ان کے وجودی تعینات کا مبداء ہیں اور اسی عروج سے ولایت کا اسم متحقق ہوتا ہے دوسرا عروج اسماء میں ہوتا ہے اور ان اسماء سے آگے جہاں تک کہ اللہ تعالیٰ چاہے مگر باوجود اس عروج کے ہر ایک کی منزل اور مبادی وہی اسم ہے جو ان کے وجودی تعینات کا مبداء ہے یہی وجہ ہے کہ مقامات عروج میں جو کوئی ان کو ڈھونڈتا ہے اکثر انھی اسماء میں پاتا ہے کیونکہ مراتب عروج میں ان بزرگواروں کے طبعی مکان وہی اسماء ہیں اور ان سے عروج ونزول کرنا عوارض کی وجہ سے ہے پس جب بلند فطرت سالک کی سیر ان اسماء سے بلند تر ہو جاتی ہے تو وہ ضرور ان اسماء سے آگے چلا جاتا ہے اس لئے اس کو افضل ہونے کا وہم پیدا ہو جاتا ہے (اللہ تعالیٰ اس سے بچائے) پس یہ وہم اس کے پہلے والے یقین کو بدل دیتا ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی افضلیت اور اولیائے کرام رحمہ اللہ علیہم کے بہتر ہونے میں یہ مقام اجماعی ہے شبہات پیدا کر دیتا ہے یہی سالک کو لغزش ہو جاتی ہے اور اس وقت سالک نہیں جانتا کہ ان بزرگواروں نے اسماء سے عروج بے نہایت فرمایا ہے اور وہ فوق الفوق میں چلے گئے ہیں اور وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ اسماء ان کے عروج کے طبعی مکان ہیں اور خود اس کا بھی اس جگہ طبعی مکان ہے مگر وہ ان اسماء سے بہت نیچے اور پست ہے کیونکہ ہر شخص کی افضلیت کا معاملہ اس کے اسم کے قدام ہونے کے اعتبار سے ہوتا ہے جو اس کے تعین کا مبداء ہوتا ہے اسی قسم سے بعض مشائخ کا یہ قول ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عارف کو مقامات عروج میں برزخیت کبریٰ حائل نہیں ہوتی اور وہ اس کے بغیر بھی ترقی کرتا ہے ہمارے حضرت خواجہ (قطب الاقطاب حضرت خواجہ رضی الدین باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرمایا کرتے تھے۔ کہ بی بی رابعہ بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا بھی اسی جماعت سے ہیں یہ جماعت چونکہ عروج کے وقت اس اسم سے جو برزخیت کبریٰ کے تعین کا مبداء ہے اوپر چلی گئی ہے اس لئے ان کو وہم ہوا ہے کہ برزخیت کبریٰ درمیان میں حائل نہیں رہی اور برزخیت کبریٰ سے ان کی مراد حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار

صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں اور حقیقت اس کی بھی یہی ہے جو اوپر بیان کی گئی اور بعض کیلئے اس غلطی کا سبب یہ ہوتا ہے کہ جب سالک کی سیر اس اسم میں واقع ہوتی ہے جو اس کے تعین کا مبداء ہے اور وہ اسم تمام کا مجملاً طور پر جامع ہے کیونکہ ان کی جامعیت اسی اسم کی جامعیت کے باعث ہے پس ناچار اس ضمن میں اس کی سیر ان اسماء میں بھی ہوگی جو دوسرے مشائخ کے تعینات کے مبادی ہیں اور سالک ہر ایک اسم سے گزر کر اس اسم کے منتہی تک پہنچ جائے گا اور اسے اپنی فوقیت کا وہم پیدا ہوگا حالانکہ مقامات مشائخ کرام میں سے جو کچھ اس نے دیکھا ہے اور وہ ان سے گزر گیا ہے وہ ان مقامات کا صرف نمونہ ہیں ان کی حقیقت نہیں اور جب وہ اس مقام میں خود کو جامع معلوم کرتا ہے اور دوسروں کو اپنے اجزاء خیال کرتا ہے تو خود کو اولیٰ ہونے کا وہم پیدا کرلیتا ہے اسی مقام میں حضرت شیخ الشیوخ بایزید بُسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمادیتے ہیں کہ میرا جھنڈا حضور پرنور آقائے دوجہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے جھنڈے سے اونچا ہے اور وہ غلبۂ سکر کی وجہ سے یہ نہیں جانتے کہ ان کا جھنڈا حضور پرنور آقائے دوجہاں ﷺ کے جھنڈے سے بلند نہیں ہوسکتا بلکہ ان کے جھنڈے کے نمونے سے ہے جو ان کے اسم کی حقیقت کے ضمن میں مشہور ہوا ہے اور اسی طرح کی وہ بات بھی ہے جو اس حضرت شیخ الشیوخ بایزید بُسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے قلب کی وسعت کے متعلق کہی ہے کہ اگر عرش اور مافیہ کو عارف کے قلب کے گوشے میں رکھ دیں تو کچھ بھی محسوس نہ ہوگا یہاں بھی نمونہ کا حقیقت سے اشتباہ ہے ورنہ عرش کے مقابلے میں جس کو اللہ تعالیٰ عظیم فرماتا ہے عارف کے قلب کی کیا حیثیت اور حقیقت ہے اور وہ ظہور جو عرش میں ہے اس کا سوواں حصہ بھی قلب میں نہیں ہے اگرچہ وہ قلب عارف ہی کا کیوں نہ ہو کیونکہ رویت اخروی تو عرش کے ظہور پر متحقق ہوگی اور یہ بات گو کہ آج بعض صوفیہ کرام کو ناگوار گزرے گی لیکن آخر کار ایک دن ان کی سمجھ میں آجائے گی اس بات کو ہم ایک مثال سے واضح کرتے ہیں کہ انسان چونکہ عناصر اور افلاک کا جامع ہے اس لئے وہ جب اپنی جامعیت پر نظر ڈالے گا تو وہ عناصر اور افلاک کو اپنے اجزاء گمان کرے گا اور جب یہ دید آجائے گی تو بعید نہیں کہ وہ یہ بھی کہہ دے کہ میں کرۂ زمین سے زیادہ بڑا ہوں اور آسمانوں سے زیادہ عظیم ہوں پھر تو سمجھدار لوگ جان لیں گے کہ اس کا بڑا ہونا اور اس کی عظمت اس کے اپنے اجزاء کی وجہ سے ہے اور کرۂ زمین یا افلاک در حقیقت اس کے اجزاء نہیں ہیں بلکہ ان کے نمونوں کو اس کے اجزاء بنادیا گیا ہے اور اس کا بڑاپن ان نمونوں کی وجہ سے معلوم ہوتا ہے جو اس کے اجزاء ہیں کرہ ارضی وسماوی سے حقیقت میں وہ بڑا نہیں کیونکہ کسی چیز کا نمونہ اس کی حقیقت کا مشابہ ہوتا ہے فتوحات مکیہ والے (حضرت قطب الاقطاب شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اسی وجہ سے کہہ دیا ہے کہ جمع محمدی ﷺ جمع الٰہی سے زیادہ جامع ہے کیونکہ جمع محمدی ﷺ تو حقائق کونی والٰہی دونوں کو شامل ہے اس لئے وہ زیادہ جامع ہے فتوحات مکیہ والے (حضرت واقفِ رموزِ اسرار شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے یہ خیال نہیں کیا کہ جمع محمدی ﷺ کی یہ شمولیت محض مرتبہ الوہیت کا ایک ظل اور اس کا ایک نمونہ ہے اور شمولیت (اشتمال) اس مرتبہ مقدسہ کی حقیقت نہیں ہے بلکہ اس مرتبہ مقدسہ کے مقابلے میں کہ عظمت وکبریائی اس کے لوازم میں سے ہے جمع محمدی ﷺ کی کچھ مقدار نہیں۔

تراب اور رب الارباب سے کیا نسبت　عالم پاک سے کیا نسبت خاک

اور اس مقام میں جب سالک کی سیر اس اسم میں ہوتی ہے جو اس کا رب ہے تو کبھی وہ یہ سوچتا ہے کہ بعض بزرگوار جو یقیناً اس سے افضل ہیں اس کے وسیلے سے بلند مقامات میں پہنچے ہیں اور اسی کے وسیلے سے انھیں ترقی ہوئی ہے یہ بھی سالکوں کی لغزش ہو جانے کا مقام ہے اللہ تعالیٰ پناہ دے کہ اس گمان سے کوئی خود کو افضل جانے اور ہمیشہ کا خسارہ حاصل کرے اگر کوئی عظیم الشان بادشاہ کسی زمین دار کے علاقے میں جائے اور وہ علاقہ اسی (بادشاہ) کا ہے اور وہ اسی زمین دار کے وسیلے سے بعض مقامات میں جائے اور اسی کے توسط سے وہاں رہ جائے تو اس میں کونسی تعجب کی بات ہے (اور اس میں کیا فضیلت ہوئی) یہ تو جزئی فضیلت ہے جو بحث سے خارج ہے (یہ ایسا ہی ہے کہ) ایک حجام یا جولاہا اپنے خصوصی کام کے جاننے کی وجہ سے ایک باکمال عالم اور ایک ماہر حکیم پر جزئی فضیلت رکھتا ہے لیکن ایسی فضیلت کی کوئی حیثیت نہیں دراصل وہ فضیلت جو معتبر ہے وہ فضیلت کلی ہے جو عالم اور حکیم ہی کو حاصل ہے اس فقیر (حضرت شیخ المشائخ قطب عالم ابو صادق الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) کو بھی ایسے شبہات اور خیالات بہت واقع ہوئے تھے اور ایک زمانے تک ایسی ہی حالت رہی مگر اللہ تعالیٰ کی محافظت شامل حال رہی کہ سابقہ یقین میں بال برابر بھی تذبذب نہ ہوا اور متفق علیہا اعتقاد میں کسی طرح فتور پیدا نہ ہوا (اس نعمت اور دوسری تمام نعمتوں پر اللہ تعالیٰ ہی کی حمد اور احسان ہے) اگر کوئی بات متفق علیہ کے خلاف ظاہر ہوتی تھی تو اس کا مجھے اعتبار نہ آتا تھا اور اس کی اچھی تاویل کر لیتا تھا اور مختصر طور پر اتنا جانتا تھا کہ اگر یہ کشف صحیح بھی ہو تب بھی یہ چیز جزئی فضیلت کی ہو سکتی ہے اگر چہ یہ وسوسہ بھی پیش آتا تھا کہ جب فضیلت کا مدار قرب الٰہی پر ہے اور اس قرب میں اضافہ بھی ہو رہا ہے تو پھر یہ جزئی فضیلت کیوں ہوگی مگر یقین سابق کے مقابلے یہ وسوسہ گرد کی طرح اڑ جاتا تھا اور کچھ اعتبار نہ رکھتا تھا بلکہ تو بہ استغفار اور انابت کے ساتھ (بارگاہ الٰہی میں) التجا کرتا تھا اور تضرع وزاری کے ساتھ دعاء کرتا تھا کہ اس قسم کے مکشوفات مجھ پر ظاہر نہ ہوں اور اہل سنت کے معتقدات کے خلاف بال برابر بھی کوئی بات منکشف نہ ہو ایک دن یہ خوف غالب ہوا کہ کہیں ایسے مکشوفات کا مواخذہ نہ ہو اور ایسے تو ہمات کی پرسش نہ ہو اس خوف کے غلبے نے مجھے بے قرار اور بے آرام کر دیا چنانچہ میں التجا اور آہ وزاری، بارگاہ الٰہی میں اور بھی زیادہ کرتا رہا اور یہ حالت عرصے تک رہی اتفاقاً اسی زمانے میں ایک بزرگ کے مزار پر گزر رہا اور اس معاملے میں ان سے تائید اور معاونت (مدد) چاہی اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا اور حقیقت معاملہ جیسی تھی ظاہر کر دی گئی اور حضور پر نور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جو "رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ" ہیں تشریف لائے اور اسی وقت شرف حضور فرمایا اور دل غمگین کو تسلی دی اور معلوم ہوا کہ قرب الٰہی بیشک کلی فضل الٰہی کا موجب ہے مگر یہ قرب جو تم کو حاصل ہوا ہے وہ ظلال مرتبہ الوہیت کا ایک ظل کا قرب ہے جس کا تعلق اس اسم سے ہے جو تمہارا رب ہے پس وہ کلی فضل کا موجب نہ ہوگا اور اس مقام کی مثالی صورت اس طرح منکشف فرما دی گئی کہ پھر کوئی شبہ نہ رہا اور اشتباہ کا کوئی محل نہ رہا بہر حال اس معاملے میں تاویل اور توجیہ میں نے اپنی کتابوں اور رسالوں میں (حضرت شیخ المشائخ قطب عالم ابو صادق الشیخ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) لکھ دی ہے اور وہ باتیں شائع بھی ہو چکی ہیں خیال تھا کہ ان علوم کی

اغلاط کے اسباب کو جو محض فضل خداوندی سے ظاہر ہوئے ہیں لکھ دوں اور لوگوں تک پہنچا دوں کیونکہ گناہ مشہتر کیلئے توبہ کا اشتہار ضروری ہے تا کہ لوگ ان علوم سے خلاف شریعت علوم نہ سمجھ لیں اور ان کی تقلید سے گمراہی میں نہ جا پڑیں یا تعصب اور تکلف کی بناء پر بے راہ روی اور جہالت اختیار نہ کر لیں کہ اس غیب الغیب والی راہ میں بہت سے ایسے پھول کھلتے ہیں جن سے بعض کو ہدایت ہوتی ہے اور بعض گمراہ ہو جاتے ہیں (یہاں دفتر اول کے مکتوب نمبر ۲۲۰ کی عبارت ختم ہوئی)

اور آپ (حضرت شیخ المشائخ قطب عالم ابو صادق الشیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ) نے اس قسم کے شکوک وشبہات کے دفعیہ کیلئے (اس طرح بھی) لکھا ہے اور سالک کے عروج کے معاملے کو ان کے اسماء سے جو اس کے تعینات کے مبادی ہیں ایک مثال میں واضح فرما دیا ہے اور وہ یہ ہے

دفتر اول مکتوب ۲۰۸

اہل فلسفہ نے کہا کہ دخان (دھنواں) خاکی اجزاء آتشی اجزاء کے ساتھ مرکب ہے جس وقت دھنواں اوپر کو جاتا ہے تو خاکی اجزاء آتشی اجزاء کے ساتھ اوپر چلے جاتے ہیں اور قاسر کا قسر (زبردستی کسی کام پر لگانا قاسر اس کا فاعل ہے) حاصل ہونے سے عروج کر جاتے ہیں اور انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر دھنواں قوی ہوتا ہے۔ تو وہ کرہ نار تک صعود کر جاتا ہے اور اس صعود میں خاکی اجزاء آبی اور ہوائی اجزاء کے مقامات میں جو بالطبع فوقیت رکھتے ہیں پہنچ جائیں گے اور وہاں سے عروج کر کے اوپر کو چڑھ جائیں گے ایسی صورت میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ خاکی اجزاء کا مرتبہ آبی اور ہوائی اجزاء کے مرتبے سے زیادہ ہے کیونکہ وہ فوقیت باعتبار قاسر ہے نہ باعتبار ذات اور کرۂ نار تک پہنچنے کے بعد جب وہ خاکی اجزاء نیچے کو آئیں گے اور اپنے طبعی (اصل) مرکز پر پہنچیں گے تو بیشک ان کا مقام آب وہوا کے مقام سے نیچے ہوگا پس بحث مذکورہ میں اس سالک کا عروج بھی ان مقامات سے قسر قاسر کے اعتبار سے ہے کہ وہ قاسر گرمی محبت کی زیادتی اور جذبہ عشق کی قوت ہے اور ذات کے اعتبار سے اس کا مقام ان مقامات سے بہت نیچے ہے۔ یہ جواب جو کہا گیا ہے وہ منتہی کے حال کے مناسب ہے لیکن اگر ابتداء میں یہ وہم پیدا ہو جائے اور اپنے آپ کو بزرگواروں کے مقام میں پائے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ابتداء اور وسط میں ہے ہر مقام کا ظل بھی ہے اور مثال بھی ہے اور مبتدی اور متوسط جب ان کے ظلال میں پہنچتے ہیں تو خیال کرتے ہیں کہ وہ ان مقامات کی حقیقت تک پہنچ گئے ہیں اور وہ ظلال اور حقائق کے درمیان فرق نہیں کر سکتے اور اسی طرح وہ بزرگواروں کے شبہ ومثال کو جب ان کے مقامات کے ظلال میں پاتے ہیں تو خیال کرتے ہیں کہ ان مقامات میں وہ ان بزرگواروں کے ساتھ شریک ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ یہاں تو شے کے ظل کا نفس شے کے مانند ہونا لازم آتا ہے خدایا تو ہم کو حضور پرنور آقائے دو جہان مدنی تاجدار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے طفیل میں اشیاء کی اصل حقیقت سے پوری طرح آگاہ فرما دے اور ممنوعات میں مشغول ہونے سے بچا لے۔ (دفتر اول مکتوب ۲۰۸ کی عبارت ختم ہوئی)

اور میں (حضرت علامہ سراج السالکین بدر الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) تو یہ بھی کہتا ہوں کہ اسلام میں یہ کوئی پہلا ہی شیشہ نہیں ہے جو توڑا گیا ہے بلکہ زمانہ قدیم سے کلمات متشابہات آئے قرآن مجید میں الفاظ ید، ساق اور استوی ہیں جن سے ایک گروہ نے

تاویل کچھ کرلی اور راستے سے ہٹ گئے اور حدیث شریف میں (بھی ایسے کلمات) آتے ہیں:

(۱) بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی صورت میں پیدا کیا۔

(۲) میں نے اپنے رب (عزوجل) کو ایک بے ریش لڑکے یا نوجوان کی شکل میں مدینہ کی گلیوں میں پھرتے ہوئے دیکھا۔

اور مشائخ میں سے حضرت بایزید بُسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ میرا جھنڈا محمد ﷺ کے جھنڈے سے اونچا ہے۔

حضرت واقفِ رموزِ اسرار شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ نبوت کی انگوٹھی چاندی کی اینٹ ہے اور ولایت کی انگوٹھی سونے کی اینٹ ہے اور انھوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ''خاتم النبوۃ خاتم الولایہ سے معارف اور علوم اخذ کرتے ہیں (یعنی لیتے ہیں)''

حضرت خواجۂ خواجگان شیخ بہاء الدین والدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں نے حضرت شیخ منصور حلاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت شیخ بایزید بُسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت شیخ سلطان العارفین جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقامات میں سیر کی اور جہاں تک وہ لوگ گئے تھے میں بھی گیا یہاں تک کہ میں ایک ایسی بارگاہ تک پہنچا کہ اس سے زیادہ عظیم بارگاہ نہیں تھی مجھے الہام ہوا کہ یہ بارگاہ محمدی ﷺ ہے پس میں نے گستاخی نہ کی اور جو کچھ حضرت بایزید بُسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا تھا میں نے نہیں کیا۔

حضرت خواجۂ خواجگان شیخ بہاء الدین والدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضرت شیخ بایزید بُسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقامات میں سیر اور بارگاہ محمدی ﷺ میں پہنچا اور چاہا کہ آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) کے مقام میں سیر کروں تو آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) نے میری پیشانی پر دست مبارک رکھ دیا اور میں اللہ تعالیٰ کی عنایت سے مقامات کی سیر کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچا اور میں نے گستاخی نہیں کی (بلکہ) اپنا سر نیاز حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے آستان عرش نشان پر رکھ دیا تو آپ (حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) نے مجھ پر کرم فرمایا اور مجھے اس مقام میں داخل فرمالیا ظاہر ہے کہ جو شخص مقام محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں پہنچے گا وہ ضرور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور خلفاء کبار رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے مقامات سے گزر کر اوپر گیا ہوگا پس اگر یہاں جو کچھ تاویل کی جاتی ہے تو وہاں بھی (حضرت عالی امام ربانی سلطان طریقت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کی) تاویل کی جاسکتی ہے۔

حضرت شیخ المشائخ شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے خلفاء (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کیلئے جس طرح عالم شہادت میں خاص مقامات ہوتے ہیں جن کی زیارت کیلئے مسافر اور زائر آیا کرتے ہیں اور استفادہ بھی کرتے ہیں۔ اسی طرح عالم غیب میں بھی ان کے مقامات ہیں کہ سالکان طریقت اپنے کام میں کامیابی حاصل کرنے اور اپنے احوال باطنی کی نعمت چاہنے کیلئے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام رحمہ اللہ علیہم کے مقامات میں بھی

پہنچتے ہیں اوران کے آستانے میں روئے نیاز رکھ کراپنے کام میں کامیابی کا سوال کرتے ہیں اور بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کا کام نہیں بنتا آخر حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہی کے آستانے میں پہنچ کر فیض حاصل کرتے ہیں۔

حضرات القدس، ص، 131، 132، 134

حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا کہ جب تک کسی کو عقلی اور نقلی علوم میں پوری مہارت نہ ہو

حضرت شیخ المشائخ ابومحمد صادق مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے معارف پڑھنے والوں سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ رفعت وغموض میں آپ (حضرت شیخ المشائخ ابومحمد صادق مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے علوم کا مرتبہ اور مقام بلند ہے اور نزاکت کے اعتبار سے یہ کچھ اور ہی سرمایہ ہے ایک دن اس ناچیز (حضرت فرید عصر علامہ خواجہ محمد ہاشم کشمی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے آپ (حضرت شیخ المشائخ ابومحمد صادق مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی زبان مبارک سے سنا آپ (حضرت شیخ المشائخ ابو محمد صادق مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ جب تک کسی کو عقلی اور نقلی علوم ظاہری میں پوری مہارت نہ ہو اس طائفہ عالیہ (مشائخ) کے کلام کی پیچیدہ گیوں خصوصاً حضرت قطب الاقطاب شیخ محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حقائق کی باریکیوں کے متعلق زیادہ آگاہی نہیں ہوگی اور ہمارے معارف کی بلندی اور نزاکت کو نہیں سمجھ سکتا۔

در نیابد حال پختہ ہیچ خام　　پس سخن کوتاہ باید والسلام

حال پختہ پا نہیں سکتا ہے خام　　مختصری بات یہ ہے والسلام

زبدۃ المقامات، ص، 321

حضرت شیخ الجن والانس سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ''فتوح الغیب'' کی فارسی شرح میں حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے عارفوں کے دلوں پر ایسے دقیق اسرار اور مخفی علوم وارد ہوتے ہیں کہ ان کے بیان سے دامان عبارت قاصر رہتی ہے لہٰذا ان اسرار وعلوم ومعرفت کو حضرت دانائے مطلق جل شانہ کے حوالے کیا جائے اور انکار نہ کیا جائے۔

قطب شام علامہ روزگار شیخ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسالۂ ایضاح الدلالات میں اس سلسلہ میں نہایت نفیس پراز حقائق مقالہ لکھا ہے اس میں تحریر فرمایا ہے۔

(ترجمہ) جب کسی شخص کا کردار اچھا نہیں رہتا تو اس کے خیالات بھی فاسد ہو جاتے ہیں لہٰذا وہ اپنے مزعومات اور تخیلات کو صحیح سمجھنے لگتا ہے ورنہ حقیقت امر یہ ہے کہ مرد کامل وجود کو سراسر کامل سمجھتا ہے اور اس کو بہ جز کمال کے اور کچھ نظر نہیں آتا کہاں آجکل کے نقصوں کی دروغ بافیاں اور ان کے فاسد خیالات اور کہاں اہل کمال کا ارشاد اور ان کا مبارک طریقہ ببیں تفاوت رہ از کجاست

تا بہ کجا۔

حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، ص، 136

حضور غوث الاعظمؒ سے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی محبت و ارتباط

حضرت مجدد (شیخ العرفاء زبدۃ الواصلین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے قلت و کثرت خوارق کے سلسلہ میں جو بات کہی ہے کہ حضرت غوث (حضرت شیخ الجن والانس سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا نزول مقام روح تک تھا اس سے آپ (شیخ العرفاء زبدۃ الواصلین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کے مخالفین نے یہ فتنہ برپا کر دیا۔ حالانکہ حضرت غوث (حضرت شیخ الجن والانس سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کیلئے اس مقام تک نزول اکمل وافضل تھا کیونکہ آپ (حضرت شیخ الجن والانس سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے اللہ تعالیٰ کو بہ کثرت خوارق ظاہر کرانے تھے اگر آپ (حضرت شیخ الجن والانس سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا نزول مقام قلب تک ہوجاتا تو آپ (حضرت شیخ الجن والانس سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے خوارق بہ کثرت ظاہر نہ ہوتے۔

حضرت مجدد (شیخ العرفاء زبدۃ الواصلین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرت غوث (حضرت تاج اولیا، سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی ولایت و بزرگی کو نہایت عمدہ طریقہ پر بیان کیا ہے پھر بھی حضرت مجدد (شیخ العرفاء زبدۃ الواصلین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کو بدنام کرنے کیلئے آپ (شیخ العرفاء زبدۃ الواصلین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) پر الزام عائد کیا جارہا ہے کیا یہی انصاف ہے کیا اسی کا نام تحقیق ہے۔ کیا اسی کو آزاد خیالی کہتے ہیں۔

حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، ص، 144

امام اعظم ابو حنیفہؒ کا ایک تعجب خیز واقعہ

حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ مجھے پہلے دن دفن نہ کرنا پس وفات پانے کے بعد بیٹے نے وصیت کے مطابق خالی قبر پر مٹی ڈال دی تو حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حاسدین راتوں رات ایک کتا لائے اور قبر کی مٹی ہٹائی تو دیکھا کہ حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قبر میں نہیں ہیں تو کتے کو قبر میں ڈال دیا اور صبح ہوتے ہی ہارون رشید بادشاہ کے پاس حاضر ہو کر کہنے لگے کہ دیکھیے حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتے کی شکل میں مسخ ہوگئے ہے (العیاذ باللہ) تو بادشاہ (ہارون رشید) نے حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیٹے کو بلا کر حقیقت دریافت کی تو انہوں نے والد (حضرت امام المسلمین نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) مبارک (نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی نعش دکھائی جو سورج کی طرح روشن تھی اور وصیت کا قصہ

بادشاہ (ہارون رشید) کو سنایا اس پر بادشاہ (ہارون رشید) نے حاسدین اور متعصبین میں سے اسی وقت تین افراد کی گردنیں اڑا دیں اور نعش مبارک کو دفن کر کے مرقد مبارک پر حفاظتی چوکی بنائی پس معلوم ہوا کہ ہر زمانہ میں اولیاء کرام کے دشمن اور حاسد ہوتے ہیں۔

ہدایت السالکین، ص، 82،81

حضرت خواجہ خواجگان شیخ بہاء الدین کے زمانہ میں ایک محدث تھا

جب حضرت خواجۂ خواجگان شیخ بہاء الدین والدین نقشبند مشکل کشاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ راستے سے گزرتے تھے وہ محدث اپنے شاگردوں سے کہتا تھا کہ میرے اردگرد کھڑے ہو جاؤ تاکہ اس دجال زمانہ حضرت خواجۂ خواجگان شیخ بہاء الدین والدین نقشبند مشکل کشاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (عیاذ باللہ) پر میری نظر نہ پڑ جائے۔

ہدایت السالکین، ص، 82،81

ایک شخص حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی کی غیبت کیا کرتا تھا

تو انہوں نے اس شخص کو روپے دینے شروع کیے کچھ عرصہ بعد اس شخص نے تعریف کرنا شروع کر دی تاکہ زیادہ روپے مل جائیں تو حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روپے دینے بند کر دیے اس شخص نے عرض کی کہ حضرت (حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) پہلے میں آپ (حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی مذمت کرتا تھا تو مجھے روپے دیتے تھے اور اب میں تعریف کرتا ہوں تو آپ (حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے روپے دینے بند کر دیے تو حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ پہلے تم مجھے اپنی نیکیاں دیتے تھے۔ اور میری خطائیں تمھارے نامۂ اعمال میں درج ہوتی تھیں اس لیے میں خوش ہو کر تمھیں روپے دیتا تھا اب تعریف کرنے سے مجھے کچھ فائدہ نہیں اس لیے روپے بند کر دیے۔

ہدایت السالکین، ص، 82،81

حضرت شیخ المشائخ مولانا خالد نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانے میں

حاسدین نے ان کی توہین پر مشتمل رسالے لکھے اور منکرین کی تردید میں حضرت ابن عابدین الشامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسالہ لکھ دیا اور حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی منکرین کے اقوال رد کر کے حضرت مولانا خالد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تائید فرمائی۔

ہدایت السالکین، ص، 82،81

حضرت غوث الاعظم سیدنا عبد القادر جیلانی کے زمانہ میں

ابن جوزی آپ (حضرت غوث الاعظم شیخ العرفاء سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا دشمن اور حاسد بن کر گستاخی اور غیبت میں مبتلا رہا کرتا تھا۔

ہدایت السالکین، ص، 382

یہ ایک ایسا فتنہ تھا

کہ جس نے نہ صرف یہ کہ آپ (حضرت کاشف اسرار مقبول یزداں شیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ) کے خلاف ایک فضا تیار کی بلکہ آپ (حضرت کاشف اسرار مقبول یزداں شیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ) کے کئی مرید مثلاً مرزا فتح اللہ گیلانی اور قاضی سنام وغیرہ آپ (حضرت کاشف اسرار مقبول یزداں شیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ) کے طریقہ سے علیحدہ ہو گئے۔

حضرت مجدد اور عقیدہ ختم نبوت، ص، 106

غیروں کی پتھر سے وہ چوٹ نہیں لگتی جو اپنوں کے پھول سے لگتی ہے

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی مخالفت ایک لحاظ سے بادشاہ کی مخالفت سے زیادہ اذیت رساں تھی۔ انھوں نے ایک رسالہ بھی حضرت شیخ کبیر غوث زماں ردیف کمالات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلاف تصنیف فرمایا تھا ناواقفوں اور غیروں کے پتھر سے وہ چوٹ نہیں لگتی جو اپنوں کے پھول سے لگتی ہے۔

تذکرہ امام ربانی مجدد الف ثانی، ص، 251

دین اکبری کو فنا کے گھاٹ کس نے اتارا ہر فرعونے را موسیٰ

اکبر بادشاہ جیسے جلیل القدر شہنشاہ کے مقابلہ کیلئے شیخ احمد (قطب العارفین سراج السالکین مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) جیسا مجدد بھیجا گیا۔ ملت مصطفویہ پر ایک ہزار سال گذر جانے کے بہانہ اکبر بادشاہ دین الہٰی کی بنیاد رکھی تھی۔ لیکن خدا کے پاک بندے شیخ احمد مجدد (قطب العارفین سراج السالکین مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) نے دنیا کو بتادیا کہ یہ خاتم النبیین (ﷺ) کا مذہب ہے۔ جس کے مقدس دامنوں کو میدان حشر کے کناروں تک پھیلا دیا گیا ہے۔ جوان مقدس دامنوں کو سمیٹنا چاہے گا۔ وہ خود ہی سمٹ جائے گا۔

مگر دین اکبری کو فنا کے گھاٹ کس نے اتارا ہر فرعونے را موسیٰ اکبر بادشاہ جیسے جلیل القدر شہنشاہ کے مقابلہ کے لئے شیخ احمد (قطب العارفین سراج السالکین مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ) جیسا مجدّد بھیجا گیا۔ ملت مصطفویہ پر ایک ہزار سال گذر جانے کے بہانہ اکبر بادشاہ دین الہٰی کی بنیاد رکھی تھی "لاتزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق لایضرهم من خزلهم حتی یاتی امرالله"

علماء ہند کا شاندار ماضی، ص، 212

مناجات

هر روز باشی صائماً ، هر لیل باشی قائماً
در ذکر باشی دائماً، مشغول شو در ذکر هو

گر عیش خواهی جاوداں، عزت بخواهی در جهاں
ایں ذکر هو هر آں بخواں مشغول شو در ذکر هو

سودے ندارد خفتنت، ناچار باید رفتنت
در گور تنها ماندنت، مشغول شو در ذکر هو

هو هو بذکرش سازکن، نام خدا آغاز کن
قفل ز سینه باز کن ، مشغول شو در ذکر هو

علم بخوائی باعمل فردانه باشی تا خجل
در پیش قادر لم یزل، مشغول شو در ذکر هو

هر دم خدا را یاد کن، دلهائے غمگیں شاد کن
بلبل صفت فریاد کن ، مشغول شو در ذکر هو

مسکیں احمد مرد شو در جمله عالم فرد شو
در راہِ حق چوں گرد شو، مشغول شو در ذکر هو

حضرت مجدد اور ان کے ناقدین

فرمانِ سیدی سردار ما مجدد الف ثانی سرہندی فاروقی

ہمارا کلام اشارات و رموز اور بشارات کے ایسے خزانے ہیں کہ اکثر لوگوں کے لئے ان میں کوئی حصہ نہیں مگر یہ کہ وہ حسن ظن کے ساتھ ان پر یقین کریں تو ان کو اس یقین کی وجہ سے ایسے ثمرات حاصل ہو سکتے ہیں جو ان کو نفع دیں: ''وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ الْمُوَفِّقُ'' (اللہ سبحانہ ہی توفیق دینے والا ہے)۔

مکتوبات شریف ج 2، ن 7

کتابیات

نام کتاب	مصنف	شائع کردہ	مقام اشاعت
علماء ہند کا شاندار ماضی	مولانا سید محمد میاں	مکتبہ رشیدیہ	کراچی
ارشاد الطالبین	حضرت قاضی محمد ثناء اللہ مجددی پانی پتی	مکتبہ اسحاقیہ	کراچی
صراط مستقیم	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	ادارۂ مسعودیہ	کراچی
حضرت مجدد الف ثانی	پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد	ادارۂ مسعودیہ	کراچی
حضرت مجدد الف ثانی	مولانا زوار حسین شاہ نقشبندی مجددی	ادارۂ مجددیہ	کراچی
ہدایت الطالبین	مولانا شاہ ابو سعید فاروقی مجددی	ادارۂ مجددیہ	کراچی
اثبات النبوۃ	حضرت مجدد الف ثانی	ترجمہ ادارۂ مجددیہ	کراچی
سیرت مجدد الف ثانی	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	مدینہ پبلشنگ کمپنی	کراچی
تذکرہ امام ربانی مجدد الف ثانی	مولانا محمد منظور نعمانی	دار الاشاعت	کراچی
درلاثانی	محمد ہدایت علی جے پوری	سعید ایچ ایم کمپنی	کراچی
تفسیر حسینی الموسوم تفسیر سعیدی ج دوم		ایچ ایم سعید کمپنی	کراچی
سیرت امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی	علامہ ابو البیان محمد داؤد پسروری	سعید ایچ ایم کمپنی	کراچی
ایمانیات	پروفیسر عبد الباری صدیقی	سرہند پبلی کیشنز	کراچی
معمولات مظہریہ	قدیر محمد قریشی۔ بی اے ایل	ایل بی منشی کامل	کراچی
مجدد ہزارہ دوم	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	ادارہ معارف مجدد الف ثانی	کراچی
مکتوبات معصومیہ اول، دوم، سوم	ترجمہ۔ مولانا زوار حسین شاہ نقشبندی مجددی	ادارۂ مجددیہ	کراچی
تائید اہل سنت	حضرت مجدد الف ثانی	حاجی عبد الغفار میمن دھوراجی کالونی	کراچی
	ترجمہ۔ پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان		
شرح رباعیات حضرت خواجہ باقی باللہ	حضرت مجدد الف ثانی	ادارہ مجددیہ	کراچی
	ترجمہ۔ ثناء الحق صدیقی۔ ایم اے		
مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی	حضرت مجدد الف ثانی	ادراۂ مجددیہ	کراچی
(دفتر اول دوم سوم)	ترجمہ۔ مولانا زوار حسین شاہ نقشبندی مجددی		
مکتوبات امام ربانی	حضرت مجدد الف ثانی	مدینہ پبلشنگ کمپنی	کراچی
دفتر اول دوم سوم	مولانا محمد سعید احمد نقشبندی		
مبدأ و معاد	حضرت مجدد الف ثانی	ادارۂ مجددیہ	کراچی
	مولانا زوار حسین شاہ نقشبندی مجددی		
معارف لدنیہ	حضرت مجدد الف ثانی	ادارۂ مجددیہ	کراچی
	ترجمہ۔ مولانا زوار حسین شاہ نقشبندی مجددی		
رسالہ تہلیلیہ	حضرت مجدد الف ثانی	ادارۂ مجددیہ	کراچی
	ترجمہ۔ مولانا حافظ رشید احمد		

نام کتاب	مصنف	شائع کردہ	مقام اشاعت
قرآن عظیم رفیع الشان	ترجمہ۔ اعلیٰ حضرت مولینا شاہ محمد احمد خاں	تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی	لاہور
دلیل العارفین ملفوظات	حضرت خواجہ شیخ المشائخ معین الدین اجمیری	پروگریسو بکس	لاہور
اخبار الاخیار	حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی	شبیر برادرز	لاہور
نفحات الانس	حضرت شیخ المشائخ مولوی عبدالرحمٰن جامی نقشبندی	اللہ والے کی قومی دوکان	لاہور
انیس الطالبین	ارشادات خواجہ خواجگان بہاء الحق والدین نقشبند	اللہ والے کی قومی دوکان	لاہور
رود کوثر	شیخ محمد اکرام	ادارہ ثقافت اسلامیات	لاہور
کلیات باقی باللہ	مولانا محمد زید فاروقی	اللہ والے کی قومی دوکان	لاہور
تاریخ مشائخ نقشبند	پروفیسر صاحبزادہ محمد عبدالرسول للہی	زاویہ	لاہور
صوفیائے نقشبند	سید امین الدین	مقبول اکیڈمی	لاہور
حضرت مجدد الف ثانی کا نظریہ توحید	ڈاکٹر برہان احمد فاروقی	علم و عرفان پبلشرز	لاہور
حیات باقی باللہ	مولوی محمد صادق کامل نقشبندی مجددی	اللہ والے کی قومی دکان	لاہور
مکتوبات مجدد الف ثانی خلاصہ دفتر اول دوم سوم	محمد ہدایت علی نقشبندی مجددی جے پوری	مکتبہ نبویہ	لاہور
ارشادات مجدد	حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری	فرید بک سٹال	لاہور
مکتوبات شریف	حضرت مجدد الف ثانی ترجمہ۔ قاضی علیم الدین	مکتبہ اسلامیات	لاہور
حیات مجدد	پروفیسر محمد فرمان ایم اے	مجلس ترقی ادب	لاہور
کنز الہدایات	حضرت خواجہ محمد باقر بن شرف الدین العباس لاہوری	تاجران کتب قومی منزل نقشبندیہ	لاہور
مقامات احمدیہ ملفوظات معصومیہ	حضرت خواجہ محمد امین نقشبندی مجددی	تاجران کتب قومی منزل نقشبندیہ	لاہور
مقامات امام ربانی مجدد الف ثانی	حضرت مولانا مولوی محمد حسن نقشبندی مجددی مظہری	تاجران کتب قومی منزل نقشبندیہ	لاہور
ہدایت الطالبین یعنی معمولات مجددیہ	عالم ربانی حضرت خواجہ محمد صالح کلابی نقشبندی	اللہ والے کی قومی دوکان	لاہور
ھدایت السالکین	حضرت مبارک خواجہ سیف الرحمٰن مدظلہ عالی	کرم پبلی کیشنز	لاہور
مجددی عقائد و نظریات	مولانا عبدالحکیم خان اختر شاہجہان پوری	حامد اینڈ کمپنی	لاہور
شیخ سرہند	جمیل اطہر سرہندی	ادارہ اسلامیات	لاہور
مدارج النبوت	ترجمہ۔ حضرت علامہ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی	ضیاء القرآن پبلی کیشنز	لاہور
قرآن عظیم رفیع الشان	ترجمہ۔ اعلیٰ حضرت مولینا شاہ محمد احمد خاں	تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی	لاہور
دلیل العارفین ملفوظات	حضرت خواجہ شیخ المشائخ معین الدین اجمیری	پروگریسو بکس	لاہور
اخبار الاخیار	حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی	شبیر برادرز	لاہور
نفحات الانس	حضرت شیخ المشائخ مولوی عبدالرحمٰن جامی نقشبندی	اللہ والے کی قومی دوکان	لاہور
انیس الطالبین	ارشادات خواجہ خواجگان بہاء الحق والدین نقشبند	اللہ والے کی قومی دوکان	لاہور
رود [illegible]	شیخ محمد اکرام	ادارہ ثقافت اسلامیات	لاہور
کلیات باقی باللہ	مولانا محمد زید فاروقی	اللہ والے کی قومی دوکان	لاہور
صوفیائے نقشبند	سید امین الدین	مقبول اکیڈمی	لاہور

نام کتاب	مصنف	شائع کردہ	مقام اشاعت
تاریخ مشائخ نقشبند	پروفیسر صاحبزادہ محمد عبدالرسول للہی	زاویہ	لاہور
حضرت مجدد الف ثانی کا نظریہ توحید	ڈاکٹر برہان احمد فاروقی	علم و عرفان پبلشرز	لاہور
مکتوبات مجدد الف ثانی خلاصہ دفتر اول دوم سوم	محمد ہدایت علی نقشبندی مجددی جے پوری	مکتبہ نبویہ	لاہور
ارشادات مجدد	حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری	فرید بک سٹال	لاہور
حیات باقی باللہ	مولوی محمد صادق کامل نقشبندی مجددی	اللہ والے کی قومی دکان	لاہور
مکتوبات باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ	شیخ المشائخ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ نقشبندی دہلوی	اللہ والے کی قومی دکان	لاہور
کشف المحجوب	حضرت شیخ المشائخ داتا علی ہجویری	ضیاء القران	لاہور
لوائح	شیخ المشائخ مولوی نورالدین عبدالرحمن جامی	تصوف فاؤنڈیشن	لاہور
آئینہ تصوف	پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی	تصوف فاؤنڈیشن	لاہور
ارشادات مجدد الف ثانی انتخاب مکتوبات	مولانا محمد اشرف عثمانی	ادارہ اسلامیات	لاہور
درمنیر فی تعددپیر	محمد عبدالستار احمد السیفی	مکتبہ السیف الصارم جامعہ جیلانیہ	لاہور
مجدد اعظم	محمد حلیم شرقپوری	شعاع ادب	لاہور
مجدد الف ثانی اور اعلیحضرت امام احمد رضا خان	مولانا غلام مصطفی مجددی ایم اے	مرکزی مجلس رضا	لاہور
کرامات مجدد الف ثانی	مولانا محمد شریف نقشبندی	ضیاء القران پبلی کیشنز	لاہور
السیف الصارم	حضرت مجدد الف ثانی نمبر	جولائی اگست 1997ھ	لاہور
السیف الصارم	نومبر 1997ء	دارالعلوم جامعہ جیلانیہ	لاہور
اکابر مجددیہ	صاحبزادہ سید محمد عاشق حسین شاہ	مرکزی انجمن مجددیہ	پاکستان
خاندان نقشبندیہ کی علمی خدمات	ڈاکٹر آفتاب احمد خان	المصطفیٰ اکیڈمی	سندھ حیدرآباد
تجلیات ضیائے معصوم	ڈاکٹر محمد زبیر	رکن اسلام پبلیکیشنز	سندھ حیدرآباد
حضرت مجدد الف ثانی ایک تحقیقی جائزہ	پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفی خاں		سندھ حیدرآباد
رسالہ محبوب العارفین وسیلۃ الطالبین	حضرت شیخ المشائخ سید عزیزاں علی رامتینی	المصطفیٰ اکاڈمی	سندھ حیدرآباد
رسالہ الطاہر	حضرت مجدد الف ثانی نمبر		لطیف آباد سندھ
سندھ کے صوفیائے نقشبند اول۔دوم	ڈاکٹر محمد زبیر	رکن اسلام پبلی کیشنز	سندھ حیدرآباد
خاندان نقشبندیہ کی علمی خدمات	ڈاکٹر آفتاب احمد خان	المصطفیٰ اکیڈمی	سندھ حیدرآباد
تحفۃ الزائرین	علامہ محمد طفیل احمد نقشبندی قادری	مکتبہ اصحابی بابا	ٹھٹھہ سندھ
تحفۃ الزائرین	علامہ محمد طفیل احمد نقشبندی قادری	مکتبہ اصحابی بابا	ٹھٹھہ سندھ
شان قیومیت	علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی	مکتبہ نقش لاثانی	سیالکوٹ
توضیح العقائد	مفتی شاہ محمد رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ	اسلامی کتب خانہ	سیالکوٹ
مقام رسول	حضرت علامہ محمد منظور احمد فیضی	مکتبہ محمدیہ ضلع	بہاولپور
مقام رسول	حضرت علامہ محمد منظور احمد فیضی	مکتبہ محمدیہ ضلع	بہاولپور
عمدۃ المقامات	ترجمہ محمد وسیم قاری	تاج کتب شہر نو جلال آباد	افغانستان

نام کتاب	مصنف	شائع کردہ	مقام اشاعت
حسنات الحرمین	حضرت مولانا شاکر بن ملا بدر الدین	مکتبہ سراجیہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ	موسیٰ زئی شریف
عمدۃ المقامات	ترجمہ۔ محمد وسیم قاری	تاج کتب شہر نو جلال آباد	افغانستان
مقامات خیر	حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی	درگاہ ابوالخیر	دہلی
وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کا تفصیلی بیان	مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی	اکاڈمی شاہ ابوالخیر مارگ	دہلی
مرزا مظہر جانجاناں کے خطوط	حضرت شیخ المشائخ قیوم جہاں میرزا مظہر جانجاناں	مکتبہ برہان اردو بازار	دہلی
	ترجمہ خلیق انجم ایم اے		
مکتوبات شریف	(حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ)	مکتبہ اسلامیات	
	ترجمہ۔ قاضی علیم الدین		
کل الجواہر یعنی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی	حضرت خواجہ محمد باقر بن شرف الدین العباس لاہوری		
خزینہ معرفت	مکتوبات شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ		
معمولات مظہری	حضرت نعیم اللہ بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ		
فتاویٰ مجددیہ نعیمیہ ج ا	مفتی عبداللہ نعیمی المعروف مفتی اعظم سندھ		
رسالہ انسیہ			
نور اسلام مجدد نمبر اول			

عرض ناشر

اس مسودہ کی تیاری اور کتابت نیز پرنٹنگ کے شعبہ جات تک ہم نے پوری کوشش کی اور بھرپور توجہ سے حوالہ جات کے سلسلہ میں دھیان رکھا ہے تاہم اگر قارئین اور محسنین کو کہیں کسی قسم کی کوئی کمزوری، کمی یا نقص نظر آئے تو براہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ طباعت میں اس کا ازالہ ہو سکے۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ اللہ جل مجدہٗ ہماری اس کاوش کو قبول و منظور فرمائے اور ہمیں اپنے مقرب بندوں کے صدقے اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے ۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وعلیٰ آلہ و اصحابہ وسلم ☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆